کو جو ہرتا باں سے تشبیہ دی ہے بعض جگہ اس کو سپہ سالار مقرر کیا ہے جس کی کالی جھنڈی ہے اور دھوئیں کو جو آگ پر اٹھتا ہے ایک علم سیاہ ٹھیرایا ہے۔ ایک جگہ اُس حرارت کو جو بخارات مائی کو اٹھاتی ہے چوبدار مقرر کیا ہے۔ اور ماس کا نام بلحاظ قوت ماسکہ ورترا رکھا ہے۔ اور بخارات کو گوبین ٹھیرایا ہے اور اندر جس سے وید میں آسمان کا فضا اور خاص کر کے کرہ زمہریر مراد ہے۔ اُس کو اس مثال میں قصاب سے تشبیہ دی ہے اور لکھا ہے کہ جس طرح قصاب گائے کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اسی طرح اندر نے ورترا کے سر پر ایسا بجر مارا جو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پانی قطرے قطرے ہو کر نکلا لیکن ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کے تلازمات کو قرآن شریف سے کچھ مناسبت نہیں صرف شاعرانہ خیالات ہیں۔ اور پھر بھی ایسے قابل تعریف اور باوقعت نہیں۔ بلکہ اکثر مقامات سخت نکتہ چینی کے لایق ہیں۔ مثلاً استعارہ مذکورہ بالا میں ہیں اندر کو ایک بوچڑ سے تشبیہ دی ہے۔ جس کا کام گائے کا گوشت فروخت کرنا ہے یہ ایک ایسا مضمون ہے کہ لطیف طبع شاعروں کے کلام میں ہرگز نہیں آ سکتا۔ کیونکہ شاعر کو یہ بھی خیال کر لینا لازم ہے کہ میرے اس مضمون سے عام لوگ کراہت تو نہیں کریں گے۔ مگر اس شروتی میں یہ خیال نظرانداز ہو گیا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ہندو لوگ جو وید کے مخاطب ہیں وہ گائے کے گوشت کا نام سننے سے متنفر ہیں اور ان کی طبیعتوں پر ایسا ذکر سخت گراں گذرتا ہے کہ پھر اندر کو جو وید میں ایک بزرگ دیوتا مقرر ہو چکا ہے۔ بوچڑ سے تشبیہ دینا۔ اور بعد بزرگ قرار دینے کے پھر اُس کی ہجو ملیح کرنا شائستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی ہے۔ ماسوائے اُس کے اس تشبیہ میں ایک اور بھی نقص ہے وجہ شبہ کی تشبیہ اس امر میں چاہئے۔ کہ مشہور اور معروف ہو۔ پس یہ کہنا۔ کہ اندر نے ورترا کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جیسے بوچڑ گائے کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ یہ تشبیہ فن بلاغت کے رو سے تب درست بیٹھتی ہے کہ جب

کی گئی ہیں کسی دوسری کتاب سے نکال کر دکھا سکے۔ سو اگر آریہ سماج والوں کو اپنے
وید پر یہ امید ہے کہ وہ قرآن شریف کا مقابلہ کر سکیگا تو انہیں بھی اختیار ہے۔ کہ وید
کا زور دکھلا دیں۔ مگر صرف دعوے ہی دعوے کرنا اور لاف و گزاف باتیں مونہہ پر لانا
نیک طینت آدمیوں کا کام نہیں۔ انسان کی ساری شرافت اور عقل اسی میں
ہے کہ اگر اپنے دعوے پر کوئی دلیل ہو تو پیش کرے۔ ورنہ ایسا دعوے کرنے سے
ہی زبان بند رکھے۔ جس کا ماحصل بجز فضول گوئی اور ژاژ خائی اور کچھ بھی نہیں۔
سمجھنا چاہئے کہ قرآن شریف کی بلاغت ایک پاک اور مقدس بلاغت ہے جس کا مقصد
اعلیٰ یہ ہے کہ حکمت اور راستی کی روشنی کو فصیح کلام میں بیان کر کے تمام حقایق اور
دقایق علم دین ایک موجز اور مدلل عبارت میں بھر دیئے جائیں۔ اور جہاں تفصیل کی
اشد ضرورت ہو وہاں تفصیل ہو۔ اور جہاں اجمال کافی ہو۔ وہاں اجمال ہو۔ اور
کوئی صداقت دینی ایسی نہ ہو جسکا مفصلاً یا مجملاً ذکر نہ کیا جائے۔ اور باوصف اس کے
ضرورت حقہ کے تقاضا سے ذکر ہو۔ نہ غیر ضروری طور پر اور پھر کلام بھی ایسا فصیح اور سلیس
اور متین ہو کہ جس سے بہتر بنانا ہرگز کسی کے لئے ممکن نہ ہو۔ اور پھر وہ کلام روحانی برکات
بھی اپنے ہمراہ رکھتا ہو۔ یہی قرآن شریف کا دعوے ہے۔ جس کو اس نے آپ ثابت
کر دیا ہے۔ اور جا بجا فرما بھی دیا ہے۔ کہ کسی مخلوق کے لئے ممکن نہیں کہ اس کی نظیر
بنا سکے۔ اب جو شخص منصفانہ طور پر بحث کرنا چاہتا ہے۔ اس پر یہ امر پوشیدہ
نہیں کہ قرآن شریف کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے ایسی کتاب کا پیش کرنا ضروری
ہے جس میں وہی خوبیاں پائیں جائیں۔ جو اس میں پائی جاتی ہیں۔ سچ ہے کہ
وید میں شاعرانہ تلازمات پائے جاتے ہیں اور شاعروں کی طرح انواع و اقسام کے
استعارات بھی موجود ہیں۔ مثلاً رگ وید میں ایک جگہ آگ کو ایک دولتمند
فرض کر لیا ہے۔ جس کے پاس بہت سے جواہرات ہیں اور اس کی روشنی

یہ ثابت ہو کہ وید کے زمانہ میں عام طور پر گائے کا گوشت بازاروں میں بکتا تھا۔ اور
بوچڑ لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرکے وہ گوشت آریا لوگوں کو دیتے تھے۔ مگر حال کے آریا لوگ
ہرگز اس کے قائل نہیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ کلام میں ایسی تشبیہ بیان کرنا جس کا
خارج میں وجود ہی نہیں۔ بلکہ جس سے لوگ متنفر ہیں دائرہ فصاحت و بلاغت سے
بالکل خارج ہے۔ اگر ایک لڑکا بھی اپنے کلام میں ایسی تشبیہ بیان کرے تو وہ دانشمندوں
کے نزدیک قابل ملامت اور سادہ لوح ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ تشبیہ کا لطف تب ہی
ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب مشابہت ایسی ظاہر ہو۔ کہ جس چیز سے تشبیہ دی گئی ہے
سامعین اُس سے بخوبی واقفیت رکھتے ہوں۔ اور ان کی نظر میں وہ چیز
بدیہی الظہور اور مسلم الوجود ہو۔ اور نیز اُن کی طبعیتیں بھی اُس کے ذکر سے کراہت
نہ کرتی ہوں لیکن کون ثابت کرسکتا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں ہندوؤں میں گائے
کا گوشت بیچنا اور خریدنا اور کھانا ایک عام رواج تھا جس سے آریہ قوم کو نفرت نہ
تھی اور اگر یہ بھی خیال کیا جائے کہ خود وید کا ہی ذکر کرنا اُس رواج پر ثبوت ہے
تو ایسا خیال کرنے سے بھی کلی اعتراض مرتفع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ گائے گوشت
اور لہو سے پانی کو عمدہ مشابہت حاصل نہیں۔ ہاں گائے کے دودھ کو مصفا پانی
سے مشابہت حاصل ہے۔ سو اگر مثلاً رگوید سنتھا اشٹک اول سکت ۳۲ کی شرتی
جس میں لکھا ہے "اسے اندر ورترا پر اپنا بجر چلا اور اُسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے
بوچڑ گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے"۔ اس طرح پڑھتے کہ جب اندر نے اپنے بجر
سے ورترا کو دبایا تو اُس میں سے اس طرح پر پانی نکلا جیسے شیردار گائے کا پستان
دبانے سے دودھ نکلتا ہے۔ تو وہ تلازم جس کا بیان کرنا مقصود تھا وہ بھی
قائم رہتا اور تشبیہ بھی نہایت مطابق ہوجاتی۔ ماسوا اس کے کسی طبیعت کو
اُس تشبیہ سے نفرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہندو لوگ بھی بافراط گائے کا دودھ

پی لیتے ہیں۔

قطع نظر ان سب باتوں کے ایسے تناسخانہ تلازمات میں ہماری بحث ہی نہیں اور قرآن شریف کے سامنے اِن لغویات کا ذکر کرنا ایک بیہودہ حرکت اور ناحق کی درد سر ہے۔ جس بلاغت حقیقی کو قرآن شریف پیش کرتا ہے۔ وہ تو ایک دوسرا ہی عالم ہے۔ جس سے لغو اور جھوٹ اور بیہودہ باتوں کو کچھ بھی تعلق نہیں۔ بلکہ حکمت اور معرفت کے بے انتہا دریا کو اقل اور اول عبارت میں بالتزام فصاحت و بلاغت بیان کیا ہے۔ اور جمیع دقایق الٰہیات پر احاطہ کر کے ایسا کمال دکھلایا ہے جس سے انسانی قوتیں عاجز ہیں۔ لیکن وید کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کیا تحریر میں لادیں۔ جس میں بجائے حقایق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہیں۔ کروڑہا بندگان خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جھکایا؟ ویدنے۔ آریوں کو صدہا دیوتوں کا پرستار کس نے بنایا؟ ویدنے۔ کیا اُس میں کوئی ایسی شرتی بھی ہے۔ جو کہ صاف صاف اور انکشاف طور پر مخلوق پرستی سے منع کرے۔ اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور اُن تمام شرتیوں کو جو مخلوق پرستی کی تعلیم پر مشتمل ہیں۔ محل اعتراض ٹھہراوے۔ کوئی بھی نہیں پھر وہ بلاغت جو حق اور حکمت کی روشنی دکھلانے پر منحصر ہے۔ کیونکر اس کو نصیب ہو سکتی ہے۔ کیا ہم ایسے کلام کو بلیغ کہہ سکتے ہیں۔ جس کی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ اُس کا مقصود اصلی شرک کا مٹانا اور توحید کا قایم ہے لیکن وہ گونگوں کی طرح اِس دعوے کو بہ پایہ صداقت پہنچانے سے عاجز رہا ہے۔ ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ وجود بلاغت میں سے نہایت ضروری ایک وجہ یہ ہے۔ کہ جس بات کا ظاہر کرنا اور کھولنا مقصود ہو اُسکو اس طرح کھول کر تبلایا جاوے۔ کہ طالب حق کی تسلی کے لئے کافی ہو۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہی شخص فصیح کہلاتا

ہے جو کہ اپنے مطلب کو ایسے عمدہ طور پر ادا کرے ۔ کہ گویا اپنے مافی الضمیر کا نقشہ کھینچ کر دکھلائے ۔ اب اگر آریا صاحبوں کا دعوے یہ ہوتا کہ وید کا اصلی مطلب مخلوق پرستی کی تعلیم ہے تو شاید اُس کی نسبت گمان ہو سکتا تھا کہ وہ بلاغت کے درجہ سے بکلی ساقط نہیں ۔ کیونکہ گو وید سے حقیقی بلاغت کے مذاق پر مخلوق پرستی پر کوئی دلیل بیان نہیں کی ۔ اور اس کو ثابت کر کے نہیں دکھلایا مگر تاہم واضح کلام سے کہ بلاغت کی ایک جز ہے ۔ اپنا منشاء دیوتاؤں کی پوجا کی نسبت کھول کر بیان کر دیا اور اگنی اور وایو اور اندر وغیرہ کی تعریف میں صدہا منتر بنا ڈالے ۔ اور ان چیزوں سے گوئیں اور گھوڑے اور بہت سا مال ہی مانگا ۔ لیکن اگر یہ دعوے کیا جائے کہ وید نے اپنی قوت بیانی اور کمال بلاغت سے توحید کے بیان کرنے میں زور لگایا ہے ۔ اور مشرکین کے اوہام اور وساوس کو دلائل واضحہ سے مٹایا اور جو جو براہین اثبات توحید اور ازالۂ شرک کے لئے ضروری ہیں وہ سب بیان کئے ہیں اور وحدانیت الٰہی کو ثابت کر کے دکھلایا ہے اور آگ وغیرہ کی پرستش کو منع کیا ہے تو یہ دعوے کسی طرح سر سبز نہیں ہو سکتا ۔ کون اس بات کو نہیں جانتا کہ وید کے مضمون اسی کی طرف جھکے ہوئے ہیں کہ تم آگ کی پرستش کرو ۔ اندر کے بھجن گاؤ ۔ سورج کے آگے ہاتھ جوڑو ۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت میں بقول تمہارے وید کا یہ منشا تھا کہ توحید کو بیان کرے اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور مشرکوں کو توحید کے رتبہ تک پہنچا دے اور بگڑے ہوئے لوگوں کو اصلاح پر لاوے اور مخلوق پرستوں کو خدا پرست بنا دے اور اہل شرک کے تمام وساوس مٹا دے ۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اپنے اس منشاء کو پورا کرتا جا بجا اُس کے بیان سے مخلوق پرستی کی تعلیم مترشح ہوتی گئی ۔ جس تعلیم نے کروڑوں کی کشتی کو ڈبو دیا لاکھوں کو ورطۂ شرک و کفر میں غرق کیا ۔ ایک جگہ بھی مونہہ کھول کر وید نے

بیان نہ کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آ جاؤ۔ آگ وغیرہ کی پوجا مت کرو۔ بجز خدا کے اور کسی چیز سے مرادیں مت مانگو۔ خدا کو بے مثل و مانند سمجھو۔ اس صورت میں ہر ایک عاقل آپ ہی انصاف کرے کہ کیا فصیح کلام کی یہی نشانیاں ہوا کرتی ہیں کہ مافی الضمیر کچھ ہے اور مونہہ سے کچھ اور ہی نکلتا جاتا ہے۔ صرف اس قدر لغو بیانی تو جاہلوں اور مسلوب الحواسوں کے کلام میں نہیں ہوتی۔ وہ بھی اس قدر قوت بیانی رکھتے ہیں کہ اپنا دلی منشا ظاہر کر دیتے ہیں۔ جب پانی کی خواہش ہو۔ آگ نہیں مانگتے۔ اور اگر روٹی کی طلب ہو تو پتھر نہیں طلب کرتے۔ مگر میں حیران ہوں کہ وید کی بلاغت کس قسم کی بلاغت ہے۔ جس کا منشا تو توحید تھا۔ مگر برخلاف اس کے صدہا دیوتاؤں کا جھگڑا شروع کر دیا۔ جو کلام اپنا منشا ظاہر کرنے سے ہی عاجز ہے۔ خدا نہ کرے۔ کہ وہ فصیح و بلیغ ہو۔ کلام بلیغ میں ایسی خرابی کب پڑ سکتی ہے کہ جو امر اصل مقصود بالذات ہو وہی صفائی اور شائستگی سے بیان نہ ہو سکے۔ بلاغت کی اول شرط یہی ہے۔ کہ متکلم اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر بخوبی قادر ہو اور جس امر کو ظاہر کرنا چاہے۔ ایسا صفائی سے ظاہر کرے کہ کوئی اشتباہ باقی نہ رہ جائے گونگوں کی طرح مبہم اور بے سر و پا بات نہ کہے۔ ہاں جس بات کو مخفی رکھنا اور بطور اسرار بیان کرنا مصلحت ہو اس کو مخفی طور پر بیان کرنا ہی بلاغت ہے۔ مگر توحید جس سے کل معاملات نجات کا وابستہ ہے۔ ایسا امر نہیں ہے جس کو مخفی رکھنا جائز ہو۔ پس یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ وید نے بالارادہ مضمون توحید کو چیتیوں اور پہیلیوں کی طرح بیان کیا ہے اور دانستہ دھوکہ دینے والی عبارتیں درج کی ہیں کیونکہ اس سے یہ ماننا پڑیگا کہ وید نے عمداً چند ہی کروڑ آدمیوں کو ورطہ ہلاکت میں ڈالنا چاہا۔ اور جان بوجھ کر ایسی عبارتیں لکھی ہیں۔ جن کے پڑھنے سے مخلوق پرستی کی تعلیم ملتی ہے۔ بلکہ اس صورت میں عام ہندوؤں کی یہ خطائے

درست ہوگی کہ وید کا دلی منشا نہیں تھا کہ آریا قوم کو دیوتاؤں کا پوجاری بنا دے اور اگر وید کا دلی ارادہ مخلوق پرستی کے برخلاف سمجھیں تو پھر یہ کہنا پڑیگا کہ اس کو بات کرنے کا سلیقہ بالکل یاد نہیں اور اس میں لیاقت ہی نہیں کہ اپنے منشا کو مخاطبین پر اچھی طرح ظاہر کر سکے۔ تو اس صورت میں وید کا بلاغت کے مرتبے سے ساقط ہونا ایسا ظاہر ہے کہ حاجت بیان نہیں ایسے کلام کسی عاقل کے نزدیک بلیغ و فصیح نہیں کہلا سکتے جس کے الفاظ معانی پر دلالت نہیں کرتے۔ بلکہ برخلاف مراد اور مفاسد کی طرف کھینچتے ہیں جس شرتی پر نظر ڈال کر دیکھو بجائے رہبری کے رہزنی کر رہی ہے۔ یہ خوب بلاغت ہے اور عجیب فصاحت ما فی الضمیر سمجھانے کا طریق بھی وید ہی پر ختم ہے۔ یوں تو کسی صاحب کو شاید یقین نہ آوے۔ مگر ہم بطور نمونہ رگ وید میں سے جو کہ سب ویدوں میں اعلے اور افضل شمار کیا جاتا ہے کسی قدر ایسی شرتیاں لکھتے ہیں۔ جن کی نسبت آریوں کا خیال ہے کہ اُن میں توحید کی تعلیم ہے۔ اور پھر بعد اُس کے کسی قدر بطور نمونہ وہ آیات لکھیں گے۔ جو کہ قرآن شریف نے توحید کے بارے میں لکھی ہیں تاکہ ہر یک کو معلوم ہو کہ وید اور فرقان میں سے کس نے مسئلہ توحید کو صفائی و شائستگی پر زور بیان اور بلیغ تقریر میں بیان کیا ہے۔ اور کس کا بیان مہمل اور بے سر و پا اور طرح طرح کے شکوک اور شبہات میں ڈالتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں بلاغت کے آزمانے کے لئے یہی سہل طریق ہے کہ جن دو کاموں کا موازنہ و مقابلہ منظور ہو اُن کی قوت بیانی کو دیکھا جائے کہ کس مرتبہ تک ہے۔ اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے کے لئے کیسی کیسی موشگافی اور دقیقہ رسی اُنہوں نے کی ہے اور کہاں تک اپنے مدلل اور معجز بیان سے جہل کی تاریکی کو اُٹھانے کے لئے علم کی روشنی دکھلائی ہے اور وحدانیت الٰہی کی خوبیاں اور شرک کی قباحتیں ظاہر کی ہیں۔ لیکن اگر کسی کو شک ہو کہ شاید رگ وید میں ایسی شرتیاں بھی ہونگی جو بیان توحید میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکیں [illegible]

رجسٹرڈ ایل ۱۲۴۱

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک عہ

جلد ۵

نمبر ۱۳

رسالہ انوار الاسلام

پندرہ روزہ

بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ

مطابق یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء

قابل توجہ اہل اسلام

آج کے پرچہ کے ساتھ دو اشتہار بطور ضمیمہ کے شائع کئے جاتے ہیں ایک اشتہار تو صرف دنیا میں پہلی طرز کے قرآن کریم کا ہے جسکو رنگین بھی کروا دیا گیا ہے۔ سو سب سرپرستان انوار الاسلام کی خدمت میں گذارش کیجاتی ہے۔ کہ ازراہ عنایت و ہمدردی اسلام دنیا میں پہلی طرز کے قرآن مجید کے اشتہار کو خود ملاحظہ فرما کر کسی مسجد میں چسپاں کرا دیں تو آپکی عین عنایت ہوگی اور دیگر اشتہار کو بھی عام مسلمانوں میں مشتہر فرما دیں۔ تاکہ ہر ایک صاحب اس اشتہار سے مستفیض ہو۔ اور انوار الاسلام کی اشاعت ہفتہ وار ہو وما توفیقی الا باللہ

انوار الاسلام

ہفتہ وار

ہمنے سابقہ کئی نمبروں میں یہ خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ اگر تمام ممبران انوار الاسلام اسلامی ہمدردی کو کام میں

اگر ہر ایک صاحب ایک ایک نیا خریدار پیدا فرما دیویں۔ تو ہم بفضل خدا اس اسلامی غازی کو اسی قیمت میں بجائے پندرہ روزہ کے ہفتہ وار کر دیویں گے۔ جسپر چند احباب نے۔ تو بجائے ایک ایک خریدار کے دو دو تین تین نئے خریدار دیئے۔ جو قریباً دو ہزار خریدار میں سے صرف بیس خریداروں نے ایسا کیا۔ پھر علاوہ اسکے ہمنے کئی نمبروں میں یہ بھی ظاہر کیا تھا۔ کہ اسوقت کارخانہ کو دو ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ اگر تمام حامیان انوارالاسلام کتب خرید کر دو ہزار روپیہ کی ضرورت کو پورا کر دیوینگے۔ تو ہم انوارالاسلام کو بجائے پندرہ روزہ کے ہفتہ وار کر دیویں گے۔ لیکن اسپر بھی سوائے چند ممبروں کے کسی صاحب نے خاص دلی توجہ سے کام نہ لیا۔ جسپر پھر آج ہم تمام ممبران انوارالاسلام کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اگر دو ہزار روپیہ کی کتب فروخت ہو کر ماہ رجب شعبان ورمضان میں کارخانہ کی دو ہزار روپیہ کی ضرورت پوری ہوگئی۔ یا ہر ایک صاحب نے ایک ایک خریدار نیا پیدا فرما دیا۔ تو ہم بفضل خدا جلدی سے انوارالاسلام کو اسی قیمت میں ہفتہ وار کر دیوینگے۔ اور جن احباب کی طرف سے معقول درخواست کتب کی آئی یا نئے خریدار کا اسم مبارک روانہ فرماوینگے۔ اُن صاحبوں کے نام رسالہ میں شائع کئے جاوینگے

والسلام

کیا آپ نے

پہلے کئی نمبروں نے یہ نہیں دیکھا کہ جن احباب کا حساب نمبر ۱ و نمبر ۱۲ سے شروع ہوتا ہے۔ ان کے نام نامی پر انعامی کتاب ثبوت نبوت بذریعہ وی۔ پی روانہ کیجاویگی۔ کیونکہ اب رسالہ نمبر ۱۲ تک آنکو وصول ہو چکا ہے اسلئے ہم بفضل خدا ماہ حال کو ضرور وی پی روانہ کرینگے ازراہ عنایت تمام صاحبان جنکے نام وی پی روانہ کئے جاوینگے وصول فرماکر نیازمند کو شکریہ کا موقعہ دینگے والسلام نیازمند اڈیٹر۔

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

بفضل خدا دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید چھپکر تیار ہو گیا ہے جو اب نمبروار خریداروں کو روانہ ہو رہا ہے قیمت فی جلد ملعہ۔ مجلد سنہری ...۔ جو ابی اشتہار کو ضرور ملاحظہ فرماویں ملنے کا پتہ

دفتر انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

انوار الاسلام

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء

ان الاسلام رحمۃ للانسان وحجۃ الادیان

للانبیاء باوضح البرہان

سلسلہ کیلئے دیکھو رسالہ نمبر ۱۲ صفحہ ۱

الليل والنهار وانزل الله من السما
من رزق فاحيا به الارض بعد موتها
وتصريف الرياح آيات لقوم يعقلون
تلك آيات الله نتلوها عليك
بالحق فباي حديث بعد الله وآياته
يومنون (سورہ جاثیہ)

پیدا کئے اور پہاڑوں میں سفید سرخ و سیاہ
قطعے نکالے ہیں اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں
اور چارپاؤں میں طرح طرح کے رنگ بنائے آسمانوں
میں اور زمین میں خدا کے ہونے پر یقین والوں کے
لئے بہت سی نشانیاں ہیں اور تمہارے پیدا کرنے
میں اور جانوروں کو قسمات سے پھیلانے میں

هو الذی انزل من السماء ماء فاخرجنا به
نبات کل شیء فاخرجنا منه خضرا نخرج
منه حبا متراکبا ومن النخل من طلعها
قنوان دانية وجنات من اعناب
والزيتون والرمان مشتبها وغير
متشابه انظروا الی ثمره اذا اثمر وينعه
ان فی ذلکم لايات لقوم يؤمنون (سورة انعام)
هو الذی مد الارض وجعل فيها رواسی
وانهارا ومن کل الثمرات جعل فيها
زوجين اثنين يغشی الليل النهار
ان فی ذلک لايات لقوم يتفکرون

(سورة رعد)

وفی الارض قطع متجاورات وجنات
من اعناب وزرع ونخيل صنوان
وغير صنوان يسقی بماء واحد
ونفضل بعضها علی بعض فی الاکل
ان فی ذلک لايات لقوم
يعقلون (سورة رعد)
الذی جعل لکم الارض مهدا
وسلک لکم فيها سبلا وانزل من
السماء ماء فاخرجنا به ازواجا
من نبات شتی کلوا وارعوا انعامکم
ان فی ذلک لايات لاولی
النهی (سورة طه)

یقین والوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں
اور رات کے جانے اور دن کے آنے اور ان
کے بڑا ہونے اور چھوٹا ہونے اور آسمان سے
مینہہ کے برسنے پھر مردہ زمین کے زندہ کرنے
اور ہوا کے ادل بدل کرنے میں سمجھ دار لوگوں
کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں - یہ اللہ کی
نشانیاں ہیں جو ٹھیک تجھکو بتائی ہیں پھر
کونسی بات ہے جس پر اللہ کی اور اس کی نشانیوں
کے بعد ایمان لاوینگے - خدا وہ ہے جو برساتا
ہے آسمان سے پانی پھر پانی کے سبب
ہم نے تمام اگنے والی چیزیں پائیں پھر ہمنے
اس سے سبز لودے نکالے جس میں سے
دانوں کے گچھے نکلتے ہیں اور کھجور کے
درختوں میں انکی بھنگ میں سے پھل کے
بوجھ سے زمین کو جھکے ہوئے گابھے نکلتے
اور انگور اور زیتونوں اور انار کے باغ ایک
سے اور الگ طرح کے اُگتے ہیں۔ دیکھو اس
کے پھل کو جبکہ وہ پھلے اور پکے اُس میں بھی
بلاشبہہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان والے ہیں
خدا کے ہونے کی نشانیاں ہیں۔ اللہ وہ ہے
جس نے زمین کو ایسا بڑا بنایا اور اس میں
پہاڑ اور دریا بنائے اور اس میں تمام پھلوں
کو دو دو بنایا رات سے دن کو چھپا دیتا ہے
اس میں بھی بیشک ان لوگوں کے لئے

والانعام خلقها لكم فيها دفء
ومنافع ومنها تاكلون ولكم فيها
جمال حين تريحون وحين
تسرحون وتحمل اثقالكم
الى بلد لم تكونوا بالغيه الا
بشق الانفس (سورہ نحل)
وان لكم في الانعام لعبرة نسقيكم
مما في بطونها من بين فرث ودم
لبنا خالصا سائغا للشاربين
(سورہ نحل)
ومن اياته الجوار في البحر كالا
علام ان يشاء يسكن الريح
فيظللن رواكد على ظهره ان
في ذلك لايات لكل صبار
شكور (سورہ شوری)
والله اخرجكم من بطون امهاتكم
لا تعلمون شيئا وجعل لكم السمع
والابصار والافئدة لعلكم
تشكرون الم يروا الى الطير
مسخرات في جو السماء ما
يمسكهن الا الله ان في ذلك
لايات لقوم يومنون۔
(سورہ نحل)

جو غور کرتے ہیں خدا کے ہونے پر نشانیاں
ہیں اور زمین کے مختلف ٹکڑے آپس میں ملے
ہوئے ہیں۔ اور انگور کے باغ ہیں کھیت
ہیں اور کھجور کے درخت ہیں کسی کی بہت
گھنی شاخیں ہیں اور کسی کی چھدری جو ایک
سے پانی سے سیراب ہوتے ہیں اور کھانے
میں ایک دوسرے سے مزیدار ہیں اس میں
بھی بیشک اُن لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں
خدا کے ہونے پر نشانیاں ہیں۔ وہ خدا ہے۔
جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا
اور تمہارے لئے اُس میں رستے جاری کئے
اور آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر ہم نے پانی
کے سبب مختلف اُگنے والی چیزوں سے
جوڑے نکالے کھاؤ اور اپنے جانوروں کو چراؤ
اُس میں بھی عقل والوں کے لئے خدا کے ہونے
پر نشانیاں ہیں اور تمہارے لئے مویشی کو پیدا
کیا۔ اُن میں گرم ہونے کا سامان اور بہت سی
منافع ہیں۔ اور اُن ہی میں سے تم کھاتے
ہو اور تمکو اُن سے زیبائش ہے۔ جبکہ شام کو
چرا کر لاتے ہو اور چرانے کو لے جاتے ہو اور تمہارا
بوجھ کسی شہر کو اُٹھا لے جاتے ہیں۔ جہاں تم
بغیر ادھ موئے ہوئے نہ پہنچ سکتے تھے۔ اور
تمہارے لئے مویشی میں ایک بڑی نصیحت
ہے۔ ہم تمکو وہ چیز پلاتے ہیں۔ جو اُن کے پیٹ میں گوبر و لہو کے سبب بنتی ہے

یعنی اچھا خاصہ دودھ جو پینے والوں کے حلق میں آسانی سے اُتر جاتا ہے۔ اور خدا کے ہونے کی نشانیوں میں ہیں۔ پہاڑوں کی مانند جہاز سمندر میں چلنے والے اگر خدا چاہے ہوا بند کر دے وہ سمندر کی پیٹھ پر ٹھہر جاویں۔ اس میں بھی بیشک اُن لوگوں کے لئے جو صابر و شاکر ہیں خدا کے ہونے پر نشانیاں ہیں۔ اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا تم کچھ نہیں جانتے تھے بنایا تمہارے لئے سننا تاکہ تم شکر کرو کیا تم پرندوں کو نہیں دیکھتے جو ادھر آسمان کی وسعت میں ہیں۔ کون اُن کو تھامے ہوئے ہے۔ بجز خدا کے اس میں بھی بیشک اُن لوگوں کو جو ایمان والے ہیں خدا کے ہونے پر نشانیاں ہیں:

اگر چند آیتوں کے مضامین کو مختصراً ایک جا جمع کر دیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ کس خوبی اور فصاحت اور بلاغت سے خدا کے ہونے پر قدرتی چیزوں سے استدلال کیا گیا ہے۔ دنیا کو دیکھ کر وہ کیسی عجیب چیز ہے۔ تاروں بھرا آسمان۔ اندھیرے کو اُجالا کرنے والا۔ سورج گھٹنے بڑھنے والا۔ اندھیری رات میں چاندنی کے سے بیتر سے چھپا دینے والا چاند۔ دریا کی موجوں اور بے نشان رستوں میں رستہ بتانے والے۔ ستارے خدا کی طرح یہ طرح کی صنعتیں کس ہوئی آنکھوں والوں کو خدا کے ہونے کی بڑی نشانیاں ہیں۔ یہ زمین خدا نے تمہارے لئے بنائی۔ اس میں ہر طرف کو جانے آنے کے رستے رکھے تم اس پر رہتے ہو۔ اور ادھر ادھر پھرتے ہو بادلوں کے بے انتہا دل اس نیلے گھیرے کے سینہ میں پیدا ہوتے ہیں کھڑے رہتے ہیں ڈولتے پھرتے ہیں پھر غائب ہو جاتے ہیں کہاں سے آتے ہیں۔ اور کہاں چلے جاتے ہیں۔ یہ پہاڑوں کی صورت کے اگر بادل روئی کے پھوئے کی طرح ہوا کے [illegible] سے اور [illegible] پھرنے والے دل کے دل موسلادھار مینہ برساتے ہیں [illegible] ہیں۔ گھاس اُگتی ہے اونچے اونچے کھجور کے درخت [illegible] اُگتے ہیں۔ جن کے گرد کھجوروں کے گچھے [illegible] خدا کے ہونے کی نشانیاں نہیں ہیں۔ تمہاری مویشی بھی کیا [illegible] نہیں ہیں۔ تمہارے لئے گھاس کو دودھ بنا دیتی ہے۔ اُس کے

اُن سے تم اپنی پوشاکیں بناتے ہو۔ دن بھر جنگل میں چرتی ہیں۔ شام کو صف باندھ کر تمہارے گھر آتی ہیں۔ پھر اُن بڑے بڑے پہاڑوں یعنی جہازوں کو دیکھو جو اپنے کپڑے کے پر پھیلائے سمندروں کی لہروں پر دوڑتے اور اُڑتے پھرتے ہیں پر پھیلاتے ہیں جست کرتے ہوئے جاتے ہیں۔ ہوا اُن کو لئے پھرتی ہے۔ مگر جب خدا نے ہوا بند کر لی تو وہ مردہ کی طرح پڑے ہیں۔ پھر ہل تک نہیں سکتے کیا یہ ایک کرشمہ نہیں ہے۔ تم کیا کرشمہ چاہتے ہو۔ تم خود کیا کرشمہ نہیں ہو۔ چند برس پہلے تمہارا وجود نہ تھا۔ تم کو خدا نے مٹی سے پیدا کیا۔ چھوٹے سے بڑا کیا۔ خوبصورت بنایا۔ طاقت تم کو دی۔ خیالات کی قوت تم میں رکھی۔ تم کو ایک دوسرے پر رحم آتا ہے۔ اگر تم کو ایسا نہ بناتا تو تمہارا حال کیا ہوتا۔ پھر تمہارے بال سفید ہوتے ہیں۔ تمہاری طاقت گھٹ جاتی ہے۔ ناتواں ہو جاتے ہو۔ پھر تمہارا وجود نہیں رہتا۔ یہ سب چیزیں اس کے بنانے والے ہونے کی نشانیاں ہیں

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

تمام قرآن اسی قسم کے قدرتی مضامین سے بھرا ہوا ہے جن سے اس علۃ العلل یعنی خدا کے ہونے پر استدلال کیا ہے۔ پھر خدا کی وحدانیت کی دلیلیں ہم عام فہم طریقہ پر بیان کی ہیں اور یوں فرمایا ہے کہ "کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور کس نے تمہارے لئے آسمان پر سے مینہ برسایا۔ پھر ہم نے اس سے فرحت بخش باغ اُگائے تم اُن کے درخت نہیں اُگا سکتے تھے۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔ مگر کافر وہ لوگ ہیں۔ جو سیدھی راہ سے پھر جاتے ہیں۔ کس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور کس نے اس میں دریائے بنائے اور کس زمین کے پہاڑ بنائے اور کس نے

امن خلق السموات والارض وانزل لکم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما کان لکم ان تنبتوا شجرها ءاله مع الله بل هم قوم یعدلون۔ امن جعل الارض قرارا وجعل خلالها انهارا وجعل لها رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ءاله مع الله بل اکثرهم لا یعلمون ۔ سورۂ نمل

دو سمندروں میں جزیرہ بنایا۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔ مگر بہت کافروں میں سے نہیں جانتے۔ اگر آسمان و زمین میں دو خدا ہوتے تو دونوں برابر ہو جاتے"

ہر گیاہے کہ از زمین رو ید ؛ وحدہ لاشریک لہ گوید

پس امور مذہبی میں جیسی آزادی رائے اسلام میں ہے اس سے زیادہ اور کیا ہوگی۔ یہ کہنا کہ اسلام کے نہ قبول کرنے کی لازمی سزا تلوار ہے مذہب اسلام پر منجملہ اُن سخت اور جھوٹے الزاموں کے ایک الزام ہے جو غیر مذہب والوں نے ناانصافی سے اُس پر کئے ہیں۔ یا وہ مذہب اسلام سے ناواقف ہیں یا دیدہ و دانستہ حق پوشی کی نظر سے باندھے ہیں۔ اسلام صرف دلی یقین اور قلبی تصدیق پر منحصر ہے اور دلی یقین جبر و زبردستی سے پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ پس کیونکر یہ بات خیال میں آسکتی ہے۔ کہ جس چیز سے وہ بات پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ جس کی ضرورت اسلام کے لئے ہے اُس کے کرنے کو خود اسلام ہی ہدایت کرے جو لوگ مذہب اسلام سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں اور خدا کے کلام کو ایک اونے توجہ سے ہی دیکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ خیال کہ اسلام زبردستی و تلوار کے زور سے قبول کروایا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے اس صاف اور روشن حکم کے بالکل برخلاف ہے۔ جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ "دین پر لانے میں کچھ دباؤ ڈالنا نہیں ہے۔ کیونکہ سیدھی راہ یعنے اسلام گمراہی یعنی کفر سے علانیہ کھل گئی ہے

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا واللہ سمیع علیم۔ (سورۃ بقر آیت ۲۵۷)

پھر جو کوئی بتوں کا منکر ہو۔ اور اللہ پر ایمان لائے تو بیشک اُس نے نہایت مضبوط کنگورہ پکڑ لیا ہے جو ٹوٹنے کے قابل نہیں ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے"۔ ایک اور جگہ خدا نے فرمایا ہے کہ" اگر چاہتا اللہ تیرا پروردگار تو

ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین وما کان

سب جو زمین میں ہیں اکٹھے ایمان لے آتے پھر کیا تو دباؤ ڈال سکتا ہے لوگوں پر تاکہ مسلمان ہو جاویں۔ یعنی دباؤ سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا

لنفس ان تومن الا باذن الله یجعل الرجس علی الذین لا یعقلون۔ (سورہ یونس آیت ۹۹ و ۱۰۰) | کسی شخص کو یہ بات ممکن نہیں ہے کہ بغیر حکم خدا کے ایمان لاوے اور اللہ ان لوگوں پر ناپاکی ڈالتا ہے جو نہیں سمجھتے" ؛

جس اصول پر حضرت موسیٰ نے کافروں پر تلوار کھینچی تھی اور یہودیوں اور عیسائیوں کے نزدیک خدا کے حکم سے وہ تلوار کھینچی گئی تھی کہ تمام کافروں اور بت پرستوں کو بغیر کسی استثنا کے قتل و غارت و نیست و نابود کر دیں۔ اس اصول پر مذہب اسلام نے کبھی تلوار کو میان سے نہیں نکالا۔ اس نے کبھی تمام کافروں اور بت پرستوں کے نیست و نابود کرنے کا یا کسی کو تلوار کی دہار سے مجبور کر کے اسلام قبول کروانے کا ارادہ نہیں کیا۔ ہاں بلاشبہ اسلام نے بھی تلوار کو نکالا۔ مگر دوسرے مقصد سے یعنی خدا پرستوں کے امن اور اُن کی جان و مال کی حفاظت اور اُن کو خدا پرستی کا موقع ملنے کو اور یہ ایک ایسا منصفانہ اصول ہے۔ جس پر کوئی شخص کسی قسم کا الزام نہیں لگا سکتا ؛

اسلام میں سب سے بڑا مقصد جیسا اس لا زوال ہستی پر خود یقین لانا ہے۔ ویسا ہی اس کے وجود اور اس کی وحدانیت کا علی العموم مشتہر کرنا ہے۔ شروع اسلام کے زمانہ کے مسلمانوں پر بہت بڑا فرض تھا۔ اور حال کے زمانہ کے مسلمانوں پر بھی بقدر اُس حاجت اور ضرورت کے جواب باقی ہے۔ فرض ہے کہ کافروں میں اور کافروں کے ملک میں جاویں اور ایسے خداسے واحد کے وجود کا یقین جو دکھائی نہیں دیتا اپنے وعظ و نصیحت سے لوگوں کے دلوں میں بٹھلا دیں۔ جن ملکوں میں اس مقصد کے ادا کرنے میں کوئی مانع و مزاحم نہیں ہے۔ اس ملک پر اسلام نے تلوار نکالنے کی اجازت نہیں دی۔ مگر جب کافر خدا کے نام کی منادی کے مانع ہوں اور خدا پرستوں کو جان و مال کے امن سے نہ رہنے دیں۔ جیسے کہ مکہ کے کافروں نے کیا اور پھر جہاں گئے وہ بھی تعاقب میں دوڑے۔ اُسوقت بلاشبہ اپنا بچاؤ کرنیکا اور خدا کے نام کو بلند کرنے کی غرض سے اسلام نے تلوار نکالنے کی اجازت دی ہے مگر اسی وقت تک جہاں تک کہ یہ مقصد حاصل ہو جاوے تاکہ مسلمان کو جان و مال کی

حفاظت ہو اور بذریعہ وعظ و تلقین و پند و نصایح کے خدائے واحد ذوالجلال کا جلال لوگوں کے دل میں بٹھاویں تاکہ اسی واحد حقیقی کی پرستش دنیا میں جاری ہو۔ مسلمانوں کافروں میں بہ امن و امان رہیں اور اپنے چال چلن اور عادت و عبادت اور اخلاق محمدی سے خود اپنے تئیں مجسم اسلام بناویں تاکہ کافر لوگ اسلام کو اس مجسم اسلام میں دیکھیں اور اسلام پر دل سے یقین لاویں:

ہمارے اس قول کی تصدیق کہ وہ تلوار صرف اسی مقصد کے حاصل ہونے تک نکالی جاتی ہے۔ نہ کہ کافروں کے زبردستی مسلمان ہونے کے مقصد سے وہ اسباب سے ہوتی ہے کہ بمجرد حاصل ہونے اس مقصد کے تلوار میان میں رکھ لی جاتی ہے گو کہ ایک بھی کافر مسلمان نہوا ہو:

یہ مقصد یعنی یہ کہ مسلمان امن سے رہیں اور خدائے واحد کی پرستش کیا کریں اور خدا کا نام لوگوں میں بلند کریں اور اپنے چال چلن اور عادت و عبادت و اخلاق و محبت و ہمدردی سے اسلام کی مجسم صورت لوگوں کو دکھلاویں تین طرح سے حاصل ہوتا ہے یا یہ ایک مذہب ہو جاوے۔ اور وہاں کے لوگ مسلمان ہو جاویں جیسا کہ مدینہ میں ہوا:

یا یہ کہ صلح رہے یعنی یہ کہ کفار ادائے فرائض مذہبی سے معترض نہوں جیسا کہ ابتدا میں مکہ میں تھا۔ یا جن مسلمانوں نے حبشہ میں ہجرت کی تھی ان کا حال تھا یا کافر لڑائی کی حالت میں مسلمانوں کو ملک میں رہنے اور آمد و رفت کرنے اور ان کی جان و مال کی حفاظت اور ادائے فرائض مذہبی سے معترض نہونے پر صلح کرلیں:

یا یہ کہ ملک فتح اور کفار مغلوب ہو جاویں تاکہ ان کو طاقت تعرض کی مسلمانوں سے ادائے فرائض مذہبی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی نہ رہے:

ان تینوں صورتوں میں سے کسی صورت سے مقصد حاصل ہونے کے بعد فوراً تلوار میان میں رکھ لی جاتی ہے۔ گو کہ ایک کافر بھی مسلمان نہ ہوا ہو۔ اور اگر پچھلے دونو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ میں امن قایم ہوا ہو تو کسی کو کسی کی مذہبی رسومات میں دست اندازی کا اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ ہر شخص کو آزادی رہتی ہے۔ کہ

(باقی پھر)

مصنفان وید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان کو بند رکھ اپنے نہیں ہے وید الہامی
سمجھ اور سوچ اے ناداں کہ یہ تصنیف انساں ہے

ہندوؤں اور دیانند اور اس کے چیلوں میں وید کے بارہ میں جہاں اور کئی اختلافات ہیں ان میں سے ایک بڑا زبردست ضروری مسئلہ یعنی مصنفان وید کی تعیین بھی ہے۔ اہل ہنود اور اُنکے وحید الدہر لالہ اندرمن نے اپنی کتاب آریتو پرکاش وغیرہ میں اسبات کو یقینی طور پر ثابت کیا ہے کہ وید برہما جی پر اُترے ہیں۔ برخلاف ان کے دیانند صاحب نے بغیر کسی تاریخی ثبوت کے چار شخصوں پر وید کا نزول ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ایک کے نزدیک دوسرے کا دعوے باطل ہے۔ لہذا ہر دو کا دعوے باطل ہے یس وید نہ برہما جی پر اُترے ہیں نہ دیانند کے چار مقرر کردہ اشخاص پر۔ پس جب کسی کتاب کے الہامی بتانے کے دعوے میں ہی اختلاف ہو۔ اور ملہموں کی ہی ابھی تک ٹھیک تعیین نہیں ہو سکتی ہے تو اس کتاب کے مضامین اور ان کی اصلیت میں جہانتک اختلاف ہو بجا ہے۔ عام مورخ اس بات پر متفق ہیں۔ کہ ہند کی قدیم تاریخ بالکل ناقابل اعتبار ہے۔ جب ایک طرف تاریخ کا یہ حال ہو۔ اور دوسری طرف وید کی تعلیم سے انحراف کر کے بدھ اور جین مت جدا ہو گیا ہو اور ان دونوں مذاہب کے پیروں نے ہند پر اپنی حکومت کی مدت اغائی وید کو تباہ کرنا ٹھرایا ہو۔ ایسے پر آشوب زمانہ میں کسی قدیم مذہبی کتاب کا ایسے زبردست مخالفوں کے ہاتھ سے صحیح سالم بغیر تحریف کے موجود رہنا ایک ایسا دعوے ہے جس کے ثبوت میں کم از کم بدھوں اور جینیوں کے عہد حکومت میں محافظان کتب وید کا پیش کرنا ضروری ہے۔ مصنفان وید کے بارہ میں ہمیں کچھ لمبی چوڑی زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کا فیصلہ از روئے منقول ہونا چاہیے

زمانہ یعنی تاریک زمانہ کب سے شروع ہوا۔ دیانند صاحب نے ۵ ہزار سال۔ نہال سنگھ دیانندی نے ہمو سکا صحکئے میں قریباً ۵ ہزار آریہ مسافر میگزین والا (ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۳) دو ہزار سال ہے اور پراور لیکھرام مقتول تین ہزار سال لکھا ہے اتنا بڑا اختلاف اسبات پر دال ہے کہ کسی سنسکرت کے عالم وفاضل نے اس تاریک زمانہ میں یہ کتاب لکھی اور بعد میں اسنے یا اسکے چیلوں نے دعوے اسکے الہامی ہونے کا کردیا ہو۔ جیسے آجکل ہی دیانند صاحب کے قصے کو رشی کا لکھا مانتے ہیں۔ ممکن ہے کہ آیندہ نسلیں ان کو پانچواں رشی مانکر ان کی کتاب ستیارتھ کو پانچواں بید ملنے لگ جائیں۔ اگر بالفرض ہم وید کو قدیم سے مان ہی لیں تو ہمارے پاس موجودہ وید کے بارہ میں کہ یہ وہی وید ہیں جس کی تعلیم سے منحرف ہوکر بدھ اور جین مت ایجاد ہو گیا کیا ثبوت ہے جس کے لئے صرف دیانندی ڈھکوسلے جو ریت کے تودوں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے ہمیں کافی نہیں

دیانند نے اپنے اس دعوے میں اسقدر تعلی ظاہر کی ہے کہ گویا اسکے پاس آریہ راجوں کا سلسلہ تا آفرنیش ثابت کرنے کیلئے کافی ذخیرہ موجود ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہ کسی بات کا ثبوت بھی اپنی کسی کتاب میں نہیں دے سکا۔ بھلا وہ ثبوت کہاں سے بہم پہنچاتا۔ جبکہ تاریخ ہی اسبارہ میں ساکت ہے۔ ہاں تعلی کرنا اس کے اختیار میں تھا سو اسمیں اسنے فرق نہیں کیا۔ ستیارتھ صفحہ ۳۶۵ پر لکھا ہے "کہ ابتدائے آفرنیش سے لیکر پانچہزار برسوں سے پہلے زمانہ تک آریوں کا عالمگیر اور چکرورتی یعنی روئے زمین (روئے زمین سے معلوم نہیں کیا مراد ہے۔ غالباً یہی آریہ ورت مراد ہوگی) پر سب کے اوپر ایک راج تھا (شرم۔ دروغگو را حافظہ نباشد اسی عالمگیر راج کے باعث دسیوں نے تبت سے نکال باہر کیا)۔ دیگر ممالک میں ماندلک یعنی چھوٹے چھوٹے راجے رہتے تھے۔ کیونکہ کورو پانڈو تک یہاں کے راجے اور ضابطہ سلطنت میں کل روئے زمین کے سب راجا اور رعایا چلتے تھے۔ کیونکہ یہ منوسمرتی جو دنیا کے ابتدا میں ہوئی ہے (پھر منوسمرتی اور وید میں کیا فرق ہوا دونو ابتدائے دنیا میں پیدا ہوئے ہیں) اسکا حوالہ ہے الخ" پھر صفحہ ۳۶۹ پر لکھا ہے۔

"اس قسم کے حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائے دنیا سے لیکر مہابھارت تک چکرورتی یعنی روئے زمین کے راجا آریہ کل ہی ہی ہوئے تھے" نیز یہ کہ "چکرورتی راجاؤں کے نام صاف منوسمرتی مہابھارت وغیرہ کتابوں میں لکھے ہیں" ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانند صاحب نے منوسمرتی کا ابتدائے دنیا میں ہونا مانا ہے جیسے کہ وید کا (مترجم کا فٹ نوٹ جو دیانند کا ایک معمولی چیلہ ہے۔ کتاب کے اصل مصنف کے مدعا کو تبدیل نہیں کرسکتا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانند صاحب نے نہ صرف وید کو ہی ازلی و دنیا کے شروع سے مانا ہے۔ بلکہ منوسمرتی وغیرہ کو بھی۔ مگر ہمیں سخت افسوس آتا ہے کہ دیانند صاحب اپنے لکھے پر کبھی بھی قایم نہیں رہتا۔ اور ایک متلون مزاج آدمی کی طرح ڈانواں ڈول رہتا ہے۔ بھومکا صـ۱۷۳ میں اسنے مانا ہے کہ منوسمرتی بھی تحریف شدہ ہے۔ مہابھارت کے بارہ میں اس کا اعتقاد ستیارتھ صـ۲۷۱ پر درج ہے کہ ویاس جی نے ۴۴۰۰ اور ان کے شاگردوں نے ۵۶۰۰ شلوک والا یعنی کل دس ہزار شلوکوں کے انداز مہابھارت بنایا تھا۔ وہ مہاراجہ وکرم آدتیہ کے زمانہ میں ۲۰ ہزار مہاراجہ بھوج کے والد کے زمانہ میں ۲۵ ہزار۔ اور مہاراجہ بھوج کی آدھی عمر میں ۳۰ ہزار شلوک والا مہابھارت ملتا ہے۔ یہیں دیانند صاحب کے ماخذ جنکے بھروسے پر اُسنے اپنا شجرہ انساب آریوں تک ملانا چاہا ہے۔ اور آریوں کا چکرورتی راج ثابت کرنا چاہا ہے۔ اگر ایسے ہی ماخذوں سے دیانندیوں کا پتہ اخذ ہے تو ہمارا دور سے ہی سلام ہے۔ میری دانست میں اگر دیانند صاحب کی یہ تعلّی کہ ابتدائے دنیا سے ۵ ہزار برسوں پہلے زمانہ تک آریہ ہی راج کرتے تھے جسکا ثبوت بقول اُسکے منوسمرتی و مہابھارت سے ملتا ہے (اگرچہ بقول اس کے وہ تحریف شدہ ہیں اور ممکن ہے کہ جن واقعات کی بنا پر اُسنے یہ دعوے کیا ہے پیچھے سے الحاق کردئے گئے ہوں) تو دیانندیوں پر یہ کوئی مشکل نہیں کہ وید کا سلسلہ دیانند صاحب سے برہمان وید تک پہنچائیں اور ان کا وجود شخصی ثابت کرکے ان کے حالات بعد از الہام دنیا پر ظاہر کریں۔ جسکی ایک دنیا مدت سے مشتاق ہے مہاراجہ بید ستھ سے حال تک کا شجرہ تو دیانندنے ستیارتھ میں دے ہی دیا ہے۔

گو غلط ہی سہی اور اس سے پہلے کے لئے آپ نے مہابھارت و منوسمرتی کا حوالہ دیا
ہے۔ اس حساب سے تو سلسلہ ویدک مکمل ہو جانا چاہئے تھا۔ نہ معلوم کیا دیری ہو
رہی ہے۔ جب راجوں مہاراجوں کا پورا پورا پتہ و حال ایسی کتب میں جو بقول دیانند
ابتدائے دنیا میں بنیں یعنی منوسمرتی وغیرہ درج ہے تو ملہمان وید کا مفصل حال
تو ضرور ہی انہیں درج ہونا چاہئے کیونکہ وہی سب سے پہلے قدرت کے بے لوث
بچے ہوئے ہیں۔ اگر ایسی قدیم مذہبی کتب میں ان کے مفصل حالات ہی درج نہیں
اور نہ ان کی جائے سکونت وغیرہ کا حال لکھا ہے تو دیانندیوں کا یہ دعویٰ کہ ملہمان
وید النسان ہوتے ہیں۔ گو رشتہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا جبکہ بقول ان کے ان کے
پاس قدیم کتب ابتدائے دنیا سے موجود ہیں۔ جن میں راجوں تک کا حال درج ہے
پھر ان میں ایسے بزرگواروں اور پیشوایان مذہب کے مفصل حالات و سکونت و
طرز معاشرت کا نہ ہونا قابل غور ہے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ابتدائے دنیا سے یہ کتب
مانی گئی ہیں۔ اسی لحاظ سے وید بھی مانے گئے ہونگے اور جیسی تحریف ان میں ہو چکی
ہے ویسی ویدوں میں بھی ہو چکی ہے۔ [illegible] وید کوئی الہامی کتاب نہیں جس کی مفصل
بحث ہمارے آئندہ مضمونوں سے ظاہر ہوگی ::

وید کے الہامی ہونے کے ثبوت میں دیانندیوں کے پاس سوائے مندرجہ بالا تصنیف شدہ
کتابوں کے من گھڑت معنے کرنے کے اور کوئی عقلی یا نقلی ثبوت موجود نہیں۔ اور اگر
ہوتا تو وہ اب تک کے پیش کر دیتے۔ [illegible] صاحب ابتدائے
دنیا میں ہونا مانتے ہیں۔ مگر کون [illegible] عاشا کہ وید ان
کے عقائد کے مطابق تبت میں نازل ہوئے اگرچہ [illegible] ہی ہے کیونکہ
ویدوں کی طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسوقت بنائے گئے جبکہ آریہ ہند
میں آگئے۔ اور اصلی باشندوں کو بھگا کر زمین صاف کر کے کھیتی باڑی کا کام شروع
کیا۔ اور وہ ہدایات جو زمین کے صاف کرنے لڑائی وغیرہ کرنے کے بارہ میں ہیں اسبات
پر دال ہیں) اور منوسمرتی وغیرہ رشیوں کی کتب مثلاً پوروہ میمانسا۔ ویشیشک شاستر
نیائے شاستر۔ یوگ شاستر۔ سانکھیہ شاستر۔ ویدانت شاستر۔ یہ سب ہند میں

آریوں کے آباد ہونے کے بعد لکھی گئیں۔ دیانند کا اپنے چیلوں پر بڑا بھاری احسان ہوتا اگر وہ نزول وید آریوں کے ترک وطن کرنے کے درمیانی زمانہ کی ٹھیک تعیین کر دیتا جسکو اسنے ان مہمل الفاظ میں کہ ابتداء دنیا میں ہی آریہ تبت سے آریہ ورت میں آبسے تعبیر کیا ہے۔ اگر اسکا ان الفاظ سے یہ مفہوم ہے۔ کہ یہاں وید بھی ہجرت کر آئے تھے تو مطلب صاف ہوجائیگا اور بید کے الہامی ہونے کی قلعی بخوبی کھل جائیگی ورنہ بصورت دیگر اگر یہ ان ہی تبت ہی میں مرے جیئے تو منو سمرتی وغیرہ کتب جو ہند میں آکر تصنیف ہوئیں ہمیں بیدوں کے مطالب وغیرہ کا کیا حال بتا سکتی ہیں سوا اسکے کہ جو کچھ منو جی وغیرہ نے جو تصنیف دیانند ستیارتھ صفحہ ۲۹۵ روئے زمین کے سب سے اول راجہ تھے ناظرین یہ نہ خیال کریں کہ در حقیقت ہی ساری دنیا کی زمانہ میں دیانند جو ... باپ دادوں کے قبضہ میں رہ چکی ہے نہ بلکہ وہ صرف آریہ ورت کو ہی ... حدود اربعہ ... منقول ... صفحہ ۱۲ پر دیا ہے روئے زمین کہا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک جو کچھ تھا ہی محدود قطعہ تھا۔ اس کے ثبوت میں دیانند کا قول ہے۔ ستیارتھ صفحہ ۲۶۵ "اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ ورت کے باہر چاروں طرف جو ہمالہ کے مشرق۔ جنوب مشرق۔ جنوب۔ جنوب مغرب و مغرب۔ شمال مغرب۔ شمال و شمال مشرق کے ملک میں جو انسان رہتے ہیں انہی کا نام اسر ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جب جب (اسر) ہمالہ کے علاقہ میں رہنے والے آریوں پر لڑنے کو چڑھائی کرتے تھے۔ تب تب یہاں کے راجہ مہاراجہ لوگ انہی شمال وغیرہ ملکوں میں آریوں کے مددگار ہوتے تھے"۔ اور لیجئے "آریہ ورت ملک سے علاوہ جو ملک ہیں وہ دسیو ولیش اور ملیچھ ولیش کہلاتے ہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آریہ ورت کے علاوہ مشرقی۔ شمال مشرقی۔ شمالی۔ شمال مغربی اور مغربی ملکوں میں رہنے والوں کا نام دسیو اور ملیچھ نیز اسر ہے۔ اور جنوب مغربی جنوبی اور جنوب مشرقی اطراف میں آریہ ورت ملک سے باہر رہنے والے لوگوں کا نام راکھشس ہے"۔ جب آریہ ورت کے باہر کے رہنے والے بلا لحاظ نیک و بد ملیچھ وغیرہ کہلائے جاتے تھے۔ تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آریہ ورت کے باہر

کے رہنے والے کبھی ان کے ماتحت نہیں ہوئے یہ صرف دیانند کی خود غرضانہ اصطلاح ہے کہ آریوں کو بڑا ثابت کرنے کے لئے ہر جگہ ہر چیز کو کرہ زمین اور ابتدا سے دنیا و چکرورتی لکھتا چلا آیا ہے مگر ثبوت ندارد) دوسروں کی زبانی سن سنا کر کسی پر کسی عار دی۔ مگر اس پر بھی ان کو ملہموں کے حالات بعد از الہام وجائے سکونت کا پورا پورا پتہ نہ مل سکا۔ اگر ملہمان وید تبت ہی میں جئے مرے تو دیانندیوں کو اس بات کا ثبوت بھی دینا لازمی ہے۔ کہ ان کے مرنے کے بعد بیدوں کو کونسا رشی آریہ ورت میں ہمراہ لایا۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ سوائے معدودے چند آدمیوں کے جو تبت سے نکل کر ہند میں آگئے۔ اور کسی کو وید کی بھنک تک نہیں پہنچی تھی۔ اسی لئے تو پیدا ہونے کے بعد ہی لوگ گمراہ ہونے شروع ہوگئے۔ اور ویدوں کا شروع دنیا میں نازل ہونا ان کے کام نہ آیا کم از کم اس رشی کا جو ویدوں کو ہمراہ لئے پھرا حال بتا دیں کہ وہ کہاں پیدا ہوا۔ اور کہاں مرا۔ اور کہاں تک اپنے بیدوں کے مطالب سے آگہی حاصل کی۔ کیونکہ بقول دیانند ستیارتھ صفحہ ۲۶۹ "دھرماتما لوگ یعنی رشی لوگ جب جب جس جس منتر کے معنے جاننے کی خواہش سے توجہ کو یکسو کر کے پرمیشور کی ہستی میں سمادھی (مراقبہ) کے اندر قائم ہوئے تب تب پرماتما نے مطلوبہ منتروں کے معنے جتلائے جب بہت لوگوں (نہ کہ رشیوں منیوں) کے آتماؤں میں وید کے معنے ظاہر ہوئے تب رشی منیوں نے وہ معنی مع رشی منیوں کی روایات کی کتابوں میں لکھے" پھر لکھا ہے۔ کہ جس جس منتر کے معنے کا علم جس جس رشی کو ہوا اور سب سے پہلے ہی ہوا جس سے پیشتر اس منتر کے معنے کسی نے ظاہر نہیں کئے تھے نیز اپنے دوسروں کو پڑھایا بھی تھا اس توضیح کے لئے آج تک اس اس منتر کے ساتھ رشی کا نام بطور یادگار کے لکھا چلا آتا ہے" درس تدریس کا یہ نرالا طریق بھی دیانند کا ایجاد ہے۔ دنیا میں ہزاروں آدمی پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں مگر یہ طریقہ کہیں نہیں استعمال ہوا۔ ایسے بیہودہ تحریر کے قبول کرنے کے لئے ابھی زمانہ مستعد نہیں) کسی خاص رشی یا ملہمان وید کو بید کے کل مطالب سے کبھی اور کسی وقت کامل آگہی حاصل نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی ملہمان وید کو بید کے معنوں پر کامل یا تھوڑی بھی دسترس تھی۔ ورنہ دیانند یہ لفظ کبھی نہ کہتا۔ کہ "جس سے پیشتر

اس منتر کے معنے کسی نے ظاہر نہ کئے تھے"۔ اب ان حوالہ جات سے کئی باتیں ظاہر ہوئیں اول تو سوامی جی کی غلط بیانی مندرجہ صٹ ۲۶۷ ستیارتھ (پرماتما نے شروع پیدائش میں آدمیوں کو پیدا کر کے اگنی وغیرہ چاروں مہارشیوں کے ذریعہ چاروں وید برہما کو حاصل کرائے۔ اور اس برہما نے اگنی۔ وایو۔ آدیتہ اور انگرا سے رگ۔ شام اور اتھروید کو حاصل کیا) پہلے حصہ شرتی میں درج ہے کہ پرماتما نے چار مہارشیوں کے ذریعہ چار وید برہما کو حاصل کرائے۔ مگر دوسرے حصہ شرتی میں لکھا ہے کہ اس برہما نے اگنی۔ وایو آدیتہ اور انگرا چار رشیوں سے رگ وید سام وید۔ اتھروید یعنی تین بید حاصل کئے۔ گویا خدا نے برہما کو چار بید حاصل کرائے۔ مگر برہما نے چاروں رشیوں سے صرف تین حاصل کئے۔ اب حاصل کرنے پر بحث ہے کہ آیا انہوں نے صرف مجلد کتابیں برہما کو دیدیں یا کہ رشیوں نے ان کے معنے وغیرہ اور ریل تار جہاز وغیرہ کارخانے بنانے اسکو بتائے جیسا کہ پرمیشور نے (ستیارتھ صٹ ۲۶۷) انکو بتلائے تھے اگر برہماجی کو ان کے معنے بتلائے گئے تھے۔ تو بید کے ہر منتر کے ساتھ مختلف رشیوں کے نام کا ہونا جو اسکے شارح یا مفسر خیال کئے جاتے ہیں۔ چہ معنے دارد اگر ان رشیوں نے ہی جنکے نام حاشیہ پر ہیں یعنے سب سے پیشتر ظاہر کئے تھے۔ تو ظاہر ہے کہ ملہماں وید نے جنکو معنے بتلائے گئے ہوئے تھے اور نیز برہماجی نے جنہوں نے ان کو بعد ازاں حاصل کیا۔ اپنا مشن یعنی خدا کا کلام لوگوں تک پہنچانے میں سخت غفلت کی اور خدا کا ایسے آدمیوں پر وید ظاہر کرنا جو معنوں کو جانتے ہوئے پرچار نہ کریں۔ حیرت ناک امر ہے جو ویاسندیوں کے خدا کی جہالت اور لاعلمی پر مبنی ہے۔ یا تو اس خدا کو لوگوں کو بھلائی منظور نہیں تھی اور یا ملہماں وید خود غرض ہونگے :

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر بالفرض برہما نے بید معہ مطالب وغیرہ حاصل کر لئے تھے تو وہ ملہماں وید سے ہر صورت افضل رہا۔ کیونکہ ان کے قبضہ میں تو صرف ایک ہی ایک وید تھا۔ مگر برہما نے چاروں بید۔ . . . . حاصل کر کے انپر فضیلت لے لی اور اگر بیدوں کا الہام اعمال گذشتہ پر ہی تھا۔ تو سب سے افضل اعمال برہما کے ثابت ہوئے جسنے چاروں بیدوں کو معہ مطالب حاصل کیا۔ اسکے روسے ملہماں

بید کے اعمال کچھ ایسے ہی تھے اور منیر بہما سے کمتر درجہ پر دیا نندی یہ بھی مانتے ہیں کہ چاروں رشیوں پر ایک ایک بید نازل ہوا۔ مگر غور کرنے کی بات ہے کہ جب تک ہر انسان سارے کلام الہی کو نبھائیگا۔ بلکہ با معنی نہ پڑھے گا۔" وہ ایسا بوجھ اٹھا نیوالا ہے جیسے کہ درخت ڈالی پتے پھل کو یا کوئی جانور اناج وغیرہ کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ ستیارتھ صـ ۸۹ کیونکہ ویدوں کی تلاوت فرحت نہیں بخشتی بلکہ بامعنی پڑھنا"۔ وہ صرف ایک حصہ ماننے یا جاننے سے کسی صورت نجات نہیں پا سکتا۔ درینصورت ملہمان وید ہرگز نجات یافتہ نہیں کہلائے جا سکتے اور شاید وہی قدرت کے بے لوث نیچے سب پہلے جیونوں کے جون میں گئے ہوں۔ اگر یہ مانا جائے کہ انہوں نے ایک دوسرے کو ہر ایک بید کی تعلیم دے دی ہوگی۔ تو صاف ظاہر ہے کہ ان کی عمر ان اسی تعلیم و تعلیم میں ہی بسر ہو گئی ہوگی۔ کیونکہ الہام کے ذریعہ تو انہوں نے بید جلد جلد حاصل کر لئے۔ مگر جو دوسروں کی مدد سے پڑھا جائے۔ اس کے لئے زمانہ درکار ہے۔ ماسوا اسکے نبیوں اور ملہموں کا علم وہبی ہوتا ہے نہ کسبی۔ اور اگر کسبی مانا جاوے تو انمیں اور عام لوگوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور انپر وید اترنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ پھر جب ملہماں کو خود ہی تعلیم کی ضرورت ہوئی تو وہ دوسروں کو کیا تعلیم دے سکتے ہیں۔ اور برہما کو کیسے حاصل کرا سکتے ہیں۔ یاد ہی مثل ہوئی۔ یک انار و صد بیمار۔ ایک برہما اور چار استاد بیدیں جو ہر عاقل یہی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ اگر بجائے متعدد اشخاص کے ایک ہی انسان پر کلام الہی نازل ہوتا۔ جسکے مطالب سے وہ کامل آگاہ ہوتا۔ تو نہایت موزوں ہوتا۔ مگر دیانندیوں کے خدا کو یہ بات معلوم نہ ہو سکی۔ یا کوئی ایسا آدمی اسے میسر نہ ہوا جسپر چاروں بید اتارتا۔ اسلئے چار غیر مکمل اشخاص پر چار وید علیحدہ علیحدہ اتارے اور اس طریق سے اشاعت میں جو کمی رہ جاتی ہے۔ وہ کبھی پوری نہ ہو سکی۔ اور صرف ایک حصہ کا ملہم ہونے سے خود اس کی تعلیم کلام الہی بھی ادھوری ہو؛

یہ صرف دیانند کے ڈھکوسلوں کا نتیجہ ہے۔ کہ جسنے بغیر سوچے سمجھے جو جا لکھ مارا۔ اور تھوڑے نہ لکھے نام مولوی فاضل۔ خود ساختہ اور من گھڑت معنے کر کرکے رشی اور مہارشی بن بیٹھے اور ویدوں کا کلام الہی ہونا ثابت کرنے لگے۔ ورنہ حقیقت میں وید

کوئی الہامی کتاب نہیں اور نہ کوئی اسکا ملہم ہو ہے۔ یہ صرف ان قدیم براہمن کے سمجھنوں یشعروں۔ اور انسانوں کا مجموعہ ہے جو براہمن سے نقل مکان کر کے ہند میں آبسے تھے۔ اگرچہ یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ مگر میں نے ہر جگہ بہت اختصار سے کام لیا ہے۔ ناظرین یہ معاملہ پر انصاف سے غور کر کے نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ اور سچ کو پا سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہیچو غلط بیانات کی سوختہ تردید کرنے کا ہے۔

کیوں نہ لاثانی تری تحریر یہ منظور ہو
حق تو یہ ہے سچ کے آگے بھاگتا شیطان ہے

محمد ظہور الٰہی جنجوعہ ساکنہ سودہرہ ضلع گوجرانوالہ

قرآن مجید کے کلام خدا ہونیکی نسبت چند اعتراضوں کا جواب

آدمی را عقل باید در بدن
ورنہ جاں در کالبد دارد حمار

جواب

ہاں کلام حق شناسد عاقلے
خر چہ داند خبر نہیق دلفگار

آریہ مسافر میگزین ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۶ء صفحہ ۹ پر ایک متلاشی نیوگ نے بدالنست خود قرآن پاک پر اعتراض کر کے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ شروع مضمون میں اسنے دیانندی خبث باطنی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ اور مسلمانوں پر یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ اپنے مخالفین مثلاً دیانندیوں عیسائیوں یہودیوں کو تو خدا کی رحمت شاملہ سے محروم سمجھتے ہیں۔ اس لامعنی اعتراض کا جواب بجائے اسکے کہ ہم اپنی طرف سے دیں۔ صرف ان کے گرو کا قول نقل کر دینا کافی ہوگا۔ جو ایسے عقل کے اندھے دیانندیوں کے بینائی کا کام دیگا۔ دیانند صاحب نے برہمنوں کی تردید کرتے ہوئے ستیارتھ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے۔ "کہ انہوں نے انگریز۔ مسلمان۔ چنڈال وغیرہ سے بھی کھانے پینے کی تمیز نہیں رکھی۔ انھوں نے یہی سمجھا ہوگا۔ کہ کھانے اور ذات کا امتیاز توڑنے سے

ہم اور ہمارا ملک سدھر جائیگا۔ لیکن ایسی باتوں سے سدھر تو کہاں الٹا بگاڑ ہوتا ہے اور لیجئے ستیارتھ صٹ ۲۹۸ "۔ اب ادبار تحت آریوں کی سُستی غفلت اور باہمی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں راج کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ بلکہ خود آریہ ورت (ہند) میں بھی اس وقت آریوں کا کامل آزاد خود مختار اور بے خوف راج نہیں۔ جو کچھ ہے اُسکو بھی غیر ملک والے پامال کر رہے ہیں۔ کچھ تھوڑے راجہ خود مختار ہیں۔ جب بُرے دن آتے ہیں تب ملک کے رہنے والوں کو کوئی طرح کی تکلیف بھوگنی پڑتی ہے۔ کوئی کتنا ہی کرے لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے۔ وہ سب سے افضل ہوتا ہے۔ یعنی غیر ملکوں کا راج پورا پورا آرام دہ نہیں ہے"۔ کیوں دیانندیو۔ مسلمان اور عیسائی خواہ کتنے ہی نیک ہوں۔ ان کے ساتھ ملکر کھانا روا نہیں؟ ہاں یاد آیا وید کی پابندی کے سوا کوئی نیک کیونکر ہو سکتا ہے "۔ کیوں دید ودیا سے بے بہرہ لوگوں کے خیالات بالکل سچ کیونکر ہو سکتے ہیں"۔ ستیارتھ صٹ ۲۹۶ اور سنیئے "انہوں نے کس درجہ اپنی اودیا (جہالت) کی ترقی کی جسکی نظیر اسکے سوا دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہوتا ہے۔ کہ وید اور ایشور سے مخالفت کرنے کا اُن کو یہی نتیجہ ملا ہے"۔ ستیارتھ صٹ ۵۴۱ دوسروں کو گمراہ کہنے کا جواب لیجئے "۔ جو شخص وید اور وید کے مطابق اہل کمال کی تصانیف کی بے وقری کرے۔ اس کو نیک لوگ ذات سے خارج کر دیویں۔ کیونکہ جو شخص وید کی مذمت کرتا ہے وہی ناستک (ملحد) کہلاتا ہے"۔ ستیارتھ صٹ ۳۴۷ جب آپ وید کے منکروں کو دہریہ اور ملحد کہتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی اور ہندو آپ کو بوجہ انکی کتب کے انکار کے بے دین خیال کرتے ہیں۔ پھر کہئے کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ یہاں تو آپ بڑی صلح کی پالیسی چلے ہیں۔ مگر گھر کا خیال ہی نہیں "۔ سچ ہے بہت لوگ ایسے ضدی ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہیں۔ ان کی عقل تاریکی میں پھنسکر زایل ہو جاتی ہے۔ دیباچہ ستیارتھ صٹ " اب دیانندیوں کے خدا کی صلح کل پالیسی ملاحظہ کیجئے "۔ اے انسانو۔ تمہارے آیدہ آتشگیر اسلحہ اور تیر کمان وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قایم ہو اور

تمہارا حریف نا ہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے ہیں بدکار ظالموں کو اشیر باد (نیک دعا) نہیں دیتا" (رگوید اشٹک - ا دھیاے ۲ - ورگ ۱۸ منتر ۲) منتر مذکور میں کل انسان تو مراد نہیں ہو سکتے - بلکہ خاص آریہ مراد ہیں - کیونکہ اگر کل انسان مراد ہوں تو انکے دشمن کون ہونگے - کیا اس انصاف سے بھی الیشور ادہرمی نہیں ہوتا - تو کس سے ہوگا کہ آریوں کا دشمن نا ہنجار چاہے سچ پر بھی ہو تا ہم اسکو برباد کرنے پر بھی الیشور کمربستہ ہے - اگر کوئی چشم بینا رکھتا ہو تو وہ متلاشی نیوگ کے اعتراض کا جواب خود اس کے اعتراض سے حاصل کر سکتا ہے وہ کہتا ہے "کہ اگر کوئی آریہ زبان سے وید کے الہامی ہونیکا اقرار کرتا ہے - مگر اسکے اخلاق و افعال معیوب و مکروہ ہیں - تو اس سے وہ شخص (جو مسلمان یا عیسائی یا دہریہ وغیرہ کے نام سے موسوم ہے - مگر اخلاق پسندیدہ اوصاف حمیدہ سے مخمور ہے اور زبان سے وید کے الہامی ہونے سے منکر ہے) بدرجہا بہتر ہے" مگر اسکے برخلاف اس کا گرو دیا نند ستیارتھ صفحہ ۶۱ پر لکھتا ہے "جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی جو وید کے مطابق ہوں تحقیر کرتا ہے - اس وید کی مذمت کرنے والا منکر کو ذات بینگت دیکھا لکھا نیوالوں کی جماعت) اور ملک سے نکال دینا چاہیئے" متلاشی نیوگ کو شرم کرنی چاہیئے - کہ کہانتک اس نے جھوٹ بولا ہے یا تو گرو سچا ہے یا چیلا معلوم ہوتا ہے متلاشی نیوگ اپنے دہرم سے محض کورا ہے کیا اسی برتے پر آپ وید کے مخالفوں کو خدا کی عنایت بے غایت و عدل شامل سے محروم نہیں سمجھتے - یہ خیال نکریں کہ ہم آپ کے مذہب سے آپ کی طرح نابلد ہیں - جو آپ لکھینگے - آپ کے گرو کی تحریر سے آپ کی قلعی کھولی جائیگی - باقی رہا مسلمانوں کا آپس کا اختلاف یہ صرف ضد یہ تعصب سی ہے - اُمت کے پیشواؤں کا یہ عقیدہ مسلم ہے کہ لا نکفرا احداً من اھل القبلۃ یعنی اہل قبلہ میں سے ہم کسی کو کافر نہیں کہتے ؛

اب متلاشی نیوگ کے اعتراضوں کا خلاصہ سنئے

اعتراض - قرآن شریف کلام الٰہی نہیں - کیونکہ عقلی طور پر لفظ کلام کا تصور تین حال سے خالی نہیں - صرف الفاظ یا محض معنی یا ہر دو لفظ و معنی - اگر کلام سے مراد

لفظ لئے جائیں تو الزام آتا ہے۔ کیونکہ ایک شخص کا کلام جو کسی خاص زبان میں ہو۔ دوسرا شخص اسکو دوسری زبان کا زیور پہنا کر اپنی طرف منسوب کرلے اور کہے کہ یہ میری کلام ہے۔ مثلاً شیخ سعدی کی گلستان کی فارسی الفاظ کو انگریزی الفاظ میں ترجمہ کرلے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ میری کلام ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ کلام کے تصور میں شق الفاظ ہے۔ باقی دو شقیں تصور کلام کو پورا کرسکتی ہیں مثلاً اگر کوئی شخص اپنے الفاظ میں کسی کی عبارت بعینہٖ نقل کردے یا اسکے مفہوم کو اپنے الفاظ میں ظاہر کردے تو ہر دو صورت میں پہلے شخص کی کلام سمجھی جائیگی الفاظ کا خیال نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کلام یا محض مفہوم ذہنی ہوتی ہے۔ یا لفظ و معنی معاً۔ صرف الفاظ کلام نہیں ہو سکتے۔ قرآن شریف کا بہت سا حصہ شیطان۔ کفار۔ منافقین۔ حکما۔ انبیا کے اقوال سے بھرا ہوا ہے۔ جنکو خدا نے بطور نقل عربی الفاظ میں ظاہر کردیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارا قرآن شریف خدا کا کلام نہیں کیونکہ کلام کا تصور محض الفاظ نہیں ہو سکتے۔

فاما الجواب

ہم بخوف تطویل کلام معترض کے تحریر اعتراض پر علمی نکتہ چینی کرنا مناسب خیال نہیں کرتے۔ ورنہ انکو معلوم ہوجائے کہ آپ کہانتک کلام الٰہی پر اعتراض کرنے کی قابلیت و استعداد رکھتے ہیں۔ لہذا اصل جواب تحریر کرتے ہیں۔ معترض نے لفظ کلام کا انحصار تین عقلی شقوق میں تسلیم کیا ہے۔ مگر شق سوم کے چار عقلی احتمالات کا ذکر تک نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ شق سوم (لفظ و معنی معاً) میں چار عقلی احتمالات قایم و جاری ہو سکتے ہیں۔ اول لفظ و معنی غیر متکلم۔ عرف میں اسکو نقل اور اسکے بیان کرنے والے کو ناقل کہتے ہیں۔ دوم الفاظ و معانی متکلم۔ یہ متکلم کا کلام ہوتا ہے۔ سوم الفاظ متکلم و معانی غیر۔ چہارم معانی متکلم و الفاظ غیر۔ اس شق کا وجود خارج میں نادر اور عقلاً جائز و ممکن ہے۔ پس اب ہم کہتے ہیں کہ الفاظ و معانی متکلم الفاظ و معانی غیر کے ہر دو شق کی صورت میں کلام متکلم کے صفت قرار پائیگا۔ کیونکہ تعریف کلام یہ ہے کہ کلام وہ ترکیب الفاظ ہے کہ معانی موضوع لہا پر دلالت کرے خواہ وہ معانی

اس متکلم کے خیالات و تصورات ہوں یا کسی غیر کے۔ ان دونو صورت میں متکلم صفت کلام کے ساتھ متصف ہوگا۔ اگر صورت ثانی کو باطل تسلیم کیا جاوے تو اکثر مصنفین کے کلام سے انکار لازم آتا ہے۔ بلکہ کوئی کلام کسی کا کلام نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً سعدی ہی کی کلام گلستان کو لیجئے۔ اسمیں سعدی ہی کے اقوال معدودے چند سے زیادہ نہیں۔ پادشاہ گفت وزیر گفت حکما گفتہ اند طریقاں گفتہ اند وغیرہ اقوال سے مملو و مشحون ہے کیا کوئی منصف مزاج خیال کر سکتا ہے کہ گلستان سعدی کا کلام نہیں۔ یا یہ کہ سکتا ہے کہ نصف یا ثلث تو کلام سعدی اور باقی دیگر اشخاص کا کلام ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مقاصد و مطالب مضامین و معانی اپنی فصیح و بلیغ عبارت میں ظاہر کرے تو متکلم کی تعریف کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کا کلام نہایت پُرزور اور فصیح و بلیغ ہے۔ حالانکہ وہ غیروں کے خیالات و مقاصد کا اظہار ہوتا ہے پس معترض کا یہ کہنا کہ اسکے مفہوم کو اپنے الفاظ میں ظاہر کردے تو ہر دو صورت میں پہلے شخص کی کلام سمجھی جاویگی سراسر خلاف واقعہ و بے اصل بات ہے۔

ترجمہ کی مثال سے معترض کا مقصود مغالطہ دہی یا حقیقت ترجمہ سے عدم واقفیت اُسکی وجہ ہے۔ بہرصورت ہمیں یہ جتلانا ضروری ہے کہ ترجمہ کی تعریف کیا ہے۔ اسلئے ہم تعریف ترجمہ سے پہلے معترض کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اشیاء کے جامع مانع تعریف پر بغور و تعمق نظر کرنیکے بعد اعتراض فرمایا کریں۔ ورنہ وہی مثل ہوگی کہ جس میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ؛ ترجمہ کہتے ہیں ایک زبان سے دوسری زبان میں مقاصد و مطالب اسطرح ادا اور اظہار کرنے کو کہ مترجم زبان کے الفاظ و محاورات کے مقابل مترجم بہ زبان کے وہ الفاظ و محاورات استعمال کئے جاویں کہ پہلی زبان کے الفاظ و محاورات کے کل یا اکثر معانی پر حاوی اور مشتمل ہوں زمعترض کو بھی شاید اس سے انکار نہو سکے۔ کیونکہ اُسکے مثالی فقرہ میں یہی شرط و قید پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس نے کہا ہے کہ مثلاً سعدی کی کتاب گلستاں کے فارسی الفاظ کو انگریزی الفاظ میں ترجمہ کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو ہماری تعریف ترجمہ سے بکلی اتفاق ہے)؛ یہی وجہ ہے کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا نہایت مشکل اور سخت دشوار کام ہے۔ اگر اعتبار رنگ و رالحاظ

سے قطع نظر کی جائے تو عرف میں ترجمہ نہیں کہلاتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کتاب کے مقاصد و مطالب کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھکر دوسری زبان میں انکو ادا اور بیان کرے تو اس ادا اور اظہار کا نام ترجمہ نہیں ورنہ سعدی کی کتاب گلستان بھی ترجمہ ہے تسلیم کرنی پڑے گی۔ کیونکہ جو اقوال گلستاں میں منقول ہیں۔ آخر قائلین کی اس زبان سے جس میں وہ بیان اور ظاہر کئے گئے تھے ماخوذ ہیں۔ اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ مطالب غیر کو بلا لحاظ مذکور اپنے زبان و الفاظ میں ادا اور اظہار کرنا بھی ترجمہ ہے تو بہر کیف وہ عبارت جس میں مقاصد و مطالب غیر کا اظہار ہے کلام ہوگا جو مترجم کا کلام ہے اس سے کوئی سلیم العقل یا مستقیم الفہم شخص تو کیا ایک بلید سے بلید اور غبی سے غبی شخص بھی انکار کرنا جائز اور روا نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ یہ امر نہایت ہی بدیہی ہے کہ کلام متکلم کی صفت ہوتا ہے۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ کلام کا اطلاق کبھی مرکب اور کبھی ترکیب پر کیا جاتا ہے۔ صورت اول میں کلام متکلم کی صفت اور صورت ثانی میں ادائے کلام یا اظہار کلام یا نقل کلام متکلم کی صفت ہوتی ہے۔ مسئلہ مبحوث عنہا میں ترکیب الفاظ متکلم کا فعل ہے۔ تو اس صورت میں متکلم کی صفت ہوگا نہ غیر متکلم کی جسکی دلیل عقلی یہ ہے کہ صدور فعل از شے اس فعل کے ساتھ مصدر و عنہ کے اتصاف کا موجب ہوتا ہے یعنی جس شے سے جو فعل صادر ہوتا ہے اسکا اس فعل کے ساتھ متصف ہونا ضروری امر ہے۔ ورنہ اس فعل کا صدور اس شے سے تسلیم نہیں کیا جائیگا۔ مثلاً کسی شخص سے انکار کلام باری کا صدور ہو تو وہ شخص اس انکار کے ساتھ متصف ہوگا۔ اور اس کو منکر کلام باری کہنا صحیح ہوگا۔ پس اسی دلیل کی بنا پر ترکیب الفاظ والہٰ علی المعانی الموضوع لہا کا فعل جس شخص سے صادر ہوگا وہی شخص اس فعل کے ساتھ متصف ہوگا نہ کوئی اور۔ تعریف کلام میں جہت ترکیب الفاظ معتبر و مقصود ہے۔ ترکیب معانی مطلوب نہیں جسکا معترض کو مغالطہ اور دھوکا ہوا ہے۔ کیونکہ کلام از قسم معقولات نہیں بلکہ از قبیل ملفوظات ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو یا تو معنی کلام سے واقفیت نہیں۔ تعصب کی وجہ سے مغالطہ دینا چاہتا ہے۔ اس لئے ہم کلام متعارف کی تعریف کی نقل بھی کئے دیتے ہیں۔ کلام وہ ہے جو دو یا زیادہ کلمات سے مرکب ہو۔ کلمہ با معنی لفظ

کہتے ہیں اپنی اصطلاح تعریف کے لحاظ سے بھی کلام از قسم ملفوظات ہے از قسم معقولات نہیں معانی قسم معقولات سے ہیں پس نتیجہ یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مطالب و مقاصد کو اپنے ترکیب الفاظ میں ادا اور ظاہر کرے تو وہ اس کلام کا متکلم ہوگا۔ نہ وہ شخص جسکے یہ مطالب و مقاصد ہیں معترض کی غلطی کا منشا صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل لفظ قول کا اطلاق معانی پر بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہا کرتے ہیں کہ یہ قول ارسطو یا افلاطون کا ہے حالانکہ وہ الفاظ ارسطو یا افلاطون کے نہیں ہوتے پس یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے اطلاقات مجاز ہوتے ہیں حقیقت نہیں ہوتے مگر لفظ کلام تو مجازاً بھی عرف میں معانی پر اطلاق نہیں پاتا۔ مثلاً یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ قول افلاطون کا ہے مگر یہ کہنا عرفاً صحیح نہیں کہ یہ کلام افلاطون کا ہے جبتک وہ الفاظ و ترکیب الفاظ افلاطون کے نہ ہوں۔ بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جاوے تو مجاز ہے حقیقت نہیں۔

اب ہمکو غور کرنا چاہئے کہ جس کلام کو مسلمان کلام الہی کہتے ہیں ترکیب الفاظ کا فعل اسمیں خدا سے صادر ہوا یا شیطان و کفار وغیرہ سے اگر صورت اول ہے تو کیا وجہ ہے کہ صدور فعل تو فاعل سے ہو اور دوسرا شخص اسکے ساتھ متصف ہو۔ اگر صورت ثانی ہے تو بالبداہتہ باطل ہے کیونکہ جن الفاظ سے وہ کلام مرکب ہے ان اشخاص کی نہیں جنکے اقوال کا معترض کو اعتراف ہے۔ اسلئے کہ شیطان کی زبان عربی نہیں تھی۔ ہماری تقریر بالا سے جسکو ہمنے بطور دلیل عقلی پیش کیا ہے بخوبی ثابت ہوگیا کہ کلام فعل ہے اور منجملہ صفات کمالیہ میں سے ایک صفت ہے اور ان افعال کے صدور کیلئے جو صفات کمالیہ کی حیثیت کے تحت میں داخل ہوں ایسے فاعل کی ضرورت ہے جو انکا منبع و مصدر اور اصل و مبدا ہو چونکہ خدا تعالے مجتمع جمیع صفات کمالیہ و منبع و مبدا المجموع اوصاف جمالیہ و جلالیہ ہے اسلئے متصف بصفت کلام سے بھی ضرور متصف ہے ورنہ اسکا گنگ ہونا لازم آتا ہے جس سے ایک بڑا نقص و عیب ذات باری میں تجویز کرنا پڑتا ہے تعالے اللہ عن ذالک علواً کبیراً۔ اس صورت میں خدائی کا تحقق اس سے زائل ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ خدا صفت کلام کیساتھ ضرور متصف ہے وہو المطلوب اسپر یہ وہم پیش کرنا کہ کلام کیلئے زبان کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اور وہ آلہ جسمانی ہے جس سے خدا کا مجسم ہونا لازم آتا ہے بالکل لغو خیال و باطل وہم ہے کیونکہ صدور افعال باریتعالی کیلئے آلات جسمانیہ وغیرہ کی ضرورت نہیں اسکے افعال بے کیف و بے آلہ ہیں جیسا دیانند کا عقیدہ ہے اور اک صدور افعال باریتعالی میں عقول البشریہ ناصر و قاصر ہیں اگر نفی کلام باری پر استدلال مذکور بمحض توہم باطل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا صحیح ہے تو ہم بھی ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ خدا تعالی دیکھتا ہے سنتا ہے۔ دیکھنا سننا آنکھ کان پر منحصر و موقوف ہے اور یہ آلات جسمانیہ ہیں پس اس صورت میں تسلیم صفات کے بھی خدا کا مجسم ہونا لازم آتا ہے اور بصورت عدم تسلیم وہ اندھا اور بہرا ہے یہ نقص شان ہے جسکے بالکل منافی اور ضد ہے استحقاق الوہیت کا۔ نا چار پس ضرور ماننا پڑتا ہے کہ اسکے کل افعال و صفات بے کیف و بے آلہ ہیں انکی حقیقت و کنہ اور ماہیت و کیفیت کو وہی ازلی ابدی جانتا ہے ہمارا ادراک ہماری عقل انکے احاطہ سے عاجز و قاصر ہے ہم صرف اتنا کہ سکتے اور جان سکتے ہیں

ناظرین انوار الاسلام کی بہتری کیلئے مفصلہ ذیل ادویات

کی فہرست پیش کیجاتی ہے اور بفضلہ تعالیٰ امید کیجاتی ہے کہ جو صاحب ان ادویات کو بوقت حاجت استعمال میں لائیگا ضرور فائدہ اٹھائیگا۔ ہاں اگر خدانخواستہ کسی بیمار کو فائدہ نہو۔ تو حکیم صاحب وعدہ فرماتے ہیں کہ ہم دوبارہ دوائی مفت ارسال کردینگے۔ اسی خاطر صرف مرضوں کے نام لکھدئے گئے ہیں ادویات کی تعریف نہیں کیگئی ناظرین انوار الاسلام کیا بلکہ ہر ایک صاحب کو ایسی مجرب ادویات سے فائدہ حاصل کرنا چاہئیے۔ قیمت نہایت کم آپ ہر ایک درخواست بنام حکیم نبی بخش صاحب شہر سیالکوٹ کے پتہ پر کریں۔

فہرست ادویات۔

طاعون کا مجرب علاج جو صاحب		دوائی برص ۔۔۔۔۔	صہ/	پالون سرخ ۔۔۔۔۔	عہ/
بارہ خوراک استعمال لاویں بفضل		سفوف جریان ۔۔۔۔۔	۸/	۔۔ سفید ۔۔۔۔۔	عہ/
خدا طاعون لعین کے نجات پاویں		معجون امساک ۔۔۔۔۔	عا/	حیض کا رکنا ۔۔۔۔۔	عا/
قیمت بارہ خوراک ۔۔۔۔۔	۱۲/	دھدر خواہ کسی قسم کا ہو	عا/	تعویذ تریا تپ ۔۔۔۔۔	للعہ
دھدر آتشک کی گولیاں ۶ عدد	عہ/	پھولا چشم ۔۔۔۔۔	ے/	تعویذ چوتھیہ تپ ۔۔۔۔۔	۔۔
آتشک کا مجرب علاج ۱۲ خوراک	۸/	ککرہ چشم ۔۔۔۔۔	عہ/	تعویذ مرگی ۔۔۔۔۔	۔۔
سفوف بکر سعدا ۔۔۔۔۔	عہ/	دہندہ خارش چشم ۔۔۔۔۔	۱۲/	دیوانی چھیلی ۔۔۔۔۔	صہ/
سفوف بواسیر خونی ۔۔۔۔۔	۸/	سرخی چشم ۔۔۔۔۔	۸/	دوائی سوزاک ۔۔۔۔۔	۸/
گولی بواسیر خشک ۔۔۔۔۔	۲/	تاپ تلی ۔۔۔۔۔	عصہ	دوائی زکام ۔۔۔۔۔	۸/
دوائی کھنا یا چھپاکی ۔۔۔۔۔	۴/	مستورات کی پیرا ایک		دوائی کھانسی خواہ تلکر یا لفکہ	۸/
سفوف ضیق النفس ۔۔۔۔۔	عہ/	بیماری کا مجرب علاج ۔۔۔۔۔	عا/	غرضیکہ ہر قسم کی بیماری کے	
چنبل کا مجرب علاج ۔۔۔۔۔	عا/	دسم ۔۔۔۔۔	عا/	لئے ادویات موجود ہیں	

نوٹ اگر کوئی صاحب بعد استعمال بارہ خوراک بھی اس لعین بیماری سے ہلاک ہو جاوے تو حکیم صاحب وعدہ کرتے ہیں کہ قیمت واپس دیدینگے

منشی [illegible] پرنٹر [illegible] مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع

انوار الاسلام

۱۵ - اکتوبر و یکم نومبر سنہ ۱۹۰۳ء

برق اسلام

بجواب

ترکِ اسلام

چھپ رہا ہے۔ ہم نے رسالہ ۱۳ میں لکھا تھا۔ کہ رسالہ نمبر ۱۴ میں ترک اسلام کا جواب شروع ہوگا۔ لیکن ہمارے بعض احباب نے رائے دی ہے کہ اگر رسالہ کے ذریعہ سے ترک اسلام کا جواب دیا جائیگا۔ تو شاید دو سال تک بھی ختم نہ ہو۔ اس لئے اس کا جواب یہاں تک ممکن ہو۔ جلدی دینا چاہیئے۔ اگرچہ ترکِ اسلام کے سب اعتراضات

بالکل لغو۔ واہیات۔ بیہودہ اور جولاہانہ عقل کے ہیں۔ اور مسلمان اسے محض ہیچ پوچ سمجھتے ہیں لیکن تو بھی ضروری ہے کہ اسکی لغویت کو جلد طشت از بام کیا جائے۔ بنا بریں ہم نے اپنے احباب کے ارشاد کے موافق اب علیحدہ کتاب کی صورت میں طبع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تاکہ جلد شائع ہو۔

برق اسلام قریباً ۳۰۰ صفحہ حجم کا ہوگا اور اسکی قیمت لاگت سے بھی بہت کم یعنی صرف ۱۲ رہوگی۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس کے خریدنے اور خرید کر مفت بانٹنے کے لئے تیار رہیں۔ زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔ وہی روپیہ اس کتاب کے خریدنے میں صرف فرما کر مفت تقسیم کریں۔ سماجوں میں بھیجیں طالبان حق کو دیں۔ ثواب دارین حاصل کریں۔ غیر قومیں اپنے دین باطل کی اشاعت میں کسقدر محو و سرگرم ہیں کاش کہ مسلمان حق کی حمایت میں ذرا بھی توجہ نہیں کرتے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس کتاب کے تقسیم کرنے میں ہمارے خریداران رسالہ خاص فیاضی ظاہر فرماویں گے۔ کم از کم ہر ایک خریدار کو دس پندرہ نسخے ضرور خرید کر تقسیم فرمانے چاہئیں۔ اڈیٹر

ذیل میں ہم رسالہ ترک اسلام سے ایک نمبر کا جواب نمونتاً درج کرتے ہیں:۔

برق اسلام بجواب ترک اسلام نمبر ۸ قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ خدا نے ہزاروں فرشتے اہل اسلام کی خاطر لڑنے کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ افسوس کہ وہ آسمانی مدد تا ہنوز[1] مفقود الخبر ہے۔ بیچارے مسلمان سپین آسٹریلیا سے نکالے گئے۔ یورپ میں ان کو شکست ملی۔ افریقہ میں خستہ ہوئے۔ ہندوستان میں سلطنت کھو بیٹھے۔ مگر آسمانی فرشتوں نے ان کی کچھ مدد نہ کی۔ ممکن ہے کہ فرشتے اہل فرنگ کی توپوں کی آواز سے ڈر کر آسمان میں ہی چھپ رہے ہوں یا راستہ بھول گئے ہوں۔ بھلا ایسی لغویات کیا قابل تسلیم ہیں؟

اقول

پاگلوں اور بے وقوفوں کی دنیا میں واقعی کمی ہے۔ وید میں پرمیشور نے آریوں کو دعا سکھلائی ہے۔ کہ میں اس محافظ کائنات صاحب جاہ و جلال نہایت زور آور اور فاتح کل تمام دنیا کی کائنات کے راجہ قادر مطلق اور سب کو قوت دینے والے پرمیشور کو جس کے آگے تمام زبردست پہاڑ سر اطاعت خم کرتے ہیں۔ اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا

(صفحہ ۳۰ یجرد)

[1] تا ہنوز کا لفظ دھرمپال جی کی فارسی لیاقت کا نمونہ ہے۔

انسب ہے ہر جنگ میں فتح پانے کے لئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں (دیکھو ادھیا ۲۰ منتر ۵۰) اور پھر یہ دعا سکھلائی ہے کہ مجھکو تمام سکھ یا تمام عالم کی حکومت عطا کر (دیکھو وید منتر ۴۴) +

اور پھر فرمایا۔ تمہارے آئیدہ آتشگیر اسلحہ اور تیر و کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ تا بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تمہاری فوج جرار کارگذار اور نامی گرامی ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قایم ہو (رگوید اشٹک ۱۔ ادھیا ۳ ورگ ۱۸ منتر ۲)۔ اور اسی طرح آریوں کی کامیابی اور فتح و نصرت کی بے شمار دعائیں ویدمیں مذکور ہیں اور تناسخ کے رو سے بھی سارے جہان کی حکومت خدا کے مقبول فرقے یعنی آریوں ہی کے قبضہ میں ہونی چاہئے +

اب سوال یہ ہے کہ خدا نے تو آریوں سے ہر جنگ میں فتح دینے کا وعدہ کیا۔ اُنکی عالمگیر حکومت تمام روئے زمین پر قایم ہونے کی پرارتھنا سکھائی۔ مگر کیا کبھی اسکا ظہور بھی ہوا۔ تواریخ تو یہانتک ساتھ دیتی ہے اُس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ لوگ غیر قوموں سے ہمیشہ مقہور اور مغلوب ہی ہوتے رہے۔ غیر ممالک سے جو شخص اپر حملہ آور ہوا۔ ان کی گت ہی بناتا رہا۔ اسکندر دارا۔ محمد غوری۔ محمود غزنوی وغیرہ نے جو کچھ ان سے سلوک کئے وہ اظہر من الشمس ہیں ان بدکاروں کی تو اندر کی مدد سے شکست نہ ہوئی۔ بلکہ اُلٹے آریئے شکست پا پاکر بدکرداری کا معزز لقب حاصل کرتے رہے۔ اور صدیوں تک ایرانیوں اور مسلمانوں وغیرہ کے زیر حکومت رہے ان کی سلطنت اور حکومت بالکل اُڑ گئی۔ اور اب اہل یوروپ کے زیر حکم ہیں۔ جسکو افسوس کے ساتھ پنڈت دیانندجی اپنی عبارت میں بیان فرمارہے ہیں +

اب ادبار بخت آریوں کی سستی۔ غفلت اور باہمی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں راج کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ بلکہ خود آریہ ورت میں بھی اس وقت آریوں کا کامل آزاد۔ خود مختار اور بے خوف راج نہیں۔ جو کچھ ہے اسکو بھی غیر ممالک والے

ؔ اگر ایک وقت ہندوستان کے سارے آریئے سارے عالم کی حکومت مانگیں۔ تو سب کو ملے گی۔ یا کسی خاص کو سب کو تو کیونکر مل سکتی ہے۔ سارے عالم کا صرف ایک ہی راجہ ہو سکتا ہے۔ اب سوال یہی کہ کیا یہ دعا لغو ہے یا نہیں۔ اور کیا ویدی پرمیشور کا یہ وعدہ کبھی پورا ہو سکتا ہے سوچکر جواب دیں۔ پھر اگر کسی خاص کو ملیگی تو کیوں؟ اگر پہلے اعمال کا نتیجہ ہے تو اس دعا سے کیا فایدہ؟ +

(یعنی انگریز) پامال کر رہے ہیں[1] کچھ تم ٹیرے سے راجہ خود مختار ہیں جب بُرے دن آتے ہیں تب ملک کے رہنے والوں کو کئی طرح کی تکالیف بھوگنی پڑتی ہے۔ کوئی کتنا ہی کرے لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہوتا ہے۔ یعنی غیر ملک کا راج پورا پورا آرام دہ نہیں ہے (ستھیارتھ ۲۹۵) +

اب آپ ہی کا اعتراض پلٹا کر ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس اندر نے آریوں کو ہر جنگ میں فتح پانے کی دُعا سکھائی۔ آریوں کی عالمگیر حکومت کے روئے زمین پر قایم ہونے کا وعدہ کیا۔ افسوس ہے کہ وہ وعدہ ہنوز مقصود الخبر ہے۔ آریوں کو بدھ والوں نے پامال کیا جینیوں نے ان کو ستایا۔ ایرانیوں نے اُن کو مقہور کیا۔ اور اُن کی خبر لی مسلمانوں نے اُن کی گت بنائی۔ اہل یوروپ اب ان پر حکومت کر رہے ہیں اور بقول دیانند اُن کو کئی قسم کی تکلیفیں بھوگنی پڑ رہی ہیں۔ افسوس ہے کہ اس اندر پرمیشور نے کسی وقت اُن کی ذرا بھی مدد نہ کی۔ جھوٹے وعدے ہی سکھے۔ وقت پر کبھی کام نہ آیا۔ ممکن ہے کہ بدھ والوں کے اور ازاں مسلمانوں کی تلوار اور اہل فرنگ کی توپوں کی آواز سے ڈر کر گولر کے پیٹ میں چھپ رہا ہو۔ یا راستہ بھول گیا ہو۔ کیا ایسی لغویات قابل تسلیم ہے؟ (ترک اسلام صفحہ ۴۷-۴۸) +

اب اگر اسکا یہ جواب دیا ہے کہ آریوں کی ان دُعاؤں کے قبول نہ ہونے اور اُن کی ہمیشہ مقہور و مغلوب رہنے کا باعث رگ وید کا وہ پرمان ہے۔ جو منڈل ۱ سکت ۹۲ منتر ۲ میں مذکور ہے۔ کہ جب تک لوگ دھرم پر چلتے رہے ہیں تب تک سلطنت بنی رہتی ہے۔ اور جب بد اعمال ہو جاتے ہیں تو راج نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ تو یہی وجہ اب مسلمانوں کی کمزوری کی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذلک بان اللہ لم یک مغیراً نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا کر رکھی ہو بدلتا نہیں تاوقتیکہ وہ اپنے دلوں کی حالتوں کو نہ بدل دیں +

اور پھر فرمایا۔ کہ انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ اگر تم ایمان میں مضبوط ہوگے تو تم ہی غالب رہوگے۔ چونکہ مسلمان لوگ خدا اور رسول کے احکام میں سست ہو گئے۔ وہ

[1] اس سے پنڈت جی کی مراد انگریز ہے۔ انگریزوں کو ہند کا پامال کرنے والا قرار دیا ہے۔ کیا گورنمنٹ انگریزی کی نظر سے ستیارتھ پرکاش کا یہ پرمان نہیں گذرا۔ جو صریحاً بغاوت کا باعث اور سلطنت انگریزی کی ہتک کرنے والا ہے۔ اور تعجب ہے کہ تا حال ستیارتھ پرکاش میں پنڈت جی کا یہ پرمان برابر چھپ رہا ہے +

الٰہی جھٹا توڑ دیا۔ اُن کے ارادیات بدل گئے۔ اس لئے کمزور ہو گئے۔ اور باوجود اس کے آریوں اُن کی حکومت بدرجہا بڑھ کر اب ہی دنیا میں موجود ہے روم۔ شام۔ مصر۔ ایران۔ عرب۔ افغانستان ترکستان۔ افریقیہ وغیرہ بے شمار مقامات میں اُن کی حکومت موجود ہے۔ اور مسلمانوں کی تعداد روز افزوں ملک ہند۔ چین۔ افریقیہ۔ تمام روئے زمین پر بڑھ رہی ہے۔ کہ بمقابل ان کے آریوں کی تعداد اور حکومت نفی کے برابر بھی نہیں۔ ہندوستان میں چند ایک راجے جو حکمران ہیں وہ بھی آریہ نہیں بلکہ پُرانی یا سکھ وغیرہ ہیں۔ یہ تو الزامی جواب ہوا ؁

اور تحقیقی جواب اس کا یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے کسی قوم کو حکومت دینے کا ٹھیکہ نہیں کیا۔ جس قوم میں قابلیت اور صلاحیت دیکھتا ہے۔ اُسکو عطا کر دیتا ہے۔ خواہ کوئی عیسائی ہو خواہ مسلمان۔ خواہ بُت پرست۔ اگر حکومت پر کسی مذہب کی صداقت کا معیار رکھا جائے تو سچے مذہب کی شناخت کے لئے کوئی معیار یا امتیاز باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ ایک ایک وقت میں سبھی دنیا پر حکومت کرتے رہے ہیں پس سارے ہی سچے ہوئے ؁

ہاں اُس فلسفہ الٰہیہ پر غور کرنے سے سچے مذہب کی جھٹ شناخت ہو جاتی ہے جو خدا نے قرآن شریف میں استعمال فرمایا ہے۔ قرآن شریف میں صداقت کے پرکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ معیار مقرر فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کا وہ[1] مرسل جو مامور ہو کر آتے۔ ہمیشہ مظفر و منصور ہو کر دنیا سے اُٹھتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت کوئی قوت۔ کوئی توپ و تفنگ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی ساری دُنیا ایک طرف اور خدا کا وہ مُرسل و مامور ایک طرف اور سارا جہان اس پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی ان اللّٰہ لقوی عزیز۔ خدا نے قطعی اُصول مقرر کر دیا ہے۔ کہ میں اور میرے مامور و مرسل ہی غالب رہیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا ہی طاقتور اور زبردست ہے جس کا مقابلہ کوئی قوت نہیں کر سکتی۔ ولقد سبقت لعبادنا المرسلین انہم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون۔ اور یقیناً ہمارے مرسل بندوں کے لئے یہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ یقیناً اور بلا ریب وہی مظفر اور منصور ہونگے اور یہ کہ یقیناً ہمارا ہی لشکر جو اس مامور و مرسل کے ساتھ ہو گئے سارے جہان پر غالب آئیں گے۔ کوئی قوت کوئی طاقت۔ کوئی شوکت اُن کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مامور الٰہی وہ پتھر ہے کہ جو اس پر گرتا ہے چکنا چور ہو جاتا ہے اور جس پر یہ جا گرتا ہے۔ اُسے پیس ڈالتا ہے ؁

یہی الٰہی فلسفہ اور یہی خدا تعالیٰ کی سُنت قدیمہ ہے۔ کبھی کسی مرسل و مامور پر اس نے

[1] یعنی اس وعدہ کا ظہور مرسلین کے ساتھ مخصوص ہے۔ ہمیشہ کے لئے نہیں۔

مخالفین ہرگز ہرگز غلبہ نہیں پا سکے۔ جو شخص ان مامورین کے برخلاف اٹھا۔ اُن کے سامنے ہی فنا اور نیست و نابود ہو گیا۔ جس شخص نے ان خدائی طاقتوں کا مقابلہ کیا۔ یہیں چکنا چور ہو گیا۔ قوم ثمود۔ قوم نوح۔ قوم موسیٰ وغیرہ کے تمام حالات پر غور کرو۔ جو لوگ ان مرسلین و مامورین کے برخلاف اٹھے چکنا چور اور ہباءً منثورا ہو گئے۔ اور ان مرسلین کی عین حیات ہی میں اُن کا پتہ اور نشان نہ رہا۔

بس یہیں تک اللہ تعالیٰ کے مواعید و مواثیق ہوتے ہیں کہ اُس کے مرسلین و مامورین پر اُن کی زندگی میں اُن پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ سارے دشمن مغلوب و مقہور اور یہ غالب اور پوری کامیاب ہو کر دنیا سے اٹھتے ہیں۔ دنیا کو یہ اپنی سچائی کا زبردست ثبوت اور خدائی وعدوں کے پورا ہونے اور اس دنیا میں جزا سزا کا ایک زبردست عملی نمونہ دکھا جاتے ہیں۔ اُن کی زندگی کے بعد ہمیشہ کے لئے ٹھیکہ نہیں ہوتا۔ کہ ابد الآباد تک حکومت انہی کی رہے۔ پس خدا تعالیٰ نے جو ہزاروں فرشتوں کو اہل اسلام کی خاطر لڑنے کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ وہ صرف اُس مامور یزدانی اور مرسل ربانی کی خاطر تھا۔ جو واقعی پورا ہوا۔ اور وہ اُمّی یتیم بیکس بے بس۔ بے زر بے زور بے لشکر جس کا سارا عرب۔ ساری اقوام۔ اور تمام مذاہب مخالف تھے دنیا سے نہ اٹھا۔ اُس کی وفات نہ ہوئی۔ جب تک کہ اپنی آنکھوں سے ان تمام مواعید الٰہی کا ایفا نہ دیکھ لیا۔ اور ہر ایک قوم پر پوری پوری کامیابی حاصل نہ کی۔ چنانچہ اُس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے سورہ نصر میں یاد دلایا ہے کہ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً فسبّح بحمد ربّک واستغفرہ انّہ کان توّاباً۔ جب کہ تو نے خدا تعالیٰ کی نصرت[۱] موعودہ اور پوری پوری کامیابی دیکھ لی۔ اور تو نے گروہ گروہ لوگوں کو دین اسلام میں داخل ہوتے بھی دیکھ لیا۔ تو اب لازم ہے کہ اس شکریہ میں خدا کی تحمید و تقدیس بجا لاؤ۔ اور اُس کے حضور میں استغفار کرو۔ یقیناً وہ بڑا ہی توّاب ہے۔

اور یہی وجہ قرآن شریف کے دنیا میں بتدریج اترنے کی تھی۔ کہ تا وہ تمام زبردست وعدے اور اُن مواعید الٰہی کا ایفا اپنے اپنے وقت پر قرآن شریف میں درج ہو جائے۔ اور ساری جہان کے لئے دین الٰہی کی صداقت اور جزا سزا کا عملی نمونہ اسی دنیا میں قائم ہو جائے۔ جو سزائے جزائے اُخروی کا بدیہی نمونہ ہو۔ جیسا کہ فی الواقع ظہور میں آیا۔ خدا کا وہ مرسل اور اُس کے ساتھ والے

[۱] واقعی جہادات میں بھی نصرت حق وغیرہ کا کوئی فلسفہ نہ ہوتا تو پھر کسی طرح محفوظ العقول کے نام و نشان مٹانے کے ہے یہی جو

سب کے سب کامیاب اور برخوردار ہو کر عزت کے تخت پر جلوہ افروز ہو گئے اور اس مرسل اور مامور کے برخلاف اٹھنے والے سب کے سب ناکام اور تباہ اور خستہ ذلت اور ہلاکت کی اسفل السافلین میں گرے۔ اور یقیناً ایسا ہی قیامت کے دن ہوگا۔

چنانچہ وہ آیت جس پر تمہارا اعتراض ہے اس کا سیاق سباق بھی خدا تعالیٰ کے اس عالی شان وعدے کے پورا ہونے کی صراحت کرتا ہے اور صاف بتاتا ہے۔ کہ یہ آسمانی مدد اس الٰہی وعدے کے ایفا کا ظہور ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں متواتر اور بار بار سینکڑوں جگہ بیان فرمایا ہے اور جو اس تواتر اور وثوق کے ساتھ بیان کیا گیا۔ اور پھر اس کا ظہور ایسے شان اور خدائی طاقت کے ساتھ ہوا۔ کہ بجز ایک جولاہے آدمی کے اس کے وعدہ خدائی ہونے اور اس مامور من اللہ کی سچائی میں ہرگز ہرگز شک نہیں کر سکتا۔ نبوت کے ابتدا ہی سے جب کہ اس مامور و مرسل کے ساتھ کچھ بھی آدمی نہ تھے اور آپ ہی ہدف تیر آفات تھا۔ اپنی کامیابی اور نصرت اور خدا کے دین کے برخلاف اٹھنے والوں اور دعوت دین کے رستہ میں پتھر کا حکم رکھنے والوں کے لئے ذلت و ہلاکت کا وعدہ ایسے وثوق اور تواتر کے ساتھ کرنا۔ اور پھر اس کا ایسی شان خدائی کے ساتھ ظہور میں آنا کیا کسی انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ اور اس طرح جھوٹوں کذابوں مفتریوں کو اللہ تعالیٰ اگر مدد دینے لگ جائے اور ان کی متحدیانہ پیش گوئیاں اس طرح پوری کرنے لگے تو دنیا میں اندھیر نہ پڑ جائے۔ اور پھر خدا کا کیا ثبوت رہے۔ آنحضرت صلعم نے ان مواعید میں اُن کے ایفا میں خدا کی خدائی اس کی زبردست طاقت۔ دین کی سچائی۔ جزا و سزائے عقبےٰ کی واقعیت کا ایسا زبردست ثبوت دیا۔ ایسا عینی نظارہ دکھا دیا۔ کہ جس کی دنیا میں نظیر نہیں۔ اور بجز عقل کے اندھے اور نیوگ کے دلدادہ جہلائے آریہ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ سنو اس آیت میں اللہ تعالیٰ جنگ سے پیشتر ہی باوجود خستہ حالی مسلمین اور زبردست طاقت منکرین کے مسلمانوں کو وعدہ نصرت و کامیابی فرماتا ہے اور اس ضروری نصرت کو انبیاء حق کی صداقت کا نشان بنایا ہے۔ جیسا کہ اس نے فرمایا۔ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المومنین لکرھون۔ یجادلونک فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون۔ واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ ویقطع دابر الکفرین۔ لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ

المجرمون۔ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف
من الملئکۃ مردفین۔ وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن بہ
قلوبکم وما النصر الا من عند اللہ ان اللہ عزیز حکیم۔ (سورہ انفال)

جیساکہ تیرے رب نے تجھکو تیرے گھر (یعنی مدینہ) سے سچے وعدوں کے مطابق نکالا۔ اور اگرچہ مومنوں کا ایک گروہ اُسے ناپسند کرتا تھا۔ اس کے بعد کہ حق کھل چکا۔ یعنی حق کی فتح کا اللہ تعالیٰ وعدہ کر چکا۔ وہ تیرے ساتھ جنگ میں جانے کی بابت جھگڑتے تھے۔ گویا کہ وہ موت کی طرف چلائے جا رہے ہیں۔ اور وہ موت کو سامنے دیکھ رہے ہیں (یہاں سے مسلمانوں کی خستہ حالی کا اندازہ کیجئے) اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کر لیا تھا۔ کہ کفار کے دونو گروہوں میں سے ایک ضرور تمہاری لئے ہے (یعنی ایک پر ضرور تم کامیاب ہوجاؤگے۔ اور تم چاہتے تھے کہ تمہارے لئے وہ گروہ ہو جو قوت اور شوکت نہیں رکھتا (یعنی اُن کے مقابلہ پر جاؤ) اور خدا کا تو یہی ارادہ تھا۔ کہ اپنے کلمات اور مواعید کے مطابق حق کو حق کر کے دکھائے[1]۔ اور اُن کافروں کی (جو اس مامور من اللہ کی راہ میں روک ہیں) جڑ کاٹ ڈالے تاکہ دنیا میں حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دے۔ اگرچہ وہ مجرم اُسے ناپسند ہی کریں (جب کہ بوجہ اپنی ضعیف حالت کے) تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پس خدا نے تمہاری سُنی اور وعدہ فرمایا۔ کہ ہم ہزار فرشتے لگاتار بھیجکر تمہاری مدد کرینگے۔ اور یہ فرشتوں کی امداد اللہ نے محض تمہاری بشارت کے لئے کی۔ اور اس واسطے کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہوجائیں۔ اور مدد تو اکیلے اللہ کی طرف سے ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے.... اور آخر اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا کیا۔ اور واقعی فرشتوں سے امداد کی۔ باوجودیکہ مسلمان بالکل تھوڑے۔ بے سروسامان اور کمزور تھے۔ اور کفار کثیر التعداد باسامان۔ بادولت باشوکت اور صاحب زور و طاقت تھے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے وعدے کے موافق اُن کو شکست فاش دی۔ مسلمانوں کو کامل نصرت عطا فرمائی ستر کفار تہ تیغ ہوئے۔ ستر قید اور باقی فرار ہوئے۔ اس جنگ میں ابوجہل اور دیگر شریر کفار مارے گئے۔ اس وقت سے مشرکین عرب کا اصلی زور ٹوٹ گیا اور اس پر عجیب فتح و نصرت کا نشان ظاہر ہوکر حجت قطع ہوگئی[2]۔ اور اُن کو ہمیشہ کے واسطے

---

[1] یہاں سے ظاہر ہے کہ تھوڑے سے بے سروسامان مسلمان بڑے باسامان گروہ کے ساتھ لڑے ہیں +

[2] چنانچہ تمام سورہ انفال میں اس نشان کا مفصل ذکر ہے۔ اور خدا نے اس فتح کو آیت یعنی نشان کا خطاب دیا ہے +

سنا دیا گیا کہ تم کو تمہاری فوجیں کسی کام نہ آئیں گی۔ خواہ کسی قدر کثیر ہو جائیں۔ ان تستفتحوا
فقد جاءکم الفتح وان تنتهوا فهو خير لكم وان تعودوا نعد ولن
تغني عنكم فئتكم شيئا ولو كثرت وان الله مع المؤمنين اگر تم فتح چاہتے
تھے کہ اے اللہ جو دین حق ہے اسکو فتح دے۔ چنانچہ ابوجہل نے بھی کعبہ کا پردہ پکڑ کر ایسا ہی
کہا تھا۔ ان کان هذا هو الحق فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا
بعذاب اليم۔ اے خدا اگر اسلام حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کا مینہ برسا دے
یا ہمارے اوپر اور عذاب الیم لے آ۔ اور کفار بار بار کہتے تھے متى هذا الفتح ان كنتم
صادقين۔ اسلام کی فتح موعودہ کب ہوگی۔ اگر سچے ہو تو اس وعدہ کا ظہور دکھاؤ۔ تو وہ فتح
بھی ہو چکی۔ سو اگر اب شرارتوں سے باز آ جاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے اور اگر پھر ایسا ہی کرو گے
تو ہم بھی وہی کرینگے اور تمہیں تمہاری شرارتوں کا مزا چکھائیں گے اور یاد رکھو کہ تمہارا جتھا تمہارے
کچھ بھی کام نہ آئیگا۔ خواہ وہ کسی قدر کثیر ہو جائے۔ اور اللہ تو انہی مومنوں کے ساتھ ہے۔ جو اس
مامور من اللہ کا ساتھ دیتے ہیں +

یہ ایک عظیم الشان پیش گوئی تھی جس کا ظہور آئندہ غزوات میں ہوتا رہا۔ بار بار مشرکین
عرب اور یہود نے متفق ہو کر افواج کثیرہ کے ساتھ مسلمانوں پر حملے کئے۔ اور اُن کا نام ونشان مٹانے
کے واسطے اپنی دانست میں نہایت ہی زبردست تیاریاں کیں مگر ہمیشہ ناکامی پر ناکامی اٹھاتے
رہے اور اُن کی جمعیت نے کچھ کام نہ دیا۔ خواہ کسی قدر کثیر ہو گئی +

یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے تھے جو پورے ہوئے۔ وعدوں کے موافق اُس نے واقعی اس مامور من اللہ
اور اُس کے ساتھ والوں کو نصرت دی۔ قیامت تک اُن کے لئے ٹھیکہ نہیں لیا۔ کہ ہمیشہ انہی کی مدد
ہو گی جو کسی گدھرمی کا اعتراض کیا ہو +

۴۔ ملک شام کے متعلق اس اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور ہے کہ صالحین ہی کے قبضہ میں
رہے گا۔ جیسا کہ اس نے فرمایا ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض
يرثها عبادي الصالحون ان في هذا لبلاغا لقوم عابدين۔ ہم نے
تورات کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ زمین موعود (شام) کے وارث ہمارے عباد صالح ہی
ہوں گے۔ یقیناً خدا پرست لوگوں کے لئے اس وعدہ اور اس کے ایفا میں قیامت تک ایک بڑی
تبلیغ حجت۔ سچے دین کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے۔ سو وہ تیرہ سو سال سے

آج تک اہل اسلام ہی کے قبضہ میں ہے۔ جو تمام دنیا کے لئے اسلام کی سچائی کا زبردست ثبوت ہر وقت نظروں کے سامنے موجود ہے۔

اور آنحضرت صلعم کے بعد صحابہ رضی کو خلفا بنانے اور اسلام کے متمکن فی الارض کرنیکا بھی وعدہ تھا۔ جو یقیناً ظہور میں آچکا۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔ تم میں سے جو لوگ اُس مامور من اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے اُن کے لئے یہ خدا نے وعدہ کرلیا ہے۔ کہ یقیناً یقیناً اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جیساکہ اُن لوگوں کو بنایا جو اس سے پیشتر تھے یعنی حضرت موسیٰ کے صحابہ وغیرہ کو) اور یقیناً اور بلاریب اُن کا وہ دین جو اُس نے اُن کے لئے پسند کر رکھا ہے زمین میں متمکن کردیگا اور اُن کا خوف (جو اب انہیں لاحق ہو رہا ہے اور کفار سے ستائے جا رہے ہیں) امن سے بدل دے گا۔ لوگ میرے سچے پرستار بن جائیں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ یہ وعدہ اٹل اور یقینی ہے جو ضرور پورا ہوگا۔ اور دنیا کے لئے اسلام کی سچائی کا ایک زبردست نشان ہوگا۔ ایسا صریح نشان اور خدائی وعدہ کا ظہور دیکھنے کے بعد بھی جو شخص اسلام کا منکر رہے۔ سو یہ کہ حد انصاف سے نکل جانیوالے ہیں۔

اب ہم اُن مواعید کی وجہ اور مامورین الٰہی کی زندگی میں اُن کے برخلاف اُٹھ کھڑا ہونے والوں کی ذلت و ہلاکت اور خدا کے مامورین کی فیروزی و نصرت کی فلا سفی بھی بیان کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں جو اپنے مرسل و مامور بھیجتا ہے۔ اُن کی زندگی کو ہر قسم کے اخلاق۔ ہر قسم کی صداقت کے اظہار کا نمونہ بنا کر بھیجتا ہے۔ وہ لوگ دنیا سے نہیں جاتے۔ نہیں اُٹھتے۔ جب تک کہ صداقت دین و یوم الدین کا عملی نمونہ دنیا کو دکھا نہیں جاتے

اللہ تعالیٰ نے اپنے مامورین کی زندگی کو ہی جزا و سزائے عاقبت کا نمونہ اور ثبوت ٹھیرایا ہے۔ جو لوگ ان ماموران الٰہی کے ساتھ ہوگئے وہ کامیاب و برخوردار ہوگئے اور جو لوگ منحرف و باغی ہوئے وہ ذلیل و خوار ہوگئے۔ ان ماموران الٰہی نے اپنی زبان سے جو کچھ نکالا۔ حرف بحرف پورا ہوا۔ مصدقین کو جزائے خیر ملی اور مکذبین کو جزائے بد۔ ساتھ دینے والوں کو

انجام نیک ہوا اور جدا ہونے والے کٹ گئے۔ دنیا میں ان ماموران الٰہی کی زبان سے نکلی ہوئی باتوں کا حرف بحرف پورا ہونا دلالت بینہ ہے اس امر کی کہ آخرت کے بارہ میں بھی جو کچھ انہوں نے ارشاد کیا وہ بالکل صادق ہوگا اور اس میں سر مو فرق نہ ہوگا۔ ان ماموران الٰہی کی کامیابی اور اُن کے مخالفین کی ناکامی سے اگرچہ سارا قرآن شریف بھرا پڑا ہے جو جزا و سزائے عاقبت کا قطعی اور بدیہی ثبوت ہے۔ مگر مثال کے لئے ہم اسوقت مامور آخری یعنی حضرت جناب محمد رسول اللہ صلعم کے حالات زندگی کو نظر کے سامنے لاتے ہیں اس سے اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ اُن کے متبعین کو اُن کے ارشاد کے موافق دنیا میں کیسا پھل ملا۔ اور اُن کے مخالفین کس طرح خوار اور ذلیل ہو کر دنیا سے نیست و نابود ہو گئے۔ اس نظارہ سے جزائے اُخروی کی صداقت پر قطعی دلیل مل جائیگی اور مطلق شک نہ رہیگا۔ کہ اسی طرح ان انبیاء کے ماننے والوں کو یقیناً اور بلا ریب عاقبت میں بھی جزائے خیر ملیگی اور باغیوں اور نافرمانوں کا بُرا انجام ہوگا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا سے گے جانے سے پہلے اُن کے ساتھ ہو جائیں اور شرارت اور بغاوت سے باز آئیں +

غور کرو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلعم ایک یتیم بچے تھے جن کا باپ پیدایش کے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ پھر والدہ فوت ہو گئی۔ پھر دادا متولی ہوا۔ وہ بھی فوت ہو گیا۔ چچے نے سرپرستی کی وہ بھی پورا ساتھ نہ دیسکا۔ اور اس طرح یتیم بچہ ماں باپ کی تعلیم و تربیت اور نوشت و خواند سے ہمیشہ کے لئے محروم رہا۔ اور بالکل بے کس اور بے بس ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نے اُس کو علم لدنی عطا فرمایا۔ ۴۰ سال کی عمر میں یکایک اُس نے دعویٰ کیا کہ میں اسکا رسول ہوں اور تمہاری طرف بشیر و نذیر ہو کر آیا ہوں۔ اپنے اعمال بد کی پاداش میں تم مستحق عقوبت ہو چکے ہو۔ اگر اب بھی اللہ پر ایمان لے آؤ۔ چال چلن کو ٹھیک کر لو تو دنیا و آخرت دونو جہان میں تمہاری فلاح اور بہبودی ہوگی۔ اور اگر خدا کے حکم سے روگردانی کرو گے۔ تو تم پر سزا کا حکم ہو چکا ہے۔ اس دنیا میں بھی سزا ہوگی اور آخرت کا عذاب اس سے بہت بڑھ کر ہے ولعذاب الاخرۃ اکبر) .... یہ الٰہی فرمان تھا جو آنحضرت صلعم نے اپنی قوم کو پہونچایا۔ جس وقت اپنی قوم کو آنحضرت صلعم نے یہ پیغام پہونچایا اُس وقت آپؐ تن تنہا ایک شخص تھے۔ اور ساری قوم بلکہ ساری دنیا آپؐ کی مخالف تھی۔ کسی قدر لوگ آپؐ کی قوم کے اس حکم الٰہی کو سُنکر بیشک آپ پر ایمان لے آئے۔ لیکن وہ کیا تھے معدودے چند۔ جو سب کے سب آپ صلعم کے ساتھ خود آفات و بلیات کا نشانہ بن رہے تھے اور قتل و قید ہو رہے تھے۔ حتے این کہ بعثت

بعثت اس سے پہلے کبھی آنحضرتؐ کو ایسا خیال تک نہ تھا۔ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون

سے بلے کر ہجرت تک ۱۳ سال گذر چکے۔ توبھی کوئی کامیابی کا نشان ظاہر النظر نہیں آتا تھا۔ کفار نے بے انتہا تکالیف پہونچائیں تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا برادری سے الگ کر دیا۔ اور آخر کار آپ کو قتل کرکے ہمیشہ کے لئے اسلام کا نشان مٹانے کے لئے آمادہ ہو گئے +

باوجود ان تمام ناکامیابی اور مایوسانہ حالتوں کے آپکے اُن مواعید میں ذرا فرق نہیں آیا۔ علانیہ الفاظ میں اور دیگر انبیا کے حالات کے پیرایہ میں آپ قرآن شریف میں متواتر وعدہ دیتے رہے اور تحدیاں کرتے رہے کہ خدا کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہونے والے اور دین حق کی اشاعت میں مزاحمت کرنیوالے۔ فاسق و فاجر لوگ۔ ضرور ضرور اپنے اعمال کی پاداش اس دنیا میں اسی طرح چکھیں گے جس طرح تمام اگلی اُمتیں چکھتی رہیں حق آخر کار غلبہ پاجائیگا اور باطل مٹ کر نیست و نابود ہو جائیگا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ تمام وہ سورتیں جو مکہ میں نازل ہوئیں اُن کو غور سے پڑھو سارا سلسلہ بڑے زور و شور سے متواتر اس بات کا وعدہ دیتا ہے کہ کفار مکہ اُمم سابقہ کی طرح ضرور ضرور اس مدعی ...کی مخالفت کا مزہ چکھیں گے۔ وہ لاکھ کوشش کریں ہزار حیلے سوچیں دین حق آخر کار غالب آجائے گا اور وہ سب کے سب تباہ اور خستہ ہو کر نیست و نابود ہو جائیں گے۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذو انتقام۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون۔ کذبت قبلھم قوم نوح الخ +

قرآن شریف میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے اگلی اُمتوں کی ہلاکت کی خبر مثال کے طور پر دی ہے اور اُس سے اس طرح کفار مکہ کا مغلوب ہونا اور اسلام کا آخر کار غالب آنا مستنبط کیا ہے اس سے غلبۂ دین حق کی پیشین گوئی کے سوا ایک بڑی غرض یہ بھی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں عملی طور پر سزا جزا کا قطعی نظارہ دنیا کی نظروں میں جلوہ گر کر دے۔ اور جزائے آخرت کے لئے نظیر قرار دے۔ اسی واسطے بار بار ارشاد فرمایا۔ کہ عذاب آخرت کے سوائے مامور حق کے مخالف اس دنیا میں بھی عذاب چکھ کر رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آخر کار ان وعدوں کو پورا کیا۔ اور سزا اول کفار کو پہلے تو جنگ بدر میں اُن کی شرارتوں اور سرکشیوں کی سزا دی۔ اُن کا زور توڑا اور آخر کار اُسی تلوار سے جو اُنہوں نے مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے کے لئے نکالی تھی۔ خود انہیں

نیست و نابود کر کے دنیا کو آخرت کی سزا کا قطعی نظارہ دکھایا۔ چنانچہ اُس وقت سے اب تک وہاں میں ایک متنفس بھی مخالف دین حق نظر نہیں آتا ہے۔

یہہ تو اللہ تعالی نے سزاے آخرت کے لیئے کامل ثبوت دیا اور اُس کا نظارہ اسی جہان میں نظروں کے سامنے دکھایا۔ اب دوسری طرف دیکھیئے۔ اللہ تعالی نے ساتھ ساتھ ہی جا بجا برابر اہل ایمان کو بشارت فرمائی کہ اگرچہ اس وقت تم نہایت درجہ کے کمزور ہو۔ اور کہیں سر رکھنے کے لئے جگہ نہیں لیکن آخرکار اللہ تعالی تمہیں اس جہان میں بھی جزاء حسنہ عطا فرمائیگا۔ جو کچھ تم نے ابتغاء لمرضات اللہ خدا تعالی کی راہ میں کھویا ہے۔ اس جہان میں تمکو ملکر رہے گا۔ وہ آیات کلام ربانی جن میں اللہ تعالی نے کھلم کھلی بشارتیں دی ہیں بیشمار ہیں لیکن اُن میں سے ایک آیت یہاں ذکر کی جاتی ہے۔ اللہ تعالی سورہ نحل میں فرماتا ہے والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔ الذین صبروا وعلی ربھم یتوکلون۔ جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں وطن چھوڑا۔ اُسکے بعد کہ وہ کفار کے ظلموں کا تختہ مشق رہے۔ ہم اُن کو ضرور ضرور اس دنیا میں بھی عمدہ جگہ دیں گے۔ اور آخرت کا اجر تو بہت بھاری ہے۔ کاش لوگ اسے جانیں اُن لوگوں کو جنہوں نے کفار کی ایذاؤں پر صبر کیا۔ اور خدا پر بھروسا رکھتے ہیں۔

اب دیکھو اس آیت میں بڑے زور سے ارشاد فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں وطن چھوڑا اپنے مال نثار کئے۔ خدا اُن کو عمدہ ٹکانا عطا فرمائیگا۔ اب انجام کو دیکھیئے۔ کہ آنحضرت صلعم کی ہمراہ جن لوگوں نے وطن چھوڑا اپنے مال نثار کئے تو اُن کو عمدہ ٹکانا ملا یا نہ ملا۔ سب سے پہلے آنحضرت صلعم کے ساتھ وطن چھوڑنے والے حضرت ابوبکر صدیق تھے کیا سب سے پہلے اُن کو اُسکا اجر ملا یا نہیں۔ آنحضرت صلعم کے بعد سب سے پہلے خلیفۃ المومنین اور سلطان العالمین بنے یا نہ۔ ضرور بنے اور سارے جان نثار مہاجرین نے اپنے اپنے اعمال اور سعی کے موافق خلافت۔ سلطنت مراتب اور جاہ و ثروت سے حصہ لیا یا نہیں ضرور لیا۔ جس نے ایک پیسہ راہ خدا میں خرچ کیا۔ بلکہ ہزار گنا حاصل کیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ یقیناً اللہ تعالی کے وعدے سچے ہیں۔ جس نے اس دنیا میں اپنے سارے وعدہ وعید اس طرح پر پورے کئے۔ قطعاً اور یقیناً اس بات کا ثبوت ہیں کہ آخرت میں بھی اُس کے وعدہ وعید سچے ہیں۔ سزا جزا یقینی ہے۔ اور اسپر شک و شبہ کی گنجایش تک نہیں کیا کوئی ہے جو اسپر غور کرے۔

اللہ تعالیٰ کے نیہ وعدہ وعید اور پھر اُن کے موافق اس دنیا میں سزا و جزا کا ملنا کوئی دہریہ سے دہریہ بھی اس آنکھوں دیکھے نظارہ سے انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی حجت ساری دنیا پر پوری ہو چکی ہے۔ افسوس قیامت کے دن کسی کو اس سے انکار کی گنجایش نہیں ہو سکتی۔ فتفکروا یااولی الالباب ÷

(۹۲)

قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ کہ خدا شرک کے سوائے باقی تمام گناہ معاف کر دیتا ہے تعجب کی بات ہے کہ ایک مورتی پوجک کو جس نے کبھی شراب نوشی۔ زنا کاری چوری ٹھگی نہیں کی اور ہمیشہ اپنے دیوتا کی کرپی سے ڈرتا رہا۔ دوزخ میں ڈالا جاوے اور دوسری طرف ایک شرابی کبابی۔ زانی۔ چور۔ بدمعاش شخص اپنے تمام گناہوں کو معاف کروا کر بہشت میں مزے لوٹے۔ افسوس ہے کہ کرم تھیوری کو چھوڑ کر توبہ اور معافی اور سفارش اور شفاعت کے بے بنیاد مسئلوں نے اکثر لوگوں کو اتنا گمراہ اور گناہ پر دلیر کر رکھا ہے الخ

جواب بڑے ہی جاہل اور متمرد ہیں وہ لوگ جو متکلم کے خلاف منشا کلام کے معنے کرتے ہیں (دیباچہ ستیارتھ صفحہ ۲)۔ اُس آیت میں ہرگز یہ ذکر نہیں کہ خداوند تعالیٰ شرک کے سوا باقی سب گناہوں کو اپنے قانون عدل اور وعدہ و وعید کو بالائے طاق رکھ کر خواہ مخواہ ہر ایک مسلمان کو بخشدے گا۔ بلکہ صاف آگے فرما دیا۔ کہ لمن یشاء جس شخص کے واسطے اُس کی مشیت یعنی قانون تقاضا کرے۔ اور قانون الٰہی عفو خطیات کے متعلق قرآن شریف میں اس طرح واقع ہوا ہے۔ کہ بڑی بڑی نیکیاں اور اعمال صالحہ اکثر سیئات پر پردہ ڈالتیں اور معمولی خطیات کی مغفرت کا موجب ہو جاتی ہیں۔ یا خدا تعالیٰ کے دربار میں ہمیشہ تضرع اور ابتہال۔ توبہ اور انابت اور آیندہ کو اصلاح حالت عفو خطیات کا باعث بن جاتی ہے اور قیامت کے دن اس آئین کے موافق **فامّا من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ واما من خفت موازینہ فامّہ ھاویۃ**۔ پس جس کے اعمال کا پلہ بھاری ہوگا وہ مزے کی زندگانی میں ہوگا معمولی غلطیاں اور قصور اُس کے معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا اور برائیاں زیادہ ہوں گی۔ پس اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر آخر کار ایمان کی برکت سے نجات پا جائیگا۔ اور یہ عین انصاف اور عدل و رحم سے بھرا ہوا اصول ہے کہ خدا اللہ تعالیٰ اہل توحید کو جو اُسے سچے دل سے خدائے واحد

متصرف و مالک خالق ارواح و اجسام جانتے ہیں اپنے قانون عدل کے موافق آخر کار نجات دی۔ اور مشرکین کو جو اُس کی ذات وصفات میں دوسروں کو شریک کرتے اپنی ہستی کو واجب اور مستغنی عن اللہ جانتے۔ اپنے ارواح کو خدا سے بے نیاز اور ازلی مانتے۔ اور خدا کو حقیقی **خالقیت سے جواب دیکر محض ایک معمار اور جوڑنے جاڑنے والا خیال کرتے اُس کے علم اور مخلوق کو محدود سمجھتے ہیں** (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۰) ہمیشہ کے جہنم میں ڈالے۔ اور کبھی اُن کو معاف نہ کرے +

پنڈت دیانند جی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مترجمہ راہداکشن کے صفحہ ۱۹۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ جو سپاہی (ملازم) ڈر کر میدان جنگ سے بھاگتا ہوا دشمنوں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے وہ اپنے آقا کے گناہوں کا بوجھ اُٹھاتا ہے اور اُس کی ناموری کو جس سے اِس اور اُس جہان میں اُسے آرام ملنے والا تھا اُس کا آقا لے لیتا ہے۔ جو بھاگتا ہوا مارا جاتا ہے۔ اُس کو کچھ بھی سکھ نہیں ہوتا۔ اُس کے اچھے اعمال کا سارا پھل ضایع ہو جاتا ہے اور ناموری وہ حاصل کرتا ہے۔ جس نے دھرم سے اچھی طرح جنگ کیا ہو +

اب خیال کرو۔ صرف معمولی دنیاوی جنگ سے بھاگنے والے کے تمام اعمال نیک ضایع ہو گئے۔ آقا کی تمام بُرائیاں سر چڑھی گئیں حالانکہ صلح کل آریہ مت کے نزدیک لڑائیاں اور جہادات بالکل حرام ہیں + تو جو شخص خداوند تعالیٰ سے بغاوت کر کے اُس کے سوائے بتوں اور ٹھاکروں کو اسکا شریک الوہیت گردانے گا۔ اُس کے سارے اعمال کیوں نہ ضایع ہونگے۔ کیا خدا کی غیرت اور عزت معمولی دنیاوی بادشاہوں جتنی بھی نہیں پس کچھ شبہ نہیں ہے۔ کہ مورتی پوجک ہزار نیک اعمال کرے جب کہ اُس کے دل میں سچا گیان اور اپنے مالک حقیقی پر سچا ایمان ہی نہیں ہے۔ اور خدا کو واحد لاشریک جان کر۔ اِدھر اُدھر ڈانوانڈول پھرتا ہے تو وہ واحد حقیقی سے کسی اجر کا مستحق نہیں + س

نعوذ اے پسر چشم اُجرت مدار

چو در خانۂ زید باشی بکار

جو شخص اپنی گورنمنٹ کو حقیقی گورنمنٹ ہی نہیں سمجھتا بلکہ علانیہ دوسری گورنمنٹوں سے

لہ اور پھر یہ کہ سرکاری ملازم کو رشوت لینے پر ضبطی جائیداد اور تمام عمر کے لئے جلاوطن اور جھوٹی گواہی دینے پر زبان کاٹ ڈالی جائے، رہھمرگ راحت سے بے نصیب ہو (ستیارتھ صفحہ ۲۰) +

خط و کتابت رکھتا اور دل میں بغاوت اور شرکت کو جگہ دیتا ہے۔ وہ ظاہری طور پر ہزار گورنمنٹ کی خیرخواہی جتائے اور قانون کی پیروی کا دعوی کرے۔ اپنی گورنمنٹ سے کسی نیکی اور سلوک کا مستحق نہیں بلکہ حبس دوام یا پھانسی کے قابل ہے۔ اور خدا تو عالم الغیب ہے جو شخص خداوند تعالی کو مالک حقیقی نہیں سمجھتا۔ بلکہ اور اور معبودوں کے آگے سر جھکاتا اور انھیں قابل پرستش سمجھتا ہے۔ خدا سے کیسے اجر پانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ بلکہ جہنم کے دائمی جیلخانہ میں پھینکے جانے کا مستحق ہے۔ ہم حیران ہیں کہ دھرم پال جی کی عقل اسقدر کیوں اس مسخ ہو گئی کہ ایک معمولی بات کے سمجھنے کی بھی ان میں لیاقت نہیں رہی۔ یہ اعتراض تو دھرمی صاحب نے ایسا کیا ہے کہ دنیا میں کوئی خدا پرست دھرمی اور گیانی آدمی ہرگز نہیں کر سکتا۔ تمام خدا پرست قوموں کا عقیدہ تو نہیں ہے۔ کہ شرک اور بت پرستی کے ساتھ کوئی نیکی نجات کا باعث نہیں ہو سکتی۔ کاش کہ دھرمی صاحب نے بت پرستوں کی حمایت میں یہاں تک جوش دکھایا کہ پنڈت دیانند جی کے اس قول کا بھی دھیان نہ آیا۔ جو وہ اپنی کتاب ستیارتھ کے صفحہ ۴۰۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ تمام بت پرستی گیانی ردّ کر آدمی کا جنم رائیگان کھو بیٹھتے ہیں۔ اور انسان کا علم مادی اشیا کی پرستش سے بڑھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایسی پرستش سے ان کا پہلا علم بھی زائل ہو جاتا ہے۔ سنو جی! دیوتا کی کرپا سے ڈر کر اعمال بد چھوڑنے کا کیا فایدہ؟ جب کہ مالک حقیقی کا ہی ایمان نہیں ہے۔ جس طرح کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں تیری بجائے تیری نشستگاہ پر پتھر رکھ دیتا ہوں تو جیسے وہ شخص اسپر خفا ہو کر اُسے مارتا یا گالی دیتا ہے ویسے ہی جو لوگ پرمیشور کی بجائے پتھر وغیرہ کے بت رکھتے ہیں تو ان بے تمیز بے وقوفوں کا پرمیشور ستیاناس کیوں نہیں کرے گا (ستیارتھ صفحہ ۴۰۴)

آپ نے جو قرآن شریف پر اعتراض کیا۔ کیا یجروید ادھیا ۴۰ نمبر ۹ میں اسی کے مطابق مضمون نہیں بتایا جاتا[1] کہ جو لوگ مادہ کی پرستش برہم کے ستھان میں کرتے ہیں وے اندھکار یعنی اگیان دکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں اور جو مادہ سے بنے ہوئے شمس و قمر کی پرستش کرتے ہیں وہ اُس تاریکی سے بھی زیادہ تر تاریکی اور اُس تکلیف سے بھی زیادہ تر تکلیف کو پہنچتے ہیں۔

[1] بتایا جاتا اسلئے کہا گیا کہ سناتن دھرم والے اسکا ترجمہ اسکے برخلاف اسطرح کرتے ہیں کہ گھرے اندھیرے میں گرتے ہیں۔ جو لوگ غیر مادی چیزیں نہیں پوجتے اُس سے بھی زیادہ تر گہرے اندھیرے کنوئیں میں پڑتے ہیں جو کہ اشیاء مادی میں دل نہیں

پس جب کہ بت پرستوں مشرکوں کا یہ حال صرف مادہ پرستی و بت پرستی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو آپ سمجھ لیں کہ ان کے اعمال نیک کس کام آئے۔ اس سے آپ کا سوال [illegible] جواب ہو جاتا ہے۔ جو آپ نے لکھا ہے کہ ایک مورتی پوجک تو سب کبھی شراب نوشی۔ زنا کاری۔ چوری۔ بھلی [illegible] کی اور ہمیشہ اپنے دیوتا کی کرپا سے ڈرتا رہا۔ کیوں دوزخ میں بھیجا جاتا ہے +

ہاں آپ کی دوسری شق کی نسبت کچھ اور کہنا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں [illegible] کہیں نہیں لکھا۔ کہ ایک شرابی کبابی۔ زانی۔ چور۔ بدمعاش مسلمان [illegible] ہونے کی وجہ سے گرا کر بہشت میں مزے لیتے گا۔ بلکہ اس قسم کے تمام لوگوں کے لئے قرآن شریف میں سخت سزا [illegible] مقرر ہیں جو ان کو ضرور بھگتنی پڑیں گی۔ [illegible] کامل توبہ کر کے اور اپنی آئندہ زندگی کی اصلاح کر کے اس دنیا سے کوچ نہ کریں ہرگز معاف نہ ہونگی۔ قرآن شریف میں نام کے مسلمان کی کوئی عزت نہیں ہے۔ بلکہ دھرمی کی عزت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوء یجز بہ مسلمانوں نجات نہ تو تمہاری خواہشوں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی خواہشوں پر۔ بلکہ جو کوئی برا کام کریگا سزا پائیگا +

اور پھر یہ کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے +

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ خدا کسی شخص کی نیکی ضایع نہیں کرتا۔ وہاں صرف سچا ایمان اور اعمال صالح درکار ہیں ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصارٰی والصابئین من امن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ یقیناً جو لوگ مسلمان ہوئے اور یہود۔ نصاریٰ اور صابئین ہیں کوئی ہو۔ ان میں سے جو اللہ کو اور روز آخرت کو پورا مانے اور اعمال صالح بجا لائے۔ ان کو ان کے رب کے یہاں سے اجر ملے گا۔ اور نہ انکو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ اداس ہونگے +

پس کچھ شبہ نہیں ہے کہ خواہ کوئی ہو۔ مسلمان ہو۔ ہندو ہو۔ عیسائی ہو۔ یہود ہو۔ جب تک اسکا خدا اور روز جزا پر سچا ایمان اور اعمال صالح نہ ہونگے۔ صرف خیالی پلاؤ پکانے سے اس کی

بقیہ حاشیہ) لگا۔ یعنی جو لوگ آدمی وغیرہ ادنیٰ چیز میں [illegible] وغیرہ [illegible] کر کے [illegible] ایک ستی یا ریک [illegible] قدیم تفاسیر میں [illegible] ترجمہ کیا ہے تفسیر بالرائے ہرگز نہ [illegible] اس ترجمہ میں [illegible] نہیں ہے۔ اگر کسی کو وہمی ہو تو [illegible] تفسیر پیش کرے۔

نجات ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اور مسلمان گنہگار بھی جب تک توبہ کرکے اور اپنی آئندہ زندگی کی اصلاح کرکے اس دنیا سے کوچ نہ کریں ہرگز قابل معافی نہیں ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کو اس دنیا میں معلوم نہیں ہوسکتا کہ میں کس وقت دنیا سے اٹھ جاؤں۔ اور میرے گناہ خدا نے معاف کئے یا نہیں اور میں اس قانون مغفرت کے نیچے آیا نہیں۔ اور یہ کہ میرے اعمال کا پلہ بھاری ہوا یا نہیں اس لئے ہر شخص کو ہر وقت گناہوں سے پرہیز اور نیکیوں کی طرف راغب ہونیکا خیال اس اصول میں صریحاً موجود ہے۔ اور کسی شخص کو گناہ کے کرنے پر ذرا بھی دلیری نہیں ہوسکتی ؎

جس طرح امتحان دینے والے طلباء کو تمام کورس امتحانی یاد کرنے اور اغلاط چھوڑنے پڑتے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کونسا سوال امتحان میں آجاوے اور کس غلطی میں فیل ہوجاؤں۔ اسی طرح ہر ایک شخص کو دنیا میں تمام برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے کرنے کی ہر وقت ترغیب و تحریک حاصل ہے۔ معلوم نہیں کس قدر نیکیوں کے کرنے اور برائیوں کے بچنے سے وہ نجات پا سکتا ہے

۹۹ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ مشرک اور کافر ناپاک ہیں۔ ان سے دوستی مت لگاؤ۔ اور جو کوئی ان سے دوستی لگائیگا۔ تو وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ اور بدیں وجہ مستحق عذاب الٰہی ہوگا۔ کافر کی تعریف اوپر کر چکا ہوں افسوس ہے کہ ایسے عاقل اور ذی شعور لوگوں کو ناپاک سمجھا جاوے اور جنگل کے اکثر خانہ بدوش وحشی اور بدتمیز لوگ جو عقل و دانش سے اُلّو کی طرح بے بہرہ ہوکر ہر ایک آپ کو منجانب اللہ تسلیم کرلیں ان کو بہت پاکیزہ تصور کیا جائے۔ قرآن کی اس تعلیم کے مطابق تمام عیسائی۔ بودھ مت۔ آریہ۔ سکھ وغیرہ جو لوگ جن میں اول تثلیث کو مانتے ہیں۔ اور سارے کے سارے ہی قرآن سے منکر ہیں۔ ناپاک ٹھیرتے ہیں اور دوزخی بنتے ہیں فقط چند کروڑ اہل قرآن ہی بہشت کے ٹھیکہ دار ہوئے۔ گو عیسائی یا آریہ وغیرہ ایسے بہشت کے بھوکے نہیں ہیں۔ مگر قرآن کی یہ تعلیم کی کبھی صلح کل پالیسی ہوسکتی ہے ہرگز نہیں الخ۔

جواب

پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ارشاد فرماتے ہیں آریہ ورت کے علاوہ جو ممالک ہیں ان کا نام **دیسیو دیس** اور ملیچھ دیش[1] ہے اور وہاں کے باشندوں کا نام دسیو (ڈاکو) ملیچھ یا اسر اور راکشس ہے (ستھیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۷)

جب آریہ ورت کے باہر رہنے والے لحاظ بنیک وید ملیچھ اور ڈاکو وغیرہ کہلائے تو اس

[1] اور تہذیب صفحہ ۱۶ میں پنڈت لیکھرام نے مسلمان بادشاہوں کو ملیچھ کہا ہے (۲) اسر بدمعاش کو کہتے ہیں (رہو مثلاً

(۱) پاپی ناپاک ستیارتھ ۳۱۸)

بڑھ کر ظلم اور ناانصافی دنیا میں اور کوئی بھی نہیں اور نہ آن آریہ لوگوں کی اس سے زیادہ اندھیر نگری دنیا میں ممکن ہے۔ اب رہا بُت پرستوں کا اگیانی اور ناپاک ہونا۔

پنڈت دیانند جی ستیارتھ پرکاش اردو ترجمہ لالہ رادھا کشن کے صفحہ ۴۰۴ میں لکھتے ہیں کہ انسان کا علم مادی اشیاء کی پرستش سے بڑھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایسی پرستش سے اُن کا پہلا علم بھی زایل ہو جاتا ہے۔ گیانیوں کی خدمت اور اُن کے سنگ سے گیان بڑھتا ہے۔ پتھر وغیرہ سے نہیں کیا پتھر وغیرہ کے پوجنے سے کبھی پرمیشور کا دھیان بھی آسکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بُت پرستی سیڑھی نہیں۔ بلکہ ایک بڑی بھاری کھائی ہے جس میں گر کر انسان چکنا چور ہو جاتا ہے۔ اور اُس کھائی سے نکل نہیں سکتا۔ بلکہ مر جاتا ہے۔ ہاں ادنٰے دھارمک عالموں سے لے کر اعلٰے عالم یوگیوں تک سے ست سنگ کرنا علم حقیقی اور راستبازی وغیرہ کا اختیار کرنا پرمیشور کے حصول کی ویسی سیڑھیاں ہیں۔ جیسا کہ مکان کے اوپر جانے کی ✝

بُت پرستی کرتے کرتے کبھی کوئی گیانی تو نہیں بلکہ تمام بُت پرست اگیانی رہ کر آدمی کا جنم رائیگان کھو بیٹھتے ہیں اُن میں سے بہت مر گئے۔ اور جو زندہ ہیں یا آئندہ پیدا ہوں گے وہ بھی زندگی کے مقاصد سے بے بہرہ رہ کر اپنی بے جا زندگیوں کو ضائع کریں گے ✝

مورتی پوجا برہم کو حاصل کرنے کے لئے تیر بہدف کی مثال نہیں ہے۔ بلکہ دھارمک اور عالموں سے سنگ کرنے والا اور علم کیمیا میں ترقی کرنے والے ہی برہم کو حاصل کرتے ہیں ✝

اور پنڈت صاحب موصوف صفحہ ۴۰۵ و صفحہ ۴۰۶ میں نمبروار بت پرستی کی مذمت کر کے بُت پرستی کو صاف گھنونی۔ گندی اور ناپاک کام ثابت کر رہے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ

اوّل بُت پرستی ادھرم ہے۔

دوم۔ مندروں پر کروڑوں روپیہ خرچنے سے لوگ مفلس ہو جاتے ہیں اور تکلیف پاتے ہیں

سوم۔ مندروں میں عورتوں اور مردوں کا میل ہوتا ہے جس سے زناکاری۔ لڑائی جھگڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں (اسی وجہ سے قرآن شریف میں بھی بُت پرستی کو گندہ کام اور مشرکوں کو نجس یعنی ناپاک گنا گیا ہے۔

چہارم۔ بُت پرستی ہی کو دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش کا ذریعہ مان کر لوگ محنت چھوڑ کر انسان کا جنم رائیگان کھو دیتے ہیں۔

پنجم - بتوں کی مختلف شکلیں نام اور کام ہونے کی وجہ سے اُن کے پوجنے والوں کا ایک عقیدہ نہیں رہتا - اسی وجہ سے آپس میں نفاق بڑھ جاتا ہے اور ملک تباہ ہو جاتا ہے -
ششم - بتوں کے آسرے اُن کے پجاری دشمن کی شکست اور اپنی فتح مان بیٹھتے ہیں اسی طرح شکست اُٹھا کر اپنی سلطنت آزادی وغیرہ کھو بیٹھتے ہیں -
ہفتم - جس طرح کوئی شخص کسی سے یہ کہے - کہ میں تیری بجائے تیری نشستگاہ پر پتھر رکھ دیتا ہوں تو جیسے وہ شخص بہ خفا ہو کر اُسے مارتا یا گالی دیتا ہے - ویسے ہی جو لوگ پرمیشور کی عبادت کی جگہ یعنی دل پر پرمیشور کی بجائے پتھر وغیرہ کے بت رکھتے ہیں تو اُن بے تمیز اور بے وقوفوں کا پرمیشور ستیاناس کیوں نہ کرے گا -
ہشتم - بت پرست لوگ آوارہ گرد - خانہ بدوش ہو کر مندر مندر - ملک بملک پھرنے سے تکلیف پاتے ہیں دھرم - دنیا اور عاقبت خراب کرتے ہیں - چوروں وغیرہ سے عذاب پاتے اور ٹھگوں وغیرہ سے لٹتے رہتے ہیں -
نہم - بد چلن پجاریوں کو روپیہ ملتا ہے - وہ پجاری اُس روپیہ کو بیسواؤں - غیر عورتوں - گوشت - شراب وغیرہ لڑائی جھگڑوں میں خرچ کر ڈالتے ہیں جس سے دینے والے کا ثواب دور ہو جاتا ہے اور اُلٹا اُسے آزار ملتا ہے -
دہم - ماں باپ وغیرہ قابل تعظیم شخصوں کی بے عزتی کر کے پتھر وغیرہ کے بتوں کی عزت کرنے سے لوگ محسن کش بن جاتے ہیں -
یازدہم - جب بتوں کو کوئی توڑ ڈالتا ہے یا چرا لیتا ہے تو دھائیں مار کر روتے ہیں -
دوازدہم - پجاری لوگ مرد ہوں تو بیگانی عورتوں کی اور عورتیں ہوں تو بیگانے مردوں کی صحبت سے عورت اور مرد کی آپس کی محبت سے حاصل ہونے والی راحت کو جواب دے بیٹھتے ہیں -
سیزدہم - خدمت گار سے آقا کی پوری پوری اطاعت نہ ہونے کی وجہ سے آپس میں مخالفت ہو کر انتظام خانہ داری درہم برہم ہو جاتا ہے -
چہاردہم - جڑ کا لگاتار دھیان کرنے والے کا آتما بھی جڑ بدھی ہو جاتا ہے - کیونکہ جس چیز کا دھیان کیا جائے اُس کے جڑپن کا اثر ضرور انتہ کرن کے ذریعے آتما میں آ جاتا ہے
پانزدہم - پرمیشور نے خوشبودار پھول وغیرہ اشیاء ہوا اور پانی کی بدبو دفع کرنے اور صحت

قایم رکھنے کے لئے بنائی ہیں۔ اگر پجاری اُن کو توڑ کر نہ لیجائے۔ تو نہ معلوم اُنکی پھولوں کی خوشبو کتنے دنوں تک ہوا میں منتشر ہو کر ہوا اور پانی کے صفائی کرتی رہے۔ جب تک خوشبو اپنے پورے جوبن میں نہیں آتی تب تک پھولوں کی خوشبو قایم رہتی ہے پجاری وغیرہ لوگ اسکو درمیان میں ہی برباد کر دیتے ہیں بعد میں وہ پھول کچھ چیز نہیں بلکہ سڑ جاتے ہیں اور الٹی بدبو پھیلاتے ہیں کیا پرماتمانے پھول وغیرہ خوشبودار اشیاء پتھروں پر چڑھانے کے لئے پیدا کی ہیں۔

شانزدہم پتھر پر چڑھائے ہوئے پھول چندن اکشت چاول وغیرہ سب چونکہ پانی اور مٹی سے ملے ہوئے ہوتے ہیں موری یا چہبچے میں پڑ کر سڑ جاتے ہیں۔ اور اُن سے اس قدر بدبو اٹھتی ہے کہ جس قدر انسان بچے پیدا کی ہے اس سے ہزاروں جاندار پڑے سڑا کرتے ہیں ایسے ہی بت پرستی میں اور بہت سے نقص ہیں پس بھلے آدمیوں کو چاہئے کہ ہر طرح پتھر وغیرہ کے بتوں کی پرستش نہ کریں اور جنہوں نے پتھر وغیرہ کے بتوں کی پوجا کی ہے یا کرتے ہیں یا کرینگے مذکورہ بالا نقصوں سے نہ بچے ہیں۔ نہ بچتے ہیں نہ بچیں گے ✚

کیول جی اب آپ کو معلوم ہوا یا نہیں کہ مشرک اور کافر ناپاک ہیں۔ بت پرستی۔ کس قدر ناپاکی۔ گندگی۔ نجاست اور عفونت کا باعث ہے کہ الامان۔ اب بھی آپ کو قرآن شریف کے اس قول پر اعتراض ہے۔ کہ انما المشرکون نجس مشرک نجس ہیں۔ قرآن شریف میں اس موقعہ پر انہی بت پرست اور مشرکین کا ذکر ہے۔ عام کفار کا نہیں جبھی تو پیشین گوئی کی گئی ہے **فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا** اس سال کے بعد وہ کبھی مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ میں داخل نہ ہونے پائیں۔ چنانچہ اُس وقت سے اب تیرہ سو سال ہونے پائے۔ اس پیشگوئی کا ظہور برابر اسی طرح نظروں کے سامنے نمایاں ہے۔ جو قرآن شریف کی صداقت اور اسلام کی سچائی کا ہر وقت ایک زندہ ثبوت نظروں کے سامنے موجود ہے ✚

تیرہ سو سال اس پیشین گوئی کو بیان ہوئے گئے۔ مگر آجتک مسجد الحرام میں کوئی مشرک دہریہ۔ نیوگی وغیرہ داخل نہیں ہو پایا۔ اور اس وعدہ الٰہی کے مطابق قیامت تک کوئی داخل ہو سکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تا دور دراز سے آنے والے حاجی لوگ مبدء اسلام اور مرکز اسلام (مکہ معظمہ) سے کم از کم شرک کا نمونہ دیکھکر نہ جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مرکز اسلام بلد اللہ الحرام کو ابد الآباد کے لئے شرک اور اہل شرک سے پاک صاف کر دیا ہے۔ اور یہ ایک بڑی زبردست

پیش گوئی اسلام کی صداقت کی ہے۔ جو ہمیشہ نظروں کے سامنے موجود ہے +

بخلاف اسکے وید کی جائے نزول یعنی تبت میں وید اور اہل وید کا نام ونشان تک نہیں اور ہندوستان میں بھی ہمیشہ سے بجز بت پرستی اور اوہام پرستی کے آج تک کسی کو کچھ نظر نہیں آیا۔ اب اسلامی توحید کو دیکھکر پنڈت دیانند جی کو وید سے توحید نکالنے کی سوجھی۔ اور بقول آپ کے لاکھوں برسوں کے بعد پتھروں کے نیچے چھپی ہوئی خالص توحید کا سورج ہویدا ہو گیا (نزرک ۶۶) +

سنو! قرآن شریف میں جو مشرکین کو نجس کہا گیا ہے۔ تو ان کے اعتقاد کے رو سے کہا گیا ہے یعنی انکا باطن نجس ہے۔ نہ کہ ظاہر۔ کفار کا ظاہر نجس نہیں[5] ہے اور اس سے آپ عیسائیوں کو ہمارے برخلاف اکسانے میں آپ کا یہ اکسانا آپ ہی کے اوپر پڑتا ہے۔ نہ کہ مسلمانوں پر۔

مسلمانوں کو عیسائی و یہود اہل کتاب کے ساتھ مواکلت روا مناکحت جائز ہے اگر ان کی ظاہری حالت پر نجاست کا حکم ہوتا تو قرآن شریف میں یہ باتیں کیوں جائز ہوتیں پھر قرآن شریف میں مومنوں کے حق میں اقربهم بالمودة عیسائیوں کو بتایا گیا ہے اسپر بھی آپ کی بدظنی دور نہ ہو۔ تو قسمت کی بدنصیبی ہے۔ ہاں اگر اس قسم کے حکم احکام آپ وید سے نکال دیں تب جانیں۔ وید میں تو ماسوائے چند آریوں کے باقی تمام دنیا کو ان آریہ یعنی اناڑی۔ جاہل۔ ملیچھ۔ اسر اور دسیو کہا گیا ہے۔ اس سے صلح کل پالیسی کی امید رکھنا چڑیو کے دودھ تلاش کرنا ہے۔

باقی رہا کفار سے دوستی کرنا۔ سو اس سے فقط دینی امور میں دوستی مراد ہے۔ جس سے ایک بد باطن کے خیالات کے پرتو کا ایک نیک خیالات آدمی کے دل پر پڑکر اس کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور جس سے تمام دنیا کے عالم وفاضل حکیم ومتکلم منع کرتے آئے ہیں کہ بُروں اور بے دینوں کی سنگ اختیار نہ کرو۔ جو ان کی سنگ اختیار کرے گا۔ اُنہی کے رنگ میں رنگین ہو جائے گا بریں وجہ مستحق عذاب الٰہی ہو گا۔ ہاں دھارمک عالموں سے لے کر اعلےٰ عالم جوگیوں تک سے ست سنگ کرنا پرمیشور کے حصول کی حقیقی سیڑھیاں ہیں (ستھیارتھ صفحہ ۴۰۴) مورتی پوجا برہم کو حاصل کرنے کے لئے تیر بہدف کی مثال نہیں۔ بلکہ دھارمک اور عالموں سے سنگ کرنیوالا اور علم کیمیا میں ترقی کرنے والا ہی برہم کو حاصل کرتا ہے (ستھیارتھ صفحہ ۴۰۴) +

غیر مذہب کے نیک لوگوں سے اللہ تعالی نے سلوک رکھنے کی ہرگز ممانعت نہیں کی ہے بلکہ اُن پاپیوں دشمنوں سے منع کیا ہے جنکا حال خدا نے خود کئی جگہ بتلا دیا ہے۔ ذرا کان کھول کر سنو! + یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم

[5] جب تک ظاہری بدن پر نجاست لگی ہو۔

لا یالونکم خبالاً ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون ۔ مسلمانو!

غیر محرموں سے پریت نہ جوڑو وہ تمہیں نقصان پہونچانے میں کمی نہیں کرتے۔ تمہاری تکلیف سے خوش ہوتے ہیں خود اُن کے مونہوں سے شرارتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور جو اُن کے دلوں میں بھرا پڑا ہے بہت بڑھکر ہے۔ ہم نے تمکو نشان بتا دیئے ہیں۔ اگر تم کو سمجھ ہے +

پس یاد رکھو کہ قرآن شریف میں عام مخالفان دین سے محبت و شفقت برتنے کی ممانعت ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ صرف انہی لوگوں سے جن سے دین کے بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ یا جو لوگ مسلمانوں سے لڑ رہے ہوں ورنہ کسی مخالف اسلام سے دوستی و محبت کی ممانعت نہیں بلکہ حسن سلوک و شفقت کی ہدایت ہے۔ چنانچہ ذیل کا مضمون پڑھنے سے آپ پر ظاہر ہوجائے گا کہ اسلام میں احسان عام اور تمام دنیا سے شفقت کرنا اور برائی کے بدلے نیکی کرنی اور ہر طرح معاف کرنے کا کیسا پُر زور حکم ہے۔ کہ دنیا کی کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی +

اسلام کا احسان عام

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک

۱۔ اپنے ہم جنسوں سے شفقت اور نرمی برتنی تمام بنی نوع سے خیر اندیشی کرنی۔ اُن کا بھلا چاہنا بلکہ اپنی منفعت پر غیر کی منفعت کو مقدم رکھنا۔ اپنے دشمنوں۔ مخالفوں اور بدخواہوں سے احسان و مروت اور عفو آمدہ دہی کرنا۔ بلکہ اپنے مخالفوں کی خطاؤں سے درگذر کرنا اپنے دشمنوں کی بدخواہیوں کو معاف کرنا اُن کی عداوت اور رنج دہی پر صبر کرنا اور برائی کے عوض ہمیشہ بھلائی کرنا۔ یہ عمدہ اور افضل محاسن اخلاق ہیں جو ہمارے اسلام اور قرآن نے ہم کو سکھلائے ہیں۔ ہرچند کہ حکمائے سابقین کئی زمانوں کے تجربہ اور عرصہ دراز کی فکر و غور سے ایسے محاسن اخلاق کے قریب قریب پہونچے تھے۔ اور نہ کوئی ایک ہی حکیم تھا جس نے یہ سب عمدہ مکارم اخلاق کی باتیں سکھلائی ہوں بلکہ مختلف اور متعدد حکیموں اور فیلسوفوں نے بہت کچھ سرد و گرم زمانہ دیکھکر اُن میں سے بعض بعض باتیں محاسن اخلاق کی بیان کیں۔ الا چونکہ انسانی خیالات تھے جنکا ٹھیک ٹھیک ہر ملک و مزاج کی مختلف طبیعتوں کے اندازہ کے موافق ہونا اُن حکیموں کی عقل کی دور اندیشی سے باہر تھا۔ اور خیالات انسانی افراط و تفریط سے بھی خالی نہ تھے۔ لہذا اُنپر وثوق کلی اور اعتماد قطعی بغیر وحی کے

دیکھو رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور مئی و جون ۱۹۰۳ء

انکشاف کے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ وہ وحی الٰہی جس کا انکشاف تمام عالم پر قرآن کے ذریعہ سے ہوا اس سچ کا حامی ہے ان سب اخلاق حسنہ کو تمام و کمال ہر ایک زمانہ اور ملک کے مناسب حال اور اندازہ کے موافق ان لوگوں پر ظاہر و منکشف کیا +

۲- ان میں جو احکام ہم کو قرآن شریف کے ذریعہ سے ملے ہیں وہ ایسی وضع اور صورت کے نہیں ہیں کہ ان کو کسی خاص سورت یا رکوع میں بہ حیثیت مجموعی جمع کرکے رکھا ہو۔ جو کہ تصنع اور تکلف سے خالی نہ ہو اور جس سے ایک طرح کے دکھلاوے کی ترکیب اور ظاہری بندش پائی جاتی ہاں یہ تمام مصحف میں ان پاکیزہ کاموں اور عمدہ اخلاق کو ہر ایک قسم کے ذکر میں ایسی سچی مصلحت سے متفرق بیان کیا ہے کہ پڑھنے والوں اور سننے والوں کو ہر وقت اور ہر مضمون کے ساتھ اُن نیکیوں اور اخلاق کی تنبیہ اور یاددہانی ہوتی رہے۔ اور اس وحی کے جس مقام کو بلا قصد اور بلا تعیین پڑھا جاوے وہیں پر انہیں سے کوئی نہ کوئی نصیحت ضرور پائی جاوے +

۳- ہم کو قرآن مجید یہ بات سکھلاتا ہے کہ ہم کو لازم ہے کہ بدی کے عوض میں نیکی کریں اور خدا کا یہ حکم محکم ہے کہ ہم اپنے دشمنوں سے برائی کے عوض میں بھلائی کریں +

(۱) ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ اولئک لھم عقبی الدار (رعد ۲۰) جو لوگ برائی کے عوض میں بھلائی کرتے ہیں انہی لوگوں کے لئے دار آخرت ہے +

(۲) اولئک یوتون اجرھم مرتین بما صبروا۔ ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ (قصص ۵۴) اُن لوگوں کو دوہرا اجر ملے گا۔ اس لئے کہ اُنھوں نے صبر کیا۔ اور بھلائی کرتے ہیں برائی کے بدلے +

(۳) ادفع بالتی ھی احسن (مومنون ۹۶)۔
بُری بات کا جواب وہ کہہ جو کہ بہتر ہے +

یہ صاف سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ہم کو محض حکماً یہ بات سکھلا دی یا ہم اُس کو بلا تصدیق محض ایمان کی راہ سے تسلیم کر لیں۔ نہیں بلکہ ایسی نیکی کرنے کی بدیہی دلیل اور صریح نتیجہ بھی بتلا دیا +

ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم (حم سجدہ) برابر نہیں نیکی اور نہ بدی۔ جواب میں تو کہہ اس سے بہت بہتر پھر تو دیکھے

کہ جس میں تجھ میں دشمنی تھی جیسے دوست غمخوار۔ اور یہ بات ملتی ہے انہیں کو جو صبر کرتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اُس کو جو بڑا خوش نصیب ہے۔

۴- پھر قرآن ہمکو یہ بھی سکھلاتا ہے کہ بدلا لینا گو معروف یا مقتضائے عدالت ہو۔ اور ایسا کرنا سہل بھی ہے۔ مگر اُسکے کریمانہ اخلاق کا یہی حکم ہے کہ مخالفوں کی خطاؤں اور برائیوں کو معاف کرو اور عفو اور درگذر کرو +

وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله۔ شوریٰ

بُرائی کا بدلا بُرائی ویسی ہے پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوارے تو اُس کا ثواب ہے اللہ کے ذمے +

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين (نحل) اگر بدلا لو تو بدلا لو اُسی قدر جتنی تم کو تکلیف پہونچے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے +

ولمن صبر وغفر ان ذلك من عزم الامور (شوریٰ) + اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا بیشک یہ ہمت کے کام ہیں +

فاعفوا واصفحوا حتی یاتی الله بامره (بقرہ) سو معاف کرو اور درگذر کرو جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم +

فاعف عنهم واصفح ان الله یحب المحسنین (مائدہ) سو معاف کر اور درگذر کر اُن سے۔ اللہ بیشک دوست رکھتا ہے نیکی والوں کو +

فاعف عنهم وقل سلام (زخرف) سو تو درگذر کر اُن کی طرف سے اور کہہ سلام +

ان آیات محکمات میں قرآن نے کیسی طرح پر ہمکو نصیحت کی کہ بُرائی کرنیوالوں کو معاف کرو بھلانہ لو بلکہ صبر کرو بخش دو درگذر کرو اور مخالفوں سے نیکی کرو اُن پر احسان رکھو +

۵- اور اس سے زیادہ اور بھی صاف صاف کہدیا ہے۔ یا ایها الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروهم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان الله غفور رحیم (تغابن) اے ایمان والو بعضی تمہاری جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہاری سو اُن سے بچتے رہو۔ اور اگر معاف کرو اور درگذر کرو اور بخشو۔ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے +

دیکھیے اس میں دشمنوں کے حق میں بھلائی اور احسان کے واسطے کیسی تاکید سے الفاظ فرمائے ہیں۔ معاف کرنا۔ درگذر کرنا۔ بخش دینا اور اُس پر بھی اخیر میں اشارہ کیا ہے کہ خدا غفور و رحیم ہے۔ پس تم بھی اپنے دشمنوں سے ایسی خصلت بخشش اور رحم کی اختیار کرو۔

۶۔ قرآن شریف نے ہمکو یہ بات بھی اچھی طرح سے واضح کر دی کہ ہماری یہ خصلت کہ ہم اپنے دشمنوں سے مہربانی کریں اُن کی بُرائیوں سے درگذر کریں۔ کیوں پسندیدہ ہے۔ اور ہم کیوں ایسی رعائتیں اور عنائتیں اپنے مخالفوں سے کریں۔ چنانچہ لکھا ہے ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم (نور۔ ۲۲) اور چاہئیے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ معاف کرے تم کو۔

اس میں صاف سمجھا دیا۔ کہ چونکہ تم اپنے گنہگاروں۔ خطا کاروں۔ دشمنوں اور مخالفوں سے ایسا شیوہ عفو و غفران کا اختیار کروگے تو خدا بھی تمہاری خطاؤں سے درگذر کرے گا۔

اس فقرہ میں الا تحبون ان یغفر اللہ لکم" بڑی حکمت بھری ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا ہماری خطاؤں کو معاف کرے تو لازم ہے کہ ہم بھی اپنے خطا کاروں کی تقصیریں معاف کریں۔ اگر ہم توقع رکھتے ہیں کہ خدا ہمکو بخش دے تو ضرور ہے کہ ہم بھی اوروں کی خطائیں بخش دیں۔ یہ آیت ہم کو صاف یہ سکھلاتی ہے کہ ہم ہمیشہ خدا سے یہ دعا کریں کہ جیسے ہم اپنے تقصیر واروں کو معاف کرتے ہیں ویسے ہی خدا بھی ہماری تقصیریں معاف کرے۔

۷۔ باہم کی معاشرت میں (خواہ ہمارے اہل معاشرت مسلمان ہوں یا غیر مسلمان۔ دوست ہوں یا مخالف) عدل اور احسان برتنا اور انصاف مدنظر رکھنا ایک حکم محکم اور امر لازم ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان (نحل) اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کو اور

۱؎ العفو والصفح من المسیئی حسن مندوب فربما وجب ذلک ولو لم یجب علیہ الا هذه الایۃ لکفی الا تری الی قولہ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم معلق الغفران بالعفو والصفح وعنہ علیہ السلام من لم یقبل عذر المتنصل کاذبا کان او صادقا لم یرد علی حوضی یوم القیمۃ وعنہ علیہ السلام افضل اخلاق المسلمین العفو والصفح وعنہ ایضا ینادی مناد یوم القیمۃ الا من کان لہ علی اللہ اجر فلیقم الا اهل العفو ثم تلا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ وعنہ علیہ السلام ایضا لا یکون العبد ذا فضل حتی یصل من قطعہ ویعفوا من ظلمہ ویعطی من حرمہ (تفسیر کبیر)۔

بھلائی کرنے کو +

وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (مائدہ)

آپس میں مدد کرو نیک کام اور پرہیزگاری پر اور نہ مدد کرو گناہ پر اور زیادتی پر +

پھر اس سے بھی واضح کرکے سمجھا دیا۔ کہ کسی قوم کی عداوت تم کو عدل کرنے سے نہ باز رکھے اور کسی جماعت کی دشمنی تم کو انصاف کرنے سے نہ روکے۔ تم سب سے اپنے دوستوں سے اور دشمنوں سے عدل اور احسان اور انصاف برابر قایم رکھو +

یاایہا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی (مایدہ) +

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے لئے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث عدل نہ چھوڑو۔ عدل کرو۔ یہی بات لگتی ہے تقوٰی سے +

۸۔ بعض نکتہ چین ظاہر بین مخالفان اسلام نے ان ظاہر اور روشن احکام سے تغافل کرکے ایسا گمان کر لیا۔ کہ گویا قرآن ایسے احکام عفو عام بخشش تام اور محاسن اخلاق سے خالی ہے اور نہ اسی قدر پر اکتفا ملکہ اور بھی ترقی کرکے یہ سمجھے کہ قرآن میں بعض احکام ان نیکیوں کے برخلاف ہیں کبرت کلمۃ تخرج من افواھہم ان یقولون الا کذبا +

تمام محاسن اخلاق کے پیشوا اور سب نیکیوں کے نمونے ہمارے پیغمبر خدا ہیں۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور ہم کو ان کے افعال کا کیا اچھا نمونہ ملا ہے۔ کہ وہ اپنے سب دوستوں اور دشمنوں سے کمال نرمی شفقت اور رحمت سے پیش آتے ہیں۔ اور یہ صرف دعوی ہی نہیں ہے بلکہ اس کی دلیل بھی بدیہی موجود ہے۔ کہ اگر پیغمبر خدا کے اخلاق ایسے نہ ہوتے تو یہ جتنے لوگ ان کے ساتھ جمع ہوئے تھے۔ اور مخالفین تھے ان سے ٹوٹ کر آملے تھے۔ ان میں سے ایک بھی نہ آتا۔ کسی بدمزاج خشونت کرنے والے کے پاس کوئی نہیں آتا۔ بلکہ یہ شفقت اور اخلاق نرم دلی اور لینت ہے۔ جو سب کو اپنا ہو یا بیگانہ کھینچ لاتی ہے۔ دیکھو وہ آیت قرآن جو ہمارے مضمون کی زینبۂ عنوان ہے اس پر پھر نظر کرو اور پڑھو کہ خدا پیغمبر صلعم سے فرماتا ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم +

یہ کچھ خدا ہی کی مہر ہے کہ تو ان کو نرم دل ملا اور اگر تو سخت اور سنگدل ہوتا تو وہ تیرے پاس سے

بھگتے جاتے سو تو اُن کو معاف کر اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کر ✦

پس ہم کو قرآن شریف کے احکام اور پیغمبر کے نمونہ سے بھی واجب و لازم ہے کہ ہم اپنے دشمنوں اور مخالفوں سے بھی بہ نرمی و محبت پیش آویں۔ اُن سے بھی نیکی اور بھلائی کریں۔ اور باہم برادرانہ برتاؤ کریں تاکہ بدگمانی کی غلط فہمی ہمارے قول اور فعل سے دُور ہو جاوے ✦

۹۔ مگر اس میں شک نہیں کہ فرق مراتب ضرور ہے۔ گو ہم کو عام محبت کا حکم ملا ہے مگر یہ مراد نہیں کہ جو اخلاص اور محبت خاص اہل ایمان سے کی جاتی ہے اور جس کا مرتبہ عام محبت سے زیادہ ہے ویسی ہی محبت اور اخلاق غیر ایمان والوں سے بھی برتنے جاویں چنانچہ جو شدت کفار کی سرزنش اور تنبیہ میں اُن کے عصیان نافرمانی فساد اور ناخدا ترسی کی وجہ سے در گزرہ بھی نرمی اور سلامتی کے ساتھ اُن سے برتی جاتی ہے اور جو محبت ایمانی اور خاص دوستی جس کے ایمان کی حیثیت سے مومنین مستحق ہیں (علاوہ اُس عام دوستی کے جو مقتضائے معرفت الٰہی ہر ایک انسان کو کرنی چاہئے۔ اُن دونوں باتوں کی تفاوت پر اس آیت میں اشارہ ہوا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ✦

محمد رسول اللہ کا اور جو اُس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں آپس میں ✦

پس یہی فرق اور امتیاز ہے جو مندرجہ بالا اور اُس کے ہم مضمون آیتوں میں بیان ہوا ہے اور اسی فرق اور امتیاز کے اعتبار پر قواعد جنگ و قتال کے متعلق مقاتلین مخالفین کی نسبت یہ حکم ہوا کہ جو لوگ مسلمانوں سے دین کی بابت لڑتے ہیں اور مسلمانوں کو اذیتیں اور تکلیفیں پہونچاتے ہیں اُن سے ایسی حالت میں دوستی نہ کی جاوے۔ کیونکہ حالتِ جنگ اور قتال میں نامناسب ہے کہ مسلمانوں کے گروہ کے آدمی مخالفین اور مقاتلین سے محبت کر کے اپنے ضعف اور شکست کا باعث ہوں مگر صاف صاف کہدیا۔ کہ جو دشمن اور مخالف تم سے دین کی بابت قتال نہیں کرتے اُن سے نیکی اور انصاف کرنے کو خدا منع نہیں کرتا بلکہ حکم دیتا ہے مخالفوں سے نیکی اور انصاف کو۔ کیونکہ خدا نیکی کرنے والوں اور انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے معرفت انہیں لوگوں سے ایسی حالت میں دوستی منع کی گئی ہے۔ جو کہ دین کی بابت مسلمانوں سے لڑتے تھے اور جنھوں نے مسلمانوں کو گھر سے نکالا اور اُس پر ایک دوسرے کی مدد کی ✦

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم و ظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون (ممتحنہ)۔

اللہ تم کو منع نہیں کرتا اُن سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ اُن سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک۔ اللہ چاہتا ہے انصاف والوں کو اللہ صرف منع کرتا ہے تم کو اُن سے جو لڑے تم سے دین پر اور نکالا تمکو تمہارے گھروں سے اور کی تمہارے نکالنے پر کہ اُن سے کرو دوستی۔ اور جو کوئی اُن سے دوستی کرے تو وہ لوگ ہیں گنہگار +

پس جنگ وقتال کی حالت کا ایک خاص قاعدہ ہماری معاشرت کا دستور العمل نہیں ہے بلکہ ہماری حسن معاشرت کا حکم عام یہی ہے +

"لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین" +

۱۰۔ یہ بات کہ منافقوں اور کافروں سے اُن کی شرارت اور فساد کی وجہ سے اُن کی سرزنش اور تنبیہ اور غلظت فی القول کرنے میں وہ رعایت عام دوستی اور صلح و آشتی کی ہونی چاہئے۔ اور یہ سرزنش نرمی و سلامتی کے ساتھ کرنی چاہئے۔ اس کے ثبوت میں اللہ کی کتاب قرآن شریف کے یہ احکام ہیں +

(۱) فاصفح عنہم وقل سلام +

سو درگذر کر اُن سے اور کہہ سلام ہے +

(۲) اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما (فرقان)۔

اور جب بات کرنے لگیں اُن سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت +

(۳) اُدعُ الی سبیلِ ربّک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (نحل) بلا اپنے رب کی راہ پر پکی بات سمجھا کر اور نصیحت کر کے بھلی طرح اور بحث کر اس طرح

جو احسن ہو +

۴۔ ولا تجادلوا اھل الکتب الا بالتی ھی احسن +

نہ جھگڑو تم اہل کتاب سے مگر اس طرح سے جو سب سے بہتر ہو +

(۵) واعرض عنھم وعظھم وقل لھم فی انفسھم قولاً بلیغا (نساء) +

اور ان سے درگذر اور ان کو نصیحت کر اور ان کے حق میں پکی بات کہہ +

ان آیتوں کے حکم سے ہم کو لازم ہے۔ کہ جب ہم اہل معاصی اور کفار سے سرزنش کریں اور ان کے فساد اور ناخدا ترسی پر ملامت کریں تو اسکو نیک طریقہ سے نرمی کے ساتھ بکمال اخلاق سمجھا دیں +

۱۱۔ اس مقام پر ہمکو مسئلہ اکراہ کا بیان بھی ضرور ہو کہ آیات قرآن مجید میں تو مخالفوں سے ایسی نیکیاں اور نیک سلوک کرنے کا حکم ہے اور فہمایش اور سرزنش میں بھی اخلاق کی رعایت پر مزور ہے تو ایسی صورت میں مسلمان ہو نے پر مجبور کرنا کیونکر جایز ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارے پاس ایک ذخیرہ عدم اکراہ کے احکام کا موجود ہے جس سے یہ شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ مذہب کے باب میں زبردستی کا حکم ہوا ہو یا کبھی جبر کیا گیا ہو +

(۱) فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر (غاشیہ)

پس تو سمجھا تیرا کام سمجھانا ہے تو ان پر داروغہ نہیں +

(۲) قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین (نور)

تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو اس کا ذمہ ہے جو اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو تم پر رکھا۔ اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام والے کا ذمہ نہیں مگر پہونچا دینا +

(۳) فان تولوا فانما علیک البلاغ +

پھر اگر پھر جاویں تو تیرا ذمہ صرف پہونچا دینا ہے +

(۴) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلنک علیھم حفیظا۔

جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔ اور جو الٹا پھرا۔ تو ہم نے تجکو نہیں بھیجا ان پر نگہبان +

(۵) اتبع ما اوحی الیک من ربک لا الہ الا ھو واعرض عن المشرکین (انعام)

تو تابعداری کر جو خدا کے بھیجے ہوئے حکم کی جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور مت التفات کر مشرکوں کی طرف

(۶) افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین (یونس) +

اب کیا زور کرے گا تو لوگوں پر کہ ہو جاویں با ایمان +

(۷) وما انت علیہم بجبار فذکر بالقرآن من یخاف وعید (ق)

اور تو نہیں ان پر زور کرنیوالا سو تو ڈرا قرآن سے اس کو جو ڈرا میرے وعید سے +

(۸) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین (تغابن)

کہا مانو اللہ اور رسول کا پس اگر وہ پھر جاویں تو ہمارے رسول کا ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہے -

(۹) ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا (دہر) +

یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے +

(۱۰) لکم دینکم ولی دین (کافرون) +

تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین +

(۱۱) لا اکراہ فی الدین +

دین میں کچھ زبردستی نہیں (بقر)

۱۲- یہ سب آیات محکمات ہیں جو مکہ اور مدینہ میں نازل ہوئیں یعنی اس زمانہ کے متعلق بھی جب اسلام میں ضعف تھا اور اس وقت کی بھی ہیں جب اسلام کو تمکنت اور شوکت حاصل ہوئی - مگر چونکہ کسی حالت میں جبر و اکراہ جائز نہیں رکھا گیا اس لئے یہی ایک بات ہر جگہ صاف صاف بیان کی گئی - اور ایسا ہی برتا بھی گیا - چنانچہ عین جدال و قتال کی حالت میں بھی با وجود طرفین کی مخالفت کے جو مشرک طلبگار امن ہو کر جماعت اسلام کی طرف چلا آتا - تو اسکو صرف قرآن کے پاک احکام اور نصائح سنا دینے کا حکم تھا - اور جب وہ سن چکے تو اس کو وہیں پہونچا دیں جہاں اس کے امن کی جگہ ہے - حالانکہ یہ موقعہ اکراہ و جبر کا تھا مگر ایسی آیات تو کبھی قرآن شریف میں معا نہیں رکھی گئی +

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ

ثم ابلغہ مامنہ ذلک بانہم قوم لا یعلمون (برأۃ - ۵)

اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے جب تک وہ سن لے کلام اللہ کا

پھر پہونچا دے اس کو جہاں وہ نڈر ہو یہ اس واسطے کہ وہ لوگ جانتے نہیں +

یہ آخری فقرہ صاف دلالت کرتا ہے - کہ ان لوگوں کو اسلام کے محاسن اور قرآن کے

مکارم اخلاق کی خبر نہیں اس لئے وہ جانتے نہیں ہیں کہ اسلام کیا چیز ہے۔ پس انکو مسلمان کرنیکا یہی ذریعہ ہے کہ ان کو قرآن سنایا جاوے اور اس کی افضل تعلیم اور عمدہ نصایح سننے والے کے دل میں اثر کریں ✦

۳۴۔ یہاں ذکر مقاتلات اسلامی کا آ گیا اور ہمکو اس کے ضمن میں یہہ لکھنا مناسب معلوم ہوگا۔ کہ مقاتلات اسلامی کی منشا صرف مدافعت تھی اور یہی غرض تھی کہ مشرکین کے ظلم و عدوان سے ضعفائے مسلمین کو نجات ملے اور ان کو بے روک ٹوک خدا کی عبادت کا موقعہ ملے اور مخالفوں کی زیادتی اور موذی کفار کا ظلم و ستم دور کیا جاوے اور ان کی لڑائی بند ہو جاوے۔ یہہ غرض نہیں ہے کہ وہ جبراً مسلمان ہو جاویں ✦

لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوٰۃ و مساجد (حج) ✦

اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے سب تکئے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ✦

مالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا (نساء)

کیا وجہ کہ تم خدا کی راہ میں نہ لڑو حالانکہ کمزور مرد اور عورتیں اور بچے کہتے ہیں کہ یا رب ہم کو اس شہر سے جس کے لوگ ظالم ہیں نکال لے ✦

عسی ان یکف بأس الذین کفروا (نساء) ✦

قریب ہے کہ اللہ بند کرے لڑائی کافروں کی ✦

اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ مدافعت کی لڑائی میں ابتدا مخالفوں کی طرف سے ہونی چاہیے کیونکہ انہیں کے ظلم و عدوان پر ناچاری مدافعت کی ضرورت پڑی اور یہی بات قرآن شریف میں بھی منصوص ہے ✦

وھم بدؤکم اول مرۃ اور مسلمانوں کو حکم ہوا تھا کہ تم ہرگز ابتدا نہ کرو ولا تعتدوا (بقرہ)

۳۵۔ مخالفوں سے تو علی العموم قرآن شریف میں ایسی نیکیاں اور احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ در میں حالت جنگ و جدال کی وہ شفقت اور کریمانہ برتاؤ ہے جو سورہ براۃ کی پانچویں آیت سے نقل کیا جاتا ہے کہ جو شخص مشرک مسلمانوں کی پناہ میں آوے اس کو قرآن کے احکام و نصایح

سنا کر یہاں تک اس سے رعایت کی جاوے۔ کہ جہاں اسکے امن کا مقام ہو وہاں اسے بخیر و عافیت پہونچا دیا جاوے۔ اب لڑائی کے بعد مغلوب اور مقید و مخالفوں کے واسطے عام حکم دیدیا کہ یا انہیں احسان رکھکر مفت چھوڑ دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو +

حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا ذلك ولو یشاء اللہ لانتصر منھم ولکن لیبلو بعضکم ببعض (محمد) +

پھر جب خوب قتال کر چکو تو قید کر لو اور بعد اسکے یا احسان رکھکر چھوڑ دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو جب تک کہ لڑائی بند ہو جاوے۔ پھر خدا چاہے تو بدلا لے اُن سے مگر وہ تمکو جانچتا ہے +

غرض کہ مقید کر لینے کے بعد کا معاملہ منحصر ہے احسان رکھکر چھوڑ دینے میں یا فدیہ لیکر چھوڑ دینے میں۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔ نہ اُن کو غلام بنا کر رکھنا نہ انکو قتل کرنا چنانچہ ضمیمہ آیت اسی نکتہ پر اشارہ کرتا ہے۔ کہ اگر خدا چاہے تو اُن قیدیوں سے بدلا لیوے۔ یعنی اُنہیں قتل کر دیئے جانے کا حکم دیوے مگر ترک مکافات پر ہر جگہ ترغیب دی گئی ہے۔ اس لئے وہ تم کو اسی معاملہ میں آزماتا ہے کہ کون احسان رکھکر چھوڑتا ہے۔ اور کون فدیہ لیکر چھوڑتا ہے +

بعض علما نے اس آیت میں یہ دور اندیشی کی ہے کہ قیدیوں کو اگر چھوڑ دیں تو وہ پھر جا کر وہی مفسد پردازی اور مسلمانوں کی اذیت شروع کرینگے۔ اس لئے انہیں قتل ہی کیا جاوے مگر یہ رائے تو صاف اس حکم کے خلاف ہے اور اس اندیشہ سے یہ تدبیر بھی مناسب نہیں ہے بلکہ اس کا علاج تو پہلے ہی قرآن شریف میں فرما دیا ہے وان تعودوا نعد (انفال) یعنی اگر تم پھر وہی ظلم و زیادتی شروع کروگے تو ہم پھر اپنا بچاؤ کرنے کو تمہاری زیادتی دفع کرینگے۔ اور تمہیں روکیں گے +

غرض کہ قرآن شریف کا اخلاق تمام اور احسان عمیم ہر ایک شخص سے عفو اور بخشش اور درگذر کرنے کا ہے اور خصوصاً مخالفوں کو معاف کرنا علے الخصوص حالت جنگ میں بھی رعایت اور بعد جنگ بھی کمال عنایت اسلام کا طریقہ پسندیدہ ہے۔ اور ایسی الہامیہ تعلیم اور انسان کی ہر حالت اور حاجت کی مقدار اور اندازہ کے موافق اس تفصیل سے اسی شریعت کاملہ میں ہے اور بس +

پس اسلام کی تعلیم تو احسان عام پر شامل اور صلح کل کی صریح موید ہے۔ جیسا کہ اوپر مصرح ہوا

لیکن وید کی تعلیم صلح کل کی سخت منافی اور امن عامہ کی سخت مخل ہے۔ وید نے آریوں کے سوائے بلا امتیاز سب کو دسیو۔ ملیچھ اور دوسرے خطاب دے رکھا ہے۔ اور اس کا عام حکم ہے کہ چند آریوں کے سوائے دنیا میں دوسرے دشمن کا نام نشان نہ رہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ

جو شخص دھرم چھوڑ ادھرم کرے اسکو بلا تامل مار دینا چاہئے یعنی مفسد کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا (ستیارتھ سملاس ۶) +

اب اگر اس جنرل آرڈر کی تعمیل کی جائے تو دو ہی دن میں دنیا کی صفائی ہو جاتی ہے چونکہ دنیا میں ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب دوسرے کو بے دین اور مفسد خیال کرتا ہے۔ اس لئے اگر اس حکم کی واقعی تعمیل کی جائے۔ تو سوائے چند آریوں کے اور کوئی باقی نہیں رہ سکتا۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ وید میں مخالفین سے لڑنے کے ایسے سخت احکام ہیں کہ انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

اے اقبال مند راجہ تو سعادت مندی حاصل کر۔ اے شخص ہم مذہبوں کے لئے سکھ پھیلا۔ اپنے مذہب کے مخالفوں کو بھسم کر ڈال۔ جو ہمارے دشمنوں کی حمایت کرتا ہے اسکو نیچے کی طرف سوکھی لکڑی کی طرح ادھر جلا۔ کہ جلد جڑ سے اکھڑ ہو جاوے (یجروید ۱۳ باب ۱۲ منتر) +

پھر پرمیشور کہتا ہے جیسے میں بد خصلت آدمیوں کے سر پھوڑتا ہوں۔ ویسے تم بھی ان کے سر پھوڑو (یجروید باب ۳۲) +

اے راجہ جیسے تو بُروں کو رلانے والا ہے ویسے میں بھی ہو جاؤں (یجروید ۱ باب ۲۸)

اے راجہ جیسے میں راکھشوں کے گلے کاٹتا ہوں ویسے ہی تو بھی کاٹ (یجروید باب ۱) +

اے راجہ تو دشمنوں سے دوسروں کو دکھ دینے کے لئے کاٹ کھانے والا ہے۔ ان کو جیت کے سمت مشرق پر چڑھائی کر (یجروید ۱ باب ۱۰) +

اے راجہ تو دکھن کی چڑھائی کر کے دشمنوں کو جیت (باب ۱۱) +

اے راجہ تو مغرب کی فتح سے مال و اسباب اور دولت فراوان حاصل کر (۱۰ باب ۱۲)

اے راجہ تو شمال کی طرف چڑھائی کر (۱۰ باب ۱۲)

اے راجہ تو دشمنوں کے لئے مجسم بجر ہتھیار ہے (۱ باب ۲۱) +

اے راجہ تو دشمنوں کا ناس کرنے میں بے خوف وغیرہ ہے۔ خدائی دلوانے والی جہاد کی میں تجھکو
نصیحت کرتا ہوں۔ خاص کرتا ہوں جہاد کے لئے۔ اور جیسے طرح ہوا بادلوں کو منتشر کر دیتی ہے اور
سورج ہر شے کا ست کھینچتا ہے۔ ویسے ہی تو بھی ہر شے کا ست پی (یجر۔ باب ۲۰)۔
اور غیر آریہ دشٹوں کی بابت ارشاد ہے:۔

اے لوگو جیسے تم دکھوں کا ناس کرنے والے ہو۔ ویسے دشمنوں کا بل نکالنے والا میں
آپ لوگوں کا سنسکار کرکے جہاد میں ہتھیاروں سے غرور کرنے والے لوگوں کو درست کروں۔
جیسے تم بد مذہبوں۔ بدذاتوں۔ غلاموں کو مارتے ہو۔ ویسے دشمنوں کی فوج کی تباہ لینے والا
میں تم کو سکھ دیتا۔ اور بدذاتوں کو دور کرتا ہوں۔ جیسے میں فوج کو لوٹ پر لینے والا۔ دشمنوں کو
مارنے والا۔ تم کو سکھ کے سایہ میں ڈھانکتا ہوں ویسے ہی تم بھی کیا کرو (یجر۔ باب ۲۵)

اور ستھیارتھ میں لکھا ہے۔ کہ جب معلوم ہو جائے۔ کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف
پہونچے گی۔ اور بعد میں کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہوگی۔ تب دشمن سے میل کرکے وقت
مناسب تک صبر کرے (کیونکہ مطلب بری بلا ہے)۔

جب اپنی تمام رعایا فوج کو غایت درجہ خوشحال ترقی پذیر سعادت مند جانے۔ اور ایسا ہی
اپنے کو بھی سمجھے۔ جب دشمن سے جنگ کر لیوے۔

جب اپنی مکمل طاقت یعنی فوج کو خورسند اور آسودہ و خوشحال دیکھے۔ اور دشمن کی
طاقت برخلاف اسکے کمزور ہو جائے۔ تب دشمن کی طرف جنگ کرنے کے واسطے کوچ
کرے ستیارتھ صفحہ ۲۰۶۔

دیکھو کمزوری کی حالت میں دشمن سے صلح کرکے جان بچا لینا اور قوت پانے پر تمام
عہد و پیمان پر خاک ڈال کر حملہ آور ہونا نہایت ہی ناپاک اور گندہ تعلیم دغابازی ہے۔

اس مقام پر وید والوں کی انسانی ہمدردی اور روزمرہ کا برتاؤ بھی قابل ذکر ہے۔ کہ
باورچی خانوں میں یا دوکان کے کھانوں میں اگر کتا کو منہ ڈال جائے تو سب پاک اور کھانے کے

[1] بعض آریہ کہتے ہیں۔ کہ یہ دنیاوی جنگ ہیں۔ کیوں جی جب مذہبی کتاب میں دینی آزادی کے لئے دینی
جنگ جائز نہیں ہو سکتے۔ تو دنیاوی جنگ کس طرح جائز ہو سکتے ہیں؟ اور خدا کی پاک کتاب کو
دنیاوی جنگوں سے کیا تعلق ہے؟ اسکے سوا وید میں صاف آن آریوں شودروں راکشسوں اور مخالف مذہبوں - اور
ادھرمی آدمیوں سے لڑنے کا حکم ہے ۔ جسکا منشا صرف مخالفت مذہب ہے۔ پس کیونکہ ہم مذہبوں سے تا [illegible]

قابل امور اگر کسی مسلمان یا عیسائی کا دامن باخوانچہ سے پلا بھڑ گیا۔ یا مسلمان وغیرہ مخالف باورچی خانے کی دیوار سے جا لگا۔ تو سب ناپاک اور پھینک دینے کے قابل۔ اپنے آریوں کو عالی نسب قالا حسب اور دوان اعدہمّ سان ماننا باوجودیکہ وہ الف کا نام ب نہ جانتے ہوں۔ اور مخالفوں کو وشت۔ وبیو۔ راکشس۔ ملکش۔ ملیچھ۔ وغیرہ بُری الفاظ والقاب سے یاد کرنا اور جاہل ولایعقل جاننا خواہ وہ کتنا بڑا عالم فاضل عاقل کامل کیوں نہ ہو +

ہاتھ اُٹھا کر چیز دینا۔ حقارت سے پانی پلانے کے وقت پتوں اور ملکی کے ذریعہ پانی پلانا۔ کپڑے بچا کر پاس سے نکلنا۔ بات بات میں چھوت اور بھیٹ ماننا وغیرہ تحقیر و اہانت کی باتیں باوجودیکہ حاکم اور مالک ملک نہیں بلکہ مملوک و مفتوح ہیں اور مقصد آخر کات شنیعہ مذکورہ ان لوگوں کی دلشکنی و ایذا رسانی کے واسطے کی جاتی ہیں کہ جو فاتح اور حاکم و غالب اور سب طرح سے متسلط ہیں بھلا جس قوم کا مجبوری و مغلوبی کی حالت میں یہ حال ہے وہ پورے پورے تسلط اور غلبہ کے وقت خدا جانے اپنے ہمسایہ قوموں۔ غیر مذاہب کے لوگوں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ کیا کیا بدسلوکیاں کرتے اور کیسی کیسی آفتوں اور مصیبتوں کے کولھو میں ڈال ڈال بیچاروں کا تیل نکالتے ہونگے اور ویدک زمانے کی تو پوچھو ہی مت۔ جب تو یہاں غیر آنے ہی نہیں پاتا تھا۔ فقط دیویوں کا دیو ہی رہتا تھا۔ یا اُس کے پجاری [1] +

اسکے سوا قرآن شریف میں تو صاف موجود ہے۔ کہ تم اپنے اولی الامر (احکام) کی اطاعت کرو۔ خواہ کسی مذہب کے ہوں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ خواہ کالے رنگ کا بدشکل حبشی تم پر حاکم مقرر کیا جائے۔ اسکی بھی اطاعت کرو۔ پھر یہ کہ اگر بادشاہ تم پر ظلم بھی کریں تو بھی صبر کرو۔ اور ہر طرح اُن کی اطاعت کرو۔ اور پھر یہ کہ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق من احسن الی عیالہ تمام مخلوقات خدا کا کنبہ ہے۔ سو خلقت میں سب سے خدا کا پیارا وہ ہے جس کا سلوک اُسکے کنبہ سے بہتر ہے +

لیکن وید بالکل اسکے برخلاف باغیانہ تعلیم کی ہدایت کرتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اے

---

(۱) اسکے برخلاف مسلمانوں کی حکومت کا اثر دیکھو۔ سینکڑوں برس ہندوؤں پر حکمران رہے۔ مگر تا حال ہندو اس طرح آزادی کے ساتھ موجود ہیں بجز ان لوگوں کے جنہوں نے خوشی سے اسلام کو قبول کیا تھا۔ پھر ہندوؤں کا چھوت چھات وغیرہ کی عام رسوم بدستور قایم رہنا یہ صاف بتا رہا ہے کہ مسلمانوں نے ذرا بھی اہل ہنود کی مذہب سے تعرض نہیں کیا نہ اپنی صحبت کا اثر ڈالا۔ حالانکہ انگریزوں کے راج کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے اور ہندوؤں کی چھوت چھات کی رسم بہت کچھ کم ہونے لگی ہے۔

پرمیشور ہماری آرزو یہ ہے کہ ہم لوگ ایک آدمی کو راجہ کبھی نہ مانیں مگر آپ کو اس سبھا کا راجہ جانیں آپ مہربان ہیں +

اسی کے مطابق پنڈت دیانند جی کا پرمان ہے۔ کہ اب بما بد بخت آریوں کی سستی غفلت اور باہمی نفاق کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں راج کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ بلکہ خود آریہ ورت میں بھی اس وقت آریوں کا کامل آزاد خود مختار اور بے خوف راج نہیں جو کچھ ہے اسکو بھی غیر ملک والے پامال کر رہے ہیں کچھ تھوڑے سے راجہ خود مختار ہیں جب برے دن آتے ہیں تب ملک کے رہنے والوں کو کئی طرح کی تکلیف بھوگنی پڑتی ہے۔ کوئی کتنا ہی کرے۔ لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہوتا ہے یعنی غیر ملکوں کا راج پورا پورا آرام دہ نہیں ہے (ستھیارتھ صفحہ ۲۰۵) +

اب دھرم پال صاحب کو اپنے گورو کے اس قول کی طرف بہ امعان نظر دیکھنا چاہئے کہ پنڈت دیانند جی کے اس قسم کے اقوال اور آریوں کے اُسکے مطابق خیال۔ کیا کسی غیر سلطنت کے ساتھ آریوں کی دلی محبت اور سچی اطاعت کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اور کیا انکی محبت ہمیشہ منافقانہ ہی نہ ہوگی اور کیا موقعہ پا کر وہ تمام عہود و مواثق جو غیر سلطنت سے ہیں۔ اور وہ امن و آسایش جو دوسری سلطنت سے حاصل ہے اُن سب پر خاک ڈالکر آمادہ بغاوت نہ ہونگے اور کیا سلطنت انگریزی کی نسبت (جو امن و آسایش میں اول درجہ کی اور دنیا بھر میں ظل رحمت ہے) پامال کرنے کے لفظ کو استعمال کرنا اور اُن کے عہد میں اپنے تئیں رنجیدہ جانا ماننا یہ بات کبھی بھی اصول صلح کل کو لا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں کسی نے سچ کہا ہے کہ آریوں کا ہاتھ ہر ایک شخص کے برخلاف اور ہر ایک شخص کا ہاتھ آریوں کے برخلاف رہے گا۔ کوئی شخص اس بیخ کن اصول صلح کل کی تعلیم کو ہرگز ہرگز من جانب اللہ تسلیم نہیں کرے گا +

اسکے سوا پنڈت دیانند جی اپنی کتاب ستھیارتھ پرکاش میں برہموؤں پر اظہار خفگی کرکے صلح کل پالیسی کی اس طرح داد دے رہے ہیں +

اُنہوں (یعنی برہمو لوگوں) نے انگریز۔ مسلمان۔ چنڈال وغیرہ سے بھی کھانے پینے کی تمیز نہیں رکھی۔ اُنہوں نے یہی سمجھا ہوگا۔ کہ کھانے اور ذات کا امتیاز توڑنے سے ہم اور ہمارا ملک سدھر جائیگا۔ لیکن ایسی باتوں سے سدھار تو کہاں اُلٹا بگاڑ ہوتا ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۴۹۷) +

اور پھر صفحہ ۱۶۲ میں گوشت خور قوموں کے ہاتھ کا کھانے سے منع کرتے ہیں۔ بلکہ شودروں آریوں کی نیچ قوم) کے ہاتھ کا پکا ہوا بلکہ ان کے برتنوں میں بھی کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ جو صلح کل پالیسی کو خاک میں ڈال رہا ہے +

باقی رہا یہ خیال کہ مسلمان بہشتی اپنے تئیں ہی خیال کرتے ہیں۔ باقی سب مخالفین اسلام نیوگیوں وغیرہ کو دوزخی۔ یہ اعتقادی امر ہے جیسے دنیا کے باہمی سلوک اور صلح کل پالیسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہر ایک اہل مذہب اپنے تئیں اہل حق اور قابل نجات سمجھتا ہے۔ اور دوسرے تمام اہل مذاہب کو اہل باطل اور نجات سے دور۔ جیسا مسلمانوں کا عیسائیوں کی نسبت خیال ہے ویسا ہی عیسائیوں کا مسلمانوں کی نسبت۔ اجر اخروی کے معاملہ کو دنیاوی مصالحت و مدارات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں +

آپ نے بھی اپنے تئیں مکتی کا وارث اور باقی تمام دنیا کو مکتی سے باہر کر رہے ہیں اپنے تئیں آستک اور باقی تمام اہل مذاہب کو بے دین اور ناستک کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ پنڈت دیانند جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ ویدوں کا منکر ناستک (دہریہ بے دین اور ملحد) ہے اور پھر لکھتے ہیں۔ کہ اگر کوئی تمہارا اعتقاد پوچھے۔ تو یہی جواب دینا چاہئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے (ستیارتھ صفحہ ۴۷) اور پھر لکھتے ہیں کہ جو شخص ویدوں کی مذمت کرتا یعنی ان سے منحرف ہو کر ان کے خلاف کام کرتا ہے وہ ناستک (دہریہ) ہے (ستیارتھ لالہ رام پرکاش صفحہ ۳۰۴) اور پھر لکھتے ہیں کہ جو شخص وید اور وید کے مطابق (آیت) راستباز شخاص کی تصانیف (شاستر) کی بے قدری کرتا ہے۔ وہ وید کی بے ادبی کرتا ہے۔ اور اس ناستک (دہریہ) کو قوم۔ ذات۔ اور ملک سے باہر کر دینا چاہئے (منو ادھیاو دوم شلوک ۱۱)

اور پھر لکھا ہے کہ جو مادی چیزوں کو پوجتے ہیں وہ انسانی جنم کھو بیٹھتے ہیں اور تاریکی سے تاریکی میں جا پڑتے ہیں جس میں مسیح پرست قوم عیسائی۔ گبر اور جینی وغیرہ تمام شامل ہو رہی ہیں۔ اب آپ ہی کا قول اُلٹا کرکے سوال کرتے ہیں کہ وید کی تعلیم ہے کہ آریوں کے سوائے تمام اوسری بدمذہب ملیچھ سویسو ناستک ملحد وغیرہ وغیرہ ہیں حالانکہ ان میں بڑے بڑے عالم فاضل علی درجہ کے فلاسفر حکیم و دانشمند موجود ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے فاضل اور ذی شعور لوگوں کو ملیچھ سویسو اور ناستک سمجھا جائے اور ہندوستان کی چار دیواری میں محصور رہنے والے وہ لوگ جو ہمیشہ سے وحشی۔ بت پرست اور نیوگی رہے اور مذہب حقیقی سے اُلّو کی طرح بے بہرہ رہکر

وید کی ہر ایک گپ اور خلاف تہذیب بات نیوگ وغیرہ کو منجانب اللہ تسلیم کریں ان کو آریہ اور پاک تصور کیا جائے۔ وید کی اس تعلیم کے مطابق کروڑہا مسلمان اور کروڑہا عیسائی۔ بدھ۔ سکھ وغیرہ لوگ جن میں اول قوم سچی ہو اور دین حق کی تابع ہے اور سارے کے سارے ہی وید سے منکر اور مکذب و مخالف ہیں۔ ملیچھ۔ ناستک ٹھیرے۔ اور تناسخ کے ابدی گڑھے میں گرتے ہیں فقط چند ہزار اہل وید ہی بہشت کے ٹھیکیدار ہوئے۔ گو مسلمان یا عیسائی وغیرہ اس وہمی مکتی کے بھوکے نہیں جس میں نہ کوئی روحانی نعمت ہے نہ جسمانی۔ مگر وید کی یہ تعلیم کیا کبھی صلح کل اُصول کو لا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں +

اور قول آپکا افسوس ہے کہ ایسے عاقل اور ذی شعور لوگوں کو ناپاک سمجھا جائے اور جنگل کے اکثر نہ بدوشی وحشی اور بدتمیز لوگ جو عقل و دانش سے اُلو کی طرح بے بہرہ رہ کر ہر ایک گپ کو منجانب اللہ تسلیم کرلیں انکو بہت پاکیزہ تصور کیا جائے +

آپ کی عجب حالت ظاہر کررہا ہے۔ اسلام عاقل اور ذی شعور لوگوں کو ہرگز ناپاک نہیں سمجھتا۔ بلکہ جس قدر اسلام میں علم اور اہل علم کی قدردانی کا حکم ہے۔ دنیا کی کسی کتاب اور کسی قوم میں نہیں۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے کہ اطلبوا العلم ولوکان بالصین علم تلاش کرو۔ خواہ چین میں ہو (جو ایک مخالفین اسلام کا ملک ہے) اور پھر فرمایا۔ الحکمۃ ضالۃ المؤمنین فھو احق بھا حیث وجدھا معقولی بات مومن آدمی کا گمشدہ ہوتی ہے۔ سو وہی اُسکا زیادہ مستحق ہے۔ جہاں اُسے پاتے۔ اور پھر فرمایا کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ علم کی تلاش ہر ایک مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے۔ اور قرآن شریف میں ہے یرفع اللّٰہ الذین اوتوا العلم درجات خدا تعالیٰ اہل علم کے درجات بلند کرتا ہے +

اور پھر ارشاد ہے کہ ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ جسکو حکمت عطا کی گئی اسکو خیر کثیر مرحمت ہوئی) +

پھر قرآن شریف میں لوگوں کو جابجا رغبت دی گئی ہے کہ وہ فکر اور غوض میں مشق کریں اور جو کچھ عجائبات صنعت زمین و آسمان میں بھرے پڑے ہیں اُن سے واقفیت حاصل کریں۔ مومنوں کی تعریف میں ہے الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا

باطلا سبحانک فقنا عذاب النار۔ مومن لوگ وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں اور ہر وقت اُسیکا دھیان رکھتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدایش اور جو انمیں عجایب صنعتیں موجود ہیں۔ اُن میں فکر اور غوض کرتے ہیں۔ اور جب عجایب صنعت الٰہی اور جدید دقایق علوم اُن پر کھلتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدایا تونے ان صنعتوں کو بیکار اور بیہودہ نہیں بنایا۔ یعنی وہ لوگ جو مومن خاص ہیں صنعت شناسی اور ہیئت دانی اور نئے ایجادات سے دنیا میں سب لوگوں کی طرح صرف اتنی ہی غرض نہیں رکھتے۔ کہ مثلاً زمین کی شکل یہ ہے اور اسکا محیط اسقدر ہے۔ اور اُسکی کشش کی یہ کیفیت ہے اور آفتاب و مہتاب و نجوم سے اُسکو اس قسم کے تعلقات ہیں بلکہ صنعت کی کمالیت اور دقایق علوم و حقایق الاشیاء کی معرفت کے بعد فوراً صانع کی طرف جُھک جاتے ہیں اور صانع حقیقی کی قدرتوں اور القادر کی باریک حکمتوں کو دیکھ کر اُسپر قربان ہو ہو جاتے ہیں ✦

غرض کہ قرآن و حدیث میں علم اور اہل علم کی فضیلت اور قدر دانی کے متعلق اس کثرت سے بیان کیا گیا ہے کہ اس خصوصیت میں بھی دنیا کی کوئی کتاب اُس کا مقابلہ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کے نزول کے بعد مسلمانوں نے علوم و حکم میں اسقدر ترقی کی۔ کہ جسکی نظیر دنیا میں آجتک نظر نہیں آتی اور جس کا آخری نتیجہ یہ تمام سامان تمدن و معیشت نظروں کے سامنے موجود ہے۔ یوروپ نے جس قدر ترقی حاصل کی اہل عرب ہی کی بدولت کی۔ چنانچہ تمام اہل یوروپ مسلمانوں کو اپنا اُستاد مانتے ہیں ✦

ہم نمونہ کے طور پر چند اقوال اہل یوروپ دربارہ علم و حکمت اہل عرب درج ذیل کرتے ہیں جس سے دھرمی صاحب کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ایسے فلاسفروں اور علم و حکمت کے دلدادہ لوگوں کو آپ کا اُلو کہنا۔ کسقدر جہالت اور جولاہ پن اور آپ اُلو بنتا ہے ✦

سیل صاحب ترجمۂ قرآن کے مقدمہ کے باب دوم صفحہ ۲۹ میں فرماتے ہیں "خواہ کوئی کچھ ہی کہے مگر محمد صاحب میں ذاتی صفات ایسی تھیں جیسے کہ نبی کے لئے چاہئیں الخ"

سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب حالات محمدی میں لکھتے ہیں "ہم بلا تامل اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس نے (مذہب اسلام نے) ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو جنکی تاریکی مدت سے عرب کے ملک میں چھا رہی تھی کالعدم کر دیا۔ اسلام کی صدائے جنگ کے

ل یہی معجزات جن پر آپ کا اعتراض ہے بڑے بڑے فاضل اہل یوروپ سچے دل سے ان کو تسلیم کرتے ہیں پس آپکا معجزات کے ماننے والوں کو اُلو کہنا کس قدر اپنے حماقت طشت از بام کرنا ہے

روبروبت پرستی موقوف ہوگئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص ذات اور ہر ایک احاطہ کئے ہوئے قدرت کا مسئلہ حضرت محمدؐ کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے جیسا کہ خاص محمدؐ کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جس پر اسلام کا مدار ہے یہ ہے کہ اس ایک خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہئے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں چنانچہ مذہب اسلام میں یہہ ہدایت ہے۔ کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں اپنے ہمسائیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہئے۔ غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی چاہئے۔ نشہ کی سب چیزوں سے ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کرسکتا ہے کہ اُس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا ✤

ایڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہیں کہ محمدؐ کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک صاف ہے۔ قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے۔ مکہ کے پیغمبر نے بتوں کی انسانوں کی ستاروں اور سیاروں کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا۔ کہ جو شے طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہوتی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے۔ اُس نے اپنی معقول سرگرمی سے کائنات کے بانی کو ایک ایسا وجود تسلیم کیا جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ نہ وہ کسی شکل میں محدود نہ کسی مکان میں اور نہ کوئی اُس کا ثانی موجود ہے۔ جس سے اُسکو تشبیہ دے سکیں وہ ہماری نہایت خفیہ ارادوں پر بھی آگاہ رہتا ہے بغیر کسی اسباب کے موجود ہے۔ اخلاق اور عقل کا کمال جو اُسکو حاصل ہے وہ اُس کو اپنی ہی ذات سے حاصل ہے۔ ان بڑے بڑے حقایق کو پیغمبر نے مشہور کیا۔ اور اُسکے پیروؤں نے اُنکو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا۔ اور قرآن کے مفسروں نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ اُن کی تشریح و تصریح کی۔ ایک حکیم جو خدا تعالیٰ کے وجود اور اُسکی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانوں کے مذکورہ بالا عقیدہ کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قوائے عقلی سے بہت بڑھکر ہے۔ اس لئے کہ جب ہم نے اُس نامعلوم چیز یعنی خدا کو زمان اور مکان اور حرکت اور مادہ اور حس اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو پھر ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے کے لئے کیا چیز باقی رہی۔ وہ اصل اول یعنی ذات باری (جس کی بنا عقل اور وحی پر ہے) محمدؐ کی شہادت سے استحکام کو پہونچی۔ چنانچہ اُسکے

معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہیں +
اور بتوں کو ممنوع سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا۔ انتہےٰ +

گاڈفری ہنگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۶۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ محمدؐ کے قانون کے رو سے کل قماربازی کی صاف ممانعت ہے۔ اس قانون کی مراد مفید سے یقیناً کوئی منکر نہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ آپ نے صرف اسکو انجیل سے نقل کیا ہے۔ میں نے اس برائی کی ممانعت کو نہ احکامات عشرہ میں دیکھا نہ انجیلوں میں حمایت الاسلام صفحہ ۲۹-۴۰-۴۴ دفعہ ۶۱ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہگنس صاحب یہی صاحب پھر اپنی کتاب کی دفعہ ۴۴ میں لکھتے ہیں کہ اسپنھم ایک بڑا نامی آدمی تھا جس کی دیانت اور علم کی نسبت میری دانست میں کسی کو شک نہ ہوگا اور جس کی تعریف سیل صاحب کے قول مندرجہ ذیل سے بجا معلوم ہوتی ہے کہ گو اُسنے محمدؐ کو بڑا ریاکار مانا ہے۔ تاہم اُسنے تسلیم کیا کہ آپ میں اوصاف جبلی بہت کثرت سے تھے۔ یعنے جسم میں شکیل۔ تیز فہم۔ خوش اطوار۔ غربا نواز۔ بالمروت۔ مقابلہ اعدا میں شجاع اور سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی تعظیم کرنے والے تھے اور حلف دروغوں اور زناکاروں اور قاتلوں اور غیبت گویوں اور مشرکوں اور حریصیوں اور جھوٹے گواہوں کے سخت دشمن تھے اور قناعت اور سخاوت اور رحم اور فیاضی اور شکر گذاری اور والدین اور بزرگوں کی توقیر کے بڑے واعظ تھے۔ اور حمد الٰہی سے اکثر رطب اللسان رہتے۔ (منقول از دیباچہ سیل صاحب صفحہ ۶) +

گاڈفری ہنگنس صاحب اپنی کتاب اپالوجی میں لکھتے ہیں دفعہ ۴۶۔ جب بہت سے طول طویل اور عسیر الفہم عیسائی مذہبوں پر خیال کیا جاتا ہے تو شاید ایک حکیم دین اسلام کی خوبی اور سادگی اور سریع الفہم ہونے اور بے تکلفی پر آفرین کر کے پچھتاوے۔ کہ میرا مذہب ایسا کیوں نہوا۔ انتہےٰ +

اور دفعہ ۴۹ میں یہ لکھا ہے۔ عیسائی مذہب میں اخلاق کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں کی تعلیم میں نہ پایا جاتا ہو۔ الخ +

دفعہ ۲۴۔ مسرا سپین سلطنت تخمیناً ۶۰۰ برس تک قایم رہی سلاطین مسمٰی خلفا تھے سب سے ممتاز عربی خلفا میں سے ہارون رشید تھا۔ وہ شارلمین کا ہمعصر تھا۔ اُسکے اور اُسکے جانشینوں کی حکومت میں علم اور حرفت کی ترقی ہوئی۔ وے اُسوقت جہان میں سب سے زیادہ خلیق تھے

اُنہوں نے خوب ترین یونانی تصنیفات میں سے بہت عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ اور یوں اُنہیں ضائع ہونے سے بچایا۔ وہ شوق سے شعر اور موسیقی پر بھی مایل تھے (خزینۃ التواریخ صفحہ ۱۶۵)

اخبار انجمن پنجاب نمبر ۲ جلد ۱۵ مطبوعہ ۲۶ جنوری ۱۸۸۴ء میں لکھا ہے

ایسے ہی دردمندوں کے رُلانے کے لئے۔ آج ہم دین میں اُس لکچر کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو فاضل اجل جناب ڈاکٹر سنہر صاحب ایم اے پروفیسر علم کیمیا نے لاہور میڈیکل کالج کے طلبا کو شروع جنوری میں دیا تھا:-

وھو ھذا

محمدؐ کے وعظ سے عرب کی قوم میں ترقی کی ایک نئی روح پیدا ہوئی۔ اُنہوں نے آہستہ آہستہ قریباً تمام ایشیا اور شمالی افریقہ اور یوروپ میں ہسپانیہ تک اپنی مقبوضات کو وسعت دی۔ اُس میں بھی اُنہوں نے علوم و فنون میں بڑی ترقیاں کیں اُن کی ہاں بڑی بڑی یونیورسٹیاں تھیں جنمیں بڑے بڑے لایق فاضل معلم تھے۔ اُن یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے کے لئے تمام یوروپ کے شایقین علم جاتے تھے اور جو وہاں سے تحصیل کرکے آتا تھا۔ وہ بڑا عالم سمجھا جاتا تھا۔ جس طرح علم اور تہذیب کا منبع آجکل یوروپ میں قرار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اہلِ عرب اُن دنوں علم و کمال کا سرچشمہ تھے۔ علم ریاضی۔ علم طب اور علم فلسفہ میں بالخصوص اُس قوم نے بڑی ترقی کی تھی۔ جبر و مقابلہ جس کا نام الجبرا ہی ظاہر کرتا ہے۔ اہل عرب کی ایجادات میں سے ہے۔

اسی قوم نے پہلے پہل علم کیمیا کی بنیاد ڈالی۔ حکمائے یونان کے دماغ میں یہ غلط خیال جاگزین ہوگیا تھا۔ کہ چاندی سے سونا اور تانبے سے چاندی بنی ممکن ہے۔ یہ خیال بطور متعدی مرض کے اہل عرب میں بھی پہونچا۔ اُنہوں نے عالمانہ طور پر اسکی تحقیقات شروع کی۔ اس تحقیقات میں سونا تو کیا ملتا تھا۔ لیکن ایک ایسا علم نکل آیا جو دراصل سونے سے بدرجہا مفید ہے اور جو ہمارے زمانہ حال کے علم کیمیا کا منبع ہے۔

اہل عرب کے فاضلوں میں سے ایک آدمی سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اہل فرنگ گیبر کہتے ہیں (یہ شاید جابر کی انگریزی شکل ہے) اس باکمال نے سب سے پہلے عمل تقطیر کا آلہ بنایا۔ اور وہی آلہ آجتک بادنے تغیر مستعمل ہوتا ہے۔ اِس نے سب سے اول عمل تصعید دریافت کیا جو ابتک ہمارے علم کیمیا کا ایک نہایت ہی مفید عمل ہے۔

استخلاص فلزات یعنی دھات کا دوسرے عناصر سے جدا کرنا اور تیز آب کا تیار کرنا یہ بھی اسی باکمال کے اختراعات سے ہے اسکی دوربین نگاہ اور ذکی طبیعت نے چند نمکیات رسالیقس ہا کے بنانے کی تجویز بھی نکالی - اسکے بعد اور کئی لائق آدمی اہل عرب میں پیدا ہوئے جنہوں نے حامض (ایسڈ) کے استعمال سے کئی نمکیات بنائے - اور علاوہ اسکے بہت سے تجربہ کئے جن سے علم خواص الادویہ کو بڑی ترقی ہوئی غرضیکہ ڈاکٹر سنز صاحب نے اپنے پُر مضمون لکچر میں اچھی طرح ظاہر کردیا کہ کسی زمانہ میں علم کیمیا میں ہسپانیہ عرب موجد اور بڑے ہنرمند تھے اور دیگر علوم میں بھی رتبہ رکھتے تھے ✤

یہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے لکچر کا خلاصہ تھا - جو اوپر مذکور ہوا -

اب ہم اپنی قوم کے نوجوانوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ میں سے کتنے ہیں - جنہوں نے اس میں کمال حاصل کیا ہے - افسوس ہے اسکا جواب سوائے اسکے کچھ نہیں - کہ ہم حیران ہوکر چپ ہو رہیں ایک وہ مسلمان تھے جو اس فن کے بانی تھے - یا اب ہم ہیں - کہ اس سے کچھ مس نہیں رکھتے - فاعتبروا یا اولی الالباب ✤

سر لیبو جو علم تاریخ کا ملک فرانس میں بڑا مدرس تھا ہسٹری آو اسلام میں کہتا ہے کہ قوم عرب بیشک ہماری (یعنی یوروپ کی) اُستاد ہیں - جس سے انکار نہیں ہو سکتا - اُنہوں نے حالات سفر کو قلم بند کرنا شروع کیا اور بھی صناعی اور دستکاری میں اس مرتبہ کمال کو پہونچے جس کی انتہا نہیں - اور جہاں تک ہمکو معلوم ہے وہ گویا ایک شمہ عرب کی اُس اصلی فضیلت کا ہے جو آجتک ہمکو معلوم بھی نہیں ہوئی - مگر بہرکیف عرب کی قوم ہماری جملہ فضل و کمال کا اب بھی سرچشمہ ہے (اور جن کمالات کو ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ اور لوگوں کی ایجاد ہوں گے وہ اب ہمکو اُن کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا جاتا ہے - کہ اصل میں سب کے موجد عرب ہی ہیں - یہ مؤرخ اپنی تائید میں سکندر ہملٹ جرمنی کا یہ قول نقل کرتا ہے - کہ عرب کی قوموں کو خدا تعالیٰ نے اسلئے پیدا کیا تھا - کہ وہ علوم اور فنون اور اسباب تمدن کو اُن مختلف قوموں تک جو فرات کے کنارہ سے ہسپانیہ کی وادی کبیر تک پھیل رہے ہیں پہنچا دیں - ان تمام قوموں نے جملہ کمالات

اسی قوم عرب سے حاصل کئے تھے اور دنیا کی قوم نے باب تمدن میں جو کچھ حاصل کیا۔ یا جو کچھ اُسکو آیا وہ عرب ہی کے فتوحات کے زمانہ طویل کے بعد آیا۔ اور عرب ہی سے اُسنے سیکھا۔ عرب جہاں جاتے تھے اپنے طریق تمدن کو گویا ساتھ لیجاتے تھے۔ اور جہاں وہ قیام کرتے تھے وہیں اُن کا طریق تمدن پھیل جاتا تھا۔ اُن کی عادت تھی۔ کہ جس ملک میں وہ گئے۔ وہاں اُنہوں نے اپنی زبان اور اپنے علوم اور اپنا دین اور اپنے اخلاق مذہب کو شایع کرنا شروع کیا۔ (رفیق ہند) انتہے بلفظہ ✤

تاریخ ڈوروی میں (جس کا مصنف فرانس کا وزیر اعظم ہے) لکھا ہے کہ ایک زمانہ میں اہل یوروپ تاریکی جہالت میں ٹکریں مارتے پھرتے تھے۔ کہ دفعتہً اُنپر اُمت اسلامیہ کی جانب سے علوم ادبیہ اور فلسفہ اور فنون صنائی و دستکاری کا ایک نور پرتو افگن ہوا۔ کیونکہ اُس زمانہ میں شہر بغداد۔ سمرقند۔ دمشق۔ قیروان۔ مصر۔ فارس۔ سفرناطہ۔ قرطبہ وغیرہ علوم و فنون اور صنائی کے مرکز تھے۔ اور جہاں کہیں کمالات علمی اور عملی پھیلے۔ قرون متوسط میں اہالیان یوروپ انہیں شہروں میں سے علوم اور فنون کو اُڑا کرلے گئے۔ انتہے ✤

ھمبولٹ کا شمس میں لکھا ہے۔ کہ دواسازی کا علم عرب نے پیدا کیا۔ چند دواؤں کو مرکب کرنے اور نسخہ لکھنے کا طریقہ اُنہیں کا ایجاد ہے ✤

گبون صاحب کا قول ہے کہ اصلی علم کیمیا یعنی حل و عقد کی ایجاد عرب ہی سے ہے ڈاکٹر ڈراپر صاحب لکھتے ہیں کہ علم کے سیکھنے میں اہل فرنگ ابوعلی الحسن اور ابو موسیٰ اور ابوالوفا۔ اور اور علماء عرب کے زیادہ تر احسان مند ہیں انتہے (از عقوبت صفحہ ۴۷)۔

اسکے علاوہ علم فرایض اور قرأت اور فقہ اور حدیث اور استفتا وغیرہ ایک سو کئی علم یونانیوں نے خواب میں بھی نہ دیکھے تھے۔ جو مسلمانوں میں بڑی ترقی کے ساتھ رایج ہیں ✤

گاڈفری ھنگنس صاحب اپنی کتاب کے دفعہ ۱۰۰ میں لکھتے ہیں کہ اہل اسلام اپنے مذہب کے تقرر سے تھوڑے ہی عرصہ بعد کل روئے زمین پر سب سے زیادہ فیاض اور با علم قوم ہوگئے۔ اور یہ کہ علوم مفید متقدمین کی نسبت بھی اُنکے ذریعہ سے ہمکو زیادہ پہونچے ہیں اور اُن کے مذہب میں فیاضی اور اخلاق کامل کے مسایل کثرت سے ہیں۔ اور اُن کے مذہب کو جاہل متعصبوں نے جو جھوٹے الزام لگائے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں رسوا ہے ویسا ہی بیجا ہے۔ جیساکہ دین عیسوی بعض اُسکے پادری اور محققوں کے جھوٹوں سے ہے۔ از حمایت اسلام صفحہ ۶۱ دفعہ ۱۰۰ مطبوعہ

برلی ۱۸۴۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہگنس صاحب مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۲۹ء +

سر ولیم جونس اپنے دوسرے رسالہ میں جو ایشیا کے علم ادب کے بیان میں ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ محمدیوں کو ان کے شارع کا یہ حکم صاف تھا۔ کہ علم کو دنیا کے دوردراز حصوں میں بھی تلاش کرو۔ میری دانست میں محمد نے اسکو انجیل سے نقل نہیں کیا۔ اور نہ روم کے قانون سے۔ جنکے بموجب مخالفوں کے علم کا سیکھنا ممنوع ہے حمایت الاسلام صفحہ ۶۲ دفعہ ۱۴ مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۲۹ء۔

صفحہ ۹۲ سے تا صفحہ ۹۸ عبارت کتاب جان پورٹ صاحب مشم صاحب کا قول ہے کہ مورخان معتبر کے نزدیک یہ بات قرار پاگئی ہے کہ دسویں صدی میں یورپ غایت درجہ کی جہالت میں پڑا ہوا تھا۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ اس زمانہ میں اہل عرب (یعنی اسلامیوں نے) ملک ہسپانیہ اور اٹلی میں بہت سے مدرسے جاری کئے گئے تھے۔ اور ان مدرسوں میں ہزاروں طلبا عیسائی۔ عربی۔ فارسی اور حکمت کی تعلیم پاتے تھے۔ اور پھر ان علوم کو مدارس اسلام سے لاکر عیسائی مدرسوں میں جاری کرتے تھے ہمیں اسبات کا اقرار کرنا چاہئے کہ تمام قسم کے علم طب و طبعیات و فلسفہ و ریاضی جو دسویں صدی سے یوروپ میں جاری ہوئے۔ یہ سب اصل میں عرب مسلمانوں کے فلسفی مدارس سے سیکھے گئے تھے۔ خصوصاً ہسپانیہ کے اہل اسلام بانی فلسفہ یورپ خیال کئے جاتے ہیں۔ اہل اسلام کو علمی ترقی بھی ایسی جلدی حاصل ہوئی۔ جیسے ان کو ملکوں پر فتحیں حاصل ہوئی تھیں۔ سول سے اصفہان تک اہل عرب کا علم بہت جلد پھیل گیا اور بغداد اور کوفہ اور قاہرہ اور فینز اور مراکو اور گورڈوا اور گرینیڈا اور رومن شیا اور سول میں اہل عرب کی حکمت نے بہت جلد رواج پایا۔ حقیقت میں اہل عرب مسلمانوں نے تمام علوم کو نئے سرے ترقی دی۔ اور یونان اور روم کے علوم میں دوبارہ جان ڈالی۔ نویں صدی سے چودہویں صدی تک عرب کے علم و فضل سے یہ نور حاصل ہوتا رہا اور اہل یورپ کو تاریکی جہالت سے روشنی علم و عقل میں لایا۔ اگر آٹھواں خلیفہ عبدالرحمٰن ہسپانیہ میں مدرسے اور مکتب خانہ جاری نہ کرتا تو ہمیں بیشک اہل عرب کے علم و فضل سے مطلق فایدہ نہ ہوتا۔ کیونکہ بغداد اور بخارا اور بصرہ کے مدارس بہت مشہور تھے مگر وہ اسقدر دور تھے۔ کہ طلباء یوروپ کو وہاں جانے میں بہت دقت پڑتی تھی۔ مذہب اسلام اپنی ترقی کے زمانہ میں ہی نہیں۔ بلکہ اپنی ابتدائی حالت میں اور مذہبوں کی نسبت علم کی طرف بہت مایل تھا۔ آنحضرتؐ نے خود فرمایا ہے۔ کہ جس آدمی میں علم نہ ہو وہ قالب بے روح ہے +

ڈیون پورٹ و **ڈوائل** صاحب دیباچہ ترجمہ انگریزی قرآن میں لکھتے ہیں۔ کہ عرب کے بادیہ و صحرانشین بھیڑ بکریاں چرانے والے بدو لوگ شہروں اور ملکوں کے بسانے والے بن گئے۔ اور مشرق سے مغرب تک علم کے قلابے جمع کر دیئے۔ جیسا کسی نے اس قوم پر سحر کر دیا ہوتا ہے +

حضرت محمد صاحب اور قرآن کا ظہور بے شک عربوں کے لئے قدوم میمنت لزوم اور بابرکت تھا۔ گو عیسائی مذاق پر نہوگا۔ الخ +

لب التواریخ صفحہ ۱۵۷ میں علوم اسلام میں لکھا ہے۔ کہ یوروپ کے مغربی ممالک کے لوگ پہلے پہل عرب کے تراجم کے وسیلے سے متقدمین کے علوم سے آگاہ ہوئے اور اغلب کہ یہ تراجم اصلی زبان سے نہ ہوئی تھی بلکہ محض سریانی زبان سے تھے۔ شارحین نے زبان عربی سے لاطینی زبان میں مترجم کروایا۔ انتہے +

پادری فکس[۱] اپنی کتاب اصلاح سہو مطبوعہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۴۱ میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے یونانیوں سے پایا۔ اُس کے حامل اہل اسلام ہوئے۔ اور اُنکی معرفت بھی کچھ ترقی ہوئی۔ اور ہم لوگ اُن کے ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے علوم کو فرنگستان میں پہونچایا۔ انتہے

مسلمانوں کے حملہ سے پیشتر کے جو کچھ ہندوؤں کے حالات ہمکو معلوم ہیں وہ تاریخی زمانہ سے پہلے کے ہیں اور اس قابل نہیں کہ اُنپر اعتماد کیا جائے (واقعات ہند صفحہ ۶) +

مسلمانوں کے یورش کے وقت ہند کے علوم میں ایک عجیب طرح کا تغیر دیکھنے میں آتا ہے۔ اس وقت پہلے ہی مرتبہ بے شمار اور نہایت عمدہ تواریخ دیکھنے میں آتی ہیں علم تاریخ کا شوق ہند کے مسلمانوں کو اہل عرب کی بدولت پیدا ہوا۔ یوروپ کے زمانہ جاہلیت کے اخیر میں اہل عرب علم کے بڑے مربی تھے اور عربی زبان اُس سے بہت پہلے بڑی پختگی کے درجہ کو پہونچ چکی تھی۔ فارسی زبان نے عرب کے فاضلوں کی بدولت ہند میں بڑی ترقی پائی +

ہند کی تصانیف میں مسلمانوں کے حملے کے بعد ایک عجیب تغیر و تبدل دیکھنے میں آتا ہے۔ یعنی اس سے پہلے تو ہند میں کتب تاریخ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مگر مسلمانوں کے حملے کے بعد تاریخ کی کتابیں کثرت سے اور بہت عمدہ عمدہ تصنیف ہو گئیں تصنیف کا شوق ہند کے مسلمانوں میں اہل عرب سے آیا تھا اور اہل عرب کی یہ کیفیت ہے کہ جس وقت یوروپ میں زمانہ

---

[۱] یہ سخت متعصب پادری ہیں پھر بھی اقرار کرتے ہیں ۱۲

جہالت و تاریکی ختم ہونے پر آیا۔ اسوقت دنیا میں عرب قوم علم کی تلاش و تحقیق میں خاصکر سرگرم
تھی۔ اور علم ادب کی کتابیں تو اس سے بھی بہت پہلے عربی میں عمدہ عمدہ لکھی جا چکی تھیں
غرض ہند کے فارسی علم ادب کو عرب کے چشمہ علم و فضل سے بڑا فیض پہونچا ✦

ڈیوٹیشن صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن کی بدولت اہل عرب نے دنیا کے ایسے بڑے
حصہ کو فتح کیا۔ جو سکندر اعظم کے فتح کئے ہوئے ملکوں سے بلکہ روم کے مقبوضہ ملکوں سے
بھی وسعت میں زیادہ تھا۔ جہاں مسلمانوں کو دس برس فتح کرنے میں لگے۔ وہاں اگلے
فتح کرنے والوں کو سو برس لگے تھے۔ اُسی کتاب کی بدولت وہ یوروپ میں بادشاہ بنکر
آئے۔ جہاں یہودی بھگوڑوں اور قیدیوں کی طرح آئے تھے۔ یوروپ میں نور علم کو
پھیلایا اور ایسے زمانہ میں جب کہ چاروں طرف جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی انہوں نے
یونان کے مُردہ علوم کو زندہ کیا۔ مشرق و مغرب میں حکمت و طب اور علم ہیئت کو پھیلایا۔ اور
موجودہ یوروپ کی تعلیم کے باعث ہوئے اور آج ہم اُس دن کو یاد کر کے روتے ہیں جب غرناطہ
مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا (کوارٹرلی ریویو نمبر ۲۵۸ صفحہ ۳۴۴) ✦

سوال ۹۵۔ قرآن کی تعلیم ہے۔ کہ کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ کیونکہ قتل سے کفر
بُرا ہے۔ افسوس ہے۔ اس قسم کی تعلیم امن و چین کا کسقدر خون کرنے والی ہے۔ اسی تعلیم
نے تو محمود غزنوی کو امین الملتہ بنایا (احزاب ۶۱) ✦

جواب

پنڈت دیانندجی سچ فرما گئے ہیں آگے پیچھے موقع و محل مناسب کو نہ دیکھکر معنے کرنے والی
وہ پاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا (بھومکا ۲۵) اور ہٹ دھرم ہمیشہ
متکلم کی منشاء کے خلاف معنی کیا کرتے ہیں (دیباچہ ستیارتھ ۷) ✦

حضرت یہاں عام کفار کے قتل کا ذکر ہرگز نہیں بلکہ اُن مفسد منافقوں کا جو امن
عام میں خلل انداز و راہ چلتی عورتوں کو چھیڑ چھاڑ کرنے والے جھوٹی خبریں اُڑا کر ملک میں
تشویش پھیلانے والے اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے والے تھے۔ انہی کی نسبت
حکم ہے۔ کہ اگر وہ اپنی کرتوتوں سے باز نہ آئے۔ تو اُن کے قتل کا حکم دیا جائیگا تاکہ ملک
میں امن پھیلے۔ یہی حکام دنیا کا قانون اور یہی سنت الٰہی ہے۔ کاش کہ آپکو قرآن شریف
سے ذرا بھی واقفیت ہوتی یا اردو ترجمہ ہی میں سیاق سباق دیکھکر اعتراض کرتے

[illegible] مفصل لکھیں تو صرف اسی کے لئے دفتر چاہئے

پورے ... جیسا کہ ... اعتراض کر دیا سخت درجہ کے
جاہلوں ... کا کام ہے

قرآن شریف میں کہیں حکم نہیں کہ کافروں کو محض کفر کی وجہ سے قتل کر ڈالو۔ بلکہ
صاف ارشاد ہے کہ جو تم سے لڑیں انہی سے لڑو اور لڑنے میں زیادتی اور پہل نہ کرو
بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والے پسند نہیں ہیں قاتلوا الذین یقاتلونکم
ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین +

دہرمی صاحب اگر کافروں کو کفر کی وجہ سے مارنے کا حکم ہوتا تو کافروں کو رعیت
بنا کر کیوں رکھا جاتا۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ ناقابل جہاد آدمیوں کو قتل سے
محفوظ رکھنے کا کیوں حکم دیا جاتا۔ اہل کتاب کے ہاتھ کا کھانا پینا کیوں روا ہوتا +
(وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم) کتابیہ عورات سے نکاح کیوں روا
ہوتی (المحصنات من الذین اوتوا الکتاب) اور اُن کو اُن کے آبائی مذہب پر
قایم رہنے کی کیوں اجازت ہوتی؟

اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی جہاد محض امن آزادی حاصل کرنے کے لئے تھا کافروں کو
اُن کے کفر کی وجہ سے قتل کرنے یا جبریہ اسلام قایم کرنے کے لئے ہرگز نہیں +

اب جس آیت پر آپ کا اعتراض ہے اُسکی نسبت گفتگو کی جاتی ہے +

سنو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض
والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بہم ثم لا یجاورونک فیہا الا
قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا۔ سنۃ اللہ فی
الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اگر منافق اپنی حرکتوں
سے باز نہ آئے اور وہ لوگ کے دلوں میں (راہ چلتی شریف عورتوں کی چھیڑ چھاڑ
کا) مرض ہے اور جو مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے ہیں تو ہم تجھ کو ان پر ...
... رہیگے) پھر وہ اس میں تیرے قریب ...
... ان پر پھٹکار ... ہو گی جہاں ...

[illegible] میں ہی چلا آیا ہے جو تجھ سے پہلے [illegible]
کہ مفسدین و باغیوں کو ہمیشہ قتل کا حکم ہی دیا گیا ہے۔ اور تو قانون الٰہی
میں ہرگز تبدیلی نہ پائیگا۔ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوگا۔ اب یہ آیت
... دنیا میں امن قایم کرنے والی اور ... ملک میں امن چین پھیلانے والی
ہے جس کو تم امن چین کا خون کرنے والی کہتے ہو۔ ہمارے رسول خدا صلعم
کے باضابطہ بادشاہ تھے یہود وان مدینہ اور انصار وغیرہ تمام لوگوں نے ان
کو بھی خوشی اور رضامندی سے اپنا افسر بنایا تھا۔ غیر اقوام نے باضابطہ
معاہدے کئے تھے۔ اب آپ کا بہ حیثیت افسر و بادشاہ ہونے کے فرض تھا۔ کہ مدینہ
میں امن عام قایم کریں اور جو باغی اور شریر امن عام میں خلل ڈالنے والے راہ
چلتی شریف عورتوں کے سر ہونے والے۔ باغیانہ اور مفسدانہ خبریں اڑانے
والے تھے ان کو سزا دیں چنانچہ اس حکم کے بعد جن منکرین و منافقین نے یہ
عادات چھوڑ دیں۔ ان سے کچھ تعرض نہ کیا گیا۔ اور جو اپنی عادات پر قایم رہ کر
مدینے سے نکالے گئے۔ یا قتل کئے گئے اور آنحضرت صلعم کی حیات ہی میں مدینہ کل مفسدین
سے صاف ہوگیا ؀

اس بات سے تو ہرگز کافرین و منافقین کا بوجہ مخالفت مذہبی نہ قتل کئے
جانے کا حکم نکلتا ہے جس کو تم کفار کے قتل عام کے معنے میں لے آئے ہو۔
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر منافقین و کافرین باز نہ آئے تو باغی و مفسد سمجھے
جاکر ان سے ایسا سلوک ہوگا جس سے ظاہر ہے کہ اگر وہ اپنی ان دنیاوی باغیانہ
حرکات سے باز آجائیں تو صرف بوجہ کفر و نفاق قتل ہرگز نہیں کئے جائینگے
بلکہ پھر انکو امن ہوگا جیسا کہ فی الواقع ظہور میں آیا۔ کہ جن مخالفان دین
نے باغیانہ حرکات و فساد چھوڑ دیا ان سے کچھ تعرض نہ کیا گیا۔ پس قرآن شریف
میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے ... امن و چین کا خون کرنے والی تعلیم [illegible]
[illegible]

ہم اپنے ہم مذہبوں کے لئے سکھ پھیلا۔ اپنے مذہب کے مخالفوں کو بھسم کر ڈال جو ہمارے دشمنوں کی حمایت کرتا ہے اُس کو نیچے کی طرف سوکھی لکڑی کی طرح اوندھا جلا کہ جس سے اُس کی ہوا بھی نہ آوے (یجر ۱۳ باب ۱۲ منتر)

اے لوگو! جو لوگ ہمارے دشمن ہیں وے دور ہوں۔ اُن دشمنوں کو ہم ہوا اور بجلی کے ہتھیاروں اور اوزاروں سے جیسے ہم بیخ دین ویسے ہی تم لوگ ان کو بیخ پہونچاؤ اور میری خدمت کرو (۲ باب ۹۴ منتر)

اے راجہ جیسے تو بڑوں کو رلانے والا ہے ویسے ہی میں بھی ہو جاؤں (یجر ۱۰ باب ۲۸)

جیسے میں بدخصلت آدمیوں کے سر پھوڑتا ہوں ویسے تم بھی اُن کے سروں کو پھوڑو۔ (۵ منتر ۲۲)

پس یہ اعتراض وید پر ہو سکتا ہے جس میں اپنے مذہب کے مخالفوں کو صریحاً بھسم کر ڈالنے اور اُن کے سر پھوڑنے اور خواہ مخواہ ان کو ستانے اور دھوکہ دینے اور آریوں کی جبری حکومت قایم کرنے کا حکم ہے قرآن شریف اس قسم کی ظالمانہ باتوں سے بالکل پاک ہے (۱۱۶) کا جواب

قرآن شریف کی تعلیم ہے کہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے میں پوچھتا ہوں کہ خدا کی کلام[1] اور وہ بھی لوگوں کی ہدایت کے لئے مگر اس میں معمون اور بجھارتوں کا کیا مطلب۔ قرآن شریف کے حروف مقطعات کا اصل مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آیا الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے خدا نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ ان شانئک ھو الابتر۔ تیری بزرگی کی قسم کہ وہ شخص ابتر ہے حدیث و

---

[1] خدا کی کلام۔ کلام مونث نہیں بلکہ مذکر ہے اور یہ لفظ پنڈت جی کی اردو دانی ظاہر کرتا ہے۔

[illegible]

[illegible] کا مطلب بتائیے الخ ✤

جواب - یہ منتر اور یجرویدہ وید کا حصہ ہیں جسکو دو ارب سال ہونے کو آئے ہیں تاہم کسی کی سمجھ میں نہیں آتے اور جسکی نسبت منشی کنہیا لال صاحب الکھ دھاری کا صریحاً مقولہ ہے کہ بیدوں اور شاستروں اور پورانوں کو قدیم زمانہ کے رکھیشروں اور پنڈتوں نے چیستان بنایا ہے لفظوں میں معنی نہیں رکھے اور بابو پیاری لال صاحب زمیندار بروٹھا رام وید کے ترجمہ کی شروع میں لکھتے ہیں کہ ہندوؤں کے عقیدہ کے موافق وید آسمانی کتاب ہے ان کی زبان ایسی ذومعنی اور پیچدار ہے کہ ایک ہی عبارت کے مختلف مطلب کے بیس معنی لگا سکتے ہیں مشہور ہے کہ وید مقدس میں ہر شخص اپنی مرضی کے موافق عبارت پا سکتا ہے اسی میں سے عالموں نے علمی اصول اخذ کئے۔ اور اسی میں سے اچاریوں نے بت پرستی بلکہ نفس پرستی تک کے معنے دکھائے ایک عبارت کے معنے اب تک اندر اور ورترا اس کی لڑائی تھی۔ اس کے معنے پروفیسر میکس مولر نے دن رات کا پیدا ہونا ثابت کیا ہے ✤

میکس مولر صاحب و مسٹر ولسن صاحب صاف کہتے ہیں۔ کہ وید کے بہت سے منتر بیشک ایسے ہیں۔ جن کے معنے آجتک سمجھ میں نہیں آئے منجملہ ایک یہ منتر ہے ✤

(دیکھو یجروید باب ۲۰ منتر ۱) ترجمہ اے مخاطب (کشتر سے نابھی رسی) تو کشتر کی ناف ہے (مانو اہنیت ما ماہنیہ) میں تجھکو نہ ماروں تو مجھکو مت مار ✤

کشتر سے کشتری بنا ہے جس کے معنے رتھوان۔ کاشتکار اور رجپوت ہیں۔ سو بموجب منتر ہذا ان میں کس کی ناف اور بچہ داں مخاطب ہوا۔ اگر مخاطب پرمیشور ہے تو خوبی کلام محتاج بیان نہیں پر میشور کشتر کی ناف ٹھہر گیا۔ اگر وید کا مصنف ہے تو اس ذبنگا بازی سے کیا مطلب کہ میں تجکو

نہ ہار دل سے تو مجھکو مت مار۔ اور پہلے مصرع سے اسے کیا نسبت۔ یہ کلام مہمل اور چیستاں سے بھی بدتر ہوا۔

(اور منتر لیجئے)

(یجر ۱۷- باب ۹۱ منتر)

چتواری شرنگا (اس کے چار سینگ ہیں) تریو اسے پادا (تین اسکو پیر ہیں) دوے شیرشے (دو سر ہیں) تر دھا بدھو (تین جگہ سے بندھا ہوا ہے) برش بھیہ (بیل کی طرح) رویت (روتا ہوا) مہو دیو (مہا دیو کے آدمیوں کو آویش دکھڑا دیکھتا ہے یا آملا ہے)

اب اس منتر کے لفظی ترجمہ کی طرف دیکھو کیسا معما ہے۔ یہ منتر اگر بعد از قیاس پہیلی نہیں تو مہادیو کے آدمیوں کے سوا اس عجیب الخلقت جانور کو کوئی نہیں بتا سکتا اور وہ اسی لئے بتا سکتے ہیں کہ ان کو روتا ہوا ملا تھا۔ اگر منتر کا تعلق ذات ربانی سے ہے تو ولسن صاحب وغیرہ سچے ہیں کہ باوجود ہزارہا کوششوں کے وید میں ابھی تک بہت سی منتر ایسے ہیں کہ ان کا گورکھ دھندا کوئی نہیں کھول سکتا پھر کلام ربانی و عامہ خلائق کے لئے رہبر کیونکر ہو سکتا ہے اگر یہ پہیلی یا مہمل کلام نہیں تو اور کیا ہے کیا اسکے لفظی ترجمے دنیا کو کچھ ہدایت ہو سکتی ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ آریوں کے قول کے موافق اگرچہ چاروں وید خدا نے اگنی وایو وغیرہ رشیوں پر پرکاش تو کر دیئے مگر معنے کئی لاکھوں سالوں کے بعد معلوم ہوئے۔ جب راجہ رامچندر جی کے وقت بھردواج اور یاگولک وغیرہ رشیوں نے منتروں کا تالا کھولا اندرونی جواہرات نظر آئے مگر جیسی تنا گہر رہے ویسی رہے بریں) ویدوں کا نزول و عدم نزول یکساں رہا کسی کام نہ آئے اور بقول آپ کے بھی وید ایسے مہمل اور بے معنی ہیں کہ لاکھوں سال کے بعد پنڈت دیانند جی کے خالص توحید کا سورج منتروں کے نیچے سے ہویدا کیا آپ ان کی ذرا بھی جھلک نہ تھی ایسے مہمل اور

لہ [illegible] ... بالکل مہمل اور خلاف قانون قدرت ... پنڈت دیانند کی ... بالکل ناقابل تسلیم ہیں۔

اور بے معنی تھے۔ سوچی سچی بات تو یہی ہے کہ یہ وید منتر انہی رشیوں کی تصنیف ہو۔ جو
نام ہر ہر منتر کے اوپر لکھا ہوا ہے جس منتر کو جس رشی نے تصنیف کیا اُسی کے نام سے مشہور
ہوا اور اسی کا نام اوپر لکھا گیا جیسا کہ وید منتروں کے سروں پر صریحاً اُن کے بنانے والوں
کا نام مذکور و مسطور ہے۔ لیکن آریوں نے یہ بات بنالی کہ یہ لوگ اُن کے
مصنف نہیں بلکہ معنے بیان کرنے والے ہیں۔ جس رشی نے سب سے پہلے جس منتر کے
معانی بیان کئے اُسی کا نام اوپر لکھا گیا۔ کیا خوب! نہ دنیا میں کہیں یہ بھی دستور ہے
کہ کسی کتاب کے شعر شعر پر مختلف معانی بیان کرنے والوں کا نام لکھ دیا جائے اور خصوصاً
آسمانی کتاب کے اندر جس میں غیر شخص کا نام بھی لکھنا سخت درجہ کی گستاخی اور کلام الٰہی
کی عظمت کو اُٹھا دینا ہے۔

پھر اگر یہ لوگ معانی ہی بیان کرنے والے ہیں تو بتاؤ جو معانی اُنہوں نے بیان
کئے ہیں وہ کہاں ہیں کونسے ہیں اور کیا اُن کے معانی بیان نہ کرنے سے پیشتر وید
مہمل تھے۔ تو پھر یہ دنیا کے لئے ہدایت کیسے ہوسکے اور جب کہ وہ معانی بیان کرنے تک
پھر لاکھوں سال تک دنیا گمراہی اور ضلالت میں کیوں گری رہی اور اگر یہی منتر اُن
کے معانی بیان کردہ شدہ ہیں تو اصلی وید منتر کہاں ہیں جن کے یہ معانی ہیں بات
یہ ہے کہ جھوٹی بات کے بنانے کیلئے بھی عقل چاہئے چونکہ یہ رشی ہی ان منتروں
کے مصنف ہیں اسلئے تمام باتیں بناوٹی اور فضول ہیں شروع سے اخیر تک ہر ہر
منتر پر ایک رشی کا نام لکھا ہے جس سے اظہر من الشمس ہے کہ وہ رشی ہی اس منتر
کا مصنف ہے۔ خیر آریوں کی رعایت سے ہم مان لیتے ہیں کہ یہ لوگ وید منتروں کے
مصنف نہیں صرف معانی بیان کرنے والے ہی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ
ان بزرگوں کے معانی بیان کرنے سے پیشتر یہ وید منتر بالکل مہمل اور فضول ہی تھے
اور جبکہ پنڈت دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں صاف لکھا ہے کہ رشی لوگ
وید منتر کے معانی مکاشفہ و مراقبہ سے معلوم کرتے رہے ہیں دستیارتھ ۲۵۹
تو مکاشفہ سے منکشف شدہ معانی سے پیشتر یہ وید منتر مہمل ہوئے یا نہیں۔ ۱۰

الہی تھا لہذا یہ اعتراض الٹا ویدوں پر ہوتا یا قرآن شریف پر۔
این ہمہ خوبی ویدوں کے مہمل اور غیر مکمل ہونے کی یہ کتنی بڑی دلیل ہے کہ ہر باب کے
یچھے پرشٹ نلم ایک تتمہ لگایا گیا ہے اور سود خود جس طرح سود در سود لگائے بغیر کسی سامی
حساب نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اس مہاجنی منڈوی یا پنڈت جی کے بھی کھاتے کا حال
ہے کہ جب تک اس کے منتر منتر کے ساتھ دو دو سطر اپنی طرف سے زیادہ نہ کی جائیں
مضمون کا حساب نہیں ملسکتا (دیانندی بہاشیہ ملاحظہ ہو)
معجزہ ا ویدنے دنیا میں جسقدر ہدایت پھیلائی ہے وہ بھی واضح ہے تمام دنیا میں
یا وید کی تعلیم کا کہیں نشان نہیں ہے۔ ایران میں التبیاس وشنکرجی کا آنا جانا
ثابت ہے۔ سو یہ دونوں ہی وہاں جا کر اُلٹے وید سے مرتد اور ایرانی رشیوں کے مرید
ہو گئے اور آتش پرستی اختیار کر لی جیسا کہ پارسیوں کی کتابوں سے صحیح ہے اور
یہی وجہ ہے کہ وید گبروں کی کتابوں ہی کا انتخاب ہے اور وید کی بنیاد ضرور دساتیر ہی
ہے اور دونوں کی ایک ہی طرز تحریر ہے۔ شام وید کی دشتیاں بتا رہی ہیں کہ ہم ایرانی
دستور سے تغیر لسان کی وجہ سے دشٹی بن گئیں۔ اگنی پرستی۔ سوریہ پرستی وغیرہ پکار کر
کہہ رہی ہیں کہ میں ایران کے رہنے والے ہندوں کی مہمان ہوں ✤
گوشت خوری دونوں میں ناجائز ہے۔ تناسخ کا عقیدہ دونوں میں پایا جاتا ہے دیوتا
دونوں فریق کے واحد ہیں۔ چنانچہ متر۔ ورن۔ یمی وغیرہ اسکے سوا ژندی۔ دری
بھی زبان ہے ہندوؤں کی زبان (قدیم سنسکرت) ایسی مخلوط ہے کہ جیسے مسلمانوں
کے تشریف لانے سے اُردو میں فارسی بولی شامل ہو گئی اور آجکل انگریزی ہو رہی ہے۔
ان وجوہ کل الوجوہ ثابت ہے کہ آریہ مت کی بنیاد آتش پرستوں کی کتاب سے قائم ہوئی
ہے اور یہ کچھ بھی تعجب کی بات نہیں اسلئے کہ ہند پر عرصہ دراز تک ایرانیوں کی
حکومت قائم رہی ہے۔ ہندوؤں نے پارسیوں کی تقلید سے اس مذہب کو اپنا
مذہب بنا لیا اور اب الہٰی دھرم جاننے لگے۔
بیاس جی (مؤلف وید نے) چند گیت تو پنجاب کے ... ہاروں سے آرائے سوم ...

۳

وغیرہ وحشی بوٹیوں کے عوض ہمالیہ کے سوم نوش سے پائے۔ ہرنیا یش۔ منتیا یش
ششکال رشی سے سورج۔ اگنی چاند سوم کی تعریف چورائی۔ تناسخ کا مسئلہ۔ گوشت
کی ممانعت۔ عقوبات عشرہ کے فسانے منت گلشاہ سے لئے۔ جانوروں کی کہانیاں
پہاڑوں اور دریاؤں کے حالات ششن شان سے اخذ کئے۔ نیوگ اور بے پردگی وحشی
قوموں سے سیکھی۔ وشوامتر سے گایتری۔ اور اسکے بیٹوں مدھو چھندا وغیرہ سے چند شعر
بنوائے۔ انگرا اور کنوا اور اس کی اولاد سے سہارے لگوائے۔ گوتم اور اسکی اولاد سے اجی گرت
اور سونیہ شیپ وغیرہ سے بابوں کے باب لکھوائے کچھ اِدھر اُدھر کے قصے راجہ اور
رانیوں کے افسانے بنائے۔ تھوڑی بہت توحید خدا پرستوں سے سن کر شامل کر لی
رگ یجش وغیرہ شاگردوں سے جمع کرائے۔ غرضیکہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔
بھان متی نے کنبا جوڑا۔ یجر وید کے باب باب اور منتر منتر کا مضمون نرالا اور
مصنف جدا جدا۔ اور نظم و نثر گانے بجانے بائی ہے۔ سام وید کو رگ وید کا بالکل
انتخاب سمجھنا چاہئے جس میں پسے ہوئے کو پیسا گیا ہے۔ کسی بزرگ نے دیوتاؤں کے
اعتبار پر اس کی پرو بنائے۔ راگ۔ راگنیوں اور سروں کے لحاظ پر دو حصوں اور
چند فقصوں اور دستوروں میں ترتیب دے لیا ہے۔

اتھرون وید بھی یجر کی مانند ہے اس میں زمانہ قریب کے منتر بھی موجود ہیں۔ ہر حصہ کے
بعد ایک تتمہ لگا ہوا ہے اس کو قدیم آریئے پرشٹ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یا م [illegible]
کے تتمہ کا نام آرنک کل ویدوں میں راجہ رانیوں کے قصے پہاڑ لجاڑ جنگل۔ وجنگل
پیپل کے درخت وغیرہ کی تعریفیں ہیں اور ہر منتر پر لکھ رکھا ہے کہ یہ منتر فلاں دیو کی
تعریف میں ہے فلاں سُر میں گایا جائے۔ کسی جگہ قندھاری سُر کا ذکر ہے جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قندھار شہر کی بنا کے بعد تالیف ہوا۔ ان سب باتوں
سے صریحاً ثابت ہے کہ وید گانے بجانے والے لوگوں نے بنائے۔ پہاڑوں کی کھو۔
[illegible]وں کے رہنے والے اور جنگجو بہادر وقت بے وقت ان سے دل بہلا لیا
کرتے تھے۔ بیاس اور اس کے شاگردوں نے جمع کئے اور رسج شدت ویاسنجی کی

تاویلی تفسیرسے پر میشر کا کلام بن گئے۔ لاکھوں برسوں کے بعد توحید کے بانی قرار پا ہے۔
اگر یہ در اصل توحید کے بانی ہوتے تو ضرور کوئی توحید کا نقش کہیں دنیا میں چھوڑے ہوتے
اگر یہاں مذہب وید سے نکلا ہوا مانا جاتا ہے تاہم ممکن نہ تھا کہ وہ بھی ان ویدی دیوتاؤں سے دیوتا
ہی مراد لیتے۔ کہیں تو ان دیوتاؤں کو خدا کے معنوں میں مشتمل رکھتے۔ ایشیا تھا۔ یورپ
تھا۔ امریکہ تھا۔ افریقہ تھا۔ سارا جہان آریوں کی نسل سے گنا جاتا ہے تمام علوم وید سے
نکلے ہوئے متصور ہوتے ہیں۔ کیا دنیا میں کہیں بھی ان دیوتاؤں سے خدا مراد نہ لیجاتی
اور کیا ہر ملک میں اسی طرح وید کی حالت ہوتی رہی اور ہوتی رہی ہے۔ اگر ایسا ہی حال ہے
تو خدا کا نزال وید کی حاجت ہی کیا ہے۔ ان تمام باتوں پر غور کرنے سے ایک حق پرست
جنے خدا کو جان دی ہے۔ اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ پنڈت دیانند جی کا آگ۔ خاک۔
دھول۔ ماں۔ باپ۔ دادا۔ دادی۔ دیوتا کو خدا کے معنے میں بدل دینا ایسی ایجاد بندہ ہے
جسکی عملی یا علمی کوئی نظیر نہیں ہے جس کو ان کا دوسرا فرقہ سناتن دھرم والے جن میں بڑے
بڑے فاضل پنڈت سنسکرت دان موجود ہیں بڑے زور سے رد کر رہے ہیں چنانچہ
اخبار عام لاہور ۸ مارچ ۱۸۹۷ء کے پرچہ میں ایک پنڈت صاحب یوں لکھتے ہیں کہ اگر
آریہ سماجی صاحبان صدق دل سے یہ قبول کرتے ہیں کہ مورتی پوجا۔ بت پرستی سراسر
لغو ہے۔ شادی بیوگان اخلاق کے لئے درست ہے۔ شرادھ کرنے سے مردگان کا خیال
پیدا کرنا اچھا نہیں۔ تیرتھ جاترا سے کیا فائدہ؟ جب کہ مندروں اور تیرتھوں پر رذیل قسم
کی بداخلاقیاں دیکھی جاتی ہیں اگر وہ صدق دل سے ان اور اس قسم کی دیگر باتوں کو قبول
کریں تو ہمارے پاس کوئی وجہ انہیں برا بھلا کہنے کی نہیں ہے لیکن یہ حضرات کیا کرتے
ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہی خیالات ویدوں کے مطابق ہیں اور وید تو صحیح ہیں لیکن
ان میں کہیں ان باتوں کا ذکر نہیں ہے جن کو زمانہ قدیم سے عقلی اور نقلی طور پر مانتے
چلے آئے ہیں ہمارا سوال ان صاحبان سے یہ ہے کہ ایسی صورتوں میں ویدوں کے
ماننے میں کیا فائدہ ہے جب کہ ان کے قدیم سے مشہور و معروف چلے آئے ہوئے معنے
اور تشریح جو جن کی تفسیروں میں بے انت کتابیں تمام سنسکرت کی بھرپور اور اس وقت
تک بھی باوجود ایسی قزاقیانہ دست بردوں کے موجود پائی جاتی ہیں ان کی رائے کے

مگر بس یہی ویدوں میں جو کچھ ہے وہی بڑا اچھا ہے تو۔ بڑا ہے تو ہماری تمام شکلیں ہم کو بتلاتی چلی آئی ہیں کہ وید کیا ہے۔ ہم اس کو جانتے ہیں گو یہ ہماری نالائقی ہے کہ اس پر عمل نہ کرتے ہوں۔ اس کے جاننے والے تمام اہل ہنود ہیں جو کشمیر سے لنکا تک اور بمبئی سے برما تک تمام لوگ جو ہندوؤں کے وسیع ذیل میں آسکتے ہیں اُس کو اسی طرح جانتے ہیں جس طرح کہ مشہور ہیں۔ ہندوؤں کو چھوڑ دیگر اقوام کا بھی یہی حال ہے۔ ہندوؤں کے عالموں اور پنڈتوں کو جھونکو چولہے میں۔ جو کہ اپنے ہی مطلب کے اندھے ہیں۔ جیسا کہ آریہ سماج کا عام خیال ہے۔ ممالک غیر۔ برطانیہ۔ جرمنی۔ فرنچ۔ امریکن کے مشہور فاضلوں سے پوچھو کہ جنہوں نے اپنی تمام زندگی اور ثروت کی طاقت کو تحقیقات کے پیچھے گداز کر دیا وہ بھی یہی کہینگے کہ جس طرح دن میں آفتاب۔ جس طرح انجیل میں تثلیث اور فرقان میں توحید ہے اسی طرح ویدوں میں مورتی پوجا اور ترین ہے۔ کیسے اندھیر کی بات ہے کس قدر غضب کی ڈاکہ زنی ہے کہ ویدوں کو اُن کی خاص خوبیوں سے جسکی وجہ سے اُن کی علیحدگی صاف اور نمایاں اور مشہور زمان ہے محروم کیا جائے اور خود اس پر تصرف کیا جائے حالانکہ مٹھی بھر لوگ ہوں اور تمام اہل ہنود کو للکارتے اور بلکارتے ہیں اور ان کی خانگی دنیا کے نظم و نسق میں مثل گھن کے دخل دیتے ہیں اور نقصان پہنچاتے ہیں۔

ہمارے خیال میں بلکہ کل اہل الرائے کی سمجھ میں ہندوؤں کی یہ دلیل مورتی پوجا اور دیگر امورات مذہبی بحیثیت ویدک مذہب کے بہت ہی صحیح ہونے سے لکھنے کے قابل ہے۔ جبتک آریہ جسقدر حصہ ویدوں کا مانتے ہیں اس کا ملک کی عام زبان اُردو میں ترجمہ نہیں کرینگے اس الزام سے بری نہیں ہو سکتے۔ افسوس صد افسوس ہزار افسوس ہے کہ یہ لوگ قومی ترقی کے اتنے خواہاں ہوں اور جس امر پر قوم کی بنا ہے اُسے عام طور پر شائع نہیں کرتے اور دعوے یہ ہے کہ تمام دنیا میں علم۔ روشنی۔ ہدایت۔ نور ویدہی کے ذریعہ سے پھیلا ہے۔ ہزارہا روپیہ معمولی سی بات تو مقدمہ پنڈت لیکھرام کے قتل پر جمع ہوں مگر کاش کہ ہزارہا میں سے ایک معتدبہ رقم اگر

ـــــه ویدوں کے دو حصے ہیں ایک سنگہتا بھاگ۔ دوسرا برہمن بھاگ۔ آریہ پہلے حصہ کو الہامی مانتے ہیں۔ دوسرے کو نہیں ۱۲

ـــــه غور کرو۔ فرقان کی توحید ضرب المثل ہو رہی ہے۔

ضرورت کا کام دیدوں کے اردو ترجمہ پر بھی لگائی جائے اور اس کو بھی لیکھرام کی یادگار بنایا جاوے تو کیا ہی اچھا ہو اور بیجا جھگڑے فسادوں کے بجائے نتیجہ بھی حصول ہو۔ چند نسخے قیمتاً خریدنے کا ہم بھی وعدہ کرتے ہیں۔ مگر اس ترجمہ میں کاشی اور بنارس کے پنڈتوں کو بھی شریک کرنا ضروری ہوگا۔ ورنہ اگر صرف آریہ سماج کی طرف سے ہوا۔ تو ہمیں خوف ہے کہ وہ تمثیل جو اخبار عام لاہور میں آریوں کے حق میں بیان کی گئی ہے صادق نہ ہو جائے۔ اخبار مذکور میں آریوں کے حق میں یہ تمثیل لکھی ہے:۔

تمثیل مذکور

مسلمانوں میں خدانخواستہ اگر ایسا فرقہ پیدا ہو۔ جو قرآن شریف کو سر پر لئے پھرے اور کہے کہ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ سب کے سب نہ صرف فضول ہیں بلکہ ان کے کرنے کرانے والے سب جاہل اور خود غرض ہیں اور اس دعویٰ پر آیت قرآنی کو اپنے اعمال کی طرح سیاہ کرے تو اسوقت ہمارے مسلمان بھائی اور دیگر مذاہب والے ہندوؤں کی بے بسی محسوس کرینگے۔ اخبار عام ۴ مارچ ۱۸۹۷ء (۶) بیشک جو طریق آریوں نے ہندوؤں کے مقابلے میں اختیار کر رکھا ہے واقعی ہندوؤں کی بے بسی جتلاتا ہے۔ ہندوؤں کے بزرگوں۔ اوتاروں قابل تعظیم اصحاب کو ایسے مغلظات اور بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ کسی مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی وغیرہ کا بھی حوصلہ نہیں یہی وجہ ہے کہ پنڈت لیکھرام کے قتل پر باوجود صدہا کوشش آریوں کے ہندوؤں کو ملانے میں ایک معزز ہندو پنڈت نے اپنے رسالہ میں صاف واقعات بتلا کر اظہار رنج کیا ہے۔ جو ذیل میں ہم بھی نقل کرتے ہیں:۔

پنڈت لیکھرام کی حالت

یہ مسئلہ واقعہ ہے کہ لیکھرام اپنی بدزبانی اور فحش زبانی کے لئے مشہور تھا اور تمام اہل ہنود کے خلاف وہ ایسے مغلظات کا استعمال کرتا تھا کہ ہندوؤں کو اسکی صورت اور اسکے نام سے نفرت تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کھانا پینا بھی ہضم نہ ہوتا تھا

جب تک کہ وہ ہندوؤں کے بزرگوں کو پانی پی پی کر کوس نہ لیوے اُسنے اہل ہنود میں ایسی نفرت پھیلائی ہوئی تھی کہ اس کے نام سے تمام ہنود (سوائے معدودے چند آریوں کے) دل وجان سے بیزار تھے اور صاف کہتے تھے کہ ہندوؤں کے گھر میں اس خیال والا آدمی کس طرح پیدا ہوگیا۔ (سناتن دھرم گزٹ ۱۵ مارچ ۱۸۹۸ء)
اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اُن کے ثناخوان اور مداح ایڈیٹر کتاب حجۃ الاسلام اُن کی سوانح عمری کے اختتام میں فرماتے ہیں کہ وہ دھرم کے حق میں متعصب تھے اور بلا لحاظ مراتب فریق مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے دھرم کے راستے میں کام کیا ہے تو دیوانوں نے اور یہ دیوانگی مبارک تھی۔
اب خیال کیجیے کہ جب ان کے عالموں کی اُن کے حق میں یہ رائے ہے تو اصل میں وہ کس قدر متعصب اور افترا یانہ حملات کرنے والے ہونگے چنانچہ ایسے ہی حملے انہوں نے اپنی کتاب تکذیب وخبط وغیرہ میں کیے ہیں اور ان کتابوں سے جن کو اہل اسلام خود غیر معتبر اور لغو قرار دیتے ہیں حتیٰ کہ دیگر مذاہب نے ملحدوں کے اقوال اسلام کی نسبت نقل کر کے اعتراض کر دیئے۔
خیر اس معاملہ میں زیادہ خامہ فرسائی بے سود ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ پنڈت دیانندجی کا ترجمہ وید بالکل تاویلی اور ناقابل پذیرائی ہے۔ جسکے ساتھ سناتن دھرم والے برھمو اور دیگر ممالک کے مترجمان وید ہرگز متفق نہیں ہیں اور واقعی متفق کیسے ہوں وید میں جو کچھ موجود ہے وہ تو قدیم تفاسیر سے ظاہر ہے۔ پنڈت دیانندنے جو مفہوم وید کا بیان کیا ہے۔ وہ کسی مفسر قدیم نے بیان نہیں کیا اور نہ اس میں سچائی کا رنگ و بو ہے۔ اگر آریئے واقعی پنڈت دیانندجی کا ترجمہ سچ اور کالوجی سمجھتے ہیں تو انہیں وید کی کوئی تفسیر ہمارے سامنے پیش کرنی چاہیے جس میں وید کا وہی مفہوم درج ہو جو پنڈت دیانندجی نے بیان کیا ہے۔
مثلاً پنڈت دیانندجی نے رگوید منتر ۲ کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ ہم لوگ اگنی ایشور کی تعریف کرتے ہیں جو کہ ہمارا پروہت کرنے والا یگوں کا ہون کرنے والا۔ روشن موسموں کی تبدیلی کرنے والا۔ جواہرات کا پیدا کرنے والا ہے۔

اب عام سوال ہے کہ یہ ترجمہ غلط ہے یا صحیح۔ یعنی سنسکرت کوش اور ویاکرن کے مطابق ہے یا نہیں۔ آریوں کو مناسب ہے کہ اس منتر کا بعینہٖ یہی مفہوم کسی تفسیر قدیم یا کسی اور رشی کے کلام سے نکال کر دکھائیں۔

چونکہ پنڈت دیانندجی کے ترجمہ سے سناتن دھرمیوں۔ برھموسماج والوں مترجمین یوروپ وغیرہ کو بحث اختلاف ہے اسلئے آریوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے موقعہ پہ پنڈت دیانندجی کے ترجمہ کی تائید میں کوئی تفسیر قدیم پیش کریں جس میں بعینہٖ اس منتر کا یہی مفہوم درج ہو جب بقول آریوں کے وید کو نازل ہوئے دو کروڑ سال کے قریب ہو گئے ہیں اور وید منتروں[1] کے معانی بھی قدیم رشی بیان کر چکے ہیں جن کے نام ہر ہر منتر کے سرے پر مندرج ہیں تو آریوں کا فرض ہے کہ اس نزاع کے وقت ترجمہ جدیدہ کی تصدیق کے لئے سنداً کوئی تفسیر قدیم پیش کریں جس میں بعینہٖ اس منتر کا یہی مفہوم درج ہو۔ اور رفع نزاع ہو جب تک اس منتر کا یہی مفہوم کسی تفسیر قدیم سے نکال کر پیش نہ کریں آریوں کا ترجمہ بالکل التفات کے قابل نہیں۔

آریوں کا ہر ہر بات میں یہہ کہہ دینا کہ اچھا اگر یہ ترجمہ ٹھیک نہیں تو اس میں کوئی غلطی دکھاؤ۔ تسلی بخش بات نہیں ہے۔ غلطی تو ہمنے دکھا دی۔ کہ کوئی گذشتہ ترجمہ یہ مفہوم ظاہر نہیں کرتا جب یہ دو کروڑ سال سے نازل شدہ تسلیم کیا گیا ہے اور تمام دنیا کے لئے یہ رہبر رہا اور بقول آریہ کروڑہا روحوں کی نجات کا باعث ہوا ہے تو ضرور ہے کہ اس کا صحیح مفہوم ایسا ظاہر و باہر ہو کہ سورج سے صاف تر نظر آئے۔ اور کسی کو اسپر شک اور التباس کی مجال نہ ہو سلف زمانہ حال کے آریہ کی نسبت وید کو اچھی طرح سمجھ سکتے تھے اور جو کچھ انہوں نے سمجھا وہی ہر ایک کے ماننے کے لائق ہے کیونکہ وہ زمانہ وید کے قریب تھے تو اب آریوں کو لازم ہے کہ اگر ان کا یہ خیال ہے کہ پنڈت

---

[1] اسی طرح پنڈت دیانندجی نے وید بھاشیہ بھومکا میں جسقدر منتروں کے ترجمے کئے ہیں۔ اُن سے خدا کی توحید۔ تار برقی۔ جہاز وغیرہ کے اصول نکالے ہیں۔ ان کا یہی مفہوم جس تفسیر میں لکھا ہو کا ہے ہمارے پیش کریں ورنہ پنڈت دیانندجی کو کوئی الہام نہیں ہوا کہ جسکا وہی مفہوم ٹھیک ہو جو انہوں نے بیان کیا ۱۲

دیانندجی کا ترجمہ بالکل صحیح اور قدیم رشیوں کی تفسیر کے مطابق ہے۔ تو وہ بعینہٖ یہی مفہوم کسی قدیم تفسیر سے نکال کر دکھائیں مثلاً پنڈت دیانندجی نے جن جن منتروں سے ریل تار وغیرہ کلوں کے مضمون نکالے ہیں عام اس سے کہ وہ غلط ہیں یا صحیح۔ دیانندیوں کا فرض ہے کہ اُن منتروں کا بعینہٖ یہی مفہوم کسی گذشتہ تفسیر سے نکال کر دکھائیں جب تک وہ ایسا کر کے نہ دکھائیں اُن کا ترجمہ تفسیر بالرائے جو لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں دیکھنے تک کے لائق نہیں اور دُنیا کے کسی انسان پر حجت نہیں۔

بخلاف اس کے مسلمان لوگ قرآن شریف کی ہر آیت کا مفہوم گذشتہ تفاسیر سے دکھلا سکتے ہیں اور نہ گذشتہ تفاسیر سے بلکہ بہت کچھ آنحضرتؐ و صحابہ رضؓ کے آثار سے۔ عرب العربا شعرا کے کلام سے۔ پس قرآن شریف کا مفہوم جو کچھ مسلمان بیان کریں بالکل یقینی اور ماننے کے لائق ہے۔ اور قرآن شریف کے کسی اعتراض کے جواب میں مجیب اور عرب العربا کا قول نقل کریں۔ تسلیم کے قابل ہے۔ لیکن آریوں کے دیانندی ترجمہ کی تصدیق پر کوئی بھی سند اور شاہد نہیں نہ پنڈت دیانندجی کے ترجمہ کی کوئی مفسر قدیم شہادت دیتا ہے۔

جب یہ تمہید بیان ہو چکی۔ تو اب ہم کہتے ہیں کہ تمہارا یہ لکھنا کہ قرآن کے حروف مقطعات کا اصل مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آیا ہے بالکل غلط اور یا وہ رہا ہے۔ گو بعض مفسرین نے ادب کی راہ سے اللہ اعلم بمراده بذالک لکھدیا ہے مگر بایں ہمہ بہت سے مفسرین نے حروف مقطعات کے معانی برابر بیان کر دیئے ہیں جو انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے کافی ہیں تفسیر رحمانی کو جو کہ ایک قدیم تفسیر ہے ملاحظہ کرو۔ اس میں کل حروف مقطعات کا مفہوم ٹھیک ٹھیک معتبر صحابہ رضؓ کی روایت سے بیان کر دیا ہے۔ پس یقیناً ماننے کے لائق اور اہل انصاف پر حجت ہو سکتا ہے۔ لیکن دیانندی ترجمہ کی تصدیق کوئی قدیم تفسیر ہرگز نہیں کرتی اور اسلئے پنڈت دیانندجی نے جو آریہ ورت کے لاکھوں برسوں سے پتھروں کے نیچے چھپی ہوئی خالص توحید کا سورج ہویدا کیا ہے (ترک اسلام صفحہ ۶) اس کو کوئی بھی نہیں مان سکتا۔ اسلئے کہ کوئی قدیم تفسیر اُن کی مؤید و مصدق نہیں ہے

اور الکھوں برسوں کے جہالات کو اُنہوں نے خواہ نخواہ توحید خالص کا لباس پہنا کر دنیا کو باغ سبز دکھایا ہے۔ اب ہم سورہ فیل ہوالله و کوثر کی بابت جو اعتراض ہے۔ اسکا جواب دیتے ہیں +

سورہ فیل و کوثر پر اعتراض اور اس کا جواب

سورہ فیل و کوثر پر آپ کا یہ اعتراض ہے کہ یہ ایک معما ہے اور اگر تفسیر و احادیث ساتھ نہ ہوں تو اُن کا کچھ مطلب اور مدعا سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اگرچہ اسکے جواب کے لئے اسی قدر کہنا کافی و شافی ہے کہ اس کتاب کے حل کرنے کے لئے کسی غیر انسان کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ اُسی انسان کی جسپر یہ کلام نازل ہوا۔ اسی نے قرآن شریف کے قابل تغیر مواقعہ کی تفسیر کردی ہو۔ اور اسلئے مسلمانوں پر یہہ اعتراض وارد نہیں ہوتا ہاں آریوں پر یہ ہو سکتا ہے کہ جو جو معنے وہ منتروں کے بتاتے ہیں جب اصل رشیوں سے منقول نہیں تو اُن کے پاس موجودہ معنوں کی صحت پر کیا دلیل ہے اگر بفرض محال اگر یہ معانی پرانے رشیوں کی تفاسیر کے مطابق تسلیم کر لئے جائیں تو بھی کسی طرح اعتبار کے لایق نہیں جب کہ خود ملہموں کی زبان سے منقول اور مروی نہیں خصوصاً جب کہ تمام تفاسیر قدیمہ اور ہندوستان کے کروڑوں سناتن دھرم والے غیر ممالک کے مفسران وید اسکے ساتھ موافق نہیں تمام لوگ اگنی وایو وغیرہ دیوتاؤں کو عناصر کے معنوں میں لیتے رہے ہیں اور اب تک لے رہے ہیں اور پنڈت دیانندجی کوئی خدا کی طرف سے ملہم ہوکر نہیں آئے ہیں۔ جو اُن کے معانی تسلیم کئے جائیں زیادہ سے زیادہ یہ بھی ایک شخص کی رائے اور اسکی تفسیر تفسیر بالرائے ہے جسکے ساتھ دوسرا ایک زبردست گروہ سناتن دھرم والوں کا اور تیسرا برہم سماج والوں کا اور چوتھا اہالیان یوروپ کا ہرگز موافق نہیں۔

لیکن اگر آپ حدیث و تفاسیر کو قرآن شریف سے بالکل جدا کر دیں تو بھی جو صداقت ان مضامین میں موجود ہے وہ برابر آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہی ہے۔ اور اسی لئے یہ کتاب بذات خود ہدایت کے لئے کافی و وافی ہے۔ چنانچہ ان دونوں سورتوں کی

لہ قرآن اور انجیل میں جس قدر دعائیں اور صفات الہی تھیں ویدوں کا جابجا ترجمہ ان کے موافق کردیا +

مختصر تفسیر یہاں بیان کئے دیتے ہیں ❖

سورۃ فیل اور اُس کی تفسیر

الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرًا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول :۔ (ترجمہ) کیا تو نے دیکھا نہیں کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا معاملہ کیا کیا ان کی تدابیر کو نکما اور باطل نہیں کر دیا (ضرور کر دیا) اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے ۔ جو انپر کنکر پھینکتے تھے ۔ پس انکو کھائے ہوئے بھس کی مانند کر دیا ۔

اس سورت سے اسقدر تو صاف پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اصحاب فیل کو جو کسی بد ارادہ کے ساتھ چڑھکر آئے تھے غارت کر دیا اُن کے ارادوں کو تبیت نابود اور اُن کی جمعیت کو کعصف ماکول (تتر بتر اور پریشان کر دیا)

اب یہ بات کہ وہ لوگ کہاں آئے تھے اور کس ارادہ پر آئے تھے اسکا پتہ اگلی سورۃ سے جو اس سورت کے لئے بطور تتمہ بیان ہے لگ رہا ہے ۔

وہو ہذا

لایلف قریش ایلافھم رحلۃ الشتاء والصیف فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف ۔ اس شکریہ میں کہ خدا نے قریش کو عادی بنایا ۔ اُنہیں جاڑے اور گرمی کے سفر کا خوگر بنایا ۔ اُنہیں مناسب ہے کہ اس گھر کے (یعنی خانہ کعبہ) کے رب کی عبادت کریں جسنے اُنہیں بھوک کی حالت میں کھلایا ۔ اور خوف سے نڈر کیا ❖

اب یہ خوف جس سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نڈر کیا وہی خوف تو ہی اصحاب الفیل والا تھا جو اس گھر یعنی خانہ کعبہ پر چڑھ کر اسکے استیصال کو آئے تھے جسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ قریش کو وہ امن اور برکات جو اس معزز گھر کی طفیل حاصل تھیں معدوم ہو جاتیں سو خدا تعالیٰ نے اُنکی تمام تدابیر کو باطل ۔ ارادوں کو پست اور اُنکی جمعیت کو کعصف ماکول کر دیا ❖

اور اظہار صداقت کے لئے اسی قدر کافی ہے قرآن شریف کوئی تاریخی کتاب یا قصہ کہانی نہیں جس میں تمام قصص تاریخی تفاصیل کے ساتھ لکھے ہوئے ہوں۔ وہ مجموعہ صداقت مقصود ہے۔ اور مشہور متواتر قصّوں میں سے اسقدر حصہ لے لیتا ہے جو سب سے صحیح صادق اور بالذات صداقت کے اظہار کے لئے کافی ہو۔ قرآن شریف نے جو بار بار بعض انبیاء کے قصے بیان کئے ہیں ان کی بھی یہی وجہ ہے کہ اپنے اپنے موقعہ پر خدا تعالیٰ نئی نئی طرح پر اظہار صداقت کے لئے اس کا لب لباب اور مقصود بالذات حصہ لے لیا ہے جو اس حالت کے لئے کافی ہے اور ان کے باقی حالات سے کچھ اعتنا اور تعرض نہیں کرتا۔

بس اب جسقدر حصہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں لیا ہے وہ اس صداقت کے اظہار کے لئے کافی ہے "تاکہ خانہ کعبہ کی بے حرمتی کے ارادہ پر جو اصحاب الفیل آئے۔ خدا تعالیٰ نے اس مقدس گھر کو اُن کے ارادہ باطلہ کے دست بُرد سے محفوظ رکھا اور قریش کے امن اور اُن کے تجارتی سفروں میں خلل نہ آنے پایا۔ جو خانہ کعبہ کی تباہی پر یقینی آنیوالا تہا۔ اور جو رعائتیں اُنہیں خانہ کعبہ کی جہت سے ہوتی تہیں وہ مٹ جانیوالی تہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو ناکام کیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا بہاری احسان تہا۔ اور حضرت رسول کریم صلعم کے اس مقدس گہر میں مبعوث ہونیکا پیش خیمہ اور آپ کی آئندہ حالتوں کا آئینہ اور اسباب کا مظہر کہ اگر قریش اب اس مامور من اللہ کے ساتھ ہو جائیں اور اس گہر کے پروردگار کی سچے دل سے پرستش کرنے لگ جائیں تو آئندہ اس سے بھی بڑھکر امن و امان اور ثروت و غنا حاصل کرینگے ورنہ سب برکات اور فیوض اُن سے چھین لئے جائینگے۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک روک بننے والا پتھر سمجھے جا کر سب فنا اور ہلاک کر دیئے جائینگے۔ جیسا کہ آخر کار ہوئے بہی

پس کچھ شبہ نہیں ہے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کی ہلاکت کا واقعہ جو پہلے ہی قریش کی نظروں کے سامنے وقوع میں آیا تہا) یاد دلا کر قریش کو ان کی شرارتوں مخالفتوں اور صدّ عن سبیل اللہ سے ڈرایا ہے اور آنحضرت صلعم کو در پردہ پیغام بشارت پہنچایا ہے۔ کہ جس قادر مطلق نے اس مکان محترم کی حرمت برقرار رکھی اور مخالفین کو ہلاک کر دیا یقیناً وہ قادر مطلق اس مکان کے مکین یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو بھی شرِ اعدا سے محفوظ رکھیگا اور اصحاب فیل کی طرح اس مامور و مرسل کے مخالفین کو بھی کھائے ہوئے

بھُس کی طرح تباہ اور برباد کردیگا۔
چنانچہ فی الواقع آخر کار یوم موعود یعنی بدر کے دن ایسا ہی وقوع میں آیا۔ تین سو تیرہ بھوکوں ننگوں بے سروسامان اللہ والیوں کے مقابل اصحاب فیل کی طرح ہزار آدمی قریش بڑے کر و فر اور غرور و شیخی کے ساتھ آئے اور لا غالب لکم الیوم (آج تم پر کوئی غالب نہیں) کے مغرورانہ الفاظ ۔۔ زبان پر لائے لیکن اللہ کی شان! اسی تلوار سے جو انہوں نے آنحضرت کے مقابل نکالی آپ ہی ہلاک ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اُن کا سارا زور توڑ دیا۔ ان میں سے ۷۰ اسیر اور ۷۰ قتل اور باقی حبار فشور ہو گئے اور یہیں سے اُن کی ناکامی اور بربادی کی بنیاد قائم ہو گئی۔
اللہ اکبر! وہ قادر مطلق ایسا ہی ہے وہ اپنے پیاروں کی اسی طرح مدد کرتا ہے اُن کو اُن کے اعداء کے ہاتھ سے اسی طرح نجات دینے کیلئے اپنے ملائکہ اور قوائے طبعی کو اُن کے ساتھ کر دیتا ہے۔
کسی مخالف کی مخالفت اور سرکش کی سرکشی اس کے سامنے کام نہیں کر سکتی۔ اسلام اسکا اپنا الہام کیا ہوا مذہب ہے بانی اسلام اسکی طرف سے مامور و مرسل تھے ساری جہان کی مخالفت و دنیا کی عداوت اس کا کیا بگاڑ سکتی تھی۔ انجیل میں جو لکھا ہے کہ یہ وہ پتھر ہے کہ جس پر جا کر گرے اُسکو پیس ڈالیگا۔ جو اس پر گرے چکنا چور ہو جائیگا (انجیل متی ۴۴ باب ۲۱)
اس مضمون کی صداقت یہیں سے منکشف ہوتی ہے جس شخص نے حرم محترم یا نبوت کی آخری اینٹ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف کوشش کی مورد غضب الٰہی ہو کر چکنا چور ہو گیا۔ یہ خدا کا کام ہے اور ہماری نظروں میں بس عجیب یہ ایسا واقعہ ہے اور رسول خدا صلعم کا ایسا معجزہ ہے جسکی تسلیم میں موافق و مخالف کو کچھ بھی کلام نہیں اور اُس زمانہ کی اُس کتاب میں مندرج ہے جو دنیا کی ساری کتابوں سے سچی اسکا سلسلہ اسناد سارے جہان کی کتابوں سے معتبر اسکا حرف حرف صادق اور مصدق مانا گیا ہے اسکا لفظ لفظ شب و روز مخالف و موافق کے کان میں پڑتا تھا۔ نمازوں میں اسکی تلاوت ہوتی تھی اور کوئی اسکے برخلاف نہیں کہہ سکتا تھا۔ واقعہ فیل دنیا میں جیسا مشہور و معروف اور متواتر ہے کہ اگر اس کو سچا نہ مانا جائے تو دنیا کے کسی

واقعہ کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اور تاریخ محض ایک افسانہ ہو جاتی ہے اس واقعہ کی عام شہرت اور تواتر ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ کیا تو نے دیکھا نہیں۔ دیکھنا صرف مشہور اور متواتر واقعات ہی کی نسبت مستعمل ہوتا ہے۔ جس کی شنید کا تواتر دید کے برابر ہو۔ فتفکروا یا اولی الالباب +

سورہ کوثر کی مختصر تفسیر

انا اعطینٰک الکوثر ۰ فصل لربک وانحر ۰ ان شانئک هو الابتر ۰

(ترجمہ) اے نبی ہم نے تجھے کوثر (خیر کثیر) عطا فرمایا ہے سو اس شکریہ میں تو اپنے رب کے حضور نماز و دعا پڑھ اور قربانی ادا کر (جو جان کی قربانی کا اشارہ ہے) یقیناً تیرا دشمن ہی مقطوع النسل اور بے نشان ہے +

حل لغات

کوثر کثرت سے مشتق ہے فوعل کے وزن پر وصف به للمبالغة فی الکثرة مثل النوفل من النفل والجوهر من الجهر والعرب سمے کل شئ کثیر فی القدر والعدد والبرکات کوثر۔ پس کوثر کے معنے میں خیر کثیر۔ ہر قسم کی خوبی اور برکت۔ شہرت و عظمت درجات عالیہ علوم اعلیٰ روحانی ذریت کی افزائش جو اس وعدہ کے موافق آنحضرت ؐ کو حاصل ہوئے۔ انحر نحر سے مشتق ہے۔ اسکے معنے ہے قربانی کر و یا نماز کے افعال عمدہ طور سے ادا کرو۔ شانئ اسم فاعل ہے شنآن سے بمعنے دشمن۔ مخالفت پر اٹھنے والا۔ ابتر بتر سے مشتق ہے۔ جسکے معنے ہیں جڑھ سے اکھیڑنا۔ ابتر بمعنے وہ شخص جسکا نام لیوا کوئی نہ ہو۔ قال الحق عندا یکون ابترا ینقطع عن المقصود۔ قبل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بین ان خصمہ هو الذی یکون کذالک فانہم صاروا مدبرین مغلوبین مقهورین صارت رایات الاسلام عالیة واهل الشرق والغرب لها متواضعة (تفسیر کبیر)

(تفسیر)

اس تفسیر میں ایک بڑی زبردست پیشین گوئی ہے جو بجز علام الغیوب کے اور کوئی شخص اس قسم

کی یقینی خبر دینے پر قادر نہیں ہے اور اس سورت سے ہر ایک طالب حق کو تسلی سکتی ہے کیا آنحضرت صلعم کا تعلق خدا کے ساتھ تھا یا نہیں - اور کیا انسان اس قسم کی خبر دے سکتا ہے مسیلمہ کذاب جس کے ساتھ ایک دفعہ لاکھ آدمی ہو گیا سجاح وغیرہ کوئی اس قسم کی خبر نہ دے سکے - مگر آنحضرت صلعم نے الہام ربانی کے موافق بڑے زور کے ساتھ یہہ پیشین گوئی بیان فرمائی - جو اِنّا کے لفظ کے ساتھ موکد اور تحقق وقوع کی جہت سے ماضی کے صیغہ کے ساتھ مذکور ہے - بات یہہ ہے - کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اور جس وقت نازل ہوئی اسوقت . . . . اٰبھی مسلمان تھوڑے ہی تھے جو انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے اہل مکہ اور سارا عرب آپکا مخالف اور جانی دشمن تھا - جو چند مسلمان آپ کے ہمراہ تھے وہ بھی طرح طرح کی ایذاؤں اور تکالیف میں مبتلا اور ہدف تیر بلا اور گویا شیر کے مونہہ میں پھنسے ہوئے تھے اور کسی اعلیٰ سے اعلیٰ دانشمند کے خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ آپ کا دین عرب میں جاری ہو جائیگا - چنانچہ اس حالت کو قرآن شریف میں بار بار بیان فرمایا گیا ہے اور مکہ کے کفار کے ہاتھ سے مسلمان اس دعا کے کرنے پر مجبور ہو رہے تھے ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا - اے خدا ہمیں اس قریہ سے جہاں کے رہنے والے ہم پر بڑا ظلم کر رہے ہیں کسی اور جگہ نکال دے اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے یہ پیشین گوئی فرمائی - اور آنحضرت صلعم کو بشارت دی کہ تو اُن معاندین کا خیال نہ کر - تیرے لئے کوثر یعنے خیر کثیر کا حکم ہو چکا ہے - تیری برکات تیری سیرت - تیری عظمت تیرے علوم ساری دنیا میں پھیل جائیں گے - تیرا نام - تیرا کام - تیری شان - تیرا نشان قیامت تک قائم رہینگے - مگر تیرے دشمن جو صداقت کے راستہ میں کانٹا اور تیرے دین کی اشاعت میں ایک بھاری چٹان ہو رہے ہیں یہی بیخ و بن سے اُکھڑ جائینگے - اور اُن کا اور اُن کے دین و آئین کا کوئی نام و نشان نہیں ہیگا سب نسیاً منسیا اور نیست و نابود ہو جائینگے - چنانچہ اس پیشین گوئی کے موافق ایسا ہی ہوا - کہ اس صادق و مصدوق - امور من اللہ کے راستے میں جو لوگ یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہو رہے تھے - وہ سب کے سب ہلاک اور بے نشان ہو گئے اور آپ کی زندگی ہی میں اسلام تمام عرب میں پھیل گیا اور آپکے بعد دس سال ہی کے عرصہ میں

مصر - شام - روم - ایران - ہندوستان - افریقہ وغیرہ تمام ممالک میں حسب وعدہ الٰہی لا الٰہ الا اللہ کی آواز آنے لگی - اور اگنی پرستی - نیوگ پرستی - ہوم پرستی - بت پرستی ہر ایک پر ایک بڑا زوال آگیا اور یہی پیشین گوئی دین اسلام کی صداقت کے لئے ایک زبردست دلیل اور منکرین پر اعلےٰ درجہ کی حجت ہے - اور اسلام کی سچائی کی کفیل ہے -

۵۶ قرآن کی تعلیم ہے کہ ابابیلوں نے کنکریاں مار کر ہاتھیوں اور آدمیوں کو کھلیان کر دیا اور تمام فوج کو غارت کر دیا - کجا ہاتھی کجا ابابیل - افسوس زمانہ جہالت کے اُگے ہوئے درخت تاہنوز سرسبز ہیں -

جواب) تاہنوز کا لفظ آپ کی فارسی دانی ظاہر کر رہا ہے - دیکھو غیاث اللغات - کہ ہنوز کے ساتھ تا کا استعمال غلط ہے - ابابیل کا لفظ آپ کی عربی دانی - مولویت اور اسلامی سکول کی ہیڈ ماسٹری کا منصب ظاہر کر رہا ہے - ابابیل کے معنے مشہور ابابیل جانور کے کسی لغت معتبر میں نہیں ہیں - بلکہ یہ ابابیل - ابول یا ابالہ کی جمع ہے جسکے معنے گروہ گروہ کے ہیں - دیکھو صراح باب اللام فصل الالف - اور تفسیر کبیر میں ہے اما اهل اللغة فقال ابو عبيدة ابابيل جماعة في تفرقة يقال جارت الخيل من هٰهنا وهٰهنا اور لغات فیروزی اور کریم اللغات میں ہے - کہ جو لوگ اس لفظ کے معنے ولایتی جانور کے کرتے ہیں بالکل غلط ہے - پس یہ آپ کی لیاقت کا حال ہے کہ عربی لغات تو ایک طرف کریم اللغات تک آپنے کبھی ملاحظہ نہیں کی - تاکہ ایک معمولی غلطی سے بچ سکتے -

ابابیل ایک قسم کے بحری پرندوں کے متفرق گروہ تھے جنہوں نے القار ربانی کے موافق ان پر کنکر پھینکنے شروع کئے اور وہ لوگ خوف زدہ ہو کر اپنے ارادے سے باز آئے اور کعصف ماکول تباہ اور پریشان ہوگئے -

آپ مفسروں کی ذاتی رائیں اور احادی روائتوں کو نہ مانیں - مگر قرآن شریف پر کیا اعتراض ہے - قرآن شریف میں صرف اسی قدر مذکور ہے - کہ ایک قسم کے پرندوں کی جماعت نے اُن پر اُدہر اُدہر سے کنکر لاکر پھینکے اور وہ اپنے ارادے میں ناکام اور پریشان ہوگئے اور یہ واقعہ بالکل سچا ہے - جو قریب اسی زمانہ میں واقع ہوا تہا - اور جو اسقدر مشہور اور متواتر تہا کہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے الم تر کیف کا لفظ استعمال کیا - اور یہ طرز بیان صرف

ایسے واقعہ کے لئے رستعمل ہے جو نہایت ہی مشہور و معروف اور دید کے قریب ہو۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں الم تر کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے۔ المراد من الرویة العلم والتذکر وھو اشارة الی ان الخبر بہ متواتر مکان العلم الحاصل بہ ضروریا مساویا فی القوة والجلاء للرویة۔ اور بلا شبہ اگر یہہ واقعہ وقوع میں نہ آیا ہوتا تو اسوقت تمام اقوام اسکی تکذیب کرتیں۔ ابھی اس واقعہ کو وقوع میں آئے ہوئے ۴۰-۵۰ سال ہی ہوئے تھے اور بہت سے لوگ اس وقت اس واقعہ کے دیکھنے والے۔ رویت کے گواہ اور حاضرین موجود تھے۔ پس اس میں جھوٹ لکھا جانا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

قرآن شریف شب و روز مخالفین و موافقین کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ نمازوں میں اسکی تلاوت ہوتی تھی۔ قرآن شریف کے بیشمار مخالف اسکے واقعات کا پول کھولنے والے موجود تھے تمام مذاہب کے لوگ مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ اگر یہ واقعہ غلط ہوتا۔ تو وہ فوراً طشت از بام کر دیتے۔ آنحضرت صلعم کے صحابہ جان نثار اس غلط واقعہ کو لکھا ہوا دیکھ کر فوراً برگشتہ ہو جاتے۔ کفار ہجووں میں اسکی اغلاط ظاہر کرتے۔ پس کچھ شبہ نہیں ہے کہ یہ واقعہ صادق اور اُس کو جھوٹ اور گپ کہنے والا خدا تعالیٰ کا منکر۔ دہریہ۔ گستاخ اور سخت درجہ کا جاہل اور قابل عذاب النار ہے (ملحاقی بیان نمبر ۱۹ میں دیکھو)

۴۲ قرآن شریف کی تعلیم ہے کہ ہفتے والے دن مچھلی پکڑنے والوں کو خدا تعالیٰ نے سور اور بندر بنا دیا۔ سب فضول گپیں ہیں۔ کاش اہل اسلام کو ان باتوں کی حقیقت کا پتہ لگے۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ جب اُن کو یہ باتیں لغو دکھائی دینگی تو اُن پر نیا جامہ چڑھانے کی کوشش کرینگے۔

جواب

ہم نیا جامہ چڑھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ تفسیر کبیر جو چھٹی صدی کی تفسیر ہے اس میں سے مجاہد کا قول نقل کر دیتے ہیں۔

المروی عن المجاھد انہ سبحانہ وتعالیٰ مسخ قلوبھم بمعنی الطبع والختم لا انہ مسخ صورھم وھو مثل قولہ تعالیٰ کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ ونظیرہ ان یقول الاستاد للمتعلم البلید الذی لا ینجع فیہ تعلیمہ کن

حماراً (جلد اول صفحہ ۱۸۵)۔
مجاہد سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کے دل مسخ کئے۔ جیسا کہ وہ سزا ئیہ طور پر طبع اور ختم کیا کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کی صورتیں بدل گئیں اُس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ گدھے کی طرح جو کتابیں اُٹھائے اور اس کی نظیر استاد کا قول ہے کند ذہن شاگرد کے حق میں جس کو تعلیم کچھ اثر نہیں کرتی۔ کن حماراً گدھا بن جا۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ہمنے اُن کے حق میں کہا۔ کہ دھتکارے ہوئے بندر ہو جاؤ۔
پھر ۵ سطر میں ہے ان الانسان اذا اصر علی جہالتہ بعد ظہور الآیات وجلاء البینات فقد یقال فی العرف الظاہر انہ حمار وقرد ظہور نشانات اور وضوح دلالات کے بعد جب انسان اپنی جہالت پر مصر رہتا ہے۔ تو اس کی نسبت عرف ظاہر میں کہا جاتا ہے۔ کہ وہ تو گدھا اور بندر ہے۔ پس اُن کے[1] صفات اُس نے اختیار کرلی ہیں۔

---

[1] دمدار انسان کی خلقت کا نظارہ دیکھنا ہو۔ تو پیسہ اخبار دیکھو۔
دمدار بچہ۔ لیجئے مسٹر ڈارون کی تھیوری رنگ لائی۔ اور گیا میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا۔ جس کے دم لگی ہوئی ہے۔ کپتان جیرینؔ انڈین میڈیکل گزٹ میں اُس کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں: میںنے جاکر دیکھا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی معمولی ہے۔ اور اُس کے نیچے گوشت پھولا ہوا ہے۔ جس کے نیچے تین ساڑھے تین انچ لمبی دم بھی نکلی ہوئی ہے جسپر کھال بھی موجود ہے۔ جس کو حرکت بھی ہوتی ہے۔ خصوصاً دودھ پینے کے وقت اچھی طرح ملتی ہے۔ مگر اس کی دم میں ہڈی نہیں ہے۔ ہاں سخت اور لچکدار ہے۔ دم کے نیچے دائیں ران کی پچھلی طرف پھنسیوں کے سے گہاؤ پڑے ہوئے ہیں۔ باقی جسم حسب معمول بچوں کا سا ہے۔ اس بچہ کے والدین نے دم کو ٹانے سے قطعی

اور اگر ظاہری معنے لئے جائیں۔ تو بھی مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ مچھلی کھانے کی افراط سے اُن پر ایسا مرض ناجزام کا پھیلا کہ اُن کے ہاتھ اور پاؤں اور چہرے سوجھ کر اور پھوڑے اور پھنسیوں سے بدشکل ہو کر بندر اور سور کی طرح دکھائی دینے لگے۔ اور تین دن کے بعد اس مرض وبائی میں مر گئے۔ (دیکھو تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

پس اب ہم نے تو اس پر کوئی جامہ نہیں چڑھایا۔ ہاں وید کی نسبت یہ بات بالکل صادق آتی ہے۔ کہ تمام گذشتہ مفسرین کے خلاف پنڈت دیانند جی نے وید کی شرتیوں اور خلاف فطرت باتوں پر تا ویلات کا جال تان کر اور نسخ مسخ کر کے عام لوگوں کی نظر میں اور ہی طرح ملمع کر دکھایا۔ اور اگنی وایو دیوتاؤں کو خدا کے معنے میں بدل دیا۔۔۔۔ حالانکہ اگر وید میں خدا کا ذکر ہوتا۔ تو اسکا اسم ذات اوم سب سے پہلے ذکر کیا جاتا۔ اوم اسم ذات چھوڑ کر اگنی کا مشتبہ لفظ وید کے آغاز میں لایا گیا جس سے اظہر من الشمس ہے کہ اگنی سے صرف اگنی دیوتا (آگ) ہی مراد ہے وبس +

ستیارتھ پرکاش کا جواب

آریوں کے پنڈت دیانند جی نے جو اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۴ میں مذہب حقہ اسلام کے متعلق ہرزہ درائی کی ہے۔ اُس کا مفصل جواب باصواب حق پرکاس نام ہمارے دفتر میں موجود ہے۔ ہر ایک شخص پر ضروری ہے۔ کہ اُسے ایک دفعہ ضرور ملاحظہ فرماوے۔ قیمت فی جلد ۱۲ر

انکار کر دیا جس کی میرے خیال میں یہ وجہ ہے کہ بچی کی دور دور شہرت ہو گئی ہے اور اب نہیں اگر والدین اُس بچی کی نمائش شروع کردیں تو ہم نہیں معقول مالی فائدہ ہو

یا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربه

سیالکوٹ

انوار الاسلام

بابت ماہ ۱۵- نومبر ۱۹۰۳ء

ترک اسلام کا اجمالی جواب

ہمارے ایک مہربان مولوی ضیاء الدین صاحب کیطرف سے مضمون ذیل وصول ہوا ہے ملاحظہ کے لئے ہم اس کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایها الناس

فرمان ایزدی ست بارشاد خاص و عام	سوئے محمد عربی ہادی انام
دائم بروح پاک وے از ما سلام باد	ما را بذیل مرحمتش اعتصام باد

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

شیطان سے مانگتا ہوں میں اللہ کی پناہ	اللہ کا ہے جو راندہ و مردود بارگاہ

ان الدین عند اللہ الاسلام

اللہ کے ہاں ہے دین تو اسلام ہی فقط	ہیں اور جتنے دین وہ ہیں سب کے سب غلط

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ
جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ اَنَّ
عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ

اسلام کے سوا کوئی ڈھونڈے جو اور دین — ڈھونڈا کرے قبول وہ ہوگا کبھی نہیں
جب آخرت میں اپنی کمائی دکھائے گا — نقصان اٹھانیوالوں میں نقصان اٹھائیگا
ایسوں کو کس طرح سے ہدایت کرے خدا — ایمان لا کے کفر میں جن کو مزا ملا +
کافر ہوئے سمجھ کے صداقت رسول کی — اور مل چکی تھیں ان کو دلیلیں کھلی کھلی
ہٹ دھرموں کو دکھاتا نہیں راہ حق خدا — یہ ہیں وہ لوگ جن کے لئے بڑی ہے سزا
اللہ کی۔ فرشتوں کی۔ لوگوں کی لعنتیں — رہنا انہیں ہمیشہ ہے ایسے ہی حال میں
ہونگی کچھ ان سے ہلکی نہ وہ سختیاں کبھی — اور دی نہ جائیگی انہیں مہلت وہاں کبھی
لیکن جو نیک بنکے پھر آئے تو بے گمان — اللہ پاک بخشنے والا ہے مہربان

باز آئیے ہے وقت ابھی دھرم پال جی
غصے کو چھوڑو جان پہ رکھو دیال جی

ایشور گناہ بخش نہیں سکتا آپ کے — کتنے شور ہوگے عوض پہلے پاپ کے
عبد الغفور کے لئے بخشش کی ہے نوید — کاٹے نہ اپنے مالک قادر سے گر امید

یارب ہمارے دل کو قوی رکھ تو دین میں
کچھ شک نہ آنے پائے ہمارے یقین میں

ترک الاسلام دھرمپال نام

چند روز ہوئے ایک رسالہ دیکھا گیا جس کے اسرورق پر لفظ ترک اسلام موٹے قلم سے لکھا

ہوا تھا۔ اس لفظ کے معنی صاحب سب جانتے ہیں کہ اسلام کو چھوڑنا اور اسلام حکم مان لینے کو
کہتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ حکم ماننے کو ترک کر دیا یعنی سرکشی اختیار کی پس اب دھرمپال
نام رکھنے سے کچھ فایدہ نہیں۔ کیونکہ تارک الاسلام کو دہرم سے تعلق نہیں ہو سکتا یہ شخص
ایک نوجوان لڑکا ہے جس نے سن بلوغ سے اسلامی تعلیم کچھ نہیں پائی اور نہ اہل اسلام
کے ذی علم لوگوں کے پاس بیٹھا اور نہ کبھی اسلامی شریعت پر بوجہ آزاد طبعی عمل کیا اس
لئے مسلمانوں سے آنکھ چراتا رہا باپ نے کوتہ اندیشی سے اُس کو دینی تعلیم نہ دی وہ صرف
مدارس سرکاری میں پڑھتا رہا باپ سے جدا اپنی ایک بہن کے پاس رہا کرتا تھا وہاں
سے کچھ ناراض ہو کر نکل گیا سنگھ سبھا فیروزپور میں جا حاضر ہوا۔ کچھ عرصہ وہاں گذارہ
کیا اور تعلیم پائی۔ غرض اس طرح بی۔ اے کے امتحان تک پہونچ گیا۔ مفصل حال
کا لکھنا چنداں ضرور نہیں۔ اس قدر ہی اس لئے بتلایا گیا ہے کہ جو لوگ اُس شخص کو ابتدا
سے نہیں جانتے وہ جان لیں کہ وہ پہلے بھی مسلمان نہ تھا یعنی یہ ایک مسلمان آریہ نہیں
بنا۔ البتہ یونیورسٹی کا بی۔ اے جیسا کہ وہ خود کہتا ہے۔ ہوگا۔ اور آجکل کے بی۔ اے
اور ایم۔ اے ذاتی لیاقت اور دانائی میں سب کے سب فخر نہیں کر سکتے کیونکہ ایجوکیشن
کمشن نے انکی قلعی بہت کچھ کھولدی ہے اور یہ قاعدہ بھی نہیں کہ کوئی بی۔ اے مذہبی
معاملہ میں دھوکہ نہ کہائے یا طامع نہ ہو یا کسی رنجش کے سبب اپنے قریبوں سے علیحدہ
ہونے کو مذہبی مغایرت نہ پیدا کرے مذہب اور چیز ہے بی۔ اے بن جانا اور چیز ہے۔
ایسے شخص کا آریہ میں شامل ہو جانا نہ تو مسلمانوں کو جائے تعجب ہے اور نہ آریہ
کو جائے تفاخر۔ سچ بولنا جھوٹھ نہ بولنا دغا فریب نہ کرنا وغیرہ اخلاقی بات ہر مذہب و ملت
میں مشترک مانے ہوئے ہیں البتہ وہ اعمال بجالانا جس سے یہ اوصاف دل میں جاگزین
ہو جائیں یعنی پابندی کے ساتھ اپنے جسم سے زبان سے مال سے عبادت الٰہی بجالانا
اہل اسلام کے سوا اور جگہ کم دیکھو گے خصوصاً آجکل کے عیسائیوں میں اور ان نئے
ہندوؤں یعنی آریوں میں اگر کوئی عیسائی ہوتا ہے تو اس پابندی سے چھوٹنے کو دہریہ
ہو جاتا ہے تو اسی لئے آریہ بنتا ہے تو اسی واسطے ورنہ ایک خدا کو نہ دل سے ماننے والا
اور اُس کی قدرت کاملہ پر نظر کرنے والا اور مخلوق کے ارادوں کو مجبوراً ٹوٹتے دیکھکر بس

جبار و مدبر کو حاکم جاننے والا کب تین خدا مان سکتا ہے یا اُس خدا کو مادے اور روح کا محتاج جان سکتا ہے یا ان سب سے بڑھکر اُسکی ہستی ہی سے منکر ہو سکتا ہے ہاں جس کے دل میں اپنے آپ کو اپنے خالق مالک کا مطیع بناکر رکھنا شاق گذرتا ہے وہ سرکش دایرہ اسلام میں گردن جھکاکر نہیں ٹھہر سکتا۔ آج نکلے۔ کل نکلے آخر نکل جائیگا۔ کیونکہ اپنی نفسانی سرکشی کے باعث خدا کی ناراضگی کا مستوجب ہو کر راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے ۔

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ۔ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا۔ وَمَا یُضِلُّ بِہٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الآیہ ۔ اس قرآن کے بیان سے خداتعالیٰ بہتیروں کو گمراہ کردیتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت دیتا ہے اور گمراہ کرتا ہے تو بدکاروں ہی کو جو اللہ کا عہد توڑ ڈالتے ہیں اور جن تعلقات کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے اُن کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں یہی لوگ آخرکار نقصان اُٹھائیں گے ۔

کانشینس گواہی دیتا ہے کہ ہمارا پیدا کرنیوالا ایک ہی ازلی مالک ہے جس کے ہم مخلوق ہیں یہ اُسی روحانی عہد کا نشان ہے جب خدا کو سب نے اپنا رب مانا تھا۔ لیکن اس دھرم پال نام نے وہ عہد توڑا۔ اور اب یہ اعتقاد ٹھہرایا کہ اُس ازلی خدا کے ساتھ میری روح اور جسم بھی ازلی اُس کے برابر برابر چلے آتے ہیں وہ جبراً ناحق ہم پر تسلط کر کے ہمارا خدا بن گیا اور بلاوجہ ہمارا حاکم بن بیٹھا اور اُس سرکشی سے اپنے ماں باپ کا تعلق بھی توڑ دیا اور محض فساد مچانے کی نیت سے آریوں میں شامل ہو گیا اُس کی فسادی نیت اُن جوابوں سے ثابت ہے جو اُس نے مولوی ابو رحمت کو شمول آریہ سماج سے پہلے لکھے اور مولوی صاحب کی ہمدردانہ تحریروں کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا مولوی صاحب نے ایک خط رجسٹری کروا کر بھیجا کہ تمہارا ارادہ آریوں میں ملنے کا معلوم ہوا ہے اس لئے مجھ کو سخت حیرت ہوئی کہ اسلام سے فطری مذہب میں کسی مسلمان کو شک ہو جائے تم کو چاہیئے کہ ایک دفعہ مجھ سے ضرور ملو اگر تم کو تحقیق حق مطلوب ہے تو تم کو یہاں تک آنا مشکل نہیں لیکن اگر تم کسی طرح سے نہ آسکو تو مجھکو ضرور اجازت دو کہ میں خود آؤں اور تم سے دو چار گھنٹے گفتگو کر سکوں۔

دہرم پال نام نے خشک جواب دیا کہ نہ میں ملوں گا اور نہ تم کو اجازت دوں گا میری تحریر چھپے گی اس کا انتظار کرو۔ مولوی صاحب نے دوبارہ لکھا پھر بھی وہی جواب ملا آخر خود گوجرانوالے میں پہنچے اور کئی ذریعوں سے ملاقات چاہی لیکن ناکامی ہی رہی وہاں کے تحصیلدار صاحب لالہ کبول کشن آریہ نے کہا کہ آپ بلا مشورہ آریہ سماج مل نہیں سکتے پس اگر یہ دھرمپال ہوتا تو ضرور مولوی صاحب سے ملتا اپنی بات سناتا اُنکی سنتا یہ کیا معنے کہ سامنے بھی نہ آسکا بلکہ جس مجمع میں اُس نے اپنا آریہ ہونا ظاہر کیا وہاں کسی مسلمان کو آنے کی اجازت بھی نہ دی اور اُس کے برخلاف گوجرانوالہ ہی میں اُسی دن ایک صاحب ملازم پلیگ مسمی گنگارام خاندانی آدمی صاحب جائداد معہ اہلیہ مشرف باسلام ہوئے اور اُس مجمع میں سینکڑوں آدمی ہندو آریہ عیسائی مسلمان حاضر تھے اور سب کے سامنے اس ہدایت یافتہ نے اپنا مختصر حال معہ قبول اسلام ظاہر کیا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اپنے دروازے پر آنیوالوں کو دیتا ہے لیکن جو سرکش اسلام چھوڑ کر اُس کے دروازے سے مُنہ پھیرتا ہے وہ اُس کو سخت دل کر دیتا ہے جس سے وہ اور دور جا پڑتا ہے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب +

دلہای ما زراہ کج و دور دور دار +		یارب چو داوۂ رہم اکنوں بنور دار
بخشندہ و فضل ترانیست غایتے		بدحال ما زرحمتِ خودکن عنایتے

ترک اسلام میں صفحہ ۶ پر بڑے تعجب سے لکھتا ہے کہ کیا آریہ سماج ایک یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ۔ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر اور پھر ایک مسلمان کو کوئی بہکا سکتی ہے؟؟ کتنے بڑے لڑکپن کی بات ہے یا تو اُس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ آریہ سماج نو ٹڑی ہو تو ہی وہ ایسے بڑے لائق فائق کو کب بہکا سکتی ہے پس اگر یہ معنی ہیں تو آریہ سماج جانے اور اُس کا دھرمپال۔ اور اگر یہ معنی ہیں کہ آریہ سماج ہے تو بڑی چالاک لیکن میں جو ان صفات موصوف ہوں مجھکو کیونکر بہکا سکتی ہے تو ان صفات میں سے مسلمان ہونا تو بجز مسلمان باپ کے اور کچھ اُس کو نصیب نہ ہوا۔ بی۔ اے ہونا یا ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہونا اس بات کی نشانی نہیں کہ یہ شخص کسی چالاک کا دھوکا نہیں کھا سکتا اور خصوصاً

مذہب کے بارے میں بہت سے ہندو و عیسائی ہو گئے ہیں جو بی۔ اے چھوڑ کر ایم۔ اے ہیں ہیڈ ماسٹر بلکہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہیں کیا انہوں نے دھوکہ نہیں کھایا۔ اور یہ بھی کیا معلوم ہے کہ اُس نے اُن کو دھوکہ دیا ہے یا انہوں نے اُس کو بہکایا ہے۔ اور یہ کہنا کہ آریہ سماج کی طرف سے مجھے دولت روپیہ عورت مرتبہ یا کسی دیگر حقوق کا لالچ نہیں دیا گیا۔ اگر سچ پوچھو تو آریہ سماج کے پاس اس قسم کا لالچ ہی کہاں ہے کسقدر بناوٹ کی بات ہے قدیم ہندو تو ایسے لالچ نہیں دے سکتے تھے اب ان آریوں کے پاس تو سب لالچ موجود ہیں عیسائیوں کی طرح ان کے بھی مشن کھلے ہیں گروکلوں میں تحصیل علوم کے لئے ذکور واناث بلا تمیز بھرتی ہوتے ہیں عورتوں کو منہہ چھپانا پردے میں رہنا بے انصافی اور مضر صحت سمجھا گیا ہے اور بے پردہ ہونے کے لئے مہاشے دھرم پال جی بھی صفحہ ۵۶ پر بہت زور دے رہے ہیں۔ حقوق کے لالچ کی حد نہیں۔ مسلمان رہکر تو مہاشے کا خطاب کبھی نہ ملتا جب تک کم از کم اپنے باپ کیسے اوصاف نہ حاصل کرتا جس سے گھبرا کر جلا وطنی اختیار کی۔ آریہ سماج نے پہلے ہی مہاشی اور برہم چاری کا خطاب عنایت کر دیا کیا اس سے بڑھکر کوئی اور حق چاہیئے؟ ہاں اور بھی تھوڑے عرصہ میں مل جائیں گے بشرطیکہ ذرا ضبط رکھے مسلمانوں کی اور پروردگار عالمیاں کی بے ادبی کئے جائے لیکن اگر قہر کا کوڑا چھپٹ پڑا تو اُس سے کوئی پناہ نہیں۔ سب واجبی حقوق ایک دم سے رل جائیں گے۔

ترک صفحہ ۹) **دھرمپال جی!** تم کو عیسائی بننے سے تثلیث نے روک لیا آریہ میں بھی تو تثلیث ہی ہے یہاں آنکھیں کیوں بند ہو گئیں۔ وہاں باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ یہاں ایشور۔ مادہ۔ روح۔ ایشور کے ساتھ یہ دو ازلی قدیم کس عقل سے تسلیم کر لئے۔ کیا بی۔ اے میں یہی فلسفہ پڑھا ہے لیکن بی۔ اے پرائیویٹ طور پر پاس کیا ہے اس لئے کچے رہے چونکہ اسلامیہ سکول میں مسلمانوں کا کھاتے رہے تھے اور خفیہ آریوں کے سنگی بنے رہے اس حق فراموشی سے مت ماری گئی اور ویدک مت پر جا گرے جس مت کی جڑ ہی نہ ہو صرف شور مچانے سے کھڑا نہیں

ہوسکتا۔ ایشور کو تسلیم کیا۔ لیکن اُس کے ساتھ ایسے ہی اور دو قدیم قایم کر دیئے کہ وہ جو کچھ کر سکے اُنکی مدد سے کرے اور انکو قدیم صرف اس لئے مان لیا کہ جیسے ہم اپنے معلوم شدہ علوم طبعیہ کے ذریعہ سے کسی شئے کو ہست سے نیست اور نیست سے ہست نہیں کر سکتے۔ ایشور بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ اُس کے لئے سامان خود خود پیدا شدہ چاہئے جس سے وہ جوڑ جاڑ کر کچھ بنا سکے آپ ایک ذرہ نہیں بنا سکتا سرسوتی صاحب کی گستاخی قابل غور ہے ست شِ صفحہ ۲۷۔ ایشور کے حق میں کس جرأت سے لکھا ہے کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متنے نے کنبہ جوڑا جسکا ایشور بھان متنے سے بڑھکر نہیں وہ بیشرم ایشور کو کیوں مانتے ہیں اس سے تو بے ایشور ہی اچھے جب اُس کا علم اور طاقت بھی یہاں آکر بس ہو گئے تو شور مچانے سے کیا فایدہ کہ وہ غیر محدود سروشکتیمان ہے اس آریہ دھرم کے بانی مبانی پنڈت دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۱ سملاس ۸ میں بجواب سوال ۱۴۔ جب پرمیشور قادر مطلق ہے تو وہ علت اور جیو کو بھی پیدا کر سکتا ہے اور اگر نہیں۔ تو قادر مطلق بھی نہیں ہو سکتا" فرماتے ہیں کیا قادر مطلق وہ کہلاتا ہے جو ناممکن بات کو بھی کر سکے یعنی جیسے علت کے بدوں معلول کر سکتا ہے تو کیا بغیر علت دوسرا پرمیشور بھی پیدا کر سکتا خود مر سکتا اور غیر ذی شعور دُکھی۔ غیر منصف ناپاک اور بدکار وغیرہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو قدرتی اصول ہیں مثلاً آگ گرم پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں اُنکی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا اور پرمیشور کے اصول سچے اور مکمل ہیں اس لئے اُن میں تبدیلی نہیں کر سکتا پس سرب شکتیمان (قادر مطلق) کے معنے صرف اسی قدر ہیں کہ پرمیشور کسی کی مدد کے بغیر اپنے سب کام پورے کر سکتا ہے۔

یہ فقرے پڑھکر خدا پر ایمان رکھنے والے کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ خدا کو ماننا اور اُس کو ایسا ناکارہ سمجھنا اور یہ دعوی کرنا کہ ہم اس کو بغیر شریک مانتے ہیں! ایسے ظالم بھی اپنے آپ کو کچھ دانا سمجھتے ہیں! اتنی بھی تمیز نہیں کہ ناممکن کیا ہوتا ہے ایک کام بدھو کو ناممکن ہے لیکن بیرو کو ممکن تو کیا اگر اُس کو بدھو سب کو

لئے ناممکن خیال کرے احمق نہیں کہلائیگا؟ کیا سبب ہے کہ ان آریہ صاحبان کو اتنا بھی خیال نہیں بلکہ بعض کام ایسی ہیں بدصو کو ہے باوجودیکہ آج ناممکن ہیں کل کو ممکن ہوجائیں یہ ناممکن کا لفظ کیسی بے تمیزوں سے نکلا ہے کہ ایک جگہ ناممکن دیکھکر حکم لگا دیتے ہیں کہ بس یہ ناممکن ہے جب ریل اور تار برقی جاری نہیں ہوئے تھے تو کیا کوئی انکو ممکن خیال کرسکتا تھا۔ اور اب ہاتھوں سی کر رہی ہیں۔ نہایت درجے کی ناحق شناس اور کور باطن ہو کہ جب ایک کام ہم سی نہ ہو۔ تو خدا کو بھی اس سی معذور اور ناکارہ خیال کرلیا۔ گویا خدائی طاقت کی انتہا را نکو مل گئی ہے بڑی بڑی سنٹیفک قائل ہیں کہ علوم طبعی کی حد قائم نہیں ہوئی انسان اپنے تجربات سی ترقی کر رہا ہے اور روز بروز معلومات وقوانین قدرت معلوم ہوتے جاتے ہیں جو اُس قادر مطلق کی خزانے قدرت میں سے قطرات از ابحار سے بھی کم حیثیت رکھتی ہیں ایمان والا آدمی سائنس کو اس شوق سے پڑھتا ہے کہ میرے مولائے پاک کی قدرتیں معلوم ہوں میرا یقین اور بڑھی جو علم الیقین کو پہونچے لیکن بے ایمان شخص جو بات معلوم کرتا ہے اُسی پر خدا کی قدرت کو ختم کردیتا ہے ایک نوجوان بندہ خدا اپنا اطمینان بڑھانے کو اس بات کے درپے ہوا کہ خدا کیونکر مُردے زندہ کرے گا۔ تو خدا نے اُس کو زندہ کرکے دکھا دیا اور وہ دنیا کا امام وپیشوا بنا۔ لیکن ایک منکر قدرت نے مُردوں کا زندہ کرنا یہی سمجھا کہ ایک شخص قابل قتل کو قتل سی نجات دیدی یہ منکر اسی میں ہلاک ہوگیا۔

پنڈت جی کے بھگت ایسے گانٹھ کے پورے ہیں کہ جواب دیکھکر ذرہ نہیں سوچتے۔ کہ پنڈت جی کو معلوم نہیں کس خوبی میں ٹپری اُن سے تو کہاں پوچھیں خود ہی مِل مِل کر سوچیں کہ اگر پرمیشور دوسرا پرمیشور پیدا کرے تو وہ اُس کا پیدا کیا ہوا تو ضرور ہوگا اور پرمیشور پیدا کیا ہوا نہیں ہوتا اس لئے وہ پرمیشور ہی نہیں ہو سکتا اس لئے یہ ناممکن ہو اور اگر پرمیشور خود مرجائے یا دکھی وغیرہ ہوجائے تو اُس کا وصف حیات وتقدس دور ہوجائیگا اس لئے ایسا ایشور پرمیشور ہونے کے قابل ہی نہیں چونکہ وہ پاکذات تقدس وتعالیٰ سب نقصوں اور عیبوں سی پاک ہی اس لئے یہ باتیں

بیابانیں اُس کے لئے ناممکن ہیں اور ہمارے لئے ممکن۔ لیکن کسی سامان کے بغیر محض اپنے حکم
سے ایک شے کا پیدا کرنا اُسکے لئے وصف کمال ہے اور ہمارے لئے ناممکن۔ باقی رہا آگ کا ٹھنڈا کر
دینا پانی کا گرم کر دینا مٹی سے ذی شعوروں کا کام لے لینا بطور نمونہ تو ہم انسان بھی کر لیتے ہیں۔ اُس
قادر مطلق کو جس نے اُنکو خود بنایا ہے پیدا کیا ہے کونسا بڑا کام ہے اگر وہ یہ تبدیلی نہیں کر سکتا۔ تو
بالکل ناکارہ ہے یہ اور بات ہے کہ وہ اکثر آگ سے گرمی کا کام پانی سے ٹھنڈک کا کام لیتا ہے اس کے پیدا کئے
ہوئے اب ایسے اُسکے اختیار سے نکل گئے کہ وہ اُن پر کوئی حکم نہیں کر سکتا؟ لیکن خرابی یہ ہے کہ ان
منکران قدرت نے ان سب کو اس مالک الملک کے برابر ازلی مانا ہوا ہے اور اُس کے علم و قدرت کو
اپنے ہی علم و قدرت پر قیاس کرتے ہیں افسوس ہے کہ اُس کو لامحدود طاقت ست ۲۸۲ غیر متناہی
صفات صفحہ ۲۴۹ فعل عادات والا۔ کہنا پھر اُس کی قدرت کو محدود کر دینا یہ تو اُس ایمان
سے اپنے آپ کو خارج کرنا ہے غور کرنا چاہئے پرمیشور کے مرنے و کبھی بدکار ہونے سے اس میں نقص
اور عیب ہوتا ہے چونکہ وہ سب عیبوں نقصانوں سے پاک ہے اسلئے ضرور ایسی خرابیوں سے اُس کو
پاک یقین کرنا ایماندار آدمی کا کام ہے لیکن یہ کہو کہ اگر وہ اپنی اُس قدرت محض سے جو غیر متناہی ہے جہان
کو پیدا کر دے تو کیا عیب یا نقصان اُسکی ذات پر وارد ہوتا ہے یہ تو اُسکا ایک کمال قدرت ہوگا
آریو! یہ قیاس باطل جانے دو کہ ہم جبکہ کوئی چیز نیست سے ہست نہیں کر سکتے تو ایشور کیونکر
کر سکتا ہے اور اگر یہ قیاس جاری کرو گے تو بتاؤ جب تم اپنی طاقت سے ایک انسان نہیں
بنا سکتے تو ایشور نے ایشوری سرشٹی میں بہت سے انسان کیونکر بنائے تھے (ست ش ۲۹۴)
اور اب وہ اسیطرح سے کیوں نہیں بناتا قانون قدرت کیوں بدل دیا تمہارے اندر جب کوئی غیر
چیز گھس جائے تو برداشت نہیں کر سکتے وہ ایشور جو آکاش کیطرح سے پھیلا ہوا ہے اور سب کائنات
اُسکے اندر گھسی ہوئی ہے وہ اسکی برداشت کیونکر کر سکتا ہے اور بتاؤ سائنس کا یہ مسئلہ کیونکر غلط
ہو جائیگا کہ جہاں ایک چیز ہو وہاں اُسیوقت میں دوسری چیز نہیں آسکتی جسکو امتناع تداخل
کہتے ہیں پرمیشور ہر جگہ کیونکر ہو سکتا ہے جہاں ایک درخت پہاڑ۔ یہ سارا کرہ زمین ہوا موجود ہے
وہاں ایشور کیونکر ہے کیونکہ ایشور بھی کچھ ہے گو فدات سے بھی لطیف ہے جیو سے بھی لطیف تر ہے پھر کیا
[illegible] ہی (ست ش صفحہ ۲۷۵) اس بلٹ سے شرم کرنا چاہئے کہ ایشور حرارت آتش کی مانند اجزائے
[illegible] کے ساتھ بھی ہے صفحہ ۲۵۴ حرارت تو مادی ہے اگر وہ نہ ہو تو حرارت کہاں ہو کیا [illegible]

[illegible] سے ہمیشہ کے عیب لگ گیا دست (صفحہ ۲۳۱) دھرم پال جی اپنے تثلیث اور کفر کا جواب
بانی آپکے پاس آپ ہی کے مانع ہو ضرور سچ ہوگا لیکن ع گر ضرورت بود روا باشد۔ ہائے دنیا تیرا
ستیاناس۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس تعلیم الٰہی اول یعنی سب سے پہلے قادر مطلق۔ فعال لما یرید نے جب
چاہا ارواح اور پرکرتی کو اپنی لا انتہا قدرت سے بنا کر اور یہ سلسلہ کائنات جاری کر دیا اور اپنے علم و
حکمت سے جو مناسب جانا کیا اس پر کسی کا حق نہ تھا اگر کسی کو کچھ دیا تو اپنے فضل سے دیا اور اگر کسی کو
نہ دیا تو حکمت سے نہ دیا کارخانہ دنیا کا اسیطرح سے چلانا مناسب سمجھا اگر چاہتا تو سب کو یکساں بنا
دیتا نہ کوئی عورت نہ کوئی مرد نہ کوئی ماں نہ کوئی باپ ابتدائے آفرینش کیطرح سے سب پیدا ہوا کرتے
اور کسی کو کسی سے کوئی واسطہ نہ ہوتا اب چوپایوں میں لوگ کسی کو کسی سے خصوصاً اپنے بچے سے انس تو بھی
ہے اس صورت میں کوئی کسی کا ہمدردی نہ ہوتا لیکن اس خالق نے یہ چاہا کہ یہ ارواح دنیا میں تعلق
باہمی سے رہیں اور ایک سلسلہ میں وابستہ زندگی بسر کریں انسان کی کیا ہستی ہے کہ اسکے تمام اسرار
کو پا سکے اور نہ اس غنی مطلق کو ضرورت ہے کہ اپنے اسرار قدرت و حکمت سب کے سب اپنی مخلوقات
کو بتا دے اسلئے صرف اس قدر آگاہی دے دی ہے جس سے انکی یہ زندگی آرام سے گذر جائے اور اسکے بعد
عذاب سے بچکر راحت ابدی کے قابل ہو جائیں جیسا کہ ظاہری جسمانی حالتیں کمی بیشی مراتب انتظام کیلئے
ضروری ہے کہ ایک خادم اور ایک مخدوم کوئی حاکم کوئی محکوم ہو اسیطرح سے باطنی روحانی کیفیت
بھی اعلیٰ و ادنیٰ رکھی گئی تاکہ ایک امام و پیشوا ہو اور دوسرے اس سے ہدایت پاویں اس فرق مدارج
کو بے انصافی یا ظلم و طرفداری کہنا ایسے احمقوں کا کام ہے یا انکا کام ہے جو اس قادر مطلق مالک حقیقی
کی قدر و منزلت قدرت و حکمت کو اپنے ہی جیسے سمجھتے ہیں اور اس کو ایک ذرہ پیدا کرنے کی بھی طاقت
نہیں مانتے پس ایسے گنہگاروں حق فراموشوں کور باطنوں کو ہدایت مشکل بلکہ ناممکن ہے ہے کہ کیا اس
نے کہیں فرمایا ہے کہ میں کسی چیز کو نیست سے ہست نہیں کر سکتا مجھے ایک ذرہ پیدا کرنے کی طاقت نہیں
میں صرف موجودہ اشیا کو جوڑنے والا ہوں کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا
اگر اس نے کہا ہے تو ظالم ہے جاہل ہے اگر نہیں کہا اور ہے ایسا ہی تو فریبی اور حق پوش ہے اور اگر کہیں نہیں
کہا اور ایسا ہے بھی نہیں تو تم سچے کافر اسکو تہمت لگانیوالے ہو (ترک صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۴) جو ستیارتھ
[illegible] کا مذہب صلح کل ہے کیونکہ اسلام کے مسائل بھی چھوڑ دیا ہے کہ وہ مردان غیر از اسلام کو کافر
[illegible] مشرک کہہ کر انکو ناپاک [illegible] سمجھتا ہے اسلام سے صلح کل کے اصول کی جڑ [illegible]

ترک صفحہ ۴۳ مرد کو حرام اور ذبح کے حلال۔ خون کو حرام گوشت کے حلال ہونے پر تعجب کرتے ہیں لیکن خود دودھ تو پی لیتے ہیں گوبر کھانے سے بچتے ہیں ٭

ترک صفحہ ۵۵ و ۶۵ اسلام پر کھلم کھلا اتہام جو مہاشی کا کام نہیں کہ عورتیں محض جذبہ مخصوص کی تکمیل کا سامان سمجھی گئی ہیں آدمیوں کے برابر انکو کوئی حق نہیں اگر بدکاری کریں تو انکو خوب پیٹو افسوس ہے مرد کیساتھ یہ معاملہ نہیں عورت بدصورت ہو یا لڑکیاں جنے یا خراب ہو تو طلاق دیجائے آدمی کو کبھی نہ دیجائے ٭

مہاشے جی افسوس ہے آپنے قرآن نہیں دیکھا دیانندجی کی سیتارتھ پر اعتماد کر کے جو چاہا نقل کر دیا قرآن دیکھتے تو کہیں مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ کا لفظ ہی نظر پڑتا اور اسکے نیچے ترجمہ شہوت رانی کیلئے نہیں بلکہ قید نکاح میں لانیکی غرض سے دکھائی دیتا اور آپ یہ محض کا لفظ تو ہرگز نہ لکھ سکتے عورت مرد کا تعلق جس کام کیلئے ہے سب جانتے ہیں اور اس کاشتکاری کا پھل اولاد ہے جس کیلئے یوں فرمان صادر ہوچکا ہے فَالْآنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ اپنی عورتوں سے ہمبستر ہو اور اسکا نتیجہ جو خدا نے تمہارے لئے لکھا ہے اسکو حاصل کرنیکی خواہش کرو نہ محض شہوت رانی کی سب جانتے ہیں کہ ابتدا تو شہوت ہی کو تھی ویدک نیوگ عجیب کا روائی ہے کہ نیوگ اس زمانہ کی یادگار ہے جب عورت کیجائے کھیتی وغیرہ تصور کرنیکا ہی تعلق اولاد اور محض اولاد کیلئے کیا جاتا تھا یہ محض کا لفظ کہتا ہے کہ اس زمانہ میں شہوت ہوتی بھی بلا شہوت ہی اولاد پیدا ہوجاتی تھی گویا ٹھنڈے تو ے ہی روٹیاں پکایا کرتی تھی مہاشی جی ولھن مثل الذی علیھن سے آنکھیں کیوں بند ہوگئیں صرف اس خیال سے کہ اس وقت سماج کو خوش کرو جس سے آنکھیں کھل جائیں جب جھوٹ کھلیگا دیکھا جائیگا عورتونکے حقوق مردوں پر حسب حالت ایسے ہی ہیں جیسے مردونکے انپر۔ قدرتی تفاوت تو دور ہو نہیں سکتا اور وہ حسب حکمت ضروری ہے جہاں دو شخص ہوں وہاں بغیر اسکے انتظام نہیں ہو سکتا کہ ایک حاکم ہو اور ایک محکوم دونوں حاکم بنیں تو ایک دن گذارہ نہ ہو جن احمقوں کو نئی روشنی زیادہ چڑھ گئی ہے وہ ذرا زیادہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کیوں عورت پر مرد کو فضیلت دیجاتی ہے مرد بے پردہ پھرتا ہے عورت کو بھی ایسا ہی پھرنا چاہئے یہ بیوقوف انکے غلط باطل ہونیکے نتایج سے دانستہ آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور یورپ کی ریس کرنا چاہتے ہیں کیا انہوں نے ان بچوں کی حفاظت اور پرورش کیلئے مکانات اور محافظ نرس (دایہ) وغیرہ کا انتظام کر لیا ہے؟ کیا انکی نیک معاملہ و عدلی نہیں ہا صرف دیوانی میں روپیہ پیسہ لیکر فیصلہ کرنا پسند کرتے ہیں آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ مرد اور غیر عورت کا دیکھنا اور قریب بد افعال ہیں سے جو ستیارتھ صفحہ ۹۰ لڑکوں اور لڑکیوں کا آپس میں

ہیں جہاں نکل گئی اور اتو وہ صفتی بھی خراب ہوگئی ہوئی دیانند جی نے تو کچھ جو ختم آیۂ شریف بالکل تو دید لکا تھا
نہیں کیا تھا کہ یہ باتیں اپنے لئے تو سملاس ۶ میں نقل کیں اور پھر سملاس ۱۴ میں مسلمانوں کے حق میں وہی
عیب گن دیئے اور اب مگر اپنے یہاں لوگوں سے چھپ لگی کیونکہ زندگی بھر تو انکی کتاب بھاشا میں رسالہ بھی تو
نے نہ دیکھی آریہ گھروں میں پڑھ پڑھ کر خوش ہوتے رہے جب اُردو ترجمہ ہوا تو سوامی جی کسی اور جونی میں
الوپ ہوگئے اگر اب ہوتے تو ہم پوچھتے کہ کیوں مہاراج یہی دھرم ہے آپ آریہ ہیں کہ جا طرف اُنسے یہ باتیں بھی
جاتی ہیں جواب ندارد اپنا گیت وہی ہمتیں گالیاں گائی جاتی ہیں تم پر کیا آفت پڑی کہ اُسی تقلید میں
جو دیکھا نقل کر دیا۔ سملاس ۶ بلکہ میں جانتا ہوں ستیارتھ پرکاش ہی دیکھی بھی نہ ہوگی اور شاید اس
ترک میں یہ اعتراض بھی نہ سمجھائیونکی ہی جانکاہی کا نتیجہ ہوں خیر کچھ ہوں بظاہر تو تمہارے ہی رسالہ
میں پہلے ناظرین کو یہ بتایا گیا ہے کہ آپکا لکچر مورخہ ۴ جون پورا تحریر شدہ مضمون نہیں تھا بالکل
اشارات ہی تھے یہ کتاب بھی پارو نے ملک ستیارتھ پرکاش سے نکالی ہے اور اسکا ثبوت آیندہ آیت
قرآنی کے ترجمہ سے بخوبی ملتا ہے کہ تم نے اسکو دیکھا بھی نہیں لو سچ کہنا کیسا پردہ فاش ہوا ہے جو ترجمہ تم
یہاں لکھا ہے اگر تم نے خود لکھا ہے تو تم نے اپنی علمیت ولیاقت کا اظہار خوب ہی کر دیا اب اور کسی بات
کی ضرورت نہیں ہے اور اگر پارو نکی کارستانی ہے تو یہ تو ہم بھی کہتے ہیں اگر تم یہ عذر کرو کہ میں تو
معنی نہ جانتا تھا تو تمکو کیا گردان معہ ترجمہ صفحہ ۱۳ میں کسی علمیت دکھانیکو کی تھی ترک صفحہ ۱۴ و ۱۵
لفظ استہزا اور مکر جو جناب باری نے اپنی طرف منسوب کیا ہے دھرمپال جی بہت گھبرائے ہیں اپنی
ناواقفی کا تو خیال نہیں کرتے شاید کبھی سنا ہی نہیں ایک حاکم اپنے کسی ملازم سے کہتا ہے کہ دیکھو کام اچھا کرو
اگر خراب کروگے تو لیا ہی عوض دینگے کیا حاکم خراب عوض دینے والا ہوگیا اسطرح کے الفاظ بہت بولنے میں آتے
ہیں ایک شوخ لڑکے نے حسب عادت کسی بزرگوار کو راستہ چلتے کنکر مارا اُس نے ہنسکر ایک پیسہ دیدیا
لڑکا اور شوخ ہو کسی اور کو مارا اور وہاں سے اُسکو قرار واقعی صلہ ملگیا لڑکے نے جو طبعی شریر تھا اُس ہنسکر
سے ہنسی کی تھی اُسکو عوض ہر یا اُس بزرگ نے بھی اُس سے ہنسی ہی کی کہ پیسہ دیدیا لیکن حقیقت میں یہ
ایک سزا کا مقدمہ تھا جو اُسکو تھوڑی دیر بعد ملگئی یہ بھی ہوسکتا تھا کہ وہ بزرگ اُسکو ایک لاٹھی مارکر
سزا دیتا لیکن اب یہ سزا اُسکو زیادہ ملی کیونکہ اُسکا گناہ بھی بوجہ شرارت طبعی زیادہ ہوگیا تھا
ان شریر طبع لوگوں کے حق میں جو کہتے تھے کہ ہم مسلمانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں فرمایا ہے اللہ یستھزئ بھم
ویمدھم فی طغیانھم یعمھون خدا تعالی کا یہ بھی اُنسے ٹھٹھا ہی کرنا ہے کہ اُنکو ڈھیل دیتا ہے

وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے پھرتے ہیں خدا تعالیٰ کا ٹھٹھا یہی ہے کہ انکی شرارت کیوقت اُسیوقت نہیں سزا دیتا بلکہ مہلت دیتا ہے وہ اور مستوجب سزا ہوتے ہیں حقیقت میں یہ ٹھٹھا نہیں بلکہ انکو سزا ہے اُس شرارت کی جو اُنھوں نے کی ہے +

عربی میں مکر اُس تدبیر کو کہتے ہیں جو کسی کے مخالف کیجائے بُرے شخص کا مکر اچھے کے مقابل ہوتا ہے اسلئے بُرا ہے اور اچھے شخص کا مکر بُرے کے مقابل ہوتا ہے اسلئے اچھا ہوتا ہے پس قول خداوندی مکروا و مکر اللہ یعنی کفار نے مکر کیا اور اللہ نے بھی مکر کیا دونوں جگہ ایک معنی ہیں پہلا مکر بُرا ہے دوسرا اچھا ہے یہی مثال ہے اُنھوں نے جیسا کیا ہمنے بھی اُنکے ساتھ ویسا ہی کیا +

جو شخص گفتگو اور محاورات کلام نہ سمجھے بڑا جاہل ہے کیا ہوا کہ یونیورسٹی کا بی۔اے یا ایم۔اے ہے اگر سمجھتا ہے اور دانستہ شوخی کرتا ہے تو وہ راہ راست پر آنے کے قابل نہیں وہ اللہ یستہزئ بہم و یمدھم فی طغیانہم یعمھون کا مصداق ہے ایسے بدنصیب کیلئے فرمان صادر ہو چکا ہے فلیمدد لہ الرحمن مدا رحمن بھی اسکو اور مُہلت دیگا کہ اچھی طرح سے قابل ہلاکت ہو جائے +

برہمچاری جی بہشت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذاب سے بھی خفا ہیں بلکہ انکا ذکر بھی اپنی برہمچریہ کیلئے مناسب نہیں سمجھتے اہل اسلام تو دونوں حالتوں کو یاد رکھتے ہیں اسلئے انکا کچھ نقصان نہیں بلکہ ہر وقت قرب الٰہی بڑھتا ہے بہشت میں اصل نعمت تو خوشنودی مالک ہے باقی سب کچھ زوائد ہیں جو حسب طبیعت عطا ہونگے اگر کوئی نہ چاہے نہ لے لیکن تندرست با خوشی و راحت انسان کیونکر نہ لے دوزخ میں حقیقی عذاب نارضامندی خالق ہے باقی سب عذاب بطور نمونہ من تحت نار کی طور پر چکھائے جائینگے اور بدنصیبوں کو مجبورًا چکھنے پڑینگے اُنکی اصل کیفیت جبتک وہاں جا کر نہ دیکھیں معلوم نہیں ہو سکتی ایک بیوقوف جسکو بات سمجھنے کا بھی سلیقہ نہ ہو اور ایشور کو محض نکارہ اپنی جیو اور جسم کا محتاج جانتا ہو وہ بہشت میں ان نعمتوں کا وجود کیونکر مان سکتا ہے وہ خدا کا پیدا کیا ہوا ہی نہیں تو خدا کے ساتھ اُسکا تعلق کیا ہے ایک گلے کو تو اپنی گائے کہتا ہے لیکن اپنی روح کو ایشور کی مخلوق نہیں مانتا صدتے ایسا ناشکرا حق فراموش کیونکر اُسکی نعمتوں اور عذابوں پر یقین کر سکتا ہے جب اُس کو خود اس پر ہی یقین نہیں ہمارا شیونکے خدمتگار چیلے جو لڑکے یا مرد تھے ہیں شاید وہ اُس کلام بھی آتے ہونگے جسکا خیال آپکی خبیثت باطن میں غلمان بہشت کیطرف گزرا ہے اگر آپ برہمچاری ہیں تو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۰ کو پڑھکر دیانند جی کو نہایت بیشرم سمجھتے ہونگے کہ کیسی تعلیم دیرہے ہیں

جب مر کر دوبارہ معہ اجسام اُٹھنا ثابت ہے اور کوئی ناممکن نہیں تو اُس سے انکار نہایت درجہ کی نادانی
ہے پھر جی کے بعد یہ صورت پیش آتی ہے اسکو کیونکر مانا ہے جب جسم ہوں تو اُنکو لوازم ہونی میں کیا خرابی
ہے البتہ اُنکی کیفیت بہت صاف کیجائیگی اُس کا نمونہ ہم یہاں بھی دیکھتے ہیں کہ ایک چیز کثیف تھی
ہے اُسکا عرق جو ہر نکال لو وہ نہیں سڑتا اسیطرح سے بلا نسبت و انداز اس دنیا کی تمام نعمتوں کو ایسا
صاف کیا جائیگا کہ انکا فضلہ تو بنے ہی گا نہیں اجسام پُرانے نہ ہونگے اور وہ قادر مطلق ان نعمتوں
اور مُنعموں کو ہمیشہ اسیطرح تر و تازہ رکھیگا چاندی ایسی صاف کردیجائیگی کہ کثافت بالکل نہ رہے اور بلور
کیطرح سے شفاف ہو جائے اور یہ بلور کی مثال بھی اس لئے ہے کہ اس سے بڑھکر سخت شفاف خوبصورت
اور جسم دنیا میں ہے نہیں دنیا میں ایسی نعمتوں کا استعمال منع اسلئے ہے کہ انمیں مشغول ہوکر آئندہ
زندگی سے غافل نہو جائیں جب وہ زندگی ملجائیگی پھر یہ نعمتیں مباح ہیں وہ مالک دینے والا اور
اُسکی بندے لینے والے اب ان نعمتوں کا پہننا استعمال نہ ہونیکی وجہ سے ایک عیب سمجھا جاتا ہے اسلام
میں تو اسلئے کہ خدا نے ایسی چیزوں سے روکدیا ہے اور مذاہب میں دیکھا دیکھی چنانچہ یوروپ میں
عورتیں بھی زیور بہت کم پہنتی ہیں اسلئے وہاں یہ بھی عیب سمجھا جاتا ہے لیکن آریہ نے ابھی عورتوں کو
زیور نہیں چھڑوایا بلکہ زیور عورت کی خاطرداری کی چیز مانا گیا ہے ستیارتھ صفحہ ۱۴۲ بس بدنصیب کو ان
بہشتی نعمتوں سے نفرت ہو وہ اطمینان خاطر رکھے اسکو وہ نعمتیں کبھی نہ ملینگی بلکہ وہ اُس آگ کا منتظر
رہے جو دلوں پر چھا جائیگی اُسوقت کھینچا چلا نا سُنا نہ جائیگا کیا کوئی باطنی ہے کہ ایک جہنم میں اچھے کام
کرکے آئندہ جنم میں یہی دنیاوی نعمتیں جو فانی اور گلنے سڑنے والی ہیں اُن کاموں کا پھل منظور لیکن
ایک پاک زندگی اور دائمی نعمتیں گھنیائی دکھائی دیں اس بدبختی کا کیا چارہ ہے بہشت اور دوزخ
بھر جانے کے بعد خداتعالیٰ کی نسبت ترک صفحہ ۲۴ میں بی آر بہچاری نے فلسفہ چھانٹا ہے کہ اُسوقت خدا
سو رہیگا یا کیا کریگا اپنی ستیارتھ صفحہ ۲۴۰ کو نہیں دیکھتا کہ پرلے کے ایام میں پرمیشور کیا کیا کرتا ہے شاید
پرلے کے دور اسواسطے تجویز کئے ہیں کہ وہ پرمیشور نکان اوتار لیا کریگا فسبحان اللہ عما یصفون وہ مبارک
ذات اُن کفار کی ایسی بیانوں سے بہت ہی پاک اور بالا ہے غضب ہے کہ ایک مرد کیلئے کئی عورتوں سے بیاہ کرنا عیب
سمجھا جائے لیکن ایک عورت خاوند کے سوا اُسکی جیتے جی اور طاقتوروں سے ملائی جائے دیور دیوروں کو خوش کرنا اُسکا
فرض ٹھہرایا جائے ستیارتھ صفحہ ۱۵۲ از اتھروید اور اس کو بیٹی سے مثال دیجاتی ہے کہ جب بیٹی کسی غیر شخص کو
بیاہ دیجاتی ہے تو جو عطا دیا گیا قباحت ہے بیوقوفی سے اسکو بیشرمی کہا جاتا ہے اگر یہ بھی رواج ہو جائے

نوعیب نمبر (آریہ مسافر میگزین) بابت ماہ اپریل ۱۹۱۰ء) ترک صفحہ ۴۶ ناظرین اس ترجمہ آیت کی کیفیت بھی ملاحظہ ہو اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ ترجمہ کیا ہی تیری بزرگی کی قسم کہ وہ شخص ابتر ہی پھر سوال کرتے ہیں کہ کوئی بتائے اصحاب الفیل اور ابتر کیا معمے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ دہرم پال جی نے کبھی قرآن نہیں دیکھا اور نہ کبھی کسی ذی علم کے پاس بیٹھے جو شخص اِنَّ شَانِئَكَ کا ترجمہ تیری بزرگی کی قسم لکھے اس سے بڑھکر جاہل نادان اور بیوقوف کون ہوگا کیونکہ جو معنی نہ جانتا ہو اگر دانا ہی تو ضرور کسی سے پوچھ لیگا ترجمہ میں دیکھ لیگا جہل مرکب یہی ہے کہ جانتا تو ہے نہیں اور سمجھتا ہے کہ میں جانتا ہوں اِنَّ شَانِئَكَ کا ترجمہ ہے بیشک تیرا بدخواہ اس لفظ کو تیری بزرگی کی قسم سے کیا تعلق ہے آیت کا پورا ترجمہ یہ ہے بیشک تیرا بدخواہ ہی پس بریدہ ہے یعنی اُسی کا کوئی نام لیوا نہ رہیگا یہ جناب ایزدی سے رسول پاک کو تسلی دیگئی ہے دہرم پال جی اس لیاقت پر ابتر اور اصحاب الفیل کو معمے ٹھہراتے ہیں اور حروف مقطعات کے معنی نہ جاننے سے قرآن کو کلام الٰہی نہیں سمجھتے شروع رسالہ میں نمر۔ نمرا۔ نمرواکی گردان پڑھکر اپنی عربی دانی جتائی ہے آریہ کہتے ہونگے واہ مہاشے جی تم تو عربی کے بھی فاضل نکلے نمر کی گردان کیا صاف سنادی لیکن وہ نمر یہاں آکر کھل گیا کہ اِنَّ شَانِئَكَ کا ترجمہ بھی نہیں آتا دہرم پال جی خدا تعالیٰ کا علم قدرت حکمت بے انتہا ہے اُسکی انتہا کوئی نہیں پا سکتا اُس کے اسرار کو کوئی نہیں پہنچ سکتا جیسا اُسکی مخلوقات میں عجائبات ہیں جنکی کنہ کو انسان نہیں پا سکتا اسیطرح ضروری ہے کہ اسکے کلام میں بھی اسرار ہوں اور وہ انسان کے فہم اور ادراک سے باہر ہوں جو امور قابل عمل ہیں وہ صاف بیان کر دیئے گئے ہیں جنکا سمجھنا ضروری نہیں اُنکو مجمل رکھا گیا ہے انسان بیوقوفی سے سوال کرتا ہے کہ اُسنے پہلے پہل انسان کو ایشوری سرشٹی (پیدائش بے ذریعہ) میں کیونکر بنایا اور اسکا کسی سے بھی جواب نہیں پاتا کیونکہ ایشور نے کسی کو نہیں بتایا اسیطرح کوئی احمق کہتا ہے حروف الٓمٓ کے کیا معنی چونکہ جس نے کلام نازل کیا اسکے معنی کسیکو نہیں بتائے پس کوئی نہیں بتا سکتا پھر وہ احمق کہتا ہے نازل کیوں کیا اگر معنی نہ بتانے تھے ایک جلد باز پوچھتا ہے بعض دفعہ ابر آتا ہے چند بوندیں گر کر رہجاتی ہیں جو زمین کو لگتے ہی خشک ہو جاتی ہیں اُنکے گرنیکا کیا فایدہ ہوتا ہے اگر کچھ نہیں تو گرائیں کیوں؟ ایسی باتونکا جواب بجز سکوت کچھ نہیں۔ اب رہا یہ اعتراض کہ قرآن کو کلام الٰہی کیونکر مانیں اسکا منہ توڑ جواب اُس ملک علام نے اُس کے ساتھ ہی بھیجدیا ہے کہ اس جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ قرآن کلام خدا نہیں بس ۱۳۰۰ سو برس سے زیادہ ہو گئے تمام دنیا کے مخالفوں کا

منہ بند ہو کسی سے نہیں ہو سکا کہ ایک سورۃ بنا دیتا حالانکہ قرآن کے زمانہ نزول میں بڑے بڑے
فصیح و بلیغ شاعر خطیب موجود تھے اور آجتک لاکھوں ہزاروں گذرے اور موجود ہیں یہ وید نہیں
کہ بقول آریہ کسی ملک کی زبان نہیں گھڑنیوالے نے جو گھڑ لیا صحیح ہے کیونکہ اُسکی صحت و سقم کا کوئی
معیار نہیں پرکھیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط گرامر بنی تو اس سے۔ قواعد فصاحت بلاغت بنے تو اس سے جو بولنے
لگے تو اس سے سیکھکر۔ جو نئی زبان بنائی جائیگی اسکی نسبت کوئی دوسرا نہیں کہہ سکتا کہ غلط ہے
مقابلہ کس سے کیا جائے دعوی وہ ہے کہ جو ایک ملک کے سامنے اُنکی زبان میں ایک کتاب نسبت
دعوی کیا جائے کہ اس جیسی کتاب بلکہ ایک جز کتاب کوئی نہیں بنا سکتا پھر اُسوقت ہزاروں شخص
اُس زبان کے ماہر موجود ہوں اول تو فوراً وہ اُس کی غلطیاں نکالینگے ورنہ اُسکے مقابلہ میں ضرور
تصنیف کرینگے اول تو وید نے یہ دعوی ہی نہیں کیا اگر کرتا بھی تو بیہودہ دعوی تھا جبکہ وہ زبان ہی
اُسوقت کی نو ایجاد ہے ملک میں کوئی بولتا ہی نہیں اور اگر اب آریہ یہ دعوی پیش کریں تو مدعی سست
گواہ چُست کی مثال ہوگی قرآن کا دعوی ابتدا سے تا قیامت رہیگا اور کوئی تاب مقاومت نہیں
لا سکتا ترک صفحہ ص۶ ویدک دھرم توبہ استغفار۔ ذکر بھوکا رہنے خدا کی عبادت میں ٹانگ ہاتھ
پاؤں ہلانے اُٹھنے بیٹھنے عورتوں پر جبر کرنے خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنے تمام لغویات
سے پاک ہے دھرمپال جی ان باتوں میں کچھ جھوٹ کچھ سچ ملا جلا ہے سُنئے توبہ استغفار سے ویدک
دھرم ضرور خالی ہے کیونکہ ایشور ایک ذرہ کا بھی خالق نہیں وہ کسیکا قصور کیونکر معاف کرے وہ تو
کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا لیکر کام چلا رہا ہے بیچارے کے پاس دینے کو کچھ نہیں اگر کوئی اُسکی حکم سے
ذکر بھوکا بھی رہے تو وہ کیا دے اسنے بھوکا رہکر اپنا نقصان کیا خدا کی عبادت میں ٹانگ ہاتھ پاؤں
ہلانا اُٹھنا بیٹھنا یعنی نماز اور دنکو بھوکا رہنا یعنی روزہ اور برت بیشک آپ ویدک دھرم ان سے خالی
سمجھکر اسکے دھرمپال بنے ہیں کیونکہ اسلام میں یہ دونوں تکلیفیں آپ برداشت نہیں کر سکے
اور بڑا موجب آپکے نکل بھاگنے کا یہی ہے اب یہ فرمایئے کہ آریہ بھی برائے نام ہی ہیں جیسے پہلے مسلمان
تھے یا کچھ کریا کرم بھی ساتھ ہے پرانایام (حبس دم) کرتے ہو یا نہیں عضو اخراج فضلہ (یعنی مقعد)
کو اوپر کیطرف کھینچا کرتے ہو؟ (ستیا صفحہ ۴۸) اُنگلی کی نوک سے آنکھوں وغیرہ اعضا پر پانی چھڑکتے ہو
جنگل یا تنہا جگہ میں پانی کے نزدیک مقیم ہوتے ہو؟ کم از کم ایک گھنٹہ صرف کرتے ہو؟ ص۴۶ چمچے اور
پیالیاں بھی ہوم کیلئے بنوالیں ص۴۴ ہر روز آدھ پاؤ پختہ اچھا عمدہ گھی بھی کم از کم ۱۶ دفعہ آگ میں ڈالکر [illegible]

کرنے ہو صفحہ ۹ نا بندی تو آپکو نصیب نہ ہوگی کیونکہ شودروں میں گنی گئی ہوگی اب گذارش ہے کہ یہ سب
کام خدا کی عبادت سمجھی جاتی ہیں یا ایک ہنسی اور مخول ہے اگر عبادت ہے تو ٹانگ ہاتھ پاؤں ہلانا چلنا
پھرنا اُٹھنا بیٹھنا سب حرکات لغویات کے بغیر کام کیونکر چلتا ہوگا یا جیسے نیوگ میں بلا شہوت
بچے جنے جاتے ہیں یہ سب کام بغیر تحریک اعضا ہوتے ہونگے دھرمپال جی آریہ اگرچہ دہریے
ہیں لیکن ویدکو کتاب اٰلہی کہہ چکے ہیں جہانتک ہوسکا تاویلیں کرکے اسکی قیود سے نکلے لیکن
آخر کہانتک؟ جہاں تاویل نہ ہوسکی پھنس گئے تم بھی ذرا ترمیم کرو دنکو بھوکا رہنا تو آپکو سخت ناگوار
ہے گھی کو مفت ضائع نہ کیا کرو کڑاہی میں ڈالکر گلگلے پکاتے جایا کرو کھانیکا کھانا بھی بن گیا
اور گھی کے جلنے سے ہوا بھی شدھ (صاف) ہوگئی۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ ہوا شدہ کرنیکا کیا ڈھکوسلا
نکالا ہے گندھک کیوں نہیں جلا دیتے تھوڑا سا فینائل کیوں نہیں چھڑک دیتے دھرمپال جی یہ آتش
پرستی کا کلنک ہے بیاس جی زردشت سے لاکر ہند میں پھیلا گئے ہیں جو کسی طرح سے ہٹ نہیں سکتا
اب جیسے خاک باد و آب آتش وغیرہ عناصر کو تاویلاً خدا کے نام بنایا گیا ہے اس عمل کیوجہ صفائی
ہوا بتائی جاتی ہے اور اصل میں اگنی دیوی کو گھی پسند ہے گندھک اچھی نہیں لگتی گو ہوا کی صفائی
کے لئے زیادہ مؤثر ہو آخر یہ کہو کہ یہ لغویات کیونکر پسند آ گئے؟ بات یہ ہے کہ آریہ کو خوش کرنیکے
لئے ترک اسلام تمہاری ہے وہ بھی تمہارے ان کاموں کے منتظر ہیں بیشک انکو لغو سمجھا کر د خدا کے
ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنے سے ویدک دھرم کا پاک ہونا تو ایسا ہی جیسے دو کامریڈ سوامی
یا پونے تیس الشیور مہاراج کو اگر مادہ اور جیو نہ ملتے تو تنہائی میں گھبرا کر شاید کیا کر بیٹھتے وہ تو انکی
نہایت ممنون ہیں کہ انکی مدد سے سرشٹی رچائی اور یہ احمق جیو سکھ بھوگنے کے لالچ میں آکر اسکی تابع
ہوگئے ستیا صفحہ ۲۸۱ الیشور مہاراج انہیں کے سہارے پر الیشور ہیں جسدن جیو ملکر باغی ہوئے
پھر دیکھنا آپ کیا کرلینگے انکو نیست تو کر ہی نہیں سکتے خوب چھچھے ہونگے ویدک دھرم میں باعتبار
افراد الیشور کے بیشمار شریک ہیں گو اُس سے کمزور ہیں اور وہ بھی شاید لالچ کی وجہ سے۔ بدو زد طمع دیدۂ
ہوشمند ٭ بیار دشرہ مرغ و ماہی بہ بند ٭ فسبحان الذی لہ ملک السموات والارض ولم
یتخذ ولداً ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیٔ فقدرہ تقدیراہ والصلوۃ و
السلام علیٰ رسولہ محمد ن الذی ارسل الی الناس کافۃ بشیراً و نذیراہ

نظم

ز ہر عیب و نقص ست پاک آنخدا	کہ ہست ارض و افلاک را بادشاہ
نہ کس راگرفت ست جائے پسر	نہ در شاہیے وے شریکے دگر
باندازہ ہر چیز پیدا نمود	بدست خودش کرد بست و کشود
بہ پیغمبر وے محمد سلام	با صحاب و ازواج و آلش مدام
فرستادۂ حق بشیر و نذیر	بہ سُرخ و سیاہ و صغیر و کبیر

اس نثر و نظم کو جو شخص تعصب چھوڑ کر انصاف کی نظر سے دیکھیگا اُسکے آتما میں اس سچے بیان سے راحت پیدا ہوگی۔ اور جو شخص ضدّ اور تعصّب سے دیکھے سُنے گا۔ اُس پر اس کا مطلب بھی ٹھیک ٹھیک واضح ہونا مشکل ہے۔ ستیارتھ صفحہ ۳۲۳ پرمیشور اپنا فضل کرے کہ یہ مُہلک مرض (ضدّ اور تعصب یعنی پھُوٹ کی جڑ) آریوں میں سے دُور ہو جائے ستیارتھ صفحہ ۲۵۷ اس میرے کام سے (آریہ صاحبان خصوصاً دھرمپال جی) اگر اُپکار نہ مانیں تو ہٹ دھرمی بھی نہ کریں کیونکہ میرا مدعا کسی کا نقصان یا دشمنی کرنے سے نہیں۔ بلکہ سچ جھوٹ کا نتارا کرنے کرانے کا ہے ستیارتھ صفحہ ۳۶۵

پنڈت دیانند جی کے بھکتوں کی خدمت میں

کسی نے سوامی دیانند جی سے یوں پوچھا	نیوگ ہونا ہے بیوہ یا سہاگن کا

دیا جواب سہاگن بھی ہاں نیوگ کرے
پتی کیواسطے طاقتور نسے بھوگ کرے

پتی کو چاہئے کہ کہدے کہ میں ہوں ناقابل
مری علاوہ تو ای نیکبخت اور سے رل

ملے جہاں سے وہ اولاد لائے اُسکے لئے
جُدا ہو اس سے کہیں اور جام وصل پئے

اُٹھائے گود میں اولاد نیک برجستہ (صفحہ ۱۵۰ ، بہادر)
کمرکشادہ وہاں یاں رہے کمربستہ

نیوگ والے سے برتے نیوگ کی رسمیں
یہ خادمانہ تہاشے (نیوگی ۱۲) پتی کے ہوبس (خاوند روگی ۱۲) میں

کرے تلاش پسر غیر سے بلا شہوت
یہ سائنس اور نرا فلسفہ ہے ویدک مت!

مئے وصال تو جا کر پئے نیوگی سے
ہو خادمانہ تعلق پرانے روگی سے

جو کچھ کمائے وہاں پھر وہ دے اُسے لاکر
یہ بیوی کیا ہوئی ٹھہری کرایہ کی خچر

جو رُک (صفحہ ۱۴۹) ہی سکتا نہیں فطری عمل سب کا
یہ بیچیا (بیتا) پھر اُسے چھوڑ کیوں نہیں دیتا

ہوا ہے جبکہ نکما تو بیٹھے صبر کرے
نہ یہ کہ غیر سے جنوائے اُسپر جبر کرے

نیوگ یوگیہ ہے کب بھلا مہا پُرشو؟
نہ عقل کرتی ہے تسلیم نے حیا اُس کو

نر اپنی مادہ کرے غیر کے حوالے آپ
کسی کی کوشش ومحنت کو پھر سمجھا لے آپ

بغل میں غیر کی دیکھے اور اسکو اپنی کہے
پھر اس حمیت وغیرت پہ بھی شریف رہے

یہ بات سچ ہے کہ عورت ہے مرد کی کھیتی
غضب ہے تم نے یہ بالکل زمین ہی سمجھی

ہو جو معاملہ اُس سے وہ سب کریں اس سے
چکو نہ نصف بٹائی دو یا پنجویں حصے

کہ اپنے گھر میں اگر ویرج اور ہل نہ رہا
توان (طاقت ۱۲) راں نہ رہی بازو میں بل نہ رہا

طلب کیا کوئی مرد شریف طاقتور[۱]
زمین برس کیلئے دیدی اُسکو ٹھیکے پر

تری شفقت ومحنت تو بیج بو اس میں
مراد وہ پھل ہے جو پیدا اخیر ہو اسمیں

یہ کیا خبر ہو اگر اس کا بیج بھی تھو نہا
تو ہل چلانے سے اسکو وصول آخر کیا

پھر اگلے سال کسی اور مرد کو دو گے
امید کوشش ثانی پہ شاد ماں ہو گے

اسی طرح سے بھریگا صدف کبھی نہ کبھی
لگیگا تیر کوئی برہدف کبھی نہ کبھی

(حاشیہ صفحہ ۲۴) لہ ستیا صفحہ ۱۵۰ وصفحہ ۱۶۱ ہذا ملہ جو درڑہ آریہ ہیں انکو سوامی جی کے پکے بھگت اور پورے بھگت کا لقب ملتا ہے کیونکہ سوامی جی کی ہر ایک رائے کو یہ لوگ نتیجہ (خالص ۱۲) کرتے ہیں یعنی سوامی جی انکو بھجیہ میں اور یہ انکو بھگت (عابد ۱۲)

(حاشیہ صفحہ ۲۵) لہ ص ۱۴۸ ویدمنتر کا پران۔ ای ویرج سینچنے کے قابل (بقینہ ۱۲) طاقتور مرد (مجبور ۱۲) تو اس بیاہی عورت یا بیوہ عورتوں

تمہارے واسطے دو فصلیں بوئیگا وہ اگر — تو دو پھر اپنے لئے لیگا مرد طاقتور

علاج اسکا ہے کیا؟ ایک اور ہے کھٹکا — جو لڑکیاں ہی جنے اور نہ ہو کوئی لڑکا

تو خاندان کہاں سے چلے بتاؤ ہمیں — جواب اس کا ہے اگر وید میں دکھاؤ ہمیں

اگر ہوا بھی تو جو ویرج غیر کا ہوگا — ز روئے نسل تمہارا بھلا لگے گا کیا

جو کام دل کے ہیں وہ کب زبان سے ہوتے ہیں — جو روکتے نہیں اس کو ہمیشہ روتے ہیں

زبان سے اپنی کسی کو اگر کہو بیٹا — حقیقتاً وہ تمہارا کبھی نہ ہو بیٹا

کہ والدین ہمیشہ نسب سے بنتے ہیں — جو اپنے تخم سے اولاد اپنی جنتے ہیں

نہ عضو عضو نہ دل سے تمہارے پیدا ہو — وہ کس طرح سے بھلا آتما تمہارا ہو

یہ سن کے رنج نہ ہو برہمن گرنتھ پڑھو — جو نقل اسکی ہیں سوامی جی دیگئے تم کو

یہ عمدہ بات ہے اک قابل شنید بیاں — جو سرستی نے کیا بیج کھیت پھل کا بیاں

ہمیشہ چاہئے ہر مرد و زن کا دھیان اس پر — کہ سمجھیں ویریہ اور رج کو بے بہا گوہر

نہ اپنی زن کے سوا مرد صرف باہ کرے — نہ غیر مرد سے عورت ہی رج تباہ کرے

کہ دیکھو کوئی جاہل کسان یا مالی — زمین غیر میں رکھتا ہے بیج یا ڈالی

جو تخم جسم بشر کو گرائے یوں بیجا — زیادہ اس سے کوئی بیوقوف کیا ہوگا

گرائے تخم کرے محنت اور چلائے ہل — ولیک آخرکار اسکا کچھ نہ پائے پھل

غضب ہے کہتی ہو دختر کا بیاہ کر دینا — ہے ایسا گھر میں نیوگی کو جیسے لے لینا

کہ آئی گھر میں زن آریہ کو دے اولاد — ہے جس کو دیکھ کے خاوند باحیا دلشاد

اگر یہ شرم کی ہے بات کچھ تو وہ بھی ہے — یہ بیوی غیر کی بیٹی وہ اپنی بیٹی ہے

(بقیہ حاشیہ ۲۵) نیک اولاد والی اور خوش نصیب کرائے سلہ ستیارتھ ۱۲۸ گویا ایک بیوہ عورت دو اولاد اپنی لئے اور دو دو دیگر چار نیوگ شدہ مردوں کے لئے پیدا کر سکتی ہے اور ایک رنڈوا مرد بھی دو اولاد اپنے لئے اور دو دو دیگر چار بیوگان کے لئے پیدا کر سکتا ہے ۱۲ صفحہ ۱۵۶ بے بہا ویریہ کو جو دوسرے کے کھیت میں بوتا ہے اس سے بڑھکر جاہل کون ہے عورت و مرد رج اور ویریہ کو بیش قیمت سمجھیں آیا نیوگ شدہ عورت نیوگی اور خاوند کا مشترک کھیت ہوتا ہے یا وہ آریہ مہاشے بتائیں اس نیوگی میں جو وہ دیتا ہے سلہ نیوگی احمق کی بھی مثال ہے ۱۲ منہ +

جب اپنی بیٹی کو اک غیر کے حوالے کر دیا
ہماری عرض بھی سُن لیجئے سوامی جی کے بھگت
ہے بیٹی غیر کا حق اور بیوی اپنا حق
نہ رکھو زوجہ و دختر کو اک ترازو میں
جو بیٹیوں کو نہیں بیاہتے وہ ہیں احمق
فروتنی بھی تو اتنی نہ چاہیئے کرنی
یقین کیا ہے کہ بیٹا ہی اُس سے ہیگی ضرور
جو آگیا بھی تو کیا نامور پسر آیا
غضب ہے کھتری بیوی برہمنوں کو دی
برہمن تو آپ تو سب سے نیوگ بھوگ کرے
ہو کھتری کو اگر حاجت نیوگ کبھی
برہمنی سے ہے لازم نیوگ ہو اُس کا
نہ ہونا ہم سے خفا بھگت جی ادھر دیکھو
جب آپ لا نہ سکے اعتراض شرک کی تاب
نہ پوپ پاپیوں کی تم نے کوئی مانی بات
یہ کیا کرو کہ کوئی بات بن نہ سکتی تھی
ہو گبر اصل میں تم سب یہ مستی اُن کی ہے
کبھی تو پڑھئے وساتیر مہربان دیکھو
کہ بید بیاس کو زرتشت سے ملا مضموں
نحست رفعت بنیاد ظلم اندک بود
بریلی شہر میں اک تتو بودھنی ہے سبھار

ہے یہ تو غیر کی بیٹی یہاں مضائقہ کیا
بنے ہو چھوڑ کے ایشور کو کیوں کسی کی بھگت
ہے فعل[۵] پارسی آتش پرست کا ناحق
مہاتماؤ نہ ہو غرہ زور بازو میں
تکبر اُنکے دلوں میں سمایا ہے ناحق
کہ زوجہ نذر کسی غیر کے لیے کرنی
تمہاری خاک میں عزت تو ہاں ملیگی ضرور
تمہارا شیشۂ ناموس توڑ کر آیا
ڈبوے غیرت و شرم اور بیاہ دی کھتری
برہمنی سے نہ کوئی ولے نیوگ کرے
تو ڈھونڈے اپنے سے افضل ہی۔ چاہئے بھی وہ
جو مرد چاہتا ہے تو حق اُس کو دو اُس کا
تم اپنے آپ ہی یہ وید شاستر دیکھو
خدا بنا لئے سب[۲۳] خاک و باد و آتش آب
نیوگ و ہوم میں پر آنکھ مُند ہوگئی ہیہات
بنے یہاں انہیں پوپوں کی ساتھ تم پاپی
نیوگ بازی و آتش پرستی اُن کی ہے
لکھا ہے کیسا مفصل یہ سب بیان دیکھو
بلخ سے ہند میں اسکی ہوئی اشاعت یوں
پس از وے آنکہ بیامد بر آں مزید نمود
بااتفاق ہے پنڈتوں نے ایسا کہا ر

[۱] بیٹی کو بھی بیوی کی جگہ لے لینا ۱۲ [۵۲] صفحہ[۱۵۱] نیوگ اپنے ورن یا اپنے افضل ورن والے مرد سے ہونا
چاہئے یعنی ویش عورت ویش کھتری اور براہمن مرد کے ساتھ۔ کھترانی کھتری اور براہمن مرد کے ساتھ۔ براہمنی
براہمن کیساتھ نیوگ کرسکتی ہے اسکا مدعا یہ ہے کہ ویرج برابر یا افضل ورن کا چاہئے اپنے سے ادنی ورن کا نہیں[۱۲]

کہ بید بیاس سے پہلے یہ چاروں وید نتھے
یہ بعد میں ہیں یہ تفصیل الگ الگ لکھے

نہیں ہوا ہے کوئی وید ایک دم تصنیف
سب انکے بھاگ ہوئے ہیں جدا جدا تالیف

جگہ جگہ یہ ہیں رشیوں کے پائے جاتے نام
جو اپنے چیلوں سے کرتے تھے وقت وقت کلام

بیان کرتے تھے وہ اپنا اعتقاد دلی
وظیفہ تھے یہ بتلاتے ہیں مراد دلی

بیان ہوتا چلا آیا ہے یہی بے شک
کہ پڑھنے والے گرو چیلا کہتے ہیں اب تک

جو حال چال پرانی سبھا کا ڈھونڈیں ہم
تو سب گرنتوں سے رگوید ہے کہن اقدم

کہ اور سب ہیں یہ رگ وید سے ہوئے ایجاد
ہیں ایک وقت کے سب یہ بات بے بنیاد

استے ہیں جانتے ویدوں کے جاننے والے
وہ اہل علم جنہوں نے یہ سب ہیں پڑھ ڈالے

بیان کرتا ہے رگوید قول ایشور یوں
میں سب سے پہلے ہوں موجود سب کا مالک ہوں

میں تو نور بخشنے والا ہوں ساری عالم کا
یہ ذرہ ذرہ ہے میری وجود سے چمکار

مجھی کو خالق کل کائنات سمجھو؟
مجھی سے مانگو جدا میری دوستی سے نہ ہو

یہ ہے وہ بات جو قرآن میں ہے ہو الاول
اسی کے نور کی عالم میں جلتی ہے مشعل

نہیں نہ وید سے مطلب ہے کچھ نہ ایمان سے
عبث دلوں میں عداوت بھری ہے قرآن سے

عقیدہ رکھتے ہو ایشور کے حق میں کیسا برا
کہ روح و مادہ اس نے نہیں کئے پیدا

یہ دو قدیم ہیں اس اک قدیم کا چارہ
بغیر انکے وہ ایشور ہے محض ناکارہ

جو کام کرتا ہے انکی مدد سے کرتا ہے
کسی کو کرتا ہے خالی کسی کو بھرتا ہے

بغیر مادہ جب کچھ نہیں کہیں بنتا
قیاس کرتے ہو ایشور سے بھی نہیں بنتا

کہیں سے لئے اینٹ کہیں سے اٹھا لیا روڑا
کٹیہ بھان متے کی ہے اس طرح جوڑا

تمہارا خالق بھی [illegible] ادم پر نہیں قدرتی
برابر اپنی ہی قدرت کے ہو اسے کرتے

تمہاری روح ازلی اور مادہ ازلی
حکومت اس پہ بلا وجہ کیسی اس کی چلی

[illegible] گزارش ہے کہ جیسی عورت و بسرح افضل چاہتی ہے مرد بھی ترج افضل چاہتا [illegible] بیٹے کے لیے براہمنی ملتی چاہیے کیا اللہ خیر ہے کہ عورت کو تو بیٹا اپنے سے اعلیٰ [illegible]

کہو تو از رہ انصاف اُس کا تھا کیا حق
گر کہو ازلی ہی یہ جوڑ بھی ان کا
ہے اُس سے بڑھ کر کہاں کوئی احمق و نادان
نہیں کس طرح سے دیا ننبجی نے مت ماری
کہ تم نے مان لیا یہ کبھی جُدا ہی نہ تھے
وہ فاعل انکا ہی اور روح و مادہ مفعول
مگر وہ جس کی ہو بالکل ہی مت گئی ماری
پڑھے ہو فلسفہ و سائنس ایسا کس سے تم
کسی کی شاخ تمنا جب اس سے ہو نہ ھری
ہی ملتا بھگت جی پچھلے ہی جون کا پھل پھل
نہ ہو یہ بے ادبی بلکہ خوف ہے اس کا
جو بو کے آئے ہو پہلے وہی ملیگا یہاں
کہ دینے لینے کا پرآتما نہیں مختار
گذشتہ جون میں جو لائے ہو کما کر تم
جو یہاں کماؤ گے پھل اُسکا آگے پاؤ گے
کہ وہ بھی کچھ تمہیں دیگا نہ ہو جیو غرہ
اُسی تو تمکو مصیبت میں ہی پھنسانا تھا
بتائے وہ نیاکاری منصف اُس کس طرح سے ہوا
یہ عذر کیا ہی؟ تمکا وہ ره نہ سکتا تھا [2]
جو کرنا ہی تھا اُسی کچھ تو خود بنا لیتا
یہ بات کیا ہی کہ ان سب سے ہی وہ زور آور
کہو تو از رہ انصاف وہ نہیں ظالم؟
ہی وصف عمدہ انسان نیک عفو گناہ

پھنسایا انکو مصیبت میں جوڑ کرنا حق
تو تم ہو ناشک اسکی ثبوت میں شک کیا
جو عمر فاعل و مفعول مان لے یکسان
تم اس محال کے سب ہو گئی ہوا قراری
کہو تو بھگت جی ایشور نے پھر یہ کیا جوڑی
زبان فعل ندارد۔ کرے یہ کون قبول
سفیہ و راندہ درگاہ خالق باری
کہ عقل خبط ہوئی ہوش ہو گئی ہیں گم
دیا تو حق نہیں کہنا پھر اُوم کو نہ ہری
تو پرارتھنا ہی یہ پرم آتما سے محض فضول
سوال کرنا کسی سی جو دے نہیں سکتا
زیادہ اُس سے نہ رکھنا امید و ہم و گمان
کمائی اپنی ہی سب کھا رہا ہی یہ سنسار
یہاں سی جاؤ گے اب پھل اُسیکا پاؤ گے تم
امید فضل کی نہ رکھو ہرگز ایشور سی [1]
کہ اُس کے پاس نہیں اپنے گھر کا اک ذرہ
تمہارے حصے میں ناحق یہ دکھ اُٹھانا تھا
جو یوں کرے نہ جفا کار کس طرح سے ہوا
جو ایسا مضطر و مجبور ہو وہ ایشور کیا
نہ یہ کہ جوڑ کے ناحق کسی کو دکھ دینا
کوئی ستائے ضعیفوں کو ہو نہ آتا گر
بنے تو پھر نے جیا شی ہے تم بڑے ہی عالم
وہ ایشور اس سے بھی عاری ہی واہ ایشور واہ

[1] ستیا صفحہ ۳۵۷ - ۱۲ منہ

ہزار توبہ کرے کوئی لاکھ پچھتائے — پر اُس وبالو کے دل میں ذرا نہ رحم آئے
سزا کا وقت جب آئی تو ہی سزا بھی ضرور — کہ منتقم بھی ہے نام اُسکا گرچہ ہے وہ غفور
وہ لاشریک لہٗ بادشاہ ملکِ قدم — عدم کو بخشے وجود اور وجود کو دے عدم
بدیع ارض وسموات قادر مطلق — قدیر ذوالملکوت ومہیمن بر حق
عزیز ومقتدر وپرؔد خالق باری — ہے اُس کا حکم رواں ذرے ذرے میں جاری
ہے سب کو قدرت کامل سے پالنے والا — اُسی نے شوق محبت قلوب میں ڈالا
ہیں جیسے پرورش جسم کے کئے سامان — بنائے تربیت روح کیلئے سامان
یہ کارخانہ چلایا بکمال حکمت سے — نہ ایک[1] حال[2] سے چلتا کبھی نہ اک مدت[3] سے
کوئی غریب بنایا ہے اُس نے کوئی امیر — کسی کو دیکھتے ہیں بادشاہ کسی کو فقیر
کوئی ہے راہ روکعبہ سعادت وخیر — کوئی ہے مائل عصیاں وکفر جانب دیر
وہ اُس کا فضل وکرم چونکہ ہے رحیم وکریم — یہ اُس کی قدرت حکمت کہ ہے علیم وحکیم
جلال وقہر کا اُس کے وہ سخت کوڑا ہے — کہ منکروں سے بھی اقرار لیکے چھوڑا ہے
دعا یہ تجھ سے ہے پروردگار شام وسحر — جو بھول چوک ہوئی ہم سے تو گرفت نہ کر
وہ بوجھ ہم پہ نہ رکھنا زراہ لطف وکرم — جو ہم سے پہلوں پہ رکھی سزائے ظلم وستم
ہو جس کی ہم کو نہ طاقت نہ ہم سے اٹھوانا — گناہ بخشدے کر پردہ پوشی اے دانا
ترے ضعیف سے بندے ہیں رحم کر ہم پر — کہ کارساز ہمارا ہے تو ہی اے داور
ف جو مانتے نہیں احکام کو تیرے سُن کر — گنہ سے ٹلتے نہیں ہیں مصر علے المنکر (یہ برے کام پر اڑے ہوئے ۱۲)
مقابلے میں ہمارے جب آئیں شوخی سے — تو اے غیور ہمیں اپنی خاص نصرت دے

نیوگ! نیوگ!! نیوگ!!!

ہے بے غیرتی کا شرارہ نیوگ — جلادے گا گھربار سارا نیوگ
ڈبووے گا اک دن ستارا نیوگ — دکھائے گا آخر خسارا نیوگ

[1] حالت جسمانی ۱۲ [2] یک مذہبی ۱۲ [3] مدۃ زمانہ ۱۲ فرمان ایشور ۱۲

جو ہو بانجھ بھی استری خواہ پرش — ہے بیٹوں کا کرتا اجارا نیوگ
کوئی یہ بھی ہیں کیا سرشٹی کرم[۱] — جو ہر کر رہا ہے اشارا نیوگ
کہ یک جا ہیں ٹھنڈی تو ی سوٹیاں — ہے برعکس فطرت تمہارا نیوگ
اگر ہیں دوسرے بیاہ پر کس لئے — ہے رنڈووں کا بھاری سہارا نیوگ
کریں ایک ہی بار شادی دوج[۲] — پھر اُن کے لئے ہے دل آرا نیوگ
کہاں بیاہ میں وہ دکھائے گا جو — نئے سے بنا اک نظارا نیوگ
شری بیاس جی نے سمجھایا ہے خوب — تب ہوگی کا بھپارا نیوگ
سہاگن تو ہم بستر غیر ہو — کرے پر نہ ہرگز کنوارا نیوگ
اجی دھرم کی بات میں شرم کیوں — مہاشی کرو آشکارا نیوگ
کرو بھی تو ہے۔ ورنہ آپس میں کیا — تمہارا نیوگ اور ہمارا[۳] نیوگ
ہوئے نیست اب تک بہت[۴] خاندان — یہ بخشا ہے ایشور نے چارا نیوگ
دیا نند جی کو نستے کہو — تمہارے لئے کیا اوتارا نیوگ
ز اولاد خالی نہ ماندر سنے — کند جائے شوہر بدارا نیوگ
گر از ہر دو یک بد کلامی کند — دگر زود سازد سزا آرا نیوگ
چلو آریو مل گئے دھرمپال — یہ رگ وید میں سے پکارا نیوگ
گرو کل کا مندر بنے دھرم سے — کہ گند کچھ وسے اینٹ گارا نیوگ
جو بیٹا نہ حاصل ہوا اک بار سے — کراؤ دوبارہ سہ بارہ نیوگ
کرے محنت اور پھل نہ پائے۔ تو کیوں؟ — کرے کوئی قسمت کا مارا نیوگ
بھلا مہرشی جی کو سونا کہاں — کرے جب کوئی سیم پارا نیوگ

---

[۱] ورنہ نیوگ کے لئے ہر مرد و زن پر زور کیوں ہے ۱۲ [۲] ص ۱۶۷ ادا ۱۷ ہذا یعنی نیوگ سے بلا وقوع شہوت بیٹا ہونا اور ضرور ہونا ۱۲ [۳] برہمن کھتری ویش دوبارہ شادی نہ کریں نیوگ ہی کریں ستیا ص ۱۵۰ [۴] ڈینگ مارنا کہ مہاشی تمہارا نیوگ اچھا نہ ہوگا ہمارا اچھا ہوگا دیکھو پہلے ہی سال میں خوب صورت بیٹا نہ ملگیا تو کہنا ۱۲ [۵] لاولد ہی سہی ۱۲ [۶] اگر عورت مرد میں سے ایک بدکلام ہو تو دوسرا کہیں سے جلد نیوگ کر کے اولاد لیلے یہ جلدی ہی کی ستیا ص ۱۵۵ ۱۲ [۷] بیاہ کی ۸ قسموں میں سے ایک قسم ہے ست ص ۱۱۰ بے قاعدہ بے موقع با مرضی میل ملاپ ۱۲ منہ

کوئی کیا کرے اسمیں غیرت ہو جب
عناصر بنائے سب ایشور کے نام
ہوئی اُن کی تاویل و تحریف نرم
نہیں رام جنیئوں سے اب کوئی کام
نہ روٹی نہ کپڑا نہ فکر مکاں
زناں را نیوگ ست جائے زنا
پئے زن بدلہا حمیّت نہ مار
جب آنکھوں سے شرم حیا اُٹھ گئی
مسلمان سے بگڑا عبث آریہ
نیاری جواب سخن جز دروغ

مہاشی بنی کو گوارا نیوگ!
نہ کچھ بن سکا استعارا نیوگ
ولے بن گیا سنگ خارا نیوگ
کہ ہے سب کا خاصا گذارا نیوگ
یہ ارزاں! نہو کیسے پیارا نیوگ
کہ برداشت فعل زنارا نیوگ
از اینجا خوش آمد شمارا نیوگ
ہوا آنکھ کا تیری تارا نیوگ
نہ کیوں تو نے اپنا سنوارا نیوگ
کہ نگذاشت ہیچ یارا نیوگ

طاقت کلام

نور علیٰ نور

دھرمپال جی کی عربی لیاقت

آریہ مسافر میگزین اپنے رسالہ ماہ جون ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۵ پر منشی دھرمپال کے آریہ ہونے کے ضمن میں بڑے فخر کے ساتھ انکو مولوی محمد عبدالغفور صاحب بی اے سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ لکھتا ہے تاکہ دنیا کو دھوکا ہو کہ واقعی کوئی بڑے پایہ کا مولوی صاحب اسلام کو چھوڑکر آریہ مت میں داخل ہوا اور پھر یہ کہ ساتھ محمد کا لفظ بھی لکھدیا جسکو اس شخص نے خود بھی ترک اسلام پر اپنے نام کے ساتھ شامل نہیں کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے نام کے ساتھ محمد کا لفظ لکھنے کی اسکی عادت نہیں تھی اگر یہی امانت و دیانت ہے تو واقعی آریہ مذہب کا جھنڈا سارے جہان میں قایم ہو جائے گا۔ اور آریہ حقیقت میں بڑے انصاف پرست ہیں جبکہ ایک ایسے شخص کو جو عربی زبان کا نام بھی نہیں جانتا تو دنیا میں اس سے بڑھکر ظلم اور بے دینی اور کیا ہوسکتی ہے ناظرین سنیں۔ اس مولوی اور محمد کی عربی لیاقت کا یہ حال ہے کہ وہ رسالہ آریہ مسافر میگزین

ﷺ مولوی اور محمد لکھا گیا

کے صفحہ ۴۴ میں لکھتے ہیں کہ و اما الذین فی قلوبھم مرض فزادتھم رجسا الی رجسھم وماتوا وھم کافرون ترجمہ پس وہ لوگ جنکے دل میں بیماری ہے بڑھا ئی (خدا نے) انکی گندگی پر گندگی اور وہ مرگئے درحالیکہ کافر تھے۔

زادت کا فاعل بریکٹ میں خدا لے لکھدیا ہے حالانکہ لفظ زادت مؤنث کا صیغہ ہے خدا اسکا فاعل ہرگز نہیں ہوسکتا اب جس شخص کی لیاقت کا یہ حال ہو کہ وہ تذکیر و تانیث افعال میں تمیز نہیں کرسکتا اور اپنی جہالت سے زادت کا فاعل غلط بنا رہا ہے اسکو مولوی اور مجہد لکھنا کسقدر انصاف کا خون کرنا ہے ✣

پھر یہی دھرمپال صاحب اپنی کتاب ترک اسلام کے صفحہ ۴۶ میں اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کا ترجمہ۔ تیری بزرگی کی قسم کہ وہ شخص ابتر ہے۔ کرتے ہیں حالانکہ ایک معمولی بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ شأن نہیں ہے جسکے معنی بزرگی کے ہیں بلکہ شانی ہے جو شنأن سے مشتق اور بمعنی دشمنی ہے اب جس شخص کو قرآن شریف کی ایک معمولی لفظ کی خبر نہیں ہے اسکو مولوی اور مجہد لکھنا۔ اور ایسے جاہل کے آریہ بنے پر فخر کرنا کسقدر ظلم عظیم ہے ✣

اور صفحہ ۱۳ میں مکر کی گردان کر کے خواہ مخواہ عربی خوانوں کے زمرہ میں ٹانگ اڑائی ہے حالانکہ دھرمپال صاحب کی عربی خوانی سب کو معلوم ہے کوئی اس شخص سے پوچھے کہ تم نے جو لفظ مکر کی گردان کرکے تکلیف اٹھائی ہے اس سے کیا فائدہ؟ افسوس کہ تمکو اتنا بھی علم نہیں کہ مشاکلت میں ہمیشہ دوسرے لفظ کے معنی جزا و فعل کے ہوجاتے ہیں پہلا لفظ اپنے اصل معنوں میں ہی قائم رہتا ہے پس تمہارا یہ لکھنا کہ مفسر صاحبان خواہ مخواہ غلط معنی کر رہے ہیں الٹا تمہاری غلط بیانی و جہالت ثابت کرتا ہے یا نہیں پھر منوز کے ساتھ تا کے لفظ کا استعمال ابابیل کے معنی مشہور جانور کے کرنا۔ کلام کے لفظ کو جابجا مؤنث لکھنا تمہاری زبان فارسی و اردو وغیرہ کی لیاقت اعلی کا ثبوت ہے۔

اور پھر سب سے تعجب ہے آریہ مسافر میگزین پر جو علوم عربی کے ایسے فاضل شخص کے مسلمان ہونے پہ اپنے رسالہ ماہ جون کے صفحہ اول میں لکھتا ہے کہ عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے بلکہ بعض جگہ آچکا ہے

۱؎ اگر دھرمپال صاحب واقعی منصف مزاج ہیں تو امید ہے کہ وہ ان سب اعتراضات کا جواب ضرور انوار الاسلام میں درج کرنے کیلئے ارسال فرمائینگے ورنہ اقرار کرینگے کہ واقعی یہ میری غلطیاں ہیں اور میں عربی زبان سے قطعی آشنا نہیں ۱۲ منہ ✣

کہ سوائے مسجد کے ملانوں اور بے علم زمیندار یا وحشی افغانوں اور نادان عورتوں کے اسلام کا اثر کسی ذی علم کے ضمیر پر نہ رہیگا۔ کیا اچھا ہوتا کہ اس کے ساتھ ہی یہ فقرہ بھی اخیر پر درج کر دیتا۔ کہ

مگر آریہ بھی کوئی نیوگ کا دلدادہ جاہل یا جولاہ ہی ہوگا(۱) تاکہ لطیفہ پورا ہو جاتا۔ آریہ مسافر کو یہ بھی معلوم نہیں کہ دھرمپال کے آریہ مت اختیار کرنیکے بعد گوجرانوالہ میں چار بڑے معزز خاندانی شخص مسلمان ہو چکے اور آئے دن ہر ایک شہر اور ہر ایک گاؤں میں باوجود غربت اسلام بے شمار ہندو آریہ مسلمان ہوتے چلے جاتے ہیں چنانچہ دو کا ذکر اسی ہفتہ کے اخبار عام ہی میں درج ہے کہ ایک شخص دہلی میں مسلمان ہوا اور ایک جہلم میں اور خدا کے فضل سے برابر یہ سلسلہ جاری ہے پس آریہ مسافر کا یہ لکھنا کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ بجز ملانوں وغیرہ کے کسی کے دل میں اسلام کا اثر نہ رہے گا کس قدر لغو۔ بکواس اور بیہودہ ہے کل ۲۰ سال میں صرف دو شخصوں کا آریہ ہونا وہ اپنے منہ سے بیان کرتا ہے اور اس پر ایسا بڑا بول رہا ہے۔

پس ہم آریہ مسافر کے برخلاف بڑے دعویٰ سے پیشین گوئی کرتے ہیں کہ آریہ لوگ ہزار کوشش کریں لاکھ جتن کریں ناخنوں تک زور لگائیں اور کوئی تیر ان کی ترکش میں باقی نہ رہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ آریہ بھی بجز ایک آدھ جولاہ۔ یا نیوگ کے دلدادہ اور کوئی شخص نہ ہوگا اور اسلام انشاء اللہ تعالیٰ برابر پھیلتا جائیگا۔ اور سب پر غالب آئیگا۔ لیظہرہ علی الدین کلہ و لو کرہ الکافرین خدا اسے ضرور سب دینوں پر غالب کریگا۔ اگرچہ کافر لوگ ناخوش ہی ہوں۔

اطلاع

جب سے عبد الغفور نے ایمان بلاہی تب سے بہت سے غیر مذاہب اسلام میں داخل ہو رہے ہیں خاصکر ہمیشہ کثرت سے مشرف باسلام ہو رہے ہیں ازراہ عنایت ناظرین انوار الاسلام کو جہاں تک معلوم ہو ان نو مسلموں کی فہرست معہ ولدیت و قومیت و سکونت کے تحریر فرماویں تاکہ مکمل فہرست انوار الاسلام میں شایع کی جاوے۔ اور آریہ مسافر کی تسلی ہو۔ اڈیٹر

(۱) ایسی حالت میں آریہ مسافر کو چاہیے کہ بجائے خوشی اور فخر کرنیکے گریہ و زاری کرے کہ بجائے ایک

مسز اینی بسنٹ کا لکچر اسلام پر

[…]رک اسلام نمبر ۹ میں منشی دھرمپال جی نے اہل عرب اور اہل اسلام کی نسبت الّو کا لفظ استعمال کیا ہے اس امر کی نسبت افسوس تو کوئی نہیں کیونکہ وبا بندی مذہب کا خاصہ ہی یہی ہے کہ جو شخص دیانا سِت اختیار کرتا ہے اس میں اسقدر انانیت بھر جاتی ہے کہ وہ دنیا کے تمام علماء و فضلا اور فلاسفروں کو احمق۔ بیوقوف اور الّو خیال کرتا ہے۔ اور صرف اگنی پرستوں نیوگ پرستوں اور اپنے آپ کو ہی سارے جہان کے فلسفیوں کا سر دفتر حکماء کا افسر سقراط زمان اور افلاطون دوران خیال کرتا ہے لیکن سخت افسوس کی بات ہے کہ دھرمپال جی کا تعصب اسقدر بڑھ گیا کہ مذہب اسلام سے پوری واقفیت رکھنے اور تواریخ اسلام سے پوری آگاہی ہونے اور تلاش حق کا دعوی کرتے ہوئے آنکھوں پر ٹھیکری رکھکر اپنی [بی]عقلی کا ثبوت اس طرح دیا کہ دنیا کے ان فلاسفر اور علماء حکما کو جن کے سرچشمہ فیض سے چاردانگ عالم میں ترقی اور تہذیب کی نہریں جاری ہوئیں۔ بلا تحاشا الّو کہدیا۔ ذیل میں مسز اینی بسنٹ صاحب کی رائے مذہب اسلام اور عرب کے متعلق درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ واقعی دنیائے حال کی تمام ترقی و تہذیب محض اسلام اور اہل عرب کی بدولت ہی ہوئی ہے آریوں کی احسان فراموشی اسبارہ میں نہایت ہی افسوس کے قابل ہے ‌‌+ (دیکھو پیسہ اخبار روزانہ نمبر ۱۶ جلد ۱)

مذہب اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کرنے کے لئے کسی اور معیار صداقت کی ضرورت باقی نہیں رہتی جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ آزادی کا دور دورہ ہے غیر مذہب والے [ب]ہنود پکار پکار کے مذہب جلسوں میں اسلام کی خوبیاں بیان کر رہے ہیں جو لوگ اخباروں کے دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں ان سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسز اینی بسنٹ ایک روشن ضمیر [و] صاف دل خاتون ہنود مذہب کی دلدادہ اور اسی مذہب کی اصلاح میں ہمہ تن مصروف رہتی ہیں [ص]وفی مشرب ہونیکی بدولت اُسکی زبان کبھی کلمہ حق کہنے سے نہیں رکتی اسلئے اُسنے کئی مرتبہ حقانیت [ا]سلام کی متعلق بھی لکچر دیئے ہیں چنانچہ لاہور و مدراس میں جسمیں خیالی ہے اس علامہ دہر نے مذہب اسلام [او]ر حضرت پیغمبر اسلام صلعم کی زندگی کے حالات پر لکچر دیئے اور ہمارے ہادی برحق کے خصائل حمیدہ کا اعتراف

زیادہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے گذشتہ ہفتہ میں اسی نیک نہاد خاتون نے پٹنہ کے اینگلو سنسکرت سکول میں مذہب اسلام پر سوا گھنٹہ تک نہایت فصاحت و بلاغت سے تقریر کی جسمیں ان فواید کا جو اسلام کی بدولت ظاہر ہوئے مجملاً تذکرہ کرتے ہوئے اسقدر جوش میں بھر گئی کہ بلا اس لحاظ کے کہ میں کس مقام پر ہوں اور کون لوگ سامعین ہیں چلا اٹھی کہ اگر اسلام نہ ہوتا تو تمام روئے زمین پر جہالت کی گھنگور گھٹا کے سوائے اور کچھ نظر نہ آتا یہ اسلام ہی کی برکت ہے کہ آج یورپ ترقی کے میدان میں بے تحاشا دوڑتا ہوا نظر آتا ہے کیا یورپ کو وہ زمانہ یاد نہیں رہا کہ جب یونانی فلسفہ مردہ ہو چکا تھا اصنام (بت) پرستی اور جہالت کا بازار گرم تھا۔ اگر ایسے وقت میں شجاعان عرب اپنی فتح و نصرت کے ساتھ شمع ہدایت لئے ہوئے یوروپ میں داخل نہ ہوتے تو یہ ہرگز ممکن نہ تھا کہ یورپ قعر ضلالت سے نکل سکتا وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے علوم و فنون کی اعلی درسگاہیں قایم کر کے یوروپ کو جہالت کی تاریکی سے بچا لیا۔ کیا یورپ میں کوئی اسبات کا دعوی کر سکتا ہے کہ قرطبہ۔ غرناطہ۔ سلرنو۔ اشبیلیہ۔ صقلیہ میں مسلمانوں سے پہلے علوم و فنون کی اعلی درسگاہیں موجود تھیں یہ عربوں ہی کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ آج ہم جملہ علوم و [illegible] ہوئے ہیں میں بلا تردید اسبات کو کہہ سکتی ہوں کہ وہ تمام ایجادیں جنپر آج یوروپ کو فخر کرنیکا موقعہ مل رہا ہے سب عرب مسلمانوں کی ایجادیں ہیں کوئی ایجاد اس قسم کی نہیں ملسکتی جسکا وجود اس سے پہلے ثابت نہ ہو چکا ہو" مسز بسنٹ صاحبہ نے جسطرح لاہور لکچر میں مشورہ دیا تھا وہی پٹنہ کے لکچر میں دہرایا کہ "عربی علوم و فنون کے سمجھنے کی لیاقت آجکل مسلمانان ہند میں باقی نہیں رہی اسلئے یہ بہتر ہو گا کہ مسلمان اپنے قدیم علوم و فنون کا رائج الوقت زبان میں ترجمہ کر لیں" اور آخر میں اس بات پر نہایت افسوس ظاہر کیا کہ اسلام جو درحقیقت پریکٹیکل مذہب ہے اسکے پیرو گوشہ نشینی اختیار کرتے جاتے ہیں اور صوفیائے کرام کا گروہ بجائے مسلمانوں کی بہبودی کیطرف توجہ کرنیکے عزلت گزینی کو زیادہ پسند کرتا ہے

منشی کریم بخش ایڈیٹر و پروپرائیٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے اہتمام سے چھپا اور شایع ہوا۔

مثابا والذین لا یشھدون الزور و اذا مروا باللغو مروا کراما والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین و اجعلنا للمتقین اماما اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیھا تحیۃ و سلاما خلدین فیھا حسنت مستقرا و مقاما (سورۃ الفرقان)

میں وہی سچی توبہ کرتا ہے اور مہذبوں (علامت یہہ ہے کہ) وہ جھوٹی گواہی نہ دیتے اور جب کسی لغو مجلس کے پاس (اتفاقیہ) اُن کا گذر ہو تو طرح دیکر اپنے بچاکر اُس سے گذر جاتے ہیں اور جب خدا کے احکام سنائے جائیں تو اندھو بہروں کی طرح اُن پر بے توجہی نہیں کر (بلکہ بڑی توجہ سے سنتے ہیں) اور وہ کرتے ہیں کہ اے ہمارے مولا ہماری بیوی اولاد کی وجہ سے ہمیشہ ہمیں خوش رکھ (ا بھی ہماری طرح پکے مہذب ہوں۔ اور

پرہیزگاروں کا امام بنا۔ انہی لوگوں کو جنت میں بڑے بڑے اونچے محل ملینگے۔ کیونکہ ا لوگوں نے (تہذیب حاصل کرنے میں بڑی بڑی تکلیفوں پر) صبر کئے تھے۔ جنت میں کی طرف سے اُن کو سلام پہونچے گا۔ جو بہت ہی اچھی جگہ سب سے عمدہ مقام راحت کا ہے

ایک مقام پر مہذبوں کے فرائض کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما و قل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ و قل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا

خدا کا قطعی حکم ہے کہ میرے سوا کسی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے سلو کرو اگر وہ دونوں یا ایک بوڑھا ہو۔ ا اُن کی خدمت کرتے ہوئے ہاے نہ کہو اور نہ اُن کو جھڑکو بلکہ اُن سے عز کے ساتھ کلام کرو اُن کے سامنے نہ سے اپنے زور دار بازو جھکا دیا کرو کہا کرو کہ اے میرے مولا! جس طرح ا

تِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ
بِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا - اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ
نُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ
بِّهٖ كَفُوْرًا وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ
حْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ
وْلًا مَّيْسُوْرًا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْ
لَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ
لُوْمًا مَّحْسُوْرًا - اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
نْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
بِيْرًا بَصِيْرًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
شْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ
نَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا - وَلَا تَقْرَبُوا
لزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ
سَبِيْلًا - وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ
للّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ
جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي
لْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا وَلَا تَقْرَبُوْا
مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ
شُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ
انَ مَسْـُٔوْلًا وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ
وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ
خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا - وَلَا تَقْفُ مَا
يْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ

مجھے لڑکپن میں پرورش کیا ہے تو اُن پر
رحم کر خدا کو نیکوں کا حال خوب معلوم ہے
اگر تم واقعی نیک ہوگے تو وہ نیکوں کے لئے
بخشنہار مہربان ہے اور قرابت داروں
کو اُن کے حقوق دیا کرو اور مسکینوں اور
مسافروں کو بھی اور فضول خرچی مت کیا
کرو۔ کچھ شک نہیں فضول خرچ شیطان
کے بھائی ہیں۔ اور شیطان تو اپنے رب کا
صریح کافر ہے۔ اگر تم کسی اُمید پر اِستدلال
کو سروست فائدہ نہ پہنچا سکو تو اُن سے نرم
بات کہو اور خرچ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو نہ
تو بالکل بند رکھو اور نہ ہی . . . . . .
. . . . بالکل فراخ کر دو۔ بلکہ
خود ہی تنگدست ہو کر بیٹھ رہو۔ خدا جس کو چاہتا
ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جسپر چاہتا ہے
تنگی کر دیتا ہے (فراخی پر نازاں نہ ہو۔ اور
تنگی سے دل تنگ نہ ہو) خدا اپنے بندوں
کے حال سے خوب واقف ہے اپنی اولاد
کو محتاجی کے خوف سے قتل نہ کیا کرو۔ ہم
(خدا) ہی تو اُن کو رزق دیتے ہیں اور تم کو
بے شک اُن کا قتل بہت بڑا گناہ ہے
اور زنا کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ بڑا
طریق اور بیحیائی کی راہ ہے۔ اور جس جان کا

وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا
وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ
الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا كُلُّ
ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا
ذٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ
وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ
فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَدْحُورًا ۔

(سورہ بنی اسرائیل)

مارنا خدا نے حرام کیا ہے اُس کو کسی حالت میں
بھی نہ ماریو جو کوئی مارا جاوے ہم (خدا) نے
اُس کے وارثوں کو ڈگری دی ہوئی ہے
پس وہ بھی قاتل کے قتل کرنے میں زیادتی
نہ کیا کریں۔ اس میں شک نہیں کہ گورنمنٹ
کی طرف سے اُس کی امداد ہوگی یتیموں کے
مال کے قریب بھی نہ جائیو مگر اُسی طریق سے
جو ہر طرح بہتر ہو۔ (کہ تجارت کے ذریعہ سے
بڑھاؤ۔) اور وعدہ پورا کیا کرو بالتحقیق وعدہ
کی نسبت سوال ہوگا اور جب ناپ و تول کرو تو انصاف سے پورا کیا کرو یہ طریق تمہارے
حق میں ہر طرح اچھا ہے اور جس امر پر تم پورے مطلع نہ ہو اُس کا تعرض نہ کرو کہ خواہ
مخواہ اُڑتی اُڑاتی باتوں کو سنکر کسی کی برائی ذہن میں بٹھا لو) کان۔ آنکھ۔ دل۔
غرض ہر ایک سے سوال ہوگا اور زمین پر مغرورانہ تکبر سے نہ چلا کرو۔ تم کہیں
زمین کو توڑ پھوڑ نہ سکو گے اور نہ ہی پہاڑ تک پہنچ جاؤ گے۔ ان میں سے ہر ایک
امر خدا کے حضور میں ناپسندیدہ ہے یہ تو ان کاموں سے ہیں [illegible] ورنہ جہنم میں
ذلیل و خوار اندھے کر کے ڈالے جاؤ گے۔"

ویدک پیروی

یا

تکالیف کا گھر

جینیوں نے اپنی کتاب وید ودیا بچار صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے (سوال) سب پنڈتوں کو

دوان یا دھرماتما ہونا ممکن ہے یا نہیں (جواب) عالم فاضل ہونا تو غیر ممکن ہے لیکن جو دھرماتما ہونا چاہیں تو سب ہو سکتے ہیں"۔ اس عقیدے کے بموجب ہم ایک ہزار سال تک ویدک مت کی اشاعت تمام عالم میں فرض کریں اور یہ مان لیں کہ تمام بنی نوع انسان ویدک مت کے پیرو اور دھرماتما ہو گئے ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ ایسی پابندی اور دھرماتما کا نتیجہ کیا ہوگا۔ تمام لوگ بوجہ اپنی دھرماتمی کے حیوانات کے قالب میں نہیں جائینگے اور جو گئے ہوئے ہیں وہ اپنی قید گذار کر بھوگ جونی سے نکل آئینگے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام نظام عالم بگڑ جائیگا۔ نیک اور دھرماتما بندوں کو بجائے کسی آرام و آسائش کے سخت تکلیف ہوگی جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہوگا کہ نہ ہل جوتنے کو بیل نہ دودھ دینے کو گؤ ماتا۔ نہ شہد کے لئے مکھی نہ سواری کے لئے گھوڑا۔ وغیرہ میسر ہونگے۔ ایسی تکلیف کا تصور کرنے سے جو انسان کے دل پر صدمہ ہوتا ہے۔ ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے۔ خدا کسی کو نہ دکھائے۔ پس ویدک مت کی تعلیم کا اثر یا تو نظام عالم اور قوانین الٰہی کے خلاف ہے۔ یا سب لوگوں کا دھرماتما ہونا اسے منظور ہی نہیں۔ امید ہے دیانندی اس پر غور کرینگے۔ کیونکہ ویدک ایشور بدی کرانے پر مجبور ہے ورنہ دنیا کا انتظام چلنا دشوار ہے۔

محمد منظور الٰہی از سیالکوٹ

ویدک تکرار مضمون

دیانندی ہم پر یہ بھی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ چونکہ قرآن مجید میں تکرار مضمون ہے اسلئے وہ الہامی نہیں ہو سکتا۔ وہ بھی ایک طرح سے معذور ہیں۔ کیونکہ بیچارے جب اپنے وید کے دیکھنے سے عاری ہیں۔ تو پڑھنا اور غور کرنا تو در کنار رہا۔ اگر وہ وید کو پڑھتے اور تکرار مضمون والا اعتراض سامنے رکھ لیا کرتے تو ان کو وید کی حقیقت معلوم ہو جاتی۔ ہم ویدک تکرار مضمون دوبارہ سہ بارہ وید میں بیان ہوا ہے یجروید

کے باب ۱۳-۷-اور ۵ وغیرہ میں سے منتر اگنی نے سوپتھا رائیی آسمان وشوالی دیو-دیونانی ودوان نیو دھیں تجو ہوران مینو بھوپشام نے نم اکتھم بید ھیم" نکال ڈالیں کیونکہ پانچ دفعہ مذکورہ بالا بابوں میں اور تین دفعہ رگوید میں آیا ہے۔ پھر منتر پیہے یوشوبروانی تے اگنے اسقھے ترہ گرہ ایہرو دھسنی اندوبھی" جو رگوید میں ہے سام وید کے پہلے اور یجروید کے باب ۲۶ میں مکرر ستکرر آیا ہے۔ سام وید تو علیحدہ وید ماننے جانے کے لائق ہی نہیں۔ کیونکہ وہ لفظ بلفظ رگوید کا انتخاب ہے۔ اسکے بعد یجروید بھاگ ۳ باب ۲۳ سے نمتر ۹-۴۵ اور ۱۰-۴۶- اور ۱۱-۵۳- اور ۱۲-۵۴ نکال ڈالنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ سب ایک ہی باب میں دو دو دفعہ آئے ہیں۔ اور پرمیشور کے نقصان علم پر دلالت کرتے ہیں۔ کیوں دیانندیو تیار رہو۔ زرا ہمت کر کے اصلاح گھر سے شروع کرو ؎

محمد منظور الٰہی از بھٹنڈہ

مباحثہ میلا چاندا پور

(یا)

دیانندیوں کی غلط بیانی

چاندپور میں چند ایک دفعہ میلہ خدا شناسی ہوا جسمیں دیانندی۔ مسلمان۔ عیسائی وغیرہ اپنے اپنے مذہب کی حقیقت بیان کرتے تھے۔ اور ہر ایک مذہبی عالم کے لئے محدود وقت مقرر ہوتا تھا۔ دیانندیوں نے یہ مباحثہ نہایت ہی تحریف کر کے اردو میں ست دھرم وچار اور انگریزی میں مباحثہ میلا چاندا پور چند ایک ورقوں میں چھپوایا ہوا ہے ان میں غیر مذاہب والوں کے دلائل اتنے مختصر طور پر لکھے ہیں کہ جس سے ان کی تقریروں کا اصل مفہوم بھی ہرگز نہیں معلوم ہو سکتا۔ صرف ذرا ذرا سی تقریریں غیر مذاہب کی درج کی ہیں۔ مگر برخلاف اس کے دیانند کے بیان پر پردہ ڈال کر بڑی تفصیل کے

ساتھ بیان کیا ہے اور اُسے مباحثہ کا جیتنے والا بیان کیا ہے۔ حالانکہ اصل مباحثہ بغیر تحریف کے نہایت سچائی کے ساتھ دو حصوں میں دہلی کا مطبوعہ موجود ہے جنکا نام گفتگوے مذہبی اور مباحثہ شاہجہانپوری ۴۲×۹۶=۱۳۸ صفحہ میں ہیں اور اُن میں ہر مباحث کے بیان پورے پورے درج ہیں۔ مگر دیانندیوں کا مرتب کیا ہوا مباحثہ چھوٹی تقطیع کے صرف ۴۷ صفوں پر ہے اور اُس میں ایسی ویدک ایمانداری برتی ہے اور دیانندی تعصب کی بُو پھیلائی ہے کہ مسلمانوں کو عیسائیوں سے بھی ہارا ہوا اور گیا گذرا ظاہر کیا ہے۔ حالانکہ دُنیا جانتی ہے کہ مسلمان عیسائی چھوڑ کر کسی اہل مذہب سے نہیں دبے اور ہمیشہ خدا کے فضل سے میدان مباحثہ اُن کے ہاتھ رہتا ہے۔ خود عیسائی بمقابلہ اسلام اپنے عجز کا بارہا اپنے اخبارات وکتب میں اعتراف کر چکے ہیں۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب شیر جنگ مباحثہ اور امام فن مناظرہ مولوی ابوالمنصور صاحب جیسے شیر میدان مباحثہ میں عیسائیوں سے بھی گئے گذرے ثابت ہوئے یہ دیانندیوں کے تعصب اور اور خلاف واقعہ بیان کا بہت عمدہ نمونہ ہے۔ اور دیانندی پنتھ کی نیک نیتی وایمانداری کا پورا ثبوت دیانند جو کہ عربی فارسی اُردو کے سمجھنے سے محض لا بلد تھا۔ اور صرف کاگ بھاشا میں ہی گفتگو کر سکتا تھا۔ اُسی جیتنے والا ظاہر کیا ہے۔ حالانکہ دو چھوڑ اُس کا لائق سوادئی چیلا بھی مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کی کتب کا مطلب بھی بیان کرنے سے عاری ہے۔ پھر کیا کہتے ہیں کہ دیانند جو خود اپنے عجز کا اقراری ہے مطالب بیان کردہ مولینا صاحب کو سمجھ گیا۔ چونکہ دیانندی بڑا طمع چڑھا کر اپنے رسالہ جات میں اس مباحثہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اسلئے ہم بطور ایک سچے محقق کے دیانندیوں کو کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جس دیانندی کو دعوے علمیت عربی فارسی واُردو ہو۔ ہم مولینا صاحب مرحوم کے کتب کے چند مقامات اُس کے سامنے پیش کرینگے۔ اُن کا مطلب بھری مجلس میں سنا وے۔ اگر اُس نے ٹھیک ٹھیک مطلب بیان کر دیا تو اصل حقیقت مباحثہ معلوم ہو جائیگی۔ اگر یہ دیانندی سماج لاہور کے جلسہ پردن کے وقت ہو تو عین مناسب ہے۔ پھر دیانندیوں کی ایمانداری معلوم ہو جائیگی۔ اُمید ہے۔ کئی دیانندی سچ اور جھوٹ کے پرکھنے کے لیے تیار ہو جائینگے

اور اپنی علمیت ہم پر ظاہر کرینگے۔ مسافر میگزین والے اپنے نومبر ۱۹۰۳ء کے پرچہ مین مولوی سید ابوالنصور صاحب کو مولوی سید عبدالغفور کر کے لکھا ہے۔ جو اس کی ہمہ دانی ظاہر کرتا ہے۔ جب مولینا صاحب کی تحریر کا مطلب بیان کرنے سے دیانندی عاجز رہے تو مباحثہ کی ہاریجیت معلوم ہوجائیگی +

محمد منظور الٰہی از بھٹنڈہ

دیانندی پنتھ کی چھان بین

مروجہ مذاہب ہند کو اس زمانہ میں ایک نئے پنتھ سے سابقہ پڑا ہوا ہے جس کی کوئی کتاب نہیں کوئی اصول نہیں۔ بلکہ دیانند اپنے گرو کی دو ایک کتب بغل میں داب لیاقت کی ڈگری حاصل کر لیتے ہیں۔ اور دوسرے مذاہب پر بلا سوچے سمجھے حملے شروع کر دیتے ہیں۔ ان کا سب سے بھاری اصول جس پر اکثر عمل کرتے ہیں یہ ہے۔ کہ سچ کو چھوڑ کر جھوٹ اختیار کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ گرو سے لیکر چیلوں تک اسپر پورا پورا عمل کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد عظیم سب مذاہب پر حملے کرنا ہے۔ اُن کے بزرگوں کو گالی دینا اور اُن کی سر بازار ہتک کرنا ان کے نزدیک ثواب کا کام ہے۔ اگر اُن سے کوئی دریافت کرے کہ آپ کس کتاب پر عمل کرتے ہیں تو فوراً جواب ملیگا بید پر حالانکہ بید کا دیکھنا بھی اُن کے اور اُن کے بڑوں کی خواب میں نہ آیا ہو۔ دیانند کی کتاب ستیارتھ وغیرہ ان کا دستور العمل ہیں۔ خواہ اسے بید سمجھو یا آرش رشی کا کلام بید کے بارہ میں ان کا خیال ہے کہ یہ محض ایک موم کی ناک ہیں جو معنے چاہئے کر لیئے کون پوچھنے والا ہے۔ ہمیں ان کے گرو یا دوسرے اپنی منہ میاں مٹھو سوامیوں کی لیاقت پر اسوقت بحث نہیں۔ بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ کیا ایک لیڈر قوم جو منتروں کی سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو۔ اور خواہ مخواہ جھوٹے معنے کر کے دوسروں پر اعتراض کرے اور ہر طرح جھوٹ بیان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ کہاں تک پیروی کے لائق

ہے۔ اور کیا وہ خود یا اُسکے مددگار و پیرو اُس کے کہنے پر عمل کرتی (نجات) پا سکتے ہیں قابل غور امر یہ ہے کہ جب ایسے ایسے رشی و سوامی نجات نہیں پا سکتے تو ایسے پنڈتھ کے عام پیروؤں کا حال تو ازحد قابل رحم ہے۔ اسی لئے ہم عوام الناس کے سامنے دیانندیوں کے گرو کی چند ایک ایسی اغلاط کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ جو خدا نخواستہ اگر کسی غیر مذاہب کے معمولی آدمی سے بھی سرزد ہو جائیں تو دیانندی آسمان سر پر اُٹھا لیتے۔ ان ہمارے دعووں کو جھوٹ ثابت کرنے پر ہر ایک کیلئے انعام مقرر ہے۔ عام دیانندی خصوصاً مہاشے یوگندر پال۔ کرپا رام۔ وزیر چند۔ دہرم پال۔ وغیرہ وغیرہ قسمت آزمائی کریں۔ اور اپنے گرو کی عزت رکھ لیں۔ اس ضمن میں میں اُن دیانندیوں کی لیاقت کی بھی قلعی کھولونگا جو وہ عربی و فارسی دانی کے بارہ میں کرتے ہیں۔ چونکہ بقول دیانند میرا یہ مضمون اصلیت پر مبنی ہے اسلئے دیانندی بجائے تعصب کے انصاف کی نظر سے ملاحظہ کریں اور کھرے کھوٹے کو پرکھیں۔ وما علینا الا البلاغ +

دیانند صاحب کی لیاقت علمی

آپ کی سنسکرت دانی کی بابت تو ہم کچھ نہ کہینگے بلکہ جو کچھ سناتن دہرمیوں وغیرہ علمائے سنسکرت کی رائے آپکے بارے میں ہے اُسی کو قائم رہنے دینگے۔ ہندوستانی بھاشا بھی آپنے بعد چندے حاصل کی۔ عربی فارسی وغیرہ کا صرف نام ہی نام آتا تھا۔ باوجود اس لیاقت وسیع دانی کے جو جو غلطیاں دیانند نے اپنی کتب میں لکھیں وہ قابل غور ہیں۔ ستیارتھ پرکاش کے پہلے ایڈیشن میں آپکے مردوں کا شرادھ جائز رکھا۔ مگر جب اعتراضوں کی بوچھاڑ شروع ہوئی تو پچھلے گرگٹ کی طرح آپ نے صاف انکار کرکے رخ پھیر لیا کہ وہ پرپوش نے بنائی ہے جو واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ دوسرے ایڈیشن کے

شروع نومبر میں آپنے پلٹ دیا تھا یہ خلاصہ کہ پہلے چھاپہ کی ستیارتھ پرکاش کے فروخت ہو جانے پر جب بہت سی درخواستیں جمع ہوگئیں تو یہ کتاب دوسری دفعہ چھاپی گئی۔ پہلے اڈیشن تک سوامی صاحب کو ہندوستانی بھاشا سے پوری پوری واقفیت نہیں ہوئی تھی۔ مگر دوسری کتاب کے بنانے کیوقت تک اچھا ملکہ ہوگیا تھا۔ لہذا دوسرے اڈیشن کی عبارت کو صرف ونحو کے مطابق آراستہ وپیراستہ کرکے چھپوایا۔ بعض باتیں جو کسی وجہ سے پہلی مرتبہ رہ گئی تھیں انہیں دوسرے اڈیشن میں داخل کردیا۔ عبارت آرائی کے لئے الفاظ کی کمی بیشی نوضرور کرنی پڑی۔ مگر اصلی مطلب میں کچھ فرق نہیں آنے دیا"۔ اگر اول اڈیشن میں ملاوٹ تھی تو دوسرے اڈیشن کے دیباچہ میں اُسے دکھا دینا چاہئے تھا۔ نہ کہ اسبات کا حوالہ ہی ندارد۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل دیانند کا خیال پہلے نسخہ کے جواز پر تھا۔ جب وہ خود اقراری ہے کہ اُسنے دوسرے اڈیشن میں ارتھ کا بھید نہیں کیا تو جائے تعجب ہے کہ پہلے اور دوسرے اڈیشن میں زمین آسمان کا فرق ہوجاوے اور پھر پہلا اڈیشن پورے دس سال ان کی موجودگی میں بکتا رہا۔ اور اس کے پیرؤں کا اس پر عمل رہا۔ پھر بھی وہ اپنی غلطی معلوم نہ کرسکا۔ ایک لیڈر کے تئیں جو اپنا تن من دھن دیس کے سدھار کے لئے ارپن (قربان) کردے یہ ممکن ہے کہ ایسی کتب کو جس پر اُسکے مذہب کا دار و مدار ہے غیروں کے بھروسے پر چھوڑ دے۔ ایک معمولی آدمی بھی اپنی کتب بغیر نظر ثانی کئے شائع نہیں ہونے دیتا۔ پھر دیانند جیسے جو پہلے ہی پوپوں کے ہتھکنڈوں سے واقف تھے اُن کے قابو کیسے آسکتے ہیں خیال ست محال است وجنون چھاپہ خانہ والے اس امر سے آگاہ ہیں کہ کسی کتاب میں تصرف کرنا سنگین جرم اور جعلسازی ہے۔ پھر باوجود ایسی جعل سازی کے جاننے کے دیانند کا چپ رہنا ضرور بھید رکھتا ہے۔ پہلے اڈیشن کے موثر طرف راجہ جے کرشن داس کی میوا سے ثبت ہیں کہ جس پر ان کی مہر نہ ہو۔ وہ مال مسروقہ ہے ان وجوہات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملاوٹ وغیرہ

کسی کی طرف سے نہیں ہوئی۔ بلکہ خود دیانند کی اعتقادی غلطی تھی جس کے باعث دس سال لوگوں کے ایمان میں نقص واقع رہا۔ بالغرض پہلے اڈیشن میں ملاوٹ رہی بھی تاہم دوسرا تیسرا اڈیشن تو اس نے اچھی پڑتال کر کے شایع کیا ہوگا اور بعینہ اپنے اعتقاد کے مطابق رکھتا ہوگا۔ اب اور پہلے دوسرے تیسرے اڈیشن وغیرہ سب گل معرفت جنی۔ اصل میں آجکل کا زمانہ سچ کے مقابلہ پر حکمت عملی کا ہے اگر دیانند یہ لکھ دیتا کہ پہلے ہمارا عقیدہ کچھ اور تھا اب آور ہے تو قاعدہ کے مطابق اُن کے چیلوں میں عزت کی کمی کا ڈر تھا۔ اسلئے اُنہوں نے سرے سے انکار ہی کر دیا۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ دیانند نے اوائل عمر میں کتنے مت اختیار کر کر کے چھوڑے بلکہ ہم تو سچ سچ واقعات ناظرین کے آگے رکھتے ہیں اور یہ دکھاتے ہیں کہ دیانند کس طبیعت اور لیاقت کا آدمی تھا۔ ستیارتھ پرکاش سے ہمنے مفصلہ ذیل کسوٹیاں سچ اور جھوٹ پرکھنے کے لئے نکالی ہیں۔

۱ ۔ جیسے کو ویسا جاننا گیان اور اُلٹا جاننا اگیان ہے۔ ستیارتھ اڈیشن دوم صفحہ ۳۰۸ ۔ اڈیشن سوم صفحہ ۳۱۱

۲ ۔ پرمانک وہ ہوتا ہے جو سروداست ماننے ست بولے۔ سچ کرے جھوٹ نہ مانے۔ جھوٹ نہ بولے۔ اور جھوٹ کداچت نہ کرے۔ ستیارتھ اڈیشن دوم ۲۹۲ اڈیشن سوم ص ۲۹۵

۳ ۔ جس آدمی نے جس کے سامنے ایک بار چوری جاری بیٹھا بجاکناوی کرم کیا اس کی پرتشٹھا اس کے سامنے مرنیو پرینت نہیں ہوتی جیسی ہانی پڑ گیا کرنیوالے کی ہوتی ہے۔ ویسی انیہ کسی کی نہیں۔ ستیارتھ اڈیشن دوم ص ۳۴ سوم ص ۳۳ ۔ (۴) ایک نش کے بنانے میں دلیلیں پر سپر وردھ بانت نہیں ہوتی تو وہ اُن کی بناوٹ میں کبھی نہیں آ سکتی۔ جس میں ایک بات کو سچی مانے۔ تو دوسری جھوٹی اور جو دوسری کو سچا مانے تو تیسری جھوٹی اور جو تیسری کو سچا مانے تو اتنے سب جھوٹی ہوتی ہیں۔ اول اڈیشن ص ۳۴۶ دوم ص ۳۳۲ ۔ پھر ان ہر دو

میں سوا ایک بات بھی دوسری جھوٹی ایسا ہو کر ہر دو جھوٹی صفحہ ۳۳۲ / ۳۴۲

۵۔ جیسے اتی اُتم ان بھی بچھ سے یکت ہونے سے چھوٹنی یوگیہ ہوتا ہے۔ ویسے یہ گرنتھ ہیں۔ جو کوئی ان متھیا گرنتھوں سے سچ حاصل کرنا چاہے تو جھوٹ بھی اس کے گلے لپٹ جاوے۔ اسلئے جھوٹ سے ملی ہوئی سچی کتاب کو بھی ویسے ہی چھوڑ دینا چاہئے جیسے زہریلے کھانیکو دوم وسوم ایڈیشن صـ۱۷ و صـ۲۲

۶۔ بہت آدمی ایسے ہیں کہ جنکو اپنے عیب تو نظر نہیں آتے مگر دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول رہتے ہیں یہ درست بات نہیں۔ کیونکہ پہلے اپنے عیب نکال کر بعد ازاں دوسروں کے عیب نکالیں ۲۹۶/۳۰۲ طبع ۲ اڈیشن ۲۔ ۳۔

۷۔ جو جیسا خود ہوتا ہے۔ دوسروں کو بھی ویسا سمجھتا ہے اڈیشن ۲ صـ۴۳۳

۸۔ جو مذاہب دوسرے مذاہب کو جنکے ہزاروں کروڑوں پیرو ہوں جھوٹا بتلاوے اور اپنے کو سچا کہے۔ اُس سے جھوٹا دوسرا کون مذہب ہو سکتا ہے ستیارتھ اڈیشن ۲ صـ۵۴۶ ۳ صـ۵۵۲

۹۔ جو وید اور وید کے بتلائے ہوئے شاستروں کو رد کرتا ہے اُس ملحد کو ذات اور ملک سے نکالدینا چاہئے ستیارتھ اڈیشن دوم صـ۵۳ سوم صـ۵۲

۱۰۔ جیسے ایک ہانڈی میں سے پکتے ہوئے چاولوں میں سے دو ایک چاول دیکھنے سے سب کے پکے کچے ہونیکا گمان ہوتا ہے ویسے ہی اس تھوڑے لکھے سے سجن لوگ بہت سمجھ لینگے۔ عقلمندوں کے سامنے زیادہ لکھنا ٹھیک نہیں اڈیشن صـ۶۱ ۳ صـ۴۶۹۔

ان دس کسوٹیوں پر ہم دیانند کی تحریر مندرجہ ستیارتھ کو پرکھ کر ناظرین کو سچ جھوٹ معلوم کرنیکا موقعہ دینگے۔
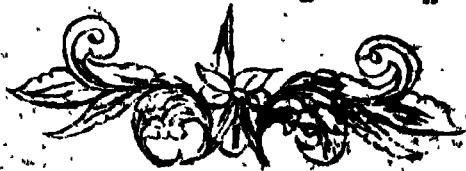
دیانند صاحب جب انہوں نے خود قدیم رشیوں منیوں سے زیادہ لائق تھے

ثبوت کے لئے دوسرے ایڈیشن کی ستیارتھ صفحہ ۲ ملاحظہ ہو (سوال - وید سنسکرت زبان میں نازل ہوئے - اور ویسے اگنی وغیرہ رشی اس زبان کو نہ جانتے تھے - پھر ویدوں کا مطلب انہوں نے کیسے جانا - جواب - خدا نے جتایا - اور دھرماتما یوگی مہارشی لوگ جب جب جس جس منتر کے معنے جاننے کی خواہش دھیان لگا کر مراقبہ میں گئے تب تب خدا نے ان کو مطلوبہ منتروں کے معنے جتلائے جب بہتوں کے دلوں میں وید کے معنے ظاہر ہوئے تب رشی منیوں نے وید کے معنے اور رشی منیوں کے تصنیف شدہ گرنتھ بنائے جن کو برہمن کہتے ہیں -)

پھر اسی ایڈیشن کے صفحہ ۵ پر دیانند نے لکھا ہے (مطلب چاروں وید سچ مانتا ہوں - جیسے سورج بذاتہ روشن ہے ویسے ہی ہر چار وید ہیں اور چاروں ویدوں کے برہمن چھ انگ - چھ اُپانگ - چار اُپ وید - اور ۱۱۲۷ ویدوں کی شاکھا جو کہ ویدوں کے واعظ اول برہما وغیرہ رشیوں کے بنائے گرنتھ ہیں - ان کو پرتھ پرمان یعنی بلحاظ ویدوں کے انکول ہونے سے پرمان اور جو ان میں وید ورودھ (وید کے خلاف) بچن (حکم) ہیں ان کی تردید کرتا ہوں) دیانند نے اس آخری فقرہ سے ظاہر کر دیا ہے کہ براہمن وغیرہ گرنتھوں میں وید کے خلاف احکام بھی ہیں - اعلاوہ بموجب کسوٹی نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ وہ ماننے کے لائق نہیں - اپنشد وغیرہ و برہمنوں نے وید منتروں کے جو معنے مراقبہ کر کے لکھے ہیں - اس میں بقول دیانند اغلاط ہیں - ان کا مراقبہ قابل اعتبار نہ تھا - اس لئے دیانند نے خود سماوھی (مراقبہ) کر کے ٹھیک معنے ظاہر کئے - اب ظاہر ہے - کہ

دیانند سب سے بڑھ چڑھ گئے۔ دیانند کے اس اعتقاد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وید سنگھتا کے سوائے سب شاستروں کو جھوٹ ملے ہوئے جانتا ہے اور دوم وہ خود سب سے بڑا اور قابل اعتبار رشی ہے۔ مگر ہم نے ثابت کرنا ہے کہ دیانند کے ذاتی حکم کے مقابلہ پر وید سنگھتا کا حکم بھی قابل عمل نہیں۔ اور دیانند کا کہنا ہر صورت فضیلت رکھتا ہے۔

"اونگ نمشواے"۔ یہ منتر یجروید سنگھتا میں خدا کی تعریف میں آیا ہے۔ دیانند ویدبھاشیہ بھومکا میں اسکا خود اقرار کرتا ہے۔ مگر خود ہی اسنے ستیارتھ ایڈیشن دوم صفحہ ۳۴۹ اور ایڈیشن سوم صفحہ ۳۵۹ میں اسکے اپدیش کو بُرا لکھا ہے۔ پھر ستیارتھ ایڈیشن دوم صفحہ ۱۹ اور ایڈیشن سوم صفحہ ۱۸ پر بحوالہ منوسمرتی ادھیا اول اشلوک دھم میں قبول کیا ہے کہ نارائن خدا کا نام ہے۔ مگر دوسرے ایڈیشن ستیارتھ صفحہ ۲۶ و تیسری ایڈیشن صفحہ ۲۵ میں اس نام کی مذمت کی ہے۔ انکی اصل عبارت یہ ہے "نارائینا ئینمہ اتیا دی لیکھ دیکھنے میں آتی ہیں۔ ان کو عقلمند لوگ وید اور شاستر سے ورودھ ہونے سے متھیا ہی سمجھتے ہیں"۔ معلوم ہوتا ہے دیانند کا وید اور شاستر ستیارتھ پرکاش اور بھاشیہ بھومکا ہے۔ نہ کوئی اور۔ وید شاستر تو جھوٹے ہوئے نارائن کے نام وید کے حکم کی ان کو پرواہ نہیں پھر فرمایئے وہ سچے ہوئے یا اور۔

دیانندی ہون کیا ہے؟

ہوا کی صفائی کی ترکیب اور کچھ نہیں

دیانند نے ہون کا نتیجہ صرف ہوا کی صفائی لکھا ہے۔ اس اعتبار سے بہانا منتر پڑھنا اور خود ہون کرنا کوئی ضروری نہیں فضول ہے۔ نوکروں سے ہون کرا دینا کافی ہے۔ جب مال ہون کرانے والے کا ہے تو ثواب تو اسے ہی پہنچ ہی رہیگا۔ اتنی تکلیف اٹھانے کا کیا فائدہ۔ اصلی غرض تو صفائی ہوا ہے۔

خدا کی عبادت۔ ہون ہو میں کسی اور موقعہ پر مفصل لکھ کر اس مسئلے کی حقیقت ظاہر کروں گا۔ جو آتش پرستی کا منبع ہے۔

سندھیا میں تندرست آدمی کو آچمن و مارجن کرنا غیر ضروری ہے

کیوں؟ آچمن بلغم اور پت کے دفعیہ کے لئے ہے۔ یعنی جس کو ان کا زور نہ ہو۔ وہ آچمن نکرے۔ چلئے چھٹی ہوئی۔ اور جسے سستی نے گھیرا ہے اُسے مارجن کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُسکا پھل سستی دور کرنا ہے۔ دو باتوں سے تو خلاصی ہوئی اور فرض نہ رہیں۔ باقی کی حقیقت عنقریب ظاہر کیجا دے گی +

دیانندیوں کی زنّار پرستی

دیانندیوں کے نزدیک یہ بات قابل اعتراض ہو کہ مسلمان ظاہری ادب و احکام اسلام بجا لائیں اور کسی چیز کو متبرک یا اچھی سمجھیں۔ جونہی کسی مسلمان نے کسی چیز کو اچھا کہا دیانندیوں نے جھٹ اس کی پرستش اس کے گلے مڑہ دی۔ مسلمان شعائر اسلام کی عزت کریں تو یہ پرست اور وہ پرست۔ مگر دیانندی ہون کرنے چوٹی رکھنے۔ جنیو پہننے۔ نیوگ کرانے۔ دیانند کی تصویر کتب و سماجوں میں رکھنے اور اُسکا روزانہ درشن کرنے۔ خدا کو سمارجا نتے۔ روح و مادہ کو ازلی جانتے۔ سچ کو چھوڑ جھوٹ قبول کرنے۔ شہروں کے گرد چکر لگانے اور منتے بہ معنی تعظیم کرنے سے ہون یا آتش پرست۔ بال پرست۔ زنّار پرست۔ نیوگ یا عورت پرست۔ تصویر پرست۔ روح پرست۔ مادہ پرست۔ جھوٹ پرست شہر پرست اور انسان پرست۔ خدا کو خالق نہ جاننے والے نہ کہلائیں اور مہاشے وسوامی بنے رہیں۔ بیچارے کے بزرگ آتش پرستی کر کرکے آگ کو خوشبودار چیزیں اور گھی بطور نذرانہ دے دے کر پوجتے رہے۔ آب ان کو ہوا کی صفائی یا داغ ئی پہلے تو دنیا کی ہوا بہت خراب ہوگئی تھی۔ کہ اب صفا ہو رہی ہے اور پہلے

بیماریاں بکثرت تھیں۔ کہ اب ہون پرستی سے کم ہوگئی ہیں۔ آخر سجانوں نے کوئی تو کھونسلہ تو اس ہون پرستی کے اعتراض سے بچنے کے لئے بنانا تھا۔

روزہ سے ممانعت

ستیارتھ اڈیشن اول ص۴۳۳ اڈیشن چہارم صفحہ ۱۴۴ نیز ترجمہ اردو صفحہ ۴۴۸۶ پر مسلمانوں کے روزہ (برت) پر خوب اعتراض کیا ہے اس کے خلاف سنسکار ودھی دفعہ اول کے صفحہ ۵۶ پر یگیوپویت کرانے والے بالک کو تین دن برت رکھنے کا حکم دیا ہے۔ جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ دیانندیوں کی یہ تو ایک معمولی اصلاحیں ہیں۔ اُمید ہو آئیندہ اڈیشنوں میں قابل اعتراض باتیں چھنٹی چلی جائینگی۔ ہیر شو بیاموز۔ دیانندیوں کو مایوس ہونیکی کوئی وجہ نہیں۔

عورتوں کے بال منڈانا جائز ہے

ستیارتھ دفعہ دوم ص۲۵۸ دفعہ سوم ص۲۵۹ اور اردو ترجمہ صفحہ ۳۴۸ پر لکھتا ہے "برہمن کے سولہویں کشتری کے بائیسویں ویش کے چوبیسویں سال میں کیشانت کرم (بال اُتارنا) یعنی حجامت مونڈن ہوجانا چاہئے۔ یعنی اس رسم کے بعد صرف چوٹی رکھ کر باقی ڈاڑھی موچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈوانے رہنا چاہئے اور کبھی نہ رکھنا چاہئے۔ اور اگر ملک بہت سرد ہو تو اپنی مرضی ہے۔ کہ جتنے چاہے بال رکھے۔ اور اگر بہت گرم ملک ہو۔ تو چوٹی سمیت کٹوا دینے چاہئیں۔ کیونکہ سر پر بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے اور اس سے عقل کم ہوجاتی ہے۔ ڈاڑھی موچھ رکھنے سے کھانا پینا اچھی طرح نہیں ہوسکتا۔ اور جوٹھ بھی بالوں میں رہ جاتی ہے۔" چونکہ دیانندیوں کے

نزدیک عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر ہیں۔ اُن کے بے عقل ہو جانے سے جگر کا ستیاناس ہو جائیگا۔ اور اولاد بھی بے عقل پیدا ہوگی۔ اس لئے ہند جیسے گرم ملک میں عورتوں کے بال دیانندیوں کو منڈوانے ضروری ہیں۔ تاکہ عورتیں بے عقل نہ ہو جائیں۔ شاید قدیم بیدیوں میں یہ رسم جائیز ہوگی۔ ۵ ہزار سال سے اس پر عملدرآمد بند ہو گیا۔ تبھی تو اولاد بے عقل ہونی شروع ہو گئی۔ اور جہالت میں غرقاب ہو گئی۔ اگر یہ درت کا پراچین زمانہ کا عروج تبھی ہو سکتا ہے کہ عورتیں عقلمند ہوں اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب دیانند کا یہ ٹوٹکا استعمال کیا جاوے۔ دیانندیو کہو۔ گرو کے پرمان پر عملدرآمد کرنے کے لئے تیار ہو +

برہمچاری کا نکاح کرنا نادانوں کا کام ہے

ستیارتھ پرکاش دفعہ اول صفحہ ۱۲۳ سطر ۶۔

بعض دیانندیوں کا عقیدہ ہے کہ منوسمرتی کے وہ شلوک جنمیں برہچاریوں کی قید لگا کر نشئی اشیاء و گوشت وغیرہ کھانے پینے کی آگیا دی ہے۔ ناجائز ہے۔ مگر جب وہ اپنے مصلح کے خیالات اس بارہ میں دیکھینگے۔ تو ان کو پتہ لگیگا کہ دیانند نے خود جوانی کی عمر میں بھنگ وغیرہ استعمال کی ہے جو اس کی لیڈری و ویدک رشی ہونے پر داغ بدنما ہے۔ مگر ہمیں یہاں اسکا جزیلی اردو لکھنا منظور ہے۔ +

شراب پینے کی بدھی

ستیارتھ پرکاش دفعہ اول صفحہ ۳۰۵ ۔ روگ نورتی کیواسطے اوکھد اتھوا تو بدہ آدکو نکی پرورتی رہنا چاہئے۔ کیونکہ بہت سے ایسے روگ ہیں کہ جن کے مدہ اوکھ ہی نورتی کارک اوکھد ہیں۔ سو دیدیک شاستر کی ریتی سے اُن روگوں کی نورتی

ہو بھی تو ان کے گرہن کرے جب تک روگ نہ چھوٹے پھر روگ کے چھوٹنے سے پیچھے تو ان کو کبھی گرہن نہ کریں۔ کیونکہ جتنے نشہ کرنیوالے پدارتھ ہیں وے سب بدھی آدی کے ناشک ہیں"۔ شاید دیانند خود بھنگ بھی جوانی میں اسی لئے پیتا ہوگا۔

گائے بیل و نیز دیگر جانوروں کے مارنے و گوشت خوری کا حکم

یوں تو دیانندی گائے کو گؤ ماتا کہہ کر پکارتے ہیں اور ان کے ذبح ہونے پر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ مگر بقول دیانند آنکھ کے گانٹھ کے پورے اپنے بزرگ دیانند کی ہدایات پر بالکل عمل کر کے نہیں دکھاتے گو شراوہ وغیرہ جائز رکھے جانے پر دیانند نے اپنی غلطی کاتب کے سر پر تھوپ دی تھی۔ مگر گائے بیل کے ذبح کرانے کے حکم کی کوئی تردید نہیں کی بلکہ صرف اپنی معمولی چالاکی سے ہر اڈیشن میں حسب منشا جوں جوں ہوش آتی گئی ترمیم و تنسیخ کرتا رہا۔ گو پہلے اڈیشن میں بھی کتاب کا نام ستیارتھ پرکاش تھا۔ اور اب بھی قائم تو وہی ہے۔ مگر کیا دیانندیوں میں اتنا انصاف اور سچائی ہو کہ مصنف مقرر کر کے پہلا اور موجودہ اڈیشنوں کا مقابلہ کرے۔ ان کی خاطر سے شراوھ کا مسئلہ چھوڑ دیا جاوے۔ گو ہمیں یقین ہے کہ وہ بھی دیانند کی اپنی رائے ہی تھی اور اسی نے خود جائز رکھا تھا۔ ہاں اگر دیانندی اپنے گرو کو ایسا ہی بے عیب ثابت کرنا چاہتے ہیں تو براہ عنایت پہلے اڈیشن کی ستیارتھ پرکاش کا مسودہ قلمی دیانند پبلک کے پیش کر کے اپنے گرو کی سرخروئی حاصل کریں۔ کوئی ارب کروڑ لاکھ ہزار سو پچاس سال تو ہو ہی نہیں گئے کہ اس کا ملنا مشکل ہے۔ ابھی ۱۸۷۵ء کو کل ۵۰ سال ہی گذرے ہیں۔ اگر ابھی سے ایسے مہاتماؤں کی تحریریں گم ہونی شروع ہو گئی ہیں تو بس منہ بھی چل چکا۔ اس سے عمدہ موقعہ دیانند کی بریت کا تب ہی ہو سکتا۔ ہم دیانندیوں کی

چالاکیوں سے بخوبی واقف ہیں۔ اور ہمارے پاس اُن کے گرو کے بڑے بڑے
گپوڑے اور دروغ بیانی کے ثبوت موجود ہیں جنکی تردید کرنا ٹیڑھی کھیر ہے ہاں
اگر لیڈران دیانندی پنتھ میں سے کسی کا زہرہ اُن کی تردید کا ہے۔ تو سرِ میدان آکر
تردید کرے۔ اور انعام مقررہ حاصل کرے۔ اب گائے خوری کا دیانندی حکم سنئیے
اول اڈیشن کی ستیارتھ صفحہ ۳۰۲ پر گومیدھ آدک میں بانجھ گائے اور بیل آدی
پشوؤں کا مارنا لکھا ہے۔ اور اسی اڈیشن کے صفحہ ۲ پر اسی کے وجوہات مندرجہ
ذیل بیان کئے ہیں۔

"کوئی بھی ماس نہ کھائے تو جانور پکشی مچھلی اور جل جنتو لنتے ہیں اُن سے
شت شہر گنے ہو جائیں پھر منشوں کو مارنے لگیں۔ اور کھیتوں میں دھان ہی نہ
ہونے پائے۔ پھر سب منشوں کی آجیوکا نشٹ ہونے سے سب منش نشٹ ہو جائیں
اور صفحہ ۳۸۵ پر لکھتا ہے "کہ پشوؤں کو مارنے میں تھوڑا سا دکھ ہوتا ہے پرنتو چراچر
میں اتینت اُپکار ہوتا ہے"

اسی اڈیشن کے صفحہ ۳۰ پر سائنس کی دلیل اپنی تائید میں پیش کر کے لکھتا ہے۔
"جیو کے مارنے سمے پیڑا ہوتی ہے۔ اُس سے کچھ پاپ بھی ہوتا ہے۔ پھر جب اگنی
میں دے ہوم کرینگے۔ تب پرمانو سے اُگت پرکار سب جیوؤں کو سکھ پہنچے گا۔
ایک جیو کو پیڑا سے پاپ بھیا تھا۔ سو بھی تھوڑا سا گنا جائیگا انیتھا نہیں ہے"
اسی اڈیشن کے صفحہ ۱۴۵ پر تاکید ہے "کہ ماس آدی سے سائینگ اور پرات کال نتیہ
دو وقت ہوم کیا کرے" صفحہ ۱۴۹ پر لکھتا ہے "کہ ماس کے پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں"
صفحہ ۱۰ پر پرمان ہے "کہ یگیہ کے واسطے جو پشوؤں کی ہنسا ہے سو ودھی پوروک ہے"
عوام کا خیال ہے کہ گوشت کے جلنے سے بدبو نکلتی ہے۔ مگر دیانندی پنتھ کے لیڈروں
نے بعد تجربے کے تحقیق کیا ہے کہ اسکے جلانے سے ہوا صاف ہوتی ہے۔ چونکہ
دیانندیوں کے گرو نے یہ حال یوگ ابھیاس میں مراقبہ کر کے دریافت کیا ہے
اسلئے ہر دیانندی کا اسے ماننا فرض ہے۔ کیونکہ ناظر اشار دیانند کو کسی سے

ذاتی کاوش یا تعصب تو تہا ہی نہیں فقط ہند کی بھلائی کا خیال تھا۔ اور وہ ایسے لاعقل تو تھے ہی نہیں کہ وہ ایک جانور کو ماتا کا خطا دیتے اُن کے نزدیک گائے بیل گھوڑا گدہا سب برابر تھے اسی لئے ستیارتھ اُوڈیشن اول کے صفحہ ۱۴۵ پر اپنے چیلوں کو حکم کرتے ہیں۔

وہ گائے تو پشو ہے سو پشو کی کیا پوجا (یادر ہے دیانندی پوجا کے معنے عزت اور ادب لیتے ہیں) کرنا اُچت ہی کبھی نہیں۔ کنتو اس کی تو یہی پوجا ہے کہ گھاس جل اتیادک سے اُس کی رکھشا کرنا۔ سو بھی وگدھا آدک پر یوجن کے واسطے انیتھا نہیں اور گدھی کی بھی پوجا ایسی ہی ہوتی ہے جسکو پر یوجن رہتا ہے۔ وہ پر یوجن کیواسطے کرتا ہی ہے"

دیانند نے اس پکش کے سدہ کرنیمیں اپنی طرف سے تو کوئی کمی نہیں رکھی اُنہوں نے صرف وطن کی بھلائی کے لئے شراب و گوشت خوری کی اجازت دی۔ اب اسکے چیلوں کی عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں۔ کہ ایسے مہاتما بزرگ کے کہے پر نہ چل کر گمراہ ہوئے ہیں۔ اگر اُن کو ذرا بھی خیال ملک کی بہتری کا ہو۔ تو دیانند کی لکیر کے فقیر بنجاویں۔ کیونکہ پہلا اُڈیشن ہی مراقبہ کرکے صحیح پرکاش ہوا تہا۔ دوسرے اُڈیشنوں میں انسانی ترمیم ہوگئی ہوئی ہے جسنے اُسے تحریف کے وجہ سے بھی گراکر نئے ہونیکا جامہ پہنا دیا ہے۔ کیا پہلا اُڈیشن الف سے لیکر یے تک ہی ملاوٹ سے پُر تہا۔ اور تو خیر۔ جو پولپول کے ہتھکنڈوں سے واقف ہو اسکا اور اسکے چیلونکا ایسے ضروری معاملہ میں اُن کے قابو آجانیکا بہت تعجب ہے

مولوی ابو رحمت صاحب میرٹھی[1]

کی بابت ہم اخباروں میں چرچا ہوا تھا۔ کہ اُن کے خیالات آریہ مت کی طرف ہیں بالکل غلط ہے۔ مولوی صاحب موصوف سے ہماری ملاقات روپڑ کے مباحثہ میں ہوئی آپ بڑے پکے مسلمان ہیں آریوں کے خلاف آپنے کئی ایک پرزور لیکچر دیئے (اہلحدیث)

عہ ہم مولانا موصوف کی نسبت ابھی کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے۔ یہ مضمون اہلحدیث سے نقل کر ... ہم بفضل خدا عنقریب مولانا صاحب کے تمام خطوط ناظرین کی دلچسپی کے لئے شائع کر دینگے۔

اضلال الٰہی کی حقیقت اور خیر و شر کے تقدیر الٰہی سے ہونے کی حقیقت۔ دنیا کے مصائب۔ اُن کے بواعث۔ مصائب دنیا کے وجود کی حکمت۔ اور حقیقت انسانی حالات کے اختلاف کا سبب۔ پیدائشی لولا۔ لنگڑا۔ اور اپاہج کے وجود کا اصلی باعث۔ دنیاوی امراض اور دکھوں کا موجب۔ قانون قدرت کی خلاف ورزی۔ آریوں کی غلطی۔ اور مغالطہ دعا اور دوا کا تعلق۔ اعمال انسانی کے ساتھ اور اسکا اثر۔ تناسخ کا ابطال۔ پنڈت لیکھرام کی ثبوت تناسخ کا رد۔ خدا تعالیٰ کی گہری حکمتوں کا راز۔ روح اور اس کی حقیقت۔ روح کے کرم اور گن۔ اور سبھاؤ۔ روح کی قدامت کا ابطال اور حدوث کا ثبوت۔ بہشت و دوزخ کی فلاسفی۔ بہشت و دوزخ کی ابدیت کی حقیقت۔

غرض کہ انسان کی پیدائش سے لیکر اس کے مرنے اور مرنے کے بعد پھر عالم برزخ میں رہنے اور قیامت کے قائم ہونے اور بہشت و دوزخ میں پہونچنے تک کی پوری پوری ہسٹری لکھی گئی ہے۔ کوئی انسان نہیں جو انسانی تقدیر کے عجائبات کو دیکھنا نہ چاہتا ہو۔ یہ کتاب بڑی محنت سے تیار کی گئی ہے۔ اور اُمید ہے کہ اگر ایک دفعہ اسے مطالعہ کرلیا جاوے۔ تو پھر کسی دوسرے مذہب والیکو مجبور نہ کرلے اس میں بڑے بڑے مشکل مسئلوں کو حل کر کے بالکل آسان کردیا گیا ہے۔ پس ہم یقیناً لکھتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس کتاب کو ضرور منگائے۔ پھر موقعہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اور کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ حجم ۳۴۴ صفحے مجلد قیمت علاوہ محصولڈاک ع

خاکسار

کریم بخش منیجر و پروپرائٹر و ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

منشی کریم بخش ... پرنٹر ... کے اہتمام سے مطبع ... شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شایع ہوا

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت یکم مئی سنہ ۱۹۰۴ء

دعوت اسلام

ہم تمام مخالفان اسلام کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب اپنی الہامی کتاب
میں سے ایسا دعوے توحید نکال دے۔ جیسا کہ ہماری آسمانی کتاب پیش کرتی ہے
تو ہم اُن کو یک صد روپیہ نذر کرینگے۔ دعوےٰ

دعویٰ توحید

پس تم اللہ کے ساتھ ساجھی نہ ٹھہراؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ)

۲۔ "تمہارا خدا ایک ہی ہے جو بڑا بخشنے والا نہایت ہی مہربان اُس کے سوائے کوئی معبود نہیں"۔

۳۔ "اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں جو دائم زندہ سب کو تھامنے والا ہے"

۴۔ خود خدا اور اُس کے سب فرشتے اور سب دنیا کے اہل علم گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں جو انصاف کرنیوالا سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے"۔

۵۔ تو (اے محمدؐ) کہدے اے کتاب والو (یہودیو! اور عیسائیو!) سب جھگڑے چھوڑ کر ایک مساوی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں (برابر) حکم رکھتی ہے وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں نہ ہم (بنی آدم) ایک دوسرے کو خدا کے سوا حقیقی رب سمجھے پھر اگر نہ مانیں تو تم (مسلمانو) ان سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم خدا کے فرمانبردار ہیں"۔

۶۔ "اللہ ہی کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو"۔

۷۔ "بیشک خدا شرک کو نہیں بخشے گا۔ اور اُس کے سوا جس کو چاہے گا بخشدیگا (کیونکہ) جو شخص خدا سے ساجھی بناتا ہے وہ دور کی گمراہی میں ہے"۔

۸۔ (تو اُن سے) پوچھ کہ تم اللہ کے ساتھ ساجھی ہونیکی گواہی دیتے ہو؟ تو کہہ میں تو اس امر کی ہرگز گواہی نہ دوں تو یہ ہی کہہ کہ خدا ایک ہی ہے۔ اور میں تمہارے شرک کرنے سے بیزار ہوں"۔

۲۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرہ) ۳۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (آل عمران) ۴۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران) ۵۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران) ۶۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (نسا) ۷۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ

۹۔ تو کہدے مجھے اسبات کا حکم ہوا ہے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کروں۔ اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ اُسی کی طرف میں بلاتا ہوں۔ اور میرا رجوع بھی اُسی کی طرف ہے۔

۱۰۔ تیرے رب کا قطعی فیصلہ ہے کہ اُسکے سوا کسی کی عبادت نہ ہو۔

۱۱۔ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ پس تم اُسی کی تابع رہو۔ اور تو (اے محمد) خدا ہی سے تعلق رکھنے والوں کو خوشخبری سنا"

۱۲۔ پس تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو مت پکار اگر ورنہ تجھے عذاب ہوگا

۱۳۔ تو کہدے جب میرے پاس خدا کے ہاں سے کھلے دلائل توحید کے پہنچے تو اُن کے ذریعہ سے مجھے ممانعت کی گئی ہے کہ میں خدا کے سوا تمہارے مصنوعی معبودوں کو پکاروں اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں خدائے رب العالمین کی اطاعت اور بندگی کروں" ۱۴۔ تو کہدے کہ میں بھی تو تمہاری طرح کا آدمی ہوں (نہ کہ خدا یا خدا

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (نسآء) ۱۰۔ اِئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (الانعام)

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ (الرعد)

۱۰۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (بنی اسرائیل)

۱۱۔ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (النحل)

۱۲۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ (الشعراء)

۱۳۔ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (المومن) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (حم سجدہ)

جز وغیرہ) ہاں میری طرف وحی اور الہام ہوتا ہو کہ تمہارا معبود ایک ہی ہو پس تم اسی کے ہو رہو۔ اور اسی سے بخشش مانگا کرو اور مشرکوں کے لئے جو اپنے آپ کو شرک سے پاک نہیں کرتے اور قیامت سے منکر ہیں۔ افسوس ہو"

۱۵۔ کیا اللہ کے سوا انہوں نے اور کو متولی بنا لیا ہو حالانکہ اللہ ہی سب کا متولی ہے"

۱۶۔ تو کہدے خدا تو ایک ہی ہو وہ سب سے بے نیاز نہ کسی کو اسنے جنا نہ کسی نے اسکو جنا اور نہ ہی اسکا کوئی ہم توم ہو"

۱۷۔ جو کوئی خدا سے شریک کرتا ہے۔ گویا آسمان سے گرا پس آتے آتے جانور وں نے اسے اُچک لیا یا ہوا نے کسی دور کے مکان میں اسے پھینکدیا" (جیسی اس کی بُری حالت اور زیست محال ہو اسی طرح مشرکوں کی بُری حالت اور اُخروی زندگی خراب ہوگی)

۱۸۔ تو کہدے کہ میں اللہ کے سوا اوروں کو اپنا متولی بناؤں۔ حالانکہ خدا ہی سب کو کھانا دیتا ہے اور وہ کھانا دیا نہیں جاتا"

۱۹۔ کیا ان مشرکوں نے زمینی پیدائش سے معبود بنا رکھے ہیں وہ ان کو جمع کرینگے (افسوس) اگر سب دنیا بھی خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو آجتک فنا ہو چکتی پس خدا حکومت کا مالک انکی بیہودہ گوئی سے پاک ہو کوئی نہیں جو اُسکے کام سے اُسے پوچھے بلکہ لوگ سب کے سب مع ان کے معبودوں کے سوال کئے جاوینگے۔ کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ تو کہہ بھلا اپنی دلیل تو لاؤ جس پر

---

۱۵ أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ (شوریٰ) ۱۶ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (اخلاص) ۱۷ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ (حج) ۱۸ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ (الانعام) ۱۹ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ

ثابت ہو کہ واقعی یہہ معبود ہیں۔ (یہی میرے ساتھیوں کی اور مجھ سے پہلے نیک بندوں کی نصیحت رہی۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) لیکن بہت سے لوگ نادانی سے روگردانی کرتے ہیں۔"

۳۔ تو کہہ تم کو جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے۔ جب تم اُس کو عاجزی سے اور ڈر کر پکارتے ہو اور یہہ کہتے ہو کہ اگر ہمکو اس بلا سے نجات دیگا تو ہم اُسکے شکرگذار رہونگے۔ تو کہہ خدا ہی تم کو اُس سے اور ہر ایک بلا سے بچاتا ہے مگر تم پھر بھی اُس کے شریک بناتے ہو۔"

۴۔ وہی ذات پاک ہے جسنے تمہارے لئے دریا اور سمندر قابو میں رکھے ہیں تاکہ تم اُن سے تر و تازہ گوشت کہاؤ اور اُن میں سے زیورات نکال کر پہنتے ہو۔ اور تو جہازوں کو اُن میں چیرتے ہوئے جاتے دیکھتا ہے تاکہ تم بذریعہ تجارت اُسکا فضل تلاش کرو اور شکر کرو اور زمین میں بڑے بڑے اٹل پہاڑ گاڑ دیئے ہیں تاکہ تم کو لے نہ گرے۔ اور کئی ایک دریا اور قدرتی راستے اور نشان پیدا کئے تاکہ تم راہ پاؤ۔ پھر کیا جو مخلوق پیدا کرے۔ ورنہ کرنیوالے جیسا ہے؟ (جیسے تمہارے مصنوعی معبود) کیا تم اس غلطی کو سمجھتے نہیں ہو۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو کبھی گن نہ سکوگے۔ بیشک اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (الانبیا) ۳ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (الانعام) ۴ وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ

خدا تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے اور اللہ کے سوا جنسے یہ لوگ دعا ئیں مانگتے ہیں۔ وہ تو کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ محل موت ہیں۔ نہ دائم الحیات اور نہ جانتے ہیں کہ کب اٹھینگے۔ تمہارا معبود ایک ہی لیکن جو آخرت کی زندگی نہیں مانتے اُن کے دل اس سے منکر ہیں" اور وہ متکبر ہیں۔

۵۔ یہ لوگ اللہ کے سوائے اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو نفع دیں اور نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے اللہ کے نزدیک سفارشی (کہ کسی کی سفارش سمجھ کر بھی عبادت کرنی جائز ہو) وہ (اس بیہودہ گوئی سے) پاک ہے اور شرک سے نہایت بلند"

۶۔ تو (اے محمد) کہدے کہ بھلا تمہارے مصنوعی شریکوں میں سے بھی کوئی ہے جو کسی چیز کو ابتدا سے پیدا کرے پھر فنا کر کے اسی طرح دوبارہ کر دے (کوئی نہیں) تو کہدے اللہ ہی پیدا کرتا ہے اور معدوم کر کے پھر اُسی طرح کر دیتا ہے پھر تم کہاں بہکے جا رہے ہو۔ تو کہدے کیا تمہارے معبودوں میں سے بھی کوئی ہے جو حق کی راہ نمائی کرے تو کہدے اللہ ہی (بذریعہ انبیا و الہام) حق کی راہ نمائی کرتا ہے کیا بھلا جو حق دکھائے اتباع کئے جانیکا زیادہ مستحق ہے یا جو بغیر ہدایت کرنے دوسرے کے چل ہی نہیں سکتا تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسی غلط رائے لگاتے ہو۔

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (النحل) ۵ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (یونس) ۶۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۚ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ

ے۔ تو کہہ بھلا آسمانوں اور زمینوں کا خالق کون ہے خود ہی کہہ دے اللہ پھر کہہ کیا تم نے اُسکے سوائے اور متولی بنائے ہیں جو اپنے لئے بھی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے تو کہہ کہ کیا اندھا اور سنوانکھا برابر ہیں (یعنے مشرک اور موحد) یا اندھیرا و چاندنا برابر ہیں کیا (یہ سننکر) بھی اللہ کے شریک بناتے ہیں۔ بھلا اُنہوں نے بھی خدا جیسی کوئی مخلوق پیدا کی ہے۔ کہ اُن پر وہ مشتبہ پوری ہو گئی ہو۔ تو کہدے اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے"

۸۔ تو کہدے اگر خدا کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسے یہ مشرک کہتے ہیں تو وہ اسی وقت مالک الملک کی طرف کوئی راستہ نکالتے وہ تو اُن کی بیہودہ گوئی سے پاک ہے اور بہت بلند"

۹۔ لوگو! تمکو ایک مثال سنائی جاتی ہے اس کو کان لگاؤ۔ بیشک جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے پڑے سب کے سب جمع ہو جائیں اور اگر مکھی اُن سے کچھ چھین لے تو اُن سے واپس نہیں لے سکتے طالب اور مطلوب (عابد اور معبود) دونوں ہی ضعیف ہیں۔ اللہ کی قدر اُس کی شان کے مناسب نہیں کرتے۔ بیشک اللہ بڑا ہی طاقت والا بڑا غالب ہے۔

تَهۡدِیۡ فَمَا لَكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ (یونس) ۷ قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ قُلِ اللّٰهُ قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ اَمۡ هَلۡ تَسۡتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوۡا كَخَلۡقِهٖ فَتَشَابَهَ الۡخَلۡقُ عَلَيۡهِمۡ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ (رعد) ۸ قُلۡ لَّوۡ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوۡلُوۡنَ اِذًا لَّابۡتَغَوۡا اِلٰى ذِى الۡعَرۡشِ سَبِيۡلًا سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا كَبِيۡرًا (بنی اسرائیل) ۹ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ وَاِنۡ يَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَيۡـئًا لَّا يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ (الحج)

سلہ جو کوئی اللہ کے ساتھ اور معبود کو پکارتا ہے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں حساب اسکا خدا کے ہاں ہوگا۔ بیشک منکر لوگ نہیں چھوٹینگے

للہ۔ تو کہہ دکس نے آسمانوں اور زمینوں کو بنایا ہے اور اوپر سے پانی اتار کر اس کے ساتھ گھن باغ کو پیدا کرتا ہے۔ تم ان کا ایک پتا بھی نہیں بنا سکتے۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی معبود ہے (نہیں) بلکہ مشرک ہی کجروی کرتے ہیں

کس نے زمین کو تمہارے ٹہرنے کیلئے بنایا اور زمین میں بڑے بڑے اٹل پہاڑ کھڑے کر دیئے۔ اور کس نے دریاؤں میں پردہ کر رکھا ہے (کہ میٹھا اور کڑوا پانی الگ الگ رہتا ہے) کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (نہیں) لیکن بہت سے (لوگ) نہیں جانتے۔ کون عاجزوں کی دعائیں جب وہ عاجزی سے کریں تو قبول کرتا ہے اور تکالیف کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں ایک دوسرے کے نائب بناتا ہے کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ کون تم کو جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں ستاروں کے ذریعہ راہ دکھاتا ہے + (باقی آئندہ)

سلہ مَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (مومنون) للہ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ

للہ۔ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ

تعداد ازدواج پر مصنف امہات کی رائے

اور اس پر بحث

مصنف **امہات** اپنی کتاب کے شروع میں لکھتے ہیں۔ کہ تمام عیسائی قائل ہیں کہ عہد قدیم میں کثرت ازدواجی اس زمانہ کی تہذیب کے اندازہ سے حلال و مشروع تھی۔ بنی اسرائیل نے اس رسم کو اپنے پیشینوں کی تقلید میں جاری رکھا۔ ان کے انبیاء و صلحاء امت نے اسکو جائز تسلیم کیا۔ مگر عہد جدید میں جو مسیح موعود کی بعثت سے شروع ہوا اور جس نے بنی آدم کی ترقی تہذیب کا نیا سنہ جاری کیا۔ وہ رسم جو طلاق کے ساتھ ہمیشہ رہی ہے اٹھ گئی

میں کہتا ہوں۔ کہ آپ کا یہ لکھنا بالکل غلط بلکہ اغلط ہے۔ حضرت مسیح نے انجیل میں کہیں نہیں فرمایا۔ کہ کثرت ازدواجی منسوخ ہو گئی۔ یا توریت میں کوئی حکم بدل گیا۔ بلکہ وہ تو صاف فرماتے ہیں کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ ع کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ جو کچھ وہ تمہیں کہیں۔ وہ کرو۔

اور پھر فرمایا۔ کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ بلکہ اسے پورا کرنے آیا ہوں سو جو کوئی توریت کے سب سے چھوٹے حکم کو ٹالتا ہے۔ اور ویسا ہی دوسروں کو سکھاتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا (متی ۵ باب ۱۷) پس حضرت مسیح ع۔ انبیاء سابقہ کے برخلاف کس طرح تعلیم دے سکتے تھے۔ اور موسیٰ ع کی توریت کو چھوڑ کر کوئی نیا حکم اسکے برخلاف کسطرح دے سکتے تھے۔ وہ تو صرف توریت ہی کی تعمیل کرنے کرانے آئے۔ اور صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کیلئے آئے۔ نئی تعلیم جسقدر آنجناب کیطرف یا حواریوں کیطرف منسوب کیجاتی ہے سب بناوٹی اور جعلی معلوم ہوتی ہے۔

اور سے بھی یوں ہی جب سارے انبیاء شریعت قدیمہ ہی کی تعلیم دیتے آئے۔ تو حضرت مسیح ع کسطرح شرائع سابقہ کے برخلاف نئی تعلیم دے سکتے تھے۔ ایک نبی قدیم تعلیم میں عملی تجدید و اصلاح تو رسم زمانہ کے بموجب کر سکتا ہے۔ مگر دفعتہً شریعت ہی کو خود رد و بدل نہیں کر سکتا۔ پس جب مسیح ع خود بھی توراۃ ہی کی تعمیل کرتے رہے۔ دوسروں کو بھی اسی کی تعمیل کیلئے حکم دیا۔

تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ توریت کے بالکل نقیض تعلیم اُن کی طرف منسوب کرنا صریحاً غلط ہو۔ اب اگر مسیح عہ نے بالکل نئی تعلیم جاری کی۔ تو مسیح عہ کا وہ فرمان غلط ہے۔ کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ اور اگر وہ فرمان صحیح ہے۔ تو جس قدر نئی تعلیم توریت کے برخلاف اُن کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ وہ غلط ہو۔ دونوں میں سے ایک بات کی تعلیم سے عیسائیوں کو چارہ نہیں +

پس جب مسیح توریت ہی کی تعمیل کرنے کرانے آئے۔ اور فریسیوں اور فقیہوں کے اقوال پر بھی عملدرآمد کرنے کیلئے تعمید فرماتے رہے۔ تو ڈاکٹر صاحب کا فرمانا کہ مسیح نے نئی تہذیب جاری کی کسقدر دروغ بے فروغ ہے مگر آپ بچوں کا دل بہلاتے ہیں۔ انجیل متی کی ان اُردو عبارات کو اور کوئی نہیں سمجھ سکتا +

اچھا تھوڑی دیر کیلئے آپ کی خاطر مان لیتے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام نے بقول پولوس توریت کو عیب لگا کر اسکا تختہ الٹ دیا (عبرانی ۷ باب ۱۸ وغیرہ) اور اسکا نقطہ یا شوشہ تو ایک طرف اُسے تقویم پارینہ قرار دیکر اسکا نام ونشان نہ چھوڑا۔ بلکہ شریعت کے پیرؤں کو لعنتی قرار دیا (عبرانی رومی وغیرہ) اور تہذیب کا نیا سنہ جاری کرکے تعمیل شریعت تقوائے اور طہارت۔ حلت وحرمت۔ سب کو خیرباد کہا۔ (طیطس ۱۱ باب ۱۵) اچھا صاحب فرمائیے۔ تہذیب کے اس نئے مسئلہ میں مسیح عہ نے کہاں ممانعت کی۔ کہ زیادہ جورووں نہ کرو۔ یا زیادہ جورووں کا کرنا تمہیں حرام ہے۔ مسیح عہ نے فقیہوں اور فریسیوں کو زنا کار اور نفاق پر ضرور جابجا کوسا اور متنبہ کیا۔ مگر یہ کہیں بھی نہ فرمایا۔ کہ اسے ایک سے زیادہ نکاح کرنے والو یا بہت سی عورتیں رکھنے والو تم پر افسوس۔ اگر اس رسم کا رد کرنا آپ کا مقصود ہوتا۔ تو ضرور صاف صاف کثرت ازدواج کو آپ اُڑاتے۔ ہاں اسقدر تو آپنے ضرور فرمایا کہ شروع میں خالق نے ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت پیدا کی اور کہ عورت ماں باپ کو چھوڑ کر مرد کے پاس جاتی ہے۔ اسلئے اُن کو یگانگت اختیار کرنی چاہیئے۔ اور پیار اور محبت سے یک تن ہو کر رہنا چاہیئے۔ طلاق نہ دینا چاہیئے (متی ۱۹ باب ۴ سے ۹) مگر اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ مسیح عہ نے کثرت ازدواجی کی ممانعت کی۔ بلکہ اس سے تو پہلے سے بھی کثرت ازدواجی کی درست ہو گئی کہ اس سے پیشتر آخر طلاق تو جائز تھی جس کی وجہ سے بقول آپ کے کثرت ازدواجی میں کچھ خفت ہو سکتی تھی۔ اب طلاق بھی جائز نہیں رہی۔ جتنی شرعی جورویں ہوں۔ اپنے پاس ہی رہنی چاہئیں چنانچہ اُن فریسیوں کا جو آزمائش مسیح عہ کے لئے آئے تھے۔ سوال بھی طلاق ہی کی بابت تھا

کثرت ازدواجی کے روا یا ناروا ہونے کی نسبت اُن کی کوئی گفتگو نہ تھی۔ متی ۱۵ باب ۳ دیکھو
اور فریسی اُسکی آزمائش کے لئے اُس کے پاس آئے۔ اور اُس سے کہا کیا روا ہے کہ مرد
ہر ایک سبب سے اپنی جورو کو طلاق دیوے۔ اس کے جواب میں مسیح ع نے فرمایا۔
اور سمجھایا۔ کہ عورت کو بے موجب محض عیاشی کی خاطر طلاق نہیں دینی چاہئے اسلئے کہ شروع
میں خالق نے ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت بنائی۔ اور کہ اس لئے مرد اپنے ماں باپ کو
چھوڑ دیگا۔ اور اپنی جورو سے ملا رہیگا۔ اور وے دونو ایک تن ہونگے پس جسے خدا
نے جوڑا انسان نہ توڑے +

پس مسیح ع کی اس جواب سے اور فریسیوں کے سوال سے اُس کے سوائے اور کوئی نتیجہ
مستنبط نہیں ہوتا۔ کہ مسیح ع نے عورت اور مرد کو ایک تن ہوکر رہنے کا حکم دیا۔ اور محبت اور
یگانگت رکھنے کے لئے مبالغہ فرمایا اور طلاق کی ممانعت کی اس سے ایک ہی جورو کرنے یا کثرت ازدواجی
کے متعلق کوئی گفتگو نہیں +

ڈاکٹر صاحب آپ ان الفاظ سے کہ خالق نے شروع میں ایک ہی مرد اور ایک
ہی عورت پیدا کی۔ دھوکا نہ کھائیں۔ اور نہ سمجھیں۔ کہ اس سے ایک مرد کیلئے ایک ہی عورت کا
ہونا نکلتا ہے یہ الفاظ محض کمال اتحاد اور یگانگت کی تاکید کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کو ایک
زوجہ رکھنے سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ فریسیوں کا سوال کثرت ازدواجی کے جواز یا عدم جواز کے متعلق نہیں
تھا۔ انکا سوال محض طلاق کے متعلق تھا کہ کیا مرد کو روا ہے۔ کہ ہر ایک سبب سے اپنی جورو کو چھوڑ
دے۔ اسکا جواب مسیح ع نے دیا کہ شروع میں خالق نے ایک مرد اور ایک عورت بنائی پس ان دونو
کو یک جان اور دو قالب ہوکر رہنا چاہئے اور انسان کو یہ تعلق ہرگز توڑنا نہیں چاہئے

نزول توریت سے پیشتر حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب جیسے انبیا نے شرع کثرت ازدواجی
پر عمل کیا ہے۔ پس بنی اسرائیل ہی کے لئے کثرت ازدواجی جائز نہیں ہوتی۔ تاکہا جاتا کہ ایک ہی
مرد اور ایک ہی عورت کے الفاظ سے کثرت ازدواجی کی ممانعت مقصود ہے یہ تو واقعہ نفس الامری ہے
کہ آغاز دنیا اور انبیاء قدیم سے کثرت ازدواجی کا رواج رہا۔ پس ان ایک ہی مرد اور ایک ہی لفظ کے مفہوم
سے یہ مغالطہ کھانا۔ کہ شروع میں ایک مرد کی ایک ہی عورت ہوتی تھی۔ ٹھیک نہیں ہے۔

فریسیوں نے مسیح ع سے طلاق ہی کا مسئلہ پوچھا۔ اور اُسی کا مسیح ع نے جواب دیا۔ پس مسیح

کی اس گفتگو اور طرز کلام کو کثرت ازدواجی کی ممانعت یا عدم ممانعت سے کوئی بھی متعلق نہیں ہے اور محض طلاق کی ممانعت میں مبالغہ مقصود ہے۔ تو اس سے حضرت مسیح ع نے اپنی قوم میں کثرت ازدواجی کو اور بھی وسعت دی نہ کہ گھٹا یا۔ کیونکہ اس سے پیشتر آخر بنی اسرائیل میں طلاق تو تھی۔ انسان پچھلی جورو کو چھوڑ کر نئی جورو کر سکتا تھا۔ مگر مسیح ع کے اس قول نے طلاق کی ممانعت قطعاً کر کے کثرت ازدواجی کو اور بھی وسیع کیا۔ اور اس امر کی تاکید کی۔

اور حضرت مسیح ع کے اس قول سے کہ شروع سے ایسا نہ تھا۔ یہ مقصود نہیں کہ شروع سے کثرت ازدواجی نہ تھی۔ بنی اسرائیل کیلئے روا رکھی گئی۔ اور اب منسوخ ہو گئی۔ بلکہ حضرت مسیح ع کے اس قول کا یہ مطلب ہے۔ کہ شروع سے طلاق نہ تھی۔ کیونکہ اگر یہ سمجھا جائے۔ کہ شروع سے کثرت ازدواجی نہ تھی تو یہ تو واقعہ کے برخلاف ہے حضرت ابراہیم۔ اسحاق۔ یعقوب۔ وغیرہ سب انبیاء عظام جو توریت سے پیشتر ہوئے ہیں۔ کثیر الازدواج تھے۔ تمام دنیا میں کثرۃ الازدواجی کا کمال رواج رہا۔ پس نہ شروع سے ایسا نہ تھا، ان الفاظ کو مسئلہ کثرت ازدواجی کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا قول متی ۱۹ باب ۲۸ سے یہ سمجھنا۔ کہ انسانی سخت دلی سے جوروؤں کی تعداد بڑھاتی یہ بالکل غلط ہے۔ سخت دلی کو کثرت ازدواجی سے کوئی تعلق نہیں سخت دلی کے الفاظ محض طلاق سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ فریسیوں نے حضرت مسیح ع سے یہی کہا تھا۔ کہ پھر موسےٰ نے کیوں حکم دیا۔ کہ طلاق نامہ اسے دیکر چھوڑ دے۔ پس انہوں نے حضرت موسیٰ ع کے مجوزہ طلاق کی حکمت پوچھی تھی سو اسی کا جواب حضرت مسیح ع نے دیا تھا کہ تمہاری سخت دلی کے سبب تم کو جورواں چھوڑ دینے کی اجازت دی۔ پر شروع سے ایسا نہ تھا۔ یعنی نزول توریت سے پیشتر طلاق قطعاً نہ تھی جوروؤں کو پاس ہی رکھنے کا حکم تھا۔ کسی طرح طلاق دینے کی اجازت نہ تھی۔ تم کو صرف تمہاری سخت دلی اور قساوت قلبی کے سبب سے طلاق کی اجازت ہوئی کیونکہ تم لوگ عورتوں سے حسن معاشرت اور حسن سلوک نہیں کرتے۔ اسلئے تم کو طلاق کی اجازت دیدی گئی۔ کہ کسی طرح وہ عورتیں تمہارے پنجہ ظلم سے تو چھوٹ جائیں۔ ورنہ تم لوگوں سے پیشتر لوگ سخت دل نہیں تھے۔ وہ عورتوں کو ستایا کرتے اور اسلئے ان میں طلاق بھی نہ تھی پس ڈاکٹر صاحب یقیناً یاد رکھیں۔ کہ کثرت ازدواجی سخت دلی کا نتیجہ نہیں بلکہ طلاق سخت دلی اور برے سلوک کا نتیجہ ہے۔ اور طلاق ہی کو ساتھ سخت دلی کا تعلق ہے۔ آپ کی یہ منطق بالکل غلط ہے جو آپ خواہ مخواہ حضرت مسیح ع کے فرمان کے برخلاف سخت دلی کا تعلق کثرت ازدواجی کو ساتھ لگاتے ہیں۔

اور ڈاکٹر صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ کثرت ازدواجی کی رسم ہمیشہ طلاق کے ساتھ توام رہی ہے۔ کسقدر غلط اور عظیم الشان دروغ ہے +

طلاق کا جواب تو صرف بنی اسرائیل کو ہوا (دیکھو متی ۱۹ باب ۸) اور کثرت ازدواجی حکم طلاق سے پیشتر بھی اس مادہ کی تہذیب کے اندازہ سے حلال و مشروع تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق یعقوب وغیرہ انبیاء کثیر الازدواج تھے مگر طلاق اُس زمانہ میں بالکل جائز نہ تھی۔ طلاق صرف یہودیوں کی سخت دلی کے سبب سے مقرر ہوئی۔ پس طلاق اور کثرت ازدواجی کو لازم ملزوم قرار دینا کسقدر واقعہ کی خلاف اور صداقت کا خون کرنا ہے۔ کثرت ازدواج اور طلاق لازم ملزوم ہرگز نہیں انہیں کوئی تلازم ہے۔ سینکڑوں لوگ کثیر الازدواج ہیں مگر وہ طلاق کسی کو نہیں دیتے اور توریت سے پیشتر کوئی بھی کسی عورت کو طلاق نہیں دیتا تھا اور کئی شخص ایک ہی عورت نکاح کر کے اُسے طلاق دیتے ہیں اور دوسری عورت نہیں کرتے۔ پس کثرت ازدواجی اور طلاق کو لازم ملزوم کہنا کس منطق کا نتیجہ ہے

ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر صاحب تو تھے ہی منطقی بھی کچھ رہی ثابت ہوئے۔ کہ ارسطو افلاطون اور بیکن کو بھی مات کر دیا۔ معمولی علوم سے بھی اسقدر جہالت اور کتاب نویسی کا ارادہ کرنا نازم بابیں ریش و فش۔

جب طلاق اور کثرت ازدواجی لازم ملزوم نہ ہوئے اور کثرت ازدواجی کی ہرگز مسیح ؑ نے کہیں ممانعت نہیں فرمائی اور طلاق کو منع کر دیا تو اس سے کثرت ازدواجی کو اور وسعت ہو گئی۔ نہ کہ کچھ کمی اور اُسپر ایک اور دلیل یہ ہے کہ گو پروٹسٹنٹ بوجہ کسی خاص قانون کے زیادہ بیویاں نہیں کرتے مگر اور بہت سے عیسائی فرقے تعداد ازدواج کو جائز رکھتے ہیں۔ جیسے امریکہ میں فرقہ مارمین اور بہت سے عیسائی پادری زیادہ جوروان کو رکھتے ہیں۔ چنانچہ امام فن مناظرہ اہل کتاب نے نوید جاوید میں ان کتابوں سے بخوبی ثابت کر دیا ہے۔ وہاں دیکھا چاہیے اگر کثرت ازدواج کو مسیح نے روک دیا ہوتا۔ تو پولوس سول اپنے خط میں کبھی قید نہ لگاتے کہ کلیسیا کا نگہبان پادری بے عیب ایک جورو کا شوہر پرہیزگار صاحب تمیز شائستہ مسافر دوست ہو (استطاؤس ۳ باب ۲) بے الزام ہو اور ایک ہی جورو رکھتا ہو (طیطس ۱ باب ۶) کیونکہ اگر مسیح ؑ نے ایک سے زیادہ جوروان رکھنے سے روک دیا ہوتا۔ تو ایک جورو کی قید کی کیا حاجت تھی اس سے ایک احمق سے احمق بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح ؑ نے اپنے اس حکم ممانعت طلاق سے کثرت ازدواج کو ہرگز نہیں روکا۔ اور یہ کہ ان دنوں عیسائیوں میں کئی جورواں کرنے کا عام رواج تھا۔ تب تو ان لوگوں کو مقرر کرنے کی ضرورت ہوئی کہ ایک جورو والا ہو ورنہ کوئی صاحب بتلائیں کہ ایک جورو کی قید کیوں لگائی گئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ پادریوں کو بھی اس حکم میں کثرت

ازدواجی کی ممانعت نہیں ہے بلکہ مصلحتاً ایک صلاح دی گئی ہے کہ ایک جورو رکھیں۔ کیونکہ ایک جورو کرنے والے دنیا کے کاروبار میں اسقدر گرفتار نہیں ہوتے جسقدر زیادہ جوروں والے ہیں پس یہہ کوئی ممانعت نہیں۔ بلکہ مصلحت ہے۔ اب اگرچہ میں نظیر دے سکتا ہوں کہ عیسائیوں کے بعض عیسائی بادشاہ بھی بہت سی بیویاں اور باندیاں رکھتے رہے ہیں اور وہ سب بیاہ شرع کے مطابق سمجھے جاتے ہیں (راپلوجی گاڈفری ہگنس صفحہ ۵۷) اور عیسائیوں نے خود بھی کثرت ازدواجی کے متعلق بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں اور اسی پادری کثرت ازدواجی کو لنتو دیتے رہے ہیں۔ لیکن چونکہ خود انجیل سے کثرت ازدواجی کی اجازت ثابت ہے اور اسکی کوئی روک نہیں اسلئے کچھ ضرورت نہیں۔ کہ اس بارہ میں زیادہ خامہ فرسائی کی جائے۔ البتہ حیرت ہے تعاسبات پر حیرت ہے کہ مسیح نے کثرت ازدواجی کی ممانعت نہیں کی۔ حواری کثرت ازواج کو جائز قرار دیتے اور مصلحتہً پادریوں کو ایک بیبی صلاح دیتے اور مسیح کے اقوال ہیں کثرت ازدواجی کے برخلاف کچھ نہیں سمجھتے۔ عیسائی بادشاہ وغیرہ بہت سی بیویاں اور باندیاں جمع کرتے رہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب خاک بھی نہیں سمجھے اور مسیح اور حواریوں کے بالکل برخلاف کثرت ازدواجی کو انجیل کے اصل منشا کے برخلاف بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر کا یہہ قول بھی غلط ہے کہ کثرت ازدواجی سخت دلی کا نتیجہ ہے۔ بلکہ کئی حالت میں رحم دلی کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے جس زمانہ میں عورات کی کثرت ہو اور لوگ بوجہ جنگ وغیرہ کے مارے جائیں اس زمانہ میں کثرت ازدواجی عین رحم کا نتیجہ ہوتی ہے اور صاحب یہ عجیب ہے کہ انسانی سخت دلی نے جوروؤں کی تعداد بڑھائی۔ اور عقلا نے اسکی برائیوں کو طلاق سے کم کیا۔ انسانی سخت دلی نے بڑھائی۔ خدا نے نہ بڑھائی جسنے کبھی ممانعت نہ فرمائی۔ بلکہ انکو برکت دینے کا وعدہ فرمایا جو اس رسم پر چلتے تھے (دیکھو اصلاح ۱۳)

اور آپکا قول کہ عقلا نے اسکی برائیوں کو طلاق سے کم کیا وہ کون سے عقلا تھے جنہوں نے طلاق سے اسکی برائی کو کم کیا۔ ان کا نام تو لیا ہوتا۔ کیونکہ تم آپ ہی تو کہتے ہو کہ صرف مسیح نے منع کیا اور کسی نے نہیں کیا۔ (متی ۱۹ باب ۸) پس آپکا یہہ کہنا کس قدر غلط ہے کہ عقلا نے کیا اور کیا وجہ کہ خداوند تعالیٰ نے اس برائی کو کم نہ کیا اور دیگر عقلا پر انحصار رکھا۔ شریعت کی اتنی لمبی چوڑی کتابیں انبیا پر الہام کر دیں۔ اور اسکے بارہ میں ایک دفعہ بھی نہ بولا۔ بلکہ ہمیشہ روا رکھا اور اسپر چلنے والوں کو برکت کا وعدہ دیا۔ اور کیا سارے انبیا وغیرہ سخت دل تھے جنہوں نے کثرت ازدواجی پر عمل کیا جو کہ توریت کے نزول اور حضرت موسیٰ سے بھی پیشتر تھے وہ لوگ یہہ سخت دلی کا فعل کیوں عمل میں لائے حضرت مسیح کے جد امجد حضرت ابراہیم نے کیوں تین عورتیں کیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیوں چار جوروان کیں۔ یہہ لوگ تو ساری

پیغمبروں کے سردار اور خلیل اللہ گذرے ہیں اور تمہاری ابن اللہ کے جد امجد گذرے ہیں۔ انہوں نے یہہ سخت دلی کا اور ناپاک کام کیوں کیا۔ یہہ محض تمہاری خباثت باطنی ہے کہ ایسے عالی قدر انبیا کو جنکی جوتیوں کی بھی برابری تم نہیں کر سکتے سخت دل او غیرت مہذب کہہ بیٹھے ہو۔

صاحب من صنیادی تہذیب ایک اضافی امر ہے جسکا معیار ہر زمانہ میں بدلتا رہتا ہے اور ان انبیاء کا فعل نہایت ہی اعلےٰ اور شائستہ۔ تم بیشک اُنکو سخت دل اور ناشائستہ کہو لیکن ہم تو اپنے خدا سے ڈرتے ہیں اور انکے ہر فعل کی تحسین کرتے ہیں۔

اور تمہارا کتاب کے اخیر میں (۱۱۹) یہہ لکھنا کسقدر خباثت طبع سے ہے کہ بادشاہوں مثلاً حضرت داؤد وسلیمان کا بہت سی عورتوں کا فراہم کرنا۔ یہہ قدیم رواج کے موافق تھا۔ لوگ اسکو شان بادشاہی سمجھتے تھے اور اسلامی سلاطین اب بھی سمجھتے ہیں۔ ہم اسکو معیوب جانتے ہیں اور داؤد اور سلیمان کی حمایت اس بارہ میں کرتے شرماتے ہیں۔ اور ہمکو جرأت نہیں کہ ہم اس عیاشی کو معجزہ یا خرق عادت کہیں۔ کیا یہہ لطیفہ نہیں کہ تم آپ ہی اس فعل کو اس زمانہ کی تہذیب کے رو سے حلال و مشروع بتاتے ہو۔ اور آپ ہی اس فعل داؤدی و سلیمانی سے شرماتے ہو اور اسکو عیاشی بتاتے ہو جسکو خدا نے بھی تحسین کی نظر سے دیکھا اور یہہ تمہاری نیک بختی اور سعادت ہے کہ اپنے ابن اللہ کے جد امجد حضرت داؤد ع کو جسکی حواریین تک تعریف کرتے ہیں۔ عیاشی اور عینک بتاتے ہو۔ اور آپکے یہہ الفاظ کہ عہد عتیق سے ہی آدمی کی تہذیب کا نیا سنہ جاری ہوا۔

تہذیب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آتی تہذیب یا شائستگی کو مذہب مسیح کو کیا تعلق ہے جس مذہب میں تعمیل شریعت لعنت بلکہ لعنت کا موجب نیکی کرنا بدی سے بچنا۔ تقویٰ اور طہارت سب فضول اعمال رائیگان اور مفت میں نجات ہو سوائے گندگی و بد تہذیبی۔ گالی گلوچ وغیرہ کے جو آپ صاحبوں کا کام ہے اور آپکی کتاب سے ظاہر ہے۔ اس مذہب میں کچھہ نہ پایا جاوے کیا تہذیب کی اس مذہب سے امید ہو سکتی ہے ہاں پادری شیلر صاحب تو عیسائی چال چلن سے زناکاری، شراب خواری کی شکایت کرتے کرتے تھک گئے اور انہوں نے ان تین لعنتوں کے لئے لازم ملزوم ٹھیرایا۔ اور آپ جس تہذیب کا ذکر کرتے ہو جسکو تہذیب سمجھتے ہو تو یورپ کی سوسائیٹیوں کا اندرونی حال دربار لنڈن کے اسرار پیرس کے اسرار مطالعہ کرو تو آپ کو ترقی تہذیب کے نمونہ کا پتہ لگ جائیگا۔ شراب نوش قوم کوئی عیسائیوں سے بڑھ کر ہے ہی نہیں۔ اور شراب وہ ام الخبائث ہے

جو تمام گناہوں، شرارتوں گندگیوں اور ناپاکیوں کی جڑ ہے تمام عقلمند اس کی خباثت اور
برائی پر متفق ہیں جو مذہب مسیحی کے رو سے مشروع اور جائز ہے۔ بلکہ مسیح نے معجزہ کے
طور پر سب سے پہلے شراب ہی بنائی۔ پولوس ہاضمہ کی کمزوری کے لئے اجازت دیتا ہے۔ بلکہ
عشاء ربانی میں شراب اس رسم مقدس کی ایک جزو اعظم ہے پس جن لوگوں میں شراب جیسی
ام الخبائث چیز جائز ہو۔ وہ کسی قوم کو بدتہذیبی کا الزام نہیں لگا سکتے۔ ان کو تو مارے
شرم کے آپ چلو بھر پانی میں ڈوب کر مر جانا چاہئے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ تکمیل شریعت
کے لئے کثرت ازدواجی کا جائز ہونا تو ضروری تھا تاکہ مخلوق کو گناہوں کے لئے کوئی عذر نہ ہو
بہر حال زنا کرنے سے دوسرا نکاح کر لینا بہتر ہے اور چونکہ کثرت الازدواجی انبیاء کا فعل ہے
اسلئے بجز احمق کے کسی شخص کو اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں۔ شرعی نکاح ایک آدھ کر لینا
اس میں کیا برائی اور کیا عیاشی ہو سکتی ہے مگر شرابخواری تو ایسا ناپاکی اور بدتہذیبی کا
کام ہے کہ شرابخواری سے بڑھکر کوئی عیاشی نہیں۔ کثرۃ الازدواجی کی مذمت میں انسان کتنا
ہی مبالغہ کرے۔ مگر بہر حال شراب خواری سے اُسکا درجہ کم ہی رہے گا شراب
تو انسان کو انسانیت سے خارج کر دیتا ہے۔ دو تین پاکدامن عورتیں ضرورت کے
موافق بشرط عدل انسان کرے تو اسمیں کیا قباحت کیا عیاشی ہو سکتی ہے مگر شرابخواری
تو انسان کو دین و دنیا کے کام کا نہیں چھوڑتی اور زنا اور عیاشی کی طرف مائل کرکے انسان
کو خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بنا دیتی ہے۔ ہزارہا خاندانوں کو شراب نے تباہ کیا جرائم کی
تعداد بڑھائی سلطنتیں خاک میں ملا دیں۔ چنانچہ یوروپ میں بھی شراب کی قباحتوں پر دھواں
دھار لیکچر دیئے جا رہے ہیں جو اسلام میں پہلے ہی سے پرلے درجہ کی ناجائز۔ ممنوع اور اسکی صورت
تک دیکھنا حرام ہے اب آپ ہی انصاف کرو کہ پرہیزگاری کا درجہ اسلام میں زیادہ ہے۔ یا
عیسائیت میں۔ عیسائی تہذیب کے موافق تو زنا کی سزا ہی نہیں ہے چنانچہ حضرت مسیح نے
بھی اُس زانیہ عورت کو سزا نہیں دی تھی جس کا انجیل یوحنا کے ۸ باب میں ذکر ہے۔ پس
جس مذہب میں شرابخواری عام رائج اور جائز ہے۔ زنا کی کوئی سزا مقرر نہیں۔ مفت
میں نجات ہے۔ تقوےٰ و طہارت کی ضرورت نہیں۔ اس مذہب سے بڑھکر اور
کس مذہب میں عیاشی زیادہ ہوگی۔

تناسخ کے ابطال پر

سرسری نظر

تناسخ کے مسئلہ جیسا اور کوئی جھوٹا مسئلہ نہیں کیونکہ اسکی بنیاد بھی غلط ہے اور آزمائش کے طور پر بھی یہ غلط ثابت ہوتا ہے اور انسانی پاکیزگی کے لحاظ سے بھی غلط ٹھیرتا ہے اور خدا کی قدرت میں رخنہ انداز ہونے کی وجہ سے بھی ہر ایک عارف کا فرض ہے جو اُسکو غلط سمجھے۔

اسکی بنیاد اس طرح پر غلط ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں بتلایا گیا ہے کہ روح عورت کے پیٹ میں اس طرح آتی ہے کہ شبنم کے ساتھ کسی ساگ پات پر پڑتی ہے اور اسی ساگ پات کے کھانے سے روح بھی ساتھ کھائی جاتی ہے۔ پس اس سے تو لازم آتا ہے کہ روح دو ٹکڑے ہو کر زمین پر پڑتی ہے ایک ٹکڑے کو اتفاقاً مرد کھا لیتا ہے اور دوسرے ٹکڑے کو عورت کھاتی ہے کیونکہ یہ ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ بچہ کو روحانی قوتیں اور روحانی اخلاق مرد اور عورت دونوں سے ملتے ہیں۔ نہ کہ صرف ایک سے پس دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ساگ پات کو کھاویں جس میں روح ہو اور صرف ایک کا کھانا کافی نہیں پس بداہت یہ امر مستلزم تقسیم روح ہے اور تقسیم روح باطل ہے اسلئے تناسخ باطل ہے اور آزمائش کے طور پر یہ مسئلہ اس طرح پر غلط ٹھیرتا ہے کہ جس طرح ہر قسم کی روحیں پیدا ہوتی ہیں ان تمام صورتوں میں ممکن ہی نہیں کہ شبنم کے ساتھ وہ روحیں پیدا ہوتی ہوں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ بالوں میں جوئیں پڑ جاتی ہیں وہ روحیں کس شبنم کے ساتھ کھائی جاتی ہیں ایسا ہی گندم کے کھاتوں میں سسری پڑ جاتی ہے وہ کروڑہا روحیں جو کھاتہ کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں وہ کس شبنم کے ساتھ کھاتہ کے اندر گھستی ہیں اور کون انکو کھاتا ہے۔ ایسا ہی ہم دیکھتے ہیں کہ پیٹ میں کدو دانے پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کبھی دماغ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور طبعی علم کے تجربہ سے پانی کے ہر ایک قطرے میں ہزارہا کیڑے ثابت ہوتے ہیں یہ کس شبنم سے پڑتے ہیں تجربہ بتلا رہا ہے کہ ہر ایک چیز میں ایک قسم کے کیڑوں کا مادہ موجود ہے پشمینہ میں بھی ایک قسم کا کیڑا لگ جاتا ہے لکڑی میں بھی اناج میں بھی پھلوں میں بھی۔ اور بعض پھلوں میں پھل کی پیدائش کے ساتھ ساتھ ہی کیڑا پیدا ہوتا ہے جیسا کہ گولر کا درخت وہ کس شبنم سے کیڑے آتے ہیں اور اہل تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ بعض ترکیبوں سے ہزارہا بچھو پیدا کر سکتے ہیں وہ کس شبنم سے آتے ہیں افسوس

پنڈت دیانند صاحب کی موٹی عقل نے بہت کچھ خفتیں ہندوستانی آریہ صاحبوں کو پہنچائی ہیں آپ تو ایسی غلط اور بیہودہ باتیں بیان کر کے جلد اس دنیا سے گذر گئے اور دوسروں کو جنہوں نے انہیں کا مت اختیار کیا تمام ندامتوں کا نشانہ بنا گئے ۔

دیکھو پاکیزگی کے لحاظ سے بھی تناسخ کا مسئلہ کیسا خراب ہے کیا جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے اسکے ساتھ کوئی فہرست بھی اندر سے نکلتی ہے جس سے معلوم ہو اکہ یہ لڑکی فلاں مرد کی ماں یا دادی یا ہمشیرہ ہے اس سے وہ شادی کرنے سے پرہیز کرے ۔

اور یہ تناسخ کا مسئلہ پرمیشر کی قدرت میں بھی سخت رخنہ انداز ہے - خداوند خدا ہے کہ چاہے تو ایک لکڑی میں جان ڈالدے جیسا کہ حضرت موسیٰ کا عصا ایک دم میں لکڑی اور ایکدم میں سانپ بن جاتا تھا مگر روحوں کی انادی ہونے کی حالت میں ہندؤں کا پرمیشر ہرگز پرمیشر نہیں رہ سکتا کیونکہ یہ محض روحوں کے سہارے سے اپنی خدائی چلا رہا ہے اسکی خدائی کی خیر نہیں وہ آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں اور یہ کہنا کہ تناسخ کا چکر جو کئی ارب سے بموجب آریہ صاحبوں کے عقیدہ کے جاری ہے اسکا باعث گذشتہ پیدائشوں کے گناہ ہیں یہ خیال علم طبعی کے تجربہ کے ذریعہ سے نہایت فضول اور لچر اور باطل ثابت ہوتا ہے یہ ظاہر ہے کہ روحوں کی پیدائش میں بھی خدا تعالیٰ کا ایک نظام ہے جو کبھی پیش و پس نہیں ہوتا مثلاً برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور گرمی کے دنوں میں بکثرت مکھیاں پیدا ہو جاتی ہیں تو کیا انہیں دنوں میں ہمیشہ دنیا میں پاپ زیادہ ہوتے ہیں اور نہایت سخت گناہ کی وجہ سے انسانوں کو مکھیاں اور برسات کے کیڑے بنایا جاتا ہے - اس طرح کے ہزارہا دلائل ہیں جن سے تناسخ باطل ہوتا ہے چاہئے کہ آریہ صاحبان بغور ان تمام باتوں کو سوچیں ۔

مصر شمال مرکزی رقمطراز ہے کہ ذبین میں عید اضحیٰ کی رسوم نہایت شان و شوکت کے ساتھ ادا کی گئی - یہ مبارک یوم ہر سال مقدس حج کے منظر سے دوسرے روز آیا کرتا ہے - ۸ اور ۹ بجے کے مابین تمام اسلامی مسجدوں میں نماز ادا کی گئی جس میں تمام مسلمان شریک ہوئے اور خلیفۃ المسلمین ہز میجسٹی بادشاہ روم کی درازئ حیات کے واسطے

دعا مانگی گئی اور ہز مجسٹی شاہ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہند کے حق میں بھی دعائے خیر کی گئی
ازاں بعد حجاز ریلوے فنڈ کمیٹی کے آنریری سیکرٹری کی سرکوگی میں جامع مسجد ڈربن سے
ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ صاحب موصوف اسوقت ٹھیک عربی بنیش کے لباس
سے ملبس تھے۔ جنہوں نے حضور ملکہ معظمہ کے بت کے پاس پہونچکر حاضرین کو اردو زبان میں مخاطب
کر کے اس مذہبی آزادی کا موثر الفاظ میں تذکرہ کیا جو برٹش حکومت کے زیر سایہ رعایا برایا کو
نصیب ہو رہی ہے۔ اور پھر حجاز ریلوے کی ترقی سے مطلع کر کے حاضرین کو حسب استطاعت
اس کار خیر کے واسطے چندہ دینے کی ترغیب و تحریص دلائی۔ پھر جلوس مذکور سواران پولیس
کی احتشام کے ساتھ میاں قمر الدین اور میاں داؤد محمد صاحبان کے دولت خانہ پر پہونچا
جہاں سامان ناشتہ بافراط ناظرین کے پیش کیا گیا اور باقی دن رفیقوں اور دوستوں
اور رشتہ داروں کی ملاقاتیں کرنے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیں دینے میں صرف
کیا گیا۔ (وطن)

کثرت مے نوشی

ممالک متحدہ میں ۱۹۰۳-۱۹۰۲ء کے اندر صیغہ آبکاری کے محاصل سے ۲۵ ½ لاکھ کی آمدنی ہوئی
جو سال گذشتہ کی نسبت بقدر ½ ۲ لاکھ کے زیادہ ہے۔ دیسی شراب کی کشید سے تقریباً پانچ
لاکھ روپیہ کی آمدنی ہوئی لفٹننٹ گورنر بہادر کی رائے میں یہ مے نوشی لوگوں کی مرفہ الحالی کی
دلیل ہے۔ لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو ہزانر نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں سنگھیرا بینک
کی امانتوں یا انکم ٹیکس وغیرہ سے اگر یہ نتیجہ نکالا جاتا تو بھی ایک بات تھی۔ کثرت مے نوشی
کو دلیل خوشحالی قرار دینا تو بالکل ایسی بات ہے جیسے کہ کسی ملک یا قوم کی بربادی دولت
کو اسکی ثروت پر محمول کر لیا جائے تو ہندوستانی اگر اپنی حماقت و ناعاقبت اندیشی سے اپنی
ساری ہی کمائی شراب خواری میں اڑا دیا کریں تو شاید اس سے بھی زیادہ مرفہ الحال
سمجھے جائیں ہمیں اندیشہ ہے کہ ایسے غلط نتائج سے بھٹک کر ہمارے مہربان حکام اور
خود ابنائے وطن اس بات سے بے پرواہ ہو جائیں۔ کہ مختلف اسباب سے ملک میں

افلاس دن بدن بڑھتا اور عام ہوتا جاتا ہے اور اگر جلد تر اسکا انسداد نہ کیا گیا تو خدا جانے آخر اسے کیا روز بد دیکھنا پڑے گا۔ خواہ تعلیم و ترقی وغیرہ کی لاکھ واویلا مچتی رہے۔

عیسائیت کی چھان بین

پیرس کا ایک نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ مجھے میرے ایک جاپانی دوست نے بیان کیا۔ کہ جاپان سے ایک کمیشن عیسائی مذہب کی چھان بین کے لئے یوروپ بھیجی گئی۔ مگر کمشنر نے عیسائیوں کے مذہب اور اعتقادات میں اسقدر اختلاف دیکھا۔ کہ جب وہ واپس آیا اور ایک کونسل میں جس میں مکاڈو وغیرہ موجود تھے۔ اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے اپنا سر ہلا دیا جس کا منشا یہ تھا۔ کہ یہ مذہب کچھ نہیں میرا جاپانی دوست کہتا ہے کہ کمشنر کے اس بیان کے بعد ہم نے اُس مذہبی چھان بین کے خیال کو چھوڑ دیا۔ اور جب سے ہم اپنے پرانے مذہب شنٹو پر قائم ہیں۔ جاپان میں تین مذہب ہیں شنٹو۔ بدھ۔ کنفوشیا ان تینوں میں بُدھ مذہب کی جاپان میں زیادہ ترقی ہے۔ اُس وقت سے عیسائیت کو کوئی مذہبی کامیابی نہیں ہوئی ٭ (ن م)

معذرت

آجکل علاقہ سیالکوٹ میں کثرت سے طاعون پھیلا ہوا ہے اور اسی باعث سے رسالہ وقت پر شایع نہیں ہوتا اس لئے اب بجائے ۳۲ صفحہ کے ۲۴ صفحہ کا رسالہ شایع ہوا کریگا۔ بعد صحت بفضل خدا کمی پوری کی جاوے گی۔ والسلام۔

اڈیٹر

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

۱۵ جون ۱۹۰۳ء

ان الاسلام رحمۃ للانسان وحجۃ الادیان الانبیاء

باوضح البرہان

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

مذہب اسلام انسان کے حق میں رحمت ہے اور موسوی اور عیسوی مذہب کو اس سے نہائت فائدے پہونچے ہیں۔

یہ مضمون جسکو اب ہم لکھنا چاہتے ہیں ایک ایسا مضمون ہے کہ ہمکو اسکے لکہنا یا پڑہنا شروع کرنے سے پہلے نہائت بے تعصب دل پیدا کرنا چاہئے کیونکہ طرفدار دل سچے اور صحیح نتیجے تک نہیں پہونچتا۔ اس الزام کے رفع کرنے سے تو ہم مجبور ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمانی مذہب میں جو فی الواقع خوبی ہے اسکو ظاہر کرتے ہیں مگر جہانتک ہم سے ہو سکا ہے ہمنے نہائت

ٹھنڈی طبیعت اور ناطرفدار دل اور سیدھی سادی سچی نیت سے یہ مضمون لکھا ہے اور اسی لئے ہمکو یقین ہو کہ اگر ہم اپنی اس رائے پر دوسرے کو یقین نہ دلا سکینگے تو اس کو رنجیدہ بھی نہیں کرینگے ہمارا یہ مضمون چار حصوں پر منقسم ہے۔

پہلے حصہ میں ان فائدوں کا بیان ہے جو مذہب اسلام سے عموماً انسان کی معاشرت کو پہونچے ہیں

گو ہم کیسے ہی سچے دل اور نیک نیت سے ناطرفدارانہ اس مضمون کو لکھینگے مگر ہمکو نہائت افسوس ہے کہ جو بات مذہب اسلام کے متعلق ہوتی ہو اُس کو عیسائی مصنف ہمیشہ بدظنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نیکی کو چھوڑ کر بدی پر عمل کرتے ہیں اس لئے ہمکو توقع نہیں ہوتی کہ جو خاص ہماری رائے اس باب میں ہو وہ اسی بدگمانی اور بدظنی کی نگاہ سے نہ دیکھی جاوے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس موقعہ پر ہم انہیں راؤں کا بیان کریں جن کو خود بعض عیسائی مصنفوں نے انسان کے حق میں مذہب اسلام کے مفید ہونے کی نسبت لکھی ہیں۔

سر ولیم میور جو ایک نہائت دیندار عیسائی ہیں۔ اور جب تک علانیہ اور نہائت روشن بات نہو اسلام کے حق میں گواہی نہیں دے سکتے اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں جس کے لیے ہم مسلمانوں کو ان کا شکر کرنا چاہیے ارقام فرماتے ہیں کہ "ہم بلاتامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اُس نے (یعنی مذہب اسلام نے) ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو جنکی تاریکی مدتوں سے عرب کے ملک جزیرہ نما پر چھا رہی تھی کالعدم کردیا۔ اسلام کی صدائے جنگ سے بت پرستی موقوف ہوگئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص اور ایک جگہ احاطہ کی ہوئی قدرت کا مسئلہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا . . زندہ اصول ہو گیا ہے جیسے کہ خاص حضرت محمدؐ کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی ہیں یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق

کرنا چاہئیے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے۔ کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہئیے۔ غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی چاہیے۔ نشہ کی چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے۔ کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا ✦

سر ولیم میور کی اس تحریر میں کچھ حاشیہ لکھنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ صدائے جنگ نے بت پرستی کو معدوم نہیں کیا۔ بلکہ اس سچے مسئلہ وحدانیت کے وعظ نے بت پرستی کو معدوم کیا ہے۔ جس کا اثر قرآن مجید کے نہایت فصیح اور پرتاثیر فقروں سے لوگوں کے دلوں پر ہوتا تھا اور نہ صرف عرب سے بت پرستی کو نیست ونابود کیا بلکہ تمام مذہبوں میں جو اسوقت دنیا میں رائج تھے اور وہاں تک وعظوں کی آواز پہونچتی تھی اس خیال کو پیدا کر دیا کہ بت پرستی نہایت کمینہ خصلت اور ایک سخت گناہ ہے۔

برادرانہ دینی محبت کا برتاؤ آپس میں مسلمانوں کے ایک خدا کے ماننے والے ہونے کی وجہ سے بتایا۔ جو ایک قدرتی رشتہ دینی بھائی ہونے کا ہے مگر انسانی محبت کا برتاؤ تمام انسانوں سے بلکہ ہر ایک سے جو جگر تر رکھتا ہو برتنے کو فرمایا۔

غلاموں کی نسبت اگر صحیح تسلیم کیا جاوے تو اسلام نے غلامی کو بالکل نیست ونابود کر دیا ہے۔ اسیران جنگ کے سوا کوئی غلام نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ بھی زمانہ جاہلیت کی رسم کے موافق مگر قرآن نے "اما منا بعد واما فداء" کہکر اسکو بھی نابود کر دیا جو لوگ اسیران جنگ کو احساناً چھوڑ دیتے ہیں نہایت اعلے درجہ پاتے ہیں۔ اور جو کچھ لیکر چھوڑتے ہیں وہ ان سے کمتر گنے جاتے ہیں۔ اس حکم کے پہلے سے جو لوگ غلام تھے ان کی پرورش کا ویسا ہی ان کو حکم دیا جس طرح کہ وہ آپ اپنی جان کی پرورش کرتے ہیں۔

ان سب باتوں کی نسبت سر ولیم میور نے مذکورہ بالا فقرہ میں اشارہ کیا ہے مگر

اتنی بات اور زیادہ کرنی چاہیئے تھی کہ مذہب اسلام نے قمار بازی کو منع کرنے اور ناشائستہ کلمات کو مونہہ سے نکالنے کی ممانعت سے والدین کیساتھ محبت اور تعظیم سے پیش آنیکی تاکید سے ایک مناسب اندازہ سے خیرات دینے کی رغبت دلانیسے لوگوں کو انکی حاجت میں قرض حسنہ دینے سے وعدہ کے وفا کرنے کی تاکید سے جانوروں کیساتھ رحم اور مہربانی برتنے کے حکم سے انسانی کے اخلاق اور ان کی حسن معاشرت میں بہت کچھہ ترقی دی ہے ۔

مشہور اور نہائت لائق اور قابل مورخ گبن اپنی کتاب میں جہاں یہ بحث کرتا ہے کہ حضرت محمدؐ اپنے ملک کی نسبت کیسے تھے اس طرح پر لکھتا ہے کہ حضرت محمدؐ کی سیرت میں سب سے اخیر جو بات غور کرنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ ان کا عظم و شان لوگوں کی بھلائی اور بہبودی کے حق میں مفید ہوا یا مضر جو لوگ آنحضرت صلعم کے سخت دشمن ہیں وہ بھی اور نہائیت متعصب عیسائی اور یہودی بھی باوجود پیغمبر برحق نہ ماننے کے اس بات کو تو ضرور تسلیم کرینگے کہ آنحضرت صلعم نے دعوے رسالت ایک نہائت مفید مسئلہ کی تلقین کے لیئے اختیار کیا۔ گو وہ کہیں کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اس سے اچھا ہے ۔ (گویا وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سوائے ہمارے مذہب کے اور تمام دنیا کے مذہبوں سے اسلام اچھا ہے) آنحضرت یہودیوں اور عیسائیوں کی کتب سماویہ قدیمہ کی سچائی اور پاکیزگی اور ان کے بانیوں یعنے اگلے پیغمبروں کی نیکیوں اور معجزوں اور ایماں داری کو مذہب اسلام کی بنیاد خیال کرتے تھے عرب کے بت خدا کے تخت کے روبرو توڑ دیئے گئے اور انسان کے خون کے کفارہ کو نماز روزہ خیرات سے بدلدیا جو ایک پسندیدہ اور سیدھے سادھے طریقہ کی عبادت ہے (یعنی جو انسان کی قربانی بتوں پر ہوتی تھی اس کو معدوم کیا اور بعوض اس کے نماز روزہ وخیرات کو بطور کفارہ قرار دیا) ان کے عقبی کی جزا و سزا ایسی تمثیلوں میں بیان کی جو ایک جاہل اور ہوا پرست قوم کی طبیعت کے نہائیت موافق تھیں ۔ شائد وہ اپنے ملک کا اخلاقی اور ملکی انتظام درستی سے نہ کر سکتے ہوں مگر آنحضرت نے مسلمانوں میں نیکی اور

محبت کی ایک روح ڈالدی۔ آپس میں بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتوں سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتوں اور یتیموں پر ظلم و ستم ہونے کو روک دیا۔ تو میں جو کہ مخالف تھیں اعتقاد میں فرماں برداری میں متفق ہو گئیں خانگی جھگڑوں میں جو بہادری بیہودہ طور سے صرف ہوتی تھی نہائت مستعدی سے ایک غیر ملک کے دشمن کے مقابلہ پر مائل ہو گئی"۔

مسٹر گبن کی یہ رائے بھی کسی حاشیہ لکھنے کے لائق ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ مسٹر گبن ایک نہائت غیر متعصب مورخ ہے اور مسلمانوں کی تواریخ بھی اس نے نہائت سچائی اور دیانتداری سے لکھی ہے۔ مگر بعض مذہبی مسائل جو اسکو تحقیق نہیں ہوئے یا غلط طور سے اس تک پہونچے یا جہاں اصلی مسئلہ اور علماء کی رائے اور اجتہاد میں اُس نے تمیز نہیں کی ان مقاموں میں اس نے نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے یا مذہب اسلام کے غلط رائے قائم کی ہے اور ہمکو اس نامی مورخ کے نہائت بے تعصب ہونے کی وجہ سے یقین ہے کہ اگر صحیح مسئلہ اس تک پہونچتا تو کبھی وہ رائے قائم نہ کرتا جو اُس نے دی +

انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ عقبی کی سزا اور جزا کا بیان غیر ممکن ہے اَن دیکھی ان چھوئی اَن چکھی اَن سنی چیز کیونکر سمجھ میں آسکتی ہے جس چیز کے لیئے لفظ ہی انسان کی زبان میں نہوں وہ کیونکر بیان ہو سکتی ہے۔ کیفیت جو ایک ذاتی وجدانی چیز ہے وہ دوسرے کو کیونکر بتلائی جا سکتی ہے۔ یہ تمام امور محالات سے ہیں پس وحی یا الہام اُن کو کیونکر بیان کر سکتا ہے۔ سچا اور صحیح مسلمانی مسئلہ سزا و جزا کا یہ ہے کہ "لاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر" پس کوئی بیان کرنیوالا گو کہ وہ الہام ہی کی زبان ہو جزا کو بجز اس کے کہ نہائت ہی محبوب چیز ہے اور سزا کو بجز اس کے کہ نہائت ہی موذی چیز ہے اور کچھ نہیں بتا سکتا۔ سو وہ بھی دنیا ہی کی محبوب اور موذی چیزوں پر قیاس ہو سکتا ہے نہ عقبی کی واقعی محبوب اور موذی چیز پر اس لیئے تمام انبیاء نے دنیا ہی کی محبوب و موذی چیزوں کی تمثیل میں عقبی کی سزا و جزا کا بیان کیا ہے حضرت موسی بھی فرمایا کرتے کہ نیک کام کروگے تو مینہہ برسے گا غلہ پیدا ہوگا

دیا ہو گی گناہ کریگے تو قحط پڑیگا وبا پھیلے گی۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی میں عقبیٰ کا نام ہی نہیں لیا کیونکہ اس زمانہ کے لوگ بجز اُس کے اور کسی چیز پر سزا و جزا کا قیاس کر ہی نہیں سکتے تھے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سزا و جزا کا اُن دنیاوی تمثیلوں میں بیان کیا جس پر اُس ملک کے لوگ سزا و جزا کے محبوب و موذی ہونے کا قیاس کر سکتے تھے نہ یہ کہ اُس سے وہی حقیقت مراد تھی جو اُن لفظوں کے لغوی معنے تھے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یورپ کے کسی ٹھنڈے ملک میں پیدا ہوتے تو ضروری تو ضرور بجائے ٹھنڈی نہروں کے گرم پانی کی نہریں اور بجائے موتی کے محلوں کے آتش خانہ والے محل بیان فرماتے اور نہ اس سے حقیقت مراد ہوتی نہ اس سے بلکہ صرف ایک تمثیل قیاس کرنے کو تھی وہ بھی صحیح قیاس کرنے کو نہیں بلکہ قیاس مع الفارق کرنے کو جس قدر علمائے تابعی گذرے ہیں وہ سب اسی بات کے قائل ہیں قل اعوذ یئے ملاؤں نے بلکہ کٹ ملا ہمیشہ اُن کے برخلاف رہے ہیں مگر جو حقیقت ہے وہ کسی کے مخالف یا موافق ہونے سے تبدیل نہیں ہوتی +

اخلاقی اور ملکی انتظام کی نسبت بھی جو کچھ مسٹر گبن صاحب نے لکھا حاشیہ چڑھانے کے قابل ہے۔ اخلاق کا لفظ جو انہوں نے استعمال کیا وہ اسپریچوئل اور سوشیل یعنی روحانی اور تمدنی دونوں برتاؤ کو شامل ہے۔ روحانی برتاؤ کی نیکی تمدنی برتاؤ کی خوبی کو لازم ہے۔ الا تمدنی برتاؤ کو روحانی نیکی یا بدی سے تعلق ہونا کچھ ضرور نہیں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام صرف اسپریچوئل یعنے روحانی نیکی کا بتانا تھا اور جہاں تک اسکو تمدن سے تعلق تھا بطور لزوم کے تھا نہ بطور مقصود بالذات کی کیونکہ وہ ازخود انسان کی حالت ترقی کے ساتھ ترقی پاتی جاتی ہے۔ پس یہ بات کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روحانی اخلاق کو کافی ترقی دی خود مسٹر گبن نے تسلیم کیا ہے۔ باقی رہی تمدنی حالت وہ ان کے اصلی کام کی جس پر وہ کھڑے ہوئے تھے نہ تھی گو اس میں بھی بہت کچھ ترقی ہوئی +

ملکی انتظام محض ایک دنیاوی کام تھا اور جہاں تک جان و مال کے امن سے

متعلق تھا وہ اس زمانہ کی حالت کے مطابق بطور ایک دنیاوی کام کے
نہائیت اعلےٰ درجہ کی ترقی پر پہونچا تھا اور آئندہ کے لئے وہ انتظام یہہ فرماکر کہ "انتم
اعلم باموردنیا کم" ان لوگوں کے ہاتھوں چھوڑ گیا تھا جو آئندہ زمانہ میں ہوں۔
یہہ ایک نہائت غلطی ہے جو لوگ یہہ سمجھتے ہیں کہ دنیاوی امور اور انتظام ملی بھی
ایک جزو پیغمبری کا تہا۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب مسمّی "اپالوجی فار دی محمد اینڈ قرآن" میں
یہ رائے لکھی ہے کہ "اس بات کا خیال کرنا جیسا کہ بعضوں نے کیا ہے بہت بڑی
غلطی ہے۔ کہ قرآن میں جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہے اسکی اشاعت صرف بزور
شمشیر ہوئی تھی کیونکہ جن لوگوں کی طبعیتیں تعصب سے مبرّا ہیں وہ سب بلا تامل اس
بات کو تسلیم کرینگے کہ حضرت محمدؐ کا دین جسکے ذریعہ سے انسانوں کے خون یعنی قربانی
کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑوں کی جگہ
فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگوں میں پھونک دی اور جس کا اسی وجہ سے بہت
بڑا اثر شائستگی پر ہوا ہوگا، مشرقی دنیا کے لئے ایک حقیقی برکت تھا اور اس وجہ سے خاصکر
اس کو ان خونریز تدبیروں کی حاجت نہ پڑی ہوگی جنکا استعمال بلا استثنا اور بلا امتیاز کے
حضرت موسیٰ نے بت پرستی کے نیست ونابود کرنے کو کیا تھا۔ پس ایسے اعلےٰ وسیلہ کی
نسبت جس کو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات اور مسائل پر مدت دراز تک اثر
ڈالنے کو پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ کے مذمت کرنا کیسی لغو و بیہودہ بات ہو
جب ان معاملات پر خواہ اس مذہب کے بانی کے لیاقت خواہ اس مذہب کے عجیب و
غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کی جاوے تو بجز اس کے اور کچھہ چارہ نہیں ہے
کہ اسپر نہائت دل سے توبہ کی جاوے۔ اس امر میں بھی کچھہ شبھہ نہیں ہو سکتا کہ جن
لوگوں نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی خوبیوں کو مقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق
کیا ہے اور ان پر غور کی ہے ان میں سے بہت ہی کم ایسے ہیں جو اس تحقیقات میں
اکثر اوقات تردد اور صرف اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہوں۔ کہ مذہب اسلام
کے احکام بہت ہی عمدہ اور مفید مقاصد ہیں۔ بلکہ اس بات کا اعتنا کرنے پر بھی مجبور

ہوئے ہیں کہ آخر کار مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر پیدا ہوگا +
جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصوں نے فلسفہ اور علوم و فنون کو سب سے پہلے زندہ کیا جو قدیم اور زمانۂ حال کے علم ادب کے درمیان میں بطور ایک سلسلہ کے بیان کئے گئے ہیں بلا شبہہ وہ ایشیا کے مسلمان اور اندلس کے مور تھے جو خلفائے عباسیہ اور بنی امیہ کے عہد میں وہاں رہتے تھے۔ علم جو ابتدائے ایشیا سے یوروپ میں آیا تھا اُس کا وہاں دوبارہ رواج مذہب اسلام کی دانشمندی سے ہوا۔ یہ بات معروف و مشہور ہے کہ اہل عرب میں چھ سو برس کے قریب سے علوم و فنون جاری تھے اور یوروپ میں جہالت اور وحشیانہ پن پھیلا ہوا تھا اور علم ادب قریباً نیست و نابود ہو گیا تھا۔ علاوہ اس کے یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیے۔ کہ تمام علوم طبیعات۔ ہیئت۔ فلسفہ۔ ریاضی جو دوسری صدی میں یورپ میں جاری تھے ابتداءً عرب کے علما سے حاصل ہوئے تھے اور خصوصاً اندلس کے مسلمان یورپ کے فلسفہ کے موجد خیال کئے جاتے ہیں +
جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ "یورپ مذہب اسلام کا اور بھی زیادہ ممنون ہے کیونکہ اگران جھگڑوں سے جو سلطان صلاح الدین کے وقت میں بیت المقدس کی لڑائیوں میں ہوئے جسکو فریقین جہاد کہتے تھے قطع نظر کی جاوے تو بالتخصیص مسلمانوں کے سبب سے فیوڈل انتظام کی سختیاں اور امیروں کی خود مختاری یورپ سے موقوف ہو گئی جس کے باقی ماندہ اثروں پر سارے ملک یورپ کی آزادیوں کی نہائت بڑی عالیشان عمارت کی بنیاد قائم ہوئی۔ اہل یورپ کو یہ بات بھی یاد دلاتی چاہیے کہ وہ حضرت محمد کے پیروؤں کے (جو قدیم اور زمانہ حال کے علم ادب کے درمیان میں بطور سلسلہ کے ذریعہ ہیں) اس لحاظ سے بھی ممنون ہیں کہ مغربی تاریکی کی مدت دراز میں یونانی حکما کی بہت سی کتابیں انہی کی کوششوں سے فنون اور علم ریاضی اور طب وغیرہ کے بعض نہائت بڑے بڑے شعبوں کی اشاعت ہوئیں +
چیمبرز ان سیکلوپیڈیا میں ایک آرٹیکل لکھنے والے نے مذہب اسلام کی نسبت یہ رائے لکھی ہے کہ "مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس میں بہت کم تغیر تبدیل ہوئی ہے اور جس کو

باقی آئندہ

نامہ نگاروں (جھوٹے نبی اور جھوٹے عیسائی) کی رائین

اخبار الحکم نمبر ۳۶ جلد ۶ مطبوعہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۵ امیں پادری مارکوینٹی صاحب نے بذریعہ خط دریافت کیا ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں جو متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ جھوٹے مسیح اور نبی آئیں گے اس دریافت طلب امر کا **جواب** یہ ہے جناب پادری مارکونٹی صاحب کو واضح ہو کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی خاص آپکے عیسائی مذہب اور آپ کے بھائی بندوں میں ہوئے ہیں اسلامیوں سے دریافت کرنا جناب کا یا تو تجاہل عارفانہ ہے یا محض دین عیسوی سے ناواقف ہونے کا باعث ہے سنئے حضرت انجیل متی باب ۷ آیت ۱۵ میں لکھاہے جھوٹے نبیوں سے خبردار ہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں پادری عمادالدین اس آیت کی شرح میں اپنی تفسیر انجیل متی خزانتہ الاسرار مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۱۰ سطر اول میں فرماتے ہیں بھیڑوں کے لباس بھیڑیں تو عیسائی لوگ ہیں یہ جھوٹے نبی بھی عیسائیوں کی صورت بنکر آوینگے۔ یہ بڑی مصیبت ہے کیونکہ اگر وہ بشکل مخالف آتے تو ان سے بچنا آسان ہوتا پر وہ تو بشکل بھائی آویں گے اگرچہ باطن میں بھیڑیئے ہیں تو لباس بھائیوں کا رکھتے ہوں گے اور دل میں فریب ہوگا۔

دیکھئے پادری عمادالدین کی تحریر سے صاف معلوم ہوگیا کہ وہ جھوٹے نبی خاص عیسائیوں ہی میں سے ہوں گے پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۱۱۲ میں پادری عمادالدین لکھتا ہے کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے وہ فرماتا ہے یعنی مسیح میرے نام سے نبوت کرنے والے وہ ہونگے نہ میری روح میں بلکہ اُن کی زبان پر میرا نام تھا اور روح اُن میں ابلیس کی تھی۔

سبحان اللہ انجیلی واعظوں کی تعریف کیا عمدہ اور پاکیزہ ہو رہی ہے جن کا ایمان صرف زبانی اور اندر روح شیطانی اور اس پر خوبی یہ کہ منصب نبوت ان کو عطا کیا جاتا ہے کیوں نہ ہو ماشاء اللہ انجیلی وعظ ایسے ہی ہونا چاہئے اور

انجیل متی باب ۲۴ آیت ۱۱ میں لکھا ہے اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور بیدینی پھیل جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جائیگی پادری عماد الدین اپنی انجیل متی کے صفحہ ۱۴۵ سطر ۹ میں لکھتا ہے۔

دنیا فریبی لوگوں سے بھری ہوئی ہے نہ صرف باہر کلیسیا میں . . یہ لوگ ہوتے ہیں گو دنیا میں فریبی لوگ ہیں مگر کلیسیا میں یعنی عیسائی جماعتوں میں یہ فریبی لوگ ہوتے ہیں۔

اور جناب پطرس حواری کی بھی یہی رائے ہے کہ جھوٹے نبی خاص عیسائیوں میں ہونگے دیکھو خط دوم پطرس باب ۲ آیت اول جیسے جھوٹے نبی اس قوم میں تھے یعنی یہودیوں میں ویسے ہی جھوٹے معلم تم میں بھی ہوں گے جو ہلاک کرنے والی بدعتیں پردہ میں نکالینگے اور اس خداوند کا جس نے انہیں مول لیا انکار کریں گے اور آپ جلد ہلاک کرینگے۔ اور بہتیرے ان کے فساد کی پیروی کرینگے اور حضرت یوحنا حواری کا فرمانا بھی مطابق پطرس کے ہے دیکھو خط اول یوحنا باب ۲ آیت ۱۸۔ اے بچو یہ آخری زمانہ ہے اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مسیح کا مخالف آتا ہے سو ابھی بہت سے مخالف ہوئے ہیں اس سے ہم جانتے ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے وے ہم میں سے نکلے یعنی خاص عیسائیوں ہی کی درمیان سے مخالف پیدا ہوئے ہیں اور کتاب اعمال باب ۲ آیت ۲۹ میں پولوس کا قول یوں منقول ہے کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنیوالے بھیڑیئے تم میں آوینگے اور خود تم میں سے مرد اٹھیں گے جو الٹی باتیں کہیں گے کہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔

پادری عماد الدین کتاب اعمال کی تفسیر تذکرۃ الابرار مطبوعہ ۱۸۷۹ء کے صفحہ ۵۱۸ سطر ۱۰ میں لکھتا ہے خود تم میں سے یعنی افسیوں میں سے دیکھو ہمانوس اور سکندر افسیوں میں شریر اٹھے ہیں (اول تمطاؤس ۱/۲۰) اور نقیلاس ایک بدعتی ایسی جگہ سے نکلا تھا جس سے نقلائی فرقہ نکلا (مکاشفات باب ۲ آیت اول سے ۶ تک) اور ایک شخص فلیطس بھی تھا اسی جگہ کا (۲ تمطاؤس ۲/۱۸) وہ قیامت

میں نے نہیں پایا تب میں ان بے رحموں کی کیفیت سے زیادہ واقف ہوں انہیں ہرگز خدا کا خوف نہیں نہ کچھ پرواہ دین کے جلال کی ہے صرف پیٹ کے بندے ہیں اور دوسروں کو بھی پیٹ کے بندہ جانتے ہیں اور رات دن بیٹھے ہوئے بیکار منصوبے باندھا کرتے ہیں تو یوں کہو میں یوں کہوں گا میں اس طرف سے یہ آفت اٹھواؤنگا تو اس طرف سے یوں کر ڈالیو۔ بھائی افسوس اس فرقہ کے لوگوں یعنی عیسائیوں پر کہ کلیسیا میں پاکیزگی کی خوبی نہیں آنے دیتے اور بھائیوں کے دل خراب کرتے ہیں اور انہیں پراگندہ کرتے میں لباس دینداری کا ہے مگر چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ مسیح کے پاس سے چلے جاویں تو ہم کلیسیوں میں حکومت کریں سب عیسائیوں کو اپنی طرف سے اس وقت دیکھنا چاہئے کہ آیا میں تو ایسا شخص نہیں ہوں اور کہنا چاہئے کہ اے خداوند کیا میں ہوں تب خداوند بتلاوے گا کہ تو نے خود کہا۔ انتہی۔

پادری عماد الدین کے بیان سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ یہ شریر لوگ اور بدعتی اور انجیلی بنا دجن کو منصب نبوت عیسائیوں نے از روئے گمراہی دے رکھا ہے۔ سچائی کے دشمن عیسائیوں ہی میں ہوئے ہیں خواہ ان کو جھوٹے نبی کہو۔ خواہ انجیل کے بنا والفرض ہوئے عیسائیوں ہی میں سے اور زمانہ حوارین میں یہ لوگ بکثرت موجود تھے چنانچہ انہی کی طرف جہاں پولوس اشارہ کرکے لکھتا ہے دیکھو خط دوم قرنتیون باب ۱۱۔ آیت ۱۳۔ کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول دغا باز کارندے ہیں جو اپنی صورتوں کو مسیح کے رسولوں سے بدل ڈالتے ہیں۔

کیوں پادری مار کوئیتی صاحب مسیح کے رسولوں کے زمانے میں جب جھوٹے رسولوں کے یقین ہی مشابہ بنائی ہوگی تو عام بندگان خدا کو ضرور دکھ لگا ہوگا۔ اور اس دوکھ میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جھوٹے رسول مسیح کے رسولوں کی مانند انجیلیں بھی بناتے ہوں چنانچہ انجیلوں کا شمار ۹۰ تک ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے اور لوگوں نے ان کی انجیلوں کو حوارین کی انجیلیں خیال کرکے قبول کرلیا ہو تو جائے تعجب نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زمانے حوارین کے سارے

لوگوں نے ان جھوٹے رسولوں کو سچے رسول خیال کر کے اُنکی معرفت انجیلیں نقل کری ہوں اور جو انجیلیں زمانہ حال کے عیسائیوں کے پاس موجود ہیں۔ وہی انجیلیں ہوں کیونکہ عیسائیوں کے پاس سچی اور جھوٹی انجیلیں پر کہنے کا معیار ہی کیا ہے جس معیار سے پرکھ کر دکھلائیں اور ہم تو بدوں علامات نبوت و پیغمبری مؤلفین اناجیل کو بھی جھوٹے نبیوں میں شمار کرتے ہیں اگر کسی عیسائی کو غیرت ایمانی کا جوش ہے تو براہ مہربانی مؤلفین اناجیل کی نبوت اور پیغمبری بموجب شرائط مقرر کردہ پادری فورمن صاحب کتاب تیغ و سپر عیسوی ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۴ کے بموجب ثابت کر کے دکھلائیں اور وہ شرائط یہ ہیں۔

اول معجزہ۔ دوم پیشگوئی۔ سوم نیک چال چلنی۔ چہارم عمدہ تعلیم یہ چاروں علامتیں لگر کوئی عیسائی مؤلفین اناجیل میں ثابت کر دے تو اون کو نبی و پیغمبر کہیں ورنہ بدوں ثبوت علامات کے اُنکو جھوٹے نبی کہنا پڑے گا۔

راقم شیخ الہ دین واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور

الحق مُرٌّ

سچ کڑوا ہے

آریہ مسافر میگزین ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۰ پر جو مضمون لالہ یوگندر پال کیطرف سے شائع ہوا ہے اس کا جواب لکھنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعہ کہ جسے لالہ بھگوانداس و لالہ یوگندر پال صاحبان نے اپنی آریہ با . . . باطنی کے باعث تاریکی میں رکھ چھوڑا ہے ناظرین کے ملاحظہ و انصاف کے لئے ظاہر کیا جاوے اصل بات یہ ہے کہ لالہ بھگوانداس اُستمائی معاملات پر عرصہ تک مجھ سے زبانی گفتگو کرتے رہے مگر جب ہر بات میں اُن کو پتہ کی سنائی جاتی رہی تو وہ ہمیشہ بزرگان

کی نسبت ہتک آمیز لفظ استعمال کرنے لگتے آخر اُن سے عرض کیا گیا کہ بجائے اس کے
کہ ان معاملات سے ہماری شکر رنجی ہو بہتر ہے کہ جس مضمون پر آپ چاہیں تحریری
مباحثہ کر لیں جس پر پہلے وید کا کلام الٰہی ہونا ثابت کرنے پر فیصلہ ہوا۔ مگر انہوں نے
ناواقفیت کے باعث (کیونکہ آپ ماشاءاللہ اپنے مذہب سے بھی پورے طور پر واقف
نہیں مگر ہیں گرم جوش آریہ جیسے کہ اکثر آریہ ہوتے ہیں) میں نے کوئی ثبوت وغیرہ
دینے کے ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۲۲۴ و ۲۳۵ پورا نقل کر کے حوالہ کیا جس پر
اُن سے عرض کیا گیا۔ کہ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے تو پھر اپنی غلطی معلوم ہونے
پر آپ نے الٹی ہجو لکھ کر دیا جس کے جواب میں تمہیدی طور پر آپ کو جواب لکھا گیا
آپ جواب پڑھنے سے پہلے ناظرین دو باتیں دل میں رکھ لیں۔

اوّل تو میں مولوی نہیں جبکہ لالہ جی نے شیخی بگھارنے کے لئے آریہ میگزین
میں لکھا ہے کہ دوسروں کو معلوم ہو کہ وہ کسی ایک بڑے لائق اور عالم سے مناظرہ
کر رہے ہیں لالہ جی کی لیاقت و ہمہ دانی مجھے معلوم ہے اور میرا حال اون سے پوشیدہ
نہیں میں ایک معمولی لیاقت کا مسلمان آدمی ہوں۔

دوسرا میں نے پہلے دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ لالہ جی کا دعویٰ ہے اس پر بحث جاری
ہے ہاں اگر میں پہلے دعویٰ پیش کرتا تو وہ قرآن پر جو اعتراض کرتے میں جواب دیتا
مگر انہوں نے بمرضی و منشا خود پہلے دعوے پیش کیا اور اُن کے دعویٰ پر میں
نے تمہیدی ریمارک کئے جن کے جواب جو انھوں نے مجھے دیئے وہ ان کو معلوم
ہیں جو کہ عنقریب ہدیہ ناظرین ہونگے اور اُنکی لیاقت و شیخی کرکری ہو رہی ہے اس لئے
ان کے جواب الجواب سے بچنے کے لئے آپ لالہ یوگندر پال کی پناہ ڈھونڈنے
پر مجبور ہوئے خیر مجھے اسکی پرواہ نہیں اب چونکہ موخرالذکر صاحب آلودے میں
پہلے میں ان سے مخاطب ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ قرآن پر اعتراض کرنے سے پہلے
آپ لالہ بھگوانداس کے دعویٰ کو بذریعہ وید ثابت کریں اور اپنے خود ساختہ بندی
کسوٹی پر پرکھیں تاکہ میں آپ سے اظہر دلیوس ہوں قرآن پر جو اعتراض آپ نے کئے ہیں محض
ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور قبل از وقت ہی پہلے آپ اپنے دعویٰ کا ثبوت دیتے اور

اگر اس میں ناکامیاب رہتے تو پھر میں اپنا دعویٰ پیش کرتا۔ جبکہ ہم میں فیصلہ ہو چکا تھا۔ مگر چونکہ اب آپ مطلب سے دور جا پڑے ہیں اور بجائے اپنے دعویٰ کا ثبوت دینے کے ہمپر اعتراض کرکے پیچھا چھوڑانا چاہتے ہیں اس لئے ہم آپ سے بطور ایک محقق کے مانا کہ سچے الہام کی معیار وہی ہے جو دیانند نے بنائی ہیں مگر پہلے آپ ویدکو ان پر پرکھوا دیں تو سہی کیا لیاقت اسی کا نام ہے کہ عیسائیوں کی کتاب کا حوالہ دیدیا اور قرآن پر اعتراض جڑ دیا اگر میں اس طرح سے کروں تو مجھے خود جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں رہتی ہیں صرف آپکو سناتن دھرم وغیرہ دیگر مذاہب کی کتب کا جو انہوں نے دیانندی مت کے کھنڈن میں تصنیف کی ہیں حوالے دے سکتا ہوں جو کہ آپ کے موضوعہ معانی وید کو نہیں ملتے تو کیا آپ اسے تسلیم کرینگے۔ چہ جائے کہ ہم ایک غیر قوم کی کتاب کو مانیں سناتن دھرمی آپکے ویدی بھائی ہیں اُن کے اعتراض تو ضرور کچھ وزن رکھتے ہونگے آپ قرآن شریف پر پہلا یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دنیا ارب ہا سال سے (بقول وید) آباد ہے اور قرآن کو نازل ہوئے ۱۳۰۰ سال ہوئے ہیں پھر یہ کیسے متقدمین کے لئے باعث ہدایت ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب اگر آپ قرآن سے ہی دیتے تو آپ کو گمراہ نہ ہونا پڑتا سنئے خدا فرماتا ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً الخ اللہ تعالیٰ نے تم پر وہی دین شروع کیا ہے جو حضرت نوحؑ ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ پر کیا تھا جسطرح مختلف ناموں کے ہونے سے ایک چیز مختلف نہیں ہو جاتی اسیطرح مختلف رسولوں پر ایک قسم کے اصول و عقائد وشرع دین کے نازل ہونے سے دین الٰہی مختلف نہیں ہو سکتا حضرت نوح و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ سب کا ایک ہی دین تھا مختلف مجددین کی وجہ سے نام مختلف ہوتا رہا۔ قرآن شریف کو نازل ہوئے اگرچہ ۱۳۰۰ سال ہوئے ہیں مگر اسلام اس وقت سے موجود ہے جب سے کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں پیدا ہوئے ہیں خدا تعالیٰ نے جو الہام حضرت آدم علیہ السلام پر نازل کیا وہی الہام برابر تمام انبیاء پر مختلف زمانوں میں نازل ہوتا رہا توحید رسالت جزا سزا قیامت کے سب قائل رہے صرف مختلف مرسلوں کے ہونے سے پیروان دین موسائی و عیسائی ابراہیمی یا محمدی کہلاتے رہے

اصل دین میں کبھی اور کسی وقت بھی اختلاف نہیں ہوا قرآن شریف ۔ مسئلہ الہام و رسالت کا اس وقت سے قایل ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو پیدا کیا انسان کا ایک دم بغیر الہام کے گذارہ نہیں ہو سکتا اس لئے الہام آلہی کا شروع دنیا سے ہونا ضروری ہے قرآن شریف فرماتا ہے وعلّم ادم الاسماء خدا نے آدم کو ہر چیز کے نام سکھائے چنانچہ وہ اس علم کے موافق بولنے بتانے اور سب کاروبار کرنے لگے ۔

بخلاف ویدوں کے کہ اون کو ازلی و ابدی کہا جاتا ہے یعنی اُن کے نازل ہونے سے پہلے کسی الہام و انسان کا وجود نہیں ہو سکتا ہے اس لئے آریہ کلام آلہی کیلئے شرط لگاتے ہیں کہ اس میں کسی شخص کا ذکر نہ ہو یعنی اس سے کسی کو تقدم ذاتی نہ ہو ✦

ورنہ اُن کے قول کے موافق وہ کلام آلہی نہ رہیگا مگر وید کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وید سے پہلے انسان ضرور تھے ملاحظہ ہو آریہ مسافر میگزین ماہ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۸ و ۹ اور رگ وید اشٹک ۱ اوہار کے ورگ ۹ م منتر ۲۸ - اسی رسالہ کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ شرتی میں یہ دکھایا گیا ہے کہ زمانہ قدیم کے داناؤں اور پارساؤں کا نمایاں طریق اور خاص وصف یہ تھا کہ نشکام کرم کرتے تھے یعنی جس کام کو کرتے تھے خود غرضی سے نہ کرتے تھے ۔

اس شرتی سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وید کے وقت دنیا کو پیدا ہوئے اتنا عرصہ ہو چکا تھا کہ وید کے مصنف کو قدیم زمانے کے حکماؤں و پارساؤں کا حوالہ دینا پڑا پس ظاہر ہے کہ وید شروع دنیا میں نازل نہیں ہوئے اگرچہ وید نے اپنے وجود سے پہلے پارساؤں کی خبر تو دی مگر یہ نہ ظاہر کیا کہ اُن پر کون سی وید اُترے اور وہ کس پر عمل کرنے سے نیک ہو گئے مگر قرآن شریف سچا ہے ... ۳۰۰ سال سے بتلاتا ہے اور گذشتہ بزرگوں کے نو ... ہے جو الہام پر چل کر کامیاز ہوئے وید پر افسوس ہے کہ ... دوں کی ہدایت تو کرتا ہے مگر یہ نہیں بتاتا کہ وہ ... سے نیک بن گئے آپ کا اس منتر

ـــکے جواب میں صفحہ ۴۴ پر خامہ فرسائی کرنا تعجب ناک ہے جنھے مانا کر پر ماتما نے ہر
زمانے کے لوگوں کو اپنے سے پہلے گذرے ہوئے ودوانوں کی نیک زندگیوں
اور تجربوں سے فائدہ اٹھاتے رہنے کی ہدایت کی ہے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ آپ وید
کو کس طرح مانتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لالہ بھگوانداس کیطرح نرے کورے ہیں
جب آپ وید کو خدا کی صفت مانتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ خدا کی ذاتی صفت سے
پہلے کونسے بزرگ ہو سکتے ہیں؟ جن کا ویدی پرمیشور حوالہ دیتا ہے ہاں اگر پرمیشر کی
صفت سے پہلے کوئی بزرگ ہو چکے ہیں جن کا علم افضل ہیں پتہ ہے اُن میں ذکر
آجاویگا۔ بہرحال اُمید ہے کہ آپ اسکا شافی جواب شایع کریں گے۔ باقی آئیندہ

الراقم شیخ عبدالکریم عفی عنہ بھنڈ۔

دلائل ہستی صانع عالم

از قرآن کریم

ہم بفضل خدا دعوے سے کہتے ہیں کہ جو شخص بائبل توریت و انجیل سے دلائل ہستی
صانع عالم سوائے اس فقرے جو موجودہ توریت میں مندرج ہے کہ ابتدا میں خدا نے
آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور کچھ نکال دے تو اس کو ہم ایک قرآن کریم مترجم برائے
مطالعہ انعام میں دیویں گے۔ اب آپ دلائل ہستی صانع عالم کو بغور ملاحظہ فرماویں
جو قرآن کریم پیش کرتا ہے:۔

[۱] اُس خدا کی ہستی کے دلائل میں سے یہی ایک دلیل ہے کہ اُس نے تمہارے لئے

---

[۱] وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ
وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ
فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (الروم)

---

[۲] افسوس کہ اس مضمون میں بھی توریت انجیل نقل شدہ ہیں۔ کسی جگہ اس ضروری مضمون کو ان

تمہارے ہی جنس کی بیویاں پیدا کردیں۔ تاکہ تم اُن سے راحت پاؤ۔ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت لگادی بیشک اس میں فکر کرنیوالوں کے لئے بہت بڑے نشان ہیں۔ اور اُس کی ہستی کے دلائل میں سے آسمان اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور محاورات اور صورتوں کا اختلاف ہے۔ بیشک اس میں فہم والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔"

رات اور دن میں (بغرض آرام) تمہارا سورہنا اور (دن میں) اُسکے فضل کی تلاش کرنا اُس کی ہستی کی دلیل ہے۔ بے شک اُس میں سُننے والی قوم کے لئے بہت سے دلائل ہیں۔"

اُس خدا کی ہستی کے دلائل میں سے ہے کہ تمکو بجلی خوف سے اور طمع سے دکھاتا ہے اور اوپر سے پانی اُتارتا ہے پھر اُس کے ساتھ زمین کو بعد خشک ہونے کے تازہ کر دیتا ہے بے شک اس میں عقل والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔"

اور اُسکی ہستی کی نشانیوں سے یہ ہے کہ (بارش سے پہلے) خوشخبری دینے والی ہوائیں

لہ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِیُذِیْقَکُمْ مِّنْ رَّحْمَتِہٖ وَلِتَجْرِیَ الْفُلْکُ بِاَمْرِہٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (الروم)

دونوں کتابوں مانند دلائل مباحثانہ بیان نہیں کیا۔ الہامی کتاب ہونیکا مرتبہ تو اُنہیں باعتبار عدم ذکر الہام کہاں نصیب تھا۔ عرفانی درجہ بھی نہیں۔ عیسائیوں کا عام دعوے ہے کہ انجیل عرفانی اور روحانی کتاب ہے۔ مگر افسوس کہ باوجود اس زبردست دعوے کے ایسے عرفان سے خالی ہے کہ خدا کی ہستی کے دلائل کو جن منکر خدا کی تسلی یا کم از کم سکوت ہوسکے چھوا تک بھی نہیں اور جو کہیں ذکر ہستی صانع عالم ہے بھی تو بطور معتقد کہ بجز اپنے مریدان خاص کے کوئی شخص اُسپر متوجہ نہ ہو قرآن کو بھی ذرا غور سے دیکھیں کہ کہیں نظام فلکی سے استدلال ہے تو کہیں نظام ارضی سے دلیل ہے۔ اور کہیں وجدانی حالات انسانی سے ثبوت ہے۔ تو کہیں پیدائش حیوانی کا مذکور ہے لطف یہ کہ صاف ترجمہ سے ہی سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان الفاظ کو بطور دلیل لایا گیا ہے اور بعد ہر آیت کے تنبیہ کرنا اور کہیں اہل علم کو اور کہیں اہل عقل کو کہیں اہل سمجھ کو متنبہ کرنا خاص اسی مطلب کیلئے ہے چنانچہ ہر ایک آیت جن کو ہمنے بطور نمونہ نقل کیا ہے اپنے اپنے معنے بتلا رہی ہیں کسی شرح یا تفسیر کی محتاج نہیں۔ اس مضمون کی آیات قرآن شریف میں بکثرت ہیں۔ مگر ہمنے بخوف طوالت اتنے پر ہی کفایت کی ہے عدم ضرورت قرآن۔

بھیجتا ہے۔ تاکہ اپنی رحمت سے تم کو کچھ حصہ بخشے۔ اور دریاؤں میں بڑے اُسکے حکم سے چلتے ہیں۔ اور تاکہ تم (بذریعہ تجارت) اُسکا فضل طلب کرو اور تاکہ تم شکر گذار ہو۔ رات بھی اُن کے لئے (ہستی صانع) کی ایک نشانی ہے جس سے ہم روشنی کو الگ کر لیتے ہیں۔ پس یہہ اُسی وقت اندھیرے میں ہوں اور سورج بھی اپنے ٹھکانے مقررہ تک ہر روز چلتا ہے۔ (مجال نہیں کہ معمولی وقت سے ایک منٹ آگے یا پیچھے ہو) یہ اندازہ بڑے غالب بڑے علم والے کا ہے۔ (جس کو سب کچھ معلوم ہے۔ جسپر کوئی مانع غالب نہیں آسکتا) اور چاند کے لئے بھی ہم (خدا) نے منزلیں مقرر کی ہیں اپنی منزلوں میں پہنچتا پتلی شاخ کی طرح دکھائی دیتا ہے (اپنے اپنے چکر میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں) کہ نہ سورج سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو دبالے اور نہ رات کو ممکن ہے کہ دن کا کوئی حصہ کاٹ کر وقت سے پہلے آجائے ہر ایک سیارہ اپنے اپنے محور میں گھوم رہا ہے اُن کے لئے ہماری ہستی کے دلائل میں سے ایک دلیل یہہ بھی ہے کہ ہم بنی آدم کو بھرے ہوئے بیڑوں میں سوار کرتے ہیں اور آسانی سے کنارہ پر پہنچا دیتے ہیں۔

خدا وہ ذات ہے جسنے تمہارے لئے رات پیدا کی تاکہ تم اُس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن چمکتا ہوا بنایا۔ بیشک اس میں سننے والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔

خدا وہ ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا۔ اور اُس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور ہر قسم کے پھلوں کو دو دو قسم (اعلیٰ اور ادنیٰ) بنایا رات کو دن پر ڈالتا ہے بیشک اسمیں فکر کرنے والوں کے لئے بہت سے دلائل ہیں۔ اور زمین میں قریب قریب ٹکڑے ہیں اور انگوروں وغیرہ کے باغ اور کھیتی اور کھجوروں کے درخت گنجان اور الگ الگ ایک ہی پانی سے سیراب ہوں بیشک اسمیں عقل والوں کے لئے بڑے نشان ہیں۔

وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ (یٰس) هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا

خدا وہ ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کئے اور اوپر سے پانی اُتارتا ہے۔ پھر اُسکے ساتھ تمہارے کھانے کو پھل پیدا کرتا ہے۔ اور جہازوں اور بیڑوں کو تمہارے کام میں لگا دیا جو اُسکے حکم سے دریاؤں میں جاری ہیں اور دریاؤں کو بھی تمہارے ہی کام میں لگایا۔ اور سورج اور چاند گھومتے ہوئے تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں۔ اور رات اور دن بھی تمہارے ہی کام میں لگائے ہوئے ہیں۔ اور جن چیزوں کی تمکو ضرورت تھی سب کچھ تم کو دیا۔

خدا نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا اور وہ پیدا ہوتے ہی مقابل ہو گیا اور چارپائیوں کو پیدا کیا تم کو اُن میں سے گرم کپڑے اور کئی نفع ملتے ہیں اور انہیں میں تم کھاتے بھی ہو اور تمہیں اُن کی وجہ سے سجاوٹ بھی ہے۔ جب تم اُن کو باہر لیجاتے اور باہر سے لاتے ہو۔ اور وہ تمہارے بوجھ ایسے ملک میں پہنچاتے ہیں کہ تم بغیر سخت مشقت اُٹھائے نہیں پہنچ سکتے۔ بے شک تمہارا پالنہار بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور گھوڑے اور خچریں تمہاری سواری اور زینت کو پیدا کیں اور بھی جو تم نہیں جانتے ہو پیدا کرتا ہے وہی

فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (یونس) ؎ وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔ (رعد) ؎ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ (ابراھیم) ؎ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ

خدا تمہارے لئے اوپر سے پانی اُتارتا ہے۔ اور اُسی میں سے تم پیتے ہو اور اُسی سے درخت پیدا ہوں۔ جو تم چار پایوں کو چرا لیتے ہو۔ اُسی سے تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل پھول پیدا کرتا ہے۔ بیشک اس میں فکر کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔"

کیا منکروں نے اس میں غور نہیں کی کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں۔ پس ہم اُن کو (بوقت بارش) کھول دیتے ہیں۔ (اوپر سے بارش ہو زمین سے نباتات پیدا ہوں) اور پانی کے ذریعہ سے ہر جاندار کو تازہ کر دیتے ہیں کیا پھر بھی نہیں مانتے۔ اور ہم نے زمین میں بڑے بڑے پہاڑ لگا دیئے کہ کہیں اُن کو نہ لے گرے۔ اور زمین میں بڑے بڑے قدرتی راستے بنائے ہیں۔ تاکہ لوگ راہ پاویں۔

کیا منکرین خود اتنا بھی غور نہیں کرتے کہ آسمانوں اور زمینوں کے خالق نے اُن کو بے قانون تو نہیں بنایا۔ بلکہ بڑے سچے قانون اور اجل کے مقرر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ تو بھی بہت سے لوگ اپنے خالق کے ملنے سے منکر ہیں۔"

والخیل والبغال لترکبوھا وزینۃً ویخلق ما لا تعلمون۔ ھو الذی انزل من السماء ماءً لکم منہ شراب ومنہ شجر فیہ تسیمون۔ ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات اِنّ فی ذٰلک لآیات لقوم یتفکرون (النحل) اَوَلم یر الذین کفروا اِن السمٰوٰت والارض کانتا رتقًا ففتقناھما وجعلنا من الماء کل شیء حی افلا یؤمنون وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بھم وجعلنا فیھا فجاجًا سبلا لعلھم یھتدون (الانبیاء)

اولم یتفکروا فی انفسھم ما خلق اللّٰہ السمٰوٰت والارض وما بینھما الا بالحق واجل مسمّی وان کثیرًا من الناس بلقاء ربھم لکافرون۔ (الروم)

(تو دنیا میں جو سلسلہ کائنات کو ایک دوسرے سے جکڑا ہوا پاتا ہے۔ تو اس سے ان سب کا قائم بالغیر ہونا تو اظہر من الشمس ہے۔ پس جب یہہ سارے کا سارا ہی قائم بالغیر ہے تو اختتام سلسلہ کہاں ہے۔ پس جان رکھو اکہ تیرے[1] رب کی طرف ہی سب چیزوں کی انتہا ہے۔

خدا[2] ہی اوپر سے پانی اتارتا ہے۔ جس کے ساتھ ہم (خدا) ہر قسم کی انگوریں پیدا کرتے ہیں۔ پھر اس سے بالیں ہیں دانے ایک پر ایک چڑھے ہوئے نکالتے ہیں۔ اور کھجوروں کے بور سے گچھے بھاری بھاری اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار آپس میں ملنے اور نہ ملنے والے پھل دینے اور پکنے کو دیکھو (کہ کس طرح کی تبدیلیاں اُس پر آتی ہیں) بے شک اس میں ماننے والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں "

---

[1] وان الیٰ ربک المنتھیٰ (النجم)

[2] وھو الذی انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ نبات کل شیء فاخرجنا منہ خضرا نخرج منہ حبا متراکبا ومن النخل من طلعھا قنوان دانیۃ وجنٰت من اعناب والزیتون والرمان مشتبھا وغیر متشابہ انظروا الی ثمرہ اذا اثمر وینعہ ان فی ذٰلکم لآیات لقوم یؤمنون (انعام)

اسلامی خبریں

علاقہ ازمیر کی قضائے فندرہ مقام قرہ صومن میں قلعی کی ایک کان نکلی ہے جو چاندی کی طرح چمکتی ہے اس کا نام رصاص الفضے ہے حسن بصری اور عبد الفتاح آفندی نام دو شخصوں کو اس کان کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔

ہمعصر بیروت لکھتا ہے کہ ہندوستان کی انجمن ندوۃ العلما نے مسلمانان ہند کے فضول اخراجات شادی و غمی کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس انجمن کی

اس کوشش کا بہت کچھ اثر بھی ظاہر ہوا ہے ۔
سعادتلو عزیز بک جو نیویارک میں دولت علیہ کے قونصل ہیں دارالسعادہ کو آتے ہوئے رستہ میں بمقام افیان واقعہ فرانس علیل ہو گئے۔ حضرت سلطان نے یہ خبر سنکر اُن کی ضروریات علاج معالجہ کے لئے ایک ہزار فرانک ارسال فرمایا ہے ۔
مناستر کی جدید افواج کے لئے حسب الحکم حضرت جلالتمآب ۲۳ ہزار رسمی وردیاں عثمانی کارخانوں سے تیار ہوکر بھیجی گئیں۔ اور ۲۸ ہزار رومی ٹوپیاں ۔
دارالسعادۃ کی مجلس تجارت نے اپنا ایک خاص ایجنٹ جزیرہ ساموس کو اسلئے بھیجا ہے کہ وہاں سے معدنی چشموں کا پانی لائے۔ جو امراض عصبی کے لئے شفابخش سنا جاتا ہے شائد تجربہ اور تحقیقات کے بعد اس پانی کو تجارتی اشیا میں شامل کرکے اس کے کاروبار کو فروغ دیا جاوے
حجاز ریلوے۔ لائن جسقدر تیار و جاری ہو چکی اس کے کرایہ کی آمدنی بھی اب کچھ ہونے لگی ہے چنانچہ مارچ گذشتہ میں سواریوں کا کرایہ ۱۲۲۶۹ قرش آیا تھا۔
مصر کے علاقہ بنی سویف میں ایک شادی کے موقعہ پر آدمیوں سے بھری ہوئی کشتی جا رہی تھی۔ یکایک طوفان آیا اور کشتی غرق ہو گئی۔ تمام اہل کشتی ڈوب گئے موقعہ شادی پر ایسے شدید دردناک حادثہ کا وقوع میں آنا موجب عبرت ہے ۔ علاقہ بھر میں اسکا ماتم پڑا ہوا ہے ۔
چونگی خانہ بصرہ میں جو غبن پچھلے دنوں ہوا تھا اسکی تحقیقات کے لئے ایک آڈیٹر مسمے حسن آفندی افسر چنگی خانہ بغداد روانہ کیئے گئے ہیں ۔
ولایت آیدین میں جو جرمن علمی کمیٹی آثار قدیمہ کی تلاش کر رہی ہے ۔ اُسے حکم ملا ہے کہ کھنڈرات کو کھودتے ہوئے جو کوئی پرانا سکہ یا اور کچھ یادگار عہد قدیم برآمد ہو پہلے اسکا فوٹو کھینچکر حضرت سلطان المعظم کی خدمتمیں ارسال کریں۔ پھر جب بارگاہ سلطانی سے اجازت ملے تب اُسے اپنے ہاں لیجا سکیں گے ۔ اور اگر کسی چیز کی حضرت سلطان المعظم کو اپنے عجائب خانہ کے لئے ضرورت ہوگی تو وہ دارالسعادۃ بھیجدینی ہوگی ۔
عید ربیع کے موقع پر تمام افواج مقیمہ دارالسعادۃ کو اعلیٰ حضرت کی طرف سے

ایک پر تکلف فروٹ پارٹی دی گئی۔
ہمعصر بیروت لکھتا ہے کہ حکومت یونانی حکم دیا ہے کہ تمام بلغاری ہماری ملک سے نکال دیئے جائیں۔ جو لوگ حضرت سلطان المعظم سے کسی قسم کی مخالفت یا پرخاش رکھتے ہیں۔ وہ ہمارے بھی دشمن ہیں۔ پھر اس ملک میں ان کا کیا کام؟
غلطہ کے جنگی خانہ سے ایک پٹھان کا گزر ہوا جسکی عمر ۱۳۰ سال تھی۔ اور قوت جسمانی ایسی جیسے جوانوں کی اچھا تنومند معلوم ہوتا تھا۔ بڈھوں کی طرح کوئی لاٹھی وغیرہ بھی سہارے کے لیے ہاتھ میں نہ تھی۔ نام محمود خان تھا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ
یتامیٰ و بیوگان ولائیت حجاز کی طرف سے حضرت خلافت پناہی کے حضور یہ شکایت پہنچی تھی کہ ہمیں وظیفہ باقاعدہ مہینہ کے مہینہ نہیں ملتا چنانچہ حکام متعلقہ کو تاکید لکھا گیا ہے کہ ان کے وظیفے بلا توقف ماہ بماہ ملتے رہیں۔
جناب جلالتمآب نے مدینہ منورہ میں حرم شریف نبوی کے لئے ۴ خاد۔ اور ملازم کر کے بھیجے ہیں اور حکم دیا ہے کہ حرم محترم سے پچاس ہزار پیر مربع تک روز صفائی کرایا کریں تاکہ حرم شریف کے اردگرد دور دور تک کوڑا کرکٹ کا نام و نشان نہ رہے
شہر بنگلور میں ایک پرانا آریہ مسلمان ہوا وہ کہتا ہے کہ میں نے تمام مذاہب کو چھان مارا پر کوئی مذہب ایسا نہ ملا جسمیں کوئی خدا کو خدا کہے۔ بعد تحقیقات مذہب اسلام کو مضبوط اور مستحکم پایا اور برضا و رغبت دلی اسلام کو قبول کرنا چاہتا ہوں۔ ان کلمات کے بعد مولانا مولوی حاجی قاضی عبد الحی صاحب کے دست مبارک پر بیعت کی اور عبد الاحد نام رکھا۔ اور علاوہ اسکے اور بہت سے آریہ برہمن وغیرہ مسلمان ہوئے ہیں۔ جنکا مفصل حال کسی آئندہ پرچہ میں درج ہوگا۔ (اڈیٹر)
۲ مئی کو حکم ہوا تھا کہ جمیع ملازمان محکمہ جات دار السعادۃ کی تنخواہ یکمشت تقسیم کردیجائیں۔
ولائیت بصرہ کے لئے ۴ جدید معلم ترکی نصاب پڑھانے پر متعین ہوکر دار السعادۃ سے بھیجے گئے
بارود خانہ دار السعادۃ کی توسیع کا حکم ہوا ہے تاکہ یہ کارخانہ تمامی کارخانوں سے بڑا اور ہر ایک شعبہ سلطنت متعلقہ میں بالکل مکمل ہو۔
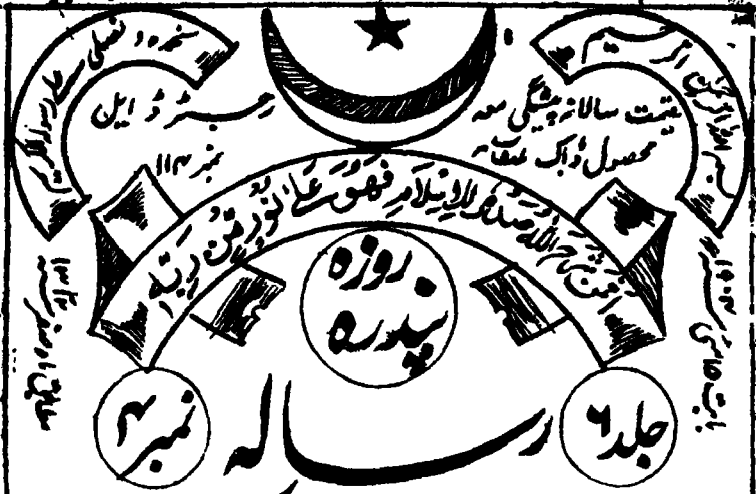
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
قیمت سالانہ پیشگی معہ محصول ڈاک عہ
رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۴۲
بابت ماہ مئی ۱۹۰۸ء
ربیع الاول ۱۳۲۶
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
پندرہ روزہ
جلد ۶ رسالہ نمبر ۴
انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

دھرمپال اور ہم

منشی دھرمپال جی نے تو خدا کے پاک کلام قرآن شریف پر ایسی بیہودہ منی اور شوخی سے اعتراض کئے ہیں کہ گویا اُنکے نزدیک سارے جہان میں کوئی مسلمان رہا ہی نہیں جو ان لایعنی اور بیہودہ اعتراضات کا جواب دے سکے۔ حالانکہ مسلمانوں میں علماء فضلاء اور مناظرین کی افواج در افواج کھڑی ہیں جو ایسے لغو اور لچر اعتراضات کے جواب دینے کے لئے علی الفور تیار ہیں دیانندی بیچارے تو کس گنتی میں ہیں۔ سے کیا حیثیت رکھتے ہیں جو اسلام یا اہل اسلام کا مقابلہ کر سکیں اگر دھرم پال فی الحقیقت دھرمپال یا سعادتمند ہوتا تو پہلے ایک اشتہار دیتا اور مسلمانوں کے سامنے یہ اعتراضات بطور تحقیق حق پیش کرتا مگر واقعی مسلمان ان اعتراضات کے جواب دینے سے عہدہ برآنہ ہوتے تو اسکا اختیار تھا۔ اسلام ترک کرتا یا ترک اسلام تحریر کرتا۔ لیکن شہرت کی خواہش اور دیانندیوں کے نزدیک عزت کی ہوس اور دنیا میں ایک عجیب بات کے اظہار کے شوق نے اسکو ایسا کیا۔ کہ بلا تحقیق دیانندی بخارات پر ایمان لے آیا جو اُس کی ابدی شقاوت اور بد انجام کی دلیل ہے۔ دنیا میں وہ چند روز گو مفت کے

مزیداپنے بیہودگی کی دلربائی پر شیفتہ ہو۔ لیکن عاقبت کار با خداوند آسے معلوم ہو جائیگا کہ باگہ بانعتہ بزدو رشب دیجور۔ دھرم پال جی کو معلوم ہے کہ ابھی اسکی کتاب کو شائع ہوئے پورا سال بھی نہیں ہوا کہ ساتھ آٹھ جواب مسلمانوں سے طبع ہو چکے اور کئی زیر طبع ہیں امید ہے کہ برق اسلام کو دیکھ کر وہ اپنے تمام اعتراضات کو واپس لینگے اور اگر سعادت ابدی اُنکی یاور ہوئی تو پھر ظلمات کفر سے نکلکر انوار الاسلام سے مستنیر و مستفیض ہوں گے +

اسلام وہ مذہب ہے جسکا ہر ایک چیز ہی ہر وقت انسان کا دل کھینچنے کے لئے تیار رہے۔ پانچوں وقت نماز پڑھنا۔ مسجد و نہیں حاضر ہونا۔ ہاتھ منہ دھونا۔ پانچ وقت خدا کے نام کی منادی کرنا۔ اللہ کی یاد۔ دعا و مناجات یہ سب باتیں خود بخود انسان کا دل اسلام کی طرف کھینچنے کے لئے جذب مقناطیسی کا حکم رکھتی ہیں انسان کا دل دینداری کی طرف ذرا مائل ہو پھر اسلام سے اعلےٰ و افضل اور خدا یاد مذہب اُسے کوئی نظر نہ آئیگا۔ توحید کی اشاعت شرک کا استیصال جیسا اسلام میں ہے کسی مذہب میں ممکن نہیں خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنکی اسلام ہی پر زندگی ہے اسلام ہی پر موت اور اسلام ہی پر حشر ہو۔ آمین +

دھرم پال جی کو اگر اب بھی اسلام کی نسبت کچھ کہنے سننے کی ہوس ہو۔ تو وہ دفتر انوار الاسلام میں اپنا دستخطی رقعہ بھیجدیں اُن کے سمجھانے اور شکوک رفع کرنے کے لئے علماء اسلام ہر وقت موجود ہیں سلسلہ تقریر بہت جلد ختم ہو سکتا ہے اور سلسلہ تحریر کے لئے برسوں مطلوب ہیں۔ اگر واقعی دھرم پال جی کو خدا کا خوف اور حق شناسی سے کچھ تعلق ہے تو یقین ہے کہ وہ دفتر انوار الاسلام میں ضرور تحقیق حق کے لئے اپنی درخواست بھیجدیں گے۔ ورنہ قیامت کے دن وہ خدا کے نزدیک کسی طرح صادق اور معذور نہیں ٹھہر سکتے + اڈیٹر

ناظرین ترک اسلام کے اعتراضات کے جواب جتنے ۳۰ صفحوں میں سما سکتے ہیں وہ برق اسلام حصہ اول میں درج کر دیئے گئے ہیں باقی اعتراضات کے جواب کے لئے حصہ دوم برق اسلام کا انتظار کیجئے۔ جو عنقریب پبلک کے سامنے جلوہ گر ہوگا۔ ترک وید کا پہلا حصہ برق کے پہلے حصہ میں شامل ہے اور دوسرا حصہ دوسرے حصہ کے اخیر میں ملاحظہ کیجئے۔ فقط قیمت حصہ اول حجم ۴۸ صفحے ۲ ۔ حصہ دوم حجم ... صفحہ قیمت ۱۲ زیر طبع ہے۔ حصہ اول کو بہت جلد طلب کریں ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا + دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

یا اللہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ۱۵ مئی سنہ ۱۹۱۱ء
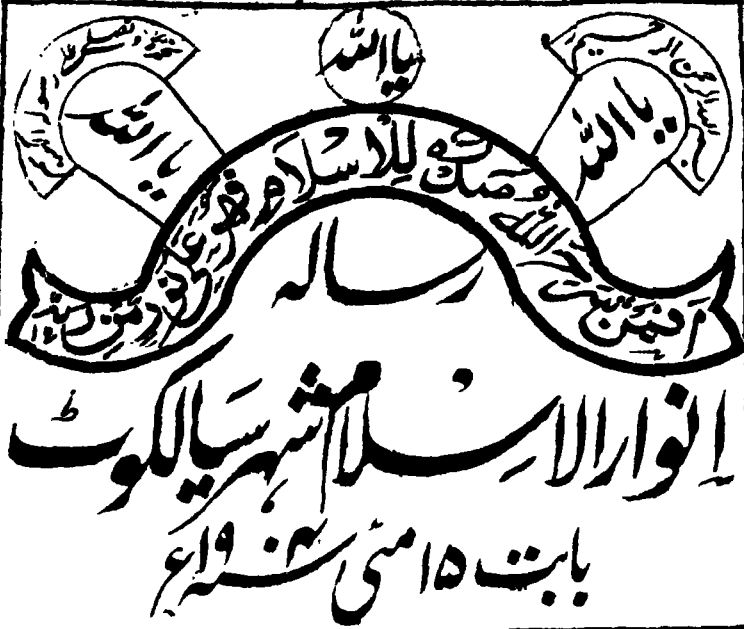
اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اُس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے نہ اُس کی خلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہمکو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اُس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار [illegible]حسن والا۔ اور بیشمار احسان والا اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ؁

تبدیل مذہب کے لئے جسقدر علم درکار ہے - اُسکی

سچی فلاسفی

اب ہم فائدہ عام کے لئے اس امر کی سچی فلاسفی بیان کرتے ہیں - کہ تبدیل مذہب کے لئے کسقدر واقفیت ضروری ہے جب مثلاً ایک ہندو تبدیل مذہب کرنے لگے تو اول اُسکو چاروں وید سنسکرت میں پڑھ لینے چاہئیے یا عقل اور انصاف کے رو سے اس میں کوئی اور قاعدہ ہے -

پس واضح ہو کہ تبدیل مذہب کے لئے ایک ہندو کا یہ فرض ہے کہ اول چاروں وید سبقاً سبقاً کسی پنڈت سے پڑھے اور پھر اگر چاہے تو کوئی اور مذہب اختیار کرے کیونکہ اگر یہ صحیح ہو تو مذہب کی تبدیلی کے لئے صرف وہی لوگ لائق ہونگے جو ویددان پنڈت ہوں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ صدہا ہندو جو ویدوں کا ایک صفحہ بھی نہیں پڑھ سکتے سناتن دھرم سے نکلکر آریہ سماجی بنتے جاتے ہیں اور بموجب حال کی مردم شماری کے پنجاب میں آریہ منڈلی مرد تو ہزار سے زیادہ نہیں اور اس قدر جماعت آریہ میں شاید ایک دو پنڈت ہوں یا نہ ہوں باقی سب عوام ہندو ہیں جو محض چند باتیں سنکر آریہ بن گئے ہیں اور اپنے قدیم مذہب سناتن دھرم کو چھوڑ دیا ہے اور جیسا کہ آریہ سماجی لوگ مسلمان ہونے والے آریوں کا نام پربھرشٹ اور ملیچھ رکھتے ہیں ایسا ہی نام سناتن دھرم کی طرف سے انکو ملتا ہے اور مذہب سے انکو خارج سمجھتے ہیں اور وید کے منکر قرار دیتے ہیں پھر باوجود اس قدر مخالفت شدید اور اختلاف کے جو سناتن دھرم اور آریہ سماجیوں میں اظہر من الشمس ہے - ایک جاہل سے جاہل سناتن دھرم والا جب آریہ بننے کے لئے آتا ہے تو کوئی اسکو نہیں کہتا - کہ اول چاروں وید پڑھ لے آریہ سماجی غنیمت سمجھتے ہیں خاص کر اگر کوئی دولتمند ساہوکار ہو تو گویا ہی جاہل کیا کہتا ہے ایک شکار ہاتھ آگیا اسکو کون چھوڑے - بھلا بتلائیے آپکے بہت سے کتنے وید پڑھے ہوئے ہیں جو سناتن دھرم چھوڑ کر آریہ بن گئے - ایسا ہی ہندو کہلا جو آپکے بھائی بند ہیں اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر سوچیں کہ انکو ویددانی

کمالات حاصل ہیں۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جو اعتراض نومسلم آریوں پر کیا جاتا ہے وہی در اصل آریوں پر بھی ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جو آریہ ہندو مسلمان ہوتا ہے چونکہ اسکو پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو بہت سے دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس لئے طبعًا وہ اُس وقت مسلمان ہوتا ہے جب وہ اپنے دل میں حق اور باطل کا فیصلہ کر لیتا ہے۔

اور یہ فیصلہ چاروں وید پڑھنے پر منحصر نہیں ورنہ تبدیل مذہب کا دروازہ ہی بند ہو جائے اور نیز اس صورت میں یہ بھی لازم آتا ہے کہ آریہ سماج والے بجز ایک دو ویدوان پنڈتوں کے جو ان میں پہلے ہیں باقی سب ہندوؤں کو سناتن دھرم کی طرف واپس کر دیں اور انکو ہدایت کر دیں کہ جب تم وید پڑھ کر آؤ گے تب تمہیں آریہ سماج میں داخل کیا جاویگا۔ پہلے نہیں۔ ہر منصف انسان اس بات کو جلد سمجھ سکتا ہے کہ اگر تبدیل مذہب کے لئے عالم فاضل ہونا ضروری ہے تو ہندوستان کے کروڑہا ہندو عوام الناس جو کچھ علم نہیں رکھتے اور مختلف فرقوں پر تقسیم شدہ ہیں وہ آریہ سماج میں داخل ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے جب تک سب کے سب ویدوان نہ ہوں اور شاستروں کو سبقًا سبقًا نہ پڑھ لیں +

پس سنو! اور خوب کان کھول کر سنو۔ کہ تبدیل مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں بلکہ سچائی کی تلاش کرنیوالے کے لئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت بعد پھر اُن میں سے سچا مذہب شناخت کرنے کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے

(۱) اول یہ کہ اُس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنے اُس کی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیت کی نسبت کیا بیان ہے کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لاشریک قرار نہیں دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزوں کو خدا جانتا ہے یا خدا کے برابر ٹھیراتا ہے اور ایسی پرستشوں سے منع نہیں کرتا یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے اور جہاں تک امکان قدرت ہے وہاں تک قدرت کے سلسلہ کو نہیں پہونچاتا یا اُس کے علم کو ناتمام جانتا ہے یا اُسکی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے یا سزا اور رحمت کے قانون میں افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے یا اسکی رحمت جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے اُسکے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق او۔

روحانی نعمت کے وسایل کو مخصوص رکھتا ہے یا الوہیت کی خواص میں سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے (۲) دوسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب میں جس کو وہ پسند کرے اس کے نفس کے بارے میں اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہیں کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو یا انسان کو دیوتی کی طرف پہنچتی ہو یا دیوثی امور کو متلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالفت ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو کہ جو خدا کے عام قانون قدرت کے مخالف پڑی ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو جس کی پابندی غیر ممکن یا منتج خطرات ہو۔ اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کے لئے اہم ہے ترک کی گئی ہو۔ اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دیکر بندہ کا رشتہ محبت اس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور کی طرف لیجاتے ہوں اور غفلات سے حضور اور یادداشت کی طرف کھینچتے ہوں (۳) تیسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ اُس مذہب کو پسند کرے جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو جو محض قصوں اور کہانیوں کے سہارے سے مانا گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ صرف ایک مردہ سے مشابہت رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مُردہ سے مشابہ ہے جس کا قبول کرنا محض اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ اُس نے اپنے تئیں آپ ظاہر کیا ہے تو ایسے خدا کا ماننا گویا اسپر احسان کرنا ہے اور جس خدا کی طاقتیں کچھ محسوس نہ ہوں اور اپنے زندہ ہونے کے علامات وہ آپ ظاہر نہ کرے اُس پر ایمان لانا بیفایدہ ہے اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا اور نہ شبہات کی تاریکی سے باہر نکال سکتا۔ بجائے ایک مُردہ پرمیشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے۔ جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پرستی پر جھکا ہوا نہ ہو تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈے گا تا اُس کا نفس پاک اور روشن ہو جائے۔ اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوگا جس میں زندہ خدا اپنا جلوہ قدرت نہیں دکھلاتا۔ اور اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے تسلی نہیں بخشتا +

یہ تین ضروری امر ہیں جو تبدیل مذہب کرنے والے کے لئے قابل غور ہیں۔ پس اگر کو

شخص کسی مذہب کو ان تین معیاروں کے رو سے دوسرے مذاہب پر فائق اور غالب پاوے
تو اس کا فرض ہوگا کہ ایسے مذہب کو اختیار کرے اور اس قدر تحقیق کے لئے نہ کسی بڑے
پنڈت بننے کی حاجت ہے جیسے پانی ہوا۔ آگ اور خوردنی چیزیں وہ اُن کے لئے جو عمداً
خودکشی نہ کرنا چاہیں بکثرت پیدا کر رکھی ہیں اسی طرح اُس نے روحانی زندگی کے لئے اپنی ہدایت
کے طریقوں کو انسانوں کے لئے بہت سہل و آسان کر دیا ہے تا انسان اس مختصر عمر میں فوق الطاقت
مشکلات میں نہ پڑیں اور امور ثلاثہ جو ہم نے اوپر ذکر کئے ہیں اُن کے لئے ایک عمر خرچ کرنی اور
عالم فاضل بننے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک حامی مذہب جو اپنے اُصول شائع کرتا ہے
انہیں اُصولوں سے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ اس معیار کے موافق ہیں یا نہیں۔ اور اگر وہ
اپنے اُصولوں کے بیان کرنے میں کچھ جھوٹ بولے یا کسی بات کو چھپاوے۔ تو وہ خیانت
پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ علمی زمانہ ہے اور صدہا پہلو ایسے ہیں جن سے حقیقت ظاہر
ہو جاتی ہے۔

اب جبکہ مذکورہ بالا بیانات سے بداہت ثابت ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے
ہرگز ایسی ضرورت نہیں کہ کسی دین کے تمام فروع اصول اور جزئیات کلیات معلوم
کئے جائیں بلکہ امور متذکرہ بالا کی واقفیت کافی ہے تو اس صورت میں ان نومسلم
آریوں کا کیا قصور ہے۔ جو ان ضروری اُمور کی تحقیق کر کے مشرف باسلام ہوئے ہیں
اور جس صورت میں خود آریہ سماج کے گروہ میں سکھ جٹ سُنار اور جاہل ودکاندار آریوں
میں شامل ہیں جو بغیر چاروں وید پڑھنے کے بلکہ بدون ان اُمور ثلثہ مذکورہ بالا کی تحقیق کے
سناتن دھرم اور خالصہ مذہب سے جو ان کے قدیم مذاہب تھے دست بردار ہو کر آریہ مت
میں داخل ہو گئے ہیں اور اکثر لوگ ان میں سے نادان اور جاہل ہیں گویا کل ذخیرہ آریہ
مت کا بجز شاذ و نادر اشخاص کے انہیں عوام الناس سے بھرا ہوا ہے تو پھر کیوں ان
غریب نومسلم آریوں پر اعتراض کیا جاتا ہے جنہوں نے ارکان ثلاثہ پر خوب غور کر کے مذہب
اسلام اختیار کیا ہے۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ بات تحقیق بالمحال ہے کہ کسی مذہب کے
اختیار کرنے کے لئے پہلے اپنے آبائی مذہب کی کتاب اور اُسکی تفسیروں کو سبقاً سبقاً اول سے

آخر تک پڑھ لینا ضروری ہے اس شرط ہونہ کوئی آریہ دکھا سکتا ہے اور نہ کوئی پادری بلکہ یہ صرف ناحق کی نیش زنی ہے جو راستبازی سے بعید ہے۔ دنیا میں عالم فاضل کی ڈگری حاصل کرنے والے تو ہر ایک مذہب میں تھوڑے ہوتے ہیں بلکہ تحصیلی میں پورے کامل ہر ایک ملک میں دس میں سے زیادہ نہیں ہوتے مگر دوسرے لوگ کروڑہا ہوتے ہیں جو نہ پنڈت کہلاویں اور نہ پادری کے نام سے ملقب ہوں اور نہ مولوی ہونیکا عمامہ سر پر رکھتے ہیں اور انہیں میں اکثر طالب حق بھی ہوتے ہیں اور ان کے لئے کافی ہوتا ہے کہ وہ اس قدر دیکھ لیں کہ کسی مذہب میں خدا کے بارے میں کیا تعلیم ہے اور پھر مخلوق کے بارے میں کیا تعلیم۔ اور پھر اس تعلیم کا ثمرہ کیا ہے کیا وہ اُس خدا تک پہونچاتی اور اُس مخفی ذات کو دکھلاتی ہے جو زندہ خدا ہے یا اُسکو محض تصور کے سہارے پر چھوڑتی ہے۔ جیسا کہ ہم ان امور ثلاثہ کی ابھی تصریح کر چکے ہیں اور عقل سلیم بداہت اس بات کو سمجھتی ہے کہ جو شخص ان تینوں اُمور میں کسی مذہب کو کامل پائیگا وہی مذہب سچا ہوگا کیونکہ یہ تسلی جھوٹے مذہب میں ہرگز نہیں سکتی۔

اب ہم ناظرین پر بڑے زور سے اس بات کا ثبوت ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ تینوں قسم کی خوبیاں محض اسلام میں پائی جاتی ہیں اور باقی جس قدر مذاہب روئے زمین پر ہیں۔ کیا آریہ اور کیا عیسائی اور کیا کوئی اور مذہب وہ ان ہمہ گونہ خوبیوں سے خالی ہیں اور ہم طول بیان سے پرہیز کر کے ہر ایک خوبی کے ذیل میں اسلام اور ان دونوں مذہبوں کا کچھ ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ ❖

خدا تعالیٰ کے متعلق عیسائی صاحبوں کی کیا تعلیم ہے؟

عیسائی صاحبان اس بات کے اقراری ہیں کہ اُن کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کامل خدا ہیں جنکے اندر چار روحیں موجود ہیں ایک بیٹے کی دوسرے باپ کی۔ تیسری

روح القدس کی چوتھی انسان کی اور یہ مرکب خدا ہمیشہ کے لئے مرکب ہوگا۔ بلکہ اُسکو مخمس کہیں تو بجا ہے کیونکہ اُسکے ساتھ جسم بھی ہمیشہ رہے گا لیکن اب تک اس بات کا جواب نہیں دیا گیا کہ اس خدا کا وہ جسم جو تحلیل ہوتا رہا اور یا ہمیشہ ناخنوں اور بالوں کے کٹانے کی وجہ سے کم ہوتا رہا۔ کیا وہ بھی کبھی اس جسم کے ساتھ شامل کیا جائیگا یا ہمیشہ کے لئے اُسکو داغ جدائی نصیب ہوا۔ ہر ایک عقلمند کو معلوم ہے کہ یہ علم طبعی کا مسلم اور مقبول اور تجربہ کردہ مسئلہ ہے کہ تین برس تک پہلا جسم تحلیل پاکر نیا جسم اُسکی جگہ آجاتا ہے اور پہلے ذرات الگ ہو جاتے ہیں۔ پس اس حساب سے تینتیس برس کے عرصہ میں حضرت مسیح کے گیارہ جسم تحلیل پائے ہوں گے اور گیارہ نئے جسم آئے ہونگے اب طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ گیارہ مفقود شدہ جسم پہلے حضرت مسیح کے موجودہ جسم کے ساتھ شامل ہو جائیں گے یا نہیں اور اگر نہیں شامل ہوں گے تو کیا بوجہ کسی گناہ کے وہ علیحدہ رکھنے کے لائق تھے یا کسی اور وجہ سے علیحدہ کئے گئے اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا سبب ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اس موجودہ جسم کو دور کر کے وہی پہلے جسم حضرت حضرت مسیح کو دئیے جائیں اور کیا وجہ جبکہ گیارہ دفعہ اسبات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح تمام انسانوں کی طرح تین برس کے بعد نیا جسم پاتے رہے ہیں اور تینتیس برس تک گیارہ نئے جسم پا چکے ہیں تو پھر کیوں اب باوجود دو ہزار برس گذرنے کے وہی پرانا جسم اُن کے ساتھ لازم غیر منفک رہا اگر اس جسم کے بغیر جانی بننے کی وجہ اُن کی جدائی ہے تو ان پہلے دنوں میں بھی تو جدائی موجود تھی جبکہ ہر ایک تین برس کے بعد پہلا چولہ جسم کا وہ اُتارتے رہے ہیں اور وہ جسم جو خدائی کا ہمسایہ تھا خاک و غبار میں ملتا رہا۔ تو کیوں یہ موجودہ جسم بھی اُن سے الگ نہیں ہوتا پھر یہ بھی سوچو کہ انسان کے جسم کے پہلے ذرات اس سے الگ ہو جاتا تو کوئی غیر معمولی بات نہیں بلکہ رحم سے نکلتے ہی ایک حصہ اُس کے جسم کے زوائد کا الگ کرنا پڑتا ہے اور ناخن اور بال ہمیشہ کٹانے پڑتے ہیں اور بسا اوقات بباعث بیماری بہت دُبلا ہو جاتا ہے اور پھر کھانے پینے سے نیا جسم آجاتا ہے مگر اگر گیارہ جسم اس سے الگ ہو جائیں اس میں بیشک خدا کی ہتک ہے ہاں جیسا کہ چاروں روحوں کے عقیدہ میں ایک راز تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر اس جگہ بھی یہی جواب دیا جائے کہ اس میں بھی کوئی راز ہے تو پھر بحث کو ختم کرنا پڑتا ہے مگر بار بار راز

کا بہانہ پیش کرنا یہ ایک بناوٹ اور کمزوری کی نشانی ہے ۔

پھر دوسری تعجب یہ ہے کہ اس تخمیس کا نام تثلیث کیوں رکھا گیا ہے۔ جبکہ بموجب عیسائی عقیدہ کے چاروں روحیں مسیح کے جسم میں ابدی اور غیر فانی ہیں اور ہمیشہ رہینگی۔ اور انسانی روح بھی بباعث غیر فانی ہونے کے اس مجموعہ سے کبھی الگ نہیں ہوگی۔ اور نہ کبھی جسم الگ ہوگا تو پھر یہ تو تخمیس ہوئی نہ تثلیث اب ظاہر ہے کہ واضعان تثلیث سے یہ ایک بڑی ہی غلطی ہوئی ہے جو انہوں نے تخمیس کو تثلیث سمجھ لیا مگر اب بھی یہ غلطی درست ہو سکتی ہے۔ اور جیسا کہ گذشتہ دنوں میں تثلیث کے لفظ کی نسبت ثالوث تجویز کیا گیا تھا۔ اب بجائے ثالوث کے تخمیس تجویز ہو سکتی ہے غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔ مگر افسوس کہ اس پانچ پہلو والے خدا کی کچھ نہ کچھ مرمت ہی ہوتی رہتی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ عیسائی مذہب توحید سے تہیدست اور محروم ہے بلکہ ان لوگوں نے سچے خدا سے منہ پھیر کر ایک نیا خدا اپنے لئے بنایا ہے جو ایک اسرائیلی عورت کا بیٹا ہے مگر کیا یہ نیا خدا ان کا قادر ہے۔ جیسا کہ اصلی خدا اُن کا قادر ہے۔ اس بات کے فیصلہ کیلئے خود اُس کی سرگذشت گواہ ہے کیونکہ اگر وہ قادر ہوتا تو یہودیوں کے ہاتھ سے ماریں نہ کھاتا۔ رومی سلطنت کی حوالات میں نہ دیا جاتا اور صلیب پر کھینچا نہ جاتا اور جب یہودیوں نے کہا تھا کہ صلیب پر سے خود بخود اتر آ ہم ایمان لے آئیں گے اُس وقت اتر آتا۔ لیکن اُسنے کسی موقعہ پر اپنی قدرت نہیں دکھلائی۔ رہے اُس کے معجزات دوسرے اکثر نبیوں کی نسبت بہت ہی کم ہیں۔ مثلاً اگر کوئی عیسائی ایلیا نبی کے معجزات سے جو بائبل میں مفصل مذکور ہیں جنمیں سے مُردوں کا زندہ کرنا بھی ہے مسیح ابن مریم کے معجزات کا مقابلہ کرے تو اُسکو ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ ایلیا نبی کے معجزات شان اور شوکت اور کثرت میں مسیح ابن مریم کے معجزات سے بہت بڑھکر ہیں۔ ہاں انجیلوں میں بار بار اس معجزہ کا ذکر ہے کہ یسوع مسیح مصروعوں یعنی مرگی زدہ لوگوں میں سے جن نکالا کرتا تھا اور یہ بڑا معجزہ اُس کا شمار کیا گیا ہے جو محققین کے نزدیک ایک ہنسی کی جگہ ہے آجکل کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ مرض صرع ضعف دماغ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یا بعض اوقات کوئی رسولی دماغ میں پیدا ہو جاتی ہے اور بعض

دفعہ کسی اور مرض کا یہ عرض ہوتی ہے لیکن ان تمام محققین نے کہیں نہیں لکھا کہ اس
مرض کا سبب جن بھی ہوا کرتے ہیں قرآن شریف حضرت مسیح ابن مریم پر یہ بھی احسان ہے
کہ اُس کے بعض معجزات کا ذکر تو کیا۔ لیکن یہ نہیں لکھا کہ وہ مرگی زدہ بیماروں میں سے جن
بھی نکالا کرتا تھا اور قرآن شریف میں حضرت مسیح ابن مریم کے معجزات کا ذکر اس غرض سے
نہیں ہے کہ اس سے معجزات زیادہ ہوئے ہیں۔ بلکہ اس غرض سے ہے کہ یہودی اُسکے معجزات
سے قطعاً بیزار تھے اور اُسکو فریبی اور مکار کہتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہودیوں
کے رفع اعتراض کے لئے مسیح ابن مریم کو صاحب معجزہ قرار دیا اور اسی حکمت کی وجہ سے اسکی
ماں کا نام صدیقہ رکھا کیونکہ یہودی اُسپر ناجائز تہمت لگاتے تھے سو مریم کا صدیقہ نام رکھنا
اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ دوسری تمام پاکدامن اور صالحہ عورتوں سے افضل تھی بلکہ اس نام
کے رکھنے میں یہودیوں کے اعتراض کا رد۔ اور رفع مقصود تھا۔ اسی طرح جو احادیث میں
لکھا گیا۔ کہ عیسیٰ اور اُس کی ماں مس شیطان سے پاک تھے اس قول کے یہ معنے نہیں ہیں
کہ دوسرے نبی اس شیطان سے پاک نہیں تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ نعوذ باللہ جو حضرت مسیح پر
ولادت ناجائز کا الزام لگایا گیا تھا اور حضرت مریم کو ایک ناپاک عورت قرار دیا گیا۔ اس
کلمہ میں اسکا رد مقصود ہے ایسا ہی حضرت مسیح کی پیدائش بھی کوئی ایسا امر نہیں ہے جس سے
اُن کی خدائی مستنبط ہو سکے اسی دھوکہ کے دور کرنے کے لئے قرآن شریف اور انجیل میں
حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کی ولادت کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا گیا ہے تا پڑھنے والا سمجھ لے
کہ دونوں ولادتیں اگرچہ بطور خارق عادت ہیں لیکن ان سے کوئی خدا نہیں بن سکتا۔ ورنہ
چاہئے کہ یحییٰ بھی جس کا عیسائی یوحنا نام رکھتے ہیں خدا ہو بلکہ یہ دونوں امر اس بات کی طرف
اشارہ کرتے تھے کہ نبوت اسرائیلی خاندان میں سے جاتی رہے گی یعنے جبکہ یسوع مسیح کا باپ بنی
اسرائیل میں سے نہ ہوا اور یحییٰ کی ماں اور باپ لائق نہ ٹھیرے کہ اپنے نطفہ سے بچہ پیدا کر سکیں۔
تو یہ دونوں بنی اسرائیلی سلسلہ سے خارج ہو گئے اور یہ آیندہ ارادہ الٰہی کے لئے ایک اشارہ
قرار پا گیا کہ وہ نبوت کو دوسرے خاندان میں منتقل کریگا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کا کوئی اسرائیلی
باپ نہیں ہے۔ پس وہ بنی اسرائیل میں سے کیونکر ہو سکتا ہے لہٰذا اُس کا وجود اسرائیلی سلسلہ

کے دائمی نبوت کی نفی کرتا ہے ایسا ہی یوحنا یعنے یحیٰ اپنے ماں باپ کے قویٰ میں سے نہیں ہے سو وہ بھی اسی کی طرف اشارہ ہے ❖

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ مسیح کے کسی معجزہ یا طرز ولادت میں کوئی ایسا اعجوبہ نہیں کہ وہ اُس کی خدائی پر دلالت کرے اسی امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح کی ولادت کے ذکر کے ساتھ یحییٰ کی ولادت کا ذکر کر دیا تا معلوم ہو کہ جیسا کہ یحییٰ کی خارق عادت ولادت اُسکو انسان ہونے سے باہر نہیں لیجاتی ایسا ہی مسیح ابن مریم کی ولادت اُسکو خدا نہیں بناتی بلکہ تو ظاہر ہے کہ یوحنا کی ولادت حضرت عیسیٰ کی ولادت سے کوئی کم عجیب تر نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ میں صرف باپ کی طرف میں ایک خارق عادت امر ہے اور حضرت یحیٰ میں ماں اور باپ دونوں کی طرف میں خارق عادت امر ہے اور اُس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ حضرت یحییٰ کی پیدائش کا نشان بہت صاف رہا ہے کیونکہ اُن کی ماں پر کوئی ناجائز تہمت نہیں لگائی گئی اور اس تہمت نے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے اعجوبہ کو خاک میں ملا دیا مگر اس تہمت میں صرف یہودیوں کا قصور نہیں بلکہ خود حضرت مریم سے ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی جس نے یہود کو تہمت کا موقعہ دیا اور وہ یہ کہ جب اُس نے اپنے کشف میں فرشتہ کو دیکھا اور فرشتہ نے اُسکو حاملہ ہونے کی بشارت دی تو مریم نے عمداً اپنے خواب کو چھپایا اور کسی کے پاس اُسکو ظاہر نہ کیا کیونکہ اُس کی ماں اور باپ دونوں نے اُسکو بیت المقدس کی نذر کیا تھا تا وہ ہمیشہ تارکہ رہکر بیت المقدس کی خدمت میں مشغول رہے اور کبھی خاوند نہ کرے اور بتول کا لقب اُسکو دیا گیا اور اُس نے آپ بھی یہی عہد کیا تہا کہ خاوند نہیں کریگی اور بیت المقدس میں رہیگی اب اس خواب کے دیکھنے سے اُسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں لوگوں کے پاس یہ ظاہر کرتی ہوں کہ فرشتہ نے مجھے یہ بشارت دی ہے کہ تیرے لڑکا پیدا ہوگا تو لوگ یہ سمجھینگے کہ یہ خاوند کرنا چاہتی ہے اس لئے وہ اس خواب کو اندر ہی اندر دبا گئی۔ لیکن وہ خواب سچی تھی اور ساتھ ہی اسکے حمل ہو گیا جس سے مریم مدت تک بیخبر رہی جب پانچواں مہینہ حمل پر گذرا تب یہ چرچا پھیل گیا کہ مریم کو حمل ہے اور اس وقت لوگوں کو خواب سنا دی۔ لیکن اس وقت سنانا بے فائدہ تھا آخر بزرگوں نے پردہ پوشی کے طور پر یوسف نام ایک شخص سے اُسکا نکاح کر دیا۔ اس طرح پر یہ

نشان گذر ہوگیا۔ یہی حضرت مسیح کی پیشگوئیاں پس وہ تو ایسی ہیں کہ ابتک یہودی اسپر ہنسی کرتے ہیں کیونکہ ایسی باتیں کہ زلزلے آئینگے قحط پڑینگے لڑائیاں ہونگی عادت میں داخل ہیں اور ہمیشہ ہوتی ہیں اور نیز یہودی کہتے ہیں کہ ان کی کوئی بات جو پیشگوئی کے رنگ میں تھی سچی نہیں نکلی چنانچہ یہ اعتراض اُنکے ابتک لاینحل چلے آتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے باراں حواریوں کو جو اُن کے سامنے موجود تھے بہشت کا وعدہ دیا تھا بلکہ اُن کے لئے باراں تخت تجویز کئے تھے لیکن آخرکار باراں میں سے گیارہ رہ گئے اور بارھواں حواری جو یہودا اسکریوطی تھا وہ مرتد ہوگیا اور تیس روپیہ لیکر حضرت عیسیٰ کو اس نے گرفتار کرادیا اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے ہوتی تو یہودا مرتد نہ ہوتا۔ ایسا ہی ان کا یہ بھی اعتراض ہے کہ انکی یہ پیشگوئی بھی بڑی صفائی سے خطا گئی کیونکہ اُنیس سو برس گذر گئے اور اُس زمانہ کے لوگ مدت ہوئی کہ مر کھپ گئے۔ لیکن وہ ابتک واپس نہیں آئے۔

غرض ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ ہرگز کسی بات پر قادر نہیں تھا۔ صرف ایک عاجز انسان تھا اور انسانی ضعف اور لاعلمی اپنے اندر رکھتا تھا اور انجیل سے ظاہر ہے کہ اُس کو غیب کا علم ہرگز نہیں تہا کیونکہ وہ ایک انجیر کے درخت کی طرف پھل کھانے گیا اور اُس کو معلوم نہ ہوا کہ اسپر کوئی پھل نہیں ہے اور وہ خود اقرار کرتا ہے۔ کہ قیامت کی خبر مجھے معلوم نہیں پس اگر وہ خدا ہوتا تو ضرور قیامت کا علم اُسکو ہونا چاہئے تہا اسی طرح کوئی صفت الوہیت اُس میں موجود نہیں تھی اور کوئی ایسی بات اُس میں نہیں تھی کہ دوسروں میں نہ پائی جائے عیسائیوں کو اقرار ہے کہ وہ مر بھی گیا۔ پس کیسے بدقسمت وہ فرقہ ہے جس کا خدا مر جائے۔ یہ کہنا کہ پھر وہ زندہ ہوگیا تھا۔ کوئی تسلی کی بات نہیں جس نے مرکر ثابت کردیا۔ کہ وہ مر بھی سکتا ہے۔ اُس کی زندگی کا کیا اعتبار ؀

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ موجودہ مذہب عیسائیوں کا ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ جس کو اُنہوں نے خدا قرار دیا ہے۔ وہ کسی طرح خدا نہیں ہوسکتا۔ خدا پر ہرگز موت نہیں آسکتی اور نہ وہ علم غیب سے محروم ہوسکتا ہے ؀

اب ہم اسی پیمانہ سے آریہ مذہب کو ناپنا چاہتے ہیں کیونکہ سچے اور کامل اور

واحد لاشریک خدا کو ملتے ہیں یا اس سے برگشتہ ہیں پس واضح ہو کہ آوّل علامت خداشناسی کی توحید ہے یعنی خدا کو اُس کی ذات میں اور صفات میں ایک ماننا اور کسی خوبی میں اُس کا کوئی شریک قرار نہ دینا۔ لیکن ظاہر ہے کہ آریہ سماجی لوگ ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کی ازلیت کی صفت میں شریک قرار دیتے ہیں† اور جس طرح خدا تعالیٰ اپنے وجود اور ہستی میں کسی خالق کا محتاج نہیں اسی طرح اُن کے نزدیک جیو یعنے روح اور پرمانو یعنے ذرات اجسام بھی اپنے وجود اور ہستی میں کسی خالق کی طرف محتاج نہیں بلکہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ قدیم اور انادی ہیں اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اب ظاہر ہے کہ اس عقیدہ کے رو سے نہ خدا کی توحید باقی رہتی ہے نہ اُس کی عظمت میں سے کچھ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اس صورت میں اُس کی شناخت پر کوئی دلیل بھی قایم نہیں ہو سکتی کیونکہ صانع اپنے مصنوعات سے ہی شناخت ہوتا ہے پس جبکہ روحوں اور جسموں کی تمام قوتیں خود بخود اور قدیم ہیں تو پھر خدا کے وجود پر کونسی دلیل قایم ہوئی اور عقل انسانی نے کیونکر سمجھ لیا کہ وہ موجود ہے۔ یہ کہنا بے جا ہے کہ وہ ان ذرات کو جوڑتا ہے اور روح اور جسم کو تعلق بخشتا ہے اور اسی سے وہ پہچانا جاتا ہے کیونکہ صرف جوڑنے سے کوئی شخص خدا نہیں کہلا سکتا وجہ یہ کہ اگر صرف جوڑنے سے کوئی شخص خدا کہلا سکتا ہے۔ تو اسی صورت میں تو تمام نجار اور معمار خدا کہلا سکتے ہیں کیونکہ جوڑنے کا کام تو انہیں بھی آتا ہے۔ دیکھو حال کے زمانہ میں کیسی کیسی عمدہ صنعتیں یورپ کے صناعوں نے ایجاد کی ہیں یہاں تک کہ مادر زاد اندھوں کے دیکھنے کے لئے بھی ایک آلہ نکالا ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی نئی صنعت نکال لیتے ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کے مردہ جانوروں میں روح ڈالنے کا طریق بھی انہوں نے ایجاد کیا ہے یعنی جب کوئی جانور ایسے طور سے مر جائے جو اُس کے اعضائے رئیسہ کو صدمہ نہ پہنچے اور اسکی موت پر کچھ زیادہ عرصہ بھی نہ گذرے تو وہ اسکو اپنی حکمت عملی سے دوبارہ زندہ کرتے ہیں گو حقیقی طور پر وہ زندگی نہیں ہوتی تاہم اعجوبہ نمائی میں کیا شک ہے۔ امریکہ میں آجکل

---

† یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مسلمان بھی انسانی ارواح کو ابدی قرار دیتے ہیں کیونکہ قرآن شریف یہ نہیں سکھلاتا کہ انسانی ارواح اپنی ذات کے تقاضا سے ابدی ہیں۔ بلکہ وہ یہ سکھلاتا ہے کہ یہ ابدیت انسانی روح کے لئے محض عطیہ الٰہی ہے ورنہ انسانی روح بھی دوسرے حیوانات کے روحوں کی طرح قابل فنا ہے +

یہ عمل کثرت سے پھیل رہا ہے مگر کیا ایسی صنعتوں سے وہ خدا کہلا سکتے ہیں +

پس اصل بات یہ ہے کہ خدا کی قدرت میں جو ایک خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کہلاتا ہے وہ روحانی اور جسمانی قوتوں کے پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ مثلاً جانداروں کے جسم کو جو اُس نے آنکھیں عطا کی ہیں اس کام میں اُسکا اصل کمال یہ نہیں ہے کہ اُس نے یہ آنکھیں بنائیں بلکہ کمال یہ ہے کہ اُس نے ذرات جسم میں پہلے سے ایک پوشیدہ طاقتیں پیدا کر رکھی تھیں جنہیں بینائی کا نور پیدا ہو سکے پس اگر وہ طاقتیں خود بخود ہیں۔ تو پھر خدا کچھ بھی نہیں کیونکہ بقول شخصے کہ گھی سنوارے سالنا تمی بہو کا نام۔ اس بینائی کو وہ طاقتیں پیدا کرتی ہیں۔ خدا کو اس میں کچھ دخل نہیں اور اگر ذرات عالم میں وہ طاقتیں نہ ہوتیں تو خدائی بیکار رہ جاتی پس ظاہر ہے کہ خدائی کا تمام مدار اسپر ہے کہ اُس نے روحوں اور ذرات عالم کی تمام قوتیں خود پیدا کی ہیں اور کرتا ہے اور خود اُن میں طرح طرح کے خواص رکھے ہیں اور رکھتا ہے۔ پس وہی خواص جوڑنے کے وقت اپنا کرشمہ دکھلاتے ہیں اور اسی وجہ سے خدا کے ساتھ کوئی موجد برابر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ گو کوئی شخص ریل کا موجد ہو یا تار کا یا فوٹوگراف کا یا پریس کا یا کسی اور صنعت کا اُسکو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ ان قوتوں کا موجد نہیں جن قوتوں کے استعمال سے وہ کسی صنعت کو تیار کرتا ہے بلکہ یہ تمام موجد بنائی قوتوں سے کام لیتے ہیں جیسا کہ انجن چلانے میں بھاپ کی طاقتوں سے کام لیا جاتا ہے۔ پس فرق یہی ہے کہ خدا نے عنصر وغیرہ میں یہ طاقتیں خود پیدا کی ہیں مگر یہ لوگ خود طاقتیں اور قوتیں پیدا نہیں کر سکتے۔ پس جب تک خدا کو ذرات عالم اور ارواح کی تمام قوتوں کا موجد نہ ٹھیرایا جائے تب تک خدائی اُس کی ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی اور اس صورت میں اُس کا درجہ ایک معمار یا نجار یا حداد یا لنگو سے ہرگز زیادہ نہیں ہوگا یہ ایک بدیہی بات ہے جو رد کے قابل نہیں پس دانشمند کو چاہیے کہ سمجھ کر جواب دے کہ بغیر سمجھ کے جواب دینا صرف بکواس ہے +

یہ نمونہ آریہ سماجیوں کی توحید کا ہے اور پھر دوسرا امر کہ وہ اپنے پرمیشر کو قادر کس درجہ تک سمجھتے ہیں خود ظاہر ہے کیونکہ جب کہ اُن کا یہ مانا ہوا اصول ہے کہ اُن کا پرمیشر نہ ارواح کا خالق ہے نہ ذرات اجسام کا تو اس سے ظاہر ہے کہ اس کی قدرت اُن کے نزدیک صرف

اس حد تک ہی کہ وہ باہم جسم اور روح کو جوڑتا ہے اور جو ارواح اور اجسام میں گُن اور خواص اور عجیب وغریب قوتیں ہیں وہ اُن کے نزدیک انادی اور خود بخود ہیں۔ پرمیشر کا اُن میں کچھ بھی دخل نہیں اب اس سے ظاہر ہے کہ اُن کے نزدیک اُن کے پرمیشر کی قوت اور قدرت سنجاروں اور آہنگروں وغیرہ صناعوں سے کچھ زیادہ نہیں کیونکہ زیادتی تو تب ہوتی کہ وہ ان قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کا پیدا کرنے والا بھی ہوا اور جبکہ وہ سب خاصیتیں اور قوتیں اور گُن اور طرح طرح کی طاقتیں ارواح اور ذرات اجسام میں قدیم اور انادی ہیں جیسا کہ خود ارواح اور ذرات اجسام قدیم اور انادی ہیں تو اس صورت میں ماننا پڑتا ہے کہ جس پرمیشر نے ان ارواح اور ذرات کو پیدا نہیں کیا اُس نے اُن کی قوتوں کو بھی پیدا نہیں کیا کیونکہ کوئی چیز اپنی قوتوں سے الگ نہیں رہ سکتی ہر ایک چیز کی قوتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور وہی اُس کی صورت نوعیہ کو قائم رکھتی ہیں اور جب قوت اور گُن باطل ہو جائے تو ساتھ ہی وہ چیز باطل ہو جاتی ہے۔ پس اگر یہ مانا جائے کہ پرمیشر نے روحوں اور ذرات عالم کو پیدا نہیں کیا تو ساتھ ہی ماننا پڑتا ہے کہ اس نے اُس کی قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کو بھی پیدا نہیں کیا۔ اور اس صورت میں بدیہی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی قدرت اور قوت انسانی قوت اور قدرت سے بڑھ کر نہیں کیونکہ ہم بار بار کہتے ہیں کہ انسان سے زیادہ پرمیشر میں یہی بات ہی کہ وہ قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کا اپنی قدرت سے پیدا کرنے والا ہے مگر انسان گو کیسا ہی انواع اقسام کی ایجادات میں سبقت لیجائے مگر وہ قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کو اپنے مطلب کے موافق ارواح اور اجسام میں پیدا نہیں کر سکتا۔ ہاں جو خدا کی طرف سے پہلے ہی سے قوتیں اور گُن اور خاصیتیں موجود ہیں اُن سے کام لیتا ہے مگر خدا نے انسانوں میں جس مطلب کا ارادہ کیا ہے۔ پہلے سے اس مطلب کی تکمیل کے لئے تمام قوتیں خود پیدا کر رکھی ہیں۔ مثلاً انسانی روحوں میں ایک قوت عشقی موجود ہے اور گو کوئی انسان اپنی غلطی سے دوسرے سے محبت کرے۔ اور اپنے عشق کا محل کسی اور کو ٹھیرا دے لیکن عقل سلیم بڑی آسانی سے سمجھ سکتی ہے۔ کہ یہ قوت عشقی اسلئے روح میں رکھی گئی ہے کہ تا وہ اپنے محبوب حقیقی سے جو اُسکا خدا ہے اپنے سارے دل اور ساری طاقت اور سارے جوش سے پیار کرے ✦

پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوت عشق جو انسانی روح میں موجود ہے جس کی موجیں ناپیدا کنار ہیں اور جس کے کمال موج کے وقت انسان اپنی جان سے بھی دست بردار ہونے کو طیار ہوتا ہے یہ خود بخود روح میں قدیم سے ہے ہرگز نہیں اگر خدا نے انسان اور اپنی ذات میں عاشقانہ رشتہ قایم کرنے کے لئے روح میں خود قوت عشق پیدا کر کے یہ رشتہ آپ پیدا نہیں کیا تو گویا یہ امر اتفاقی ہے کہ پرمیشر کی خوش قسمتی سے روحوں میں قوت عشق پائی گئی اور اگر اسکے مخالف کوئی اتفاق ہوتا یعنے قوت عشق روحوں میں نہ پائی جاتی تو کبھی لوگوں کو پرمیشر کی طرف خیال بھی نہ آتا۔ اور نہ پرمیشر اس میں کوئی تدبیر کر سکتا کیونکہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی لیکن ساتھ ہی اسبات کو بھی سوچنا چاہیے کہ پرمیشر کا بھگتی اور عبادت اور نیک اعمال کے لئے مواخذہ کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ اُس نے خود محبت اور اطاعت کی قوتیں انسان کے روح کے اندر رکھی ہیں لہذا وہ چاہتا ہے کہ انسان جس میں خود اُس نے یہ قوتیں رکھی ہیں اُسکی محبت اور اطاعت میں محو ہو جائے ورنہ پرمیشر میں یہ خواہش پیدا کیوں ہوئی کہ لوگ اس سے محبت کریں اس کی اطاعت کریں اور اُس کی مرضی کے موافق رفتار اور گفتار بناویں ہم دیکھتے ہیں کہ باہم کشش کے لئے کسی قسم کا اتحاد ضروری ہے انسان انسان کے ساتھ اُنس رکھتا ہے اور بکری بکری کے ساتھ اور گائے گائے کے ساتھ اور ہر ایک پرندہ اپنے ہم قسم پرندہ کے ساتھ پس جبکہ انسان کی روحانی اور جسمانی قوتوں کو پرمیشر کے ساتھ کوئی بھی رشتہ نہیں تو کس اشتراک سے باہمی کشش درمیان ہو صرف جوڑنے کا اشتراک کافی نہیں کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں جوڑنے میں پرمیشر اور ایک نجار یا آہنگر برابر ہیں اگر ہمارا کوئی عضو اپنے ٹھکانہ سے اُتر جائے اور کوئی شخص اُسکو اصل جگہ سے جوڑ دے یا مثلاً اگر کسی کا ناک کٹ جائے اور کوئی شخص اُسکو اصل جگہ سے جوڑ دے یا مثلاً اگر کسی کا ناک کٹ جائے اور کوئی شخص زندہ گوشت اُس ناک پر چڑھا کر ناک کو درست کر دے تو کیا وہ اُسکا پرمیشر ہو جائیگا خدا کو پہلی کتابوں میں استعارہ کے طور پر باپ یعنے باپ قرار دیا گیا ہے اور قرآن شریف میں بھی ہوا ہے فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اٰباءکم یعنی تم خدا کو ایسا یاد کرو۔ جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ اور فرمایا اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض یعنے خدا اصل نور ہے ہر ایک

نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے۔ پس خدا کا نام استعارۃً پتا رکھنا اور ہر ایک نور کی
جڑ اسکو قرار دینا اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی روح کا خدا سے کوئی بھاری علاقہ ہے
عربی میں آدمی کو انسان کہتے ہیں یعنے جس میں دو اُنس ہیں ایک انس خدا کی اور
ایک اُنس بنی نوع کی۔ اور اسی طرح ہندی میں اُس کا نام مانس ہے جو مانوس کا مخفف ہے اس سے
ظاہر ہے کہ انسان اپنے خدا سے طبعی اُنس رکھتا ہے اور مشرکانہ غلطی بھی دراصل اسی سچے خدا
کی تلاش کی وجہ سے ہے ہم اپنے کامل ایمان اور پوری معرفت سے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ
اُصول آریہ سماجیوں کا ہرگز درست نہیں کہ ارواح اور ذرات اپنی تمام قوتوں کے ساتھ
قدیم اسانادی اور غیر مخلوق ہیں اس سے تمام وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے جو خدا میں اور اُس کے
بندوں میں ہے یہ ایک نیا اور مکروہ مذہب ہے جو پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے۔ ہم نہیں جانتے
کہ وید سے کہاں تک اس مذہب کا تعلق ہے لیکن ہم اس پر بحث کرتے ہیں کہ یہ اُصول جو آریہ
سماجیوں نے اپنے ہاتھ سے شایع کیا ہے یہ عقل سلیم کے نزدیک کامل معرفت اور کامل غور اور
کامل سوچ کے بعد ہرگز درست نہیں سناتن دھرم کا اُصول جو اُس کے مقابل پر پڑا ہوا ہے
اسکو اگرچہ وید انت کے بیجا مبالغہ نے بدشکل کر دیا ہے اور بد اندیشوں کی افراط نے بہت سی
اعتراضات کا موقعہ دیدیا ہے۔ تاہم اس میں سچائی کی ایک چمک ہے اگر اس عقیدہ کو زوائد
سے الگ کر دیا جاوے تو ماحصل اسکا یہی ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز پرمیشر کے ہی ہاتھ سے نکلی ہے
پس اس صورت میں تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں اور ماننا پڑتا ہے کہ بموجب اصول
سناتن دھرم کے وید کا عقیدہ یہی ہے کہ یہ تمام ارواح اور ذرات اجسام اور انکی
قوتیں اور طاقتیں اور گُن اور خاصیتیں خدا کی طرف سے ہیں +

یاد رہے کہ آریہ ورت میں مذہب قدیم جسپر کروڑ ہا انسان پائے جاتے ہیں سناتن دھرم
ہے اگرچہ اس مذہب کو عوام نے بگاڑ دیا ہے اور مورتی پوجا اور دیویوں کی پرستش اور بہت سی
مشرکانہ بدعتیں اور اوتاروں کو خدا سمجھنا گویا اس مذہب کی جزو ہو گیا ہے۔ لیکن ان چند
غلطیوں کو الگ کر کے بہت سی عمدہ باتیں بھی اس مذہب میں موجود ہیں۔ اسی مذہب
میں بڑے بڑے رشی اور منی اور جوگی ہوتے رہے ہیں اور نیز اس مذہب میں بڑی بڑی

جنھیں تپی اور ریاضت کرنیوالے پا گئے ہیں اب اگر کوئی چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن جو مذہب کہ پنڈت
دیانند نے پیش کیا ہے اسمیں وہ روحانیت نہیں ہے جس کو سناتن دھرم کے بزرگوں نے پایا تھا گو آخر کار شرک کو
اپنے عقاید میں ملا کر اس روحانیت کو کھو دیا مخلوق کا خدا سے حقیقی تعلق نہیں ٹھیرتا ہے جب مخلوق خدا
کے ہاتھ سے نکلنے والی ہوں جیسا کہ مذہب کا دعویٰ ہے اسمیں یگانگت کبھی آ نہیں سکتی [illegible]
سے منا ہے کہ پنڈت دیانند صاحب نے جو مذہب پیش کیا ہے۔ یہ اس مذہب کے خود رای لوگوں کا مذہب تھا
جو محض اپنی ناقص عقل کے پیرو تھے۔ جیسے یونان کے گمراہ فلاسفر اس لئے وید کی وہ چند ال [illegible]
کرتے تھے۔ غایت کار عوام کو مایل کرنے کے لئے تاویلوں کے ساتھ کوئی وید کی شرتی اپنی تائید میں [illegible]
تھے تا اس طرح پر اپنے عقاید کو عوام میں پھیلا دیں ورنہ اصل عقیدہ وید کا وہی ہے جو سناتن دھرم کی روح
میں مخفی ہے۔ ان لوگوں میں کسی زمانہ میں قابل تعریف عملی حالتیں تھیں اور وہ بنوں میں جا کر ریاضت
اور عبادت بھی کرتے تھے اور انکے دلوں میں نرمی اور سچی تہذیب تھی کیونکہ انکا مذہب صرف زبان
تک نہیں بلکہ دلوں کو صاف کرتے تھے اور وہ پرمیشر جس کا کتابوں میں انہوں نے نام سنا تھا چاہتے تھے کہ اسی
دنیا میں اسکا درشن ہو جائے۔ اسلئے وہ بہت محنت کرتے تھے اور اس صدق کا نور ان کی پیشانیوں میں
ظاہر تھا۔ پھر بعد اس کے ایک اور زمانہ آیا کہ بت پرستی اور دیوتوں کی پوجا اور سورج کی پوجا اور اگنی
کی پوجا بلکہ ہر ایک عجیب چیز کی پوجا سناتن دھرم کا طریق ہو گیا اور وہ اس طریق کو بھول گئے۔ جو
طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جن پر انکی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا

(باقی آئندہ)

وید کی شرتیوں کی تاویل اور قرآن کریم کی حقایق پر سرسری نظر

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورہ فاتحہ میں فرماتا ہے الحمد للہ رب العلمین یعنی ہر ایک حمد و ثنا
اُس خدا کے لئے مسلم ہے جس کی تربیت ہر ایک عالم میں یعنی ہر ایک رنگ میں ہر ایک پیرایہ میں۔ اور ہر ایک
فایدہ بخش صنعت الٰہی کے ذریعہ سے مشہود اور محسوس ہو رہی ہے یعنی جنہیں متفرق وسیلوں پر اس دنیا کے لوگوں کی
بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے دراصل اُن کے پردہ میں ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہے

جس کا نام اللہ۔ چنانچہ اس دنیا کے کاروبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کر رہا ہے۔ جو ایک مدت تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچا کر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اُسکی آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے۔ پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہونچانیوالا اور حقیقی روشنی عطا کرنیوالا ہے وہ خدا ہی ہے کیونکہ اُسی کی طاقت کے سہارے سے یہ سورج بھی کام کر رہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے۔ جس پر جسمانی زندگی موقوف ہے اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھیرا تا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضا تک پہونچانے کے لئے مجموعہ انسانوں کے ایک انسان کو اختیار کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اُس کو بطور دل کے قرار دیدیتا ہے اور اُسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضا تک پہونچانے کے لئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے۔ پس وہ طبعًا اس خدمت میں لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف میں تقسیم کر دیتا ہے اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھوں کا ل روشنی پہونچاتا اور تمام نیک بد چیزیں انپر کھول دیتا ہے۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند مینار تک پہونچا کر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج کے سہارے سے پھلوں کو پکاتا ہے اور ان میں شیرینی اور مزا ڈالتا اور عفونتوں کو دور کرتا اور بہار کے موسم میں تمام درختوں کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلوں کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا۔ اور پھر خزاں میں اسکے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختوں کے پتے گرادیتا اور بدشکل بنا دیتا اور پھلوں سے محروم کرتا اور بالکل انہیں ننگے کر دیتا ہے بجز اُن ہمیشہ بہار درختوں کے جنپر وہ ایسا اثر نہیں ڈالتا یہی کام اُس حقیقی آفتاب کے ہیں جو سرچشمہ تمام روشنیوں اور فیضوں کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکھاتا ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور پھر دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزاں لاتا ہے اور ایک تجلی سے وہ عارفوں کے لئے معرفت کی حلاوتیں پیدا کرتا ہے اور پھر ایک تجلی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دور دفع کر دیتا ہے۔ پس اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کر رہا ہے وہ سب کام اُس حقیقی آفتاب کے ظل ہیں اور یہ نہیں کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ حضرت قدرت کا جسمانی سورج کے کام ہیں وہ اُس کے اپنے کام نہیں ہیں۔ بلکہ

درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اُسکے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے جیسا کہ اُسی کی طرف اشارہ کرنیکے لئے قرآن شریف میں ایک ملکہ کا قصہ لکھا ہے جو آفتاب پرست تھی اور اُسکا نام بلقیس تھا اور وہ اپنے ملک کی بادشاہ تھی اور ایسا ہوا کہ اُس وقت کے نبی نے اُسکو چٹھی دی بھیجی کہ تجھے ہمارے پاس حاضر ہونا چاہیئے ورنہ ہمارا لشکر تیرے پر چڑھائی کریگا اور پھر تیری خیر نہیں ہوگی پس وہ ڈر گئی اور اُس نبی کے پاس حاضر ہونیکے لئے اپنے شہر سے روانہ ہوئی اور قبل اسکے کہ وہ حاضر ہو اسکو متنبہ کرنے کے لئے ایک ایسا محل تیار کیا گیا جسپر نہایت مصفا شیشہ کا فرش تھا اور اُس فرش کے نیچے نہر کی طرح ایک وسیع خندق تیار کی گئی تھی جس میں پانی بہتا تھا اور پانی میں مچھلیاں چلتی تھیں جب وہ ملکہ اس جگہ پہنچی تو اُسکو حکم دیا گیا کہ محل کے اندر آجا تب اُس نے نزدیک جا کر دیکھا کہ پانی زور سے بہ رہا ہے اور اس میں مچھلیاں ہیں تب اس نظارہ سے اسپر یہ اثر ہوا کہ اُس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا لیا کہ ایسا نہ ہو کہ پانی میں تر ہو جائے تب اُس نبی نے اُس ملکہ کو جسکا نام بلقیس تھا آواز دی کہ اے بلقیس تو کس غلطی میں گرفتار ہو گئی یہ تو پانی نہیں ہے جس سے ڈر کر تو نے پاجامہ اوپر اُٹھا لیا یہ تو شیشہ کا فرش ہے اور پانی اُسکے نیچے ہے۔ اس مقام میں قرآن شریف میں یہ آیت ہے قال صرح ممرد من قواریر یعنے اُس نبی نے کہا کہ اے بلقیس تو کیوں دھوکا کھاتی ہے یہ تو شیش محل کے شیشے ہیں جو اوپر کی سطح پر بطور فرش کے لگائے گئے ہیں اور پانی جو زور سے بہ رہا ہے وہ تو ان شیشوں کے نیچے ہے نہ کہ یہ خود پانی ہیں تب وہ سمجھ گئی کہ میری غلطی پر مجھے ہوشیار کیا گیا ہے اور میں نے فی الحقیقت جہالت کی راہ اختیار کر رکھی تھی جو سورج کی پوجا کرتی تھی +

تب وہ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لائی اور اُس کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے یقین کر لیا کہ وہ طاقت عظمٰے جس کی پرستش کرنی چاہیئے وہ تو اور ہے اور میں دھوکا میں رہی اور سطحی چیز کو معبود ٹھیرایا اور اُس نبی کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ دنیا ایک شیش محل ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور عناصر وغیرہ جو کچھ کام کر رہی ہیں یہ دراصل انکے کام نہیں یہ تو بطور شیشوں کے ہیں بلکہ اُن کے نیچے ایک طاقت مخفی ہے جو خدا ہے یہ سب اُسکے کام ہیں اس نظارہ کو دیکھکر بلقیس نے سچے دل سے سورج کی پوجا سے توبہ کی اور سمجھ لیا کہ وہ طاقت ہی اور ہے کہ سورج وغیرہ سب سے کام کراتی ہے اور یہ تو صرف شیشے ہیں +

یہ تو ہمنے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے جن صفات کو چاند کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل خدا تعالیٰ کے صفات ہیں وہ راتیں جو خوفناک تاریکی پیدا کرتی ہیں چاند اُن کو

روشن کرنیوالا ہے جب وہ چمکتا ہے تو فی الفور اندھیری رات کی تاریکی اٹھ جاتی ہے کبھی وہ پہلے وقت سے
ہی چمکنا شروع کرتا ہے اور کبھی کچھ تاریکی کے بعد نکلتا ہے یہ عجیب نظارہ ہوتا ہے کہ ایک طرف
چاند چڑھا اور ایک طرف تاریکی کا نام ونشان نہ رہا اسی طرح خدا بھی جب نہایت گندہ اور تاریک آدمیوں
پر جو اس کی طرف جھکتے ہیں چمکتا ہے تو انکو ایسی طرح روشن کرتا ہے اور کوئی انسان اپنی عمر کے پہلے زمانہ
میں ہی اُس چاند کی روشنی سے حصہ لیتا ہے اور کوئی نصف عمر میں اور کوئی آخری حصہ میں اور بعض
بدبخت سلخ کی راتوں کی طرح ہوتے ہیں یعنے تمام تر انہیں اندھیرا ہی چھائے رہتا ہے اُس حقیقی چاند سے حصہ لینا
اُن کے نصیب نہیں ہوتا غرض کہ یہ سلسلہ چاند کی روشنی کا اُس حقیقی چاند کی روشنی سے بہت مناسبت
رکھتا ہے ایسا ہی چاند پھلوں کو موٹا کرتا اور اُن میں طراوت ڈالتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت کر کے
اپنے وجود میں پھل تیار کرتے ہیں چاند کی طرح خدا کی رحمت اُن کے شامل حال ہو جاتی ہے
اور اس پھل کو موٹا اور تازہ بتازہ کر دیتی ہے اور یہی معنی رحیم کے لفظ میں مخفی ہیں جو سورہ فاتحہ میں خدا کی
[illegible] ی صفت بیان کی گئی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہو رہی ہے
جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ
ہے جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدت نہ برسے تو جیسا کہ علم طبعی میں ثابت کیا گیا ہے کنوؤں کے پانی بھی خشک
ہو جائیں یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش کا پانی بھی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت میں لاتا ہے
یہ پرآسمان ایک پہلا رب النوع ہے جس سے پانی برستا ہے جس کو وید میں اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے
جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والسماء ذات الرجع اس جگہ آسمان سے مراد وہ کرہ
زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت میں اس کرہ زمہریر کی قسم کھائی گئی ہے جو مینہ برساتا ہے اور
رجع کے معنے مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں وحی کا ثبوت دینے
کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہوں جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بھی ایک پانی
کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے جیسا کہ تمہارا جسمانی پانی آسمان سے آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو
تو تمہاری عقلوں کے پانی بھی خشک ہو جائیں۔ عقل بھی اسی آسمانی پانی یعنے وحی الٰہی سے تازگی اور
روشنی پاتی ہے۔ غرض جس خدمت میں آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا
[illegible] پہلی صفت ملا ایک نفل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی سے ہے۔

انسان بھی پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وید کی رو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے جس کو وید کی اصطلاح میں اندر کہتے ہیں مگر یہ سمجھنا غلط ہے کہ یہ اندر کچھ چیز ہے بلکہ وہی پوشیدہ اور نہاں در نہاں طاقت عظمیٰ جس کا نام خدا ہے اس میں کام کر رہی ہے اسی کو بیان کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یعنی سورۃ فاتحہ میں یوں فرمایا ہے الحمد للّٰہ ربّ العلمین یعنے مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی رب ہے جو اپنی ربوبیت سے دنیا کی پرورش کر رہا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا رب ہے۔ اسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے اس جگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورت میں ہے اندر دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ پہلی تربیت اسی سے شروع ہوتی ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں آسمان یا آکاش کہتے ہیں اسی وجہ سے دنیا کے لوگ تمام قضاء و قدر کو آسمان کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں اور بت پرستوں کے نزدیک بڑا ربّ النوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے۔ پس اس جگہ اسی کا رد منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر وہی اکیلا خدا ہے اسی کی طاقت ہے جو پانی برساتی ہے۔ آسمان کو رب العالمین کہنا حماقت ہے بلکہ رب العالمین وہی ہے جس کا نام اللہ ہے +

غرض خدا تعالیٰ کی یہ پہلی ربوبیت ہے جس کو نادانوں نے اکاش یعنے اندر کی طرف منسوب کیا ہے بات یہی ہے کہ اندھوں کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک طاقت ہے اور اس طور پر برسانا یہ جلوہ دکھلاتا ہے کہ یہ بھی اسکی ایک صفت ہے پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اسکی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل میں ہوتا ہے در اصل یہ سب اُس کی صفات کے رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔ پھر دوسری ربوبیت خدا تعالیٰ کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے۔ اس لفظ رحمان سے بت پرستوں کے مقابل پر سورج دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ موجب بت پرستوں کے خیال کے جیسا کہ اکاش یعنی آسمان پانی کے ذریعہ سے چیزوں کو پیدا کرتا ہے ایسا ہی سورج ایام بہار میں تمام درختوں کو لباس پہناتا ہے گویا یہ اُس کی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہیں پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار میں ننگے درختوں کو پتوں کی چادر پہناتا ہے۔ اور اُس وقت تک درختوں نے اپنے طور پر کوئی عمل نہیں کیا ہوتا یعنی کچھ بنایا نہیں ہوتا تا بنائے ہوئے پر کچھ زیادہ کیا جاتا۔ بلکہ وہ خزاں کی غارت گری کے باعث سے محض ننگے اور برہنہ کھڑے ہوتے ہیں پھر سورج کے پرتوہ عاطفت سے

ہرایک درخت اپنے تئیں آراستہ شروع کردیتا ہے۔ آخر سورج کی مدد سے درختوں کا عمل اس حد تک پہونچتا ہے کہ وہ پھل بنا لیتے ہیں پس جبکہ وہ پھل بنا کر اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہیں تب چاند اُنپر اپنی رحیمیت کا سایہ ڈالتا ہے اور رحیم اسکو کہتے ہیں کہ عمل کرنیوالے کو اُسکے تکمیل عمل کے لئے مدد دے تا اُسکا عمل ناتمام نہ رہ جاوے پس چاند درختوں کے پھلوں کو یہ مدد دیتا ہے کہ اُن کو موٹے کردیتا ہے اور اُن میں اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی میں یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ چاند کی روشنی میں باغبان لوگ اناروں کے پھٹنے کی آواز سُنا کرتے ہیں غرض استعارہ کے طور پر قمر جو نیر دوم ہے رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اُسکا یہی ہے جو موجود شدہ پھلوں کی مدد کرتا ہے اور موٹا اور تازہ کردیتا ہے پھر جب وہ پھل تیار ہوجاتے اور اپنے کمال کو پہونچ جاتے ہیں تو زمین اُنکو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جزا سزا کو پہونچیں پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پھل ہیں تو زمین پر اُنکی بڑی عزت ہوتی ہے اور وہ قابل قدر جگہوں میں رکھے جاتے ہیں اور اگر وہ ردّی ہیں تو خراب جگہوں میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جو خدا نے اُسکی فطرت کو دی رکھی ہے کہ اچھے پھل کا قدر کرتی ہے اور بُرے پھل کو ذلیل جگہ رکھتی ہے +

غرض وید میں بطور استعارہ کے یہ چار نام ہیں جو چار بڑے بڑے دیوتاؤں کو عطا ہوئے ہیں اول اکاش یعنے آسمان جسکو اندر دیوتا بولتے ہیں وہ پانی کا داتا ہے اور قرآن شریف میں ہے کہ وجعلنا من الماء کل شیءٍ حیّ یعنے ہرایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے اسلئے یہ مجازی دیوتا یعنے اندر جس کو اکاش کہنا چاہئے سب مجازی دیوتاؤں سے بڑا ہے جس کی تعلقوں میں سورج اور چاند پرورش پاتے ہیں یہ بہ نسبت اَوروں کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اسکے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے۔ اسکی

+ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حقیقت میں یہ سب دیوتا ہیں بلکہ یہ سب ایک ہی مالک کے قبضہ میں ہیں اور انسان کے فایدہ کیلئے بنائے گئے ہیں ہم نے اسجگہ دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چاروں کے فیوض ہر وقت ایسے طور سے جاری ہیں کہ گویا با اختیار یہ فیض پہونچا رہی ہیں مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہیں اپنے ارادہ سے کوئی کام نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ کیا کام کرتے ہیں گویا مُردہ بدست زندہ ہیں یہ چار صفات کے نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین میں پائی جاتی ہیں یہ انسانوں کو غور کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں تا صفات الٰہی کے سمجھنے میں مدد دیویں مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہیں اسلئے اگر وید سورج میں استعارہ کو نگاہ میں رکھ کر رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے یہ اسی غرض سے ہے کہ تا انسانوں کو اس تحریک سے خدا کی رحمانیت پر نظر پڑے۔

ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنے اندر دیوتا سے کم ہے وہ کام جو اُسکے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختوں پر اپنی عنایت اور کرپا ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہیں اور خزاں کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ گویا مُردے ہیں جو زمین میں گاڑ دئے گئے ہیں اور تہیدست فقیروں کی طرح ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں پس سورج دیوتا بہار کے موسم میں ہیچ میں آکر اُن کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پھلوں اور پھولوں سے بھر دیتا ہے اور چند روز میں اُنکے سر پر پھولوں کے سہرے باندھتا ہے اور سبز شنوں کی ریشمی قبا اُنکو پہناتا ہے اور پھلوں کی دولت سے اُنکو مالا مال کر دیتا ہے اور اس طرح پر ایک شاندار نوشہ اُنکو بنا دیتا ہے پس اُسکی رحمانیت میں کیا شک رہا جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشوں پر اسقدر کرپا اور مہربانی کرتا ہے اس قسم کے استعارات وید میں بہت موجود ہیں کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہیں اور پھر ذرہ غور کریں تو کوئی علمی چمک بھی انہیں دکھائی دیتی ہے +

پھر سورج کے بعد وید کی رو سے چاند دیوتا ہے کہ وہ کمزوروں کے عملوں کو دیکھکر اپنی مدد سے اُنکے اعمال انجام تک پہونچاتا ہے یعنی بہار کے موسم میں درخت پھل تو پیدا کر لیتے ہیں لیکن اگر چاند نہ ہوتا تو یہ عمل اُنکا ناقص رہ جاتا اور پھلوں میں تازگی اور فربہی اور طراوت ہرگز نہ آتی پس چاند ان کے عمل کا متمم ہے اس لئے اس لائق ہوا کہ مجازی طور پر اسکو رحیم کہا جائے سو وید اُسکو رحیم قرار دیتا ہے سو استعارہ کے طور پر کچھ ہرج نہیں +

پھر چاند کے بعد دھرتی دیوتا ہے جس نے مسافروں کو جگہ دینے کے لئے اپنی پشت کو وسیع کر رکھا ہے ہر ایک پھل درخت پر مسافر کی طرح ہوتا ہے آخر کار مستقل سکونت اُسکی زمین پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہاں چاہے اُسکو اپنی پشت پر جگہ دیتی ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا وحملناھم فی البر والبحر کہ ہمنے انسانوں کو زمین پر اور دریاؤں پر خود اُٹھا لیا ایسا ہی زمین بھی ہر ایک چیز کو اُٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین میں ہے وہ جس کو چاہے عزت کے مقام پر بٹھاوے اور جسکو چاہے ذلت کے مقام میں پھینک دے ۔ پس اس طرح پر زمین کا نام ملک یوم الدین ہوا یعنے استعارہ کے طور پر صحیفہ فطرت کے آئینہ میں یہ چاروں الٰہی صفات نظر آتی ہیں غرض اسی طرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر میں

بھی ظاہر کردیتا طالب حق شالوں کو تا کہ اُس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑ لے +

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید میں مذکور ہیں چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت کبریٰ کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصہ دیا گیا ہے اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چاروں صفات مشہود و محسوس ہیں انہی امور کی وجہ سے ہوئی عقل والوں نے درحقیقت انکو دیوتے قرار دیا ہے اور انکو ربّ النوع[1] اور قابل پرستش سمجھا ہے۔ پس ان لوگوں کے رد کیلئے خداتعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنی سورہ فاتحہ میں فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین ۰ الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین

ترجمہ۔ حمد اور اُستت اور مہما اس پُرکھ رب کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے اور رحمان العالمین ہے اور رحیم العالمین ہے اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے۔ یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اُسکی ربوبیت[۱] اور رحمانیت[۲] اور رحیمیت[۳] اور جزا سزا[۴] کے لئے مالکیت کے ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اُس کی بے انتہا نہیں پا سکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتیں یعنی پرورشیں ایک خاص رنگ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس اپنے تنگ دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اس لئے ایسی چیزیں پرستش کے لایق نہیں علاوہ اسکے اُن کے یہ افعال بالارادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الٰہی طاقت کام کر رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ ای وہ سب کے رب کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پرستش کے لایق تو ہی ہے۔ اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لایق نہیں ہیں اسی طرح دوسرے مقام میں فرمایا لا تسجدوا للشمس ولا

---

[1] دیوتا سنسکرت میں رب کو کہتے ہیں یا جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہی پس سورج بجائے خود ایک رب ہی یعنی دیوتا ہی اور چاند بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے ان تمام ربوں یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا رب ہی جو مدبر بالارادہ ہی اور وہی خدا ہے اُس کا نام رب العالمین ہے یعنی سب کا رب اور تمام ربوں کا بھی رب۔ ارادہ اور اختیار سے کام کرنیوالا وہی ایک ہے باقی سب کلیں ہیں جو اُس کے ہاتھ سے چلتی ہیں پس عبادت اور حمد کے لایق وہی ہے۔ اسی واسطے فرمایا الحمد للہ رب العالمین +

للقمر واسجدو اللہ الذی خلقھن یعنے نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو - بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جسنے یہ تمام چیزیں سورج - چاند - آسمان - آگ - پانی وغیرہ پیدا کی ہیں چاند اور سورج کا ذکر کر کے پھر بعد اسکے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزیں جنکی غیر قومیں پرستش کرتی ہیں تم ہرگز اُن کی پرستش مت کرو - پھر اس صورت میں یعنے سورہ فاتحہ میں اسبات کا جواب ہے کہ جب اکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فایدہ اللہ کی پرستش میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پرستش میں نہیں تو دعا کے پیرایہ میں اسکا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے - اور اپنے تئیں آپ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اسکو شناخت نہیں کرتا - بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانوں سے اپنے تئیں شناخت کرواتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اسکا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندوں کو اُس غضب سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو تیز کر کے اور اُس کو اپنے پاس سے معرفت عطا کر کے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہیں دیتا - یہ سورہ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان نمازمیں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جبتک انسان اس دعا کو حدود کے ساتھ خدا کی حضور میں کھڑے ہو کر نہ پڑھے اور اُس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے - جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا سکھلائی گئی ہے - تب تک اُس نے نماز نہیں پڑھی اور اس نماز میں تین چیزیں سکھلائی گئی ہیں :-

(۱) اول خداتعالی کی توحید اور اسکی صفات کی توحید تا انسان چاند سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤں سے منہ پھیر کر صرف اُسی سچے دیوتا کا ہو جائے اور اسکی روح سے یہ آواز نکلے ایاک نعبد و ایاک نستعین یعنی میں تیرا پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں اور دوسری یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بھائیوں میں شریک کرے اور اسی طرح بنی نوع کا حق ادا کردے - اس لئے دعا میں اھدنا کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب لوگونکو اپنی سیدھی راہ دکھلا - یہ معنی نہیں کہ مجکو اپنی سیدھی راہ دکھلا - پس اس طور کی دعا سے

جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا میں سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھ بلکہ وہ ہمیں روحانی نعمتیں عطا کر جو تو نے پہلے راستبازوں کو دی ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنکو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب اُن پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اُسکی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں اس پر غضب پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ پاکوں کے حق میں بدزبانی کرتا ہے اور کتوں کی طرح زبان نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے ہلاک کئے گئے اور بارہا طاعون کا عذاب اُن پر نازل ہوا جس نے انکی بیخکنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے۔ جب اس دنیا سے وہ گذر جائیگا

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ رگوید میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دعائیں مانگی گئی ہیں اُس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو اُن کے پردہ میں کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہیں کہ جس قدر اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قایم رکھنے کے لئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسما اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگ میں ظاہر ہو رہی ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کی اوراق ہیں جن سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلوں میں چار تغیرات دکھلاتا ہے۔

اول تغیر موسم خریف جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کی آب و تاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور اُن کے اندر کا مادہ سیالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسانوں کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا

ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں پس اسی طرح خدا کی ایک تجلی بھی موسم خریف
سے مشابہ ہے کہ ایک زمانہ انسانوں پر آتا ہے کہ اُن کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور وجد اور
یاد الٰہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کھلے کھلے معصیت
اور فسق کا دور ابھی نہیں آتا مگر اُنس الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر افسردگی اور مُردگی
اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہیں رہتا اور یہ
زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اُسکو کلجگ کا پیش خیمہ کہنا چاہئے ۔

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ موسم سرما کا زمانہ ہے
جبکہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے ۔ سو اسی طرح اُس آفتاب
حقیقی کے جس کا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اُس وقت
ہوتا ہے جبکہ خدا کی محبت دلوں سے بکلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اُسکو
چھوڑ دیتی ہیں اور بجائے اسکے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے ۔ اور
شراب خواری ۔ قماربازی ۔ زناکاری ۔ اور جھوٹ ۔ فریب ۔ دغا ۔ بد زبانی ۔ تکبر ۔ دنیا پرستی ۔
چوری ۔ خیانت ۔ خونریزی ۔ ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پاپ اور ہر ایک قسم کا پلید
کام دنیا میں پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکیوں سے آزمائی جاتی ہیں
اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لائق سمجھا جاتا ہے ۔ اور
بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے ۔ اور اگر مر بھی جائے تو اُس کی یادگاریں قایم ہوتی ہیں
ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے ۔ شاذ و نادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے
جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنیوالا اور معرفت کے پاک پانی
سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے گویا اسکو کلجگ کہہ سکتے ہیں ۔ کیونکہ اُس میں
نیکی کا کال اور بدی کا اقبال ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے ۔

پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ ربیع کا زمانہ
ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مُردہ پودے نئے سرے زندہ کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ
خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے ۔ سو اسی طرح وہ جو آفتاب حقیقی ہے ایک بہاری

تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھاتی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اُترتا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں میں سے کسیکو منتخب کرکے اُسکے دلکو اُس پانی کا ابر بہا دیتا ہے۔ تب وہ پانی اُس بادل میں سے خدا تعالیٰ کے اذن سے نکلتا رہتا ہے اور اُن خشک پودوں پر پڑتا ہے جنکو خریف کی باد صرصر نے تباہ اور خراب کر دیا تھا۔ اور اُن میں معرفت الٰہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پھول اُنمیں نمایاں کر دیتا ہے اور آخر انسانی شاخوں کو نیک اعمال کے پھلوں سے بھر دیتا ہے۔

پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دیوتا ظاہر کرتا ہے وہ صیف کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج اُن پھلوں کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم میں ابھی کچے تھے۔ پس اسی طرح خدا کی تجلی کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنی موسم گرما آتا ہے یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کرکے انسانی پاک طبیعتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اُسکی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکر الٰہی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں اور ترقیات کمال کو پہونچتی ہیں اور یہ زمانہ پورے معنوں سے ست جگ کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہیں اور اُسکی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بنا لیتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر پائے جاتے ہیں پس اس میں کلام کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہمپر کھول دیا ہے کہ سورج وغیرہ بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں یہ اُسی کی طاقت زبردست ہے جو پردہ میں ہر ایک کام کر رہی ہے۔ وہی ہے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں خود داخل ہو کر اُن کو منور کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے۔ وہی ہے جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے۔

اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے۔ اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے۔ اُسی کی طاقت آسمان میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر دم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اُٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہونچاتی ہے۔ یہ اُسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اُٹھا رہی ہے مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ مخلوق مگر اُن کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی۔ بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑا جو آگ میں پڑکر آگ کی شکل بن گیا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے۔ مگر دراصل وہ صفات اُس کی نہیں بلکہ آگ کے ہیں اِسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو اُن میں پائی جاتی ہیں۔ خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو اُنکے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اُسی کے کلمے تھے جو اُس کی قدرت نے اُنکو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کریگا۔ کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے۔ کیا خدا اُن کے علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا۔ مگر اُسکو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک آتشی شیشی آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے وہ چاند کو دُبلا نہیں کر دیتی یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام نظام روحانی کا مرکز ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے۔ جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تھا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور اُستت کی اُسکا یہی مقصد ہو گا۔ کہ الٰہی طاقت ایسے شدید تعلق سے اُن کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اُس کے مقابل وہ سب اجرام

بطور چھلکے کے ہیں اور وہ مغز ہے اور سب صفات اُسی کی طرف رجوع کرتی ہیں
اسی لئے اُسی کا نام آگ رکھنا چاہئے اور اُسی کا نام پانی اور اُسی کا نام ہوا۔ کیونکہ
اُن کے فعل اُن کے فعل نہیں بلکہ یہ سب اُس کے فعل ہیں اور اُن کی طاقتیں
اُن کی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اُسکی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورہ فاتحہ کی اس آیت
میں کہ الحمد للہ رب العلمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنے مختلف رنگوں اور
پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قایم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام
کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ خدائی طاقت اُن کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا
کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صرح ممرّد من قواریر یعنے دنیا ایک شیش محل
ہے جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی
شیشے پانی ہیں حالانکہ پانی اُن کے نیچے ہے اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک تیسری
جگہ بھی فرمایا وحملناھم فی البر والبحر یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اُٹھاتی ہے
یا کشتیاں دریا میں تمہیں اُٹھاتی ہیں۔ بلکہ ہم خود تمہیں اُٹھا رہے ہیں ٭

غلطی

رسالہ ۲ جلد ۶ کے صفحہ ۲۲ کے اخیر پر نوٹ لکھا ہوا ہے جسکو
سنگساز نے غلطی سے عنقریب کو انقریب لکھ دیا ہے
یعنی بجائے (ع) کے الف۔ ناظرین درست فرماویں
والسلام ٭ ایڈیٹر

منشی کرم بخش پروپرائٹر و ایڈیٹر نے باہتمام مطبع مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

انوار الاسلام

جلد ۶ نمبر ۵ پندرہ روزہ

الحمد للہ

بابت یکم جون سنہ ۱۹۰۶ء

ہمنے رسالہ نمبر ۳ جلد ۶ صفحہ اول پر ناظرین انوار الاسلام کیخدمت میں ایک نہایت ضروری اپیل کے ہیڈنگ سے ایک مضمون شایع کیا تھا جسمیں اکثر غریب مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا تھا صرف اس خیال سے کہ اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ جو اُنس وہمدردی غربا کو اسلام سے ہوتی ہے ویسی متمول لوگوں کو نہیں ہوتی سو اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہماری اپیل کو غریب مسلمانوں نے منظور کیا۔ اور ہمنے اب بھی یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ آئندہ ہر ایک اشاعت میں ہر ایک صاحب کا شکریہ حسب سلوک انوار الاسلام ادا کر دیا جاویگا۔ اور رسیدات زرچندہ بھی شایع ہوتی رہا کرینگی جس سے ہر ایک صاحب کو اپنے حساب کا پتہ ملتا رہے گا ◆

بذریعہ اشاعت ہذا ہر ایک صاحب کو عام طور سے یہ اطلاع دی گئی تھی کہ جن احباب کا سالانہ چندہ پیشگی ختم ہو چکا ہوا ہے اُن صاحبوں کیخدمت میں پندرہ ماہ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو انعامی کتابوں کے وی پی روانہ کئے جاوینگے لیکن بباعث ہونے بیماری علاقہ سیالکوٹ میں کتب انعامی وقت پر تیار نہ ہو سکیں اسلئے وی پی بھیجنے میں توقف ہوا۔ سو اب بفضل خدا خاص شہر سیالکوٹ میں اکثر آرام ہے اور اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے قوی اُمید ہے کہ شہر بیماری سے بہت جلد پاک صاف ہو جائیگا۔ اور وی پی بفضل خدا ۵ ماہ جون سنہ ۱۹۰۶ء کو روانہ کئے جاوینگے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ سرپرستان انوار الاسلام بہت جلد وی پی وصول فرما کر مشکور فرماوینگے

خوش خبری

بہت سے احباب کے اصرار سے کتب انعامیہ میں ترمیم کر دی گئی ہے صرف اس
سے کہ جن کی اشاعت ہو کر دیانندیوں کو راہ راست یعنی اسلام قبول کرنے کی
جلد سوجھے +

صرف

مفصلہ ذیل چھ کتابیں انعامی تقسیم ہونگی۔ علاوہ ان کتابوں کے اور کتا
ہرگز نہیں دی جاویگی۔ اب کے سال رسالہ بالکل مفت ہے ۔:۔
اسلام کی تعلیم۔ آریہ مت کی عکسی تصویر۔ بشارات احمدیہ۔ امام اعظم۔
حقیقت۔ قرآن شریف کی حقیقت۔ یہ چھ کتابیں وی پی پیکٹ میں ہونگی۔ و
خدانخواستہ روپیہ نہ موجود ہونیکی حالت میں ڈاکخانہ میں دس روز تک امانت رہ سکتا ہے

سب سے ضروری

جو صاحب آئندہ سال کے لئے انوار الاسلام کو خریدنا نہیں چاہتے جب تک وہ
رقم کو ادا نہ کرینگے۔ تب تک رسالہ ہذا بند نہیں کیا جاویگا +

معذرت

اب بفضل خدا بیماری سے آرام ہے۔ آئندہ رسالہ وقت پر شایع ہوا کر
اور جن صاحبوں کو کوئی نمبر وصول نہ ہوا ہو تو فوراً مطلع فرما دیں۔ تا کہ روانہ
جاوے۔

اور جن احباب کے

منی آرڈر پیشگی وصول ہو چکے ہیں۔ اُن کو بھی بیرنگ پیکٹ یکم ماہ جون سنہ ۱۹۰۴ء
روانہ کر دیئے جاوینگے +

(ایڈیٹر)

(نوٹ) بوقت خط و کتابت نمبر خریداری کا ضرور حوالہ دیں۔

دعویٰ الہام
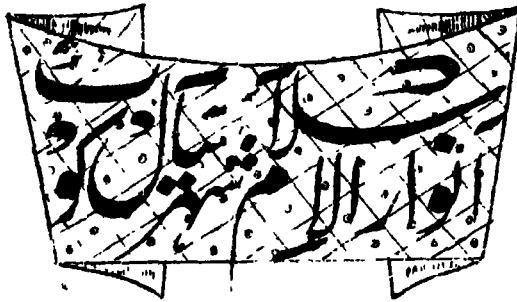
۱ اس کتاب (قرآن) کو ہمنے تیری طرف (اے محمدؐ) اسلئے اتارا ہے کہ تو لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لے چلے"۔

۲۔ ہم (خدا) نے ہی نصیحت کی بات (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اسکی محافظ ہیں"

۳۔ بیشک ہم (خدا) نے اس کتاب کو بشکل قرآن عربی اتارا ہے تاکہ تم سمجھو ہم بذریعہ الہام (قرآن) تجھ کو ایک عمدہ اور سب سے اچھا قصہ (یوسفؑ) کا سناتے ہیں"۔

---

۱ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (ابراہیم) ۲ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر) ۳ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ نَحْنُ نَقُصُّ

اگر تم ہماری کتاب سے جو ہمنے اپنے بندے (محمدؐ) پر اتاری ہے۔ شک میں ہو۔ تو اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ۔ اور اپنے گواہوں کو بلا لو"۔

۳ "ہم خدا قرآن کو شفا اور ماننے والوں کے حق میں رحمت اُتارتے ہیں"۔

۴ "ہم (خدا) نے تیری طرف کتاب (قرآن) اسلئے نہیں اُتاری کہ تو مشقت اور تکلیف مالایطاق میں پڑے بلکہ وہ نصیحت ہی۔ خدا سے ڈرنیوالوں کیلئے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہی"۔

۵ "ہم (خدا) نے تمہاری طرف کتاب (قرآن) بھیجی ہے۔ جسمیں تمہاری نصیحت کی باتیں ہیں کیا پھر بھی سمجھتے نہیں"۔

۶ "تو کہہ زمین اور زمین کے لوگ کس کے ہیں۔ اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ۔ فوراً کہہ دینگے خدا کے۔ تو کہہ دے کیا تم پھر نصیحت نہیں پاتے۔ کہ شرک ناجائز ہے۔ تو کہہ دے ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے۔ فوراً کہینگے خدا ہی کا ہے۔ تو کہہ کیا پھر بھی شرک سے نہیں بچتے ہو۔ تو کہہ کس کے ہاتھ میں سب چیزوں کے اختیارات ہیں۔ اور کون ہے جو پناہ دیکر بچا لے اور اُس سے کوئی نہ بچا سکے۔ اگر کچھ علم اور سمجھ رکھتے ہو۔ تو بتلاؤ فوراً کہینگے خدا۔ تو کہدیجو پھر کیوں بیہوش فریب کھا جاتے ہو"۔

عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ (یوسف) ۲ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (بقر) ۳ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (بنی اسرائیل) ۴ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى (طه) ۵ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الانبیا) ۶ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ۔ (مومنون)

۹ مسلمانوں سے کہہ دے کہ اپنی نظریں نیچے رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہہ طریق اُن کے لئے بہت بہتر ہے"۔

۱۰ تو کہہ بس قرآن کو اُس ذات پاک نے اُتارا یعنے الہام کیا جو آسمانوں اور زمینوں کے بھید جانتا ہے۔ بیشک وہ بندوں کے حال پر بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے"۔

۱۱ تو کہہ میں تو صرف عذاب الٰہی سے ڈرانیوالا ہوں تو کہہ سب تعریفوں کا مالک خدا ہی ہے۔ وہ تم کو اپنے نشان دکھائیگا"۔

۱۲ تو (اپنے مخالفوں سے) کہہ میں ایک ہی بات کی تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ تم خدا کے لئے دو دو اور ایک ایک ہوکر فکر کرو تو اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ تمہارے ساتھی (محمدؐ) کو جنون نہیں بلکہ وہ تو سخت عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہے۔ تو کہہ مینے جو کبھی تمسے مزدوری مانگی ہو وہ تم کو ہی رہے۔ میرا بدلہ تو اللہ ہی کے پاس ہے اور ہر چیز اُس کے سامنے ہے تو کہہ میرا رب جو عالم الغیب ہے سچی تعلیم میرے پاس بھیجتا ہے"۔

۱۳۔ تو (اے محمدؐ) کہدے اللہ ہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن الہام کیا جاتا ہے تاکہ میں تم کو اور جنکو یہ قرآن پہنچے عذاب الٰہی سے ڈراؤں۔

۱۴۔ تو کہدے میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم کو کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں"۔

---

۹ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ (النور) ۱۰ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (الفرقان) ۱۱ فَقُلْ اِنَّمَا اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ (قصص) ۱۲ قُلْ اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (السباء) ۱۳ قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ (الانعام) ۱۴ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ

ﷺ تو کہہ دے لوگو! خدا کے ہاں سے تم کو حق آپہنچا پس جو کوئی اُس حق سے ہدایت حاصل کریگا وہ اپنے لئے ہی کریگا۔ اور جو کوئی اُس سے بھولیگا اُس کا وبال بھی اُسی کی گردن پر ہوگا۔ اور میں تیرا داروغہ ہو کر نہیں آیا۔ اور جو کچھ تیری طرف وحی اور الہام سے حکم پہنچتا ہے۔ اُس کی اتباع کر اور صبر کر جبتک اللہ فیصلہ کرے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے ''

اِنِّیْ مَلَکٌ (الانعام) ﷺ قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا وَمَا اَنَا عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰى اِلَیْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى یَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ (یونس)

دیانندی پنتھ کی حقیقت

دیانندیوں میں یہ مرض عالمگیر ہو رہا ہے کہ اُن میں کا ہر ایک آدمی ہمچو ما دیگرے نیست کا دم بھرتا ہے اور گو وہ اپنی کتب ہی سے محض ناواقف ہوتے ہیں۔ مگر کرپارام جگرانوی کی طرح دو ورقیاں لکھ لکھا کر سنیاس کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں اور سماجک ڈپلومہ لیاقت اُن کو مل جاتا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ مطبع کی بدولت ایسے ایسے فاطلول کی قدر دانی کا زمانہ آنا تھا۔ بقول دیانندیاں آریہ ورت میں کوئی وہ زمانہ تھا کہ بڑے بڑے رشی خدا کے گیان دھیان میں رات دن مگن رہتے تھے۔ اور ہر وقت یاد الٰہی کرتے رہتے تھے۔ کسی کا دل دُکھانا تو درکنار وہ ہر ایک سے ایک ہی جیسا سلوک کرتے تھے۔ یا اب آریہ ورت کی یہ حالت کی یہانتک نوبت آپہنچی ہے کہ ایسے ایسے بزرگ رشیوں کے بدنام کنندہ خود ساختہ رشی و مہرشی و خیر خواہ ملک

دشنام دہی اور بدزبانی میں اول نمبر پر ہیں اور ویدک دنیا اُن کے بُت بنا بنا کر چومتی پھرتی ہے۔ بھلا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ میں جواب دونگا کہ یہ صرف جہالت کے سب سے منجلے درجہ کا نتیجہ ہے کہ جاہلوں خودسروں۔ دشنام دینے والوں۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والوں کو رشی مہرشی کا درجہ دیکر قدیم آریہ ورت کے رشیوں کو معاذاللہ بدنام کیا جاوے اور موجودہ نسلوں کو دکھایا جاوے کہ رشی ایسے مُونہہ پھٹ ہوا کرتے ہیں۔ اور قدیم آریہ ورت کے رشی اسی قسم کے ہو گذرے ہیں۔

گو ہم کو معلوم ہے کہ سچی بات ہمیشہ کڑوی ہوتی ہے اور کئی طبائع پہلے پہل اسے زہر ہلاہل سمجھتے ہیں۔ مگر اس کا آخر نتیجہ بہت اچھا ہوا کرتا ہے اسلئے ہمنے سچی بات کی اشاعت کو اپنا سب سے پہلا فرض سمجھ کر جھوٹ کی تردید کا ذمہ لیا ہے اور ہمیں خدا کے فضل سے کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں۔ مگر دیانندیوں سے اتنی عرض ضروری ہے کہ بجائے بغض وحسد کرنے کے ہمارے مضامین کی تردید کریں تاکہ عوام کو سچ جھوٹ میں فرق معلوم ہو جاوے۔

گو ہماری تحریر دیانندیوں کو چبھتی ہوگی۔ مگر ہم صبر کرکے مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ دیانندیوں کو اُنہیں کے الفاظ میں خواہ وہ سخت ہوں یا نرم جواب دیا جاوے ناواقف آدمی اور خاصکر دیانندی ہماری تحریر کو ضرور سخت کہینگے۔ مگر جب وہ دیانند کی کتب اور مقتول اور مخنوط کی تحریر ہماری نسبت ملاحظہ فرمادینگے۔ تو وہ ہماری تحریر کو بدرجہا نرم پا دینگے۔ سب سے اول کس نے دیانندی پنتھ سے چھیڑ خوانی شروع کی۔ اسکا جواب دیانندی خود ہی انصاف سے دیں وہ اُن کا اپنا گرو گھنٹال تھا۔ جسنے مسلمانوں کی نسبت دل آزار کلمات کہہ کر اور اپنی ستیارتھ میں معاذاللہ خدا اور رسول اکرم م کی نسبت ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے۔ اور اس قسم کی سخت تحریروں کا بانی ہوا۔ دیانند کی سب سے اول تصنیف ستیارتھ پرکاش یعنے ۱۸۷۵ء سے لیکر اتبک دسمبر ۱۹۰۴ء تک کوئی دیانندی ہمیں مصنفہ وہ جاّ

کتب کا پتہ دیں جس میں اسلام اور بانئے اسلام کی ذرا بھی عزت روا رکھی گئی ہے۔ اور مسلمانوں کی نسبت ایک بھی کلمہ خیر ہو۔ کوئی کتاب دیکھو۔ یا اخبار۔ اردو دیکھو یا ناگری انگریزی دیکھو یا پنجابی۔ ہر ایک میں مسلمانوں کی نسبت دل آزاری کے کلمات درج ہیں۔ ان کا رشی نہ رشی، دیکھو یا سنیاسی۔ اپدیشک دیکھو یا لکچرار سب علانیہ مسلمانوں کو بے نقط سُنانے اور ہر جگہ اپنے رشی کی پیروی کر کے اُن کے دل دکھاتے ہیں ہم دیانندیوں کی کتب سے مسلمان بزرگوں کی نام اد دکھا سکتے ہیں۔ جنہوں نے دیانند کی نسبت عمدہ ریمارک کئے۔ مگر کیا دیانندی اپنے کسی ٹریکٹ کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ جس میں ہماری برائی نہ کی ہو۔ ہرگز نہیں ہمنے ان کی تصانیف کی پوری پوری ورق گردانی کر کے نتیجہ نکال لیا ہے۔ کہ ان غالوں کو انہیں کی بولی میں ان ہی کے وزن پر جواب دیئے جاویں۔ تاکہ عوام پر سے اُن کا بُرا اثر جاتا رہے۔ ہمیں ان کے عجیب وغریب نکتے روز بروز مل رہے ہیں۔ جو علیحدہ ایک مضمون کے سلسلہ میں بذریعہ انوار الاسلام ہدیہ ناظرین ہونگے۔ فی الحال یہاں ایک لچر کتاب موسومہ بہ "مُلہمان وید" وقرآن کی سوانحعمری وتعلیم۔ مصنفہ شادی رام پانی پتی کا مختصر جواب عرض کرتا ہوں۔ اور ناظرین کو دیانندی تصانیف سے آگاہ کرتا ہوں۔ گو اس دیانندی کو اپنی ہی کتب سے آگاہی نہیں مگر اُسنے المعلم کوڑہ گرکٹ جواب لکھ مارا ہے۔ دیباجہ میں وہی دیانندی تہذیب کی سٹرانڈ پھیلا کر مسلمانوں کو آریہ ورت کے باغی ہجو وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ جسکا جواب کتاب کے جواب کے ختم ہونے پر اُسی کے وزن پر دیا جاویگا۔ اور اُس کے ہر لفظ کو واقعات کے مطابق کر کے اُسے اُسکے گھر کا حال بتایا جاویگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

دیانندی۔ مولوی صاحب کا سوال یجروید رگوید۔ سام وید۔ اور اتھرن وید۔ کن رشیوں پر ہے گئے۔ اور اُن کا نام کیا ہے۔ غلط ہے بلکہ صحیح یوں تھا کہ ان رشیوں کے نام بتلاؤ۔ جنپر چاروں ویدوں کا پرکاش ہوا۔ بلکہ سب سے افضل تھا۔ کہ کس رشی پر کس وید کا پرکاش ہوا۔

عاجز۔ سوال سمجھنے کو بھی عقل درکار ہے۔ بھلا کسی عاقل سے پوچھا تو ہوتا۔ کہ مولوی صاحب کے سوال اور آپ کے فقرہ "ان رشیوں کے نام بتاؤ جنپر چاروں ویدوں کا پرکاش ہوا" میں کیا فرق ہے۔ مرد خدا دقیق سوالوں کے سمجھنے کے لئے عالم کی عقل چاہیئے نہ آپ جیسے عاقلوں کی۔ کہ لکیر کے فقیر ہو رہے ہیں۔ اور تعصب سے جل کر مر رہے ہیں۔ آپ کا دیباچہ آپکے دلی بغض و تعصب کا پورا پورا نمونہ ہے۔ مولوی صاحب کا یہ مطلب نہیں کہ اگنی وایو آدیتہ انگرہ بتا کر آپ سوال کو ٹال جاویں۔ بلکہ چونکہ آپ کا عقیدہ ہے کہ یہ نام اصلی نہیں صفاتی ہیں۔ کیونکہ وید میں کسی شخص کا نام آنے سے ویدک ایشور کی طرفداری پائی جاتی ہے۔ اسلئے آپ ان صفات سے موسوم شدہ رشیوں کے اصلی ذاتی نام سے مطلع فرماویں۔ آپ کا یہ جواب گوز شتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

دیانندی۔ مولوی صاحب نے حوالہ رشیوں کے نام دان کا ثبوت بحوالہ وید یا کسی پورانی کتاب سے مانگا ہے۔ دیانندی نے منو ادھیائے ۱۰۔ اشلوک ۲۳ رگو ید سائنا چاریہ و شتھ پنتھ برہمن کا دیا ہے۔

عاجز۔ کیا اسی سرمایہ لیاقت پر تردید کرنی شروع کی ہے۔ منو ادھیائے ۱۰۔ اشلوک ۲۳ پر کہیں یہ نہیں لکھا کہ پرماتمانے اگنی وغیرہ رشیوں کے ذریعہ آغاز دنیا میں چاروں وید برہما رشی کو پراپت کرائے۔ رہا سائینہ اچاریہ کا حوالہ سو اس شخص کو ہوئے ڈہائی ڈہائی پانسو سال ہوئے ہیں۔ یہہ کیا جانے کہ ویدوں کے ملہمان کے ذاتی نام کیا تھے بیچارہ یا گولک رشی کیا بتا سکتا ہے کہ ان آدمیوں کے ذاتی نام کیا تھے۔ جو بقول آپکے اس سے ایک ارب ۹۷ کروڑ ۹ لاکھہ سال پہلے ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ رشی راجہ جنک کے عہد میں ہو گذرا ہے۔ جسے شتھ پتھ برہمن بنایا ہے۔ یہ تو آپکے حوالے ہیں۔ اسپر ثبوت ملہمان کا دیکر مقابلہ مولوی صاحب سے کر رہے ہیں منو سمرتی میں چاروں ویدوں کا نام ہی دکہا دو۔ نیز ان کے مصنفان کا۔ مگر ہوش سے۔

دیانندی۔ ویدوں میں قرآن کی طرح قصہ کہانی نہیں۔ کیونکہ شروع میں کوئی

کتب کا پتہ دیں جس میں اسلام اور بانئے اسلام کی ذرا بھی عزت روا رکھی گئی ہے۔ اور مسلمانوں کی نسبت ایک بھی کلمہ خیر ہو۔ کوئی کتاب دیکھو۔ یا اخبار۔ اُردو دیکھو یا ناگری انگریزی دیکھو یا پنجابی۔ ہر ایک میں مسلمانوں کی نسبت دل آزاری کے کلمات درج ہیں۔ ان کا رشی مہرشی دیکھو یا سنیاسی۔ اپدیشک دیکھو یا لکچرار سب علانیہ مسلمانوں کو بے نقط سُناتے اور ہر جگہ اپنے رشی کی پیروی کر کے اُن کے دل دکھاتے ہیں ہم دیانندیوں کی کتب سے مسلمان بزرگوں کی ہزار دکھا سکتے ہیں۔ جنہوں نے دیانند کی نسبت عمدہ ریمارک کئے۔ مگر کیا دیانندی اپنے کسی ٹریکٹ کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ جس میں ہماری بُرائی نہ کی ہو۔ ہرگز نہیں ہمنے اُن کی تصانیف کی پوری پوری ورق گردانی کر کے نتیجہ نکال لیا ہے۔ کہ اِن غالوں کو اُنہیں کی بولی میں ان ہی کے وزن پر جواب دیئے جاویں۔ تاکہ عوام پر سے اُن کا بُرا اثر جاتا رہے۔ ہمیں اِن کے عجیب و غریب نکتے روز بروز مل رہے ہیں۔ جو علیحدہ ایک مضمون کے سلسلہ میں بذریعہ انوارالاسلام ہدیہ ناظرین ہونگے۔ فی الحال یہاں ایک لچر کتاب موسومہ بہ "ملہمان وید" و قرآن کی سوانحعمری و تعلیم" مصنفہ شاوی رام بانی پتی کا مختصر جواب عرض کرتا ہوں۔ اور ناظرین کو دیانندی تصانیف سے آگاہ کرتا ہوں۔ گو اس دیانندی کو اپنی ہی کتب سے آگاہی نہیں مگر اُسنے المنغلم کوڑہ کرکٹ جواب لکھ مارا ہے۔ دیباچہ میں وہی دیانندی تہذیب کی سٹرانڈ پھیلا کر مسلمانوں کو آریہ ورت کے باغی بچو وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ جسکا جواب کتاب کے جواب کے ختم ہونے پر اُسی کے وزن پر دیا جاویگا۔ اور اُس کے ہر لفظ کو واقعات کے مطابق کر کے اُسے اُسکے گھر کا حال بتایا جاویگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

دیانندی۔ مولوی صاحب کا سوال یجروید رگوید۔ سام وید۔ اور اتھرن وید۔ کن رشیوں پر رچے گئے۔ اور اُن کا نام کیا ہے۔ غلط ہے بلکہ صحیح یوں تھا کہ ان رشیوں کے نام بتلاؤ۔ جنپر چاروں ویدوں کا پرکاش ہوا۔ بلکہ سب سے افضل تھا۔ کہ کس رشی پر کس وید کا پرکاش ہوا۔

عاجز۔ سوال بجھنے کو بھی عقل درکار ہے۔ بھلا کسی عاقل سے پوچھا تو ہوتا۔ کہ مولوی صاحب کے سوال اور آپ کے فقرہ "ان رشیوں کے نام بتاؤ جنپر چاروں ویدوں کا پرکاش ہوا" میں کیا فرق ہے۔ مرد خدا دقیق سوالوں کے بجھنے کے لئے عالم کی عقل چاہئے نہ آپ جیسے ناقلوں کی۔ کہ لکیر کے فقیر ہو رہے ہیں۔ اور تعصب سے جل کر مر رہے ہیں۔ آپ کا دیباچہ آپکے دلی بغض و تعصب کا پورا پورا نمونہ ہے۔ مولویصاحب کا یہ مطلب نہیں کہ اگنی وایو آدیتہ انگرہ بتا کر آپ سوال کو ٹال جاویں۔ بلکہ چونکہ آپ کا عقیدہ ہے کہ یہ نام اصلی نہیں صفاتی ہیں۔ کیونکہ وید میں کسی شخص کا نام آنے سے ویدک ایشور کی طرفداری پائی جاتی ہے۔ اسلئے آپ ان صفات سے موسوم شدہ رشیوں کے اصلی ذاتی نام سے مطلع فرماویں۔ آپ کا یہ جواب گوزشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

دیانندی۔ مولوی صاحب نے حوالہ رشیوں کے نام وان کا ثبوت بحوالہ وید یا کسی پورانی کتاب سے مانگا ہے۔ دیانندی نے منو ادھیائے ۱۰۔ اشلوک ۲۳ رگوید سائنا چاریہ وشتھ منتھ برہمن کا دیا ہے۔

عاجز۔ کیا اسی سرمایہ لیاقت پر تردید کرنی شروع کی ہے۔ منو ادھیائے ۱۰۔ اشلوک ۲۳ پر کہیں یہ نہیں لکھا کہ پرماتما نے اگنی وغیرہ رشیوں کے ذریعہ آغاز دنیا میں چاروں وید برہما رشی کو پراپت کرائے۔ رہا سائینہ اچاریہ کا حوالہ سو اس شخص کو ہوئے ڈہائی ڈہائی پانسو سال ہوئے ہیں۔ یہہ کیا جانے کہ ویدوں کے ملہمان کے ذاتی نام کیا تھے بیچارہ یا گولک رشی کیا بتا سکتا ہے کہ ان آدمیوں کے ذاتی نام کیا تھے۔ جو بقول آپکے اس سے ایک ارب ۷ کروڑ ۹۱ لاکھہ سال پہلے ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ رشی راجہ جنک کے عہد میں ہو گذرا ہے۔ جسے شتھ پتھ برہمن بنایا ہے۔ یہ تو آپکے حوالے ہیں۔ اسپر ثبوت ملہمان کا دیکر مقابلہ مولوی صاحب سے کر رہے ہیں منو سمرتی میں چاروں ویدوں کا نام ہی دکہا دو۔ نیز ان کے مصنفان کا۔ مگر ہوش سے۔

دیانندی۔ ویدوں میں قرآن کی طرح قصہ کہانی نہیں۔ کیونکہ شروع میں کوئی

زبان انسان نہ جانتے تھے۔ نہ جان سکتے تھے نہ اُن کو گیان تھا نہ تمیز۔ پرمیشور کے احکام سے خبردار ہو کر اُنہوں نے ایک دوسرے کیا بلکہ دریاؤں پہاڑوں کے نام رکھے۔ ویدوں میں انسانوں کے نام تلاش کرنا سادہ لوحی ہے انسانی اولین تصانیف ہیں اِن رشیوں کا نام صاف طور پر درج ہے جن پر ویدوں کا پرکاش ہوا۔

عاجز۔ جناب ہم بھی تو یہی چاہتے ہیں کہ انسانی اولین تصانیف سے ویدوں کے مصنفوں کے ذاتی نام بتایئے۔ منوسمرتی کا نام نہ لیجئے۔ کیونکہ وہ وید کے تصنیف سے ایک ارب ۸۳ کروڑ ۲۳ ۵ لاکھ اکاسٹھ ہزار ۹ سو ۹۶ سال بعد لکھی گئی۔ اور اتنا عرصہ دراز اولین زمانہ نہیں کہا جا سکتا۔ اگر یہہ دعوے ہو کہ تحریر کا علم منوسمرتی کے وقت سے پہلے نہ تھا تو غلط ہے پہلے اُپدیش منجری و مقتول مکذب کی تاریخ دنیا کا مطالعہ کر کے ایسا دعوے کرنا۔ یہ آپ کا کہنا غلط ہے۔ کہ اُن کو وید کے نزول سے پہلے تمیز نہ تھی۔ نہیں بلکہ وہ اس سے پہلے شبد سنتے تھے۔ دیکھتے تھے چلتے پھرتے تھے۔ ہاں نیکی بدی کی تمیز نہ تھی جو وید نے آکر سکھا دی۔ جو کہ اُن کا نیکی اور بدی کا پہلا معلم تھا۔ رہا قرآن پر اعتراض سو آپ جیسے کور باطنوں سے یہی اُمید ہے۔ کہ اسی کی بلی اُسی کو میاؤں۔ کیا لنگوٹ بند کو ہوش وحدانیت اسلام نے نہیں سکھائی۔ قرآن سچائی سے ہر واقعہ عبرت انگیز اور نصیحت آمیز پیرایہ میں بیان کرتا ہے۔ نہ ویدوں کی طرح گنگ ہے۔ کہ جتنک ہے چیلے دو چار سطریں تشریح کے لئے بطور لقمہ نہ لگاویں مطلب ہی خبط ہے۔ اسمار کا ترجمہ کرنا ویانند ہی ایجاد ہے۔ ورنہ ویدا اندر سبھا کا نمونہ ہیں۔ اسپر بھی دعوے قدامت باطل اور مصنفین کے نام غیر معلوم ہیں۔ اور طرہ یہہ کہ مصنفین وید محض جاہل مطلق رہے۔ اور ویدوں کا مطلب خود بالکل سمجھہ ہی نہ سکے۔ بلکہ محض ڈاڈھوں کی طرح جو مونہہ میں آیا بڑ لتے گئے۔ ثبوت کے ستیارتھ صفحہ ۲۶۹ ملاحظہ ہو۔ اُمید ہے آپ کسی انسانی اولین تصنیف کا نام ضرور بتایئنگے۔ تاکہ ہم آپ کی سچائی پرکھیں +

دیانندی۔ برہما دراصل پرماتما کا نام ہے۔ پرانوں کے مصنف اُس برہما رشی سے مراد لینے لگے۔ جو کہ دیگر انسانوں کے ساتھ شروع میں دمیتھنی سرشٹی میں پیدا ہوئے

عاجز۔ اول تو آپکی لیاقت اسی سے ظاہر ہے کہ برہما کو آپ ہیتھینی سرشٹی کا پیدا شدہ ملتے ہیں اور مینھنی کے معنے تک سے ناواقف محض معلوم ہوتے ہیں اور دعوے یہہ کہ مولوی صاحب سنسکرت نہیں جانتے۔ چہ خوب۔ ذرا اُپدیش منجری صـ۹۲ دیکھ کر بتانا کہ برہما میتھنی سرشٹی کا پیدا شدہ ہے ایسے غلط حوالے اور ڈھکوسلے اب دیانندی نہ چلا سکا کرینگے۔ ہمنے بھی بسم اللہ کر کے ان کا اندرونی پول ظاہر کرنے کا بیڑا اٹھالیا ہے۔ اور اُن کی لچر تصانیف کی ورق گردانی شروع کردی ہے۔ ذرا ہوش سے جواب دیا کریں اور اپنی کتب کو غور سے دیکھ کر میدان میں آئیں جب آپ ایسے لائق فائق ہیں تو اپنے دیانندیوں کی کیا تردید کرنی ہے۔ اندرمن کی آرتیو پرکاش دیکھ کر جواب دو کہ وید کس پر نازل ہوئے۔

دیانندی۔ جناب ایک حوالہ تو آپ کے ہی قلم سے نکل گیا۔

عاجز۔ چہ خوب مگر اسی پر آپ آگے چل کر گھبرا گئے ہیں۔ اگر حوالہ ٹھیک تھا تو کیوں نہ چپکے سے مان لیا۔

دیانندی ذرا بتلایئے تو یہہ کہاں لکھا ہے کہ انگرہ شاگرد منو پر اتھرو وید کا پرکاش ہوا +

عاجز۔ ذرا آپ ہی تکلیف کر کے منوسمرتی سے ثابت کر دکھائیں کہ اتھرو وید کس پر نازل ہوا۔

حضرت

آئیندہ مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کرتے ہوئے ذرا ہوش وحواس سے کام لینا سیکھ جاؤ۔ اب وہ تمہاری سب کتب کے بخئے اُدھیڑ دینگے۔ وہ زمانے گئے جب محبوط فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ اب بقول ؎

سمجھ کر پاؤں رکھنا میکدہ میں جاشا جی صاحب
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسی میخانہ کہتے ہیں

ذرا عقل کے ناخن لے کر بغیر حوالہ بات نہ کیا کرنا۔

دیانندی۔ ہمارے پاس کیا دنیا کی کسی پرانی قوم چینی مصری یونانی پارسی

دیکھو کسی کے پاس بھی تاریخ نہیں ہے۔

عاجز۔ شرم چو کتی ست کہ .... ذرا اپنی کتاب کا صلا دیکھ کر سچ کہنا۔ کہ وہ کونسی انسانی اولین تصانیف ہیں جنہیں آپ کے رشیوں کے نام درج ہیں پہلے تو آپ کہتے تھے کہ انسانی اولین تصانیف آپ کے پاس ہیں۔ اب آپنے انکار کر دیا آپ محض کورے بیٹھے ہیں اور ٹکٹیں ہانک کر اُلو سیدھا کر رہے ہیں۔ کجا وہ دعوے کجا یہہ بیان۔ جب آپکو اپنی خلاف از قیاس گپوں کی اصلیت معلوم ہو گئی اُس وقت اسلامی تصانیف کی وقعت کا پایہ معلوم ہو جائیگا۔ ابھی آپ کے دماغ میں دیانندی تعصب اور اندھی تقلید کا کیڑا حرکت میں ہے۔ اسلامی بزرگوں نے تو تمہارے آباد اجداد کو ڈوبنے سے بچالیا۔ ورنہ ویدکی پیروی سنے ویدیوں کو مہابھارت سے مہابھارت (ملنا) لڑائی کا لطف کہایا اور رشی منی سبھوں کی آنکھوں پر ویدک لڑائی کا پردہ پڑ گیا۔ اور پانچ ہزار سال سے وید کی تاریک اور جاہلانہ تعلیم نے ہند میں جہالت کا وہ ڈنکا بجایا کہ جبتک اسلامی فتیروں نے دُنیا کے ہر کونے سے اس مخزن جہالت میں جوئے علم و ہنر کو لا کر کٹھا نہ کر دیا۔ وہ ویدک تاریکی کا کلنک ہند کے نام پر سے دور نہ ہو سکا۔ بقول دیانند اُپدیش منجری ص۱۳۰ اس قسم کے بُرے آچرن والے براہمن زبرہمن وہ ہے جو وید کو پڑے پڑہائے یعنے وید کا محافظ (کی اگر کوئی برائی کرتا تو اُس کو ہم در وہی کہہ کر اُس کی ہڈی ہڈی نکال لیتے تھے۔ چونکہ براہمنوں کو سزا سے مستثنے کر دیا ہے۔ اسلئے کل برائیاں اُنہیں میں گھر کر گئیں اور نیکی دن بدن کم ہونے لگی۔ ریاکاری اور ظلم بڑھ چلا اس سئے جہالت بھی بڑہتی گئی۔ ایسی دردناک ملک کی جب ہوئی۔ تب غازی پور شہر میں راجا کا لڑکا پیدا ہوا۔ جو آخر بدھ بنا اُسنے ویدوں کی مذمت کر کے براہمنوں کے ظلم سے دیگر کل ورنوں کو نجات دلانیکا راستہ نکالا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بدھ ہند کی جہالت اور ادبار کا اصلی باعث تاڑ گیا تہا۔ اسی لئے اُسنے ویدوں کی مذمت پر باندھی کہ اُنہیں کی بدولت سے یہہ جہالت اور ظلم برپا ہو رہے ہیں۔ ورنہ اگر

ویدوں میں کچھ نیک کاموں کا ذخیرہ ہوتا تو وہ مصلح ہرگز ایسی نیک کتاب کی برائی نہ کرتا بہرحال ثابت ہی کہ جو قوم ویدکی زیادہ تابعدار بنی وہی ظالم اور جہالت میں اول نمبر رہی براہمنوں کی مثالی دیانندیوں کی قلم سے موجود ہے۔ دیانندی کہہ دیا کرتے ہیں کہ سہہ ویدوں کی پیروی نہ کرنے کا باعث تھا۔ مگر یہ گپ ہے۔ اگر وید کے پیروں میں یا خود وید میں نیکی کی ہدایت ہوتی تو بدھ جیسے دیانندیوں نے بھی ریفارمر مانا ہے۔ وید کی ہرگز مذمت نہ کرتا۔ جب بدھ وغیرہ ہندی ریفارمروں سے ہند کی جہالت اور ویدوں کے ظلم پورے طور پر دور نہ ہو سکے تو اسلامی وحدت کے چشمے کا رخ اس تاریک قطعہ کی طرف ہو گیا اور حمیت خداوندی نے جوش کھایا اور اس جہالت کدہ پر رحمت کا مینہ برسایا۔ ویدک تعلیم سے ہند کے باشندے بھائی بھائی کا دشمن ہو رہا تھا۔ کہیں پرتھی راج وجے چند کی لگ رہی ہے۔ تو کہیں راجپوت راجے آپس میں ویدک کارخانہ کے آلات حرب کا استعمال کر رہے ہیں۔ اسلامی شیروں کا آنا تھا کہ امن امان ہو گیا۔ اور لگے بھیڑیا بکری ایک گھاٹ پانی پینے۔ ہزار ہا ویدی اس جام وحدت پر ٹوٹ پڑے۔ اور ہزاروں سالوں کے ویدک زنگ آلودہ دلوں کو اس صیقل جلا سے صفا کیا۔ اور روز بروز صفا کر رہے ہیں یہ وہ پتھر ہے کہ جو اس پر گریگا ٹوٹیگا۔ اور جس پر یہہ گریگا وہ بھی بغیر ٹوٹے نہ رہیگا۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ دیانندیو تمہاری ان لایعنے خرافاتوں سے اہل ایمان کا دل ہرگز نہ ٹوٹیگا۔ خواہ تمہارا گرو دوسرا جنم لیکر بار بار ہانکیں لگائے۔ خدا مسلمانوں کو نیوگ کا دلدادہ نہ کرے اور تم ان کے دلوں میں تمہارے مال وجاہ کی حب غالب نہ ہو جاوے تو کوئی تمہاری خرافات کی طرف رجوع بھی نہ کریگا۔ بلکہ اسے ایک الٰہی آزمائش تصور کریگا۔ اور یہہ قوم کی بیماری کا سبب بن جائیگا۔ اگر تمہاری قدیم تاریخ صرف دیانند کی تحریر شدہ ہی دنیا کے سامنے رکھی جائے۔ تو وہی وید کی خلاف تہذیب تعلیم کا پورا پورا نمونہ ہے۔ مسلمانوں کا یہ ظلم گنا جاتا ہے کہ انہوں نے ویدیوں کو اپنی

لڑنے سے آگر روکا۔ اور لائق آدمیوں کی قدر کی۔ اور نگ زیب جیسے نیک نام و نیک کام بادشاہوں نے تمہارے بھائیوں کو کمانڈنگ افسر افواج وغیرہ جیسے اعلےٰ عہدے عطا کرکے ویدیوں کی سرفرازی کی۔ کیا یہ انہیں نیکیوں کا عوض ہے کہ آریہ ورت کے باغی بچے اپنے محسنوں کی اولاد سے تعصب اور بغض سے پیش آتے ہیں مسلمانوں پر یہ محض افترا ہے کہ اُنہوں نے ویدک جہالت سے کل کتب کو حماموں اور کنوؤں کی نذر کیا۔ اے تعصب سے جلے ہوئے دیانندی ذرا اپنے لنگوٹ بند کی اُپدیش منجری طہ ۱۳ ہی عقل کے ناخن لیکر پڑھ لیتا وہ لکھتا ہے "ان کی دھینگا دھینگی سے ورن آشرم وغیرہ کل مجلس قواعد بگڑ گئے۔ اور ہزاروں پرانی آریہ کتابیں جلادی گئیں"۔ اے دیانندیو جھوٹ بولنے سے شرم کرو اور راہ راست اختیار کرو۔ یہہ جسپر یہہ ناز و نخرے اور غرور کر رہے ہو چار دن کی چاندنی ہے اور ریت کا تودہ ہے اس کی بنیاد بالکل نہیں۔ گریگا تو تم سب کو اسفل السافلین میں پہنچائیگا۔ کیا مسلمانوں نے تمہاری کتب جلائیں یا تمہارے ہی اپنے باپ دادوں نے۔ اب اپنے باپ دادا کو الزام دیتے شرم آتی ہے اسلئے مسلمانوں پر بخار نکالتے ہو۔ تاریخ کے معاملہ میں تو آپنے اپنی دیانندی لیاقت باطنی کا پورا پورا نمونہ دیا ہے۔ اگر آپکے پاس سلسلہ وار بیانات نہیں تو یہی موٹے موٹے واقعات ہی بیان کرکے پیچھا چھڑا لیتے۔ جنتوں کی طرح شیطان کی آنت کی مانند لمبے چوڑے حروف لکھنے سے کیا فایدہ۔ مگر ذرا ہوش کرنا۔ کہ واقعات لکھنے وقت اپنے گرو کی تصانیف و دیگر معتبر کتب کے پورے پورے حوالے ہوں ہیں دیکھونگا۔ کہ تم کتنے پانی میں ہو کر باتونیوں کی طرح باتیں بناتے ہو

یاد رکھئے

تمہارے پاس پورے پورے واقعات موجود ہیں۔ رہا آپ کا یہہ کہنا کہ تمام دنیا کی تاریخ میں اُن کا مختصر سا ذکر ہوگا۔ افسوس کہ اسی سمجھ پر مسلمانوں سے اُلجھتے ہو۔ بھنے ساری دنیا کی تواریخ تو آپ سے نہیں مانگی۔ صرف مصنفان وید کا

حال آپ کی اپنی تواریخ سے مانگتا ہے آپ کو دنیا سے کیا تعلق۔ آپ اپنے گھر کی اولین تصانیف کی ورق گردانی کریں جو دیانندکی بیان کردہ تواریخ سے مخالف نہ ہو۔ تواریخ کا سوال کرنے کو آپ بھولاپن سے تعبیر کرتے ہیں مگر ایسی چالا کی سماج ہی میں دکھایئے۔ منوسمرتی بارہ کروڑ سال سے اور مہابھارت ۵ ہزار سال سے اسی طرح اتہاس دہاتی۔ سوریہ سدہانت وغیرہ اتنے عرصہ سے بچ رہیں۔ مگر آپ کے پاس کوئی تاریخ ہی نہیں رہی۔ کہتے کیوں نہیں کہ باپ دادوں نے تحریف کردی ہوئی ہے۔ مہذب دنیا کے سامنے بزرگوں کی کرتوت رکھتے شرم آتی ہے۔ مسلمانوں نے اپ نشد مہابھارت وغیرہ کے ترجمے کئے اور ان کے علوم کو پبلک پر ظاہر کیا۔ آپ نے انہیں غارت کنندہ بنا دیا۔ آپ کی سب کتب تحریف ہوجائیں مگر صرف وہی نہ ہوں جس نے دیانندی مینڈھ کا مطلب نکلے۔ ایک عجیب معجزہ ہے دیانند یو ہوش کی دوا کرو

دیانندی بمفصل کے لئے دیکھو تواریخ دنیا حصہ اول۔ دوم مصنفہ مقتول مکذب۔

عاجز۔ بس یہی پونجی آپ کے پاس تھی اور اسی برتے پر پھڑ پھڑاتے تھے۔ اور یہی حساب ویدک تصنیف کا ہے۔ جو آپ نے درج کر دیا ہے۔ اگر یہی حال ہے تو کار طفلاں تمام خواہد شد مشکل یہہ ہے کہ آپ اپنی کتب سے ہی محض ناواقف مطلق معلوم ہوتے ہیں۔ میرا لکھنا اندھے کے آگے رونے کی مثال بن رہا ہے۔ ذرا دیانندی غیرت کو کام میں لاکر دیانندی تصانیف سے ویدک تصنیف کا زمانہ ۱۹۷۲۹۴۹۰۱۴ ثابت کیجئے۔ ہاں اور بھی سنتے جایئے ضرورت ہو تو ثبوت کے لئے اُسی مقتول مخبوط کی تاریخ دنیا حصہ اول صفحہ ۹ اور وید بھاشِ بھومکا صـ۱۲ سے بھی مدد لے لینا۔ مگر اسکے ساتھ ذرا سی میری عرض بھی قبول کرنا۔ کہ اپنی تحریر کی سچائی جھٹائی کی بابت بھی

آریہ مسافر میگزین کی معرفت اطلاع دینا۔

جناب ہمیں مغربی علما کی شہادت کی ضرورت نہیں ہمیں آپ اپنی کتب سے ہی ثابت کر دکھائیں۔ گھر کی شہادت بہ نسبت باہر کے وزنی ہوتی ہے۔

دیانندی۔ رشیوں کی پیدائش سے پہلے ملک میں کچھ نہ تھا۔ کیونکہ اُسوقت انسان ہی نہ تھے۔ دیکھو یجروید ادھیائے ۳۱ منتر۔ ۶ و ۷۔

عاجز۔ ذرا اپنی کتاب کا صفحہ دیکھ کر بتانا۔ کیا چرند پرند وغیرہ سزا یافتہ روحیں پہلے جیلخانہ میں بھیجدی گئی تہیں۔ سجا سجایا کمرہ تو تب کہلا یا جا سکتا۔ جب کہ سجانے والے کی مرضی پر منحصر ہوتا۔ کہ جس طرح سے مرضی ہو کمرے کو سجائے مناسب جگہ توڑ پھوڑ کمی زیادتی کرے۔ یہ عجیب دانائی ہے۔ کہ سجانے والے کا مطلق اختیار نہیں بلکہ وہ ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ پھر نہ معلوم سجے سجائے سے کیا مطلب ہے۔ انصاف تو ویدک ایشور کا اسی سے معلوم ہو رہا ہے کہ کچھ روحیں پہلے بھیجدیں اور باقیوں پر غفلت طاری رکھی کہ وہ سوتی رہیں۔

رہا یجروید کے منتر سو منتر ۶ کے معنے آپنے اُلٹ پلٹ دیئے ہیں۔ ذرا بہاشیہ بھومکا دیکھ کر ترجمہ کا مقابلہ کرو منتر نمبر ۷ سے صاف طور پر جیسے رگ یجر سام وید کا نام موجود ہے۔ اسی طرح اتھروید کا نام دکھا کر منہ مانگی مٹھائی لو شاید آپ لفظ چھند پر تاک لگائے بیٹھے ہوں کہ تاویل کر کے اتھروید بتا دینگے۔ مگر چھند کسی خاص وید کا نام نہیں بلکہ عام طور پر سب ویدوں پر بولا جاتا ہے۔ اور وید کا لفظ مترادف ہے یہہ نہیں کہ عرفی طور پر کسی خاص وید کا نام ہو۔ اپنے مقتول محبوط کی تاریخ دنیا حصہ دوم صفحہ ۴۵ سے مدد لیکر جواب دینا۔

تری وشپٹ کا تبت آپ نے بگاڑ کر جلدی بنالیا۔ مگر ہوگول استہا کا حوالہ دیکر آپ چھوٹ نہیں سکتے۔ مجھے آپ اپنے گھر کی تاریخ کا حوالہ دیں۔ کہ تبت میں کیا بات تہی۔ کہ خصوصیت کے ساتھ وہاں وید رچے گئے صرف

اونچا ہونا کوئی فخر کی بات نہیں۔ اگر ویدک ایشور کی تپلیاں یعنے مصنفان وید اونچی جگہ پر ناچ سکتے تھے۔ تو ہمالہ کی سب سے اونچی چوٹی پر پہنچانا تھا اور اب تبت پر ایشور کی کیسی مار ہوگئی۔ کہ اُسنے ویدکی ذرا قدر نہ کی۔ یا ویدکی اصلی تعلیم کے باعث یہ حال تبت کا ہو رہا ہے۔ اگر دُنیا کے نیک علوم کی ہوا وہاں تک بھی پہنچی تو ویدک تعلیم کی تاریکی دور ہوجاتی ہے۔ سب سے زیادہ غضب یہ ہے کہ ویدک ایشور تو تبت کو پسند کرے اور ویدیئے اُسے چھوڑ گنگا جمنا کے کنارے آ بیٹھیں۔ شاید اُس سے فرنٹ ہوکر آ گئے ہونگے۔ جبھی تو وہ کہتا ہے کہ میں ظالموں کو شیرباد نہیں دیتا۔ تبھی سے غلامی کا طوق ان کی گردنوں میں پڑا ہوا تہا۔

دیانندی یہ رشی ایک ہی ملک اور زمانہ میں تھے۔

عاجز۔ ہرگز نہیں۔ اگر آپ کا دعوے سچا ہے۔ تو منوسمرتی سے اتھروید کا نام دکھا کر سچے بنیں۔ ذلیلیں ہانکنے سے کام نہیں بنے گا۔

دیانندی۔ اِن سے پہلے کوئی ملک نہ تہا بلکہ بعد ازاں ملک پیدا ہوتے گئے

عاجز۔ محض غلط۔ دیانند نے اپدیش منجری کے صفحہ پر لکھا ہے مول سے پرکرتی ہوئی اور اُس پرکرتی سے ساری سرشٹی پیدا ہوئی۔ اس سے آپ کا دعویٰ باطل ہے۔ کہ آہستہ آہستہ ملک پیدا ہوتے گئے۔ نہیں بلکہ سب ملک یک لخت پیدا ہوئے۔

دیانندی۔ شروع میں انیک انسان اور رشی پیدا ہوئے۔

عاجز۔ کیا وہ انیک ایک محدود قطعہ میں پیدا ہوئے تھے یا بہت سے علاقہ میں۔ یہ بات جواب طلب ہے۔

دیانندی۔ انیک عورت مرد پیدا ہوکر کرم گن سبھاؤ کے لحاظ سے اُنہوں نے شادیاں کیں۔ مسلمانوں کی طرح ۴-۴ یا دس گیارہ نہیں۔ نہ پرانوں کی طرح ۴ مردوں نے ایک عورت سے بلکہ ایک ایک عورت سے جیسے رہا

نے منجری سے وشنو نے کشتی سے مہادیو نے پاربتی سے وغیرہ۔ یہ سب لوگ شروع دنیا میں ان رشیوں کی طرح پیدا ہوئے تھے۔

عاجز۔ اول تو تم اپنے گھر کے حال سے ہی بے خبر ہو۔ کیا یہ ثابت کر سکتے ہو۔ کہ مہادیو اور وشنو اشیوری سرشٹی کے پیدا شدہ ہیں سنو اُپدیش منجری کی بیان کردہ تاریخ دیکھ کر جواب دینا۔ حوالہ صفحہ دینا۔ اسلئے بند کرتا ہوں کہ تم ساری کتاب دیکھ کر کچھ گھر کی واقفیت پیدا کرو۔ اگر شاگردی اختیار کرو تو پریکھات معہ صفحہ بتا سکتا ہوں۔ آپ کی ابتدا تو غلط ہوگئی۔ رہا ایک ایک عورت سے شادی کرنا۔ یہ بالکل بے ثبوت بات ہے۔ جبتک ویدیہ نہ بتائے کہ شمار میں آخر مرد اور اتنی مستورات آدسرشٹی میں جوان پیدا ہوئے تھے۔ تب تک یہ دعوے محض زٹل ہے۔ کیونکہ آپ کی تحریر سے ہی ثابت ہو کہ ان چاروں نے شادی نہ کی تھی۔ بہرحال نیوگ تو وید میں اترا ہوگا۔ جس میں ایک وقت ایک عورت کے دو خاوند ہوتے ہیں ایک بیج بونیوالا اور دوسرا رکھوالی کرنیوالا میں یہہ پورے طور پر ثابت کر سکتا ہوں کہ تمہارے بڑے بڑے رشی راجے مہاراجے کثرت ازدواج کے پابند تھے۔ اگر وید میں ایسا حکم نہ تھا تو بھی اتنا معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر اسے خرابی مانا جاوے۔ تو یہہ ویدیوں کی ایجاد کردہ ہے۔ جو بڑے بڑے رشی تھے۔ اور ہوس پرستی کے لئے بہت عورتیں کرتے تھے۔ امید ہے آپ اپنی عبارت پر نظر ثانی کر کے تصحیح کرینگے۔ وشنو مہادیو کا تو ضرور جواب دینا۔

دیانندی۔ مصنفان وید نے شادی ہرگز نہیں کی۔ وہ ہمیشہ برہم چاری رہے صرف ویدوں کا پڑھانا اُن کا کام تھا۔

عاجز۔ کیا وہ بامعنے پڑھاتے تھے یا طوطے کی طرح۔ جیسا اُن کو پڑھایا گیا صرف بے معنے ہی۔ کیونکہ ستیارتھ پرکاش سے ثابت ہو کہ وہ وید کا مطلب بھی نہ جانتے تھے۔ بلکہ اُن کے بعد کئی ایک رشیوں نے مراقبے کر کر کے اس بے معنے کلام کا مطلب نکالا۔ جس سے پہلے کسی نے اُن کے معنے نہ کئے تھے۔ اگر وہ

مصنف معنے جانتے ہوتے تو اتنے آدمیوں کے نام وید کے حاشیہ پر نہ لکھے
جاتے۔ معہذا معلوم ہوا کہ وہ معنے نہ جانتے تھے۔ صرف نزول وید کا آلہ تھے۔ پھر
پڑھانا کیا معنے ذرا ہوش کی دوا کر کے با دلیل دعوےٰ کرو۔ اور ثبوت ساتھ دو۔

دیانندی۔ آدم وحوا کی طرح دیانندی پیدائش نہیں مانتے۔

عاجز۔ قربان جایئے آپ کی عقل پر۔ کیا کیچڑ مادہ نہیں ہے۔ اگر بقول آپ کے
انسان کیچڑ سے پیدا نہیں ہوا تو براہ مہربانی اس بات کا ثبوت وید سے دیجئے اور
کہ مادہ میں ملنے اور بچھڑنے کی قابلیت ہے۔ اور مادہ کے خشک ذرے آپس میں جڑ
سکتے ہیں۔ اگر ذرا جسم انسان میں تری کی کمی ہو جاوے تو کتنی تکلیف و بیماریاں
ہوتی ہیں۔ بھلا ہم تو بلا ماں باپ آدم وحوا کی پیدائش مانتے ہیں شاید آپ انیک
انسانوں کا آدسرشٹی میں ماں باپ کی مواصلت سے پیدا ہونے کے مدعی ہیں جبھی
تو ہم پر چالاکی اور دلیری کا الزام قائم کرتے ہیں۔ ہم تو دو آدمیوں کا بغیر ماں باپ پیدا ہونا
مانتے ہیں۔ آپ نے انیک کی رٹ لگائی ہے جسکا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔

دیانندی۔ آں حضرتؐ نے عورتوں کی نوکری کر کے تجارت کو پیشہ بنایا۔ زرتشتی
یہودی عیسائی فاضلوں کی سازش سے کھچڑی مذہب جاری کر کے خون رنگنے
کا بیڑا اٹھایا۔ مگر ہمارے رشیوں نے کوئی بات نہیں کی۔

عاجز۔ اول تو آپ کے رشیوں کا ثبوت ہی ندارد۔ جنسے اُن کی شخصیت معلوم ہو سکے
پھر یہ کیسی ہٹ دھرمی ہے۔ کہ اُن کے احوال سے چشم پوشی کر کے دوسروں پر اعتراض
کئے جاتے ہیں۔ اگر اُن کا حال مفصل طور پر آپ بیان کریں تو ہم آپ کی تحریر کو پرکھ
بھی سکیں۔ اپنے بزرگوں کے احوال تغل میں بند کر کے دوسروں پر اعتراض عجب
دیانندی چال ہے۔ اگر عورتوں کی نوکری کر کے تجارت وغیرہ پیشہ کرنا معیوب ہے
تو سب دیانندیوں نے کیوں اس پر عمل کیا۔ اور حضور ملکہ معظمہ مرحومہ کی ملازمت سے
استعفا دیکر بیٹھے رہے اور کیوں نہ دیانندی سب کو ملازمت چھوڑنے کی ہدایت کی
خیر اتنا تو آپ کی بے سرو پا تحریر سے بھی ثابت ہو گیا۔ کہ آں حضرتؐ خود کما کر

حلال کمائی پر گذران کی۔ آپ کے بزرگوں کی طرح تو نہیں کیا کہ جب ذرا دیکھا کہ کھانے کی تکلیف ہوتی ہے جھٹ سنیاس پنا اختیار کر کے دوسروں کے ہاتھوں کی طرف دیکھنے لگ پڑے اور مانگتے مانگتے ٹکڑوں پر گذران کرنے لگے۔ جناب من اگر آپ کے بڑے بڑے رشیوں منیوں کو اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا پڑتا تو اُن کو حلال کمائی کی قدر معلوم ہوتی۔ اور مال مفت دل بے رحم کا مصداق ہو کر تو ندیں نہ بڑھتیں۔ اسلام ایسے نکمے اور مفت خورے پیر و بننے کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ ہر کس و ناکس کو اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے کی ہدایت کرتا ہے۔ اُس کے بانی کی مثال آپ نے خود ہی بیان کر دی ہے۔ اور بزرگوں کا حال بھی غالباً آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ کوئی مفت خورہ نہیں بنا۔ بلکہ سب نے کام کاج کر کے کھایا۔ جب قوم میں مفت خوری کا مادہ ویدیوں کی صحبت سے پیدا ہوا۔ اسلامی وہ قابلیتیں فوراً مٹ گئیں اورنگ زیب جیسے شاہ ہند نے اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا۔ حالانکہ اسے کسی بات کی کمی نہ تھی مفت خوروں کا آپ جیسے انسانی پنتھ میں ہی گذارہ ہو سکتا ہے۔ خدائی مذہب مفت خورے پیدا نہیں کیا کرتا۔

دوسرے کی سازش سے مذہب بنانا یہ دیانندی پنتھ پر ٹھیک ٹھیک چسپاں ہے کوئی مسئلہ کسی سے اڑا کوئی کسی سے۔ اور پنتھ بنا ڈالا۔ مسلمانوں سے وحدانیت کا مسئلہ اڑایا مگر اپنی موٹی سمجھ کے مطابق غلط طور پر۔ عیسائیوں سے تثلیث کا مسئلہ اڑایا اور باپ بیٹا روح القدس کی جگہ ایشور۔ جیو۔ پرکرتی۔ بدلایا۔ اسی طرح سے ایک کھچڑی پنتھ ایجاد کر کے نفاق کا بیج ہند میں بو دیا۔ جو قتل سے زیادہ برا ہے شاید دیانندی پنتھ میں ہمسایہ کی دل آزاری کرنا جائز ہے۔ جبھی تو اُن کے ویدک رشی شروع دنیا سے ہی اُسروں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے لگ پڑے تھے۔ آخر کو دم دبانے بن آئی۔ اور مار کھا کر گھر سے نکل بھاگے۔ کثرت ازدواج بھی ویدیوں کا دل پسند مسئلہ تھا۔ اور بڑے بڑے مہاتما نفس امارہ کے ایسے پیرو تھے۔ کہ اپنی عورتیں چھوڑ راجوں کو من گھڑت مسئلے بتا بتا کر رانیوں سے بھوگ کیا کرتے تھے۔ اس سے

زیادہ نفس امارہ کی پیروی کیا ہو سکتی ہے۔ بڑے بڑے رشی اور حامیان وید بت پرست آتش پرست۔ عناصر پرست۔ ۳۳ دیوتا پرست۔ انسان پرست۔ کیونکہ عورت تک کی پوجا ان میں جائز ہے۔ گئو پرست تھے۔ ان کے پوت بھی تصویر پرست۔ شہر پرست بن رہے ہیں اور دیانند ولیکھرام کی تصاویر ہر گھر میں پرستش کے لئے موجود رکھتے ہیں۔ سماج مندر تو تصاویر سے شاید ہی کوئی خالی ہو۔ ان میں باپ دادوں کی بت پرستی کا ابھی تک اثر باقی ہے۔ بڑے بڑے مفسران وید اور شاستر اور ریفارمران ہند مثلاً سادن۔ مہی دہر۔ بیاس۔ شنکر آچاریہ۔ سائنا چاریہ۔ شری رامانج۔ کمارل اچاریہ بھٹ۔ چیتن۔ ملیچھ سوامی۔ وغیرہ کا حال دنیا کو روشن ہے۔ جوں جوں دیانندی وید سے پردہ اٹھانے جائینگے۔ توں توں بڑے بڑے ویدیوں کا حال کھلتا جائیگا

ہم کو آپکے گرو کی کتب سے ہی ابھی تک ثابت نہیں ہو سکا۔ کہ مصنفان وید نے کہاں تک وید کو سمجھا اور پرچار کیا۔ پھر آپ کا پرچار کا دعوے کرنا اور شاگرد بنانا قابل توجہ ہے۔ پہلے یہہ بتائیں کہ ان کے پرچار کا طریقہ کیا تھا۔ آیا معنے بیان کرتے تھے۔ یا بچوں کی طرح بولتے رہتے تھے۔ اور کوئی سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ سنسکرت کسی ایک انسان کو بھی اسوقت نہ آتی تھی۔ اور بقول دیانند عرصہ تک وید کے معنے کوئی سمجھ نہ سکا۔ پھر پرچار اور شاگرد بنانا چہ معنے۔ جناب من ہوش سے دعوی کیجئے دیانندی۔ اکثروں نے ویدک دہرم اختیار کیا۔ مثلاً برہما۔ اگنی۔ پرشبنی کئی راجہ ہوئے جیسے وشنو اندر۔ یم۔ کویر۔ کئی دلیپ۔ کئی شودر۔ باقی اشرکشن ملکیش عاجز۔ خوب ڈہکوسلے ملاتے ہیں۔ دیانند تو کہتا ہے کہ برہما چھٹی پشت میں اول راجا ہوا۔ آپنے شروع دنیا سے ہی ویدک راج قایم کردیا۔ خیر خواہی ہو تو ایسی ہو کہ گرو سے بھی دو ہاتھ بڑھ جاوے۔ کیا کوئی ثبوت ہے کہ راجہ مہاراجہ مصنفان وید کے وقت سے ہونے شروع ہوگئے۔ مگر ثبوت ہمیں گرو کی سند سے دینا۔ وشنو اندر یم کویر کا رشیوں یعنے مصنفان وید کے وقت میں ہونا ہی اپنی کتب سے ثابت کیجئے ورنہ دروغ بیانی سے باز آیئے ✦

دیانندی۔ دیانندیوں کے نزدیک وید ہر قسم کے نقص سے بری ہیں۔ چونکہ پرمیشور خود
اُن کا حافظ تھا۔ اسلئے وہ محفوظ رہے۔
عاجز۔ سراسر دعوے بلا دلیل جن کتب سے وید کا الہامی ہونا اور وید کے دیگر مضامین
کی تشریح ملتی ہے وہ بہ اتفاق تمام دیانندیاں تحریف شدہ ہیں۔ منوسمرتی جس کے
بغیر وید کسی دنیاوی معاملہ پر روشنی نہیں ڈال سکتا تحریف شدہ ہے۔ مہا بھارت
کی تو بابت ہی نہ پوچھئے۔ اب ایک عاقل خیال کر سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے نفس پرستی
کے لئے شاستر میں اپنے حسب منشا دنیاوی جاہ و جلال کے لئے تحریف کی۔ کیا انہوں نے
اپنے مطلب کے موافق وید سے کام لینے میں کمی کی ہوگی۔ جیسے وید کو قابل تعظیم مانا
جاتا ہے۔ ویسے ہی منوسمرتی کا درجہ تھا۔ کیونکہ اسی کے موافق راجاؤں کے کاروبار
چلتے تھے۔ بات یہ ہے کہ وید کوئی الہامی کتاب تو ہے ہی نہیں۔ کہ اس کا شجرہ تصانیف
وغیرہ یاد کیا جاتا۔ یا لکھا جاتا۔ بلکہ خوش اعتقادوں نے مل ملا کر الہامی بنا دیا ثبوت
پوچھو تو وہی ڈھکوسلے منوسمرتی شروع سے آخر تک دیکھ بھالو۔ کہیں اتھروید کا نام
تک نہ پاؤ گے۔ دوسرے ویدوں کے تو مصنفین کے نام تک درج ہیں۔ مگر اتھروید
کے مصنف چھوڑ خود اس وید کا نام تک نہیں۔ زیادہ تر حوالہ جات تین ویدوں
کے مل سکتے ہیں۔ اس پر دیانندی کہہ دیا کرتے ہیں کہ وید سے علم مراد ہے۔ مگر ہمیں
تعجب آتا ہے کہ جہاں ویدوں اور اُن کے مصنفین کا نام درج ہو وہاں علم کے
معنے کیا عجیب منطق ہے۔ مثلاً ایک جگہ لکھا ہو کہ اگنی سے رگوید۔ وایو سے یجر وید
آدیتہ سے سام وید کو نکلا تو کیا یہاں علم کے معنے قائم ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ
وہی کتاب مراد ہوگی۔ جو اگنی وایو۔ آدیتہ پر نازل ہوئی۔ کیا تین ویدوں کا معہ مصنفین
نام لیکر چوتھے کی دفعہ لکھنے والا بھول گیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسوقت اس کتاب کا
وجود ہی نہ تھا۔ یہ تحریف لفظی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ اب لیجئے تحریف معنوی۔ کیا
آپ کہہ سکتے ہیں کہ جن الفاظ سے سناتن دہرم کے پیرو مورتی پوجا و شرادھ جائز
مانتے ہیں۔ اُنہیں کے معنے آپ دوسرے نہیں کرتے۔ جس تعلیم کے معنے جس فرقہ

کی مرضی ہے حسب منشاء خود کرلے - اور ہر کلام الٰہی کو بت پرستی و عناصر پرستی کا مخزن بناوے یہہ تحریف معنوی ہے یعنی سناتن دہرم والے یجروید ۱۹-۵۹-اتھرو وید کانڈ ۱۸-ادھیائے ۲ منتر ۴۳ و ۱۸ و ۱-۴۴ و ۱۸-۲-۲۷ و ۱۸ - ۳ - ۵۹ و ۱۸-۳ - ۷۲ - و ۱۸ - ۴ - ۴۸ و ۱۸ - ۴ - ۵۷ - نیز شت پتھ ۲-۶-۱-۷ ۔ اپنشا دھیائی (۱-۶-۲-۴۱۱) سانکھایئن شروت -۳-۱۶-۷- ان حوالجات سے مرت پتیرادھ سدھ کرتے ہیں۔ اگر جواب ہی تو پیش کیجئے - چونکہ آپ ان کے معنے اُلٹ پلٹ دیتے ہیں - یہ ہی وید کی تحریف معنوی - آپ کے یہہ کہنے سے کہ جیسے ایشور نے سورج کی حفاظت کر رکھی ہے - ایسے ہی وید کی بھی - مجھے سخت ہنسی آتی ہے اگر ایشور سورج کو ویدیوں کے قبضہ میں دیدیتا - جیسا وید دئے تو پھر سورج کی حفاظت کا حال معلوم ہوتا جب الہام کا دروازہ پونے دوارب سال سے بند ہو تو سچے معنے دوبارہ الہام کرنا ذرا ٹیڑہی کھیر ہے - اور آپ کے وید کے قانون کے خلاف ہی - جو آدمی بھنگ کا نشہ استعمال کرتا رہا ہو اور عمر کا ایک معتد بہ حصہ اپنے آپ کو ایشور سمجھتا رہا ہو - اُس سے وید کے سچے معنے بیان ہونے کے لئے شبہ نیچرنے کے دھبہ ہی - دیانند کے گروؤں میں سے ایک بھی اس عقیدے کا پابند نہ تھا - جس پر کہ دیانند آخری عمر کاربند تھا - جب ایسے ایسے وِدوان جن کی لیاقت کا دیانند خود معترف تھا - وید کی پیروی سے سچائی کو نہ پاسکے - تو دیانند جو اُن کا خوشہ چین تھا ایشور کو کیسے پاسکا - ہاں من گھڑت معنے کر کے فضیلت کی ڈگری حاصل کر دی - پانچ ہزار سال سے کوئی تو مفسر یا ریفارمر ایسا بتلایئے جو خدا کے واحد ہونے کا اقراری تھا - محض بے تکی ہانکنا عقلمندوں کا کام نہیں -

دیانندی - موٹے موٹے واقعات وید کی ساکھاؤں - برہمن - گرنتھ - ارنیک اپ دیدوں - وید انگوں - سمرتیوں - سوتروں میں مفصل موجود ہیں - دو شجرے ایک برہما سے دوسرا آدیتہ سے لکھے جاتے ہیں -

عاجز - یہی تو ہمارا مطلب تھا - کہ کیا آپ ان کتب اور سمرتیوں میں بیان شدہ

واقعات سے انکار تو نہ کرینگے۔ اگر کوئی ڈھکوسلہ بعد میں لگانا ہو تو پہلے ہی مطلع کر دیں
اور ان کتب کے نام لے دیں۔ جنکے واقعات کو آپ لیتے ہیں۔ تاکہ آپ کے سامنے عمدہ عمدہ
واقعات رکھے جاویں۔ آپکے بیان کردہ شجرے ناقابل اعتبار ہیں۔ اور سجاٹے دو کے
صرف ایک ہی شجرہ ۱۴۴ نمبر تک درج ہے۔ دوسرے کا پتہ نہیں۔ چونکہ یہ شجرہ بھی
سرتاپا غلط ہے۔ اسلئے اگر آپ سے ہو سکے۔ تو نظر ثانی کر لیں۔ صرف ایک نقطہ آپ کو
بتا دیتا ہوں۔ اسی سے سمجھ لیجئے۔ کہ یہ شجرہ محض غلط ہے۔ یاگیہ ولک نمبر ۷۶ والا
راجہ جنک کے عہد میں ہو گذرا ہے۔ جسے زیادہ سے زیادہ ۱۲ لاکھ سال ہو گذری
ہیں۔ کیا ۷۶ آدمیوں کی عمر ایک ارب ۹۶ کروڑ سال ہو سکتی یا کسی کے خیال میں آسکتی
ہے۔ مہربانی کر کے نظر ثانی کریں۔ چونکہ اس نام کا اور کوئی رشی شجرہ میں نہیں ہے
اسلئے آپ نہیں کہہ سکتے کہ یہ اور یاگیہ ولک ہے۔

مسلمانوں پر کتب کے جلانے کا الزام اسکا جواب تمہارے گرو کے قول سے پہلے
دے چکا ہوں۔ اسلامی تلوار آپ کو بہت چبھتی ہے۔ کہ بار بار اسے یاد کرتے ہو اس کے
مقابلہ پر ویدک توپ بندوق بھول جاتی ہے۔ کیا وہ ویدیوں کے آپس میں لڑنے کے
لئے ایجاد ہوئی تھیں۔ اگر ویدک ایشور ایسا ہی رحم والا ہوتا تو ایسے خوفناک اور بزدلانہ
ہتھیار بنانے کی تعلیم دیکر دنیا میں خونریزی کی بنیاد نہ ڈالتا۔ جب پونے دو ارب سال
سے ویدیئے توپوں بندوقوں سے دنیا کو فنا کر رہے تھے تو اسلامی تلواروں نے
اگر اس کے مقابلہ پر ان کے مونہہ پھیر دیئے تو کیا برائی کی۔ برائی ہمیشہ اسپر عائد
ہو سکتی ہے۔ جو برائی شروع کرے اگر ویدک ایشور یہ برائی کا بیج انسانوں میں نہ
بوتا اور انہیں ایسی خوفناک اشیا بنانی نہ سکھاتا تو امید نہ تھی کہ دنیا میں خونریزی
کی بنیاد قائم ہوتی۔ اسلئے وید ہی ~~خونریزی~~ خونریزی ہیں۔ اسلام نے اس خونریزی
کو آکر بند کر دیا۔ جو ہند کے ویدیئے آپس میں ویدک آلات سے کر رہے تھے
دیا نندی۔ وید میں مصنفان وید کے نام نہیں ہیں کیونکہ وہ شروع
میں نازل ہوئے ۔ (باقی پھر)

منشی کریم بخش اڈیٹر کے اہتمام میں مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے شایع ہوا

جلد ۶

نمبر ۶

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک عہ

رجسٹرڈ ایل ۱۱۴۳

پندرہ روزہ رسالہ

بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۰۴ء

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

ناظرین

اس میں کلام نہیں کہ آپ بیقرار ہو رہے ہونگے۔ کہ انعامی کتابیں آجتک وصول نہیں ہوئیں۔ صرف جو کچھ توقف ہوا ہے۔ محض کارکناں کی بیماری کے باعث ہوا ہے۔ اُمید کہ ناظرین معاف فرمادینگے۔

انعامی کتابیں

اسلام کی تعلیم۔ بشارات احمدیہ۔ امام اعظم۔ آریہ مت کی عکسی تصویر۔ وید اور اُس کی حقیقت۔ یعنی بید بے ثمر کا فوٹو۔ قرآن کی حقیقت کا جواب

یہ چھ کتابیں اُن صاحبان کی خدمت میں بذریعہ وی پی اب روانگی گئی ہیں جن کا سالانہ چندہ پیشگی ختم ہو چکا ہوا ہے۔

ازراہ عنایت جسوقت وی پی پہنچے۔ فوراً روپیہ چھٹی رساں کو دیکر پیکٹ وصول فرماویں۔ ہاں خدانخواستہ اگر کسی صاحب کے پاس اُس وقت روپیہ موجود نہ ہو۔ تو وی پی پیکٹ دس روز تک ڈاک خانہ میں امانتاً رہ سکتا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ سب صاحبان بہت جلد وی پی وصول فرماکر مشکور فرماویں گے۔ تاکہ نمبرے کے اول صفحہ پر فہرست مضامین اور اخیر پر رسید وصولی چندہ شایع کی جایا کرے۔ والسلام ایڈیٹر

برق اسلام بر ترک اسلام

بفضل خدا بہت دنوں سے چھپ کر تیار ہے۔ بڑی آب وتاب سے باہر روانہ ہو رہا ہے۔ جن احباب کو ابھی تک وصول نہیں ہوا بہت جلد طلب فرماویں۔ پھر ایسی عمدہ سستی کتاب ہاتھ آنا بہت مشکل ہو گا یعنے ۴۰ صفحہ کی کتاب چار آنے پر ہاتھ آئے۔ اس کتاب کے اخیر پر ترک وید بھی شامل ہے جسکے مطالعہ سے ویانندیوں کے ہتھکنڈے بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں اس کتاب کو ضرور ہی منگواؤ۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ یہ کتاب دفتر انوارالاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

اطلاع

ازراہ عنایت بوقت خط وکتابت نمبر حیثیت خریداری کا ضرور حوالہ دیا کریں تاکہ تلاش نہ کرنی پڑا کرے۔ ایڈیٹر

بابت ماہ یکم جون ۱۹۰۴ء

دلائل ہستی صانع عالم از قرآن کریم

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ

ل اُس خدا کی ہستی کے دلائل میں سے یہ بھی ایک دلیل ہے کہ اُسنے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی بیویاں پیدا کردیں۔ تاکہ تم اُن سے راحت پاؤ اور تمہاری

مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (الروم)

۵۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (الروم)

۶۔ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ (یٰس)

آپسمیں محبت اور رحمت لگادی بیشک اس میں فکر کرنیوالوں کے لئے بہت بڑے نشان ہیں"۔ اور اُس کی ہستی کے دلائل میں سے آسمان اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور محاورات اور صورتوں کا اختلاف ہے بیشک اس میں علم والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں"۔ رات اور دن میں (بغرض آرام) تمہارا سورہنا اور (دن میں) اُسکے فضل کی تلاش کرنا اسکی ہستی کی دلیل ہو بیشک اسمیں سننے والی قوم کے لئے بہت سی دلائل ہیں"۔ اُس (خدا) کی ہستی کی دلائل میں سے ہے کہ تمکو بجلی خوف اور طمع سے دکھاتا ہے اور اوپر سے پانی اُتارتا ہی۔ پھر اُس کے ساتھ زمین کو بعد خشک ہونے کے تازہ کردیتاہے بیشک اس میں عقل والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں"۔

۵ اور اسکی ہستی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ (بارش سے پہلے) خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے تاکہ اپنی رحمت سے تمکو کچھ حصہ بخشے۔ اور دریاؤں میں بیڑے اسکے حکم سے چلتے ہیں اور تاکہ تم (بذریعہ تجارت) اسکا فضل طلب کرو اور تاکہ تم شکر گذار بنو"۔

۶ یہ بات بھی اُن کیلئے (ہستی صانع کی) ایک نشانی ہے جس سے ہم روشنی کو الگ کرلیتے

۴؎ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۰ (یونس) ۵؎ وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ
فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۰ وَفِي الْأَرْضِ
قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ
صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (رعد)

پس یہ اسیوقت اندھیرے میں ہوں اور سورج بھی اپنے ٹھکانے مقررہ تک ہر روز چلتا ہے
مجال نہیں کہ معمولی وقت سو ایک منٹ آگے یا پیچھے ہو۔ یہ اندازہ بڑے غالب بڑے علم
والے کا ہے (جسکو سب کچھ معلوم ہے جسپر کوئی مانع غالب نہیں آسکتا۔) اور چاند کیلئے
بھی ہم (خدا) نے منزلیں مقرر کی ہیں اپنی منزلوں میں پہنچ کر کھجور کی پرانی شاخ کی طرح دکھائی
دیتا ہے۔ (اپنے اپنے چکر میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ) نہ سورج سے ہوسکتا ہے کہ چاند کو جا
لے اور نہ رات کو ممکن ہے کہ دن کا کوئی حصہ کاٹ کر وقت سے پہلے آجائے ہر ایک سیارہ
اپنے اپنے محور میں گھوم رہا ہے اُن کے لئے ہماری ہستی کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ہم
بنی آدم کو بھرے ہوئے بیڑوں میں سوار کرتے ہیں اور آسانی سے کنارہ پر پہنچا دیتے ہیں
۴؎ خدا وہ ذات ہے جسنے تمہارے لئے رات پیدا کی تاکہ تم اُسمیں آرام پاؤ اور دنکو روشن چمکتا ہوا بنایا
بیشک اسمیں سننے والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔

۵؎ خدا وہ ہے جسنے زمین کو پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنا دیئے اور ہر قسم
کے پھلوں کو دو دو قسم (اعلیٰ و ادنیٰ) بنایا۔ رات کو دن پر اڑھاتا ہے۔ بیشک اسمیں
فکر کرنیوالوں کیلئے بہت سے دلائل ہیں۔ اور زمین میں قریب قریب ٹکڑے ہیں اور انگور وغیرہ
وغیرہ کے باغ اور کھیتی اور کھجوروں کے درخت گنجان اور الگ الگ ایک ہی پانی سے
سیراب ہوں۔ بیشک اس میں عقل والوں کے لئے بڑے نشان ہیں ۔

(باقی آئندہ)

تحقیق اناجیل

تعلیم دوازدہ رسولاں

از جناب محمد صادق علی صاحب اسسٹنٹ سرجن ملازم ریاست کپورتھلہ

انجیل - اصل میں یونانی زبان کا لفظ ہے اسکے معنے خوشخبری ہیں - چونکہ مسیح گناہوں کی معافی اور خدا کی بادشاہت کی خوشخبری دیا کرتے تھے - اسلئے اُن کی کلام انجیل کہلاتی تھی - بلکہ ان موجودہ انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی سوانحمری اور تعلیم دو نوں کا نام مسیح نے خود انجیل رکھا ہے - چنانچہ انجیل متی باب ۲۴ - آیت ۱۴ میں لکھا ہے اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر ہوگا - اس جگہ جو اُردو ترجمہ کرنیوالے نے لفظ خوشخبری کا لکھا ہے اسکی جگہ فریخ ترجمہ میں انجیل کا لفظ ہے اور انگریزی ترجمہ میں گاسپل ہے - یہ دونوں نام اسی عہد جدید کے ہیں - پھر اسی انجیل کے باب ۲۶ - آیت ۱۳ میں لکھا ہے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس انجیل کی منادی کیجائیگی یہ بھی جو اُسنے کیا اُس کی یادگاری کے لئے کہا جائیگا - اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کا منشاء خوشخبری یا انجیل سے اپنے تمام افعال واقوال وحالات کی تاریخ ہے یہانتک کہ ایک عام عورت نے اعتقاد سے اُن کے بالوں کو تیل بھی لگایا تو اُن کے خیال کے موافق وہ بھی انجیل میں درج ہونا ضروری ہے اور اسی لئے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل مسیح کی انجیل جو مشہور اور مسلم ہے پوری نہیں ہے چنانچہ یوحنا کی انجیل کی آخری آیت میں لکھا ہے "پر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وے جدا جدا لکھے جاتے ہیں تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں - اگرچہ اس آیت میں بڑا مبالغہ ہے تاہم اُن کے خیال میں عہد جدید جیسی چھوٹی جلد ان کے سب حالات لکھنے کے واسطے کافی نہیں ہے مرقس کے پہلے باب کی آیت ۱۵ میں لکھا ہے اور کہا کہ وقت پورا ہوا

کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ۔ یہاں سے بھی انجیل سے مراد مسیح کے افعال و اقوال اور خاص کر کے آسمانی بادشاہت کی خبر مراد معلوم ہوتی ہے۔

مسیح کے زمانہ میں کسی انجیل کا لکھا جانا کسی تاریخ یا کسی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا جتنی انجیلیں لکھی گئی ہیں۔ سب مسیح کے بعد لکھی گئیں ہیں اور مسیح کے بعد یقیناً بہت انجیلیں لکھی گئی ہیں جن میں سے کچھ مسیح کے رسولوں کے نام سے مشہور ہیں کچھ اور مقدس لوگوں کے نام سے موسوم ہیں۔ بعض کے مصنف کے نام کا بالکل پتہ نہیں جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔

مقدس لوقا اپنی انجیل کے شروع میں کسی سردار تھیوفلس نامی کو مخاطب کر کے کہتے ہیں چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ اُن کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے۔ ہمسے روایت کی۔ مینے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کر کے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں (ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدس لوقا کے انجیل لکھنے سے پہلے بہتوں نے انجیلیں لکھیں تھیں اور وہ سب انجیلیں صحیح تھیں۔ کیونکہ لوقا خود اقرار کرتے ہیں (اُن کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں) اور پھر (مینے مناسب جانا وغیرہ) یہ ایسے الفاظ ہیں کہ جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ لوقا کی انجیل سے پہلے بہت انجیلیں تالیف ہو چکی تھیں۔ اور اُن کے اعتقاد میں وہ سب صحیح تھیں۔

اسوقت کے مسیحیوں کی عام رائے یہ ہے کہ یوحنا کی انجیل ان چاروں میں سے سب سے بعد لکھی گئی ہے اور لوقا کی اس سے پہلے لکھی گئی ہے اور اس سے پہلے متی اور مرقس کی انجیل لکھی گئی ہوگی۔ یا شاید صرف متی کی انجیل اس سے پہلے لکھی گئی ہو تو لوقا کا یہ لکھنا کہ بہتوں نے انجیلیں لکھی ہیں کسی طرح سے صحیح

نہیں ہو سکتا اگر صرف ایک دو انجیلیں اسکے پہلے لکھی گئی ہوں۔ اگر سو پچاس نہیں تو دس بیس ہی انجیلیں ان سے پہلے لکھی گئی ہونگی۔ ورنہ بہتوں کا لفظ بے معنے ہو جاتا ہے۔ اور یہ موقعہ مبالغہ کا بھی نہیں معلوم ہوتا۔ جہاں وہ سنجیدگی کے ساتھ ایک واقعی امر کا بیان کر رہے ہیں۔ اُس کو مبالغہ اور کذب کیوں کہا جاوے اور مقدس لوقا کی انجیل بقول مسیحیاں الہامی ہے۔ تو جیسی اس کی اور ہر ایک آیت الہامی تسلیم کی جاتی ہے۔ یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیئے کہ لوقا کی انجیل سے پہلے بہت صحیح اور معتبر انجیلیں لکھی جا چکی تھیں اور واقعہ میں بہت انجیلیں حواریوں وغیرہ کے نام سے مسیحی چرچوں میں کئی صدیوں تک رائج بھی رہیں۔ لیکن عرصہ کے بعد اُن کا رواج موقوف ہوا۔ اور آخر کو صرف چار انجیلیں متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا۔ کی معتبر تسلیم کی گئیں اور باقی غیر معتبر سمجھ کر جہاں تک ہو سکا تباہ کی گئیں۔ لیکن ان چار انجیلوں کے صحیح تسلیم کئے جانے کی کوئی معقول وجہ کسی مسیحی مصنف کی کتاب سے نہیں ملتی۔ اور جب لوقا کے قول سے معلوم ہوا کہ اور بہت صحیح انجیلیں پہلی صدی میں موجود تھیں تو پھر ان کے غیر معتبر اور مردود ٹھیرانے کے واسطے بھی کوئی وجہ ہونی چاہیئے +

مسیحی مقدسوں کی کتابوں سے اس امر کی نسبت جو حال معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے۔ مقدس آئی رینس۱ نے اپنی ایک کتاب میں ان چار انجیلوں کے مقرر کرنیکی خاص وجہ یہ لکھی ہے کہ داؤد نبی نے اپنی زبور اسّی کی پہلی آیت میں اس طرح سے لکھا ہے اے اسرائیل کے گڈریئے تو جو یوسف کو گلّے کے مانند لے چلتا اور کروبیم کے اوپر تخت نشین ہے جلوہ گر ہو۔ اور پھر خرقی ایل نبی کی پہلے

۱ مقدس آئی رینس ایک بشپ ہوا ہے۔ جو ۱۳۰ء میں پیدا ہوا تھا اور ۲۰۲ء میں مارا گیا۔ یا اپنی موت سے مرا۔ اس کی مشہور کتاب لاطینی زبان میں وہ ہے۔ جو بے دینی کے مقابلہ میں لکھی ہے۔

باب کی ۱۰۔ آیت میں کروبیم کی شکلیں اسطرح کی تبلائی ہیں۔ سو ان چاروں کا ایک چہرہ انسان کا اور ایک چہرہ شبر ببر کا اُن کی داہنی طرف اور ان چاروں کا ایک چہرہ سانڈہ کا اُن کی بائیں طرف اور ان چاروں کا ایک چہرہ عقاب کا تھا۔ اور پھر مکاشفات یوحنا کے چوتھے باب کی ساتویں آیت میں کروبیم کی یہ شکل لکھی ہے۔ اور پہلا جاندار ببر کی مانند تھا۔ اور دوسرا جاندار بچھڑہ کی مانند اور تیسرے جاندار کا چہرہ انسان کا سا تھا۔ اور چوتھا جاندار اڑنے والے عقاب کا سا۔ جب کروبیم کی چار شکلیں ہوئیں۔ اور داؤد نبی نے آنیوالے کلمہ کو جو کروبیم پر بیٹھا ہے۔ بلایا تھا۔ تو شیر مسیح کی شاہی پیدائش کا نشان ہے جو یوحنا کی انجیل نے ظاہر کیا ہے۔ اور بیل مسیح کی دینی سرداری کی پیدائش کا نشان ہے جس کو لوقا نے لکھا ہے۔ اور انسان مسیح کی انسانی پیدائش کا نشان ہے۔ جو متی نے اظہار کیا ہے اور اُڑتا ہوا عقاب مسیح کی نبوت کا نشان ہے جو مرقس نے اپنی انجیل کے شروع میں بیان کرنا شروع کیا ہے اس لئے وہ بزرگ لکھتے ہیں کہ خدا کے عہد بھی چار ہیں۔ جو اُسنے انسان کو بخشے ہیں پہلا عہد طوفان کے زمانہ تک آدم کی معرفت سے دوسرا عہد نوح کی معرفت موسےٰ تک تیسرا موسیٰ کی معرفت اور چوتھا جو سب پچھلوں کا خلاصہ ہے انسانکو نئی زندگی بخشتا ہے۔ اور انجیل کے ذریعہ سے اسکو آسمانی بادشاہت میں لیجاتا ہے اس تقریر سے بزرگ مذکور نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ اسی لئے چار انجیلوں سے زیادہ یا کم کا ماننا انسان کی نادانی جہالت اور گستاخی کا نشان ہے [1]

[1] ۔ علاوہ اس دلیل کے اس مقدس نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ انجیل مذہب مسیحی کا ستون ہے اور مذہب مسیحی تمام دُنیا میں پھیلا ہوا ہے اور اس جہان کی چار سمتیں ہیں۔ اس لئے انجیلیں بھی چار ہونی چاہئیں۔ اور پھر لکھا ہے کہ انجیل خدائی حیات کا نفخہ یا ہوا ہے اور زمین پر چار ہوائیں چلتی ہیں۔ اسلئے انجیلیں بھی چار ہی ہونی چاہئیں۔ ڈاکٹر سٹروس جرمنی ؂

مقدس ایبروز۔ مقدس اتھاناز اور مقدس آگسٹین۔ اگرچہ ان چار شکلوں ان چار انجیلوں کے ساتھ اور طرح سے مناسبت دیتے ہیں۔ لیکن مقدس جیروم عقاب کو یوحنا کی انجیل سے مناسبت تبلاتے ہیں اور بیل کو لوقا سے نبیر کو مرقس سے اور انسان کو متی سے اور فلجنیس اور یوشیر اور سیڈ ولیس اور بقبو وڈولف اور پیٹر نے اور بہت سے لاطینی اور یونانی متاخرین بزرگوں نے اور مقدس جرمین رومی نے اور بہتوں نے مقدس جیروم کے تناسب کی پیروی کی ہے۔ (باقی آئندہ)

---

۲ مقدس ایبروز میلان کا بشپ تھا۔ جو ۳۴۰ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۳۹۷ء میں وفات پائی۔ اس نے مخالفان مذہب کے مقابلہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور یہاں جو مسئلہ مذکور ہے۔ اس کی بابت اس نے لوقا کے دیباچہ میں بحث کی ہے۔

۳ مقدس اتھاناس بڑا مسیحی عالم ہے جو ۲۹۶ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور ۳۷۳ء میں وفات پائی۔ کتب مقدسہ کے خلاصہ میں اس نے یہہ مضمون لکھا ہے۔

۴۔ مقدس آگسٹین جو ۳۵۴ء میں پیدا ہوا تھا۔ مقدس ایبروز نے اس کو ۳۸۷ء میں بپتسمہ دیکر مسیحی بنایا ۳۹۵ء میں شہر ہپو کا بشپ بنا اور کئی تصنیفیں کیں اور ۴۳۰ء میں انتقال کیا۔

۵ مقدس جیروم چرچ کا بڑا بزرگ مصنف ہوا ہے ۳۴۵ء میں پیدا ہوا تھا ۴۲۰ء میں انتقال کیا ۶ مقدس فلجین سیٹس افریقہ میں رسپینیہ کا بشپ تھا ۴۶۸ء میں پیدا ہوا تھا فرقہ آرمینین کے خلاف اسنے ایک کتاب لکھی اور ۵۳۳ء میں وفات پائی۔

دیانندیوں کی کم علمی

یا

جواب سرچشمۂ قرآن

آریہ مسافر میگزین ۳؎ جلد ۶ دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۴۵

جیسا کہ ناظرین انوارالاسلام سے مخفی نہیں دیانندیوں کو سچائی سے بالکل نفرت ہے اور وہ سچی بات سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے کوّا گلیل سے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ ان کا چوتھا نیم جھوٹ کو چھوڑ کر سچ کے گرہن کرنے کا ہے اور وہ ضرور اس پر عمل پیرا ہیں ہرگز نہیں بلکہ موجودہ دیانندی چال ڈھال کو دیکھ کر یہ حکم لگانا پڑتا ہے کہ یہ نیم عملی طور پر اس تحریر کے خلاف ہے یعنی سچ کو ترک کر کے جھوٹ پکڑنا دیانندیوں کا پرم دھرم ہے یوگندپال کی علمی لیاقت اور عیسائیوں کی کتب سے وزویدہ مضامین نقل کرنے کی حقیقت ہم کئی بار ظاہر کر چکے ہیں کہ سوائے منہ پھٹ اور زبان دراز ہونے کے اُس کے مضامین محض لچر ہوتے ہیں۔ وہ ہماری کسی سچی بات کا آجتک جواب نہیں دے سکا اور نہ دے سکے گا۔ تاہم دیانندیوں میں پال بننے کے لئے آپنے ایک مضمون سرچشمہ قرآن لکھ مارا اگر اُسے یوگندپال کی کور باطنی کہا جاوے تو بجا ہے۔ اُسے ہم بارہا سمجھا چکے ہیں کہ اے پاباطن قصص قرآن کا مطلب تواریخ بیان کرنے سے نہیں بلکہ بزرگوں اور نیک بندوں کے احوال میں سے صرف ایسے واقعات کا پیش کرنا ہے جن سے بندوں کو نصیحت یا عبرت دلانی منظور ہوتی ہے اگر اُس نے رطب ویابس قصہ جات اور بیہودگی کی کہانی ڈھونڈنی ہے تو یہودیوں عیسائیوں یا اپنے وید میں تلاش کرے۔

حضرت ابراہیم کے قصہ کے تحت میں مسافر میگزین کے ص ۴۵ پر لکھتا ہے۔ کہ وہ قصہ خواہ قرآن میں ہو یا حدیث میں جس طرح مسلمانوں میں مشہور ہے۔ سارا کا سارا

یہودیوں کی ایک پرانی کتاب سے ماخوذ ہے جس کا نام مدراش رباہ ہے۔ مگر پھر ایک صفحہ آگے بڑھ کر صفحہ ۴۴ پر لکھتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے یہودیوں کی کتابوں سے اُسکو نقل نہیں کیا بلکہ عوام الناس یہودیوں کی زبان سے سُن سنا کر مان لیا اور اپنے کام میں لے آئے۔ حضرات دیانندیوں کی لاعلمی کے دلایل اُن کی تحریر شدہ کتب کافی ہیں اُن کی تحریرات خود ہی اپنی تردید ہوتی ہیں یوگندرپال نے اپنی نیک باطنی اور دیانندی تعصب سے تاریخ اور تورات وغیرہ سے لمباچوڑا قصہ لیکر مسافر میگزین صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے کہ اب اس قصہ کو قصہ مندرجہ قرآن سے ملا کر دیکھو تو برائے نام فرق ہے"۔ چونکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم جھوٹ کو بیخ وبُن سے کاٹ دیں اور سچائی کی اشاعت کریں اس لئے جتنا حال ابراہیمؑ کا ازروئے قرآن ثابت ہے اور جو محض برائے نصیحت ہے وہ ہدیہ ناظرین کریں تاکہ عوام مسلمان دیانندیوں کی غلط بیانیوں سے پورے پورے واقف ہوجائیں۔ یوگندرپال کا سب سے زیادہ زور اس بات پر ہے کہ ابراہیمؑ کا آگ سے زندہ بچکر نکلنا محال ہے اور اسی لئے یہ قصہ فرضی اور موضوع ہے (اگرچہ لیاقت آپ کی یہ ہے کہ مسافر میگزین صفحہ ۴۴ آخری پیرے میں اپنے موضوع کو موزوع لکھا ہے) مگر میں دعوی سے کہتا ہوں کہ خدا کے برگزیدہ بندے کا آگ سے زندہ بچکر نکلنا یا اس سے زیادہ معجزے دکھانا دیانندیوں کی اپنی کتب سے قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ کلیات آریہ مسافر جسے دیانندیوں کی سب سے بڑی بھلائے دیانندی نتیجہ کی عام اشاعت کے لئے بہت سستا شایع کیا ہے اسکے صفحہ ۱۵۲ کالم ۲ سطر ۲۸ سے سطر ۳۲ تک لکھا ہے۔ کہ "الاقبل ازروانگی سیتا کو ثبوت عصمت کے لئے آگ میں گذرنا پڑا اُس زمانہ میں دستور تھا کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا اُسکو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال توے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا اگر عورت کو اس آزمائش سے کچھ ایذا نہ پہونچتی تھی۔ تو وہ بیگناہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں جلکر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی سیتا کی آزمائش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے"۔

ناظرین یہ ہے یوگندرپال جیسے متعصبوں کے گھر کا حال اور اسپر اغراض خدا پرست

آدمیوں کے احوال پر۔ اگر یوگندرپال میں کچھ بھی شرم ہے تو اُسے ڈوب جانا چاہئے۔ اور پھر
بھی خدا پرستوں پر اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ ایک معمولی عورت تو صرف ایک الزام کی
آزمایش کے لئے آگ سے زندہ بچ آئے اور ایک خدا پرست آدمی کا آگ سے بچنا
دشوار امر ہو۔ اُمید ہے دیانندیوں میں جسے سچ کا حصہ ملا ہے ہرگز معجزات پر دریدہ دہنی
نہ کرے گا۔ اصل میں یوگندرپال اپنے رفیق یہودیوں اور آتش پرستوں کا پارٹ لے رہا
ہے۔ جنہوں نے ویدیوں سے آتش پرستی وغیرہ سیکھی تھی اور اسی لئے وہ اگنی کی حد سے
زیادہ تعریف کرتا ہے کہ وہ ایسی طاقتور ہے کہ ہرگز جلانے کا فعل روک نہیں سکتی۔ دیانند
ایڈیشن مجری منہ۲ پر لکھتا ہے۔ یہودی لوگ سدا ویدی رچکر یگیہ کرتے رہتے تھے۔ یہ
گیان اُنہیں کہاں سے ہوا تھا؟ صلہ پر لکھتا ہے۔ اسی طرح پر پارسی لوگ بھی آتشکدہ میں
آتش پرستی کرتے ہیں کیا اس عمل کی بنیاد ویدوں میں نہیں ہے؟۔ اب ظاہر ہے
کہ آتش پرستی کی بنیاد بقول دیانند وید میں موجود ہے۔ پھر اگر یوگندرپال و دیگر دیانندی اسلام
کے مقابلے پر آتش پرستوں اور یہودیوں کی حمایت نہ کریں تو اور کون کرے۔ کیونکہ
اسلام ہی ایک اکیلا مذہب ہے جو ایک خدا کا رستہ دکھاتا ہے اور وید کی آتش پرستی
و ویدی مسئلوں نیوگ۔ والد کا دختر سے ہم بستری کرنے وغیرہ غیر مہذب باتوں کی تردید
زور شور سے کرتا ہے سچ کی ہمیشہ سے مخالفت ہوتی آئی ہے۔ دیانندیوں کے قدیم ویدی
بزرگوں نے اُن لوگوں کو جنہوں نے انکو بت پرستی ہون پرستی آتش پرستی نیوگ وغیرہ سے منع
کیا۔ اُسر۔ راکھشس۔ ملیچھ وغیرہ کیا کچھ خطاب نہ دیئے اور ہر طرح اُن سے لڑائی ورنجش جاری
رکھی اگر وہ ہماری مخالفت نہ کریں تو اور کیا کریں ہمیں مخالفت کی پرواہ نہ کرکے سچائی کی
عام اشاعت کرنی لازمی ہے سچی بات فوراً دلپر گرہ کی طرح بیٹھ جاتی ہے اور کسی مخالفت
سے نہیں مٹتی۔ اسکے برخلاف ویدوں کے پیرو دیانندیوں کی جھوٹی باتیں ہرگز دیرپا
اثر نہیں کرسکتیں۔ اول تو یوگندرپال نے قرآن تک دیکھا نہیں پڑھنا اور سمجھنا تو درکنار
اسپر طرہ یہ کہ جس عیسائی کی عبارتیں اُسنے نقل کرکے حوالجات لکھے ہیں وہ بھی لاعلم
معلوم ہوتا ہے۔ گو ابراہیمؑ کا بیان قرآن مجید کی ۲۱ (اکیس) سورتوں میں ہے۔ مگر

آپ نے صرف ۹ ہی سوریں لکھ کر اپنی ناواقفی کا ثبوت دیا ہے۔ آگے آپ نے ابراہیم کے
والد کے نام پر اعتراض کیا ہے۔ مگر اُسے یہ معلوم نہیں کہ حضرت ابراہیم کے باپ کا نام
تارخ اور لقب آزر تھا۔ نمرود۔ فرعون اُس زمانہ میں بادشاہوں کے لقب تھے۔ جیسے
دیانندیوں کے کئی اگنی۔ منو وغیرہ ہو چکے ہیں۔ آجکل کئی ایڈورڈ ہو چکے ہیں۔ اس وقت
نمرود بابل کے بادشاہوں اور فرعون مصر کے بادشاہوں کا عام خطاب تھا۔ ذرا ان ہر
کے معنے کسی سے دریافت کر کے غور کرو۔ کیا وید کے مصنفوں کے اصلی نام اگنی۔ وایو۔ آ
انگرہ ہیں۔ اگر نہیں تو اُن کے اصلی نام سے ذرا اطلاع دیجئے۔ اپنی گھر کی تواریخدانی کا ثبوت
تو دیجئے۔ غیروں کا حال آپ کیا جانتے ہیں۔ سکندر اعظم کا بادشاہ ایران کو جلانے
تمثیل آپکی سمجھ پر پتھر ڈالتی ہے۔ کیا سکندر کے وقت بادشاہ ایران کوئی نہ تھا۔ جسے
مغلوب کر کے سکندر نے ایران پر قبضہ کیا۔ اسی طرح ابراہیم کے وقت نمرود بابل (
بابل) تھا۔ اگر پیغمبروں کے قصہ جات جتنے کہ قرآن سے ثابت ہیں ملاحظہ کرنیکا شوق
تو قرآن کا کسی سے مطالعہ کروا کر سنو۔ .... ورنہ ا
اعتراضوں کا کیا فایدہ؟ ہاں اگر دیانندی سماج میں فاضل بننے کا شوق ہے تو ہم ہر وقت
خدمت کو آمادہ ہیں ✦

اس سے آگے میگزین صفحہ ۴۲ پر لکھتا ہے کہ قرآن کا قصہ جو دربارہ سلیمان وما
ہے وہ بھی یہودیوں کی کتابوں کی غلط نقل ہے۔" مگر اسی میگزین کے صفحہ ۵ پر خود ہی
تحریر کی تردید کر کے لکھتا ہے یہاں جو ملک کے سوالوں کے حل کا تذکرہ ہے قرآن
تو نہیں آیا۔ پھر آگے چلکر لکھتا ہے کہ وہ واعظین ومفسرین کا موضوعہ ناول ہے۔
علماء یہود اور دیگر محققین کو خود اقرار ہے۔" یوگندرپال کی اپنی تحریر سے ثابت ہے
یہودیوں کا بیان جو اُنکی کتب میں ہے بقول اُن کے علما و محققین کے موضوعہ نا
ہے اب ثابت ہے کہ قرآن مجید کا بیان موضوعہ نہیں بلکہ اتنا ہی ہے جتنا تبدیل و تحریف
سے مبرا ہے۔ یوگندرپال نے قرآن مجید کا حوالہ سورہ نمل دیکر تمام قصہ غیروں کی کتب سے
دیا اور سچ جھوٹ ملا دیا۔ یہ دیانندیوں کی کور باطنی کا پورا نمونہ ہے۔ یوگندرپال کا

نار گوم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی ویدوں کی طرح الہامی ہو گی جب ابن تیک باطن کو ویدوں سے زیادہ عقیدہ ہے اور ہو کیوں نہ جبکہ اس میں دیا پرست یا آتش پرستوں یعنی ویدوں کے بھائیوں کا ذکر ہے ویانندیوں کی علمیت تو آپ نے دیکھ لی۔ اب ذرا ان کے وید کا حال بھی سنئے۔ میں رگوید اشٹک اول سکت سے چند شرتیوں کو مختصر درج ذیل کرتا ہوں:۔

میں اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا گرو کارکن اور دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا اور رتیا دولت والا ہے مہما کرتا ہوں ایسا ہو کہ اگنی جس کا مہما زمانہ و زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہیں دیوتاؤں کو اسطرف متوجہ کرے اے اگنی جو کہ دو لکڑیوں کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے اس پاک کئے ہوئے کشا پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب سے اُن کا بلانیوالا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے۔ اے اگنی آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤں کو ان کے کھانے کے واسطے پیش کر۔ اے اگنی وایو سورج وغیرہ دیوتاؤں کو ہماری نذر پیش کر۔ اے بے عیب اگنی تو منجملہ اور دیوتاؤں کے ایک ہوشیار دیوتا ہے تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے۔ اگنی مبارک نام لیکر پکارو جو کہ سب سے پہلا دیوتا ہے۔ ای اگنی سرخ گھوڑوں کے سوامی رے استت سے پرسن ہو ۳۳ دیوتاؤں کو یہاں لا۔ اے اگنی جیسا کہ تو ہے اپنے گھروں میں تجھے محفوظ جگہ میں ہمیشہ روشن کرتے ہیں تو جو سب کی زندگانی کا باعث ہمارے فایدے کے لئے دولت والا ہو جا +

ذرا وید کے ایشور کی مہدانی پر بھی غور کیجئے۔

بھاش بھومکا صفحہ ۱۴۳ رگوید اشٹک ادھیائے ۸ ورگ ۱۸ منتر ۲۔ اے بیاہے ہوئے مرد تم دو فورات کو کہاں ٹھہرے تھے اور دن کہاں بسر کیا تھا۔ تمنے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا۔ تمہارا وطن کہاں ہے جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور کے ساتھ شب باش ہوتی ہے یا جس طرح بیاہا ہوا مرد اپنی بیاہتا عورت کے ساتھ اولاد کے لئے یکجا شب باش ہوتا ہے اسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے؟ +

ویدک پرمیشور کی پہیلیاں بھی سنئے :-

یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۹ -

(۱) اس کائنات میں اکیلا کون چلتا ہے؟

(۲) کون بار بار روشن ہو کر ظاہر ہوتا ہے؟

(۳) برف یا سردی کی دوا کیا ہے؟

(۴) بیج بونے کے لئے سب سے بڑا کھیت کون سا ہے؟

یہی ویدوں کی تہذیب سوا اُسے کسی دوسرے مضمون کے تحت میں ملاحظہ فرماویں۔ بانی آئینہ - محمد منظور الٰہی -

دیانندیوں کی کم علمی

یا

جواب سرچشمہ قرآن

آریہ مسافر میگزین جلد ۶ عدد ۲ صفحہ ۲۷ ماہ جنوری ۱۹۰۴ء

اگرچہ ہم بوگندرپال کی علمیت اور اُسکے لایعنی اعتراضات کی قلعی واقعی طور پر رسالہ انوار الاسلام جلد ۵ عدد ۱۷ بابت یکم دسمبر ۱۹۰۳ء میں کھول چکے ہیں اور اگر اُسے کچھ بھی غیرت ہوتی تو اپنی خرافات سے باز آ کر راہِ راست پر آجاتا۔ مگر جس کے دماغ میں دیانندی عطر کی بو سمائی ہوئی ہو وہ مدلل جوابات کی ذرا کم ہی پرواہ کرتا ہے اور بار بار چبائے ہوئے کو چبانا پسند کرتا ہے۔ تاکہ دیانندی سماج سے سوامی - سرسوتی کی کلغی عطا ہو۔ ورنہ بیچاروں میں لیاقت علمی تو اتنی ہی ہے کہ روضتہ الاصفیا اور عرائس المجالس کے بیانات کو مندرجہ قرآن بتاتا ہے۔ اب بھی اس میں کچھ شرم ہے

تو زہرہ کا نام یا زنا قتل شراب شرک وغیرہ کا الزام بذمہ فرشتگان قرآن شریف سے دکھائے ورنہ بھرے سماج میں جھوٹے پر لعنت بھیجئے۔ شاید ہاروت ماروت اور زہرہ کوئی ویدی دیوتا ہونگے۔ جنکے نزدیک شرک قتل سوم نوشی۔ نیوگ۔ دختر سے زنا وغیرہ جایز ہو۔ کیونکہ یہ وید کی رو سے جایز ہیں قرآن مجید ان باتوں سے بری ہے۔ چہ جائیکہ فرشتے جو ہر وقت خدا کی یاد کرتے رہتے ہیں ایسے کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوں۔ ہاں ویدیوں سے ایسی باتیں بعید نہیں کیونکہ ان میں بہت سی بداخلاقی کی باتیں مثل نیوگ۔ سورج دیوتا کا اپنی دختر سے ہمبستری کر کے حمل قایم کرنا وغیرہ جایز ہیں چونکہ ارمنستان والے ہاروت ماروت کو ویدیوں یعنی ہندوستان والوں کی طرح دیوتا مانتے تھے اسلئے یوگندر پال کی تحقیق سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ ویدیوں کی طرح ویدی تعلیم نے ہر جگہ دیوتاؤں کی تعلیم پھیلا دی تھی اور انکی پوجا جاری تھی۔ جیسا کہ تیتریہ اُپ نشد پر پاٹھک ۷ انوواک ۱۱ میں پانچ مجسم دیوتاؤں کی مجسم بت بنا کر ہر جگہ پوجا کرتے تھے اور اب بھی لنگوٹ بندکی پوجا ہوتی ہے۔ ہماری تائید میگزین ملتے پر یوگندر پال خود ہی کرتا ہے کہ مندروں کے پرانوں اور مہابھارت میں بھی اسی قسم کی حکایت ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ سب ویدوں کا ظہور ہے۔

اصل حقیقت ہم انوار الاسلام جلد ۵ ۱۲ میں بیان کر چکے ہیں یوگندر پال کی یہ نمبہ ..... کہ پھر وہی قصہ انکی زبانی سن سنا کر اُس میں کچھ ادھر اُدھر سے عمداً یا سہواً ملا کر آنحضرتؐ نے قرآن میں درج کر دیا" کہانتک صداقت پر مبنی ہے۔ یہ قصہ ہرگز قرآن میں نہیں یہ صرف یوگندر پال کا اندھا پن ...... ہے کہ وہ پاک کتاب پر الزام لگا کر ویدوں کی بد اخلاق تعلیم کو چھپانا چاہتا ہے۔

میگزین ملتے پر تو یوگندر پال نے صاف اقرار کر لیا ہے کہ بابل وغیرہ میں ہندوؤں کا ایک وقت میں راجیہ تھا اور ان میں ایسے واہیات قصے رایج تھے۔ اب ظاہر ہے کہ اسکے پیغمبر اور نبی رسول سب ویدک تعلیم کی عفونت کو مٹانے کے لئے تشریف لائے اسطرح انہوں نے اس اخلاق سے گری ہوئی ویدک تعلیم کو مٹانے کی کوشش کی جس کی جھلک دریانندیوں میں نیوگ۔ بت پرستی تثلیث۔ شرک وغیرہ تا حال

باوجود اتنا زمانہ گذرنے کے باقی ہے۔ اور جس کی جڑ کاٹنے کے لئے اسلام کی وحدانیت کا تیز آرہ چل رہا ہے۔ مگر چونکہ اس بوڑھے اور پرانے بداخلاقی کے درخت کی جڑیں بہت دور تک ہند کی سرزمین میں اتر کر کے پھیل چکی ہوئی ہیں اس لئے اسکے کلیتہً کاٹنے کے لئے اسلام کی وحدانیت کے تیز آرے کو کچھ عرصہ تک جفا کشی کے ساتھ کام میں لگائے رکھنا ضروری ہے ✦

افسوس کی بات ہے کہ آجکل تو فونوگراف اور جانور بنا کر اُن سے بولیاں بلوانا ایک صنعت اور کاریگری سمجھی جاوے مگر گذشتہ زمانہ میں اگر کسی نے بچھڑا بنا کر اُس سے بولی بلوانے کا آلہ ایجاد کیا ہو تو لیکھ گندر پال کے پیٹ میں درد اٹھ آئے۔ اصل میں تعصب بھی بہت بُری بلا ہے۔ یہ گندر پال خود ہی لکھتا ہے کہ سامری نام عہد عتیق وجدید میں کہیں جگہ آیا ہے۔ مگر پھر لکھتا ہے شہر سامرہ جس سے سامری منسوب ہوا۔ حضرت موسیٰ سے ۹۰۰ سال بعد بنا۔ اُسے اتنی بھی خبر نہیں کہ عہد عتیق کس چیز کا نام ہے۔ اصل میں اُسے عیسائیوں کی خرافات نقل کرنے سے مطلب ہے نہ کہ تحقیق سے۔ وہ صبر کرے ہم بھی عیسائیوں کی تصانیف جو اُنہوں نے تمہارے باپ دادوں کی بابت لکھی ہیں عنقریب تمہارے سامنے پیش کرینگے۔ شرم سے مُنہ نہ چھپانا مگر تم میں یہ صفت کہاں ہے کہ ڈھیٹ نا....... بن جاتے ہو اور اپنے باپ دادوں پر ثواب بھیجنا شروع کر دیتے ہو ✦

بنی اسرائیل کے مرکر پھر سے زندہ ہونے پر اول تو ویدیوں کے عقیدہ کے مطابق بھی کوئی اعتراض نہیں کیونکہ پمفلٹ ۲۹ بھارت کی شجاع و عالم استریوں کے کارنامے جلد پنجم مطبوعہ سنہ ۱۹۰۸ء دھرم پرچارک پریس صفحہ ۲۹ " پر جو دیا نندیوں کی تصنیف میں سے ہے صاف لکھا ہے روہتاس ولد ہرشچندر کو جس کا مرجانا اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ پر یوں لکھا ہے کہ اس کا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا تھا۔ دوبارہ زندہ کیا گیا۔ اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ ویدیوں کے نزدیک ایک سنگدل رشی (کیونکہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ پر شوامتر رشی کو اسی خطاب سے یاد کیا ہے) مردہ سے زندہ کر سکتا ہے۔

مراسلات

آریوں کی ہٹ دھرمی

آریو آؤ اِدھر دیکھو تماشا وید کا
عقل پر پردے پڑے ہیں آریوں کی دیکھ لو
ہے انادی روح یعنے جیو ایشر کی طرح
کہنا پھر اجرام علوی بھی انادی ہیں تمام
ان مسائل پر ذرہ تم غور کرکے دیکھنا
ذات پرمیشر کہاں انسان بے بنیاد کیا
جب بموجب وید ان سب کو انادی مان لیں
مان کر انکو انادی پائیں ایشر کی دلیل
یعنے جب رہیں زمین و آسمان میں خود بخود
ان سے پرمیشر کی اول تو نہیں رہتی دلیل
قاعدہ ہی رہتی ہے صنعت صانع کی دلیل
اسنے ایشر کو کیا ہے نیست محتاج دلیل
سخت جا شرم ہے ازبس ہے بے بنیاد بات
واہ کیا ایشر کرت ہے دیکھو اتھر وید کو
ان پہ جب پھر ماریں اعتراضوں کی ہوئی
آبرو ایشر کی کھنی کو یہ بسے آریہ
یہ مقرر انکا ہی اغلب اسی بنیاد پر
کھینچا ہے مشتے نمونہ ہمنے نقشہ وید کا
جانکر یہ بات ایشر کرت کہنا وید کا
گویا ان دونوں کو ہمرتبہ بنانا وید کا
ایسا ہی اجسام سفلی کو بتانا وید کا
کوئی منصف مان سکتا ہے یہ جھگڑا وید کا
اور پھر حیوان کو ہم پایہ بنانا وید کا
دیکھیں پھر ہم ذات ایشر کو دکھانا وید کا
آریو وہ مسئلہ ہم کو بتانا وید کا
یونہی موجودات جملہ کو بتانا وید کا
دوسری توحید و عظمت کو منانا وید کا
خود بخود صنعت ہے پھر صانع بتانا وید کا
ہائے پرمیشر کی یوں عزت مٹانا وید کا
آریو افسوس ایشر کرت کہنا وید کا
ایک جز جھوٹا بنایا ایک سچا وید کا
اور کھلا یہ حال ہے سب جھوٹا جھگڑا وید کا
برہمن پستک ہے اسمیں قصہ اتنا وید کا
مسئلہ روح انادی جبکہ مانا وید کا

ہمسری کا کیوں ہے پھر دعوی ہوا ایشر کرتے ہے
جب ہے پرمیشر انادی یونہی روح ارباں
ہمسری ایشر سے ورنہ کر سکے انسان کب
کردیا گنگا کے اوپر گوشت مردو کا حلال
گوشت حیوانی سے بھی محروم رکھا ہائے
غیر قومیں وید کی آواز کو سننے نہ پائیں
جو تعصب اور حسد کی آگ سے جلتا رہے
روح جس سے چل رہا ہے اس جہاں کا سلسلہ
کتنی روحیں کتنی پیدا کیں نہیں کچھ بھی خبر
جو نہ خالق روح کا ہو اور نہ واقف روح سے
قادر مطلق کرم کر آریوں کے حال پر

کیوں کلام انسان سے بڑھ جائے رتبہ وید کا
آپکو افضل کہے یہہ حوصلہ کیا وید کا
کام ہے ایشر کی عزت کو مٹانا وید کا
گوشت ہی اسکا کہ جو ہے نام لیوا وید کا
خنجر ظلم آریوں پر ہے سراپا وید کا
ہے تعصب سے یہ خالی مسئلہ کیا ہے وید کا
آریوں کو ہو مبارک ایشر ایسا وید کا
اسکی بارہ میں ہر اک مسئلہ ہے گونگا وید کا
آریوں کو ہو مبارک ایشر ایسا وید کا
آریوں کو ہو مبارک ایشر ایسا وید کا
یہ برا پیچھے لگا ہے انکی جھگڑا وید کا

راقم۔ حق پسند از علیگڈھ

غزل

مصنفہ لالتا پرشاد۔ ایل۔ پی۔ جے۔ خلف لالہ پرمیشری لال دگمبر جین ساکن
قائمگنج ضلع فرخ آباد۔ بنگل

لو غلط ہر مست دیانندی کی حالت ہونیوالی ہے۔
لگا یا موہنہ سے جینوں سے بس آفت ہونیوالی ہے
سراسر جھوٹھ لکھ کر تصنیع و تنت کرتے ہیں
حقیقت کنج بیانی کی بھی شہرت ہونیوالی ہے
بنا کر تھ ستیا رتھ پھنسایا جال میں سب کو

اب افشا سوامی جی کی بھی لیاقت ہونیوالی ہے
دیانندی ہوئے مخمور نخوت میں ہیں کچھ ایسے
کہ ہر جا آریہ مت کو ندامت ہونیوالی ہے
خلاف العقل اور ودیا کے تصنیفات ہیں انکی
کہ اب ستیارتھ آدی کی بطالت ہونیوالی ہے
نیوگ اور مانس بھکشٹر کو تو جائز مان رکھا ہے
اب اُن کو ستیہ شاستروں بھی نفرت ہونیوالی ہے
ہر ایک آریہ کی بدھی نشٹ ہوتی جاتی ہے
نئی اس بھارت بکیں پہ ظلمت ہونیوالی ہے
کرائے حاملہ ہر ایک بھگوا بہ کو ارزل سے
تبھی پھر نیوگ مسئلہ کی اشاعت ہونیوالی ہے
چمار اور نائی کو دے پتری ہر ایک دیانندی
کرن بیو ستھا کی تب ہی حکومت ہونیوالی ہے
ملا کر گوشت اور چانول کھلاؤ چا ملاؤں کو
تب ہی تصنیف سوامی کی بھی شہرت ہونیوالی ہے
دھرم بیروں کی سوچی میں ملا ہے نام شودروں کو
کہ بھارت دن بدن حالت یہ غارت ہونیوالی ہے
بہت شائق تھے سوامی جی تمہاری بھانگ پینے کے
نشی شئے کے چیلوں میں بھی کثرت ہونیوالی ہے
بڑی بیہودگی سے وہ جو مونہہ پر آئے کہتے ہیں
شرم تہذیب اس فرقہ سے رخصت ہونیوالی ہے
ہوا ظاہر ہے جب سے بھرشٹ یہ فرقہ دیانندی
ہوئی ابتر ہے حالت اور بھی اب ہونیوالی ہے

جبھی تو آیڈن آفت یہ ہند پہ آئی ہے
دنوں دن ایسی ہی نازل مصیبت ہونیوالی ہے

ہوئے بابو ۔ مہاشے اور منشی نام شودروں نے
اور پنڈت نام کے بھی اب ذلالت ہونیوالی ہے

ہمین زنار رکھا نام پنڈت بہت شودروں نے
اب ایسے پنڈتوں کی ۔۔۔ صورت ہونیوالی ہے

سرود و رقص کی آگیا بھی سوامی جی نے لکھی ہے
اب اس فرقہ کو اس فن سے بھی الفت ہونیوالی ہے

اجازت سر منڈانیکی بھی سوامی لکھ گئے بیکل
سماجی مرد و زن کی اب حجامت ہونیوالی ہے

نوٹ ۔ (۱) نمبر شعر ۔ لفظ جین ۔ یہ ایک مذہب ہے جسکی تردید میں آریوں کی طرف سے ایک کتاب زبان ناگری میں جین مت سمیکشا نام سے سنہ ۱۹۰۲ء میں شایع ہوئی ہے جسکو مصنف شبھوتت آریہ اُپدیشک پنجاب ساکن لاہور ہے ۔ اس کتاب میں بالکل غلط بیانیوں اور گالی گلوچ اور کوسنے کاٹنے سے کام لیا ہے اور جھوٹ اتہام جینیوں پر لگائے ہیں دہلی کے جینیوں نے ہتک کا دعویٰ عدالت میں دائر کر دیا ہے اور اس نو مذہب کی تردید کے لئے جابجا سوسائٹیاں قائم کرنیکی فکر ہو رہی ہے ۔ میں ایک کتاب زبان ناگری میں لکھ رہا ہوں جو کہ ابھی شایع نہیں کی گئی ہے نہ چھپائی ہے جسمیں سوامی دیانند جی کی کنج رفتاری اور انکی چال چلن وغیرہ کے حالات مندرج کئے گئے ہیں ۔ اور انکے مذہب کی باتوں کو انتخاب کرکے درج کیا ہے ۔ بڑی دلچسپ کتاب ہے ۔

نمبر ۲ شعر ۔ کچھ نہیں ۔ نمبر ۳ گرنتھ [illegible] یہ لفظ ہندی بمعنے کتاب ستیارتھ سے مراد ستیارتھ پرکاش مصنفہ دیانند ۔ نمبر ۵ ۔ ودیا [illegible] بمعنے علم ستیارتھ آدی بمعنے ستیارتھ پرکاش وغیرہ ۔ ماس بکھشن ۔ گوشت خوری ۔ نمبر ۹ سیتہ شاستر بمعنے کتب مقدس

نمبر۷ - بدھی - فہم - نشٹ - بگڑتی جاتی ہی - پرت دن - ہر روز - بھارت - ہندوستان
نمبر۹ - برن بیوستھا یعنی اولاد اگر باعلم ہو - تو اسکی شادی باعلم شخص سی کرنا چاہئے
خواہ وہ باعلم کسی ذات کی قوم کا کیوں نہ ہو - اگر بے علم ہو تو بے علم کے ساتھ نسبت
کرنا چاہئے جیسے چمار وغیرہ - ارزل اقوام کے ساتھ -
نمبر۱۱ - سوچی - فہرست - شودر - ارزل - نمبر۱۴ - بھرشٹ - بالکل خراب - نمبر۱۵
انڈیا - ہندوستان - پلیگ - طاعون - نمبر۲۰ - نیوگ کی مانیتہ - دیکھو ستیارتھ پرکاش
مطبوعہ ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۰۸ سے ۱۲۰ تک - مانس بھکشن یعنے گوشت خوری کی بابت -
دیانندیوں کے دو فرقے ہو گئے ہیں - جو کہ گھاس پارٹی اور مانس پارٹی کے نام سی نامزد
ہیں - مانس پارٹی والے مزے سے گوشت کھاتے ہیں اور گھاس پارٹی کی تردید کرتے
ہیں - نمبر۹ - برن بیوستھا کی بابت دیکھو ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۸۹ - نمبر۱۰ - دیکھو
سنسکار ودھی مصنفہ سوامی جی کا صا - نمبر۱۲ - سوامی جی کے بھانگ پینو کی بابت دیکھو
دیکھو دیانند کی سوانحعمری مصنفہ ولیت روٹے صاحب ص۶ -
نمبر۱۸ - ناچنوں کیلئے طبلہ وغیرہ بجانیکی بابت جو اجازت ہی - دیکھو یجروید بھاشیہ ۱۰ -
ادھیائے ۳ منتر ۲۰ کا بھارا رتبہ - نمبر۱۹ - سرمنڈانے کی بابت دیکھو ستیارتھ پرکاش
کا صفحہ ۲۵۸ -

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید یعنی اعلیٰ درجہ کی

جیبی حمائل شریف مترجم بامحاورہ جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں جسمیں ۱۳ خوبیاں ہیں نمبر (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ سوزوں اور ہے ۵ء انچ لمبی ۳ انچ جیب میں بآسانی آسکتی ہے۔ (۲) ترجمہ حمائل شریف بالمقابل صفحہ پر لکھا گیا ہے ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گچ مچ نہو جاوے۔ (۳) ترجمہ صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آئیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن کا ورق الٹنا نہیں پڑتا (۶) عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے بڑی ہی خوش رقم و خوش قلم حمائل شریف ہے (۷) ترجمہ جدید بامحاورہ زبان حال اردو کے موافق کیا گیا ہے اور ایسا لطیف کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھ دیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے۔ (۸) اس مقدس حمائل کے شروع میں سپاروں اور سورتوں کی فہرست دی گئی ہے جس سے جھٹ سپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں تمام قرآن شریف کے مضامین کی فہرست ہے جو واعظوں خطیبوں اور تمام مسلمانوں کے لئے نہایت کار آمد ہے۔ نماز زکوٰۃ۔ صبر شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالہ لکھدیئے گئے ہیں (۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالہ دیئے گئے ہیں ابراہیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو۔ (۱۱) کاغذ سفید اور نفیس ہی لگایا گیا ہے۔ (۱۲) جلد خوبصورت سنہری کرائی گئی ہے (۱۳) اس قرآن شریف اور لایمسہ الا المطہرون کا لفظ لگایا گیا ہے قیمت بجلد عہ قیمت مجلد سنہری عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

رسالت محمدیہ و محمد دی پرافٹ ان دنوں دو ورقی رسالوں میں حضرت محمد مصطفی صلعم کی رسالت نقل سے ثابت کیگئی ہے جسکا بڑا ورق لینا مولوی مرزا حیرت صاحب ایڈیٹر کرزن گزٹ کا ہے اور حاشیہ میں مشہور کا یہ رسالہ بزبان انگریزی اردو علیحدہ علیحدہ طبع ہوا ہے اور اردو رسالہ کا نام "رسالت محمدیہ" اور انگریزی کا "محمد دی پرافٹ" نام رکھا گیا ہے بجائے کہ جنہوں نے پرچند نسخے مفت اسکے شائقین اسلام سے امید کیجاتی ہے کہ اسکے چند نسخے طلب فرما کر ان خواندہ مسلمانوں میں جنکو پادریوں کا وعظ سننے کا اتفاق ہوا ہو اور تمام خواندہ عیسائیوں میں تقسیم فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہجیے۔ فقط المشتہر محمد عثمان شریف ساکن حیدرآباد دکن محلہ پیٹنا کا کچی

منشی کریم بخش پروپرائٹر و ایڈیٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل ۱۱۴۰

قیمت سالانہ مع محصولڈاک

یا اللہ

رسالہ

پندرہ روزہ

انوار الاسلام سیالکوٹ

بابت یکم جولائی ۱۹۰۴ء

مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

جلد ۶ نمبر ۷

فہرست مضامین

سب سے پہلے

بوقت خط و کتابت نمبر خریداری کا ضرور حوالہ تحریر فرمایا کریں۔ جو چٹ رسالہ پر درج ہوتا ہے۔ تاکہ جواب میں توقف نہ ہوا کرے۔

(ایڈیٹر)

گذارش

صاحبان آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم دلی خواہش کی پیروی کہانتک کرتے ہیں بعض سرپرستان کا خیال ہے کہ رسالہ دیدہ دانستہ دیر کے بعد شایع کیا جاتا ہے آپ صرف اس نظر سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ جس حالت میں ہمنے تمام ہمدردان انوار الاسلام سے سالانہ چندہ پیشگی طلب فرمانا تہا۔ جس کے لئے ہمنے اعلان کیا تہا کہ وی پی ماہ اپریل میں روانہ کئے جاوینگے۔ جبیرا خیر جون بھی گذر گیا وہ وی پی روانہ نہ ہوسکے۔ اگر ہماری کوئی خواہش مقصود ہوتی۔ تو ضرور تہا کہ ماہ اپریل میں وی پی روانہ کئے جاتے۔ اور روپیہ وصول کیا جاتا۔ لیکن خدائی کاموں میں کون جرات کر سکتا ہے۔ جیساکہ اللہ تعالے قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰىٓ اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم رسالہ نمبر ۱ جلد ۲ کو ہی وی پی کر دیتے۔ تاکہ روپیہ۔ ہمارے کام آتا۔ جو توقف ہوا۔ محض اتفاقی طور سے ہوا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ایندہ بفضل خدا رسالہ وقت پر شایع ہوا کریگا۔

اطلاع

سب صاحبان کے نام وی پی روانہ کئے گئے ہیں۔ ازراہ عنایت جہانتک جلد ممکن ہو سکے وی پی وصول فرما کر مشکور فرماویں۔ کیونکہ ہمیں کارخانہ لمنتظم کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ جیساکہ آپ چٹھی سے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

آئیندہ رسالہ پورے حجم ۳۲ صفحہ پر شایع ہوا کریگا۔ اور جو نمبر کم صفحوں پر شایع ہوئے ہیں۔ وہ کمی بھی پوری کی جاویگی۔

اڈیٹر
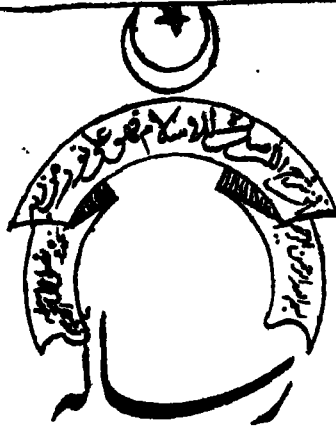
رسالہ انوار الاسلام

بابت ماہ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
الٓمّٓ ۙ اللّٰہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ	میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا۔ اللہ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں
الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۙ نَزَّلَ عَلَیْکَ	جو دائم زندہ تھامنے والا ہے اسنے تیرے پاس

خدا فرماتا ہے۔ میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ نہ مسیح د عزیر نہ کوئی نہ کوئی کیونکہ لائق عبادت وہ ہو جو دائم زندہ مخلوق کو تھامنے والا زندہ رکھنے والا ہو۔ اور مسیح تو خود اپنی حیاتی اپنی بقا میں خدا کا محتاج ہے۔ پھر وہ کس طرح خدا اور معبود ہو سکتا ہے۔ وہی خدا جو سچا معبود ہے۔ اُس نے تیرے پاس اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجی

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا	کتاب بھیجی - جو اپنے سے پہلے کو سچا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ	تبلانے والی اور توریت
وَالْاِنْجِيْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ هُدًى	اور انجیل کو پہلے لوگوں کی ہدایت کے
	لئے اوتارا اور فیصلہ کرنے والا
لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ	(قرآن) نازل کیا
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	جو لوگ اللہ کے حکموں سے موتہہ پھیریں
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ	اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ بڑا زبردست
ذُو انْتِقَامٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى	بدلہ لینے والا ہے - خدا سے تو کوئی
عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ	چیز چھپی نہیں - نہ آسمان کی نہ زمین کی

کتاب بھیجی ہے جو اپنے سے پہلے مضامین نازلہ کو سچا تبلانیوالی اور غلط واقعات کی
تغلیط کرنیوالی - کیونکہ یہ کتب انجیل جو واقعات گزشتہ پر مسیح کی الوہیت کے مضمون سے
جو یہ کتاب انکاری ہے تو اسلئے کہ وہ مضمون منزل من اللہ نہیں نہ اسلئے کہ یہ کتاب توریت
اور انجیل کو نہیں مانتی - بلکہ توریت انجیل کی بابت تو صاف لفظوں میں منادی کرتی ہے
کہ اللہ نے توریت و انجیل کو پہلے سے لوگوں کی ہدایت کیلئے اتارا تہا اور انکی تبلیغ عامہ کا حکم بھی
دیا تہا - مگر چونکہ ان لوگوں نے اُن میں کمی زیادتی اور بیجا تاویلیں کرنی شروع کر دیں
اسلئے خدا نے فیصلہ کرنیوالا قرآن شریف نازل کیا - پس جو لوگ اللہ کے اُن حکموں سے
مونہہ پھیریں اور اپنی ہٹ پر نہ اڑے رہیں اور خدا کے بندہ کو خدا کہنے سے باز

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ

وہی تمہاری صورتیں رحموں میں جس طرح چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔ اُسی نے تیری طرف کتاب اُتاری ہے۔ جس میں سے بعض احکام واضح ہیں یہی اصل غرض کتاب کی ہے اور دوسرے ملے جلے ہیں۔ پس جنکے دلوں میں کجی ہے اسمیں سے ملتے جلتے کے پیچھے

نہ آویں اُن کے لئے بڑا زبردست بدلہ لینے والا ہے۔ یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مسیح میں خدائی علامات میں سے تو کوئی بھی نہیں مسیح کو تو کل کی خبر بھی معلوم نہ تھی اور خدا سے تو کوئی چیز چھپی نہیں نہ آسمان کی نہ زمین کی اور مسیح تو مخلوق ہے۔ اور خدا خالق۔ وہی خدا ہے تو تمہاری صورتیں رحموں میں جسطرح چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ کیونکہ اسمیں دخل نہیں یہ صفات لازمہ اُلوہیت مسیح میں کہاں ہیں۔ پس یقیناً جانو کہ اُسکے سوا ساری دنیا میں کوئی بھی معبود نہیں جو علاوہ صفات مذکورہ کے بڑا غالب کسی سے مغلوب نہ ہونیوالا نہ کسی سے دبنے والا اور بڑی حکمت والا ہے جس کام کو کرنا چاہے ایسی حکمت سے کرتا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں نہ ہو۔ نہ کہ دشمنوں سے ڈر کر ایلی ایلی پکارتا پھرے اور پھر بھی دعوے خداوندی کرے۔ یاد رکھو اُسی زبردست غالب حکمت والے نے تیری طرف اے محمدؐ ایک واضح ہدایت کرنیوالی کتاب اُتاری ہے جس میں سے بعض احکام بالخصوص محکم جنمیں یہ لوگ کجروی کرتے ہیں جیسے توحید خداوندی واضح ہیں۔ یہی اصل غرض کتاب کی ہے جس کے

مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝	پڑینگے۔ تاکہ گمراہ کریں اور اُن کی اصلی مراد پاویں حالانکہ اُن کا اصل مطلب خدا اور راسخ علم والوں کے سوائے کوئی نہیں جانتا کہتے ہیں کہ ہم اسکو مان چکے ہیں۔ یہ سب ہمارے خدا کے پاس ہے۔ اور بجز عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا۔

لئے کتاب بھیجی ہے۔ جو ان حکموں کے الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی مراد ہے اور ان الفاظ کوئی ترجمہ اور معنی بھی خلاف مطلب نہیں اور دوسری احکام کچھ ملے جلے ہیں جنکے ظاہر الفاظ کا مطلب اصل مطلب سے غیر ہے۔ پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کتاب میں سے ملتے جلتے احکام یا اخبار کے پیچھے پڑینگے۔ تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں اور بظاہر یہ غرض جتلا وینگے کہ اُنکی اصلی مراد پاویں۔ اور لوگوں کو اصل مطلب سے آگاہ کریں۔ حالانکہ اُن کا اصل مطلب خدا اور راسخ علم والوں کے سوائے کوئی نہیں جانتا راسخ فی العلم کہاں۔ کہ اُن کی طرح یہ بھی سمجھیں۔ یہ تو سرسری اور ظاہری مفہوم کو بلا قرینہ سن کر بڑبڑا اُٹھتے ہیں۔ لا اس بھید کو جانتے ہیں۔ جب ہی تو کہتے ہیں۔ کہ ہم اس قرآن کو مان چکے ہیں بے شک یہ سب سے اول سے آخر تک ہمارے خدا کے پاس سے ہے۔ اور اس بھید کو بجز عقل والوں کے کوئی نہیں سمجھتا۔ سمجھ داروں کی نشانی یہ ہے۔ کہ وہ سب اپنے دینی اور دنیاوی امور سپرد بخدا کرتے ہیں۔ اور اپنی تمام آرزوئیں اُسی سے مانگتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

اور تناسخ شدہ روح کو واپس بلا سکتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ ہیں یہ قدرت ہرگز نہیں افسوس ہے دیانندیو تمہاری الٹی عقل پر تعجب تر تو یہ ہے کہ یوگندر پال نے حوالہ نقل کرتے وقت عقل کو رخصت دیو دی ہوئی تھی۔ آیت میں صاف لکھا ہے کہ بجلی نے پکڑ لیا اور تم دیکھتے رہ گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ صد مہ رجعت سے واقعہ ہوا یعنی حس و حرکت نہ کر سکتے تھے اور نہ بول سکتے تھے آنکھوں سے دیکھ رہے تھے حس و حرکت کا مارا جانا ایک طرح کی موت تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمکو بجلی نے پکڑ لیا یہ نہیں فرمایا کہ بجلی نے تمکو ہلاک کر دیا۔ پھر حالت یہ فرمائی کہ تم دیکھتے تھے یہ اسی حالت میں ممکن ہے جبکہ محض حس و حرکت ماری جاوے اور ہوش و حواس قایم رہیں بجلی زدہ ہونے کا لفظ حضرت موسیٰ کی نسبت بھی آیا ہے خَرَّ مُوسٰی صَعِقًا موسیٰ بجلی زدوں کے طور پر گر پڑا۔ یہاں بھی بجلی زدہ سے موت مراد نہیں بعث کا لفظ خواب سے بیداری کے واسطے بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے جیسا اصحاب کہف کے ذکر میں خدا نے فرمایا ہے۔ کور باطنوں کو قرآن مجید کا ہوش و حواس سے سمجھنا ضروری ہے +

معجزات کے بارہ میں اعتراض کرتے وقت دیانندی جیانتداؤں کو اپنی کتب کا مطالعہ پہلے کرنا ضروری ہے کیونکہ انکی اپنی کتب معجزات سے پر ہیں +

یوگندر پال کے باقی خرافات کا جواب ہم اس کی کتاب کلام الٰہی کے جواب میں جو حصے انوارالاسلام میں دے چکے ہیں اگر اس میں غیرت ہے تو جواب الجواب دیکر اپنی بریت کرے در حقیقت اس شخص کی لیاقت علمی بہت کم ہے مگر دیانندیوں میں شیخی بگھارنے کے لئے عیسائیوں کی کتب سے چرا چرا کر اعتراض کرنا جانتا ہے۔ بھلا جو آدمی خود ویدک علوم سے قطعاً نا واقف ہو جس سے محض لاعلم ہونے کی حالت میں بھی سوامی بن جاوے وہ مباحثہ کے میدان میں کیا کر سکتا ہے۔ بھلا جس کور باطن کو نماز جیسی خدا یاد و عبادت بری لگے اور جو بت پرستی و آتش پرستی کا دلدادہ ہو وہ آگ کی طرح اندر سے جلتا ہوا نہ ہو تو اور کیا ہو۔ جن کی تیز آگ نے اس کی طاقت ادراک کو سلب کر لیا ہے جس کے بجھانے کے لئے نہیں چاہ زمزم کا ٹھنڈا اور شافی پانی استعمال کرنا پڑے گا۔ ہم جس وقت یوگندر پال کو جلتا دیکھیں گے۔ از راہ ہمدردی اس پر چشمہ اسلام سے ٹھنڈا پانی چھڑک دیا کرینگے۔ خدا اس سے جلن کی آتش

سوزان کا اثر جلد معدوم کرے۔ اور اُسے حق بین بینائی عطا کرے + محمد منظور الٰہی۔

تکذیب ریویو

بجواب

تصدیق ریویو

آریہ مسافر بابت ماہ ... نمبر ۳ صفحہ ۵۳ بابت دسمبر ۱۹۰۳ء

مقتول کمذب کے ایک بھائی لالہ ... نے اس مضمون کے تحت میں اپنے سرگروہ بھائی ... کی عمدہ طرح سے تعریف و توصیف کی ہے۔ یہ عوام سے پوشیدہ نہیں کہ دیانندی اپنے سرگروہ لیڈر ... کی حمایت کرتے وقت خدا تعالیٰ کو بھی کوس سکتے ہیں۔ جیسا کہ اُنہیں لنگوٹ بند تعلیم کیا ہے۔ اگر مولوی صاحب کے مقابلہ پر وہ ابوجہل کی تعریف نہ کرے تو اور کیا کرے اس نیک ماحو پانندی نے پوری پوری طرح دیانندی نیک خوشبو کو پھیلانے کی کوشش کی ہے لاہور کے میوزیم میں ایسے دیانندی عقل کے پتلے بھس بھروا کر رکھے جاویں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس تہذیب کے زمانہ میں ویدک اخلاق پھیلانے کو روا رکھنے والے ہمیشہ ان دیانندیوں کی لاشیں آئندہ نسلوں کو عبرت دلانے کے لئے رکھنے کی ضرورت ہے مسلمانوں کی لاشیں تو پہلے ہی صحیح سالم دفن ہوتی ہیں۔ دیانندیوں کی طرح مردوں کے سروں پر سوٹے نہیں مارے جاتے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں۔ آپ نے مجدد مقتول کے علوم متعارفہ ... کی تائید میں سر پاؤں تک زور لگایا۔ مگر ہرگز ثابت نہ کر سکے۔ اول تو اپنے ساختہ علوم متعارفہ کی تائید میں کوئی وید منتر پیش نہیں کیا۔ پھر دلیل ایسی انوکھی پیش کی ہے کہ جو دیانندی عقل کا ہی حصہ ہے۔ غور کرو کی بات ہے کہ انسان کل ہے اور ناخن پاؤں ... سب اس کے اجزا ہیں انسان کو عالم کہہ سکتے

ہیں نہ اجزاء یعنی اُس کے ہاتھ اور پاؤں کو اسی طرح کل انسان کو تو اگر کہہ سکتے ہیں نہ اُسکے اجزاء کو اُسکے علاوہ چلنا پھرنا۔ کھانا۔ بولنا وغیرہ جنکے ساتھ کل انسان موصوف ہے نہ کہ اُس کے اجزاء اُن کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کھاتے یا پیتے ہیں اگر اسپر آپ کہیں کہ ہماری مراد اُن اجزاء سے ہے جنسے یہ مرکب ہے تو بھی غلط ہے کیونکہ انسان اربعہ عناصر سے مرکب ہے۔ اور کل اجزاء کو معہ صورت خاصہ کے انسان کہتے ہیں نہ کہ خاص آگ ہوا پانی مٹی وغیرہ کو۔ دیانندیوں کا مقتول کی تحریر کو وید سے زیادہ وقعت دینا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اُس کے ان علوم کو وید کے ذریعہ ثابت کر سکتے ہیں اور مقتول کی تحریر کو غلطی سے مبرا خیال کرتے ہیں اگر اس کا دیانندی یہی خیال ہے تو پہلے ہمیں اس قسم کی تحریر دے کہ سب دیانندی۔ دیانند اور مقتول کے لکھے کو کالوحی من السماء سمجھتے اور غلطی سے مبرا جانتے ہیں پھر ہم اُن کے سامنے انکی لیاقت کا مفصل فوٹو رکھکر عوام سے انصاف کی آرزو کرینگے ❊

مولوی صاحب کی سچی تحریر بذریعہ رد تکذیب صفحہ ۲۳ پر دیانندی بہت سٹ پٹایا ہے اور لیکھرام کو بڑا سنسکرت دان ثابت کرنا چاہتا ہے اگر من ملائے اور من گھڑت معنی کرنے کا نام سنسکرت دانی ہے تو یہ دیانندیوں کو مبارک رہے۔ لیکھرام نے یجروید کے منتر سنہ بندھ جینتا سربدھاتا۔ دھاما ہی وید بھوونانی وشوا۔ یتر دیوا امرت مان شاناس ترتیے دھامن دھیر منیت کا ترجمہ تکذیب میں کیا ہے کہ پرماتما ہی ہمارا سہایک اور پالن کرنیوالا اور وہی تمام جگت کو دھارن کرنیوالا سب دھام اور انیک لوک لوکانتر ریکھے انت سرد گیا سے یتھارتھ جانتا ہے اُسی کے آسرے سے دُکھ رہت موکش پد کو ہم لوگ پراپت ہوتے ہیں اُسکے سوا کوئی سہایتا اور عبادت کے یوگ نہیں اسکے خلاف خبط میں اسی منتر کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اُسی کے گیان اور آنند میں جیو مکش حاصل کرتے ہیں یعنی پرم آنند کو چھوڑ کر موکش اور تنہا میں رہتے ہیں وہاں دُکھ اور درد وہ کسی پرکا نہیں تھی۔ جب ان ہر دو ترجموں کو ملا کر انصاف کیجئے کہ منتر ایک مترجم ایک اور معنوں میں اختلاف اس قدر اصل بات یہ ہے کہ دیانندی بالعموم اپنے ویدوں اور سنسکرت سے محض لاعلم ہیں اور ان میں سے جو دانی کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے جیسے اُسکی رضی ہو اُن کی تکمیل بحر کر چلا دیتا ہے۔ انہیں خود معلوم نہیں کہ

کرتی تا حق کو پرکھیں ناچار بھیڑ چال چلنے لگتے ہیں۔ کون آدمی ناواقف ہے کہ کیا دیانند کی موجودہ ستیارتھ پرکاش وہی کتاب ہے جس کا اصل مسودہ مصنف نے خود لکھا تھا۔ ہرگز نہیں بلکہ تحریف و تبدیل نے اُسے ایک نئی کتاب کی ہیئت میں کر دیا ہوا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ جب دیانندیوں میں سمجھدار آدمی پیدا ہونے شروع ہو جاویں گے تو وہ ایسے مکذبوں کی ہمراہی کو دور سے سلام کرینگے۔ ہم ایسے کئی حوالے پیش کر سکتے ہیں جنہیں لیکھرام نے دیانند سے ویدک منتروں کے ترجمہ میں اختلاف کر کے اپنے من معنے کئے ہیں۔ اگر دیانند کو ضرورت ہی تو ہم اسکی تفصیل دینے کو تیار ہیں۔ مگر پہلے اقرار کر لینگے کہ مسافر میگزین میں لیکھرام و دیانند ہر دو میں سے جو جھوٹا نکلے اُس پر لعنت شایع کی جاوے۔ پھر ہم دیکھیں گے۔ کہ دیانندی بکواس کیا ہوتی ہے +

دیانندی نے مولوی صاحب کے اس اعتراض پر کہ انسان اگر فعل مختار و آزاد ہے۔ تو احاطہ بندگی میں محدود ہا اگر (احاطہ بندگی میں) محدود ہے تو فعل مختار و آزاد نہیں ہو سکتا۔ اپنی لاعلمی اور بے سمجھی کا پورا ثبوت دیا ہے وہ کہتا ہے کہ کسی بابت فعل یا علم میں محدود ہونا یا رہنا انسان کی فعل مختاری اور آزادی پر حرف نہیں لا سکتا۔ نیز یہ کہ محدود ہونا انسان کا خاصہ ہے۔ عقلمند آدمی اعتراض اور اُسکے جواب پر غور کر کے معلوم کر سکتا ہے کہ کیا یہ وہی مثل نہ ہوئی۔ کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ احاطہ بندگی میں محدود کو دیانندی کھینچ تان کر صفات کی محدودی ہیں لے آیا ہے۔ اور مولوی صاحب کا مطلب ٹھیک نہیں سمجھا۔ اس لیاقت اور علمیت پر جواب لکھنا شروع کیا ہے۔ اگر دیانندی کو دعوی علمیت ہے تو پہلے آزادی کی تعریف کرے پھر یہ بتائے کہ اگر کسی کو یہ حکم دیا جاوے کہ ایسا کام کرنے سے تمکو انعام ملیگا اور اُس کے برعکس کرنے سے تمکو سزا ملے گی۔ تو کیا وہ آزاد کہلا سکتا ہے اس لئے جب تک آپ آزادی کی مشرح طور پر تعریف نکریں ہم کہیں گے کہ دیانندی کی سراسر لاعلمی اور بد دیانت ہے +

مولوی صاحب کے اعتراض دربارہ مصنفان وید اگنی۔ وایو۔ انگرہ۔ آدیتہ وغیرہ کے جواب میں ۔ دیانندی نے جو ملامت کیا ہے اور مسافر میگزین کا حوالہ بگاڑا ہے۔ پھر آدیتہ کی جگہ سورج بھگت کو اور اوت الفاظ مقرر کیا ہے۔ ہمیں ان الفاظ سے بحث نہیں پہلے

دیانندی یہ بتلائے کہ ان چاروں کے یہ نام اصلی ہیں یا صفاتی۔ دیانندیوں کا یہ کہنا
کہ اگنی وایو وغیرہ رشی اور منی ہیں بالکل غلط ہے کسی کوش یعنی لغت سے اسکا ثبوت
نہیں پھر یہ کہنا کہ یہ چاروں ابتدائے سرشٹی میں پیدا ہوئے تھے بالکل گپ ہے۔ اگنی وغیرہ
سرشٹی کے شروع میں ہرگز پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ منو وغیرہ اچیتن اور برہما دی چیتن کی پیدائش کے
بعد پیدا ہوئے تھے۔ چیتنوں یعنی ذی روحوں میں سب سے پہلے برہما پیدا ہوا۔ چنانچہ منڈک
اونپشد کے جو دیانندیوں کی مسلمہ کتاب ہے شروع میں ہے ब्रह्मा देवानां

प्रथमः सम्बभूव विश्वस्य कर्ता یعنی برہما جی جس کی طفیل سارا
جگت پیدا ہوا ہے سب دیوتوں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر شویتاشوتر اونپشد میں
ہے यो ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं یعنی پرماتمانے برہما جی کو کل
ذی روح سے پہلے پیدا کیا۔ پھر اسی اونپشد کے دوسرے مقام پر بھی آیا ہے
हिरण्यगर्भं जनयामास पूर्वं یعنی پرماتمانے سب کے
اول برہما جی کو پیدا کیا۔ غرضیکہ ہم نے برہما جی کے کل مخلوق سے پہلے پیدا ہونے میں اونپشدوں
سے پرمان (حوالہ) دیا ہے کیا دیانند یا اُس کے اس لا علم چیلے نے بھی اگنی وغیرہ کے سرشٹی کی
آدی (ابتدا) میں پیدا ہونے کا کوئی بچن بھی دیا ہے پران تک کا شلوک اپنی تائید میں نہیں دے سکا
وید اور اونپشد کا تو ذکر ہی کیا ہے دیانندیوں کے جتنے عقاید ہیں اسی طرح خود اختراع کردہ
ہیں وید یا اونپشد سے انہیں تعلق نہیں غرضیکہ اگنی وغیرہ سرشٹی کے ابتدا میں پیدا ہوئے
نہ اُن کے موکل دیوتا سب سے پہلے پیدا کئے گئے بلکہ مہتتو اور اہنکار وغیرہ کی پیدائش کے بعد
ایجاد کئے گئے اور اُن کے موکل دیوتا برہما جی کی اوتپتی (پیدائش) کے بعد پیدا ہوئے اور
انگرا رشی جس کا حوالہ دیانند نے بھومکا صفحہ ۱۳ پر منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۱۵۱ کا دیا ہے وہ
تو برہما جی سے بلکہ منو سے بھی کئی پشت بعد پیدا ہوا۔ دیکھو منڈک اونپشد میں نیز منوسمرتی
ادھیائے اول شلوک ۳۴-۳۵ غرضیکہ ذی ارواح میں سب سے پہلے برہما پیدا ہوا۔ اور
دیانند و اس کے چیلوں کا قول سراسر لغو ہے۔ اُمید ہے دیانندی چیلا ان اونپشدوں کو غلط
ٹھیرا کر پیچھا نہ چھڑائیگا۔ ہم اس بارہ میں ہر طرح مفصل لکھنے کو تیار ہیں ہمت ہو تو میدان میں آئو

چیلنج

میں یہ ہر دیانندی کو واضح کرتا ہوں کہ اگر اُن کے پاس کوئی ثبوت دیانند کی تحریر مندرجہ بھومکا
صفحہ ۱۳ سچا ایشور یا شودر آپ نشٹ و منوسمرتی دربارہ کی سچائی کا ہے تو پیش کریں ورنہ اس دعوے
لاطائل سے باز آکر جھوٹے پر خدا کی لعنت بھیجیں اور لاحول پڑھیں۔ میں نے ہر چند دیانندی
قریباً ساری کتب چھان ماریں مگر مجھے انکی تائید میں ایک حوالہ بھی نہیں ملا۔ ہاں اگر کسی
عقل کے اندھے کو دعویٰ ہے تو پیش کرے اور دیانند کے حوالے مندرجہ بھومکا صفحہ ۱۳ سچی
کر دکھایئے +

آگے طرز معاشرت پر کیوں اس لاطائل کی ہے اور دلی خیانت ظاہر کی ہے مگر حوالہ
ندارد۔ طرز معاشرت۔ پوشش۔ طہارت کے متعلق گفتگو الہامی کتاب سے ہونی چاہیے
اور وید کے حوالے دیکر اپنی طرز معاشرت بتانی چاہیے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
وید اور قرآن کی تعلیم کا ذرا سا مقابلہ کیا جاوے تاکہ دیانندی کو شرم ہو اور ذرا سی غیرت
پیدا ہو کر کیا اسی لچر تعلیم پر وید الہامی ہے۔ سب سے اول دیانند لنگوٹ بند مفسر اور معلم
دیانندیاں کی مثال موجود ہے۔ وید اپنے سب سے اعلیٰ شاگردوں کو لنگوٹ باندھکر تو
اور مردوں میں آنا سکھاتا ہے صرف ایک لنگوٹ باندھنا ہی ویدک خدا کے پیارے
بھولیوں کے لئے باعث شرم ہے پھر اُن کا پورا سامان عصا۔ لنگوٹ وغیرہ خاصے بھنگڑوں کا
سا ٹھاٹ ہے۔ عورتیں اور مرد اُن کا ننگا جسم دیکھیں۔ دیانندی اوپاسنا میں کوئی شرط نہیں
کہ پاک صاف ہو کر ایشور کی اُپاسنا کی جاوے۔ دیانندی ہون کا سامان خاصہ لڑکیوں کے
دل بہلانے کا کھلونا ہے۔ کہ بچپن میں اُن کو کھانے پکانے کی چیزوں کے نام آجاویں اور
گھر یلو کے لئے اُن برتنوں میں کھانا پکاویں۔ جو مسلمان خدا پرست ہوگا وہ زیادہ تر ہمیشہ
پاک صاف رہیگا۔ حتٰے کہ صرف ہوا کا نکلنا بھی اُس پاک خدا کی شان اور اُس کے
متبرک نام کو یاد کرتے وقت باعث پلیدی مانا گیا ہے۔ اسکے برعکس جو دیانندی ہوا ان
اور مہا دیوتا کا لاڈلا ہونیکا دعویٰ کریگا وہ عورتوں مردوں میں لنگوٹ باندھے ہے اکھڑ کا

نرہ لگایگا۔ خدا کو یاد کرنے والے ہمیشہ آبدست کرتے ہیں خواہ سردی ہو یا گرمی۔ ننگا نہانا دیانندیوں میں جایز ہوگا مسلمان مرد کو گھٹنے سے ناف تک کا بدن ننگا کرنا گناہ ہے چہ جائیکہ ننگا نہانا۔ ہاں دیانندیوں میں لنگوٹ باندھنا بید کا حکم ہے۔ اگر وہ نہاتے وقت اُسے بھی علیحدہ کر دیں تو جائے تعجب نہیں۔ مسلمانوں کو ہر حالت میں اور ہمیشہ پاک صاف رہنے کا حکم ہے۔ اگر کوئی حکم خدا اور رسول کی نافرمانی کرے تو وہ قابل مواخذہ ہے شریعت پر گرفت نہیں ہو سکتی۔ اگر دیانندیوں کے باپ دادوں کی صحبت سے مسلمانوں میں یہ برائیاں آگئی ہوں تو جائے حیرانگی نہیں کیونکہ بقول ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند

صحبتِ طالح ترا طالح کند

کیا مسلمانوں میں لنگوٹ باندھ کر افریقہ کے جنگلیوں کی طرح شہروں میں پھرنا تہذیب ہے گو نئی روشنی ہند میں پھیل رہی ہے مگر دیانندیوں کا جنگلی پن ابھی تک نہیں گیا۔ جس مذہب میں گوبر و جانوروں کا پیشاب دودھ ساجھی کپڑے پاس کو آگ باعث نجاست سمجھا جاوے اسپر اُس منتھ کے پیرو اعتراض کریں جنکے نزدیک گوبر اور پیشاب پوتر سمجھا جاوے جو مذہب اپنے ابیداروں کو ننگ دھڑنگے رہنے کا حکم دے اسپر جنگلیوں کی طرح ننگے رہنے والے اعتراض کریں۔ عجب اُلٹی سمجھ کا زمانہ ہے۔ اب مسلمانوں کے لباس کا حال سُنئے :-

جالی کا کپڑا مرد کو پہننا حرام ہے۔ عورت کو باریک کپڑا جالی کا خواہ باریک ململ کا ہو حرام ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ اسلئے کہ ستر عورت واجب ہے۔ بھلا جنکے نزدیک وہ کپڑا پہننا بھی گناہ ہیں شمار ہے جس کے پہننے سے بدن نظر آئے وہ ننگے نہانے رہنے وغیرہ کا کیسے حکم دے سکتے ہیں ہاں یہ باتیں اُن کے نزدیک درست ہیں جو لنگوٹ باندھنے کا حکم برہمچاریوں کے ذمے لگائیں اور نیوگ جیسے حرامکاری کے مسئلے پھیلاویں اپنے جسم لوگوں کو دکھائیں اور دوسرے دیکھیں آپ بغیرت ورانگل لنگوٹی کو دھرم بتنیوں کا لباس فاخرہ قرار دیتے ہیں اور اسے کپڑے پہننے والے آدمیوں پر ترجیح دیتے ہیں وہ انگل

لنگوٹی کو کوئی افریقہ کے جنگلیوں یا بھیلوں گونڈوں کا بھائی ہی ترجیح دیگا ورنہ مہذب اور با عقل انسان تو ایسے شرمناک لباس سے نفرت کرتے ہیں باقی رہا کسی کے کیرکٹر کا خاکہ کھینچنا سو بسم اللہ آپ بھی مرد میدان بنئے مگر پہلے اپنی دھرم پتنیوں کے حالات زندگی کو تحریر فرما کر آپ اہنجانب کے پاس کافی مصالحہ آپ کے لئے جمع ہے ہمیں الگ مضمون نکالنا پڑیگا آپ کی نظر ہی سارا مصالحہ کر دینگے۔ بہرحال دنیا کو ننگل لنگوٹی بندوں اور دھرم پتنیوں کا نظارہ ضرور کرانا ہے اس طرح نہ سہی آپ کے ذریعے سہی۔ پھر دیانندی سبھی تہذیب کا پردہ بھی فاش ہو جائیگا اور کئی دھرم پتنیاں اس سٹیج پر نظر آئیں گی ان اعتراض کی قدر یاد آجائیگی ÷

اس سے آگے دیانندی پنتھ کی قدامت پر بحث کی ہے اور اس پنتھ کو بھی تشبیہ دی ہے جو عین ٹھیک ہی ہے بیشک جو مسلمان اسلام (یعنی سلامتی کے راستہ) سے منحرف ہوگا ضرور ہے کہ وہ اس دیانندی کی بھٹی میں گریگا۔ بیشک بھٹی اس پنتھ کے لئے موزوں لفظ ہے اور آئندہ ہم اسے اس نام سے یاد کیا کریں گے۔ باقی رہا قدامت پنتھ سو جبتک دیانندی اپنے مصنفان وید اور چہار وید و نیز عقاید نیوگ وغیرہ کو جملہ سدھانت قدیمہ کو تحقیق سے ثابت نہ کرینگے ان کا یہ کچھ دعویٰ نرا دعویٰ ہی ہے جس کی دلیل کوئی نہیں۔ دیانند خود ہی بھنگ کے نشہ میں مست تھا اور نیوگ کا دلدادہ تو پھر اس نے دوسروں کو کیسے جگایا۔ کیا نشہ پیا ہوا آدمی دوسروں کو جگا سکتا ہے وہ تو الول جلول بکتا ہے۔ جس کا سر نہ پیر سو یہی حال اس نشہ باز کا تھا۔ ایک تھیا تھو پرکاش یوگ سمادھی میں اپنے وید کی ایشور کی گود میں بیٹھکر لکھی وہ بھی ایسی کہ یوگ سمادھی کا نام ہی بدنام کر دیا ÷

املا غلط - انشا غلط

قدامت وید اور اتنا عرصہ دراز تصنیف وید پر تو بڑا زور لگایا ہے اور شجرہ راجگان مندرجہ ستیارتھ پرکاش لایا ہے بہتر ہوتا کہ یہ دیانندی ہمارا مضامین مصنفان وید مندرجہ انوار الاسلام جلد ۵ ملا ۱۹ بابت یکم جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کو دیکھ لیتا۔ اگر وہ اس بارہ میں کچھ لکھ سکتا ہے

تو ہم اس سے زیادہ مفصل طور پر لکھنے کو تیار ہیں۔ آریہ وغیرہ کی حقیقت ہم انوار الاسلام جلد ۵ نمبر ۲ میں بخوبی کر چکے ہیں اس عقلمند دیانندی کو ہمارے مضامین مندرجہ انوار الاسلام غور سے مطالعہ کرنے چاہئیں ہم ویدوں اور اُن کی پاک و باتہذیب تعلیم پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں اور ڈالتے رہیں گے۔ جو جو ویدوں میں ذاتی نقائص ہیں انکو آہستہ آہستہ بیان کر کے آپکو دکھائیں گے۔ ذرا ہوش سے اپنی کتب دیکھو۔

سچ تو یہ ہے کہ تعصب کی میل اور دیانندی تہذیب کی شرائط نے اس دیانندی کی ناپاک اور ہون کی بھٹی سے جلے ہوئے دلکو سیاہ کر دیا ہے جس کے باعث یہ صحیح باتکو سمجھنے اور سننے سے عاری ہے اور اپنے دو انگل کے لنگوٹ بندکی طرح جھوٹ بولنے اور پھیلانے سے شرم ذرا نہیں آتی۔

ذرا اُسکی حقیقت حال بھی سنتے جائیے

دیانند کو جو گرو بنائے	ایماں سے وہ اپنے ہاتھ اُٹھائے
ہو دھرم کو خاک میں ملائے	کلی کال میں وہ رشی کہائے
غیرت نہیں زن کو کر کے خود پسند	دس مرد سے تو . . . . . .
گھی جسم کی اُس کے ہو برابر	مردہ کو تب آگ میں جلائے
گھی ہووے اگر نہ آدھ من بھی	تو دشت میں اسکو چھوڑ آئے
مردہ کی جو خاک و اُستخواں ہو	گلشن میں کہ کھیت میں گرائے
دیانند نے یہ کیا ہے ترمیم	کوئی ہمیں وید میں دکھائے
چوٹی ہے نشان ہندؤں کا	وہ کہتا ہے صاف اُسے کرائے
کہتا ہے وہ پھر اُسے مسلماں	چوٹی کو اگر کوئی منڈائے
لیکن نہ تھی اُس کے سر پہ چوٹی	کوئی اُسے کہنے کیا بتائے

افسوس لکھا ہے گائے کا قتل — پھر بھی تجھے کچھ شرم نہ آئے
سرشٹی کا اگر حساب دیجیے — مرشد کی خطا کمال پائے
سو سال کے متن لکھے ہیں وہ چند — اس عقل پہ کیوں ہنسی نہ آئے
سیتیارتھ نہیں وہ ہے استیارتھ — جو گیت خلاف شاستر گائے
لکھا ہے جو اُسنے وید کا بھاشیہ — عاقل اُسے کون حق بتائے
ہے گرچہ سراسر اُس کی تحریر — دکھلاؤں جو میرے پاس آئے
کذب اُسکے نہاں نہیں عیاں ہیں — کیا کہئے اُسے کوئی بتائے

باقی وارد نمبر ۴ انشاء اللہ منظور الٰہی

حقیقت وید

بجواب

قدامت وید

مندرجہ آریہ مسافر میگزین جلد ۶ نمبر ۳ دسمبر ۱۹۰۱ء

بیچارے دیانندی جہاں ویدوں کے بغیر لنگوٹ بند کے دیگر لچر دعاوی کو آجتک باوجود اس شور اشوری کے ثابت نہیں کر سکے - ان میں سے ایک مسئلہ قدامت وید بھی ہے جسکو ثابت کرکے دکھانا دیانندیوں کے نزدیک ذرا ٹیڑھی کھیر ہے - بیچارے بہت ہاتھ پاؤں مارتے ہیں مگر کامیاب نہیں ہو سکتے - آخر مجبور ہوکر کرپا رام جگراؤنی نے تو ترجمہ دیانندیوں کے ترجمے کو ہی غلط قرار دیدیا ہے اور اپنے ہی بھائیوں کی محنت پر پانی پھیر دیا - بیچاروں نے غلطی سے مکت بھاشیہ کو اُردو کا جامہ پہنا کر کرپا رام کا طعنہ نالائقی لیا - ویدوں کا ایک فوٹو ہم انوار الاسلام جلد ۵ نمبر ۹ میں بہت عمدہ طور پر دکھا چکے ہیں - اور ویدوں کی پوری حقیقت عوام پر ظاہر کر چکے ہیں مگر لیکھرام پال اپنے لنگوٹ بند کے کہنے کے مطابق اپنی نالائقی سے باز نہیں آیا - اور پھر اُسی مضمون پر دوبارہ تشریح کرنی شروع کی ہے ناظرین

ہیں سے جو انوار الاسلام جلد ۵ ملا کو دیکھے گا وہ ویدوں کی قدامت کے دعویٰ سے پورا پورا واقف ہوجائیگا مگر یوگندرپال کی خاطر ہم اُس کے دعوی لاطایل کی نئی طرز سے حقیقت کھولکر ویدوں کا پول ظاہر کرینگے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا رد تر یوگندرپال جیسے عقلمندوں نے کیا لکھنا ہے ہاں انہیں وید کی زیادہ حقیقت کھلوانی منظور تھی سو ہم اس میں ذرا بھر فرق نہ رہنے دینگے۔ اگر اس عقل کے پتلے کو اتنے سے بھی تسلی نہ ہوئی تو پھر سہی۔ یار زندہ و صحبت باقی +

دیانندی۔ دیانندیوں نے کوئی خلاف عقل و نقل دعوی نہیں کیا۔ بلکہ مسلمانوں نے کئے +

عاجز۔ دیانندیوں کے سارے دعوی خلاف عقل و نقل ہیں کیا نیوگ۔ باپ کا بیٹی کو حمل ٹھیرانا۔ تناسخ۔ دعوی الہام وید۔ قدامت وید۔ ملہمان وید یہ سب خلاف عقل و نقل نہیں ہیں اور ضرور ہیں جس کا ثبوت آجتک دیانندیوں کے بڑے نہیں دے سکے مسلمانوں کے معجزات پر اعتراض فرماتے مقتول مکذب کی کلیات صفحہ ۱۵۴ کالم دو دیکھ کر کرنا۔ سیتا کا آگ سے زندہ بچ نکلنا شاید وید منتر کا زور ہو یا مادن کا جادو۔ ذرا ہوش سے باتیں کرو عقل کو ٹھکانے لگا کر اپنی کتب دیکھو +

دیانندی۔ اہل یوروپ سنسکرت کو قدیم مانتے ہیں +

عاجز۔ ہم تمہارے حوالے کیسے سچے اور واقعی جانیں۔ جب تمہارے بھائی ہی یورپینوں کو سنسکرت سے جاہل محض سمجھتے ہیں پہلے اپنے بھائیوں کی سند پیش کیجئے کہ وہ یوروپین جنکے آپنے یا مقتول مکذب نے حوالے دئیے ہیں سنسکرت کامل طور پر جانتے تھے۔ کہ ایسی بایک بینیاں ان کو سوجھیں کہ جانکر کہ ان لوگوں نے معلوم کر لیا آپ کا بھائی نہال سنگھ دیانندی مترجم بھاش بھومکا دیباچہ صفحہ ۳ پر لکھتا ہے۔ کہ اہل یورپ سنسکرت زبان کو نہایت مشکل سمجھتے ہیں ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ ان لیان یورپ سنسکرت کے پورے چھوڑ رادھور کبھی عالم نہیں "بھومکا صفحہ ۲ پر سکولر کو نا علم سنسکرت سے بتایا ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں بھی دیانند نے جرمنی وغیرہ کے

سنسکرت دان پروفیسروں کو کم علم بتایا ہے اتنی شہادتیں یورپین لوگوں کی کم علمی اور سنسکرت
مکمل طور پر نہ جاننے کی ہوتے ہوئے ہم کیسے ان کے حوالوں کو مانیں - عقلمند غور کر سکتا ہے
کہ جس آدمی کو ایک چیز کا کامل علم نہیں وہ کیسے اُسکی نسبت آخری اور یقینی رائے دے سکتا ہے
اور کیا اُس کی رائے کبھی کبھی مانے جانے کے لایق ہے ہرگز نہیں پھر لطف یہ ہے کہ وہی
یوروپین ویدوں کو انسان کا بنایا ہوا اور زیادہ سے زیادہ ۳۱۰۰ سال کی تصنیف مانتی
ہیں (دھوم کا مثلاً) کیا لوگ گندر پال یوروپین لوگوں کی تحقیقات کو ماننے پر تیار رہے ہے
پروفیسر ولسن و میکسمولر تو قدرے سنسکرت دان تھے - اُن کی ہر بات متعلق وید دیانندیوں کو
ماننی چاہیے اُن کی لاعلمی کا دعویٰ کر کے اُن کو سند پیش کرنا عجب حماقت ہے - فرمایئے
مقتول کی بانہاسی اس خرافات کے کیا کہنے ہیں آپ کے غیر متعصب محققان یورپ
و امریکہ کا دعویٰ تو بیان ہو چکا کہ وہ وید کو کلام انسان اور ۳۱۰۰ سال سے مانتے ہیں -
چونکہ وہ آپ کے نزدیک غیر متعصب محقق ہیں اس لیے تمہیں اُن کی ساری باتیں ماننی
چاہییں - کہو تیار ہو - اب مقتول کی خبط کی بھی شہادتیں تمہارے دیانندی بھائیوں
کے لکھے کے مطابق جلا دینے کے لایق ہیں اگر تمہیں تعصب باطنی نہ ہوتا - تو اتنا سا
نقطہ تمہارے لیے کافی تھا - ہمارے عربی کی قدامت کے دعویٰ کو کاگ بھاشا جاننے
والے کیا پرکھ سکتے ہیں عربی زبان کے تمام الفاظ کا اپنے ساتھ اپنی وجہ تسمیہ رکھنا ہی
اُسکے کمال کی دلیل ہے - کیا آپ اُن غیر متعصب علما کا حوالہ ہم سے بھی چاہتے ہیں
جنکا آپ دے چکے ہیں - ہم انسان کو لغزشوں سے بھرا ہوا جانتے ہیں - اس لئے
دیانندیوں کی طرح اندھی تقلید نہیں کرتے - ہر دعویٰ دلیل کے ساتھ کرتے ہیں دیانندیوں
کی (سنسکرت) کی طرح نہیں - آپ نے مولوی محمد فیروز الدین صاحب پر بھی بہتان لگایا ہے
کو عقل کے اندھے کو راہ راست نظر نہ آئی - اور ہدایت سے پر تعلیم کو گالیاں سمجھا - ذرا اپنی
لنگوٹ بندکی گالیاں دیکھ کر بہتان باندھنا درست تھا - ......

دیانندی - ویدکی قدامت میں زبردست تاریخی و علمی شہادتیں موجود ہیں +
عاجز - ذرا پڑھنے کی اجازت تو دو +

ویدوں کے زمانہ پر نظر

اول تو منتر آپنے کاگ بھاشا میں لکھا ہے اُس کا حوالہ اردو میں غائب کر دیا۔ دوم آپنے
اس منتر سے ثابت کیا ہے کہ ویدوں کا زمانہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع
ہوتا ہے سو یہ بالکل غلط ہے۔ آپکا لنگوٹ بند گرو اُپدیش منجری صفحہ پر لکھتا ہے "کہ
آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے اُن کے لئے کوئی امر و نہی
نہیں تھا نہ ابتک کوئی قانون تھا آنکھوں سے روپ دیکھتا کانوں سے شبد سنتا
پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت
آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی۔ پھر پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا" کیوں یوگندر
پال جی شرم نہ کرنا سچ کہنا کہ کیا ویدوں کا زمانہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی شروع ہوتا
ہے یا بعد۔ آپکے گرو کے قول سے ہی دیانندیوں کا یہ دعوی باطل ہے۔ آیندہ ویدوں کی
قدامت کی ڈینگیں نہ ہانکنا۔ بیشک میکسمولر صاحب آپکا یورپین فاضل وید کو دنیا کی
لائبریری میں پرانی کتاب مانتا ہے مگر وہ اُس کا زمانہ تصنیف ایک ہزار اور ۸ سو سال قبل
مسیح کے بتاتا ہے۔ کیوں نہیں محقق کی تحقیقات پر صاد کرتے۔ انجیل نے اگر ایسے لچر
دعوی نہیں کئے تو بھی وہ ویدوں سے بہتر ہے شاید آپکے لنگوٹ بند نے سائنس
والوں کی تقلید میں چار قدم بڑھکر دعوی اسی خیال سے کیا ہوگا کہ وہ بڑا سائینس دان شمار
ہو۔ اگر یہی سائینس دانی ہے تو دیانندیوں کو مبارک رہے۔ آپنے سائینس دانوں کی
گپیں تو دیکھ ہی لی ہیں کہ ایک دوسرے سے بڑھ کر دعوی کر دیا ہے۔ مگر ثبوت آپکی طرح
ڈھاک کے تین پات۔ اسکے برخلاف اگر آپ کو کوئی یورپین محقق دنیا کی پیدائش یقینی
طور پر ۵۔۶ ہزار ثابت کر دے تو آپکا سیاہ دل کب گوارا کریگا کہ اپنے ویدک سائینس
کو بٹا لگے۔ آپنے یورپین محققوں کے پاس کوئی معتبر تاریخ نہ ہونے پر بھی لکھا ہے مگر
ہمیں دیانندی معتبر تاریخ تو بتائی ہوتی۔ جو اتنے عرصہ دراز کے بوڑھے بابے کا حال
ظاہر کرتی۔ معتبر تاریخ دانی کی بنا پر دیانند نے ہزار ہا ٹھوکریں کھائیں۔ چلئے تو خیر کیا کرینگے

دیانندی شاستروں کی گپوڑنکی تحقیقات

اس سیاہ دل دیانندی نے بجائے کوئی معقول یا منقول ثبوت دینے کے منونتروں
ریگوں وغیرہ کی تعریف و تشریح کر دی ہے۔ صرف تشریح سے اثبات پر کوئی دلیل قایم
نہیں ہوسکتی کہ ضرور اتنا عرصہ دراز ہو گذرا ہے۔ پھر ایسی کتاب کا حوالہ کیا کام دیسکتا ہے
جو ویدوں کی تصنیف سے پونے دو ارب سال کے بعد لکھی گئی ہو۔ ممکن ہے اس کا
مصنف بھی دیانندیوں کی طرح خوش فہم ہو۔ اور گپیں ہانکنی ہی جانتا ہو۔ پھر سورج
سدھانت مدھیہ ادھکار شلوک ۱۴ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مصنف
انسان دنیا کے سالوں کو اسر سال کہتا ہے جو ۳۶۰ دن کا ہوتا ہے۔ اُسر کے
معنے اُمید ہے دیانندی جانتے ہوں گے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ مرج الوقت
حساب اُسروں کا حساب ہے اور جو خلاف از قیاس تعریفیں سورج سدھانت کا
مصنف کر رہا ہے وہ بدالنست خود دیوتاؤں کے حساب کی کر رہا ہے کیونکہ آخر پر جا کر
اُسنے بڑے دیوتا کا برہم دن اور برہم رات بھی مقرر کر دیا ہے۔ پھر تعجب یہ ہے۔ کہ
دیانند اور اُس کے چیلے اپنا معتبر تاریخی شجرہ (مسافر سیگزین ص۹۵) ۵-۶ ہزار سال
تک بھی نہیں پہونچا سکتے مگر دعوی بلا دلیل پر مرتے ہیں۔ اگر پوگندر پال یا کسی دوسرے
گرو پیارے جیسے عقیل کو دعوی دیانند کی تاریخدانی کا ہو تو پیش کرے۔ ہم اُس کی لیاقت
کے بخئے اُدھیڑنے کو تیار ہیں۔ ہمارے مضمون زمانہ تصنیف وید مندرجہ انوار الاسلام کو
پڑھ کر دیانندی ہمت کر کے جواب لکھیں ٭

دنیا کی قدامت پر اور گپیں

جنتریوں میں کئی غلطیاں ہوتی ہیں اور ہوتی رہینگی تو کیا اس حساب سے آپ
اُن کی غلطیوں سے بھی انکار کرتے جائینگے۔ محض جنتریوں میں درج کرنا کوئی ثبوت نہیں

پہلے یہ ثابت کرنا ہے کہ کیا دیانندیوں کے پاس اپنے باپ دادوں کی کوئی جنتریاں موجود ہیں جو سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے اور چھاپہ خانہ کے رواج سے پہلے کی تحریر شدہ ہوں نیز کہ کوئی جنتری تصنیف وید سے لیکر سوبج سدھانت کی تصنیف کے درمیانی عرصہ کی بھی ہے کیونکہ دیانندیوں کے باپ دادے ہرسال جنتریاں بناتے تھے پونے دو ارب سال کے عرصہ کی دو ایک تو بچ رہی ہونگی۔ اگر ایک بھی نہیں رہی۔ تو وید کس دلیل سے باقی بچ رہے ہیں جو منتھ وید کے خلاف تھے اگر اُنہوں نے اور کتابیں جلائیں تو اُنہوں نے مخزن تہذیب یعنی وید کو کیسے چھوڑ دیا۔ بحسنتر لگن ۔صورت کو تو تم نہ تمہارا گرو مانتا ہے پھر پوپوں کی آڑ پکڑنا شرم کی بات ہے ۔

دیانند کی طرح اُس کے بزدل چیلوں نے گپیں گھڑ گھڑ کر بڑی بھاری غلط فہمی پھیلائی ہے جس کی وجہ سے اُن کی لیاقت اور بہیودائی کا پردہ فاش ہوگیا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ۔ مولوی محمد فیروز الدین۔ مولوی ابورحمت و منشی نذیر حسین نے بیچاروں کا سب بارود سکہ ختم کر دیا ہے اب اور تو کچھ نہیں کھسیانے ہو کر و بدک تہذیب کی لغات سے نئے نئے الفاظ گھڑنے شروع کر دیئے ہیں ۔ ویدیوں اور پارسیوں کا باہم ربط ضبط کس تعلیم یافتہ سے پوشیدہ ہے۔ اُن کی اصل اُن کے دستور ۔کتب کی تعلیم سب ایک ہی ہے اگر ویدی منہ میں آ بیسے تو اُنپر سرخاب کا پر تو نہیں لگ گیا آخر وہی آتش پرستوں کی نسل ہیں ہماری تائید دیانند کی کتاب ایڈیشن منجری ملاک سے ہوتی ہے کہ پارسی لوگ جو آتش کدہ میں آتش پرستی کرتے ہیں اُس کی بنیاد وید میں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویدیوں نے وید کے معنے غلط ملط کر کے بُری بُری رسمیں وید کے ذمے لگادی ہیں ۔ اگر رشی کا نام منوسمرتی اور تمہاری پرانی کتابوں سے نہیں ملتا۔ تو پارسیوں کی کتب میں ہونے سے پایا جاتا ہے کہ وہ اسی نسل میں سے تھا اور پارسوں کا بزرگ تھا چونکہ آپکا موجودہ نظر و بدتسنودیوی کے سنتر سے شروع نہیں ہوتا۔ اس لئے دیانندیوں کے پاس غلط و بدمعلوم ہوتے ہیں ۔ اگر یہ حصہ ژند اوستا میں اسیری برہمن سے لیا گیا ہے تو آپکا اسیری برہمن بھی ژند اوستا کی تائید میں ہے نہ کہ ویدوں کی تائید میں ۔ اگر

اینتری برہمن میں بقول آپکے اور آپکے فاضل ہاگ صاحب کے یہی بیان پورانی پستکوں میں لکھا ہے کہ راجہ کرشانو نے حکومت کے غرور میں اتھر وید جس کے شروع کا منتر شنو دیوی کی کھشیہ ہے بند کر دیا تھا تو دیانندیوں کو شنو دیوی والے اتھر وید کی تلاش کرنی چاہئے۔

چونکہ اتھر وید کا نام وید یا منو سمرتی کے کسی مقام پر نہیں پایا جاتا۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ دیانندیوں کے بزرگوں نے پارسیوں کے اتھر وید کو دیکھ کر اسے بھی الہامی کا درجہ دیدیا۔ ورنہ ضرور تھا کہ دیانندیوں کا الیشور تین ویدوں کا نام تو صاف لیتا اور چوتھے کی باری غوطہ لگا جاتا۔ انگرہ مصنف اتھر وید کا ثبوت کرنا لیڈران دیانندی پنتھ کے ذمے ہے وید۔ منو سمرتی جس سے وہ کر سکتے ہیں کریں آپکی رجہ اول آپکی لائق پن سے بدتر ہو گئی۔

وجہ دوم۔ واہ رے عقل کے اپتلے اور گانٹھ کے پورے دیانندی۔ ویدک تہذیب اور یوگ نے تجھے بوجہ لائق نندیا دیا۔ حق فضلائے غیر مذہب دیانندیوں کے باپ دادوں اور ایرانیوں کا شروع وسط ایشیا بتلاتے ہیں۔ نہ کہ آریہ ورت۔ کیا میکسمولر صاحب کی کتاب (سائنس آف دی لینگویج) میں یہ دکھا سکتے ہو کہ پارسی آریہ ورت سے آئے ہرگز نہیں۔ حوالہ دیکر غلط بیانی کرنا جاہلوں اور بیوقوفوں کا کام ہے۔ اگر دارا نے اپنے آپ کا ہونا آریہ نسل سے کہا تو کیا ثبوت تمکو پہونچا اور تمہارے دعوی پر اُسکا کیا اثر پڑا۔ اگر تم کہدو کر یوگند رپال سوریج بنی خاندان سے ہے تو تمہیں کوئی روک سکتا ہے۔ اب اس کے ایریا ہونے کا ثبوت بھی میکسمولر صاحب نے دیدیا ہے کہ اُسکے پردادا کا نام ایریا امنیا تھا + مشہور آدمیوں کی اولاد اکثر اپنے آپ کو اُن کے نام پر پکارا جانا پسند کرتی ہے ہند کی تمام اقوام پر غور کرو۔ اگر دارا نے اپنے دادا کے نام پر اپنے آپ کو ایریا کہا تو کیا بُرائی ہے؟۔

اگر منو کا وہی قانون ہے جو منو سمرتی کے نام سے مشہور ہے اور غالباً اسی پر آپکے امریکہ کے مشہور فاضل نے رائے دی ہے تو اُسے آپکا گرو تحریف شدہ بتا گیا ہے۔ دوسرا

اس میں سے بہت سی لچر اور لایعنی باتیں بھری پڑی ہیں

وجہ سوم۔ بیاس کی شاگردی کا تو آپ نے ہی انکار کر دیا۔ اس سے پہلے رشیوں کا ہونا بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب آپ دیا نندی معتبر تاریخ سے ہر ایک رشی کا نام مقرر کریں۔ جب آپ کی قدامت کی گپیں پوری اتر گئیں اسوقت ہر ایک بحث پر غور کی جاویگی۔ آریہ کہلانا یا تناسخ کا قائل ہونا یا گوشت نہ کھانا وغیرہ ظاہر کرتے ہیں کہ بیاس نے زرتشت سے سب کچھ سیکھ کر یہاں آکر رواج دیا۔ جیسا کہ اگنی ہوتر یا مردہ کو دہ جاتے ہیں۔ وہ عوام کو معلوم ہے تمہاری لایعنی خرافات سے سب واقف ہیں۔ جھوٹے حوالے دینا دیانندیوں کی بڑی چالاکی ہے۔ کیا مردہ کا جلانا ان کی کتب سے ثابت کر سکتے ہو۔ چار وروں کا قاعدہ جمشید بادشاہ کی ایجاد ہے جسنے اپنی رعایا کو چار گروہ میں تقسیم کیا تہا۔ ورنہ کوئی مذہبی طریقہ نہیں تہا۔

پس لوگندرپال دیانندی کی مندرجہ بالا خرافات نہ تو "حدوث وید" نام کتاب مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا جواب ہے۔ اور نہ اسکے لایعنی بیان سے وید کی قدامت ثابت ہے۔ دیانند مقتول مکذب نہ ثابت کر سکے تو لوگندرپال کی حیثیت ہی کیا ہے۔ ریت کے تودے پر عمارت بنانا دیانندیوں کا کام ہے پنڈت بال گنگادھر تلک نے بھی ویدوں کا زمانہ ۴ ہزار برس گذرے بتایا ہے دیکھو ان کی کتاب "اورین" دیانندیوں کو اپنے تعلیم یافتہ بھائیوں کی تحقیقات کی داد دینی چاہئے۔ قرآن مجید انسان کو باخدا بنانے کا رستہ بتاتا ہے اور خدائے پاک نے اس میں مہذبانہ اور باخدا انسان کی فطرت کے مطابق ہدایات دی ہیں۔ خلاف از قیاس گپیں۔ نیوگ۔ باپ کا بیٹی سے حاملہ ہونا۔ ویدوں کے بڑھاپے وغیرہ نہیں درج کیں۔ ایک تناسخ نے ہی باپ بیٹی۔ ماں لڑکے کی تمیز نہ کرکے معاشرت کو برا بنا دیا ہے۔ بقول گرو پیارا ہماری دعا ہے کہ خدا سب انسانوں کو اس آگ کی بھٹی سے محفوظ رکھے۔ جب دیانندی خود اس نتیجہ کو بھٹی سے تشبیہ دیتے ہیں تو ہمیں ضرور خدا سے مدد مانگنی چاہیے۔ سال شمسی کا قاعدہ بقول ۔ مہیا سدھانت

اُسروں کا ایجاد ہی۔ نہ کہ برہمنوں کا اسی لئے اُسے اُسر سال کہا جاتا ہے۔ اُمید ہے گوبند پال اس تھوڑے لکھے کو کافی سمجھے گا چیلے کا بیان تو وہ وید کی قدامت کے بارے میں ختم ہو چکا۔ دیانند کے ثبوتوں کو پرکھنا ضروری ہے۔ جو اُسنے ویدوں کے غیر فانی ہونے کے بارہ میں وید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۲۱ سے صفحہ ۲۴ تک دیئے ہیں۔ سو اُنپر ہم علیحدہ ایک ٹریکٹ کے ذریعے بحث کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

غزل

وید کہتے ہو جن کو شاکھا ہیں	اس میں صحبت ذرا نہ لائے کوئی
اُس کے منت میں نہیں ہیں شاکھا وید	وید کا اب پتہ لگائے کوئی
ہیں دیانند کی خطائیں بہت	ایک کا تو جواب لائے کوئی
اعتراضوں کا میرے ہی نہ جواب	جھوٹی باتیں عبث بنائے کوئی

محمد منظور الٰہی

ایک معزز نومسلم

ڈاکٹر نشی کانت صاحب ایم۔ اے جو بابو سنیلا کانت مرحوم سابق اڈیٹر ہیو کے بھائی ہیں۔ حیدرآباد دکن میں مذہب اسلام کی بے نظیر خوبیوں کا اعتراف کر کے مسلمان ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کوئی معمولی آدمی نہیں بلکہ ایک نہایت تجربہ کار روشن ضمیر۔ روشن خیال اور تعلیم یافتہ شخص ہیں۔ رو عرصہ ایک کالج میں دو سال تک پروفیسر سنسکرت رہے کے علاوہ فرانس جرمن وغیرہ دیگر یوروپین ممالک کی سیر بھی کر چکے ہیں۔ اور جرمن۔ فرنچ سنسکرت اور انگریزی زبانوں میں کافی مہارت رکھتے ہیں اور جس زمانہ میں ان کو لاہور کی چند روزہ اقامت کا اتفاق ہوا تھا تو آپ اردو پنجابی سے بھی کسیقدر واقف ہو گئے تھے۔ یوں تو آئے دن ہر فرقہ مذہب کے لوگ بلا کسی قسم کی ترغیب و تحریص کے مسلمان ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ایک ایسے علامہ و قابل شخص کا بطیب خاطر اسلام قبول کرنا نہایت نتیجہ خیز ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا اسلامی نام محمد عزیز الدین رکھا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام قدیم	اسلامی نام	قوم	سکونت
۱	رام جی پٹیل	عبدالحق	چمار	دیگھوڑی
۲	تو کیا	عبدالغفار	"	"
۳	نہانیا	عبدالستار	"	"
۴	رجابی	زینب بی بی	"	"
۵	بھدرو	عبداللہ	لودہی	"
۶	دسا	گل شمع بی بی	گونڈ	"
۷	ککسی	عبدالرحمن	عرشانی	حدبر

منشی کریم بخش پرو پرائیٹر و اڈیٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا۔ اور شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل ۲۰۱۶

جلد ۶

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک عہ

نمبر ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربه

رسالہ انوار الاسلام

شہر سیالکوٹ

بابت ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۰[illegible]ء

مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

فہرست مضامین

سب سے پہلے

ازراہ عنایت بوقت خط وکتابت نمبر خریداری سے ضرور اطلاع دیا کریں تاکہ جواب میں توقف نہو ۔ والسلام اڈیٹر

قابل غور

رسالہ نمبر ۷ سے فہرست مضامین تو شائع کرنی شروع کر دی گئی ہے۔ لیکن رسید وصولی زرچندہ کا ابھی تک کوئی بھی انتظام نہیں کیا گیا تھا جس کے لیئے یہ تجویز نکالی گئی ہے۔ کہ جو سابقہ رسالوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔ وہ آئیندہ اشاعتوں میں کمی پوری کی جاوے۔ اور رسید وصولی چندہ بھی ساتھ شائع کر دی جاوے۔ سو بفضل خدا آئیندہ اشاعت میں وصولی چندہ کی فہرست ترتیب وار شائع کیجاویگی۔ نیز بعض احباب سال کے بعد یہ پیش بندی کر دیتے کہ جب تک آپ سابقہ سال کے فلاں فلاں نمبر نہ ارسال فرماوینگے۔ تب تک وی پی آئیندہ سال کا وصول نہ کیا جاویگا۔ سو اسلئے سب صاحبان کی خدمت میں باادب گذارش کیجاتی ہے کہ جن احباب کو کوئی نمبر اتفاقیہ وصول نہو وہ دوسرا نمبر وصول ہونے پر فوراً اطلاع دیویں کہ ہمیں فلاں نمبر وصول نہیں ہوا۔ تاکہ دوبارہ روانہ کرایا جاوے۔ سال کے بعد ہم ذمہ وار نہیں ہو سکتے۔ والسلام

سب سے ضروری

کتب الہامیہ کے وی پی بفضل خدا ماہ حال سے نمبر وار روانہ ہو رہے ہیں امید ہے کہ ۲۰ ماہ حال تک روانگی کا سلسلہ ختم ہو جاویگا۔ اور اللہ تعالے کے فضل وکرم سے وصول ہو رہے ہیں۔ صرف اُنہی کی طرف سے واپس موصول ہوتے ہیں جنکا تعلق اکثر زیادہ تر دنیا سے معلوم ہوتا ہے شاید وہ یہ نہیں خیال کرتے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے یہ سب کچھ اللہ تعالے کا دیا ہوا ہے۔ سو اسلئے ہم ان سب صاحبان کو مطلع کئے دیتے ہیں کہ جنکی طرف سے وی پی پیکٹ واپس موصول ہوتے ہیں انکو نام ضرور ہی رسالہ میں بوجہ سکونت کے شائع کئے جاوینگے۔ والسلام (ایڈیٹر)

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء
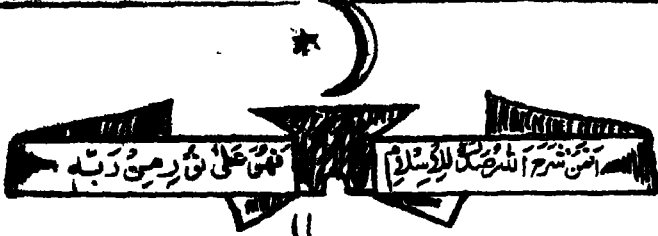
سلسلہ کیلئے دیکھو رسالہ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۴

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۝ رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ

اے ہمارے خدا ہماری دلوں کو بعد ہدایت کرنے کے ٹیڑھا مت کر اور اپنے ہاں سے ہمکو رحمت مرحمت کر۔ بیشک تو ہی بڑا فیاض ہے اے ہمارے خدا بیشک تو بنی آدم کو

اس دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہماری دلوں کو بعد ہدایت کرنیکے ٹیڑھا مت کرنا کہ ہم بھی تیری کلام سمجھنے میں کجروی نہ کریں اور اپنے پاس سے ہمکو رحمت سے حصہ مرحمت کر بیشک تو بڑا ہی فیاض ہے اور نشانی داناؤں کی یہ ہے کہ وہ خدا اور اسکے فرمودہ پر ایمان کامل رکھتے ہیں۔ اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا بے شک تو سب بنی آدم کو ایک دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں اس لئے کہ اللہ کبھی اپنے وعدہ کے برخلاف

النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۞ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۞ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۞

ایکدن جمع کریگا جسمیں کچھ شک نہیں۔ اللہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا۔ جو لوگ منکر ہوئے ہیں۔ اُن کے مال اور اولاد اللہ کے عذاب سے اُنہیں کچھہ نہ بچا سکیں گے اور یہہ لوگ جہنم کی آگ کا ایندھن ہونگے۔ اُن کی حالت اور عادت بعینہ فرعونیوں کی سی اور اگلے پہلوں کی سی ہے جنہوں نے ہمارے حکموں کو جھٹلایا اُنکے گناہوں کی وجہ سے خدا نے اُن کو پکڑا۔ اور خدا بڑے سخت عذاب والا ہے

نہیں کیا کرتا یہی لوگ ہمارے ہاں مقبول بندے ہیں گو بوجہ ناداری ظاہر بینونکی نظر میں حقیر اور ذلیل ہوں۔ اس لئے کہ صرف مال و دولت تو ہمارے ہاں کوئی قابل عزت نہیں کیا تم نہیں جانتے کہ جو لوگ ہمارے احکام سے منکر ہوئے ہیں اُن کو جب سزا ملنے لگیگی۔ تو اُن کے مال اور اولاد اللہ کے عذاب سے اُنہیں کچھہ نہ بچا سکینگے۔ اور یہ لوگ جہنم کی آگ کا ایندھن ہونگے۔ ان منکروں کی حالت اور عادت بعینہ فرعونیوں کی اور اُنسے پہلوں کی سی ہے جنہوں نے ہماری حکموں کو جھٹلایا۔ پس باوجود مال و دولت کے عذاب الہٰی سے نہ بچ سکے آخر کار اُن کے

آیت	ترجمہ
قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ	تو کافروں سے کہدے۔ کہ تم مغلوب کئے جاؤ گے۔ اور جہنم
وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ	میں جمع کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ تمہارے لئے ان دو فوجوں
قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا	میں جو بھڑی تھیں نشانی ہے
فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى	ایک جماعت اللہ کی راہ میں لڑتی تھی اور دوسری جماعت کافر تھی
كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ	اُن کو اپنے سے دگنا آنکھوں سے دیکھتے تھے
وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ	اللہ اپنی مدد سے جس کو چاہتا ہے قوت دیتا ہے۔ بیشک اس میں
فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ۵	سمجھ والوں کے لئے بڑی نصیحت ہے

گناہوں کی وجہ سے خدا نے اُن کو پکڑا اور خدا کی پکڑ سے کوئی بھی انکو نہ بچا سکا۔ اسلئے کہ خدا بڑے سخت عذاب والا ہے۔ اُسکو کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔ اسیطرح یہ کفار تیرے معاند بھی جو اپنے ظاہری اعزاز پر نازاں ہیں اُنکا بھی یہی حال ہوگا۔ بیشک ابھی سے تو ان کافروں سے کہدے کہ تم بھی تھوڑے دنوں تک مغلوب کئے جاؤ گے جیسا کہ تم سے پہلے مغلوب ہو چکے ہیں۔ اور بعد موت ہونیکے جہنم میں جمع کئے جاؤ گے جہاں تمکو ہمیشہ رہنا ہوگا اور وہ جہنم بہت برا ٹھکانا ہے باز آجاؤ ورنہ ذلیل اور خوار ہوگے۔ اگر اپنی صنعت جنگ وغیرہ پر ناز رکھتے ہو تو واقعات گذشتہ کو دیکھو تمہارے لئے اُن دو فوجوں میں جو جنگ بدر میں بھڑی تھیں کمال قدرت خداوندی کی نشانی ہے۔ ایک جماعت اُنمیں سے جو مسلمان تھی اللہ کی راہ میں بغرض نصرت مظلوم مسلمانان لڑتی تھی اور دوسری جماعت جو کافر اور ظالم تھی علاوہ سازو سامان کے اُن کی کثرت بھی اس درجہ تھی کہ مسلمان انکو اپنے سے دگنا آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ مگر پھر بھی اُن ضعیف اور کمزور لوگوں

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا

ان لوگوں کو اپنی خواہش کی چیزیں عورتیں بیٹے اور چاندی سونے کے ڈھیر اور پلے ہوئے گھوڑے اور چارپائے اور کھیتی باڑی بھلی معلوم ہوں یہ دنیا کا گذارہ ہے اور اللہ کے ہاں بڑی عزت کا مرتبہ ہے۔ تو ان سے کہہ دے کہ میں تمکو اس سے اچھی چیز تبلاؤں جو لوگ پرہیز

کی فتح ہوئی جو علاوہ بے سامانی کے تعداد میں بہت کم تھے اسلئے کہ اللہ اپنی مدد سے جسکو چاہتا ہے قوت دیتا ہے۔ بیشک اس واقعہ میں سمجھ والوں کے لئے بڑی نصیحت ہے مگر چونکہ بصورت اسلام میں تکلیف پر تکلیف ہے اور ان لوگوں کو اپنی خواہش کی چیزیں خوبصورت عورتیں اور اہل وعیال بیٹے بیٹیاں اور چاندی سونے کے ڈھیر اور بڑے خوبصورت پلے ہوئے گھوڑے اور چارپائے اور کھیتی باڑی بھلی معلوم ہوں۔ اسلئے اسلام سے رکتے ہیں۔ لیکن اللہ کے بندے جانتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ اگر ہے تو صرف دنیا کا گذارہ ہے جو چند روز کے بعد فناہ اور اللہ کے ہاں نیکیوں پر بڑی عزت کا مرتبہ ہے۔ تو ان سے کہہ دے کہ میں تمکو اس دنیاوی عیش وعشرت سے اچھی چیز بتلاؤں سنو! جو لوگ بری باتوں سے پرہیز

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ

کرتے ہیں۔ اُن کے لئے اللہ کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ہمیشہ اُن میں رہینگے۔ اور ستھری بیویاں ہوں گی۔ اور خوشنودی خداوندی اور خدا اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ جو کہتے ہیں اے ہمارے خدا بیشک ہمنے مانا پس تو ہمارے گناہ بخشدے اور ہم کو عذاب جہنم سے بچا ئیو صبر کرنے والے اور سچ بولنیوالے اور تابعداری کرنے والے اور خرچ کرنیوالے اور صبح کیوقت بخشش مانگنیوالے خود خدا اور سب فرشتے اور سب سے سچے

کرتے ہیں اُن کے لئے اللہ کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں یہ نہیں کہ ان باغوں میں ان کا چند روزہ ہی بسیرا ہو بلکہ ہمیشہ اُن میں رہینگے۔ اور اس عیش و آرام میں انکو تجرد کی بھی تکلیف نہ ہوگی۔ اسلئے کہ ان کیلئے اُن باغوں میں بڑی ستھریاں بیویاں ہونگی اور بڑی بھاری نعمت اُن کیلئے خوشنودی خداوندی کا اعزازی تمغہ ہوگا۔ کیوں نہ ہو خدا اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ جو اُسکے راستے میں تکلیف اُٹھاتے ہیں۔

جو کہتے ہیں اے ہمارے خدا بیشک ہمنے تیرے حکموں کو مانا پس تو ہمارے گناہ بخشدے اور بروز قیامت عذاب جہنم سے بچا ئیو۔ تکلیف پہنچے تو اُسمیں بڑی جوانمردی اور ثابت قدمی سے صبر کرنیوالے اور باوجود کثیر الشاغل ہونیکے بھی سچ بولنیوالے اور ہر کام میں خدا کی تابعداری کرنے والے اور حسب

إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ
قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ
إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا
بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
فَإِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ فَإِنْ

علم والے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ
سوائے خدا کے کوئی
معبود نہیں با انصاف حاکم
ہے سوائے اُس کے کوئی
معبود نہیں بڑا غالب ہر حکمت والا
خدا کے نزدیک تو اصل مذہب اطاعت
کا نام ہے۔ اور اہل کتاب تو بعد
پہنچنے علم کے محض ضد سے
مخالف ہو رہے ہیں
جو کوئی اللہ کے
حکموں سے
انکاری ہوگا۔ تو خدا بہت
جلد اُن سے حساب لینے والا ہے پس اگر بحث

توفیق خرچ کرنیوالے اور صبح کیوقت جو بڑی راحت کا وقت ہوتا ہے اُٹھ کر اللہ سے بخشش مانگنے والے بھلا اُن کی روش کیوں نہ پسندیدہ ہو جبکہ خود خدا اور اسکے سب فرشتے اور دنیا کے سب سچے علم والے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہیں جو اکیلا با انصاف گناہوں کی سزا اور نیکیوں کا عوض دینے والا حاکم ہے پس سوائے اُسکے کوئی معبود برحق نہیں نہ مسیح نہ کوئی وہ سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔ خدا کے نزدیک تو اصل مذہب اور دین اطاعت خداوندی اور فرمانبرداری کا نام ہے۔ یہ نہیں کہ بزرگوں کے نام پر بغیر کئے کے ناز کریں اور خود عمل کچھ نہ کریں۔ اسی بات پر سب انبیا متفق رہے اور اب یہ اہل کتاب یہود و نصاری جو اس امر میں مخالف ہوتے ہیں تو بعد پہنچنے واضح علم کے صرف محض کی ضد سے مخالف ہوتے ہیں۔ چونکہ ایک کا کام دوسرے کو ضرور ہی معیوب معلوم ہوتا ہے اسلئے جو لوگ بوجہ حق سمجھنے اسلام کے مسلمان ہوتے ہیں دوسرے اُنکی دشمنی سے

حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۠ ۲۰	سے جھگڑا کریں تو کہدیجو کہ میں اور میرے خادم اللہ کے تابعدار ہوگئے ہیں۔ اور تو کتاب والوں سے اور ان پڑھوں سے کہدے۔ کہ کیا تم تابعدار ہوتے ہو۔ پس اگر وہ تابعدار ہوگئے تو ہدایت پاگئے۔ اور اگر موتہہ پھیریں تو تیرے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

ع

خواہ مخواہ اُنپر اعتراض کرتے ہیں اور عوام میں اپنا رسوخ بڑھاتے ہیں۔ پس یاد رکھیں کہ جو کوئی اللہ کے حکموں سے انکاری ہوگا۔ خواہ کسی وجہ سے کسی کی ضد سے یا اپنی بڑائی سے تو خدا بہت جلد اُن سے حساب لینے والا ہے۔ دنیا کی زندگی کے چند روز اُن کو مہلت ہے۔ مرتے ہی اُن کے لئے ہاویہ جہنم طیار ہے چونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ لوگ محض اپنی ضد سے مخالف ہیں۔ پس اگر تجھ سے کسی امر میں جھگڑا کریں تو تو ایسے ضدیوں کو بلحاظ جواب جاہلاں باشد خموشی کہدیجو کہ میں اور میرے خادم میری سب امت تو اللہ کے تابعدار ہو گئے ہیں تم جانو تمہارا کام اپنے کئے کا بدلہ پاؤ گے۔ یہہ کہہ کر جھگڑا چھوڑ دے اور تو بطور نصیحت ان کتاب اور عرب کے ان پڑھوں سے کہدے۔ کہ کیا تم بھی خدا کے تابعدار ہوتے ہو۔ پس اگر وہ خدا کے تابعدار ہو گئے تو جان لیجو کہ ہدایت پاگئے۔ اور اگر موتہہ پھیریں۔ تو تیرا جب بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ تیرے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے۔ اور جس سے انجام کار اُن کو معاملہ ہے۔ اپنے کل بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ جو

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	بیشک جو لوگ اللہ کے حکموں سے انکار کرتے ہیں
وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ	اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔
وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ	اور جو لوگ انصاف کی بات بتلاتے ہیں اُن کو بھی قتل کر
بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ	ڈالتے ہیں تو اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے
اَلِيْمٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ	اُنہی کے
اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہوگئے
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝	اور کوئی اُن کا مددگار نہ ہوگا

جا ہیں کریں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ بیشک جو لوگ اللہ کے حکموں سے انکار کرتے ہیں۔ اور خدا کے نبیوں کو ناحق ظلم سے قتل کرتے تھے۔ اور جو اُن کے اس فعل قبیح کو پسند کرتے ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں۔ بلکہ حق بات سے اُن کو اس درجہ عداوت ہے۔ کہ جو لوگ انصاف اور حق پسند کی بات بتلاتے ہیں۔ اُن کو بھی قتل کر ڈالتے ہیں۔ اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے کہ آخر تمہارا بڑے گھر میں بسیرا ہوگا۔ انہی کے اعمال نیک بھی دونوں جہانوں دنیا و آخرت میں برباد ہوگئے۔ نہ دنیا میں اُنکو اُنکا کوئی اثر مرتب ہوگا اور نہ آخرت میں اُنکو بدلہ ملیگا۔ بلکہ بجائے ثواب کے عذاب میں مبتلا ہونگے۔ اور کوئی بھی انکا مددگار

بھیک مانگنے کی ممانعت اسلام میں

(ماخوذ از عصر جدید)

بھیک مانگنے کی مذمت جس قدر اسلام میں کی گئی ہے شاید ہی کسی مذہب میں اسکی اسقدر مذمت کی گئی ہو۔ کچھ کم ڈیڑھ سو روائتیں سوال کی مذمت میں حدیث کی مختلف کتابوں سے کنز العمال میں نقل کی گئی ہیں۔ سوال کے انسداد کو رسولخدا صلعم اس قدر مہتم بالشان تصور فرماتے تھے کہ جسطرح آپ توحید اور نماز پنجگانہ کی تعلیم کو ضروری سمجھتے تھے اسی طرح لوگوں کو سوال سے باز رکھنے میں ہمت عالی مصروف رکھتے تھے چنانچہ عبد الرحمٰن بن عوف بن مالک اشجعی سے روائیت ہے کہ ہم نو یا آٹھ یا سات آدمی آنحضرت صلعم کیخدمت میں حاضر تھے کہ آپنے ہم سے فرمایا "کیا تم خدا کے رسول سے بیعت نہیں کرتے" سبھنے فوراً ہاتھ بڑھایا۔ مگر چونکہ ہم چند ہی روز پہلے بیعت کر چکے تھے۔ ہم نے عرض کیا "یا رسول اللہ" ہم تو ابھی بیعت کر چکے ہیں۔ اب آپ ہم سے کس بات پر بیعت لیتے ہیں؟ آپنے فرمایا "اس بات پر کہ خدا کی عبادت کرو" اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور احکام الٰہی بجالاؤ۔ اور پھر آہستہ ارشاد فرمایا۔ ولا تسالوا الناس شیئاً (یعنی لوگوں سے کچھ نہ مانگو) اس روائیت کے بعد عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے اسکے بعد اُن لوگوں میں سے جنہوں نے بیعت کی تھی بعض کو دیکھا کہ اگر کسی کے ہاتھ سے سواری کی حالت میں کوڑا گر جاتا تھا۔ تو وہ اس خیال سے کہ یہ بھی کہیں سوال میں نہ داخل ہو۔ کسی راہ چلتے سے اپنا کوڑا نہ مانگتا تھا۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بیعت مذکور کا اصل مقصد خاصکر سوال کرنے کی برائی اُن کے ذہن نشین کرنی تھی۔ اور جن باتوں کی تصریح پہلی بیعت میں فرما چکے تھے ان کی تکرار اس موقع پر صرف بطور یاد دہانی کے تھی نہ کہ اصل مقصود۔ نیز بیعت کرنیوالوں کا بعد بیعت کے سوال سے اس قدر بچنا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ بیعت کا اصل

مقصد صرف سوال کرنے کی ممانعت تھی اور بس۔

بے شمار روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم سوال کرنے سے نہایت نفرت کرتے اور جو شخص بغیر اضطراری حالت کے سوال کے ذریعہ سے کچھ وصول کرتا تھا۔ اُس کو اُس کے حق میں حرام سمجھتے تھے اور جو شخص ایک وقت کی خوراک موجود ہونے پر سوال کرے اس کی نسبت فرماتے تھے۔ کہ وہ اپنے لئے کثرت سے آتش دوزخ طلب کرتا ہے اور بار بار آپنے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو شخص اپنی رسی لیکر پہاڑ پر جائے اور وہاں لکڑیوں کا گٹھا باندھکر اپنی پشت پر لائے۔ اور اُس کو فروخت کرے تاکہ خداوند تعالیٰ اس کی حاجت رفع کردے یہ اُس کے حق میں بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگے۔ پھر وہ اُس کو کچھ دیں یا دھتکا دیں۔

عائشہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا اگر تم لوگ جانو کہ سوال کرنے کے کیا نتائج ہیں تو کوئی شخص سوال کرنے کیلئے دوسرے شخص کی طرف رُخ نہ کرے اگر کوئی فلاسفر یا اکونمسٹ اس مطلب کو بیان کرتا تو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا تھا۔ کہ جس قدر قوم میں بھیک مانگنے والوں کی کثرت زیادہ ہوتی ہے قوم کی دولت میں محنت و جفاکشی میں عیرت و حمیت میں ہمت اور اولوالعزمی میں گھاٹا ہوتا ہے۔ مفلسوں کو کاہلی اور بے غیرتی کی ترغیب ہوتی ہے اور دولتمندوں کا بہت سا روپیہ ایسی جماعت کی تعداد بڑھانے اور تقویت دینے میں صرف ہوتا ہے جنکا وجود سوسائٹی کے حق میں سم قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ مگر جو جامعیت مذکورہ بالا حدیث نبوی کے مختصر لفظوں میں پائی جاتی ہے وہ اس فلاسفر یا اکونمسٹ کے اس لمبی چوڑی بیان میں بھی ہرگز نہ پائی جاتی۔ حدیث کے الفاظ جس طرح مذکورہ بالا سوشل اور مارل خرابیوں کو شامل ہیں۔ اسی طرح ان تمام روحانی آفتوں اور بیماریوں پر حاوی ہیں۔ جو سوال کی حالت سے سائل کی روح کو عارض ہوتی ہیں وہ خدا کو صرف بھیک مانگنے کا ایک ذریعہ جانتا ہے جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ صلعوۃ من سائل لو جہ اللّٰہ ناس کے دل میں نبی کی عظمت اس سے زیادہ نہیں ہوتی۔ کہ جب خدا کہنا تھا

رسول کا واسطہ بھی دیا جاتا ہے۔ تو ایک مسلمان آدمی کو خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے۔ وہ قیامت کے معنی شاید اس کے سوا کچھ نہیں سمجھتا کہ خیرات دینے والے کو وہاں ایک کے عوض ستر ملیں گے وہ اپنے اندوختہ کو جو بھیک کے ذریعہ سے اُس نے پیدا کیا ہے چھپاتا ہے اور باوجود استطاعت کے اپنی ناداری کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس طرح کفران نعمت دروغگوئی اور مکاری کی سخت ترین گناہوں کو اپنی کامیابی کا ذریعہ گردانتا ہے پس جن جامع الفاظ میں رسول خدا صلعم نے بھیک مانگنے کی مذمت فرمائی ہے اِس سے زیادہ جامع الفاظ تصوّر میں نہیں آ سکتے۔ یہاں ایک بات قابل غور ہے یعنے یہ کہ رسول خدا صلعم نے سوال کرنے پر تو اشد سے اشد وعید دی ہے کہ بیشمار صحیح حدیثیں سوال کے مذمت کے متعلق کتب احادیث میں موجود ہیں۔ مگر غیر مستحق سائیلوں کا سوال پورا کرنیوالوں کی مدح یا ذم کہیں صراحت کے ساتھ نہیں فرمائی۔ مگر اسکی وجہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آنحضرت صلعم کی تعلیمات (جیسا کہ محققین نے بیان کیا ہے) دو قسم کی تھیں۔ ایک وہ تعلیم تھی جسکی نسبت آپکو حکم تھا کہ بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے اے رسول پہنچا دے لوگوں کو وہ احکام جو خدا کی طرف سے تجھپر نازل ہوئے ہیں۔ اور اگر تو نے اُن کو نہ پہنچایا۔ تو خدا کے پیغام کی کچھ تبلیغ نہ کی۔ یہ تعلیم تو ایسی ضروری اور لابدی تھی کہ کسی حالت یا کسی مصلحت کے مقتضا سے اس میں سکوت یا تاخیر یا کوتاہی نہیں ہو سکتی تھی دوسری تعلیم وہ تھی جو دنیوی مصالح سے علاقہ رکھتی تھی۔ اور جسکی نسبت آپنے فرمایا تھا کہ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ (یعنے تم اپنے دنیوی معاملات کو مجھسے زیادہ جانتے ہو۔) اس تعلیم میں ملکی اور قومی مصلحتوں کے لحاظ سے ممکن تھا کہ سکوت یا تاخیر کیجائے یا بجائے تصریح کے کنایتہً ادا کیجائے چونکہ غیر مستحق سائیلوں کا سوال پورا کرنا زیادہ تر سوشل خرابیوں کا باعث تھا۔ اور سوال پورا کرنے والوں کی مدح یا ذم تبلیغ رسالت سے کچھ علاقہ نہ رکھتی تھی اس لئے رسول خدا صلعم نے جس صراحت کیساتھ سوال کی مذمت فرمائی۔ ویسی صراحت کیساتھ غیر مستحق سائیلوں

کا سوال پورا کرنے والوں کی مذمت نہیں فرمائی۔ کیونکہ اس وقت عرب کے عام خیالات کے موافق سائل کا سوال رد کرنا۔ خواہ وہ مستحق ہو اور خواہ غیر مستحق (غائیت درجہ کی دناءت سمجھی جاتی تھی۔ اور یہ بات نبوت کی شان سے بعید تھی کہ جو امر مقدم میں اس قدر حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہو۔ اور اس کے متعلق کچھ کہنا تبلیغ رسالت سے کچھ علاقہ نہ رکھتا ہو۔ قوم کو علی الاعلان اُس کی ترغیب دی جاتی۔ با ایں ہمہ اگرچہ آپ نے علی الاعلان غیر مستحق سائلوں کا سوال رد کرنے کی تاکید نہیں فرمائی۔ لیکن خود سوال کرنے کی اس قدر مذمت کی جس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ آپ ملک میں سائلوں کی تعداد بڑھانیوالی نہیں ہے جیسے ہر مستحق و غیر مستحق سائل کا سوال پورا کرنا۔ اسکے سوا متعدد روایتوں کے فحوائے کلام سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ غیر مستحق سائلوں کا سوال پورا کرنے سے خوش نہیں تھے چنانچہ ابو سعید سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے خدا کی جو سائل میرے پاس سے اپنا مطلب حاصل کرکے لے جاتا ہے وہ مطلب نہیں ہے اس کے حق میں مگر ایک آگ۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے عرض کیا آپ کیوں اس کا مطلب پورا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا کیا جائے لوگ تو مانتے نہیں اور خدا تعالیٰ رد سوال کو مجھے پسند نہیں کرتا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی کا سوال رد نہ کرنے کو آپ اپنے خصوصیات میں شمار کرتے تھے۔ اور قرآن کی متعدد آیتیں بھی جیسے واما السائل فلا تنھر اور انک لعلی خلق عظیم اور فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک اس خصوصیت پر دلالت کرتی ہیں۔ پس عامہ اُمت کو اس خاص معاملہ میں آپ کا اتباع گویا اپنے تئیں آنحضرت صلعم کی خصوصیات میں شریک گرداننا ہے۔

لیکن اس باب میں سب سے عمدہ مشکوٰۃ کی وہ حدیث ہے جس میں آنحضرت صلعم نے سائل کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے یعنی انصار میں

سے ایک شخص آپ کی خدمت میں کچھ مانگنے کو حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا۔ کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ اُس نے عرض کی۔ کیوں نہیں۔ ایک موٹی سی کملی ہے اُسے کچھ اوڑھتا ہوں۔ کچھ بچھاتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جسمیں پانی پیتا ہوں آپ نے فرمایا۔ دونوں میرے پاس لے آ۔ وہ دونو کو لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے اُن کو ہاتھ میں لیکر لوگوں سے فرمایا۔ ان کو کوئی خریدتا ہے؟ ایک شخص بولا میں ایک درہم کو خریدتا ہوں پھر آپ نے دو یا تین بار فرمایا۔ کوئی ایک درہم سے زیادہ دیسکتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں دو درہم دیتا ہوں۔ آپ نے کملی اور پیالہ اُسکو دیکر اس سے دو درہم لے لئے اور اُس انصاری کو فرمایا کہ ایک درہم کا تو کھانا لے کر اپنے گھر میں پہنچا اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لا۔ وہ کلہاڑی خرید لایا۔ آپ نے دست مبارک سے ایک لکڑی کا دستہ اس میں ٹھوک دیا اور فرمایا جا۔ اور لکڑیاں کاٹ اور بیچ۔ اب میں تجھکو پندرہ دن تک نہ دیکھوں وہ شخص چلا گیا۔ اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچنے لگا۔ پھر جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اُس کے پاس دس درہم جمع ہو گئے تھے۔ اُس نے کچھ تو اُن سے کپڑا خریدا۔ اور کچھ کھانے کا سامان مول لیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تیری لئے اس سے بہتر ہے کہ جب تو قیامت کے دن آئے۔ تو تیرے چہرے پر بھیک مانگنے کا داغ ہو۔ دیکھو سوال کرنا صرف اس شخص کو حلال ہے جو سخت محتاج ہو۔ یا جس کے ذمہ بھاری تاوان ہو۔ یا جس کی گردن پر خون بہا ہو۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہانتک ممکن ہو سائل کو سوال کرنے سے روکا جائے اور سوال کرنے کی برائی اور محنت مشقت کرنے کی خوبی اُس کے ذہن نشین کیجائے مگر چونکہ اس زمانہ کے سائلوں کی بے غیرتی اور ڈھٹائی اس حد سے گذر گئی ہے کہ کسی کی فہمائش یا ملامت کا ان کو کچھ اثر ہو۔ اور نیز عام آدمیوں کی فہمائش میں وہ تاثیر پیدا ہونی محالات

سے ہے۔ جو رسول مقبول کی دلسوزی و شفقت بھری نصیحتیں اثر کرتی تھیں اسلئے ہمکو اس کے سوا کچھ چارہ نہیں۔ کہ غیر مستحق سائیوں کی داو دہش سے یک قلم ہاتھ روک لیا جائے اور جہانتک ہو سکے مستحقین کی امداد کیجاوے جو باوجود استحقاق کے کسی حالت میں سوال نہیں کرتے یا جو سخت مجبوری و فاداری کی حالت میں سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ غیر مستحق سائلوں کیساتھ کوئی سلوک اور کوئی بھلائی اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتی۔ کہ اُن کو اس بے غیرتی وبیشرمی کے پیشہ سے باز رکھا جائے اور ملک و قوم کے حق میں اس سے کوئی احسان نہیں ہو سکتا۔ کہ بھیک مانگنے کا بدترین پیشہ جو مرض متعدی کی طرح افراد قوم میں سرائیت کرتا جاتا ہے اور جس سے روز بروز بھیک منگوں کی تعداد ملک میں زیادہ ہوتی جاتی ہے رفتہ رفتہ اسکی بیخکنی کی جائے۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد مدت دراز تک ممالک اسلامیہ میں سوال کرنا نہائیت مذموم سمجھا جاتا تھا۔ اور طرح طرح سے اس کا انسداد کیا جاتا تھا۔ روائیت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک سائل کی آواز سنی اور یہ سمجھکر کہ بھوکا ہے اُس کو کھانا کھلانے کا حکمدیا۔ تھوڑی دیر میں اس کی آواز پھر سنائی دی معلوم ہوا۔ کہ یہ وہی سائل ہے اور کھانا کھانے کے بعد اب پھر مانگتا ہے۔ آپنے اُس کو بلوایا اور دیکھا۔ کہ اُس کی جھولی روٹیوں سے بھری ہوئی ہے آپ نے جھولی کا ایک سرا پکڑ کر اُس کو اونٹوں کے آگے جھاڑ دیا اور فرمایا۔ کہ تو سائل نہیں ہے بلکہ تاجر ہے۔

علامہ مقری تاریخ اندلس میں لکھتے ہیں۔ کہ اندلس میں جس سائل کو تندرست اور کام کے لائق دیکھتے ہیں۔ اُسکو نہائت ذلیل کرتے اور سخت سست کہتے ہیں اور اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ یہاں اپاہج اور معذور آدمی کے سوا کوئی سائل نظر نہیں آتا۔

مگر افسوس اور نہائیت افسوس ہے۔ کہ اس زمانہ میں ہر ایک جگہ جس قدر مسلمان

بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ اس قدر اور کسی قوم کے آدمی نظر نہیں آتے۔ پس سب سے پہلے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اپنے اپنے حدود اختیار میں جہانتک اُن کی دسترس ہو۔ اس نالائق اور کمینہ رسم کا انسداد کریں اور خاصکر ہمارے علماء و واعظین کو لازم ہے کہ نہائت آزادی اور بے باکی کیساتھ وعظ کی مجلسوں میں سوال کی مذمت جو حدیثوں میں وارد ہوئی ہے۔ اور جو مُضر نتیجے سائیوں کی کثرت سے قوم کے حق میں پیدا ہوتے ہیں اور اسراف اور فضول خرچی کی برائی جو قرآن مجید میں جابجا بیان ہوتی ہے عام مسلمانوں کے ذہن نشین کریں اور خاصکر اپنی اپنی مجلسوں میں عورتوں کو جو ہر فقیر کو مستجاب الدعوات اور اُن کی آواز کو غیب کی آواز سمجھتی ہیں۔ اِن لوگوں کے مکرو فریب سے آگاہ کریں۔ اور ان کے دلوں میں بٹھاویں۔ کہ ہٹے کٹے بھیک مانگنے والوں کو کچھ دینا بجائے نیکی اور بھلائی کرنیکے اُلٹا گناہ کا مرتکب ہونا ہے کیونکہ جسقدر ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ اُسی قدر بیواؤں۔ یتیموں اور ہمسائیوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اُسی قدر بھیک مانگنے کا ناپسندیدہ طریقہ زیادہ رواج پاتا ہے اور اُسی قدر قوم میں کام کے آدمیوں کی کمی ہوتی ہے۔ (اہل حدیث)

نگینہ میں آریہ سماج کے مباحثہ کا مختصر حال

آریہ سماج نگینہ کے سالانہ جلسہ پر سپیکروں نے اسلام پر سخت حملے کئے۔ تو مسلمانوں میں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوا۔ تو تحریک مباحثہ شروع ہوئی۔ جو بعد بحث وبید کے قرار پایا کہ فریقین (اہل اسلام اور آریہ سماج) میں مباحثہ ہو۔ جو ۵ جون سے ۱۴ جون تک رہیگا۔ مباحثہ تقریری ہوگا۔ مگر تقریر تحریریں لاکر جلسہ میں سنائی جائے گی۔ چنانچہ اس کام کی تکمیل کیلئے فریقین نے اپنے اپنے علماء اور پنڈتوں کو بلایا۔ اہل اسلام کے علماء دیو بند۔ امروہہ۔ سہارنپور۔ مرادآباد

سنبھل۔ آگرہ۔ میرٹھ۔ امرتسر۔ بدایوں۔ رامپور۔ نجیب آباد وغیرہ تشریف لائے۔
اِن حضرات کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات علماء کرام تشریف فرما ہوئے
اسی طرح آریوں کی طرف سے بھی بہت سے پنڈتان وودوان رونق افروز تھے
اہل اسلام کی طرف سے مشہور علماء کرام مولوی الوالوفاء ثناء اللہ صاحب
امرتسری مباحث مقرر ہوئے اور آریوں کی طرف سے ماسٹر آتما رام جی امرتسری
حسب شرائط آریوں کی طرف سے تقریر شروع ہوئی جسمیں اونہوں نے الہام
کے معنے تبلائے۔ کہ بلا مزاوات دل میں انکشاف ہوتا ہے۔ اور اُس کی شرائط
میں یہ کہا کہ شروع دنیا سے ہو۔ اور عقل کے خلاف نہ ہو۔ اور اس الہام کے
مستحق خاص بندے ہوتے ہیں۔ اور اسکی تعلیم عام ہو۔ وغیرہ۔ اسپر مولوی ثناءاللہ
صاحب نے بحث اٹھائی۔ کہ شروع دنیا سے الہام کو مقید کرنا صحیح نہیں۔
بلکہ خود وید کے ہی خلاف ہے۔ کیونکہ رگ وید میں لکھا ہے کہ تم اپنے بزرگوں
کی جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ چال اختیار کرو۔ اس کا جواب آریو سماج کی طرف
سے کوئی معقول نہ دیا گیا۔ بلکہ محض دفع الوقتی تھی جس سے معلوم ہوتا تہا۔ کہ
آریہ سماج پر اس منتر نے واقعی پوری طور پر منتر کا سا اثر کیا۔ دوسری شرط کہ
عقل کے خلاف نہ ہو) پر مولوی صاحب نے آریوں کا پاک اور پوتر مسئلہ نیوگ
پیش کیا۔ جسکے جواب میں آریہ سماج بہت ہی حیرانی ہوئی اور ایسی باتیں کہیں
جن سے معلوم ہوتا تہا کہ ہوش میں نہیں اس سے بعد تیسری شرط پر بحث ہوئی
کہ الہام کے مستحق اور خدا کے خاص بندے جنپر وید کا الہام ہوا تہا۔ کون تھے!
اُن میں خصوصیت اور استحقاق انہیں کس وجہ سے پیدا ہو گیا ان کی سوانح عمری
تبلایئے کیا تہی؛ وہ اپنے الہام پر خود بھی عمل کرتے تھے یا نہیں؛ اس کا جواب
آریہ سماج کی طرف سے بالکل نفی میں دیا گیا۔ حالانکہ اہل سلام کی طرف سے
بڑا زور دیا گیا تہا۔ کہ بغیر اسکے کہ الہامی کے حالات کا علم ہو۔ کیونکہ ہم رائے
قائم کرسکتے ہیں کہ یہ الہام صحیح ہے مگر افسوس۔ کہ سہ

جوابِ صاف میز بید لب لعل شکر خارا

اس سے بعد اس امر پر بحث ہوئی۔ کہ وید کے احکام عام نہیں کیونکہ اگر وید کے احکام پر تمام لوگ عمل کر کے نیک بنجائیں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایسے نیک بندوں کو سواری کیلئے نہ گھوڑا نہ دودھ کے لئے گائے بھینس نہ شہد کیلئے مکھی ملیگی کیونکہ یہہ سب روحیں بوجہ اپنی نیک کرداری کے حیوانی قالبوں میں نہ جائینگی اور حیوانی قالبوں کی روحیں اپنی اپنی بدعملی کی سزائیں بھگت کر انسانی قالبوں میں آجائیں گی۔ ایسے وقت کا نقشہ خدا نہ دکھائے۔ تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کا مُلہم الہام دینے والا خود ہی نہیں چاہتا کہ وید پر تمام دنیا عمل کرے اس کا جواب بھی کچھ نہ دیا گیا۔ بلکہ اودھر اودھر کی باتوں میں وقت کھو یا گیا۔ مختصر یہ کہ اہل اسلام کے کسی مواخذہ کا جواب آریہ سماج سے نہ ہو سکا مفصل جس نے دیکھنا ہو۔ وہ رُوئداد مُباحثہ کے طبع کا انتظار کرے۔ اور درخواست بخدمت حکیم ارتضا علی صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور بھیجدے تاکہ بعد طبع مناسب قیمت پر اُنکو پہنچ سکے۔

ہم بانیانِ جلسہ سے اُمید کرتے ہیں۔ کہ روئداد کے طبع کرانے میں حتی الوسع جلدی کریں گے۔ اور کتابت کی صحت کا بھی بہت خیال رکھینگے۔ اثناء مباحثہ میں دو کس ہندو مشرف باسلام ہوئے ایک کا نام عبدالغفور اور دوسرے کا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ خدا استقامت بخشے۔

آخیر میں ہم اہالی نگینہ کی فراخ حوصلگی اور علو ہمتی کا شکر ادا کرتے ہیں۔ کہ اونہوں نے بڑی متانت سے ایسے مشکل کام کو انجام دیا۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

مگر افسوس ہے کہ نگینہ کی میونسپلٹی بالکل غفلت میں ہے گلی کوچوں میں صفائی کا مطلق خیال نہیں۔ جابجا ایسا تعفن آتا تھا۔ کہ منہہ کھولے چل نہیں سکتے

سے افسوس وادیوں میں انتظامی قابلیت کہیں بھی نہیں - (اہل حدیث)

دیانندی پنتھ پر ایک سرسری نظر

دیانند نے اپنے پنتھ میں شامل ہونے کے لیے دس اصول قایم کیے ہیں جنکو دیانندی اپنی ہر کتاب میں درج کرتے رہتے ہیں۔ یہ بالکل بے بنیاد اصول ہیں ان میں سے اول و دوم اصل ہے اور سوم اصل لاصول ہے باقی سب فروع ہیں یعنی شاخیں ہیں۔ مت وادیوں کی اصطلاح میں اصل وہ ہوتی ہے کہ جس کے اقرار سے اُس مذہب میں داخل ہوا جاتا ہے۔ اور اُسکے انکار سے اُس مذہب سے خارج ہوجاتا ہے فروع وہ ہوتی ہیں کہ جس کے کرنے سے ثواب ہو اور ترک سے گناہ جیسے سچائی۔ کہ جو کوئی سچ بولیگا وہ مستحق ثواب ہوگا۔ اور جو جھوٹ بولے گا۔ وہ گنہ گار ہوگا۔ مگر اُس مذہب سے خارج نہیں ہوگا۔ پس سچائی مذہب کی فرع ہے۔ چند فروعات ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جن کے کرنے سے ثواب اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ مثلاً سنسار اُپکار کرنا یعنی رفاہ عام کا کام کرنا موجب ثواب ہے۔ مگر نہ کرنا گناہ نہیں۔ پس سچائی اور رفاہ عام کو جو دیانند نے داخل اصول کیا ہے وہ سراسر لاعلمی ہے جب تک دیانند کی بات دلیل کے ساتھ نہ ہو قابل تسلیم نہیں کیونکہ وہ بھی ایک انسان تھا بشسٹ رشی نے کہا ہے۔ جو بات کہ دلیل کے ساتھ ہووے۔ وہ پسر نابالغ کی بھی بقبول ہے اور بغیر دلیل کے پنڈتوں کی بات بھی لائق اعتبار نہیں۔ سمرتی میں لکھا ہے کہ اکثر باتیں ایسی ہیں کہ عقل سے برتر ہیں۔ ان کو وید بروہی دلایل سے متعلق نہ کرے اسی طرح سب دیانندیوں کو مناسب ہے کہ جو بات دیانند کی نکتی اور

شرتی کے خلاف ہے اُسے ترک کریں سو یا نندی پنتھ کے دس اصول یہ ہیں۔
(۱) سب ستہ ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں۔ ان سبکا آدی مول پرمیشور ہے۔
(۲) ایشور ست چت آنند سروپ نراکار انوپم سروادھار سروا پشور سرو بیاپک سروانتریامی اجرامر ابھے نتہ۔ پوتر سرشٹی کرتا ہے اسیکی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔
(۳) وید ستہ ودیاؤں کی پستک ہے وید کا پڑھنا اور پڑھانا اور سننا اور سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے
(۴) ست کے اختیار کرنے اور است کے چھوڑنے میں ہمیشہ کمربستہ رہنا چاہیے۔
(۵) سب کام دھرم کے موافق یعنی سچ اور جھوٹ کو خیال کرکے کرنے چاہئیں۔
(۶) سنسار کا اُپکار کرنا اس سماج کا خاص منشا ہے۔ ارتھات۔ شاریرک اور آتمک اور سماجک انتی کرنا۔
(۷) سب سے محبت کے ساتھہ دھرم کے موافق علمی قدر حیثیت رہنا چاہیے
(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی ترقی کرنی چاہیے۔
(۹) ہر ایک کو اپنی ہی ترقی پر قانع نہ رہنا چاہیے۔ بلکہ سب کی ترقی میں اپنی ترقی سمجھنی چاہیے۔
(۱۰) سب لوگوں کو ساماجک سرو ہتکاری نیم پالنے میں خود مختار نہ رہنا چاہیے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب خود مختار رہیں۔

اب ہم ان اصول دیانندی پر سرسری نظر ڈالتے ہیں۔ اصول اوّل ویدک آریوں کے خلاف ہے جس صورت میں ودیا (علم) سے جانے گئے پدارتھ (اشیاء) کی مول (علت) پرمیشور ہے تو جیو آتما (روح) اور پرکرتی (مادہ) وغیرہ انادی اور ازلی نہ رہے بلکہ مثل دوسری مخلوق کے حادث ٹھیرے جو کہ دیانندیوں کے وید کے خلاف ہے علاوہ ازیں جب پرمیشور کل اشیاء کی آدی

مول ہے تو مخلوق اور پرمیشور میں فرق اتنا ہی ہے جتنا کہ درخت کی بنیاد اور شاخ میں فاصلہ ہے پس لازم آیا کہ روح اور مادہ کی علت مادی خدا ہے اور ویدک پرمیشور متغیر اور متبدل ہے۔ کیونکہ بنیاد ہی تغیر قبول کر کے صورت فروع پکڑتی ہے۔ اور سب طرح بڑھتی ہے۔

اصول اوّل و دوم میں کچھ فرق نہیں ہے ہر دو کا مفہوم واحد ہے کیونکہ خدا موصوف ہے اور ست چت وغیرہ اسکی صفات ہیں صفت اور موصوف کی علیحدگی کسی وقت بموجب عقیدہ دیانند ممکن نہیں پس ان کو دو شمار کرنا دیانند کے علم وفضل کا نتیجہ ہے۔ دیگر جبکہ دیانند کے نزدیک پرماتما (خدا) سروانتریامی ہے تو جیو (روح) انتریامی بھی ضرور ہوگا۔ کیونکہ جیو سرو پدارتھ سے غیر نہیں ہے۔ پس جیو پرتنتر ٹھیرا لہذا دیانند جو روح کو سوتنتر مانتا ہے تو ان کی دوسری اصل کے مطابق غلط ہے۔

اصول سوم اصل الاصول ہے۔ اصول چہارم سے لیکر دہم تک سب فروعات ہیں ان کو اصول میں داخل کرنا دیانندیوں کی عقلمندی کا نتیجہ ہے اصول چہارم و پنجم میں صرف لفظی فرق ہے مفہوم ہر دو کا ایک ہے ایک مضمون دو عبارتوں میں بیان کرنا علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ دیانند کے نزدیک شائد فرق لفظی و معنوی ایک ہی چیز ہے۔ اصل ششم کے دو فقرے دیانند نے قایم کئے ہیں لفظ سنسار سے لیکر کلمہ منشا تک پہلا فقرہ متن ہے اور لفظ ارتھات سے انتہی تک دوسرا فقرہ شرح ہے۔ لیکن یہ شرح متن کے خلاف ہے کیونکہ متن میں سنسار کا اپکار کرنا قایم کیا ہے اور شرح میں اسکے خلاف سماجک انتہی قایم کی ہے اور سماجک انتہی کے معنی متعلقین سماج کی ترقی کے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ سنسار عالم ہے اور سماج خاص ہے پس سنسار کا اپکار کہکر اس سے سماج کے متعلقوں کی ترقی مراد لینا بے تمیزی سے خالی نہیں۔ اصول ششم میں اور دنیا کے نامش کو مقدم اور علیحدہ بیان کرنا بے شعوری ہے کیونکہ جب دنیا کی ترقی ہو گئی۔

اودیا کا ناش خود ہی ہو جائیگا جیسے روشنی کے موجود ہوتے ترقی اور اودیا
کے ناش کا ہے جب ودیا پھیلے گی۔ ممکن نہیں کہ جہالت دور نہ ہو جب یہ
بات ہے۔ تو ودیا کا ناش علیحدہ بیان کرنا اور اُسے ودیا کی ترقی پر تقدیم
دینا بالکل غلط ہے۔

اصول نہم بھی لغو ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ عیسائی وغیرہ کی
ترقی میں اپنی ترقی چاہئے اگر بالغرض شاذ و نادر ایسا بھی ہو اور اس درخواست
کے مطابق ہمت پرست و عیسائی ترقی بھی پائیں اور دیانندی ان کی ترقی
کو اپنی ترقی خیال کریں تو وہ دیانندی کہاں رہا وہ تو اُن ہمت پرستوں میں
ہی شامل ہو جائیگا۔ دیانند کا آریہ پن اسی بنیاد پر شاید قائم ہے اگر الفاظ
سب سے کہ تمام افراد بشر پر حاوی ہے گروہ خاص مراد رکھا جاوے تو بھی
دیانند کی پانڈتہ ظاہر ہے کہ عام و خاص کی تمیز سے بے بہرہ ہے اور نہیں
جانتا کہ لفظ سب کا استعمال کہاں کیا جاتا ہے اور اُس کا مفہوم کیا ہے اصول
نہم اصول ششم میں ہی شامل ہے اُسے علیحدہ قائم کرنا فضول ہے کیونکہ ہر
دو کا مدعا ایک ہے اصول دہم بھی گفتگو سے خالی نہیں اسکے کہ کا فقرہ
(پرتیاس تنہکاری نیم میں سب خود مختار رہیں) محض غلط ہے کیونکہ کوئی اہل
مذہب کسی کام میں خود مختار نہیں رہ سکتا۔ ہر کام میں اپنے مذہب کی شریعت
کا پابند ہے اپنی دینی الہامی کتاب کا ہر بات میں مقید ہے جیسے دیانندی
ہر کام میں وید شاستر کا دم بھرتے ہیں بعض یا کل کام میں خود مختاری کا
حیلہ وہی نکالیگا جو وید و شاستر کے احکام کو پس وہ دیانندی
نہیں بلکہ دسیو ہے مکتی جسکے لئے لوگ سارے کرم دہرم جپ تپ کرتے
ہیں وہ دیانندیوں کے اصول سے خارج ہے گویا ان لوگوں نے اسے ایسی
ادنےٰ چیز قرار دیا ہے کہ اصول سماج سے اسے خارج رکھا ہے اس کے بعد
دیانند کا عقیدہ در بارہ وید سنئے۔ وہ کہتا ہے کہ چاروں وید بذات خود جداگانہ

اور مستقل چار کتابیں ہیں۔ اور باوقات مختلفہ اگنی وغیرہ چار رشیوں پر نازل ہوئے ہیں۔ جو محض غلط ہے۔ کیونکہ جس حال میں وید متعدد کتب ہیں تو لازم آتا ہے کہ پرمیشور کی کتاب بھی زید۔ بکر کی کتاب کی مانند پوری اور کامل نہیں ہوتی بلکہ اسے ایک ناکمل کتاب کی کتنی جلدیں مرتب کرنی پڑتی ہیں۔ جائے تعجب ہے۔ کہ چار کے بعد پانچویں کی ضرورت نہ ہوئی چار پر ہی خاتمہ بالخیر ہوگیا۔ علاوہ اسکے مختلف رشیوں پر مختلف وقت کسی کتاب کا آنا اُسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب ایک سے کاملاً وتماماً کاربرآری نہووے تو باقی ماندہ مضمون ومفہوم دوسری میں لکھا جاوے۔ مگر اس صورت میں پرمیشور کے علم کا معاذاللہ فتور ثابت ہوگا۔ اگر ہر ایک کام کے انجام سے خبردار ہوتا تو اول ہی ایسی کتاب نازل کرتا کہ جس سے پوری پوری کاربرآری ہوتی۔ چار ناکمل کتب کی ضرورت نہ رہتی۔ اگنی وغیرہ کا رشی اور منی ہونا بھی صرف دیانند کا ساختہ پرداختہ ہے کسی کتاب قدیم وحدیدسے ثابت نہیں ہے اور نہ دیانند نے اس بارہ میں کوئی معتبر سند پیش کی ہے۔ القصہ وید کی مہا اُپنشد میں ہے کہ چار حصّے وید کے برہما جی کے چار منہ سے متعلق ہیں اسپر دیانندی متعدد منہ کا ہونا محال قرار دیتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ انسان کے حق میں البتہ غیر ممکن ہے۔ مگر دیوتاؤں کے لئے کچھ محال نہیں۔ دیانندیوں کا یہ کہنا کہ انسان ہی دیوتا ہیں بموجب قول اُن کے ویدک بھائیوں کے محض غلط ہے۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۲ میں دیانند نے لکھا ہے کہ وید کسی مجسم جیو کا رچا ہوا نہیں ہے پرمیشور ہی نے رچا ہے۔ گر اپورشیہ ہے۔ اور اپورشیہ بھی ہے۔ کیونکہ پورش مجسم جیو کو کہتے ہیں اور پورن ہونے سے پرمیشور کا نام بھی پرش ہے۔ وید اپورشیہ اس باعث سے ہے کہ کسی دیہہ دہاری جیو کا رچا ہوا نہیں ہے۔ اور پرمیشور سے رچے جانے کے باعث پورشیہ ہے اور اسلئے بھی وید اپورشیہ ہے کہ پرمیشور کی سناتن ودیا ہے۔ کیونکہ پرمیشور کی ودیا کبھی اُتپن ہوئی اور نہ ناش ہو یہ عقیدہ کیونکہ پرشیہ اُسکا نام ہے جسے کسی پرش نے بنایا ہو۔ اور پرش جیو اور

پرماتما کو کہتے ہیں پس وید اپورشیہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بقول دیانند پرش کا بنایا ہوا ہے لہذا اس کا یہ کہنا کہ وید اپورشیہ بھی ہے۔ غلط محض ہے شائد پرشیہ اور اپرشیہ کے معنے نہ جاننے کا باعث ہے علاوہ ازیں جب وید پرماتما کا رچا ہوا ہے تو وہ پرمیشور کی سناتن وویا کہاں سے ہوا بلکہ پرمیشور کا ساختہ اور سناتن ٹھیرا کیونکہ جو چیز کسی وقت رچی (بنائی) جاوے وہ سناتن اور جاودانی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس سے دیانند کی لاعلمی رچا کے معنے سے معلوم ہوتی ہے یہ عجیب عقل ہے کہ وید کو پرمیشور کا رچا ہوا بھی کہا جاوے اور پھر اُسے پرمیشور کی وویا اور گیان بھی قرار دیا جاوے شائد دیانند کے نزدیک اول پرمیشور وویا اور گیان نہ رکھتا تھا بلکہ وویا شونیہ اور مورکھ یعنی بے علم و جاہل تھا۔ پس اس نے اپنے گیان اور وویا کو خود رچا اور گیان وان و عالم ہوا۔ پس ایک نہ ایک دن بے علم رہجائیگا۔ اگر بفرض محال پرمیشور کی وویا ہی ہے تو بقول دیانند اسکی اتپتی اور ناش میں کیا شک ہے کیونکہ قبل ازیں دیانند لکھہ چکا ہے کہ وید پرمیشور نے رچا ہے جب پرمیشور کے علم کے لئے پیدائش ہے تو فنا بھی ضرور ہے اگر دیانندی یہ کہیں کہ دیانند نے رچا اور ہی معنوں میں استعمال کیا ہے تو محض غلط ہے کیونکہ اسی بحث میں ستیارتھ صفحہ ۲۴۶ پر اکثر جگہ دیانند نے رچا بمعنے بنایا استعمال کیا ہے۔ پس وید کی نسبت یہ کہنا کہ پرمیشور نے رچا ہے غلط ہے اور دیانند کی عقلمندی پر دال ہے۔

رگویدآدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۹ دیانند کہوالہ پتنجلی منی لکھتا ہے کہ جو کان سے سنائی دے عقل سے معلوم ہو اپنے مخرج سے باقاعدہ ادا کرنے پر ظاہر ہے اور آکاش جس کا جائے قیام ہے اُسے شبد (لفظ) کہتے ہیں۔ اب فرمائیے جبکہ اسکے عقیدہ کے مطابق شبد ذی اجزاء ہیں۔ اور اجزاء ان کے حروف وغیرہ ہیں تو وہ کیسے ازلی اور قدیم ..... ہو سکتے ہیں کیونکہ جو اشیاء مسادی و ذی اجزاء ہیں وہ حادث ہیں۔ جیسے قلم وغیرہ ذی اجزاء اور حادث و فانی

ہیں۔ یہ دیانند کی عقل ہے کہ اجزاء کے قدیم ہونے کو ذی اجزاء کے قدیم ہونے کی دلیل ٹھیراتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ تمام شبد قدیم ہیں کیونکہ ان کے حروف وغیرہ اجزاء قدیم ہیں۔ اب اگر دیانند کی یہی دلیل مان لی جاوے۔ تو تمام اشیا دنیادی غیر حادث و قدیم ثابت ہونگی۔ کیونکہ بموجب اس کے عقیدے کے پرمانو (اجزاء لا تیجزے) قدیم و غیر حادث ہیں۔ پھر شبد کی تعریف بھی غلط لکھی ہے کہ (جو عقل سے جانے جاتے ہیں اور جو زبان سے نکلتے ہیں۔ اور جنکے رہنے کی جگہ آکاش ہے۔) یہ ہر سہ قیود فضول ہے۔ اسلئے کہ سب اشیا عقل سے جانی جاتی ہیں شبد کی کوئی خصوصیت نہیں۔ اگر یہ شرط بھی شبد کی تعریف میں شامل کیجاوے تو سب اشیاء شبد میں داخل ہونگی۔ کیونکہ عقل سے جانی جاتی ہیں۔ حالانکہ انہیں کوئی عاقل شبد نہیں جانتا۔ اسی طرح آکاش میں سب اشیاء رہتی ہیں۔ پس اگر آکاش میں رہنا شبد ہونے کا باعث ہو تو سب اشیاء کو شبد کہنا چاہئے کہ اسکے رہنے کی جگہ آکاش ہے یہ تعریف شبد سے غیر پر بھی صادق آتی ہے پھر شبد کے بارے میں زبان سے نکلنے کی قید بھی غلط ہے کیونکہ اکثر شبد زبان سے نہیں نکلتے مثلاً ہاتھ پر ہاتھ مارنے سے جو آواز نکلتی ہے وہ بھی شبد ہے مگر اس کا زبان سے کچھ تعلق نہیں لہذا دیانند کی تعریف شبد جامع بھی نہیں کل شبدوں پر صادق نہیں آتی۔ تعریف ایسی چاہئے جو جامع و مانع یعنی ابیاپتی اور اتی بیاپتی سے بری ہو۔ اگر دیانند کی تعریف شبد درست ہو تو وید میں اور خرس و خنزیر کی اوازمیں کیا فرق رہا۔ موخر الذکر بھی زبان سی نکلتی عقل سے جانی جاتی اور آکاش میں رہتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ ان کی آوازیں بھی وید کی طرح قدیم ہیں۔ پھر آگے چلکر دیانند لکھتا ہے کہ شبد آکاش کی مانند سب جگہ پر ہو رہے ہیں مگر جبتک تلفظ عمل میں نہیں آتا ظاہرا سُنائی نہیں دیتے جیسے (گو) اسکے تلفظ میں جبتک تلفظ گاف میں رہتا ہے واؤ میں نہیں ہے اور جب واؤ میں ہے۔ تب گاف میں نہیں اسی قیاس پر

لفظ کی اوتپتی اور ناش ہوتا ہے۔ شبد دنکا نہیں آکاش میں شبد کے حاصل ہونے سے شبد اکھنڈ ا سب جگہ بھرے ہیں مگر جبتک زبان اور ہوا کی حرکت نہیں ہوتی تب تک شبدوں کا تلفظ تسمع نہیں ہوتا اس سے یہ ثابت ہوا کہ شبد آکاش کی مانند قدیم ہیں۔ دیانند کے اس بیان میں فقرہ (شبد آکاش کی مانند سب جگہ پُر ہو رہے ہیں) بالکل غلط ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ آکاش مظروف ہے اور سب جگہ ظرف ہے کیونکہ جو چیز کہیں پُر ہوتی ہے۔ وہ پُر ہونیوالی چیز مظروف ہے اور جس میں پُر ہوتی ہے وہ ظرف جب شبد آکاش کی طرح سب جگہ پُر ہو اس سے ظاہر ہوا کہ آکاش بھی جابجا بھرا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ آکاش نہ کسی جگہ بھرا ہوا ہے۔ نہ کسی کا مظروف ہے بلکہ کل اشیاء آکاش میں بھری ہیں اور آکاش کل اشیاء کا ظرف ہے حقیقت اشیا کو اسکے خلاف سمجھنا دیانند کی علمیت ہے۔ پھر دیانند کا اصل مطلب کہ (شبد سب جگہ پُر ہو رہے ہیں) بالکل خبط ہے۔ کیونکہ اگر شبد سب جگہ پُر ہوتے تو ہر وقت کل اشخاص کو مسموع ہوتے۔ یہ عجب بات ہے کہ شبد جابجا پُر ہیں اور قوت سامعہ اپنے کام میں مصروف ہے۔ تاہم شبد سُنائی نہیں دیتے۔ مگر اسی وقت کہ فعل تلفظ عمل میں آتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شبد وقت تکلم خلق (پیدا) کئے جاتے ہیں اور فعل جب تکلم خاتمہ ہوتا ہے تو فی الفور شبد بھی فنا ہو جاتے ہیں۔ (باقی آئندہ) (محمد منصور رہبی)

دیانندیوں کی تاریخ دانی پر سرسری نظر

یہ امر عوام سے پوشیدہ نہیں کہ دیانندی پنتھ کے پیرو آجکل عجیب غریب طرز سے ہند کے باشندوں میں تعصب کا بیج بو رہے ہیں۔ کہیں مسلمانوں کو ظالم اور برا کہا جا رہا ہے۔ کہیں خواہ مخواہ کے الزام مسلمان بادشاہوں

ے منسوب کیے جا رہے ہیں۔ ہندؤں کو اشتعال دلایا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے معاذ اللہ زبردستی عورتوں کے ننگ و ناموس پر ہاتھ ڈالے۔ اسکے برخلاف جہانتک نظر تعمق سے دیکھا جاوے دیانندیوں کی تواریخدانی کے ماخذ بالکل لغو اور غلط ہیں اول تو اگر ایک مسلمان بادشاہ نے کسی قسم کی زیادتی رعایا پر کی ہو تو وہ ہردو مسلمان اور ہندؤں کے نزدیک قابل ملامت ہے اسی طرح اگر کوئی ہندو راجا ظالم ہو تو بھی ہردو کے نزدیک وہ برا ہے ایسے خود سروں کی کارروائی سے مذہب پر الزام قایم کرنا پرلے درجہ کا سفلہ پن ہے۔ مگر نہایت افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ دیانندیوں نے دو ایک بادشاہوں کی کارروائیوں کی آڑ پکڑ کر اسلام کو خواہ مخواہ متہم کیا ہے۔ اور خاص و عام مسلمانوں کو بداخلاق ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر جب ہم دیانندیوں کے اپنے بزرگوں کا حال دیکھتے ہیں تو خدا سے پناہ مانگنی پڑتی ہے میں صحیح کہتا ہوں کہ ہند میں آنے سے پیشتر اور چند پشت ہند میں رہنے تک مسلمان بہت عمدہ اخلاقی حالت میں تھے کوئی ایک واقعہ بھی عورتوں کے لئے خونریزی کرنے کا وقوع میں نہ آیا۔ مگر جونہی کہ ہند میں رہتے ان کو چند پشتیں ہو گئیں ان میں دیانندیوں کے بزرگوں کے اخلاق کا اثر پڑ گیا اور دیول دیوی وغیرہ جیسے واقع وقوع میں آگئے۔ دیانندیوں کے بزرگوں کے اور واقعات کو محفوظ رکھ کر میں اپنے دعوے کے ثبوت میں دیانندیوں کے اپنے تحریر شدہ واقعہ کو ناظرین کے سامنے پیش کر کے ان کی تاریخدانی اور الہی تعصب کا نمونہ دکھاتا ہوں۔

دیانندیوں کا ماہواری رسالہ آریہ سندیش میرٹھ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۰ء جلد چہارم نمبر ۸ کے صفحہ ۱۱۹ پر بہ عنوان بھیشم پتامہ کے ذیل میں لکھتا ہے وھو ہذا۔

چتر انگد تو عین جوانی کی عمر میں جبکہ ابھی اسکی شادی بھی ہونے نہیں پائی تھی پرلوک سدھار گیا۔ ان کی اچانک موت سے کال وش ہوا۔ اگر چتر ویریہ کے لئے شادی کی ضرورت تھی

کاشی کا راجہ کسی وجہ سے اپنی لڑکی چترویریہ کے ساتھ بیاہنے میں راضی نہیں تہا اسلئے بھیشم کو اسپر فوجکشی کرنی پڑی اور وہ بزور شمشیر کاشی کے راجہ کی ۳ لڑکیاں جو کہ ابھی کنواری تھیں چھین لایا اُن میں سے ایک کی نسبت بھیشم کو معلوم ہوا کہ پیشتر سے کسی راجہ کے ساتہہ منسوب ہو چکی ہے اسلئے اُسنے فوراً اُسکو کاشی کے راجہ کے پاس واپس بھیجدیا تاکہ جہاں اُس کی سگائی ہو چکی ہے وہاں بیاہ دیجاوے اس سے بھیشم کی اعلےٰ درجہ کی حق شناسی ظاہر ہوتی ہے اور دوسری دونوں لڑکیوں کی چترویریہ کے ساتہہ شادی کردی۔"

اب غور کے قابل یہ امر ہے کہ دیانند نے اپنی کتاب اُپدیش منجری کے صفحہ ۱۲۷ پر اسی بھیشم پتامہ کو وعدہ وفا اور عالم آدمی لکھا ہے جب دیانندیوں کے عالم بزرگوں کا یہ حال تھا کہ عورتوں کے لئے عوام کی اتنی خونریزی اور ان کے والدین کی دل شکنی روا رکھے اور بزور شمشیر اپنے بھائی آریوں کی کنواری لڑکیاں چھین لیتے تھے تو نہ معلوم ویدک زمانہ میں عوام کا کیا حال ہوگا۔ دیانندیوں کے عالم بزرگوں کی ایسی کارروائیوں سے صاف ثابت ہو کہ یہ مرض انہی سے مسلمان بادشاہوں میں گیا۔ اور نیز کہ مسلمانوں سے ہزارہا سال بقول دیانندیاں اپنے دیانندیوں کے بزرگ عالم ایسی ایسی کارروائیوں میں مبتلا تھے پھر اُسپر مسلمانوں کو بدنام کرنا بڑی شرم کی بات ہے اور دیانندیوں کے لئے جائے غیرت ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ اُس زمانہ میں دیانندیوں کے عالم بزرگوں میں کثرت ازدواج اور دو بہنوں کا ایک مرد کے ساتہہ نکاح جائز تہا۔ اور یہ کارروائی کثرت سے جاری تھی۔ ہماری دوسری مضامین در بارہ ویدک کثرت ازدواجی میں کئی حوالہ جات اسبارہ میں لکھے جا چکے ہیں۔

آریہ بندہو کے اس مضمون نے اپنے گرو دیانند کو بھی جھوٹا بنا دیا ہے کیونکہ وہ لکہتا ہے کہ چترانگد عین جوانی کی عمر میں جبکہ اُسکی شادی بھی نہ ہوئی تھی مر چکا تہا۔ مگر اسکے خلاف دیانند اُپدیش منجری صفحہ ۱۲۳ پر لکہتا ہے کہ دیاس جی بڑی بڑی پنڈت اور نیک مرد تھے انہوں نے چترانگد اور چترویرج ان دونوں کی بیویوں سے نیوگ کیا۔ اُن میں سے

ایک کے بطن سے دہرتراشٹر اور دوسری کے بطن سے پنڈو دو بیٹے پیدا ہوئے ان دونو گرو چیلوں کے اختلاف کا فیصلہ ہم مقتول مکذب کی تاریخ دنیا حصہ اول ص۱۳ کے مطابق کرتے ہیں کہ دونو غلط بیان ہیں۔ دیانند نے ایسی ایسی غلط بیانیاں کرکے نتے پنتھ کی بنیاد رکھی ہے جب اُسے اپنے گھر کا حال معلوم نہیں تو دوسروں پر اعتراض کس لیاقت پر۔

اور سُنئے۔ دیانند اور اُسکے پیرو کہتے ہیں۔ کہ کثرت مباشرت وازدواج نیکی اور بزرگی کے منافی ہے۔ اور اسی لئے وہ آنحضرت ؐ پرنا معقول اعتراض کیا کرتے ہیں۔ بحالیکہ اُنکے بزرگ جنکو دیانند پنڈت۔ عالم۔ نیک مرد۔ نیک چلن۔ ممنوعات کی تمیز کرنے والے کہتا ہے اور جو شاستروں کے مُصنف تھے اور رِھرشی و مفسر شاستر تھے اپنی عورتوں کے علاوہ دوسروں کی عورتوں اور لونڈیوں سے مباشرت کرتے تھے۔ صرف دیانند کی تحریر سے ہی ثابت ہے کہ وید بیاس مُصنف ویدانت شاستر نے امباکا اور امبالیکا زوجگان چتروبرج اور داس (لونڈی) سے مباشرت کی رانی کنتی نے تین مختلف براہمن رشیوں سے مباشرت کی۔ وشِشت نے سَودا س کی بیوی مَدینتی سے مباشرت کی احالکے رشی کی بیوی نے غیر مرد سے مباشرت کی۔ یہ ایک مختصر فہرست دیانندی بزرگوں اور ماہران وید کی ہے جنہوں نے ویدک اخلاق کو ترقی دی۔ اور تمام دنیا میں ویدک تہذیب کے گُل کھلاتے۔

بھیشم تپا مہ کے برور شمشیر کاشی کے راجہ کی لڑکیاں چھینکر چتروریہ کے ساتھ شادی کر لینے سے دیانندیوں کے دعوے سوئمبر پر بھی بہت عمدہ طور پر روشنی پڑ رہی ہے۔ امید ہے دیانندی نہا تما ان سچی باتوں کو قبول کرکے جھوٹے کی پیروی بموجب اپنے جھوٹے نیم کے ترک کر دینگے۔

ہمارا کام ہے سبکو بتا دینا جتا دینا سنا دینا۔
کوئی مانے نہ مانے اسکو اُسکا جی چاہے۔

(محمد منظور الٰہی جھنگوی)

یا اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۲ء

تفسیر سورت آل عمران

سلسلہ کے لئے دیکھو سالہ نمبر ۸ جلد ۶

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحْکُمَ	کیا تونے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ ملا تھا۔ خدا کی کتاب کیطرف بلائے جاتے ہیں تاکہ

کیا تونے اے مخاطب اُن لوگونکو نہیں دیکھا جنکو کتاب خداوندی سے جو بندونکی ہدایت کیلئے وقتاً فوقتاً آیا کرتی ہے اسوقت کسی زمانہ میں توریت انجیل زبور وغیرہ کے نام سے موسوم ہوئی تھی حصہ ملا تھا وہی لوگ جب خدا کی کتاب کیطرف جو حسب مقتضائے زمانہ قرآن کریم نام سے مشہور آئی ہے بلائے جاتے

بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

کرے درمیان اُنکے - تو ایک جماعت مُنہ مروڑ کر پھر جاتے ہیں - یہ اس وجہ سے ہے کہ اُنہوں نے سمجھ رکھا ہے - کہ ہمیں تو چند روز ہی عذاب ہوگا - اُن کو مذہب کے بارے میں اُن کے جھوٹے ڈھکوسلوں نے فریب دے رکھا ہے -

تو اُن کا کیا حال ہوگا جب ہم اُن کو اس دن میں جمع کرینگے جو بلاشبہ ہونیوالا ہے اور ہر شخص کو اسکی کمائی کا پورا بدلہ ملیگا - اور اُن پر ظلم نہ ہوگا

ہیں تاکہ اُنھیں اُن کے جھگڑوں کا فیصلہ کرے اور اُنکو مذہبی باتوں میں سچی راہ بتلا دے - اور بتلا دے کہ جنکو تم نے غلطی سے خدائی حصہ دے رکھا ہے اُنکو خدائی میں کوئی حصہ نہیں یا اور امور جو تصفیہ طلب ہوں اُن میں تصفیہ کرے - تو بجائے تسلیم کے ایک جماعت جو اپنے کو اہل علم کہتے ہیں مُونہہ مروڑ کر پھر جاتے ہیں - اور اس امر میں ہرگز نہیں سوچتے - کہ اس بے اعتنائی کا انجام کیا ہوگا - مگر چونکہ ہر ایک امر جائز ہو یا ناجائز کسی وجہ پر مبنی ہوتا ہے اور اُس کے کرنیوالے کے نزدیک کوئی نہ کوئی وجہ (خواہ واقع میں کیسی ہی غلط ہو) ہوا کرتی ہے یہ بے پرواہی اُنکی بھی اسوجہ سے ہے (دیکھو تو کیسی غلط وجہ ہے) کہ اُنہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اگر ہمیں ہوا تو چند روز ہی عذاب ہوگا - کیونکہ ہم خاندان نبوت سے ہیں انبیا کی اولاد و بزرگوں کی ذریت ہیں - مسیح ہمارا کفارہ ہے - کیا ہمارا اتنا بھی لحاظ نہ ہوگا - کہ ہمیں تھوڑا سا عذاب جتنے روز ہمارے بزرگوں سے غلطی سے بچھڑے کی پوجا ہوئی تھی - ہو کر - ہائی ہو جاتی دیکھو

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۵

کہہ اے اللہ ملک کے مالک تو جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہی اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے۔ اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہی ذلیل کرتا ہے تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہی اور دن کو رات میں۔ اور زندے کو مردے سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے باہر لاتا ہے اور جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

تو کیسا اُنکو مذہب کے بارے میں اُنکے جھوٹے ڈھکوسلوں نے فریب دے رکھا ہے۔ پس اگر یہہ ایسے خیالات واہیہ پر رہی تو اُن کا کیا حال ہوگا۔ جب ہم اُن کو اُس دن جمع کرینگے۔ جو بلا شبہ ہونیوالا ہی اور ہر شخص کو اسکی کمائی کا پورا بدلہ ملیگا۔ اور اُنپر کسی طرح سے ظلم نہ ہوگا۔ اُس روز اُنکی کارستانی کھلیگی اور خوب جان لینگے کہ خدا کی کچہری ایسی نہیں کہ وہاں چون و چرا کرے اور اپنے خاندانی حقوق جتلا سے بلکہ جو کچھ عرض معروض کرنا ہو عاجزانہ طریق سے۔ چونکہ محکمہ خداوندی میں عجز و نیاز ہی کام آتا ہے اسلئے ہم تجھے ہدایت کرتے ہیں کہ تو اگر اپنی حاجت برآئی چاہتا ہے تو یوں کہہ اے اللہ تمام ملک کے مالک تو جسکو چاہی دُنیا کا ملک و سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہے دیا ہوا تو چھین بھی لیتا ہے اور جسکو چاہی عزت دیتا ہی اور جسکو چاہی ذلیل کرتا ہے حق یہہ کہ تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہی۔ یہ تیری ہی قدرت کے آثار میں کہ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہی اور دنکو رات میں کبھی دن کو بڑھاتا ہی اور کبھی رات کو اور زندہ کو

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰةً ۚ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ۚ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ۝ قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی مت لگاویں۔ جو کوئی یہ کرے گا۔ وہ خدا سے بے علاقہ ہے۔ ہاں اگر کسی قسم کا بچاؤ کر لو تو جائز ہے۔ خدا تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔ اور تمنے اللہ کی طرف پھرنا ہے۔ تو کہدے اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ۔ یا اس کو ظاہر کرو تو خدا اُس کو جانتا ہے۔ وہ تمام آسمان اور زمین کی چیزیں جانتا ہے وہ

. . . .

مردہ جیسے نطفہ سے نکالتا ہے۔ اور مردہ کو زندے سے باہر لاتا ہے اور ساتھ ہی یہ کمال قدرت ہے کہ جس کو چاہے بحساب رزق دیتا ہے۔ پس ایسے ہی خیالات موجب نجات ہیں اور اگر کسی کافر فاسق کی صحبت میں بیٹھ کر تم بگڑ گئے۔ اسلئے ہم کہیں کہ مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی مت لگائیں تاکہ انکی طرح بداخلاق نہ ہوجائیں اور خدا کے غضب میں آجاویں جو کوئی یہ کام کریگا وہ خدا سے بے علاقہ ہے ہاں اگر اُن سے ضرر کا اندیشہ ہو تو کسی قسم کا بچاؤ کر لو تو جائز ہے۔ اور دنیاوی معاملات میں اُن سے سلوک کرنا چاہو تو کرو۔ اسمیں کوئی حرج نہیں۔ حرج اسمیں ہے کہ تم دل سے اُنکی محبت اور نصیحت کو مومنوں کی محبت اور بہی خواہی پر ترجیح دو خبردار ہرگز ایسا نہ کیجو۔ خدا تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔ بہتر ہے کہ تم ہم

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِیْدًا وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ	ہرایک کام کرنے پر قدرت رکھتا ہی جسروز ہرایک شخص اپنا بھلا بُرا کیا ہوا اپنے سامنے پاویگا آرزو کرے گا۔ کہ مجھ میں اور اس کام میں دوری دراز ہوجاوے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہی تو کہدے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میرے پیچھے چلو خدا تم سے محبت کریگا

جاؤ اور جان لو کہ انجام کار تمنے اللہ کی طرف پھرنا ہے۔ اگر اسکی مرضی حاصل کی ہوگی۔ تو نجات پاؤگے۔ ورنہ خیر نہیں۔ اور اگر ظاہر ظاہر تیری بات کو ہاں ہاں کریں اور دل میں کافروں سے ہی محبت رکھیں تو توان سے کہدے کہ اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ یا اسکو ظاہر کرو تو دونوں طرح سے خدا اُسکو جانتا ہی۔ کیونکہ وہ بڑا علام الغیوب ہے۔ وہ تمام آسمان اور زمین کی چیزیں بھی جانتا ہی علاوہ اسکے وہ ہرایک کام پر قدرت رکھتا ہی۔ بدکاروں کو ایسی سزا دیگا کہ یاد کرینگے۔ کب دیگا؟ جسروز ہرایک شخص اپنا بھلا اور بُرا کیا ہوا سامنے پاویگا۔ اور اپنے بُرے اعمال کی سزا دیکھکر آرزو کریگا کہ مجھ میں اور اس بُرے کام میں دوری دراز ہوجائے۔ تو میں اس پر وحشت کے دیکھنے سے آرام پاؤں۔ مگر اس آرزو کا کوئی نتیجہ نہو گا۔ اسی وجہ سے خدا تم کو آپ عذاب سے ڈراتا ہے۔ کہ تم اُسکے آنے سے پیشتر ہی باز آجاؤ۔ غور کرو تو یہ بھی اسکی مہربانی ہے۔ کہ بار بار تمکو اس سے متنبہ کرتا ہے اسلئے کہ خدا اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی بندہ بیخبری میں پھنس جائے۔ انہیں کے بھلے کو تو اُن سے کہدے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو غلط خیالات شرکیہ۔ کفریہ چھوڑکر میرے پیچھے چلو۔ جس کا فائدہ تمکو

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ	اور تمہارے گناہ معاف کردیگا
رَّحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ	خدا بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے تو کہدے کہ اللہ اور رسول کی
فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ	فرمانبرداری کرو۔ پھر اگر وہ مونہہ پھیریں تو کافر خدا کو نہیں
الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ	بھاتے
وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ	خدا نے آدم کو اور نوح اور ابراہیم اور عمران کے خاندان کو برگزیدہ
عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا	کیا تھا۔ اُن میں سے ایک دوسرے کی اولاد تھے
مِن بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	اور اللہ سنتا اور جانتا ہے

یہ ہوگا کہ خدا تم سے محبت کریگا اور تمہیں انعام یہ عطا ہوگا کہ تمہارے گناہ معاف کردیگا۔ کیونکہ خدا بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ تیری تابعداری تو اسلئے ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے بس تو کہدے کہ اللہ اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ مطلب کو پہنچ جاؤ گے۔ پھر اگر وہ تیری بات سی مونہہ پھیریں۔ تو جان لے کہ کافر خدا کو ہرگز نہیں بھاتے۔ بھلا اگر تیری نہ سنیں تو کیا حیرانی ہے۔ جبکہ یہ لوگ خدا کے بندے کو خدائی میں شریک سمجھتے ہیں۔ اور اسکو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ حالانکہ جسکی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے۔ اُسکا سارا خاندان ہی عبودیت میں کمال کو یہانتک پہنچے ہوئے تھے کہ خدانے آدم اور نوح کو جیسا چنا تھا ویسا ہی ابراہیم اور عمران کے خاندان کو جو مسیح کے نانا تھے برگزیدہ کیا تھا۔ اُنمیں ہر ایک دوسرے کی اولاد تھی اور اللہ ہر ایک کی باتیں سنتا اور جانتا ہے

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ط وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا	جب عمران کی عورت نے کہا تہا کہ اے میرے خدا مینے اپنے پیٹ کا بچہ تیرے لئے نذر مانا ہے پس تو مجھ سے قبول کر۔ بیشک تو جاننے والا اور سننے والا ہے۔ پس جب اُسنے لڑکی جنی تو بولی کہ اے میرے خدا مینے لڑکی جنی - اور خدا کو تو خوب معلوم تہا۔ جو جنی تھی اور لڑکی مثل لڑکے کے نہیں - اور اس کا نام مینے مریم رکھا ہے اور میں اسکو اسکی اولاد کو

اُنکی اخلاص مندی کا ثمرہ تھا کہ اُن کو معزز کیا - اُنکی بیہودہ گوئی کا نتیجہ ہوگا - کہ مردود ہونگے یاد کرو جب عمران کی عورت مسیح کی نانی حنہ نے کہا تھا کہ اے میرے خدا مینے اپنے پیٹ کا بچہ خالص تیرے لئے نذر مانا ہے - پس تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہر ایک کی باتیں سننے والا ہے اور ہر ایک کے دلی خیالات جاننے والا ہے۔ پس جب اُسنے لڑکی جنی اور وہ حسب دستور عورتوں کے لڑکے کی اُمید رکھتی تھی تو حسرت سے بولی کہ اے میرے خدا مینے تو لڑکی جنی اور نذر ماننے وقت میرے جی میں بیٹے کی اُمید تھی - گو کہ خدا کو خوب معلوم تہا جو جنی تھی - تاہم اُسنے اپنی آرزو کی اور کہا کہ لڑکی مثل لڑکے کے نہیں ہوا کرتی لڑکا جو کام با سانی کر سکتا ہے - لڑکی سے بمشکل بھی نہیں ہوتا - خیر تیرے دیئے پر شکر کرتی ہوں - اور اُسکے نام مینے مریم رکھا ہے - اور میں اُس کو اور اسکی

بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پس خدا نے
فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ	اُس کو اچھی طرح سے قبول
اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا	کیا اور عمدہ طرح سے پالا۔ زکریا اُس کا کفیل ہوا
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ	جب کبھی زکریا اُسکے پاس چوبارہ میں جاتا
وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ	اُس کے پاس کھانا پاتا۔ پوچھا کہ مریم یہ
اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ	کھانا تجھ کو کہاں سے آتا ہے۔ مریم نے کہا یہ اللہ کے ہاں
عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ	سے ہے۔ خدا جس کو چاہتا ہے۔ بے انداز رزق
بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥	دیتا ہے۔

اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں پس خدا نے اُسکے اخلاص کے موافق اُس لڑکی کو اچھی طرح سے قبول کیا۔ اور عمدہ طرح سے پالا۔ چونکہ باپ مریمؑ کا نہیں تھا اسلئے زکریاؑ اُسکا کفیل اور خبرگیر ہوا۔ زکریا نے اُس کو اپنے پاس چوبارہ میں رکھا تو مریم کو زکریا کے با اخلاص شاگردوں کی طرف سے زکریا کی بے خبری میں بھی کھانا دانا۔ پھل۔ پھول۔ وغیرہ پہنچ جاتا۔ یہانتک کہ جب کبھی زکریا اُس کے پاس چوبارہ میں جاتا کچھ نہ کچھ اُسکے پاس کھانا پاتا۔ یہ واقع دیکھ کر زکریا نے ایک دفعہ اس سے پوچھا کہ مریم یہ کھانا تجھ کو کہاں سے آتا ہے مریمؑ نے کہا یہ اللہ کا نیو آتا ہے مریم کو بے گمان کھانا پہنچ جانے پر تعجب کی بات نہیں خدا جس کو چاہتا ہے بے انداز رزق دیتا ہے ❖ (باقی پھر)

دیانندی پنتھ کی حقیقت

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۵ صفحہ ۲۴)

عاجز۔ پھر مصنفان کے نام کس معتبر کتاب سے معلوم ہوئے۔ اسکی بابت ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کہ وید شروع سرشٹی میں تصنیف نہیں ہوئے +

دیانندی جیسے بتی کے روشن ہوتے ہی تمام چمنی فوراً روشن ہوجاتی ہے۔ اسی طرح پرماتما کے علم سے رشیوں کے ہردے فوراً روشن ہوگئے +

عاجز۔ یہ تو عجیب معجزہ ہے کہ فوراً سارے کا سارا وید الفاظ و معنی کی ترتیب و ترکیب کے ساتھ ہردے میں پڑگیا اور ذرا وقت نہ لگا۔ دیانند کہتا ہے کہ جیسے کوئی بین بلجے کو بجاتا ہے یا کٹھ پتلی نچاتا ہے اس طرح پر انکو الہام ہوا۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ویدک ایشور کوئی جسم ہوگا۔ جو بین بجاتا ہوگا یا پتلیاں نچاتا ہوگا۔ جب اُن کے دل میں فوراً آ ڈالا گیا تو اُن کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ ایشور کا الہام ہے یا دلی خیالات کا مجموعہ۔ کیا ہر ایک مصنف کو اپنے خاص ویدکی پیروی لازمی تھی یا سبکی اگر سبکی تھی تو ضرور ہے کہ اُنہوں نے پہلے ایک دوسرے کو شاگرد بنایا ہوگا۔ یا کیا سب کے دل میں علیحدہ علیحدہ چاروں وید فوراً آگئے۔ یہ عجیب دیانندی معجزہ ہے +

دیانندی۔ وید کرموں کے موافق نازل ہوئے۔ چاروں وید کی تعداد قرآن مجید کی سورتوں کی مانند ہے۔ ہر وید اپنی تعلیم میں مکمل ہے +

عاجز۔ براہ مہربانی یہ بتائیں کہ اگر پرلے ہونے کے وقت کسی شخص کے اعمال اس لائق نہ ہونگے۔ کہ اگلی سرشٹی میں اسپر وید نازل ہوں تو کیا پرمیشور الہام کا دروازہ آئیندہ برھم دن میں بند رکھے گا۔ اور اگر ایک ہی شخص کے اعمال اس لائق ہوئے کہ چاروں وید اسپر نازل ہوں تو کیا پرمیشور ایسا ہی کرے گا۔ یا ضرور چار پر ہی نازل کریگا۔ آپکا عقیدہ ہے کہ ویدوں میں معرفت۔ عمل۔ عبادت۔ علم وغیرہ کے مضمون ہیں۔ مگر یہی نہیں بلکہ یجروید کی طرح سام وید

بھی رگوید کا من وعن انتخاب ہے۔ اگر وید پوجا پاٹھ اور نصیحت کے لئے ہیں تو ان پر سترا
وغیرہ گانے کے نشان کس نے دیئے۔ اگر گانی بجانی بانی ہے تو پوجا پاٹھ اور الہامی نہیں
تکرار مضمون کا تو وید پورا پورا پابند ہے۔ سام وید سوائے چند منتروں کے پورا پورا رگوید کا
انتخاب ہے نہ معلوم اسکے علیحدہ تصنیف کرنے سے کیا مطلب ہے۔ وید میں امر و نہی او
حلال حرام کی ہرگز تعیین تک نہیں۔ ہاں نیوگ جیسے حیا سوز مسئلوں سے پُر ہے۔ اور
گنواروں کی نظم کا پورا پورا مجموعہ ہے۔

یہ تو خوب کہی کہ قرآن شریف کی کیوں متعدد سورتیں ہیں اور آیتیں ہیں کیا آپ
ان کا مقابلہ چاروں ویدوں کی تعداد سے کرنے لگے ہیں۔ خدا کسی عاقل سے اپنی عقل کے
ناخن لوایئے۔ آیتوں اور سورتوں کا کُل کتاب سے کیا مقابلہ۔ قرآن مجید تو ایک مکمل
دستور العمل موجود اور ایک خدا کے سچے برگزیدہ بندے پر نازل شدہ ہے جس نے اسے پورا پورا
سمجھ کر پرچار کیا۔ آپ کے ایشور کی دانائی اسی سے ظاہر ہے کہ چار آدمیوں کو ناکمل الہام دیا۔ سب
اول تو اُن کو آپس میں ہی تکمیل کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اور ایک دوسرے سے وید سیکھا ہو گا
اگر اُن کے لئے ضرورت نہ تھی تو آپکے ایشور کی صریح بے انصافی۔ کہ معمولی انسانوں کے لئے
تو چار کی پابندی اور خاص بندوں کے لئے صرف ایک ذرا ہوش کر کے قلم اُٹھایا کرو۔ اب
مسلمانوں کا مقابلہ کارے دارد ہے۔

دیانندی:- آپکو روحانی رموز سے ذرا مس نہیں خدا نے موقعہ بموقعہ قرآن اُتارا یہ قابل اعتراض
ہے ہمارا ایشور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

عاجز:- اگر نیوگ اور تناسخ جیسے مسئلوں ہی میں حقانیت اور روحانیت کا عطر ہے تو بیر
کار طفلاں تمام خواہد شد۔ وید بڑی روحانیت پھیلائیگا۔

رہا پہلا اعتراض سو اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید انسانوں کے لئے نازل ہوا
ہے اور ایک عاقل اور پاک و بے عیب بندے پر نازل ہوا۔ آپ کے وید کی طرح چڑے کی
مشکوں پر نازل نہیں ہوا کہ جو سننے بھی سمجھ نہ سکیں اور تعلیم و تعلم کے خود محتاج ہوں۔ پھر ان
حقانیت کا بیان ہونا چڑیوں سے دودھ کی اُمید رکھنا ہے۔ انسانوں کے لئے چونکہ مختلف

موقع ہوتے ہیں۔ جہاں حکم الٰہی کے بغیر انسان ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ اس لئے ایسے ایسے موقعہ پر خدا کی ہدایت کا ہونا حقانیت کی دلیل ہے کہ خدا نے عین انسان کے حال کے موافق اپنا علم نازل کیا۔ وید کیا جانیں ایسے رموز الٰہی جنکا اعتقاد ہی مشرکانہ ہے۔ خدا کو محتاج بالغیر اور ۳۳ دیوتا اس کے خزانے کے مالک موجود ہیں روح اور مادہ پر ایشور کا جبریہ قبضہ نہ ہوتا۔ تو بس وہ عضو معطل کی طرح بیٹھا رہتا کیونکہ پیدا کرنا تو اُس کی صفت سے خارج ہے پھر وحدت فی الذات کو تو ویدوں نے جانے ہی نہیں رکھا۔ تین چیزیں قدیم سے چلی آتی ہیں نہ معلوم اُن کو ایک دوسرے کے خواص کیسے معلوم ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ کہنا پڑے گا کہ کچھ عرصہ ایشور کو اُن کے خواص معلوم نہ تھے بعد تجربہ بسیار خواص معلوم ہوئے اور یا وہ اُسکے بعد کی ہیں۔ کیونکہ جو ایک چیز کو بناتا ہے وہ اُسکی خاصیتوں اور تمام نکتوں سے ناواقف ہوتا ہے۔ ورنہ ایک عقلمند کی عقل یہاں آکر حیران رہجاتی ہے کہ قدیم اشیاء کی خاصیت قدیم کیسے معلوم کریگا۔ کیونکہ اُن میں ایک ساعت کا تقدم و تاخر نہیں اگر اسی فلاسفی کا شوپن ہار دلدادہ تھا تو سلام ہے یا شاید نیوگ فلاسفی دیکھ کر اُن کی شرن میں آگیا ہو تو شک نہیں *

دیانندی۔ سنسکرت روحانی ملک کی زبان ہے اور ودوان اسے بولتے ہیں *

عاجز۔ روحانی ملک سے آپکی کیا مراد ہے کیا یہ بولی روحوں کی ہے۔ کیونکہ وہ ۲۴ خواص رکھتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنسکرت زبان ایشور کی نہیں بلکہ روحوں کی ہے۔ بہر حال ایشور کی بولی کوئی اور ہوگی۔ پھر ایشور کی عقل پر غور کیجیئے کہ کلام نازل تو کر رہا ہے بندوں پر اور بولی اپنی بولتا ہے۔ بھلا ایک گنوار کے سامنے انگریزی بولی جائے تو وہ کیا خاک سمجھ گا ہاں یاد کراؤ تو طوطے کی طرح یاد کرلیگا۔ یہی حال مصنفان وید کا تھا۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کا ایشور بندوں کی زبانوں سے محض ناواقف ہے۔ میکسمولر کی رائے سے آپ ہرگز اتفاق نہ کرینگے۔ آپکا تو یہ عقیدہ ہے کہ میٹھی میٹھی ہپ ہپ۔ کڑوی کڑوی تھو۔ اگر اُسکی پوری رائے ویدوں کی نسبت درج کرتے تو آپکی دیانت کی قلعی کھلتی۔ جب انسان وید کے نزول سے پہلے شبد سنتے تھے تو وہ کونسی زبان تھی۔ کیونکہ سنسکرت زبان تو بہر حال وید کے نزول کے بعد معلوم ہوئی پھر یہ مطلع فرماویں کہ خیر مصنفان وید نے تو گیان سے سنسکرت طوطے کی طرح پڑھ لی۔

انیک انسانوں کو انہوں نے کس زبان میں اسکا مطلب بیان کیا۔ کیونکہ عوام تو محض جاہل تھے۔ جبتک اُن کو ایسی زبان میں نہ سمجھایا جاتا۔ جسے وہ جانتے ہوتے تو وہ کیسے ویدکے مضمون سے آگاہ ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے یہ آپکا محض ڈھکوسلا ہے۔ اور سنئے۔ پرلے کو آپ خواب کی حالت ملتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ پرلے شروع ہونے کے وقت انسان ہزارہا مختلف زبانیں بولتے ہیں کیا بعد خواب اُن کو اپنی زبان بھول جایا کرتی ہے۔ شاید آپ کی زبان خواب سے بیداری کے بعد روزانہ بدلتی رہتی ہوگی۔ یہ عجب حیرت ناک امر ہے میکسمولر کا حوالہ قطعی بالکل (دیکھو صفحہ ۱۹ آپکے خلاف ہے نہ کہ آپکے موافق۔ وہ کہتا ہے کہ کون انکار کرسکتا ہے کہ وید آرین زبان اور آرین علم کی سب سے پرانی یادگار ہے" یعنی وید اس زبان کی جو آریہ بولتے تھے قدیم یادگار ہے اُسکا یہ تو مطلب نہیں کہ کل دنیا کی زبانوں سے قدیم ہو۔ صرف آرین زبان کی پرانی یادگار ہے۔

دیانندی۔ سنسکرت بگڑ کر اور زبانیں بنیں شدہ سنسکرت کسی نہ کسی پیرایہ میں ہر ملک دیار میں موجود ہے۔

عاجز۔ براہ مہربانی یہ تو بتائیں کہ یہ زبانیں کب بنیں اور کس نے بنائیں کیونکہ سنسکرت کی قدامت ثابت کرنے کے لئے ان کا بعد میں بنایا جانے کا زمانہ بھی مقرر ہونا چاہئے۔ صرف دعوی بلا دلیل کرنے سے کچھ فایدہ نہیں ہاں اگر آپ نے یہ ثبوت کردیا کہ یہ فلاں زمانے میں فلاں آدمی نے بنائیں تو آپکا دعوی قابل غور ہوسکتا ہے۔ سنسکرت کا پونے دو ارب سال سے ہونا ثابت کیجئے اور دوسری زبانوں کا بعد میں ہونا۔

یہ دعوی آپکا بالکل باطل ہے کہ شدہ سنسکرت ہر ملک دیار میں موجود ہے۔ شاید ملک سے آپ کی مراد ہند ہے۔ ورنہ اور ملک تو اسکا نام تک نہیں جانتے۔ آجتک وید تو بنارس کی چاردیواری سے باہر نہیں نکلے نہ معلوم سنسکرت کیسے ہر ملک میں پہونچی اور کس ملک میں شدہ سنسکرت موجود ہے۔ اُمید ہے لالہ جی ہمیں اس ملک کا ضرور پتہ دینگے تاکہ ہم شدہ سنسکرت کا کھوج نکالیں۔ شاید وہاں سے وید کے نسخے بھی نکل آویں۔

دیانندی۔ ایشوری گیان حالت سمادھی میں ہوتا ہے نہ خواب نہ بیداری میں۔

عاجز۔ یہ دعویٰ ہیں نے آج آپ ہی سے سنا ہے ورنہ دیانند تو صرف اتنا مانتا تھا۔ کہ سمادھی میں رشیوں نے وید کا مطلب نکالا۔ آپنے وید کا نزول بھی سمادھی میں بنا دیا۔ کیا سمادھی کی حالت بین بجانے یا کٹ پتلی نچانے کی حالت سے مشابہ ہوتی ہے۔ اور پھر کیا رشیوں کو سمادھی لگانا وید کے نزول سے پہلے آتا تھا۔ اگر انکو گیان الٰہی وید کے نزول سے پہلے تھا۔ کہ وہ خدا کو جانتے تھے اور سمادھی کر کے اسکی یاد کرتے تھے تو وید الہام الٰہی نہ ہوا بلکہ انکا اپنا کلام ہو سکتا ہے کیونکہ وہ پہلے سے ہی گیان وان تھے۔ آپکا گرو بھاشی بھومکا صـ۹ پر مانتا ہے کہ محض عقل حیوانی سے علم حاصل ہونا ناممکن ہے تو ہم کیسے مانیں کہ وہ وید کے نزول سے پہلے مراقبہ کرتے تھے۔ ذرا سوچ سمجھ کر دعویٰ کرنا چاہیئے ✦

دیانندی۔ الہام ملفوظات اور معنی کے تعلق کا نام ہے ✦

عاجز۔ مگر لیکھان وید معنی سے محض جاہل تھے۔ آپ کہتے ہیں ایسے الفاظ من کے اندر کو جاتے ہیں۔ مگر آپ کا گرو کٹ پتلی کی طرح ناچنا اور بین باجے کی طرح الہام مانتا ہے ظاہر ہے کہ بین باجے اور کٹ پتلی کی حرکات و آواز باہر نکلتی ہے نہ کہ اندر رہتی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ لفظ و معنی سے آپکا کیا مطلب ہے ذرا ان کی علیحدہ علیحدہ تعریف اپنے گرو کی سند سے کریں پھر آپ کے الہام کی حقیقت ظاہر کی جاویگی ✦

دیانندی۔ اسکی جانچ کشف پر تھی۔ وید زبانی یاد کرائے جاتے تھے ✦

عاجز۔ آپ تو یہ کہہ چکے ہیں کہ وید فوراً ان کے ہردے پر الہام ہوگئے پھر کیا انہوں نے بعد میں سمادھی لگانی شروع کی؟ اور جانچنا شروع کیا۔ اگر انہوں نے اُسے جانچ کر بعد میں دعویٰ کیا۔ تو ظاہر ہے کہ پہلے اُن کو شبہ تھا کہ شاید یہ الہام نہ ہو۔ بعد میں سمادھی کر کے جانچنے سے انکو قدرے یقین ہوا ✦

ویدوں کے حفظ کرنے کی بابت پہلے یہ بتایئے کہ مصنفان وید کو چاروں وید حفظ تھے۔ یا صرف اپنا اپنا وید حفظ تھا اور وہ اسی طرح طوطے کی مانند حفظ کرتے گئے یا بامعنی لیکن کیا آپ رشی دیکھئے۔ کسی آریہ ودت کے حافظ کا نام بتایئے۔ آجکل کس دیانندی کو وید مع معنی حفظ ہیں؟ محمد منظور الٰہی ✦

ہندوؤں میں چھوت کا مسئلہ

ہندوؤں میں کم و بیش چھوت کا رواج عموماً پایا جاتا ہے۔ گو اس کمی بیشی میں ملکی رسم و رواج کو بھی بہت کچھ دخل ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں مذہبی طور پر اس کی کچھ اصل ہے گو بانیان مذہب نے اس کی بنا کچھ ہی سمجھی ہو۔ جو اُس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق ایک حد تک عمدگی رکھتی ہو مگر چونکہ اسقدر تشدد اور بنی نوع انسان سے نفرت صریح عقل اور انصاف کے خلاف ہی اس لئے زمانہ حال کی روشنی کے سامنے لازمی تھا۔ کہ اس میں تنزل ہوتا۔ اس کے کئی ایک باعث قدرتی طور پر پیدا ہو گئے۔ ملک میں انگریزی تعلیم کا عام رواج ہونا۔ پھر اُسکا لازمی نتیجہ میل ملاپ دوستانہ تعلقات سفر بحری اور بری۔ برف اور لیمولیٹ۔ سوڈا واٹر کا رواج جس کی بوتل کو ہر ایک قوم کا آدمی مُنہ لگا کر پی لیتا ہے۔ ان سب اسباب کے علاوہ بڑا بھاری سبب جس نے چھوت کے مسئلہ کو بہت کچھ نقصان پہنچایا۔ یا واٹر ورکس ہے یعنی نلکوں کا جاری ہونا۔ گو یہ قدرتی عمل سے نہ ہی مگر اس خیال سے کہ جس طرح قدرتی اشیا میں سب مخلوق کا برابر حصہ ہے۔ دھوپ ہوا سردی۔ گرمی وغیرہ اشیا سے جس طرح ہندو فایدہ اُٹھاتے ہیں اسی طرح مسلمان بلکہ دوسری اعلیٰ ادنیٰ قومیں بھی مستفید ہوتی ہیں اسی طرح چونکہ سرکار کو بھی اپنی تمام رعیت کو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے اس لئے جہاں جہاں ہندوؤں کے بڑے بڑے شہر مثل بنارس وغیرہ کے تھے نہیں وہاں بھی یہ تمیز نہ ہو سکی مگر نہ معلوم امرت سر کے ہندو بھائیوں کے لئے کس نے صلاح دی۔ کہ اُنھوں نے درخواست کر دی کہ نلکوں کے پانی میں ہمارے لئے تمیز کی جائے یعنی ایک نلکہ اگر مسلمانوں کے لئے ہو تو ایک دوسرے مقام پر ہندوؤں کے لئے الگ ہو۔ ہم اس مسئلہ پر سردست معقول طرز سے بحث کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ یہ غور کرتے ہیں کہ ایسا ہو بھی سکتا ہے کہ ہندوؤں کا نلکہ مسلمانوں سے الگ ہو۔ ہمارے خیال میں معزز ہمعصر وکیل نے بہت ٹھیک کہا۔ کہ دو نلکوں کا ہونا بہت سے فوجداری مقدمات اور ناراضگی کا باعث ہوگا۔ کیونکہ بعض لوگ جو بیرونجات سے آوینگے اُن کو کیا معلوم کہ ہندوؤں کا نلکہ کون ہے اور مسلمانوں

کون وہ تو مثل دوسرے شہروں کے جہاں جہاں نکلے ہیں ایک سے بجھکر پانی پی لینگے۔ جس کر
فریق ہندو کی چونکہ وہ غرض وغایت جو اس علیحدگی سے ملحوظ تھی پوری نہ ہوگی۔ تو خوب سویم
سونا چلیگا۔ شاید اس انتظام میں پولیس بھی زاید کرنی پڑے۔ پولیس کیا موجودہ مجسٹریٹوں سے
مقدمات بھی فیصل نہ ہونگے۔ آخر کار مجسٹریٹ زاید بڑہانے پڑیں گے۔ ان وجوہ سے تو ہم متفق
ہیں کہ بہت سے لوگوں کے لئے ایک روزگار کی صورت نکل آئیگی۔ مگرہاں اپنے ہندو
بھائیوں کی علیحدگی کا بیشک ہمکو رنج ہوگا ؎

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جُدا
ہے اپنا اپنا مقدر جُدا نصیب جُدا

اس دعوی کی دلیل ہم ایک آریہ اخبار سے پیش کرتے ہیں جس نے ایک دو واقعہ اسی قسم
کی چھوت کے متعلق نقل کئے ہیں اور خوب ہی پھبتیاں اُڑائی ہیں۔

آریوں کا معزز اخبار ست دھرم پرچارک ہردوار مورخہ ۱۵ اساڑھ یوں لکھتا ہے

"از جنگ چین مصنفہ ٹھاکر گدادھر سنگھ"

روٹی پانی کے بارے میں دو چٹکلے بھی سُن لیجئے:۔

ایک چوکے میں دو تین راجپوتوں نے اپنا کھانا جا کر تیار کیا اور باہر نکلکر ٹھنڈے ہونے لگے۔ کہ
ذرا دم لیکر بھوجن کرینگے۔ اتنے میں ایک امریکن سپاہی آکر آہستہ سے چولہے کی آنچ میں
اپنا چُرٹ سُلگانے لگا۔

ہرے ہرے رام رام یہ کیا کیا یہ کیا ہوا!!! بیچارہ امریکن سپاہی حیران ہے کہ یہ کیا
بات ہوئی وہ سمجھا۔ کہ شاید یہ لوگ روٹی چُرانیکی تہمت لگاتے ہیں ہاتھ پاؤں کوٹ توپ
جھاڑ کر دکھاتا ہے۔ کہ دیکھ لو۔ میں نے روٹی نہیں لی۔ صرف چُرٹ سُلگایا ہے۔ پر یہاں
معاملہ ہی دیگر تھا۔ سپاہی نے تو ان کو جھمیلا کرتے دیکھکر اپنا رستہ لیا اور اُن دہارمک منشوں کو
بجز اُس کے کہ کل روٹیوں کو کرشن ارپن یا دریائے یہوہ کے حوالے کرتے اور چارہ ہی کیا تھا۔

ایک دوسرے چوکے میں بھی روٹی بنکر طیار ہوئی تھی۔ روٹیوں کی ٹہری تہ تھالی میں
چولہے کے پاس رکھی تھی۔ کہ ایک جاپانی سپاہی نے ایک ڈالر تھالی کے پاس رکھ دو روٹیاں

اوٹھالیں ہائے ہائے! چوکا تو چھوت ہو گیا۔ اتنی محنت کری کرائی خاک میں مل گئی راجہ
جاپانی پر بہت ناراض ہو رہے ہیں اور وہ غریب کھڑا مُنہ تک رہا ہے کہ یہ کیا ہوا۔ یہ کیوں
بک رہے ہیں کہ میں نے تو روٹیوں کے دام سے بہت زیادہ پہلے ہی دھر دیا ہے ٭
ایک اور بھلے مانس راجپوت نے دیکھا کہ اب کہنا سُننا فضول ہے۔ سب روٹیاں
جاپانی کو دینے لگا اور اُس کا ڈالرلوٹا دیا۔ جاپانی نے سمجھا۔ کہ شاید یہ لوگ دام دینے سے
بگڑ گئے ہیں جو کہ مناسب حرکت تھی اُس نے نہایت انکساری کے ساتھ ڈالر واپس لیا
اور چاہتا تھا۔ کہ تھوڑی روٹیاں لیجائے۔ باقی اُن کے لئے رہنے دے۔ مگر یہاں تو معا
ہی کچھ اور تھا۔ آخر کار جاپانی بصد شکر کل روٹیاں بھی لیگیا۔ اور ڈالر بھی۔ راجپوت اپنے
دھرم کو سمیٹ کر بیٹھے بھوننے لگے"
مگر افسوس کہ اخبار مذکور نے چھوت پر پھبتیاں تو اُڑائیں لیکن جب ہم دیکھتے ہیں
کہ آریہ سماج بھی باوجود دعویٰ این و آن وغیرہ کے ایسی غیر معقول الجھن میں پھنسا ہوا ہے
آریہ سماج کے بانی دیانند جی نے گو ہندوؤں کی بہت سی رسم و رسوم بلکہ مذہب میں اصلاحیں
کی ہیں مگر چھوت کے مسئلہ کو بالکل وہ بھی نہ صاف کر سکے۔ اُنھوں نے بھی صاف لکھا
اور آریہ سماج کو بھی سبق دیا۔ کہ گوشت خوروں کے ہاتھ کا ست کھاؤ۔ اسی لئے ماسٹر
آتما رام صاحب جیسے آریہ نے نگینہ کے مباحثہ میں بطور فخر کے کہا تھا۔ کہ میں سرحد پنجاب
پر گیا۔ تو وہاں کے پٹھان میرے لئے پانی لسی وغیرہ لائے۔ مگر میں نے نہ پیا۔ کیونکہ وہ گوشت
خوار ہیں کیا ہی معقول وہم پرستی ہے۔ آریہ سماج اور یہ وہم پرستی معقول جوڑ ہے مگر اس
خیال سے کہ آریہ سماج کے اور کون سے خیالات میں پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ جو اس پر
نہ ہونے سے اعتراض ہو۔ تمام پاکیزہ سے پاک اور پوتر نیوگ کیا کم ہے۔ جس کو بڑی
چمک دمک سے مہذب دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ لہذا اس پر بھی افسوس
نہیں ؎

بلا سے کوئی ادا اُن کی بد نما ہو جا ٭ کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا

اہلحدیث

مذہب

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

میرے معزز ناظرین! جو سبجکٹ کہ آج اول ہی اول میں نے اختیار کیا ہے یہ کوئی معمولی سبجکٹ نہیں ہے بلکہ یہ قریب قریب وہ وسیع سبجکٹ ہے جس پر کل دنیا اور اہل دنیا کا دارومدار ہے اس لئے مجھ جیسا ناقابل شخص اس پر قلم اٹھانے کی کیا جرأت کر سکتا ہے ہاں البتہ اسوقت اگر میری جگہ کوئی دوسرا مضمون نگار ہوتا تو بہت کچھ امید تھی لیکن میرے کانشنس کے اصرار یا اور جو کچھ کہا جاوے اسنے مجھ ایسے نالایق شخص کو کچھ لکھنے پر آمادہ کر دیا۔ یہ بات میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ صرف اسی چیز پر کل اہل دنیا کا دارومدار ہے۔ بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا ہوں تو مذہب کی جڑ خدا کو پانا ہے اور یہی اصلی سبب کل کائنات کی پیدائش کا ہے اور یہ بھی امر مسلمہ ہے کہ اسکا ذریعہ مذہب ہی بتلایا گیا ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بعض لوگ ہستی صانع عالم کے بھی قایل نہیں ہیں۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ میں اُن حضرات کی اس موقعہ پر کچھ خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ اول تو یہ بحث ہی میرے سبجکٹ کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ اسلامی پرچہ عدم گنجایش کا عذر کرتا ہے۔ ہاں اگر زمانہ نے مہلت دی تو انشاءاللہ کچھ اسطرف بھی توجہ کیجاویگی۔ تاہم اُن حضرات سے اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ وہ لوگ صرف اپنے جسم ہی کی ساخت کو بنظر تعمق دیکھکر اپنے پرانے تعصب کے خیالات کو بالائے طاق رکھکر دیکھیں کہ یہ اُنکے آرام اور چین سے بھرپور پرحکمت عضو خود بن گئے ہیں یا کسی نے بنائے ہیں علی ہذاالقیاس اور دیگر جملہ مخلوقات کو دیکھکر غور کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک مذہب والے کو دوسرا مذہب بالکل غلط اور جھوٹا نظر آتا ہے گو کہ وہ درحقیقت غلط اور باطل ہو یا نہو سے

ہر بچشم عداوت بزرگتر عیب است
گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است

پس مخلوقات جو کے واسطے بہت مشکل ہے کہ کس مذہب کو اختیار کرے [illegible]

اُس کے تمیز کرنے کے واسطے چند کسوٹیاں بنائی ہیں طالب کو لازم ہے کہ اُسکو اُنپر کس کر پرکھے۔ کیونکہ اسی پر تمام دنیا کے نجات کا دار و مدار ہے۔ مردم شماری کی رو سے آجکل دنیا میں پانچ مذہب زیادہ ہیں اسلام۔ یہود۔ بدھ۔ عیسائی۔ ہنود۔ ان میں سے ہر ایک ایک ہی صانع عالم کو مانتا ہے گو وہ مختلف ناموں سے ہو یا عنوان اور صفات میں کیسا ہی اختلاف ہو اُن میں سے ہر ایک ایک مُصلح اور ریفارمر کا قایل ہے اور اُسکو پیغمبر یا اوتار یا جزو خدا کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اپنی کتاب کا اُسپر الہام ہونا بیان کرتے ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ سب مذہب ہرگز سچ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اکثر یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جو بات ایک کے یہاں باعث نجات ہے وہی دوسرے کے یہاں باعث گناہ اور عذاب ہے۔ یہ سخت غلطی کی بات ہے کہ آدمی محض تقلید آپنے آباء اجداد کی لکیر کا فقیر رہے اور اُسی پر اڑا رہے بلکہ اُسکو لازم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اُسکو قوت مدرکہ عنایت فرمائے فوراً مذہب کی تحقیق شروع کرے اور اصل اور سچے مذہب کو تلاش کرکے اُسکا پیرو بنے۔ کیونکہ ایک بہت بڑے فلاسفر اور ایک نہائی دنیا کے آقائے نامدار کا حکمانہ قول بہت درست ہے کہ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَقَدْ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ الْاِسْلَامِیَّةِ لٰکِنْ اَبَوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ۔ اور در اصل یہ بات بہت سچ ہے چنانچہ اسی بنا پر ہمنے ہر طرح مذہب اسلام کو دیکھا بھالا اور اُس قوت کو کہ جو بالکل اندھا اور متعصب بنانے والی ہے یا جس کو ہم حب ملت کہتے ہیں ایک طرف رکھکر غوض کیا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت سچا دین اور جسپر تمام دنیا کی نجات ابدی موقوف ہے اور جو کل مذاہب کو فسخ کرنے والا ہے وہ صرف **مذہب اسلام** ہی ہے اور یہ ہمارا خیال محض تقلیدی نہیں ہے بلکہ بہت تحقیقی اور اظہر من الشمس ہے ؎

من غلام آفتابم کز آفتاب گویم
نے شبنم و شب پرستم کز خواب گویم

مذہب مقدس اسلام کی سچی اور آسمانی کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میں الہامی ہوں اور خاص خدا کا کلام ہوں اگر تم میں سے کسی کو کچھ شک ہو تو ایک سورت یا ایک آیت

ہی مثل اس کی بنا لاؤ وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ مگر آجتک کہ جو زمانہ تیرہ سو برس کا ہوا کوئی مخالف بھی چند کلمہ نہ بنا سکا۔ حالانکہ بڑے بڑے فرقے اس درمیان میں پیدا ہوئے اور اُن میں سے کسی نے بھی حتی الوسع کوئی دقیقہ اور کوشش اپنی کامیابی میں اُٹھا نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ پشیمان اور شرمندہ رہے منصف کیواسطے صرف یہی ایک دلیل مذہب اسلام کی حقانیت کے واسطے کافی ہے۔

حضرات آریہ جو اپنے آپ کو بہت حق پر خیال کئے بیٹھے ہیں اور ریفارمر ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ ضلالت کے بہت گہرے چاہ میں غرقاب ہیں اُنکی کتابوں سے تو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ کسپر نازل ہوئیں اور وہ لوگ کون تھے اور کیسے تھے اور جو صفتیں کہ ملہم الیہ کے واسطے مقرر ہیں وہ اُن میں موجود تھیں اور جن لوگوں پر آریہ لوگ زبردستی ویدوں کو نازل شدہ بتلاتے ہیں اُن کے تو نسب ہی کا پتہ ندارد ہے ماسوا اسکے کہیں بھی یہ دعوی نہیں کرتیں کہ ہم صانع عالم کا کہ جو وحدہ لاشریک ہے کلام ہیں وہ تو درحقیقت محض مہمل کلام اور فضول عبارتوں کا ذخیرہ ہے اور مثل عیسائیوں کی کتابوں کے شرک کی تعلیم کرتی ہیں تثلیث کا مسئلہ قایم کرتی ہیں یعنی روح۔ مادہ کو بھی اناادی بتلاتی ہیں اور اپنے خدا کو معصل کا محتاج ظاہر کرتی ہیں کہ وہ جسکو لیکر کمہار کی طرح جوڑ کر بنا دیتا ہے درحقیقت اُسکو خود کچھ اختیار نہیں ہے ع برین عقل و دانش بباید گریست۔ خود ہندو صاحبان اس بات کے قایل ہیں کہ اُنکی کل مذہبی کتابیں محفوظ نہیں ہیں بیچاری انگریزوں کا خدا بھلا کرے کہ جنکے وسیلہ سے اُنکو اپنی مذہبی کتابوں کا دیکھنا نصیب ہوا یہ صرف مذہب اسلام ہی کی سچائی ہے کہ ایک دس سالہ بچہ بھی کھڑے ہو کر کل قرآن شریف اور فرقان حمید سنا دیگا۔ اور بفضلہ تعالیٰ اُن کے حفاظ کی تعداد اسقدر ہے کہ ہر اقلیم ضلع۔ شہر۔ قصبہ گاؤں میں ایک کافی تعداد کے ساتھ نکل سکتے ہیں۔ اور یہ قرآن شریف کا بہت صحیح معجزہ ہے اور جسپر اُسکے معتقدوں کو ناز کرنا بیجا نہیں ہے بلکہ بہت بجا ہے جس کی اُسکے نازل نے خود خبر دی ہے کہ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (یعنی تحقیق ہم اُسکے محافظ ہیں) یہ بات کسی اور سماوی کتاب میں موجود نہیں کیونکہ خود عالم الغیب کے

اسکو خوب معلوم تھا کہ اُن سب پر ہمیشہ عملدرآمد نہیں ہوگا بلکہ ایک اور جلیل القدر کتاب ہوگی جو ان سب کی ناسخ ہوگی اور ہمیشہ عمل میں رہیگی اور ہم اُسکی حفاظت کرینگے اور وہ خاتم الانبیا پر نازل ہوگی چنانچہ مشہور ہے کہ عیسائیوں وغیرہ مخالفوں نے بارہا کوشش کی۔ کہ کل نسخہ قرآن مجید کے دنیا میں سے مہیا کر کے ضایع کر دیئے جائیں مگر پھر بھی بخیال حفاظ اپنے اس پوچ لچر اور مہمل خیال میں ناکام رہے اگر نظر غور اور انصاف سے دیکھا جاوے تو تیرہ سو برس کی قلیل مدت میں ایک تہائی دنیا سے۔ زیادہ کا مطیع اسلام ہو جانا تائید ایزدی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اب اس مقدس مذہب کا تبلیغ کرنیوالا ابھی کوئی نہیں ہے۔ لیکن یہ محض فضل ایزدی اور اسلام کے مذہب پاک کی صداقت کی دلیل ہے کہ پھر بھی لاوارث مگر عالی نسب مذہب اسلام میں ہر سال سینکڑوں بلکہ ہزاروں کا اضافہ ہوتا ہے جس کی بابت ایک منصف مزاج غیر قوم کا سیاح اس طرح لکھتا ہے "شیوع مذہب کے اعتبار سے دنیا کے بہت بڑے حصہ پر اسلام کو عیسائی مذہب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ بعض ممالک میں عیسائی مذہب فی الواقعہ اُٹھتا جاتا ہے اور اُس کے بدلے میں مذہب اسلام قایم ہوتا اور جمتا جاتا ہے۔ ہم بالعوض اسکے کہ فتح پاتے اور آگے بڑھتے شکست پاتے اور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ مذہب اسلام مراکو سے جاوا تک اور زنجبار سے چین تک تو پھیل ہی چکا ہے۔ اب افریقہ کے نشیب میں پانی کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ دریائے گونگو اور دریائے زنیزی کی تمام آبادیاں مسلمان ہوتی جاتی ہیں۔ یوگنڈا کا علاقہ جو زنگستان میں سب سے زیادہ قوی ملک ہے وہاں کے لوگ اب ہماری آنکھوں کے سامنے مسلمان ہوگئے۔ ہندوستان میں مغربی تہذیب صرف مذہب اسلام کیواسطے راستہ صاف کر رہی ہے۔ مذہب اسلام میں یہ بات دنیا سے بہتر ہے کہ یہ جماعت متقا اور پرہیز گار شراب سے بری ہے" (خلاصہ مضمون جو پادری ایزک ٹیلر صاحب نے ۱۸۸۸ء میں مقام والورہیمپٹن واقعہ ملک انگلینڈ چرچ کانگریس میں بیان کیا تھا) علاوہ اسکے مذہب اسلام اور اُسکے سچے راہبر اور اہل اسلام کی سچی کتاب کی تعریفوں سے تمام مخالفوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ گاڈفری ہنگ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۱ میں لکھتے ہیں کہ جیسی عالی مضامین حقیقت میں قرآن مجید کی ہیں اُن سے زیادہ غالباً دنیا بھر میں نہیں مل سکتیں علی ہذا القیاس واشنگٹن

تحریرات ڈاکٹر ای اسپنگر و رومن صاحب و مورخ گبن صاحب و مسٹر ٹامسن کارلایل صاحب و مسٹر
جون ڈیون پورٹ صاحب و ریورنڈ جی رلوز تبل صاحب وغیرہ وغیرہ۔ قاعدہ ہے کہ ہر دنیاوی
بادشاہ اپنے اپنے مقبولہ پایہ دار الخلافہ کو حتے الامکان بہت محفوظ رکھتا ہے۔ اور ہر وقت
اُسکی مدد کو مستعد رہتا ہے اور کسی مخالف کو بدنظری سے دیکھنے پر بھی فوراً خبردار ہو کر تدارک کرتا ہے اور
یہ یقینی بات ہے کہ صانع عالم کے یہاں ضرور اس سے بہتر تدارک ہوتا ہوگا کیونکہ اگر وہاں سامان دنیاوی
ہونگے تو یہاں سامان خدائی ہونگے لیکن بڑی افسوس کی بات ہے کہ آجتک کوئی مذہب والے کہ
جو اپنی سچائی کے مدعی ہیں ہرگز اسکا ثبوت نہیں دیسکتے کہ اُن کے خدا نے کبھی اُنکے پیغمبر یا رشی کے دار الخلافہ
کو اپنی حفاظت میں لیا ہو۔ چنانچہ یہودیوں کا مقدس مقام (موسیٰ کا فرار) عیسائیوں کا متبرک شہر اور
تخت گاہ بیت المقدس صلیب اعظم آجتک اہل اسلام کے مبارک قبضہ میں ہے اور انشاء اللہ
ہمیشہ رہیگا۔ ہندوؤں کے ولیوں اور رشیوں کا پایہ تخت کاشی جی گڈھ مکتیسر متھرا جی اجودھیا جی
ایک عرصہ تک اہل اسلام کے قبضہ میں رہے اور اب بھی غیر قوم ہی کے قبضہ میں ہیں۔ اور
ہماری عادل اور منصف مزاج گورنمنٹ کی منصفانہ نظر کی وجہ سے آجتک مسلمان خطیب بدستور
قدیم جنم استھان پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے خدائے پاک کی حمد اور اُسکے سچے رسول مقبول صلعم کی
تعریف و ثنا بیان کرتا ہے بلکہ بقول اہل ہنود سب اعلیٰ مقام اور متبرک چیز مکتیسر اہل اسلام ہی
کے قبضہ میں ہے اور اُن سے بہت خوش ہے صرف مذہب اسلام کی یہی فضیلت اور حقانیت
ہے کہ مسلمانوں کا پایہ تخت مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ابتداء سے ابتک اُنہیں کے قبضہ میں رہا۔ اور
اُسکے لئے صاف صاف پیشینگوئی ہے کہ تمام دنیا کا سب سے بڑا ڈکر بڑا فاتح جو اُسکی نسبت کسی
قسم کا بیہودہ خیال رکھتا ہوگا ہرگز ہرگز اسپر قبضہ ہونا تو درکنار داخل بھی نہو سکیگا۔ چنانچہ یہ بھی
پیشینگوئی کسقدر ظاہر بھی ہوگئی کہ چند اہل عرب ظالم اور بیہودہ فرمانرواؤں نے اُسکے بگاڑنے کی
بیہودہ کوشش کی مگر ناکام رہے اور شرمندہ ہو کر اپنے بُرے ارادہ کی سزا بھگتنی پڑی۔ اہل اسلام کے
عقیدہ کے بموجب دجال ناپاک دنیا کے قریب قریب کل زمین سے طے کر لیگا لیکن پھر بھی ان
متبرک و مقدس مقاموں پر ہرگز داخل نہو سکے گا اور اُلٹے قدموں پھریگا مخالفین اگر اُسوقت ہوں
تو اُنکو اس پیشینگوئی کو ذرا تعصب سے بری ہو کر بغور تصدیق کریں غرض کہ مذہب اسلام

سب سے سچا اور قابل تقلید مذہب ہے کہ جس کے لئے طالب کو ہزاروں نہیں بلکہ بیشمار دلایل مل سکتے ہیں مگر افسوس کہ ہمکو یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ آجکل ہم لوگ بہت بُری حالت میں ہیں اور بہت نازک حال ہے مگر یہ سب ہمارے افعال کے نتایج ہیں کہ جو ہم بھگت رہے ہیں جنہے اُن سب عمدہ باتوں کو ترک جنسے آجکل کی سب سے زیادہ مہذب شمار ہونیوالی قوم نے تہذیب سیکھی اور اپنی وحشیانہ حالت کو سنبھالا اور مہذب کہے جانے کے مصداق ہوئی) بالکل چھوڑ دیا اور اُن سے قطعی نفرت کرنے اور اُنکو باعث ضلالت اور خارج از مذہب جاننے لگے ہماری مہربان اور محسن گورنمنٹ نے ہمکو ہر طرح کی آزادی عطا کی ہے ہم لوگ ہر طرح سے اپنی ترقی کے واسطے آزادانہ کوشش کر سکتے ہیں افسوس!! اب ہم لوگوں کو اگر کوئی شغل رہگیا ہے یا اگر کوئی چیز کہ جس کو ہم باعث ترقی سمجھتے ہیں ہے تو وہ یہ ہے کہ ہمارا مذہب سب سے پاک اور سچا ہے یا سوائے اسکے یہ کہ گائے کا گوشت چٹ کر کے مسلمان علی خاں بن گئے۔ رہے ہمارے زمانہ کے حضرات علما اُنکو تو تکفیر کے فتوی دینے اور حرام حلال کی بحث ہی سے فرصت نہیں ہے اسطرف کیوں متوجہ ہوں۔ اگر ہم کہیں اصل اسلام کی بُو پاتے بھی ہیں تو وہ صرف اسقدر ہے جیسا کہ عشاق کے دل میں صبر اور اُنکی مختصر تعداد بھی اتنی ہے کہ جو اَلنَّادِرُ کَالْمَعْدُوْمِ کے تنگ احاطہ میں مقید ہے افسوس یہی مسلمانی ہے اور یہی ترقی کا زینہ ہے خیر اب قوم کا مرثیہ کہانتک گایا جائے یہ تو کبھی نہیں مٹنے والا ہے اور نہ اس سے کچھ فایدہ ہی معلوم ہوتا ہے ؎

نہ آیا ہمیں ہوش اللہ رے غفلت
تھکے وہ دعاؤں کو دم کرتے کرتے

دنیا کے سب سے زیادہ مہذب جماعتوں کے مورخوں اور اسلام کے سب سے بڑے معترضوں کا سب سے بڑا اعتراض اسلام پر یہ ہے کہ مذہب اسلام بجبر تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ یہ اعتراض بالکل غلط اور مہمل ہے اسلام ہرگز تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ معترضوں کو پہلے اسلام کی ابتدائی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ ایک اُمی (ان پڑھ) شخص نے (جس کے پاس نہ تو کوئی بڑی جماعت تھی۔ اور نہ ایسا عالم تھا بلکہ برخلاف اسکے ایسی جگہ جنم پایا تھا کہ جہاں علوم وفنون کا نام ونشان تک مٹ گیا تھا [illegible]

گرویدہ کر لیا اور ان سب نے اپنی دولت اور ثروت کو بالکل ترک دیا اور وہ زور آور اور گردن کش ایسے مطیع اور فرمانبردار ہوگئے کہ بجائے پسینہ کے خون گرانے کو تیار ہوگئے کیا آنحضرت صلعم فداہ اُمی و ابی کی تلوار نے ایسا کرایا تھا۔ علاوہ اس کے حضرت کے خلفاؒ اور حضرت ؐ کے لشکر کے بہادر جنرلوں کے کارناموں کو ملاحظہ فرمائیے کہ کس کس نے کہاں کفار کی گردنوں پر تلوار رکھکر اسلام قبول کرایا ہے تاریخ کر کے حضرتؐ کے جنرل حضرت **خالد** (رضی اللہ عنہ) کے کارناموں کو مطالعہ کیجئے ماسوا اسکے اور بہت سے واقعات مل سکتے ہیں تمثیلاً ایک واقعہ گذارش کرتا ہوں کہ حضرت کیوقت میں ایک مسلمان اور ایک کافر کے درمیان جھگڑا ہوا اور وہ دونوں حضرت کے پاس فیصلہ کو آئے اور آپ کو ثالث مقرر کیا (اللہ اکبر اُسوقت کے کافروں کا اطمینان ہی اس اعتراض کو دور کرتا ہے کہ جنگی حضرتؐ پر پورا غیر طرفدار ہونے کا بھروسہ اور یقین کر کے حضرت کو ثالث مقرر کیا۔ پھر آگے حضرتؐ کا بھی حقانہ فیصلہ سنیئے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً مقدمہ کو سُنکر اور غور کر کے مسلمان کے خلاف کافر کے حق میں ڈگری دی مسلمان بہت پریشان ہوا۔ اور یہ خیال کر کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے بہت بڑے طرفدار ہیں اُنکے پاس میرا یکطرفی فیصلہ ہو جاویگا اُن کے پاس گیا آپ نے معاملہ سنکر فرمایا کہ ذرا ٹھیرو اور یہ کہکر اندر گئے اور تلوار لاکر مسلمان کا سر کاٹ لیا اور فرمایا کہ جو حضرتؐ کے فیصلے سے انکار کرے اور مجھ سے یا حضرت ؐ سے یہ اُمید رکھے کہ اہل اسلام کی طرفداری کی جاویگی اُسکے واسطے یہ سزا ہے۔ یہ روایت کسیقدر قابل غور ہے کہ اسلام نے ہرگز ظلم یا جہاد کی اجازت نہیں دی ہے اور نہ کہیں قتل عام کا حکم دیا ہے۔ ہاں البتہ ابتدائی حالت میں جب دیکھا گیا کہ کفار اشرار دین اسلام کے برباد کرنے کی فکر کرتے ہیں اور خدائی مقصد کی مخالفت کرتے ہیں اور علاوہ اسکے طرح طرح کے ظلم اور ایذائیں دینے لگے۔ یا ماسوا اسکے تبلیغ رسالت جو کہ ایک امر ضروری تھا اسلئے اسپر بہت ملائمت اور خلق کے ساتھ **مذہب اسلام** کو پیش کیا اور دلایل قاطعہ اُسکی تائید میں پیش کئے اور بُت پرستی سے منع کیا اور اُس کی بُرائیاں پیش کیں۔ جب اُن ظالموں نے اُسپر بھی نہ مانا تب اُن سے آپس کے میل ملاپ اور بیخ کنی اور ایک قانون ہو جانے کے واسطے جزیہ طلب کیا اور صاف صاف کہدیا کہ اس صورت میں تمکو تمہاری جانوں مالوں یا مذہب کی کچھ پروا نہ ہوگا اور تم آزاد رہوگے۔ بلکہ

ہمکو تمہاری مصیبت اور کسی دشمن کی چڑھائی کے وقت پر مدد کرنا ہوگی جب اسکو بھی انہوں نے نہ مانا تب مجبوراً لڑائی کرنی پڑی کیونکہ یہ اُسوقت کا فرض تھا کیونکہ بغیر اسکے اصلی باعث تبلیغ رسالت نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن اب اسکا وقت نہیں رہا کیونکہ اب تو اللہ جل شانہ نے وہ محسن اور رحمدل گورنمنٹ بھیجی ہے کہ وہ کسی طرح ہمکو ہماری آزادی میں حارج نہیں ہے اب ہمارے مذہب کی رو سے کوئی شرط نہیں پائی جاتی اور جہاد اب قریب قریب ناجایز ہوگیا ہے اگر ہمارے قوم کے متعصب مُلّا کچھ ہی کیوں نہ خیال رکھیں ہاں میں اسکا منکر نہیں ہوں کہ بعض نفس کے مطیع بادشاہوں نے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنے کے واسطے جہاد کا جھوٹا حیلہ کرکے اور قوم کے جوشیلے مسلمانوں کو جوش دلاکر اپنا مطلب حاصل کیا سو اسکا اُنکو حساب دینا ہوگا اور احکم الحاکمین کے یہاں وہ اُسکے عوض ماخوذ ہونگے اُنکی اس بیجا کارروائی سے مذہب اسلام کے سچے بے داغ آفتاب پر ہرگز دھبہ نہیں آسکتا۔ جہاد فی سبیل اللہ اور نیک نیتی کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ ایک بار کسی جہاد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیر خدا نے ایک کافر کو زمین پر گرایا اور قریب تھا کہ اُس گرجرم کو اُس کے سر سے سبکدوش اور اسکو ہمیشہ کے جھگڑوں سے نجات بخشیں کہ یکایک اُس نے اُس دہن مبارک پر جوشش آفتاب داغ کفر سے پاک تھا تھوک دیا۔ آپ فوراً اُس سے علیحدہ ہوگئے۔ اُس کافر نے آپ سے سوال کیا کہ تلوار سے تو مطلق پیچھے نہیں ہٹے۔ لیکن تھوک سے آپ نے اپنے مغلوب دشمن کو کیوں چھوڑ دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ پہلے میں تجھ سے محض خدا کی راہ میں لڑتا تھا لیکن تو نے مجھ پر تھوک کر مجھکو غصہ دلادیا اس حالت میں میں اگر تجھکو قتل کرتا تو وہ خالصتہً للہ نہ ہوتا بلکہ میری نفسانی شہوت بھی اُس میں شریک ہوتی۔ اس بات کو سُنکر اُس کافر کے دل پر بہت بڑا اثر ہوا اور فوراً دین پاک اسلام میں داخل ہوگیا۔ یہ طریقہ اکثر رہا ہے کہ حق و باطل میں تمیز کرنے کے واسطے دو گروہ ٹھہراتے تھے کہ خدا حق کو فتح دیتا ہے۔ یہ طریقہ ایک عرصہ تک یورپ میں بھی رایج رہا اور ابھی تھوڑے عرصہ سے موقوف ہوا ہے۔ اسی طرح دین اسلام نے بھی اپنے مذہب اسلام کو حق ثابت کردیا۔ چنانچہ مورخین بھی اُسکے قایل ہیں کہ اکثر اوقات بلا کسی حیلہ کے چار چار ہزار نے دو تین لاکھ کا مقابلہ کیا اور فتح پائی۔ یہ بات اگر تائید ایزدی سے نہیں تھی [illegible] اسلام کے کسی سچے مسلمان بادشاہ نے کبھی اپنی نفسانی غرض [illegible]

کے لئے جہاد نہیں کیا اور جہاد میں کبھی ظلم نہیں کیا اور فریق مغلوب کے قیدیوں اور رعایا سے بہت اچھا برتاؤ کیا۔ چنانچہ یورپین مؤرخ بھی اس کے مؤید ہیں مگر افسوس ہے کہ حضرات عیسائی بخلاف اپنے مذہبی اصول کے (کہ جو کوئی تمہارے ایک گال میں طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے حاضر کر دے) ہمیشہ کروسیڈ کے نام سے بڑی بڑی بے رحمیاں اور خونریزیاں کرتے رہے اور ہمیشہ کوئی ذاتی غرض ضرور پوشیدہ رکھی۔ اور مفتوح اور مظلوم اشخاص کے ساتھ جو برتاؤ کرتے رہے وہ بھی اُن کے دل خوب جانتے ہیں اور تواریخ کی کتابیں پکار پکار کر بین شہادت دے رہی ہیں۔ عیسائی سردار (بوھمنڈ) نے مسلمان قیدیوں کو ذبح کر کے اور اُن کے گوشت کے ٹکڑوں کو سیخوں پر چڑھا کر کباب کی طرح بھون کر کھا گئے اور لشکر کا لشکر اس ضیافت میں شریک ہوا (ملاحظہ ہو عیسائی رحم اور خلق، ثبوت کے لئے دیکھو تاریخ جہاد جلد ۱۔ ص ۱۳۷)۔ عیسائیوں نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو جو سلوک مفتوح مسلمانوں اور انکی عورتوں اور بوڑھوں اور بچوں سے کیا اُسکے ذکر سے انسانیت شرمندہ ہوتی ہے۔ ستر ہزار سے زیادہ بے پناہ اور مفتوح مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اور بڑے جوش اور مسرت سے پوپ کو اطلاع دی کہ مسلمانوں کا ناپاک خون گھوڑوں کے گھٹنوں اور لگاموں تک پہونچ گیا تھا رچرڈ بادشاہ انگلستان نے عکا کی فتح کے بعد پانچ ہزار مسلمانوں کو (جنکو وہ خود امان دے چکا تھا) بے دریغ قتل کیا اور کسی موقعہ پر بھی کسی مسلمان کے ساتھ احسان و رحم تو درکنار ایفاء عہد بھی روا نہیں رکھا کیا کسی مسلمان بادشاہ نے کبھی ایسی وعدہ شکنی اور بد عہدی کی ہے۔

صلاح الدین اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیت المقدس کی فتح کے بعد جو سلوک مفتوح عیسائیوں سے کیا وہ بھی مورخ خوب جانتے ہیں کہ اُس نے خود حیلۃً تلاش کر کے اکثر کو بلا جزیہ چھوڑ دیا۔ اہل اسلام نے جس شہر کو فتح کیا تو اُن کے جان و مال کی مسلمانوں کے جان و مال سے زیادہ حفاظت کی حصن برزیہ کو جب سلطان موصوف الصدر نے فتح کیا تو اُس کی والیہ (جو پرنس ... انطاکیہ کی زوجہ تھی) معہ اپنی ایک لڑکی اور خادموں وغیرہ کی قید میں آ گئے مگر سلطان نے یہ حال دریافت کر کے بہت انعام و اکرام دیکر با حفاظت انطاکیہ تک پہنچوا دیا ... سخت نفرت ... کہ جو وہ ... میں ... شمار ...

سے بوجہ اُنکی سفاکیوں اور سخت تعدیوں کے رکھتا تھا سامنے ہونے پر بارہا معاف کردیا
عکرک کے محاصرہ میں سلطان نے محصورین کو اُنکی زندگی اور آزادی بخشدی (رچاڈ صفحہ ۴۵۳)
ایک مرتبہ اس رحمدل بادشاہ کے پاس ایک عیسائی عورت روتی آئی - اور اپنے لڑکے کے
قید ہو جانے کا حال بیان کیا - سلطان اُسکی بیقراری دیکھکر رو دیا اور تلاش سخت کی - اُس کے
فروخت ہو چکنے کی خبر معلوم ہوئی - اُسنے خود قیمت ادا کرکے اُسکی ماں کو دلایا - ایک مرتبہ
جنگ میں جبکہ فلپ اور رچرڈ دونوں بیمار پڑ گئے - سلطان کو خط لکھکر میوہ اور برف منگوایا
سلطان نے فوراً بھیجدیا کہ جسکو کھا کر وہ پھر لڑنے کے قابل ہوئے - نورالدین بادشاہ نے
اپنے حریف اور دشمن عیسائی بادشاہ بالڈون ثالث کے مرنے پر کمال فیاضی سے اُسکے
ملک پر حملہ کرنے سے انکار کیا تھا اور عیسائیوں کے ضعف اور ابتری سے فایدہ نہیں اُٹھایا
لیکن افسوس اور غیرت کی بات ہے کہ جب نورالدین فوت ہوا اور ایک غریب بیٹا گیارہ
برس کی عمر کا رہگیا کہ جس کو خود اپنے چچا سیف الدین کے جھگڑوں سے فرصت نہ تھی
تب المورلی نے جو کچھ کیا وہ ہم سے تحریر نہیں ہوسکتا اُسکو ہم عیسائی مؤرخ آرچر کے الفاظ
میں لکھتے ہیں - کہ "جب نورالدین سن ۱۱۷۴ء میں فوت ہوا تو المورلی نے اپنے بزرگ
اور فیاض حریف کے عمل کے برعکس ایک نے سلطان ملک پر حملہ کرنے میں کوئی تامل اور
غیرت نہیں کی اور فوراً آکر بانیاس کا محاصرہ کیا جسکو نورالدین کی بیوہ نے بہت مال دیکر ٹالدیا
اور طرابلس کو ہٹ گیا" علاوہ اسکے اور بہت سے مسلمان بادشاہوں اور عیسائیوں کا
مقابلہ ہو سکتا ہے جو اہل تاریخ پر پوشیدہ نہیں ہے - دیکھو مکمل تاریخ کروسیڈ رچاڈ و رچرڈ
وغیرہ صفحات ۴۰۵ وغیرہ وغیرہ -

اہل ہنود زیادہ نہ سہی مگر تھوڑا پارٹ ضرور اس اعتراض میں لیتے ہیں اس لئے اُنکو اپنے
اوتاروں کی ہسٹری ملاحظہ کرنا چاہیے کہ خدا کے اوتار سری پرسرام جی نے بعوض ایک اپنے
والد کے خون کے کل چھتری کو نہایت بے رحمی سے پے درپے اکیس مرتبہ قتل عام کر کے دنیا
سے نیست و نابود کر دیا اور ہمراہیان اوتار مذکور نے مقتولوں کی بیویوں کے ساتھ [illegible]
[illegible] کیا تھا [illegible]

لنکا باشی کے لوگوں کو جو محض بے قصور تھے قتل کیا اور لنکا پوری میں آگ لگادی (بالمیک رامایئن) تیسرے اوتار سری کرشن چندر جی نے ایک عورت رانی رکمن جی سے شادی کرنے کی غرض سے ہزارہا براتیونکو علاوہ راجہ ششپال نوشہ کے قتل کیا اور زبردستی رانی مذکورسے شادی کرلی (مہابھارت) اُن میں سے کونسا واقعہ دینی حمیت یا اور کسی مذہبی امور کے واسطے ہوا ہے اور کیا یہ منوسمرتی ادھیا ۲ اشلوک ۱۵۹ - اور ادھیائے ۲ اشلوک کے خلاف نہیں ہے اور یہ داخل رحم سمجھا جاتا ہے اسلام نے اگر کسی وقت میں جہاد کی اجازت دی بھی تھی تو اُس میں کسقدر شرائط تھے جس کے لئے دیکھو تواریخ اسلام مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب وغیرہ وغیرہ

اب ہمارے ناظرین بہت تھک گئے ہونگے اور یہ مضمون ایسا ہے کہ جو کبھی ختم نہیں ہونے والا ہے اور ہمارے علمانے اسپر بہت کوشش کی ہے اور اُس میں کامیاب بھی ہوئے ہیں اس لئے اُن کے آگے فروغ پانا سورج کو چراغ سے دکھانا۔ اب میری آخری دعا یہ ہے کہ مجھکو اور سبکو صراط مستقیم کی پیروی نصیب ہووے ؎

دعا مانگ لو تم بھی اپنی زباں سے
کہ پورا ہو جو مدعا ہے کسیکا

اچھا اب رخصت ہوتا ہوں ؎ پھر ملیں گے اگر خدا لایا ؎

دکھاؤں گا تماشا دی اگر فرصت زمانہ نے ٭ مرا ہر داغ دل اک تخم ہے سرو چراغاں کا

راقم آپ لوگوں سے غلطیوں کا اُمیدوار معافی اور مسلمانوں کا
ایک نیا خادم اور نام لیوا از شاہ آباد ضلع ہردوئی -

برق اسلام

بر

ترک اسلام

خدا راستبازوں	۷۸۶	کے ساتھ ہے

ویدک فلسفہ رُوح

اور

دیانندیوں کی گپیں

جدھر دیکھو اور جہاں سے سنو۔ یہی صدا آرہی ہے۔ کہ آج دیانندی فلاں دعوی کر رہے ہیں۔ اور آسمان وزمین کے قلابے ملا رہے ہیں گو اپنا گھر خالی ہے۔ مگر دوسروں کو اپنی زبان درازی سے تکلیف دے رہے ہیں ہم نے خود اُن کے بڑے بڑے لمبے چوڑے دعاوی دیکھے اور سنے مگر جب اُن سے ثبوت مانگا گیا ہے تو یہی جواب ہے کہ اندھے کی طرح لاٹھی پکڑ کر ہمارے پیچھے چلے آؤ عقلی نقلی دلیل نہ مانگو۔ الہام وید۔ قدامت وید وغیرہ تو آجتک کسی نے ثابت کر کے نہ دکھایا اور پورے دو ارب کا سلسلہ باوجود اس جد وجہد کے آجتک نظر نہ آسکا۔ آخر اسار کر مسٹر تلک جیسے ویدی مجبور ہو گئے کہ وید کی نسبت اپنی سچی رائے ظاہر کریں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "اورین (مرگ) اور ویدوں میں قطبی گھر" میں لکھتے ہیں کہ ویدک زمانہ کو گذرے ۴ ہزار برس ہوئے ہیں۔ اور اسی کی تائید راجہ شو پرشاد ستارہ ہند اپنی کتاب آئینہ تاریخ نما میں کرتے ہیں اب دیانندیوں نے ویدک فلسفہ روح پر اپنے اپنے بڑے بڑے دعاوی پیش کرنے شروع کر دیئے ہیں چونکہ ہمارا کام حق و ناحق کو پرکھنا ہے۔ اس لئے ہم دیانندیوں کی دیگر گپوں اور شاستروں کے حوالجات کو ایک طرف رکھکر اور اسی طرح مسلمان فلاسفران کی تحقیقات وغیرہ کو علیحدہ رکھکر صرف روح کی بابت جو کچھ قرآن اور وید نے بیان کیا ہے۔ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دیانندیوں کی فضول اور لایعقل عبارت کو علیحدہ رکھکر وہ اس معاملہ کو خود سوچیں گے۔ آریہ مسافر میگزین ع۳ جلد ۶ بابت دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۶۵ ایک صاحب نے بڑی بڑی لن ترانیاں گائی ہیں اور لکھتے ہیں کہ مقتول مکذّب کی کتب دیکھ کر جواب دینا ضروری ہے کیونکہ اُس کی دانست میں مقتول نے ویدک بارود وسکہ وغیرہ سب مصالح

ان کتب میں درج کر دیا ہوا ہے۔ خیر صاحب ہم نے آپکی خاطر قلیلنے وید کے حوالہ جات دیانند مقتول وغیرہ نے اپنی کتب میں روح کی بابت لکھے ہیں درج کر دیئے ہیں اُمید ہے۔ کہ ان حوالہ جات سے ویدک فلسفہ روح ناظرین کو پورا پورا معلوم ہو جائیگا۔

آریہ مسافر میگزین والا صفحہ پر دیانند ستیارتھ پرکاش اردو بار دوم صفحہ ۲۳ پر مقتول مکذب کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹ پر ویدک تعلیم دربارہ روح بحوالہ رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ و یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸ میں لکھتا ہے (ترجمہ ستیارتھ) جو پرمیشور اور جیو دو نو ذی شعور اور جن میں پرورش کرنا وغیرہ صفات یکساں ہیں اور جنیں باہم محیط و محاط کا تعلق ہے جو باہم مانوس اور قدیم اناد ہیں۔ تیسری (پرکرتی) درخت مشتمل برجڑیں بصورت ازلی علت اور شاخیں بصورت معلول بحالت کثیف بن آکر پھر پرلے میں ذروں میں بن جاتا ہے۔ تیسری ازلی شے ہے۔ ان تینوں کے اوصاف افعال اور عادات بھی ازلی ہیں جیو اور پرمیشور ان دونوں سے ایک یعنی جیو اس درخت کائنات میں پاپ اور پُن کے پھل کو اچھی طرح بھوگتا ہے اور دوسرا یعنی پرماتما اعمال کے پھل کو نہیں بھوگتا۔ اور چاروں طرف یعنی اندر باہر سب جگہ جلوہ گر ہے جیو سے ایشور اور ایشور سے جیو اور ان دونوں میں سے پرکرتی اپنی ماہیت سے جدا ہے اور تینوں ازلی ہیں (یہی ترجمہ ہندی میں مسافر میگزین نے لکھا ہے) (ترجمہ مقتول مکذب) برہم جیو اور پرکرتی تین انادی پدارتھ ہیں پرکرتی ان میں سے جو جڑ ہے اس انادی پرکرتی سے پرماتما تمام مادی دنیا کو بناتا ہے اور پھر اُسی میں لے کر دیتا ہے جیو اس باغ دنیا میں پاپ پن روپ پھلوں کو اچھی پرکار کھاتا ہے۔ تیسرا پرماتما کرموں کے پھلوں کو نہ بھوگتا اور نہ پھنستا نہ دنیا کو گرہن کرتا۔ سروتر پرکاش مان ہو رہا ہے۔ جیو سے برہم اور برہم سے جیو اور دونوں سے پرکرتی قطعی جدا ہے نہ کبھی ایک تھے اور نہ ہیں نہ ہونگے تینوں سروپ سے ازلی ہیں گرو اور چیلے کے ترجمہ کا فرق قابل غور ہے۔ خیر ہمیں اس سے بحث نہیں کیونکہ وید کے ایک ہی منتر سے آتش پرستی بُت پرستی اور خدا پرستی سدھ ہو سکتی ہے اور حسب منشا ترجمہ ہو سکتا ہے۔

فلسفہ روح کی بابت وید سے صرف یہی حوالہ دیانند نے اپنی کتب میں دیا ہے اور اسی کو اسکے چیلے مقتول وغیرہ نے اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ باقی مسئلہ تناسخ کی تائید میں ہیں اور سوا انکے

کہ ویدک پرمیشور سے التجائیں کی ہیں انکا اور کچھ مطلب نہیں ۔ مثلاً ای پرانوں کے قایم رکھنے والے ایشور ای بھگون ہمیں اگلے جنم میں یہ عطا ہو اور یہ بخشش ہو وغیرہ وغیرہ +

جہاں تک میں نے کلیات آریہ مسافر دیکھی ہے اس منتر سے علاوہ مجھے کوئی حوالہ ویدکا فلسفہ روح کی بابت نہیں ملسکا ۔ اور ستیارتھ پرکاش تو سوائے اسکے بالکل خاموش ہے ۔ ہاں شاستروں اور ڈھکوسلوں سے صفحجات سیاہ کئے ہوئے ہیں چونکہ ہمیں اسوقت شاستروں وغیرہ سے بحث نہیں صرف الہامی کتب کے حوالہ جات کو پرکھنا منظور ہے ۔ اس لئے اسی منتر پر غور کرتے ہیں

موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس منتر کا مطلب سوائے اسکے کچھ نہیں کہ جیو (روح) پرمیشور کی طرح ذی شعور ۔ پرورش کرنیوالا ہے اُن کا محیط محاط کا تعلق ہے جو ایشور کے ساتھ مانوس قدیم و ازلی ہے اُس کے اوصاف افعال ۔ عادات بھی ازلی ہیں وہ ماہیت میں خدا سے جُدا ہے اعمال کا پھل بھوگتا ہے اور ازلی ہے +

اب ظاہر ہے کہ ویدک ایشور نے روح کی ماہیت ۔ اوصاف ۔ افعال اور عادات کی ہرگز تشریح نہیں کی ۔ کہ روح کی ماہیت کیا ہے اور اُس کی صفات فلاں فلاں ہیں ۔ بیچارہ بتا بھی کیا سکتا جب وہ خود پرمیشر کی طرح قایم بالذات اور ازلی ہستی ہے تو وہ اُسکی ماہیت و صفات وغیرہ کی کیا تشریح کرسکتا ہے اگر اُسکی ماہیت سے واقف ہوتا تو ضرور ہے کہ اُسکے بنانے پر قادر ہوتا ۔ جب اُسے اُسکا کچھ حال معلوم نہ ہوسکا تو اپنی طرح ازلی اور پرورش کنندہ مان لیا حالانکہ روح کا کام پالنا نہیں ہے ۔ اور مجرد روح کس چیز کو پال سکتی ہے ۔ کیا روحوں میں بڑھنے گھٹنے کا مادہ ہے اگر پرورش کرنا اُسکی طبعی خاصیت ہے تو پہلے کے چار ارب سال وہ پرورش کا خاصہ کہاں چلا جائیگا ۔ اس منتر میں روح کے دایم البقا اور ابدی ہونے سے پرمیشور کی لاعلمی ظاہر کی ہے پھر لطف کی بات یہ ہے کہ روح کا بیان ہے مگر ویدک پرمیشور روح معہ بدن سمجھ رہا ہے تو وہ تینوں ازلی اشیاء میں سے کسکی پرورش کرتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ کسکی نہیں خدا اُسکی پرورش کا محتاج نہیں ہوسکتا ۔ مادہ بقول دیانندیاں غیر جاندار ہے اور اُس میں بڑھنے گھٹنے کی طاقت نہیں اب رہی روح سو وہ دیگر روحوں کی پرورش نہیں کرسکتی ۔ کیونکہ وہ ساری ماہیت ۔ اوصاف ۔ افعال ۔ عادات میں مشترک ہیں پرورش کرنے سے روح میں طاقت نمو کی

موجودگی پائی جائے گی۔ اور جو چیز گھٹنے بڑھنے کو قبول کرے وہ حادث ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مجرد روح میں پرورش کرنا فطرتی نہیں اگر فطرتی ہوتا تو جسم کو چھوڑ کر بھی اس میں یہ صفت پائی جاتی۔ اب رہا اسکا ذی شعور ہونا سو ظاہر ہے کہ روح انسانی میں جو خاصیتیں اور اوصاف پائے جاتے ہیں اور شعور کا مادہ ہے وہ حیوانوں اور درختوں میں نہیں پائے جاتے۔ اگر سب کی روحیں ایک ہی جیسی اوصاف میں ہوں۔ تو انسانوں اور حیوانوں کی صفات میں اتنا عظیم فرق نہ ہوتا عقل انسانی نے کیا کیا عجائبات کر دکھائے ہیں جو عقل حیوانات کی پہونچ سے باہر ہیں اگر سب کے اوصاف ایک ہی جیسے ہوتے تو اتنا اختلاف ممکن نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات کے قالب میں جاکر روح کے وہ خواص نہیں رہتے جو انسان کے قالب میں ہوتے ہیں ان کی کمی بیشی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ روح تغیر پذیر ہے۔ جو چیز تغیر پذیر ہے وہ حادث ہے ✣

اگر جیو میں کوئی صفت بھی ازلی ہوتی جیسا دیانندی اب کہتے ہیں تو اُن کا گرو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۰ پر کبھی نہ لکھتا۔ کہ "جیو شپتی میں گیان رہت ہو جاتے ہیں صفحہ ۲۱۵ جب جیو شپتی وشا میں جاتا ہے تب اُسکو کچھ بھی گیان نہیں رہتا صفحہ ۲۵۱ جب منشیہ کا جیو شپتی وشا میں رہتا ہے تب اُسکو سکھ یا دُکھ کی پراپتی کچھ بھی نہیں ہوتی"۔ وغیرہ وغیرہ ✣

اس وید منتر نے کچھ تشریح نہیں کی۔ کہ جب پن کا پھل اور حفظ وہ (روح) طبعی طور پر وید کے بموجب جسم سے علیحدہ پا سکتا ہے تو پاپ کا پھل وہ کیوں جسم کے بغیر نہیں بھوگ سکتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاپ و پُن کا دُکھ سکھ بھوگنا اُسکا طبعی خاصہ نہیں۔ بلکہ جیو معہ جسم کا خاصہ ہے کہ وہ سکھ اور دُکھ محسوس کرے۔ اس منتر میں ویدک پرمیشور نے بجائے مجرد روح کا فلسفہ بیان کرنے کے۔ روح معہ جسم یعنی انسان کے خواص وغیرہ پر بحث کی ہے جسے دیانند اور مقتول اور اُن کے کج فہم چیلے اپنی چالاکی سے فلسفہ روح بنا رہے ہیں ✣

اب قابل غور امر یہ ہے کہ آیا سب انسانوں حیوانوں وغیرہ میں ایک ہی روح کام کر رہی ہے یا علیحدہ علیحدہ۔ امر اوّل بالبداہت باطل ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہی روح سب میں ہوتی تو ایک انسان یا حیوان کو تکلیف پہونچنے سے سب جانداروں کو تکلیف محسوس ہوتی مگر یہ کبھی

نہیں ہوتا۔ اب رہا امر دوم سو جب روحیں بہت ساری ہیں اور وہ سب بقول ویدک پرمیشور ذی شعور۔ پرورش کرنے والی۔ ماہیت اوصاف و افعال میں برابر ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے جب وہ ماہیت و اوصاف وغیرہ میں مشترک ہیں تو اُن میں امتیاز کرنے کے لئے یعنی ایک کو دوسرے سے تمیز کرنے کے لئے ایک امر ہونا چاہئے کہ جس سے ایک روح دوسری سے تمیز ہو سکے کیونکہ جہاں کہیں بہت سی چیزیں ایک ہی جیسی ہوں اُس جگہ ایسی چیز کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو ان دو چیزوں میں تمیز کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں بہت سی چیزیں ایک جیسی ہونگی۔ اُن کو ایک سے دوسرے کو شناخت کرنے کے لئے کوئی تمیز ضرور ہوگی اور یہ بات ترکیب کو چاہتی ہے یعنی وہ چیز مرکب ہے دو چیزوں سے اول وہ چیز جو اُن میں باہمی اشتراک (مشترک ہونا) کا باعث ہے دوم وہ چیز جو اُن میں تمیز کا باعث ہے یعنی مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز سے جب مرکب ثابت ہوئی تو حادث ہے۔ دیانند خود ستیارتھ ص ۲۱۹ اردو ایڈیشن دوم پر لکھتا ہے کہ اتصال کا تعلق یکساں صورت والی چیزوں پر عاید ہو سکتا ہے غیر یکساں صورت پر حاوی نہیں" اور اس صورت میں جیو یکساں ماہیت اوصاف والے ہیں +

اگر یہ کہو کہ ان میں تمیز باعتبار صفات کے ہے تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ روحوں کی ذات اور نیز وہ شے جو ذات کو لازم ہے سب ایک ہی ہیں کیونکہ کل روحیں ایک ہی نوع کی ہیں اور ذات کے لوازم ذات سے علیحدہ نہیں ہو جاتے۔ پس جہاں ذات ہوگی وہاں اُسکے لوازم بھی ساتھ ہی ہونگے۔ آپ یقین نہ رکھیں کہ ذات اور لوازم ذات ایک ہی ہیں بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ جب ذات دیانند کی روح اور مقتول کی روح کی ایک ہے تو وہ شے جو ذات کو لازم ہے۔ جہاں ذات ہوگی وہیں وہ بھی پائی جائے گی۔ اور ذات روح کی دیانند مقتول وغیرہ جیو آتمات میں پائی جاتی ہے۔ پس اسکے لوازم بھی وہیں پائے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ کل ایک ہی ہیں متعدد نہیں اور یہ کہ کل روحیں متساوی الماہیت ہیں مشترک اور حقیقت میں متحد ہیں +

اب ویدک روح کی ذی شعوری پر تھوڑی سی اور نظر ڈالئے۔ جیو کا ذی شعور بالذات ہونا وہ وجہ سے باطل ہے اول یہ کو اگر وہ بالذات ذی شعور ہوتیں اور اُن کا علم ناشی از ذات ہوتا۔ تو

اُن پر کبھی اور کسی صورت میں سہو اور نسیان طاری نہ ہوتا اور نہ وہ اپنے افعال کو بھولتیں (جو کہ ذی شعور ہونے کی طرح اُن کی ذاتی صفت ہے) بلکہ تمام اعمال و افعال ماضیہ یعنی گذشتہ سے واقف اور اُن کی حافظ ہوتیں خصوصاً اواگونیوں کے نزدیک اگر روح مدرک بالذات ہوتی تو جب وہ کسی دوسرے جسم میں حلول ہو کر منتقل ہوتی تو مدرک بالذات ضرور ہوتی۔ اس سے لازم آتا۔ کہ جن اشیا کا علم اُسکو اول حاصل ہو چکا ہے اُس کا وہ علم اسوقت انتقال میں بھی ضرور رہتا اور جو شخص جس فن کا پہلے سے عالم تھا وہ بعد اواگون بھی عالم رہتا۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں پس معلوم ہوا کہ وہ مدرک بالذات نہیں جب مدرک بالذات نہیں تو مشترک بالذات بھی نہیں تا کہ پرمیشور کے ساتھ اُن کا ایک ذات میں اشتراک ہوتا۔ جب اشتراک نہ رہا۔ تو دیانندیوں کا یہ کہنا کہ پرمیشور اور جیو میں مدرک بالذات ہونا مابہ الاشتراک (صفات یکساں) ہے غلط ٹھیرا۔ وجہ دوم یہ ہے کہ مدرک بالذات ہونا کامل صفتوں میں سے ہے اور ہر صفت کامل کا حق سوائے خدا کے کسی کو نہیں +

صفتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک شاملہ دوسری کاملہ۔ صفات کاملہ خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے کہ اُن میں کسی کی شرکت نہیں جیسے حیّ۔ قیوم۔ عالم الغیب۔ مدرک بالذات قدیم بالذات۔ خالق کائنات وغیرہ۔ خاصہ کی خاصیت اور معنی یہ ہیں۔ کہ وہ جس ذات کے لئے خاص ہو اُس کے غیر میں متحقق نہ ہو۔ شاملہ وہ صفت کاملہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ اور اُس کی مخلوق میں وجہ شمول رکھتی ہو۔ جیسے سمیع۔ علیم۔ بصیر وغیرہ اس قسم کے اشتراک سے کسی چیز میں اشتراک ذاتی ہو سکتی ہے نہ ترکیب نہ تجرد +

ویدک فلسفہ روح کی حقیقت از روئے وید بیان کر کے ہم مسافر میگزین کے لچر اعتراضوں کی طرف آتے ہیں اور آخر میں فلسفہ قرآن دربارہ روح بیان کر کے مضمون کو ختم کرینگے۔ مسافر میگزین کی واہیات کا کافی جواب خود کتاب "السنان اور اُسکی تقدیس" میں ہی مفصل درج ہے مگر چونکہ اُس نے عمداً حق سے چشم پوشی اختیار کر لی ہے اس لئے ہم اُسکی تالیف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں +

وہ لکھتا ہے کہ سوائے اس جملہ کے تمام قرآن میں روح کا اور کچھ ذکر نہیں بلکہ اُسکی اصلی

پر پورا اقرار ہے اور اُسکی ماہیت بتلانے سے کورا انکار ہے۔ اسپر طرفہ یہ کہ مولوی صاحب اس فقرہ پر ایسے اینٹھتے ہیں کہ وید مقدس کو خاطر میں نہیں لاتے الخ +

مسلمان۔ چہ خوب۔ جو کچھ بید بے ثمرنے ماہیت روح بتائی ہے وہ تو ہر گو وید سے ظاہر ہی کرنہ بتایا کہ مجرد ہے یا مرکب۔ کیسی بنی اور کیسے ایک نا مکمل چیز خود بخود ہو گئی۔ لگا تھا روح کا بیان کرنے اور بھرتی کردی روح بالبدن کی تعریف کی۔ اگر یہی ویدک فلسفہ ہے تو ہمارا دور سے سلام ہے۔ اگر اسی اُگر بر تلا بازیاں کھانے کا شوق ہے تو بسم اللہ۔ جیسا فلسفہ روح کا بید بے ثمرنے بیان کیا ہے اس سے تو لاکھ درجہ بڑھکر قرآن پاک نے واضح طور پر سمجھایا ہے۔ ہاں سچ کو چھوڑکر جھوٹ اختیار کرنا دیانندیوں کا دل پسند اُصول ہے۔ اس لئے ہم نے اسکا کچا چٹھا اور خالی پول ظاہر کردینے کا ارادہ کرلیا ہے +

الا یا ایہا السّاقی ادر کاساً و ناولہا
کہ من اکنوں کمر بستم پئے ابطال ویدیہا

مولوی صاحب کا قول بالکل صحیح ہے کہ وہ عالم امر میں سے ہے (جس چیز کا اندازہ اور مقدار نہ ہو سکے یعنی بسبب نہ ہونے مقدار کے مساحت اور اندازہ میں داخل نہ ہو سکے وہ عالم امر میں سے کہلاتی ہے) یعنی اُس عالم میں سے جو اندازہ مقدار اور مساحت سے بری ہے یعنی ایک جوہر غیر منقسم جو نطفہ کی ایک خاص حالت (مقتضی بروح) پر رب العالمین کی طرف سے افاضہ ہوتی ہے اور خدا کی مخلوق و مربوب یعنی حادث بالذات خدا تعالی کے حکم اور قدرت سے ظہور میں آئی ہوئی اور وجود و بقا میں اللہ تعالی کی محتاج ہے +

اسپر دیانندی لکھتا ہے کہ جب وہ جوہر غیر منقسم ہے تو وہ ریاپانی ہے اور قدیم ہے حادث نہیں +

مسلمان۔ ویدک روح کی قدامت پر تو ہم اچھی طرح لکھ چکے ہیں اور حسب ضرورت اور لکھنے کو تیار ہیں۔ اب ویدک تعلیم کی اور کیفیت سنئے۔ دیانندی ستھیارتھ اور دائیں نیم

صفحہ ۲۸۶ و صفحہ ۲۸۹ پر لکھتا ہے۔ کہ وہ ہوا اناج پانی خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ سے دوسرے کے جسم ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے۔ "جسم کے مساموں کے ذریعہ سے" دیانند کی جدت طبع ہے ورنہ وید کے جس حوالے کی بنا پر اسکا یہ دعوی ہے اس میں ایسے کوئی لفظ نہیں جنکا یہ ترجمہ ہو (ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۷) اس عجیب ویدک فلاسفی سے روح کیا ہوئی ایک مادی چیز ہوگئی جو پانی نباتات خوراک وغیرہ میں ملکر پیٹ کے اندر پہونچتی ہے۔ افسوس ہے کہ اس دیانندی نے ایسے لچر الفاظ لکھ کر بدالست خود اعتراض کر دیئے۔ مگر کتاب تقدیر کے صفحہ جات ۲۵۹ و ۲۵۱ ضرور دیکھیے جس میں مفصل طور پر دیانندی اعتقاد کے بخئے ادھیڑ دیئے ہوئے ہیں ✦

پھر لکھتا ہے کہ اگر قدیم نہیں تو کہاں سے آئی۔ کیا خدا نے اپنا پیٹ چاک کر کے بنائی یا اپنی پسلی چیری۔ یا آنکھ پھوڑ کر بنائی"۔ ناظرین یہ بکواس اس دیانندی نے اُس خدائے پاک کی نسبت روا رکھی ہے جو ہر فرد بشر کا خالق ہے۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ اور کسی مذہب کا پیرو ہو اگر وہ عام انسانوں کو انسان نہ سمجھ کر دلآزار کلمات استعمال کریں تو یہ اُن کے لئے ویدک تعلیم کا اثر سمجھنا چاہیئے کہ جس نے اُنہیں ایسے بدتہذیب رستہ کی ہدایت کی۔ اگر پیٹ چاک ہو سکتا ہے یا پسلی چیری جا سکتی ہے یا آنکھ پھوڑی جا سکتی ہے تو ویدک پرمیشور کی کہ جسے وید نے موٹے پیٹ والا گوار کی مانند۔ اور آنکھوں والا بیان کیا ہے ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۴ - ۵ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ وغیرہ ✦

اب رہا یہ سوال کہ اگر روح موجود نہ تھی تو اسکا آنا محال۔ گویا نیستی سے ہستی ناممکن دیانندی کو سوچنا چاہیئے۔ کہ دیکھنا۔ سننا۔ بنانا کس چیز کا کام ہے۔ ہر عاقل یہی جواب دیگا کہ آنکھ۔ کان اور ہاتھ کا۔ اور یہ کوئی ثابت کر کے نہیں دکھا سکتا۔ کہ بغیر آنکھ کے دیکھنا بغیر کان کے سننا یا بغیر ہاتھ کے بنانا ممکن ہے اور نہ ایسی کوئی مثال یا نظیر پیدا کی جا سکتی ہے سب یہی جانتے ہیں آنکھ مادی کے بغیر کوئی اجتک دیکھ نہیں سکا اور نہ مادی کان کے بغیر کوئی سن سکا ہے تو گویا یہ سب امور انسانی طاقت اور سمجھ سے باہر ہیں۔ ہاں اگر دینے کوئی نظیر ظاہری بغیر آنکھ کے دیکھنے کی پیش کی ہے تو لائیے۔ مگر ایسی طاقتیں خدا ہی میں ہیں

گئی ہیں۔ کہ گو وہ مادی آلات احساس ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا سے مبرا ہے۔ تاہم وہ اپنی لامحدود طاقت توانائی اور ہمت سے سب کام کرتا ہے۔ جنکو جیو ادا پر کرتی نہیں کر سکتے (ستیارتھ ص۲۴۳) افسوس ہے دیانندی لچر اعتراض تو کر دیتے ہیں مگر سمجھ کا مادہ نہیں رکھتے جب خود ویدک فلسفہ پرمیشور کو ایسا مانتا ہے کہ وہ ایسے کام جو اس کائنات میں سب مخلوق بغیر مادی آلات احساس کے نہیں کر سکتے بغیر مادی آلات احساس کے کرتا ہے تو کیا جب اُسے بغیر مادی چیز وآلہ کے دیکھنے والا مانوگے تو وہ بغیر مادہ موجود ہونے کے کچھ بنا ہی نہیں سکتا ایک صفت کے لئے تو مادہ کی ضرورت نہیں اور دوسری صفت میں ماؤ کی ضرورت لاحق ہو گئی۔ ہاں اگر دیانندی بغیر مادی آنکھ کے دکھا اور بغیر مادی کان کے سُن سکینگے تو ہم اُنہیں نیستی سے ہستی کرنا بھی دکھا دینگے۔ اپنے دعوی کا ثبوت دیں اور ہم سے لیں اُمید ہے اسکا جواب اگر لنگوٹ بند ومقتول مکذب دوسری جون میں بھی اپنی چیلوں کی مدد پر آجاویں تو جہاپرے اور رہا کلجگ کے زمانہ تک بھی نہ دے سکیں گے۔ ویدک پرمیشور تو بیچارہ لنگوٹ بند کے قانون کے شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے اُسے ایسی بات سوجھ ہی نہیں سکتی وہ تو ہاں میں ہاں ملانے کو تیار ہے۔ دیانندی کو ایسی خرافات تحریر لکھتے وقت پہلے حدوث روح وغیرہ ہمارے مضامین مندرجہ **انسان اور اُس کی تقدیر** اور **عشرہ کاملہ** کا جواب لکھنا ضروری تھا۔ عشرہ کاملہ مقتول مکذب کو جواب کے لئے ابھی تک للکار رہی ہے۔ اگر دیانندیوں میں اُس کی روح حلول کر آئی ہے تو ہمت کریں ورنہ کسی دوسری جگہ اُسکی تلاش کریں اور اسی کتاب **انسان اور اُسکی تقدیر کے ص۱۳۲** کے مضمون کا جواب شائع کریں۔ پس صاف ثابت ہے کہ دیانندیوں کے پاس سوائے زبان درازی اور رکھا ہی کیا ہے۔ نیستی سے خدائے وید کی آنکھیں کان وغیرہ بن گئے تو محض نیستی نیستی پکارنا کیا حقیقت رکھتا ہے۔

دیانندی۔ خدا نے کس پر حکم کیا تھا۔ کہ تو روح بن جا۔ وہ کیا چیز تھی کیا نیستی تھی یا ہستی تھی۔ اگر قول اول ہے تو خدا پاگل ہے کہ کوئی آدمی بھی نیستی پر حکم نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ خدا۔

مسلمان۔ صد افسوس دیانندی۔ پاگل تو آپ ہیں۔ یا آپ کا لنگوٹ بند

خدائے لاشریک پر ایسی دریدہ دہنی۔ دیانندیوں کے لیئے جائے شرم ہے اور سخت بے غیرتی ہے کہ خدا کی نسبت ایسی بکواس کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی آدمی بغیر آنکھ کے نہیں دیکھتا تو افسوس ہے کہ ویدک ایشور دیکھ سکتا ہے ہرگز نہیں کیونکہ اُسکی طاقت تو ایک آدمی جیسی ہے اور اُسکی ہر بات انسان سے ذرا زیادہ نہیں۔ جب انسان بغیر آنکھ کے دیکھ نہیں سکتا تو معلوم ہوا کہ ویدک خدا بھی بغیر آنکھ نہ دیکھ سکتا ہوگا۔ اسی لئے تو وید میں اُس کی دو مادی آنکھیں بیان کی گئی ہیں ملاحظہ ہو یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۵ مجموعہ سکا ۹۔

دیانندی۔ صرف حکم سے کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ جب تک کسی چیز کے بننے کا مصالحہ نہ ہو۔ روح کو قایم البقا مسلمان بھی مانتے ہیں ۔

مسلمان۔ ذرا ستیارتھ ۲۴۳ دیکھ کر اعتراض کیا ہوتا۔ کیا محض لامحدود طاقت توانائی اور ہمت سے دیکھا یا سنا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہیں جب تک کہ چیز کا مصالحہ نہ ہو۔ صرف طاقت یا ہمت سے دیکھا نہیں جاسکتا۔ جب تک کہ دیکھنے کا مصالحہ مادی آنکھیں نہ ہوں۔ ہاں اگر آپ صرف توانائی اور ہمت سے بغیر آنکھ کے کسی چیز کو دیکھ سکتے ہیں تو ہم صرف حکم سے چیز بنا کر دکھا سکتے ہیں ۔

مسلمان روح کو حادث بالذات اور قدیم بالغیر مانتے ہیں نیز یہ کہ وہ حادث ازلی اور قدیم ابدی ہے۔ اسکا دایم البقا ہونا خدائے پاک کے حکم پر منحصر ہے۔ نہ کہ دیانندیوں کی طرح ایک نامکمل چیز خود بخود ہے اور خود بخود رہے گی جس سے پھر خیال اور کوئی نہیں ہوسکتا ۔

حادث بالذات اُسے کہتے ہیں جس کا وجود ثابت اور متحقق ہو غیر سے اور وہ اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہو۔ قدیم بالزمان وہ ہے جس کا وجود شروع زمانہ سے ہو جیسے آکاش جو حادث بالذات اور قدیم بالزمان ہیں قدیم بالذات وہ ہے کہ جس کا وجود کسی غیر کی وجہ سے نہ ہو بلکہ وہ ہمیشہ سے خود بخود موجود ہو۔ اور مسلمان یہ صفت صرف خدائے پاک میں مانتے ہیں روح اور مادہ کے قدیم سمجھنے میں علاوہ شرکت باری کے پرمیشور کی سخت محتاجی پائی جاتی ہے مثلاً قلم اور دوات اور میں ہوں۔ ضرور ہے کہ مجھے لکھنے وقت قلم اور دوات کی جو موجود ہیں حاجت ہے۔ اسی طرح روح اور مادہ کی

موجودگی میں ویدک پرمیشو کو اپنے کام چلانے کے لئے اُن کی ضرور حاجت ثابت ہوتی ہے۔ گو میں ہزار کہوں کہ قلم دوات میرے محکوم اور محدود طاقت والے ہیں مگر تاہم عقل سلیم یہی کہے گی کہ مجھے ضرور اُن کی حاجت ہے۔ اسی طرح ویدک پرمیشر محتاج ثابت ہوتا ہے۔ کرشن جی کا قول بلا ترجمہ نقل کرکے دیانندی نے اپنی علمیت ظاہر کی ہے۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا اور جو مرا ہے اُس کا ضرور جنم ہوگا اور یہ ایک دقیق نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے دیانندیوں کی ضدی طبایع نہیں سمجھ سکیں وہ کہتے ہیں جو اجسام اور جوہر کہ پیدا ہوئے اور عدم محض سے ہستی میں لائے گئے اُن کے لئے ایک نہ ایک دن فنا ضرور ہے۔ اس میں لفظ جو کہ اصل میں مترادف لفظ کل کا ہے یا اگر حرف شرط کا۔ صورت اول میں کل سے مراد کل مجموعی ہے نہ کل افرادی۔ کیونکہ فرد جوہر میں صفت عامہ اور لازم عامہ کسی چیز کا بھی شامل سمجھی گئی ہیں اور یہ چیزیں کل کی کل زید کے وجود کے ساتھ ہی موجود ہوتی ہیں اور وجود زید تو نیا پیدا شدہ ہے۔ تو یہ چیزیں بھی ظاہری طور پر زید کے ساتھ ہی پیدا ہوئیں یا اُس نے اپنے کسب و کمال سے پیدا کیں۔ بہرحال پیدا ہونے میں یہ صفتیں بھی شریک مانی گئی ہیں لیکن یہ چیزیں فنا کبھی نہیں ہوتیں کیونکہ دیکھو مقتول مکذّب گو قتل ہو گیا۔ فنا ہو گیا۔ خاک سیاہ ہو گیا مگر اُسکی لایعنی اور فضول فنا نہیں ہوئیں نہ ہونگی کیونکہ کسی علم کے لئے فنا محض نہیں ہے گو اُس کے نام اور نشان کا پتہ کسی وقت ناپید ہو جائے۔ اسی طرح سے انسانی روح جو کہ انسان کا عام لازم اور مشترک خاصہ میں سے گنی جاتی ہے انسان کے جسم کے ساتھ پیدا تو ضرور ہوئی ہے۔ لیکن بدن کے فنا ہونے سے اُسکا فنا ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ عقل سلیم نے اسبات کو تسلیم کر لیا ہوا ہے کہ ملزوم کا فنا ہو جانا لازم کے فنا ہونے کو لازمی نہیں کرتا۔ اور خاصہ والی چیز کا فنا ہو جانا خاصہ شے کو فنا لازم کرتا ہے۔ پس کرشن جی کا وہ قول کلیہ کہاں رہا کہ جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا۔ کیونکہ صفات عامہ بعد الحدوث فنا نہیں ہوتے ❖

پس ثابت ہوا کہ روح حادث بالذات مخلوق ہے ازلی غیر مخلوق نہیں ایسی لچر تعلیم سوائے پہاڑی جاہلوں اور لنگوٹ بندوں کے کسی کالج میں نہیں دی جاتی الله

نہ عقل سلیم اسے ماننے کو تیار ہے +

دیانند جی نے پرمیشور کو روح کا باپ جگت پتا کہا ہے مگر ہمیں یہ نہیں بتایا کہ روح اور پرمیشور کس تمثیل کے ذریعہ باپ بیٹا قرار دیئے جا سکتے ہیں یہ تو وہی عیسائیوں والی تثلیث ہوگئی۔ کہ جب سے باپ تب سے بیٹا تبھی سے روح القدس کیا باپ کے ساتھ بیٹا بھی ازلی ہو سکتا ہے ایک عاقل کے نزدیک وید کا روح اور خدا میں باپ بیٹے کا تعلق ماننا ہی اسبات کی دلیل ہے کہ ضرور روح اپنے باپ پرمیشور سے بعد میں پیدا ہوئی ورنہ ایسی نا ممکن اور لچر مثالیں دینا صرف وید کا ہی حصہ ہے کہ جب سے باپ تب سے بیٹا۔ باپ بیٹی کو حمل کراتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

پھر دیانندی لکھتا ہے کہ ثنا کرنے وعبادت بجا لانے پر نجات پانے اور حظ قربت الٰہی اٹھانے کی نشایاں کا رہتی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ دیانندی کا یہ قول اُسکے مہا گرو کے قول کے مطابق محض جھوٹا ہے دیانند کے نزدیک محض ثنا کرنا یا عبادت بجا لانا بیفایدہ ہے ذرا عقل کے ناخن لیکر ستیارتھ ۲ و ۲۰ ملاحظہ کرو۔ ثنا اور عبادت کرنے سے آپ وید کے بموجب نجات محدودہ پانے سے رہے۔ ویدک نجات ایسی سستی نہیں بلکہ صرف وہ ویدک پرمیشر کے حصہ میں ہے۔ روح اتنے بندھن ہوتے ہوئے اُسے حاصل کرنے سے رہی۔ وہی اکیلا وہاں ۳۳ دیوتاؤں کے ساتھ آنند کرتا رہے گا +

پھر لکھتا ہے کہ روح جونوں کے قالبوں میں لاتا اور سزا و جزا دلاتا ہے گویا خود ایسا کمزور ہے کہ سزا و جزا دینے سے عاجز ہے اسلئے شاید ۳۳ دیوتاؤں سے سزا جزا دلاتا ہوگا۔ جو ایسا کمزور ہے وہ رب یا پروردگار کبھی نہیں کہلا سکتا بلکہ وہ چونتیسواں دیوتا کہا جا سکتا ہے یہی سمجھ لو کہ ۳۳ دیوتاؤں کی مجلس کا پریزیڈنٹ +

ذرا دیانندی کی چالاکی دیکھئے کہ لکھتا ہے کہ اگر یہ روحیں اُسکے ہاتھ نہ لگتیں یا قضا کا پیدا نہ ہوتیں تو خدا نیستی کا مارا پہلے کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے مکھیاں مارا کرتا +

عقلمند آدمی سوچے کہ یہ الزام وید پر ہے یا قرآن پر۔ کیا یہ اُس آدمی پر الزام لگ سکتا ہے جس نے بنی بنائی اور موجود قلم دوات سے اپنا کام چلایا یا اُسپر کہ جسے اتنی قابلیت ہے کہ اگر قلم دوات نہ ہو تو وہ اپنے ہنر کے ذریعہ جس وقت چاہے خود بنا کر اپنا کام

چلا لے - ایک موٹی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ پہلا شخص (جو قلم دوات بنانے کا ہنر نہیں رکھتا اور صرف اُن کی موجودگی میں کام چلانا جانتا ہے) اگر اُسے قلم دوات اتفاقیہ طور پر نہ مل جاتی تو ضرور ہے کہ جرامیوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا اور اسبات کا منتظر رہتا کہ کہیں سے قلم دوات ملے تو کام چلے۔ ورنہ اکیلے بیٹھے ہیں اسی طرح سے اگر ویدک پرمیشر کو روح اور مادہ اتفاقیہ طور پر نہ ملتا یا قضا کار اُسکے ساتھ پیدا نہ ہو جاتے تو وہ کیا کرتا جبکہ اُسے کچھ بنانا آتا ہی نہیں یہی کہ ویدکو بیٹھ کر جاپ کرتا۔ دوسرا شخص ہر وقت قادر ہے کہ جو چاہے بنالے قضا کار پیدا ہونا تو وہ جانتا ہی نہیں بلکہ خود پیدا کر سکتا ہے۔ ہنرمند ہے جو چیز بنا سکتا ہے اسکی حقیقت و ماہیت سے پورا پورا واقف ہے ایسا ہی قرآن مجید خدا کو مانتا ہے کہ وہ خدا جو بغیر مادی آنکھ دیکھ سکتا۔ بغیر مادی کان سُن سکتا ہے وہ بغیر مادی جنس کی محتاجی کے مادہ کو بنا سکتا ہے اُن کی حقیقت تک پہونچنا انسانی محدود عقل سے بعید ہے یہ دیانندیوں کا ہتھکنڈہ ہے کہ جو اعتراض خود اُن کے لچر عقاید پر عاید ہوتا ہو وہ بغیر سوچے سمجھے فریق مخالف پر جڑ دیتے ہیں اور قلابازیاں کھانے لگ پڑتے ہیں +

دیانندی۔ روحوں کو جسم میں داخل کرتے وقت بقدر استحقاق و لیاقت وغیرہ بخشنے والا و دینے والا کہنا سراسر لایعنی اور بے معنی ہے۔ جب اُن کے اعمال ہی نہیں تو استحقاق کیسا یا تناسخ مانو یا ان الفاظ قدر کو لایعنی جانو +

مسلمان۔ اس کے جواب کے لئے کتاب انسان اور اسکی تقدیر کا صفحہ ۲۸ آنکھ کھول کر دیکھ لیا ہوتا جس میں آپ کے مسافر میگزین کے حوالجات سے آپکی ہمدانی اور خود رائی ظاہر کر دی گئی ہے۔ صفحہ جات ۹۹ سے آخر کتاب تک آپکو تا قیامت جواب کے لئے ملکا کاتے رہیں گے جو نیک بخت آدمی اصل کتاب انسان اور **اسکی تقدیر ملاحظہ کریگا وہ ضرور سمجھ لیگا۔ کہ لالہ جی کے اعتراض دیانندی قوت واہمہ کا نتیجہ ہیں و بس +**

اب ذرا اپنی ویدک پوتھی بھی دیکھئے۔ تین قدیم چیزیں اس نے مانی ہیں اوّل خدا

دوم روح سوم مادہ - ہر ایک اپنے وجود میں قائم بالذات وہ ہر سہ کسی وقت ایک ہو ئیں نہ ہونگی - اب ہم آپ سے مخاطب ہوتے ہیں کہ جب یہ تینوں چیزیں قدیم ہیں تو ایشور نے بقول آپکے ہیر و موخر الذکر سے زبردست راجا ہے روح کو سب سے قدیم جسم میں کس عمل اور حق کے بدلے داخل کیا - کیونکہ ان تینوں کا وجود علیحدہ علیحدہ ہے نہ کہ ایک - جب آپ ہمیں وید کے رو سے یہ ثابت کر دینگے کہ سب سے پہلا جسم روح کو فلاں عمل کے بدلے ملا تھا تو ہم آپ کو سب پہلو سمجھا دینگے +

لالہ جی کی تلی زبان کہ یہ بیان حدیث و قرآن کے سراسر خلاف ہے - دیانندی کی نیک باطنی پر دلالت کرتا ہے قرآن کے سراسر خلاف ہونیکا تو اُس نے اپنے لنگوٹ بند کی طرح کوئی ثبوت نہیں دیا اور نہ حوالہ دیا ہے - صرف دعوی بلا دلیل اور ٹر ٹرانا کام نہیں دے سکتا ہے

رہا مشکوٰۃ (آپنے مشکاۃ لکھکر اپنی علمیت کا خوب ثبوت دیا ہے - شاید آپنے مشکوٰۃ کوئی کتاب دیکھی ہوگی - مشکوٰۃ کا ملاحظہ کرنا کار ے دارد) کا حوالہ سو اس میں بھی آپنے دیانندی نیک باطنی ظاہر کر ہی چھوڑی - ذرا کسی منصف سے مشکوٰۃ کی حدیث کے اور ستیارتھ اُردو اڈیشن دوم ص ۲۱۵ کے جس طرح جیو خود مختاری سے کام کرتا ہے اسی طرح علیم کل ہونے سے ایشور جانتا ہے اور جس طرح ایشور جانتا ہے اُسی طرح جیو کام کرتا ہے کیا اپنے گھر کے اس حوالہ سے آپ نے حدیث کا مطلب سمجھ لیا یا نہیں کیا اعمال کرنے سے پہلے ایشور جانتا ہے کہ جیو یہ کام کریگا - نیک یا بد - اگر جانتا ہے تو حدیث شریف پر اعتراض کرنے کے بجائے ستیارتھ کو پہلے چراغ شاہ کے حوالے کردو - جس نے آپ کی عقل پر تعصب کا پردہ ڈال رکھا ہے +

دیانندی - دیانندیوں کا یہ عقیدہ نہیں کہ آدم اور اُسکی اولاد کی روح ایک ہی ہے بلکہ دیانندی بے تعداد روحیں مانتے ہیں اور ہر ایک کو دوسرے سے جدا جانتے ہیں بتلا ئیے ہماری کس کتاب میں لکھا ہے کہ باپ اور بیٹے کی روح ایک ہی ہے +

مسلمان - گو لالہ جی نے سر سے پاؤں تک

زور لگا دیا مگر عقل کا فتور نہ مٹ سکا اور تعصب دلی نے سب دیانندیوں کی طرح لالہ جی کی عقل بھی سلب کر لی ہوئی ہے۔ لالہ جی عقل کے ناخن لیکر مولوی صاحب کا مطلب سمجھنے کی کوشش کیجئے تعصب کے اندھے کوئیں میں نہ گرتے جایئے۔ آپ کے اواگون کے قاعدہ سے کیا یہ بعید ہے کہ ایک پڑدادا کی روح اُسکے مرنے کے بعد اُسی خاندان میں پڑپوتے کی شکل میں آ نمودار ہو۔ یا ایک اواگونی کی والدہ کی روح اُسکی دختر کی شکل میں جلوہ افروز ہو جاوے جب بندھن کئی جنموں میں جاکر چھوٹتا ہے تو آپ کیسے انکار کر سکتے ہیں کہ ایک باپ کی روح اُسی خاندان میں کئی جنم چکر نہ لگائے۔ اچھا اب اس پہلو کو چھوڑ کر آپ کے تعصبانہ پہلو پر غور کریں۔ اگر دیانندی بے تعداد روحیں ملنتے ہیں۔ تو یہ ظاہر ہے کہ وہ ماہیت اوصاف گن وغیرہ میں ایک ہی ہونگی۔ اب ضرور ہے کہ ان میں کوئی ایسی چیز پائی جائے کہ جس سے وہ ایک دوسرے سے جدا شناخت ہو سکیں کیونکہ جہاں بہت سی چیزیں ایک جیسی ہوں گی وہاں ایک کو دوسری سے تمیز کرنے کے لئے کوئی مابہ الامتیاز ضرور ہوگا۔ صفات میں کمی بیشی آپ کر نہیں سکتے کیونکہ وہ اسبات پر دلالت کریگا۔ کہ اُن کی ماہیت وغیرہ ایک نہیں پھر ہم آپ سے صفات کی کمی بیشی کی وجہ پوچھیں گے تو آپ وید کو چھپاتے پھرینگے۔ اُمید ہے کہ لالہ جی ہر پہلو پر غور کرکے گوسالہ پیر شد گاؤ نہ شد کے مصداق نہ بنیں گے۔ آپ کی بجا اس کی خاطر ہم آپ کی دھجیاں اُڑانے سے باز نہیں رہ سکتے۔ جب تک کہ وید کا پول نہ ظاہر ہو جاوے۔ رہا مسلمانوں کا اعتقاد دربارہ **نور محمدی** سو وہ آپ جیسے عقل کے اندھے کیا سمجھیں جنکے نزدیک صحیح النسب ہونا کوئی چیز نہیں غیر کا نطفہ لیکر اپنا صلبی بیٹا سمجھ لینا وید کی تعلیم ہے۔ نور محمدی کا پشت در پشت منتقل ہونا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرتؐ اولوالعزم پیغمبروں کی صحیح النسب اولاد اور بزرگ قوم کے بیٹے ہیں۔ نور سے شاید لالہ جی تناسخ کی روح سمجھے ہیں واہ رے عقل کے دشمن۔ بھلا اندھا آدمی نور کی حقیقت کیا جانے اور پھر نیوگ کا دلدادہ۔ جو صحیح النسبی کا قاطع ہے ✦

دیانندی۔ تناسخ کے انکار سے خدا سزا جزا الہام۔ کلام سب پر پانی پھیر دیا۔ کیونکہ جب روحوں کے اعمال وخواص کی وجہ سے آپنس کوئی اختلاف نہیں اور یہ صرف نطفہ

کی کیفیت کی وجہ سے ہے تو بے ایمان کا کوئی تصور نہیں پھر بزاخرا کیسی خدا کی کیا ضرورت الہام کی کیا ضرورت کیونکہ نطفہ کے اختلاف سے ایک بادشاہ ہو جاتا ہے دوسرا غریب تو سمجھو کہ نیک و بد اعمال کا موجب نطفہ ہی ہے گویا نطفہ کا صحیح سالم ہونا نیکی ہے۔ بگڑنے سے بدی +

مسلمان - لالہ جی ہوش بھی قایم ہیں یا نہیں کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ آپ کی یہ حالت قابل رحم ہے۔ روحوں کے اعمال تو ہوئے خواص کی وجہ سے اختلاف ہونیکا مطلب ذرا اپنے گرو کے حوالے سے سدھ کر دینا۔ لالہ جی اسی کتاب کا صفحہ ۲۴۶ دیکھ لیتے تو آپکو شرمندہ نہ ہونا پڑتا +

مولوی صاحب لکھتے ہیں " قلعی اسی برتن پر اچھی ہوتی ہے جس میں کلونس نہیں رہتی اور جس میں میل ٹھیرا ہوتا ہے کیسی ہی قلعی کرو۔ کبھی وہ برتن اجلا نہیں ہوتا۔ یہ قصور قلعی کا نہیں ہے دراصل قصور اسی برتن کا ہے اسی طرح تمام ارواح آسمانی خدا کی طرف سے یکساں افاضہ کی جاتی ہے لیکن اختلاف ابدان کی وجہ سے جس میں بہت کچھ انسانی فعل کا بھی دخل ہے۔ انسان مختلف الصور والقویٰ پیدا ہوتے ہیں تناسخ کی وجہ سے ایسا ہرگز نہیں ہوتا "

یہ حوالہ تو ہوا صورتوں اور قویٰ کے مختلف ہونے کا۔ بادشاہی وغریبی کی بابت صفحہ ۲۸۴ و صفحہ ۲۸۵ دیکھ کر جواب دینا۔ اور رگوید کے منتر ۲۔ منڈل اسکت ۹ کی جسے مولوی صاحب نے اثبات مدعا میں پیش کیا ہے تردید کرنا۔ لالہ جی آپکے اعتراض آپکی لیاقت اور تعصب ظاہر کرتے ہیں ورنہ آپکے کونسے لچر اعتراض کا مدلل جواب خود کتاب کے اندر موجود نہیں صرف ایک حرف لیکر اسے شکر خورے کی طرح چاٹتے رہنا۔ عاقلوں کا

قاعدہ نہیں جب لالہ جی کی تقریر ہی لایعنی اور خرافات ثابت ہو چکی۔ تو اُن کی وجوہات تو خود ہی ہوا ہو گئیں۔ لالہ جی خدا کی نسبت ظالم اور دیوانہ پن کہنا آپکے خدا پرست گرو کی حقیقت ظاہر کرتا ہے جس نے ایسے نیک باطن پنتھ کی بنیاد ڈالکر دھرم کی اشاعت کی +

وجہ چہارم بیان کرتے تو لالہ جی وصوتی سے بھی بازی لے گئے ہیں اور اپنے گرو کی تعلیم کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ ذرا آنکھیں کھولکر اور وصوتی سنبھالکر انسان اور اُسکی تقدیر صفحہ ۳ و ملت ۳ دیکھو اور اپنی بیعقلی پر ہزار ہزار لعنت بھیجو۔ دیانند کی تعلیم مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۱۱۰ و صفحہ ۱۴۰ و صفحہ ۱۰ و صفحہ ۱۰۳ سے ظاہر ہے کہ انسان کا قالب روح کے اعمال سابقہ کے موافق ہرگز نہیں بنتا۔ بلکہ یہ سارا امر ماں باپ کی خبرداری اور قانون ازدواج کی مخالفت یا موافقت پر منحصر ہے۔ اگر اعمال پر منحصر ہوتا۔ تو بچپن کی شادی سے کبھی ایسے بچے نہ ہوتے جو قسمت کے مارے اور اسد کے پھٹکارے ہوں بلکہ ہمیشہ اور ہر حال میں بچے سابقہ اعمال روح کے موافق جنم لیتے۔ اور اس قسم کی شادیوں میں نطفہ ٹھیرتا ہی نہ پاتا (اگر اعمال انسانی اس قسم کے نطفہ سے بچہ پیدا ہونے کے لایق نہیں) کیونکہ اعمال انسانی اس قسم کے قالبوں کا اقتضا ہی نہیں کرتے۔ یہاں سے تناسخ کا بطلان اور لالہ جی کے باطل عقیدہ کی صریح کمزوری ثابت ہے اب ستیارتھ پڑھکر بتاؤ کہ بچپن کی شادی سے بچے کیوں کمزور ہونگے۔ جب جنم اُن کو گذشتہ اعمال کے بدلے ملتا ہے۔ لالہ جی عقل کو کام میں لاؤ۔ یہ اعتراض تو آپ پر عاید ہوتا ہے کہ جس بدی کا موجب باپ ہو اُسکی سزا بیٹے کو ملے۔ ماں باپ تو بچپن میں شادی کرکے حظ اُٹھائیں اور بچے کمزور پیدا ہوں بھلا اُنہوں نے ویدک پرمیشور کا کیا کیا تھا یہ اندھیر دیانندی پنتھ کے سوا کہیں نہ دیکھا +

رہا آپ کا خدائے پاک کی نسبت تہمت لگانا جھنجھلانا گالیاں دینا وغیرہ سو لالہ جی جس وید نے پرمیشر کو رودر (رونے والا) مکت (مخلصی پانیوالا) انا (کھانیوالا) سوائے ویدیوں کے سبکو ناستک اور مخالف کہتا اور اُن کے مارنے کے لئے وید میں طرح طرح کی ترغیبیں اور تحریصیں دیتا ہے (رگوید منڈل اول سکت ۹۳ منتر ۲۔ یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۵۔ رگوید اشٹک اول ادھیائے ۳ ورگ ۱۴ منتر ۲ وغیرہ وغیرہ)

ویدکی یہ نکمی تعلیم وید پرمیشور کو بے وقوف ناعاقبت اندیش بھسٹری - ضدی دغاباز لڑاکا - رونے والا ثابت کرتی ہے لالہ جی ذرا وید کی سڑی باسی رڈی تعلیم کا پردہ فاش نہ کرایئے اور نچلے ہو کر آرام سے بیٹھیئے +

دیانندی - جس بزن یا بدن پر خدا کا نور چمکا وہ اُس نے ناقص کیوں بنایا +

مسلمان - لالہ جی یہ آپکے ستیارتھ میں تلاش کرنا تھا - کیا سبب ہے کہ آپ کا گرو صفحہ ۵۵۵ پر کہتا ہے کہ آغاز آفرینش میں جیو کے اجسام وغیرہ کو ایشور بناتا ہے بعدہ بچے وغیرہ پیدا کرنا جیو کا کام ہے - کیا خدا پھر پیدائش کا کام چھوڑ دیتا ہے اور نکما بیٹھا رہتا ہے اگر فی الحقیقت جیو بچے پیدا کرتا ہے تو بچپن میں شادی کرنے اور آتشک وغیرہ والوں کی اولاد ضرور ہی ماں باپ کا حصہ لیگی اور کمزور بیمار ہوگی - اگر گذشتہ اعمال کا پلب کا جنم ہوتا تو آتشک والوں کے گھر بھی تندرست بچے ہوتے +

بہر حال لالہ جی اپنے باوا جی کی ستیارتھ کو بغور ملاحظہ کر کے ہمیں مشکور کرینگے - اور اپنے اپنے سوالوں کے جوابات وہیں تلاش کر کے تناسخ سے دست بردار ہوں گے لالہ جی ہمہ اوست کی مکروہ تعلیم کا بانی وید ہے جس نے دیانند کو بھی کچھ عرصہ اسی ہمہ اوستی میں غلطان و پیچان رکھا اور باوا جی عرصہ تک بھٹکتے رہے +

دیانندی - انسانی فعل کے دخل سے انسان مختلف الصور والقویٰ پیدا ہوتے ہیں

مسلمان - خوب - تناسخ کی ٹانگ توڑی ہے - ذرا دیانند کی ستیارتھ سملاس دوم پڑھ کر داد دینا - اگر ماں باپ کے نیک و بد عمل سے اولاد پر نیک و برا اثر پڑتا ہے تو تناسخ کوئی چیز نہیں تناسخ ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ ماں باپ کی برائی بھلائی کا اثر بچے پر نہ پڑے - کیونکہ بچے کی روح نے اپنے گذشتہ جنم کی نیکی و بدی کا پھل بھوگنا ہے - نہ کہ ماں باپ کی نیکی بدی کا - لالہ جی ذرا ہوش کی دوا کیجیے +

اگر انسان کا مختلف الصور والقویٰ و خلاف ابدان تناسخ کا نتیجہ ہے تو پہلے کے بعد ہزارہا ایک انسانوں کا جوان پیدا ہونا بھی تناسخ کا نتیجہ سمجھنا پڑے گا اور جو اعتراض آپکے اس عقیدہ کے ماننے سے آپ کے وید پر پڑینگے اُن سے آپ چھٹنا اٹھینگے

ذرا عاقل کے ناخن اُترو اکر عاقلوں کی طرح دعوی کیجئے - ورنہ آپ کے پنتھ کے سب بخئے اُدھیڑ دیئے جاوینگے *

دیانندی - خدا نے جو روح پھونکی وہ کہاں سے آئی اگر خدا نے (معاذ اللہ) اپنا وجود کا ٹکڑ نہیں بنائی تو کہاں سے آئی *

مسلمان - اگر اسکا جواب لینا ہے تو ستیارتھ اڈیشن دوم اردو ص۱۲ ملاحظہ کیجئے جب آپ اُس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حواس دکھاوینگے - پھر ہم آپکو روح کا بھی سمجھاوینگے اے بدقسمت دیانندی جب تو مانتا ہے کہ وہ حواسوں کے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے تو اپنی طاقت ناچیز کو کیوں خدا کی نامحدود طاقت کے ساتھ مقابلہ کیلئے رکھتا ہے - ذرا غور کر اور سوچ - اپنی موٹی دیانندی تعصب سے پُر عقل پر دانشمندی کا صیقل چڑھوا - اور خدا کے کاموں کو غور سے سوچ *

دیانندی - روح کی حقیقت کا سمجھانا مسلمانوں کو دشوار ہو گیا *

مسلمان - چہ دانند بوزنہ لذات ادرک - آپ جیسے تعصب کے پتلے ان الہیانہ مسایل کو کیا سمجھیں گے - آپکے گرو نے ستیارتھ ص۔ پر لکھا ہے کہ مذہب والے لوگ خاصکر ضدی اور سترد ہوتے ہیں اور متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہیں - سو یہ آپ پر خوب پھبتا ہے - آپکے وید نے روح کی حقیقت کو کیا سمجھایا - اور آپ نے کیا سمجھا - جب وید کچھ حقیقت بیان نہ کر سکے تو ویدیوں نے روح کو خدا کی طرح قایم بالذات مان لیا - چلو جی چھٹی ہوئی - دردسری نہ کرنی پڑی - سب چیلوں چانٹوں نے سمجھ لیا کہ بس وہ قدیم ہے کیا اسے حقیقت کہتے ہیں آپکے ویدک حوالے کی تو ہم قلعی کھول چکے ہیں اب ذرا شاستروں کا ملاحظہ کرائیے *

شاستر کے رو سے روح کی تعلیم

ویشیشک درشن والا روح کی بابت لکھتا ہے کہ جب تک آتما جسم میں ہوتا ہے تبھی تک یہ گن پرکاشت رہتے ہیں اور جب شریر چھوڑ جاتا ہے تب یہ گن شریر

میں نہیں رہتے جس کے ہونے سے جو ہو اور جس کے نہ ہونے سے نہ ہو وہ گن یا صفت اُس کے ہوتے ہیں۔ اسی حوالہ میں درشن کے مصنف نے اوّل تو وید کا کوئی حوالہ نہیں دیا جس کے رو سے آتما کی یہ صفات قرار دی جا سکیں دوم اُس نے یہ واضح نہیں کیا کہ آیا سب آتماؤں میں یہ صفات برابر ہیں یا کم و بیش۔ اور پھر یہ نہیں لکھا کہ شریر کو چھوڑ کر بھی ان صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ یا نہیں اگر ہوتا ہے تو مکتی کی حالت میں جیو کس بات کا رنج۔ افسوس۔ حسرت کرتا ہے۔ ذرا آپ ہی تشریح کر دیجئے۔ کرشن جی نے صرف اُسے قدیم کہا ہے یعنی سناتن مگر دلیل ندارد۔

گیتا ادھیائے ۵ اشلوک ۱۰ ۷ نے روح کی حقیقت و ماہیّت و صفات پر ذرا بھی روشنی نہیں ڈالی اس لئے یہ حوالہ فضول اور لایعنی ہے اگر یہی گپیں تحقیقات کہلاتی ہیں تو ہمارا دُور سے سلام ہے۔ روح کی بابت جتنا کچھ ہمارے لایق علما نے لکھا ہی اُسکا پاسنگ بھی آپکے وید یا شاستروں نے بیان نہیں کیا۔ کیونکہ اسلام کہتا ہی کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے خدا کو پہچان لیا۔ بیچارے ویدیوں نے روح کی ماہیّت کو کیا پہچاننا تھا۔ جب اُن کے موٹے دماغوں میں روح کی حقیقت نہ آسکی تو اُسے قدیم مان کر پیچھا چھڑا لیا۔ ہم نہیں جانتے کہ حکما آریہ ورت نے کونسا فلسفہ چھپا رکھا ہے سوائے اسکے کہ روح قدیم ہے خدا کی امداد کی حاجت مند نہیں۔ وغیرہ۔ دیانند نے جو فلسفہ روح بیان کیا ہے۔ اُس سے زیادہ لچر دعاوی دنیا میں کسی نے نہ دیکھے ہونگے اگر خدا نے ہمت اور یاری دی تو وہ تفسیر ستیارتھ میں درج ہونگی ''

دیانندی۔ ہر حالت میں روح فانی ہے کُلُّ شَیْئٍ عَلَیْھَا فَانٍ۔ اگر روح بمنزلہ آتش نے الحجر ہے تو آگ جیسے پتھر سے جدا ہے اسی طرح روح بھی جسم و نطفہ سے الگ ہے۔ جو ترکیب کا نتیجہ نہیں اور کسی جوہر کا عرض نہیں وہ بذات خود دائما ایک مستقل ہستی ہے +

مسلمان۔ اگر آپ ہمارے مضمون کا شروع عقل سے غور کرکے مطالعہ کریں گے

تو آپ کو اپنے لایعنی خیال کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اگر آگ پتھر سے علیحدہ ہے تو براہ مہربانی ہمیں پتھر میں آگ دکھا دیجئے۔ کیا پتھر کے پکڑنے سے آپکا ہاتھ جل جاتا ہے کیونکہ آگ کی تاثیر جلانا ہے ہرگز نہیں بلکہ پتھر میں کسی نے آگ محسوس نہیں کی مگر جب اُسی پتھر کو رگڑ دیجئے تو آگ نکلتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ پتھر میں ظاہرا آگ محسوس نہیں ہوتی اور نہ ہی اُس سے علیحدہ ہوتی ہے۔ مگر دوسری صورت میں اُسی سے نکلتی ہے اگر پتھر سے جُدا ہوتی جیسے لالہ جی نے فرمایا ہے تو ضرور محسوس ہوتی مگر نہیں ہوتی اس لئے مولانا صاحب کا کہنا بجا ہے صرف دیانندی کی تعصب باطنی کا نتیجہ ہے کہ سیدھی بات کو اُلٹا بنا رہا ہے دو چار صفحوں پر لایعنی ہرزہ درائی کرنے سے دیانندی خیال کرتے ہیں کہ ساری کتاب کا جواب ہو گیا۔ چیلے تو خوش ہو جاوینگے بس چھٹی ہوئی مگر یہ بات عقلمندی کے خلاف ہے ✦

دیانندی۔ یہ ثابت و مسلمہ امر ہے کہ نطفہ سے روح ایک غیر اور نادی شے ہے تو وہ ضرور رحم مادر میں داخل کی جاتی ہے اور نطفہ کے ذریعہ ✦

مسلمان۔ نہ یہ مسلمہ امر ہے اور نہ ثابت شدہ ہے کہ روح قدیم ہے۔ مگر یہ جاہلوں کی عقل کا پھیر ہے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئی اُسے خدا کے برابر مان لیا۔ اور دیوتاؤں میں شامل کر کے پوجا شروع کر دی۔ ذرا ستیارتھ ۲۴۹ دیکھ کر قرآن شریف پر دریدہ دہنی کرنا کہ کسی کا جانا اور آنا اُس جگہ ہو سکتا ہے جہاں وہ نہ ہو کیا پرمیشور رحم میں نہیں تھا۔ کہ کہیں سے آیا" ہمارے نزدیک تمام ارواح خدا کی ملکیت اور اُسی کی ہیں۔ ویدک الیشور کی طرح اُس سے باغی نہیں۔ بخلاف دیانندی الیشور کے کہ ایک ذرہ کا مالک و خالق نہیں اور نہ یہ صفت رکھتا ہے ✦

شرم بادت اے دیانندی ✦
نے فرزعنت محکم آمدنے اصول

دیانندی۔ ہر حیوان میں یا قالب میں روح جسم بن چکنے کے بعد داخل ہوتی ہے حیوانات کی پیدائش چار فروع پر منقسم ہے ✦

مسلمان۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ دیانند نے جو ستیارتھ ص۲۸۶ سملاس ۹
نمبرا ۱۸ میں لکھا ہے کہ جیو ہوا۔ اناج۔ پانی خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ سے
دوسرے کے جسم میں ایشور کی تحریک سے داخل ہوتا ہے بعد داخل ہونے کے
سلسلۂ وارمنی میں جا کر حمل میں قایم ہو کر جسم اختیار کرکے باہر آتا ہے"۔ اس کے مطابق
زخموں گندے کھانوں میلے کپڑوں میں جیو کس صورت سے جاتا ہے۔ دیانند کی تحریر
نے آپکی لا یعنی۔۔۔۔۔ کہ قالب میں جسم بن چکنے کے بعد روح داخل ہوتی ہے جھٹلا دیا
ہے گرو کہتا ہے کہ روح سلسلۂ وارمنی میں جا کر حمل میں قایم ہونے کے بعد جسم اختیار
کرتی ہے مگر چیلا کہتا ہے کہ جسم بننے کے بعد روح داخل ہوتی ہے۔ سبحان اللہ کیا!
عجوبہ بیٹھا ہے۔ ہم نے آپ سے پیدایش کی نوع تو دریافت نہیں کی بلکہ ان انواع کا
باعث پوچھا ہے۔ یہ بات بھی دریافت طلب ہے کہ بقول آپکے جو قالب روح
کے لئے قبل از وقت بنایا گیا ہے وہ اُس کے اعمال کے مطابق بنایا گیا ہے یا نہیں۔
صورت اول ناممکن ہے کیونکہ روح ابھی تناسخ میں ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اس قالب میں
جو قبل از وقت بنایا گیا ہے داخل ہونے سے ذرا پہلے کوئی ایسا کرم کرے کہ جس سے
اُسے بجائے اس قالب کے کوئی اور قالب دینا پڑے۔ کیونکہ وہ خود مختار ہے۔ تو اس
قبل از وقت جسم کا بنانا خلاف انصاف ہے۔ صورت دوم ویدک ایشور کی
ناانصافی ظاہر کرتا ہے +

دیانندی۔ آپ ہمارے اُصولوں سے اُمّی ہیں ویسے ہی قرآن سے ناواقف
آیت کا منشا جسم کے بڑھنے کی ترکیب پر استدلال کرتا ہے +

مسلمان۔ واہ رے عقل کے دھنی۔ ذرا اُمی کے معنے تو بتائے ہوتے۔ جب
تمہیں اُمّی کے معنے تک نہیں آتے تو ایسی ہیکڑی کس بات پر۔ بقول تمہارے
تم خود ہی اپنے اصول نہیں جانتے اور اپنے لنگوٹ بند کے خلاف لکھ رہے
ہو پھر تمہیں کس لفظ سے مخاطب کیا جاوے۔ مسلمان تمہاری طرح تناسخ نہیں مانتے
کہ دوسری پیدایش کو آپ اتنا کھینچ تان رہے ہیں یہاں مولانا صاحب نے بالکل بجا

فرمایا ہے کہ پہلے نطفہ سے خدا جسم بناتا ہے اور جب اُس میں روح پڑتی ہے تو اور ہی رنگ ہو جاتا ہے اور یہی حالت روح کے نام سے موسوم ہے۔ مولانا صاحب کو ایسے مسائل میں کیا مشکل پیش آئی تھی یہ مشکل میں تو آپکا مقتول مبتلا تھا۔ کہ جو عشرہ کاملہ کا جواب مرتے دم تک نہ دے گیا جس میں تناسخ کے بخئیے اُدھیڑے ہوئے ہیں۔ فرمایئے آجتک کس دیانندی نے اُن دلایل کو توڑا ہے زبانی بکواس قابل التفات نہیں۔ جب تک کچھ کرکے نہ دکھاؤ *

دیانندی۔ کوئی دیانندی روح کو خدا کا شریک نہیں ٹھیراتا اور ہم پلہ نہیں بتاتا۔ وید میں سہے کہ وہ پتا ہمارا بندھو ہے۔ وغیرہ وغیرہ *

مسلمان۔ دیانندیوں کے ہتھکنڈوں کو کہانتک ظاہر کیا جاوے۔ حوالہ وید بلا نام دیکر پیچھا چھوڑا نامردوں کا کام نہیں۔ لالہ جی آپنے لکھا ہے کہ پرماتما جیووں کا باپ حقیقی و پرورش کرنے والا اور مالک ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حقیقی باپ کسے کہتے ہیں اور وید کا خدا کو جیو کا باپ کہنا کہانتک سچ ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وید کی یہ تعلیم سراسر جھوٹی ہے۔ اول تو حقیقی باپ اپنے بیٹے سے عمر میں ضرور بڑا ہوگا۔ دوم باپ بیٹے کا رشتہ اس قسم کا نہیں جیسا وید کی تعلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ آپکا اعتقاد ہے کہ جب سے حقیقی باپ (خدا) ہے تبھی سے بیٹا (روح) ہے کیا اس سے زیادہ لچر تعلیم کہیں مل سکتی ہے کہ عیسائیوں کی طرح یہ کہنا کہ جب سے باپ تب سے بیٹا اور تبھی سے روح القدس (مادہ) کیا اس سے بڑھکر مشرکانہ تعلیم کسی کتاب میں ملنی ممکن ہے پھر حقیقی باپ کا بیٹے پر ہر طرح کا حق ہوتا ہے مگر یہاں ویدک ایشور کا سوائے سزا جزا کے کوئی حق حاصل نہیں ایک ذرہ کا خالق و مالک وہ نہیں۔ کسی کی پرورش کرنے کے لایق نہیں کیونکہ روح فاعل خود مختار ہے پرورش کرنا اس کی طبعی صفت ہے ویدک ایشور روحوں کو سزا دے کر درخت پھل پھول جانور بناتا ہے انسانی روحیں خود اختیاری سے کھاتی پیتی ہیں۔ پرورش کرنے والا تو تبھی کہا جا سکتا کہ بغیر کسی معاوضے کے انسانی

روح کو نعمتیں دے کر پرورش کرنا۔ کیا باپ اپنے بیٹے کو کسی معاوضہ میں پرورش کرتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اُس کی محبت کا تقاضا ہی ہے کہ وہ بلا معاوضہ بچے سے محبت کرے اُسے کھانے پینے پہننے کو دے۔ مگر ایشور کو حقیقی باپ مان کر بچے کو معاوضہ پر پرورش کرنا دیانندی عقل کا کھیل ہے۔ قرآن پر اعتراض کرتے وقت عقل کو سلام کہنا دیانندیوں کا عام شیوہ ہے محض کسی کا نام اکٹھا آ جانے سے شرک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ صفات خاصہ میں اُسے شریک نہ کیا جاوے۔ **حضرت محمد صلعم** کو ہم عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہتے ہیں آپ نے خود اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا ہے کہ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ۔ یعنی میں تمہاری مانند بشر ہوں صرف افضیلت یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ یہی تعلیم شرک کو بیخ و بن سے اُکھاڑنے والی ہے ✦

مولوی صاحب نے بدن کی مفارقت کے بعد روح کا قائم رہنا ماناہے مگر دیانندی نے اپنی کوتہ عقلی سے ازلی کی بیخ ہی لگا دی ہے۔ ذرا قرآن مجید اور مولانا صاحب کا بیان سمجھنے کی کوشش کرو۔ پھر نہیں معلوم ہو جائیگا کہ باپ بیٹا کس قاعدہ کی رو سے ہم عمر ہو سکتے ہیں۔ چونکہ ہم مفصل طور پر دیانندی کی قلعی کھول چکے ہیں اور ویدک تعلیم کا کچا چٹھا بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے ہم دیانندی لالہ کو سوچنے کا موقعہ دینے کے لئے زیادہ حیران و پشیمان نہیں کرتے۔ اور فی الحال اُس کا پیچھا چھوڑتے ہیں۔ یا زندہ صحبت باقی۔ محمد منظور الٰہی ✦

نظم

۷۸۶

وجہ کیا ہے تمہیں کچھ بھی خبر ہے	دیانندی جو ہر اک کو روکرہے
سنو یہ لوگ ویدوں پر فدا ہیں	مگر وہ وید جو خود بے بصر ہے
بھلا پھل اس سے پا سکتا ہے کوئی	یہ ظاہر ہے کہ بیدِ بے ثمر ہے

مسایل بھی عجیب کچھ وید کے ہیں
جہالت جس سے ظاہر سر بسر ہے

دلیلِ عقل ہے سر کا مُنڈ آنا
یہ ویدا سے آریو دیتا خبر ہے

تمہارا فرض ہے تقلید کرنا
عقیدہ تم کو بیدوں پر اگر ہے

نہ تم ہندو نہ پھر ہندو دھرم ہے
اصولِ وید سے گر در گذر ہے

منڈا دو اپنے بال اور عورتوں کے
اگر لینا تمہیں عاقل پسر ہے

تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے
دیانندی تمہیں یہ بھی خبر ہے

ذبح ہے وید سے جائز ... کی
کہو پھر کس لئے یہ شور و شر ہے

گرو کا آریوں کے یہ مقولہ
نقیض آواگون کا یہ سر بسر ہے

نہیں امکاں کہ فاضل ہر بشر ہو
ہوں سب دھرماتما ممکن مگر ہے

اشاعت اسکی گر سو برس تک
کریں ہم فرض کیا ہوتا اثر ہے

یہ مانو ہو گئے دھرماتما سب
ادھرمی کا دانہ بے سفر ہے

یہ سب سنسار اب دھرماتما ہے
ہر اک فردِ بشر نیکو سیر ہے

نہ پرمیشر کی اب پرمیشری ہے
نہ گھوڑا گائے بیل و بھینس و خر ہے

اُدھر ایشور کی قدرت کو مٹایا
ادھر دھرماتما خود نوحہ گر ہے

سواری کے لئے گھوڑا اندارد
نہ ملتا بار برداری کو خر ہے

بنے دھرماتما تو یہ ملا پھل
کہ خود گھوڑا بنا اور خود ہی خر ہے

بنے ہیں بیل کولھو اور ہل کے
ملا دھرماتما کو یہ ثمر ہے

اُنہیں کی کھال کے تسمے بچے ہیں
اُنہیں کی کھال پاپوشِ بشر ہے

اُنہیں کی کھال کی اشیاء چری
یہی اور بکتی پھرتی در بدر ہے

دہی گھی دودھ مکھن لحم انڈا
نہ آتا خواب میں ہی اب نظر ہے

نہ کوئی جون میں حیوان کے آئے
نظامِ ایشور کو گویا یہ تبر ہے

بلاشک انتظام ایشر کے حق میں
ستم قاتل کا یہ رکھتا اثر ہے

بنے دھرماتما سنسار سارے
یہ بات اُسکو نہیں منظور گر ہے

تو پھر الزام یہ ہوتا ہے وارد
کہ ایشور بے ٹھکانا شبہ بیداگر ہے
دیانندی ہو گرداب بلا میں
یہ طرہ اوسپہ امید ثمر ہے
ہو تاریکی میں تم گھٹتا ہو نہیں کیوں
یہ بے راہ روی کا اک ادنےٰ اثر ہے
مضامیں ویدگرداب بلا ہیں
قران پاک جوں سلک گہر ہے
نہ ایشورکرت ویدوں کو کہو تم
سراسر اس میں ایماں کا فر ہے
نہیں شک کفر کی ظلمت میں ہیں وید
قرانِ پاک جوں شمس و قمر ہے

اندھیری رات میں سوئے بہت اب
اُٹھو اے آریو! وقت سحر ہے

واقع حق پسند از علی گڑھ

قاهره میں ایک لیڈی نے معہ چند انگریزوں کے دین اسلام قبول کیا +

دردناک حادثہ۔ موضع جمبر ضلع لاہور میں ایک مسلمان کے گھر میں بیاہ تھا بہت سی عورتیں بچے شادی کی تقریب میں جمع ہو کر ایک کوٹھے پر بیٹھے ہوئی تھی کہ بدقسمتی سے کوٹھے کا شہتیر ٹوٹ گیا اور سب عورتیں اور لڑکے لڑکیاں چھت کے نیچے دب گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہلاک ہو گئے اور باقی زندہ بچ گئے۔ خدا کی شان۔ کہاں شادی کے راگ اور کہاں نو انسانوں کی لاشیں۔ خدا کی مرضی۔ اہل بلیغ

برق اسلام

نرک آسلام

اس کتاب میں قرآن کریم کی حقانیت اور اسلام کی صداقت کے علاوہ دیانندیوں کے واہی خیالات کی تردید اور دھرم پال کی علمی لیاقت کی خوب قلعی کھولی گئی ہے۔ ہر ایک بشر کا فرض ہے کہ اس کتاب کا ایک دفعہ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ حجم ۳۰۰ صفحہ قیمت ۱۲

دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو

انسان اور اُس کی تقدیر با تصویر

اس کتاب میں تقدیر کا اہم مسئلہ بالکل صاف کر دیا ہے معقولی اور منقولی اور علمی اور فلسفی ہر پہلو سے تقدیر کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے اور بتا دیا گیا ہے کہ مذہب اسلام کی رو سے تقدیر کا مفہوم کیا ہے۔ قرآن شریف کی اُن آیات کی جن میں تقدیر کا ذکر آیا ہے نہایت خوبی کے ساتھ قرآن شریف ہی سے تفسیر کر دی گئی ہے توریت انجیل اور وید کے رو سے تقدیر اور پرالبدھ کی حقیقت بیان کر دی گئی ہے اور ثابت کر دیا گیا ہے کہ اسلامی تقدیر کے ماننے پر ذرہ بھر اعتراض خدا کی ذات پر عاید نہیں ہوتا۔ نہ جبر ثابت ہوتا ہے بلکہ اسلامی تقدیر ایک طرح پر قانون قدرت اور آئین فطرت کے ہی مترادف ہے جبکہ دیگر مذاہب کے رو سے محض جبر کے مرادف مانی گئی ہے اسلام کے رو سے جو تقدیر مانی گئی ہے۔ بالکل حکیمانہ اور فلسفیانہ اصول رکھتی ہے۔ یہ رسالہ دنیا میں بالکل نیا ہے نئے حالات تازہ بیانات لطیف خیالات۔ کلام ربانی کی آیات بینات کی ٹھیک ٹھیک تفسیر ہے آجتک یہ مسئلہ دھندلی حالت میں پڑا ہوا تھا اور لوگ طرح طرح کے شکوک پیش کرتے تھے جو بفضلہ تعالیٰ بالکل صاف اور روشن ہو گئے ہیں اُسکے بڑے بڑے عنوان یہ ہیں تقدیر کے ٹھیک معنی۔ گناہ کی فلاسفی مشیت الٰہی کی حقیقت خدا کی مشیت اور مرضی میں فرق۔ خدا کا تعلق افعال عباد سے۔ خدا کا خالق افعال ہونا کسب افعال اور خلق افعال میں فرق۔ گناہ اور اسکی فلاسفی۔ گناہ کب سے شروع ہوا۔ گناہ کی سزا۔ گناہ سے نجات۔ گناہ کا سچا کفارہ۔ حقیقی نجات۔ اور عیسائی ویدک اور اسلامی نجات کا فرق۔ دُعا اور اُسکی حقیقت۔ شیطان کی حقیقت۔ شیطان کے وجود کی حقیقت۔ خدا کے مُہر لگانے اور گمراہ کرنے کے

معنے۔ اضلال الٰہی کی حقیقت اور خیر و شر کے تقدیر الٰہی سے ہونے کی حقیقت دنیا کے مصائب اُن کے بواعث۔ مصائب دنیا کے وجود کی حکمت اور حقیقت انسانی حالات کے اختلاف کا سبب۔ پیدائشی لولا لنگڑا اور اپاہج کے وجود کا اصلی باعث۔ دنیاوی امراض اور دُکھوں کا موجب۔ قانون قدرت کی خلاف ورزی۔ آریوں کی غلطی اور مغالطہ۔ دعا اور دوا کا تعلق۔ اعمال انسانی کے ساتھ اور اُسکا اثر۔ تناسخ کا ابطال پنڈت لیکھرام کی ثبوت تناسخ کا رد۔ خدا تعالیٰ کی گہری حکمتوں کا راز۔ روح اور اُس کی حقیقت۔ روح کے کرم اور گن۔ اور سبھاؤ۔ روح کی قدامت کا ابطال اور حدوث کا ثبوت۔ بہشت و دوزخ کی فلاسفی بہشت و دوزخ کی ابدیت کی تحقیق۔

غرض کہ انسان کی پیدائش سے لیکر اُس کے مرنے اور مرنے کے بعد پھر عالم برزخ میں رہنے اور قیامت کے قائم ہونے اور بہشت و دوزخ میں پہونچنے تک کی پوری پوری ہسٹری لکھی گئی ہے۔ کوئی انسان نہیں جو انسانی تقدیر کے عجائبات کو دیکھنا نہ چاہتا ہو۔ یہ کتاب بڑی محنت سے تیار کی گئی ہے۔ اور اُمید ہے کہ اگر ایک دفعہ اُسے مطالعہ کر لیا جاوے تو پھر کسی دوسرے مذہب والیکو مجبور نہ کرے۔ اس میں بڑے بڑے مشکل مسئلوں کو حل کر کے بالکل آسان کر دیا گیا ہے۔ پس ہم یقیناً لکھتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کتاب کو ضرور منگائے۔ پھر موقعہ ہاتھ نہیں آئیگا۔ اور کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ حجم ۴۴۴ صفحے۔ مجلد قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ ر۔

خاکسار

کریم بخش مینجر و پروپرائٹر و ایڈیٹر انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

منشی کریم بخش پروپرائٹر و اڈیٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا۔ اور شائع ہوا

یا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ

رسالہ

بابت یکم ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تفسیر سورت آل عمران

سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ نمبر ۹ جلد ۶

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً	اسی وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی کہ میرے خدا مجھ کو اپنے ہاں سے اولاد

زکریا چونکہ لاولد بلکہ ضعیف تھا اور عورت اسکی بھی ضعیفہ اور بانجھ تھی۔ اس بے گمان رزق کی وصولی کو دیکھکر اسی وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی کہ میرے خدا جس طرح تو مریم کو بے گمان کھانے وغیرہ دیتا ہے۔ مجھ کو بھی اپنے ہاں سے اولاد

طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ فَنَادَتْهُ	نیک بخش بیشک تو دعا سنتا ہی
الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ	پس فرشتے نے اُسے جب وہ اپنی
اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا	نماز گاہ میں کھڑا تھا پکارا - کہ
بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا	خدا تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہی
وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ قَالَ رَبِّ اَنّٰى	وہ اللہ کی باتوں کی تصدیق کرنے
يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ	والا اور سردار اور عورتوں سے
وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ	بے رغبت اور نبی نیکوکاروں
	سے ہوگا - بولا کہ اے میرے
	خدا میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا
	حالانکہ میں بڑھاپے کو پہونچ چکا
	ہوں اور عورت میری بانجھ ہے کہا
	کہ (واقع)
	ایسا ہی ہے

نیک بخش بیشک تو سب کی دعا سنتا ہے اور قبول بھی کرتا ہے - پس اس کی دعا کنی ہی تھی - کہ فرشتے نے اُسے جب وہ اپنی نماز گاہ میں کھڑا تھا - پکارا کہ خدا نے تیری دعا قبول کی - اور تجھے تیرے بیٹے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جیسا کہ تو نے مانگا ہے ویسا ہی ہوگا - وہ اللہ کی باتوں کی تصدیق کرنے والا اور اپنے زمانہ کے دینداروں کا سردار اور بوجہ شغل عبادت عورتوں سے بے رغبت اور سب بڑھکر یہ کہ اللہ کا نبی نیکوکاروں کی جماعت سے ہوگا - یہ مژدہ سنکر زکریا کو ایک طبعی خیال پیدا ہوا - جس دفعیہ بھی اس نے اسی وقت چاہا بولا کہ اے میرے خدا میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ بظاہر کئی ایک موانع طبعی موجود ہیں میں نہایت بڑھاپے کو پہونچ چکا ہوں اور عورت میری بانجھ ہے جس سے آجتک جوانی میں بھی اولاد نہیں ہوئی - خدا کے فرشتہ نے اسی جواب میں کہا کہ بیشک (واقع) ایسا ہی ہو جو تو نے کہا

يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰي نِسَاۗءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

لیکن خدا جو چاہے کر دیتا ہے۔ کہا کہ خداوندا میرے لئے کوئی نشانی بتا۔ کہا کہ تیری نشانی ہے کہ تو تین روز لوگوں سے بول نہیں سکیگا لیکن اشارہ کریگا اور اپنے خدا کا ذکر کیجو۔ اور پاکی سے صبح شام اُس کی یاد کیا کیجو۔ جب فرشتے نے کہا اے مریم خدا نے تجھے چنا ہے اور پاک کیا اور جہان کی عورتوں پر تجھے بزرگی دی ہے

لیکن خدا جو چاہے کر دیتا ہے۔ اُسکو کوئی امر طبعی اور طبی مانع نہیں ہو سکتا۔ زکریا نے یہ جواب سُنکر مزید تسلی کیلئے پھر کہا۔ کہ خداوندا میرے لئے اس امر کی کوئی نشانی بھی بتا۔ خدا کے فرشتے نے جواب میں کہا۔ تیری نشانی خود تیری ہی اندر ہے بول نہیں سکیگا لیکن اشارہ کریگا۔ پس لازم ہے کہ تو اس احسان کا شکریہ کیجو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب زکریا لوگوں سے بولنا چاہتا بلا علت نہ بول سکتا اس سے قصہ سے تمکو بخوبی واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ مسیح اور اُسکا تمام خاندان و متعلقات خدا کے آگے کیسے عاجزانہ التماس کیا کرتے تھے اور خدا کی طرف سے اُن سبکو ملکانہ جواب ملتے یہ نہ تھا کہ کوئی اُنمیں سے خدا یا خدا کا جزو ہونیکا مدعی ہوتا۔ اب خلاصہ ایک قصہ مسیح کی ماں کا بھی سنو جس سے اُن دو گروہوں یہود و نصاری کی غلطی تم پر واضح ہو جائیگی جب خدا کے فرشتے نے مریم سے کہا اے مریم خدا نے تجھے چنا ہے۔ اور ہر قسم کی خصلتوں شرک۔ کفر۔ بد اخلاقیوں سے پاک کیا ہے اور جہان کی عورتوں پر تجھے بزرگی دی

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ

ای مریم اپنے رب کی عبادت میں لگی رہ۔ نماز نمازیوں کے ساتھ پڑھا کر۔ یہ غیب کی خبریں ہم تیری طرف بھیجتے ہیں سو رنہ تو اُن کے پاس تو نہ تھا۔ جب وہ اپنے قلم ڈالتے تھے۔ کہ کون مریم کا کفیل ہو۔ اور نہ ہی تو اُس وقت انکے پاس تھا۔ جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ جب فرشتے نے مریم سے کہا کہ خدا تجھے

اے مریم چونکہ تو خدا کی بندی ہے اپنے رب کی عبادت میں لگی رہ۔ بالخصوص نماز تو نمازیوں کے ساتھ جماعت میں پڑھا کر۔ بھلا جس عورت کو خدا یہ بزرگی دے اُس کی نسبت فحش اور حیائی کا خیال کرنا۔ جیسا کہ یہودی کرتے ہیں کیسا جھوٹ ہے نیز یہ بھی کیا جھوٹ ہے بلکہ کفر سے کم ہے کہ ایسی خدا کی بندی کے بیٹے کو خدا سمجھنا یعنی وہ لوگ ہوں کی ہدایت کیلئے یہ غیب کی خبریں تیری طرف ہم بھیجتے ہیں۔ ورنہ تو اُن کے پاس تو نہ تھا۔ جب وہ اپنے قلم یعنے قلموں کے لکھے ہوئے پرچے بطور قرعہ اندازی کے بایں غرض ڈالتے تھے کہ کون اُن میں سے مریم کا مربی اور کفیل ہو۔ اور نہ ہی تو اُس وقت اُن کے پاس تھا جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

آمدیم بر سر مطلب اب وہ بات بھی سنو جس کے لئے یہ ساری تمہید تھی یعنی مسیح کی عبودیت کا ثبوت اور الوہیت کا ابطال یاد کر جب کہ فرشتوں نے مریم سے کہا کہ خدا تجھے

يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ	اپنے ایک حکم کی خوشخبری دیتا ہی
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ	اُسکا نام مسیح بن مریم ہوگا دنیا
وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي	اور آخرت میں بڑی عزت والا اور مقرب بندوں سے ہوگا - اور
الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝	گہوارہ میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے باتیں کریگا اور نیکو کاروں سے ہوگا۔
قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ	بولی میرے خدا مجھے لڑکا کیسے ہوگا مجہہ کو توکسی مرد نے ہاتھ بھی نہیں
وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكِ	چھوا کہا کہ بات یہی ہے
اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا	خدا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے جب کوئی چیز کرنی چاہتا ہے

اپنے ایک حکم کی خوشخبری دیتا ہے کہ اُس حکم سے تیرے رحم میں ایک بچہ پیدا ہوگا۔ کہ اُس کا نام مسیح بن مریم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور نیز اللہ کے مقرب بندوں سے ہوگا اور چھوٹی عمر میں گہوارہ میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے ہدایت کی باتیں کریگا۔ نہ کہ جیسا یہودی کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) ناجائز مولود تھا یا نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا اور خدا کا بیٹا اور جزو ہے۔ بلکہ وہ خدا کا نبی اور نیکو کاروں سے ہوگا۔ مریم چونکہ اُسوقت کنواری تھی بیٹے کی خبر سنکر گھبرائی اور بولی میرے خدا مجھے لڑکا کیسے ہوگا۔ حالانکہ بظاہر جو اسباب اولاد ہونے کے ہیں وہ تو مجھ میں مفقود ہیں بڑا بھاری سبب مرد کا اجتماع ہے۔ سو مجھکو تو ابھی تک کسی مرد نے ہاتھ سے نہیں چھوا۔ پھر لڑکا کیونکر ہوگا۔ خدا کے فرشتے نے جواب میں کہا کہ ٹھیک بات یہی ہے جو تو نے کہی مگر خدا کی قدرت سب سے نرالی ہے خدا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ گو بظاہر اسباب ہر شے کے اُس نے رکھی ہیں

آیت	ترجمہ
فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ہ	تو اُس کے لئے یہی کہتا ہے کہ ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے
وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰۃَ	اور اُسکو کتاب اور تہذیب اور توریت اور انجیل
وَالْاِنْجِیْلَ ۚ وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	سکھادے گا۔ وہ بنی اسرائیل کی طرف
اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ	رسول ہوگا۔ کہ میں تمہارے خدا کی طرف سے
اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ	رسالت کی یہ نشانی لایا ہوں۔ کہ مٹی سے
فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ	جانور کی سی شکل تمہارے سامنے بنا کر اُس میں پھونکتا
اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ	

ہوں۔ تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ اور میں اندھے مادر زاد اور کوڑھیوں کو بھی

تاہم اسباب کا خالق بھی وہی ہے۔ پس جب کوئی چیز کرنی چاہتا ہے تو اُس کے لئے صرف یہی کہتا ہے کہ ہوجا۔ پس وہ ہوجاتی ہے۔ اسی نیرے بچہ کے اسباب بھی گو بظاہر مفقود ہیں۔ لیکن وہ قادر قیوم تو ایک آن میں سب کچھ کرسکتا ہے وہ ضرور ایسا ہی کریگا اور اُسکو کتاب سماوی اور تہذیب اور توریت اور انجیل سکھاویگا اور بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا بایں پیغام کہ میں تمہاری خدا کی طرف سے رسالت کی یہ نشانی لایا ہوں کہ مٹی سے جانور کی شکل تمہارے سامنے بنا کر اُن میں پھونکتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور اندھے مادر زاد اور کوڑھیوں کو بھی

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ	اچھا کرتا ہوں اور مردوں کو اللہ کے
بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ	حکم سے زندہ کرتا ہوں اور تمکو
	بتلا دیتا ہوں جو تم کہاتے ہو
فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً	اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ
	کرتے ہو۔ بے شک اس میں
	تمہارے لئے نشانی ہے
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَمُصَدِّقًا	اگر تم ماننے والے ہو۔ میں
	تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی
لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ	ہوئی ہے تصدیق کرتا ہوں
	اس لئے بھی آیا ہوں کہ بعض
وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ	چیزیں جو تم پر حرام ہیں تمکو حلال
	بتاؤں۔ اور تمہارے خدا
عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	کی طرف سے نشان لایا ہوں

اچھا کرتا ہوں اور مردوں کو تمہارے سامنے محض اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں ح
اور تمکو بتلا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو سبے شک
اس میں میری نبوت پر تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم کسی کے ماننے والے ہو۔ اور اگر
تم یہ سمجھ کر مخالفت کرو کہ میں تمہاری کتاب کا منکر ہوں تو یہ بھی تمہاری غلطی ہے میں
تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی ہے تصدیق کرتا ہوں البتہ میں اسلئے بھی آیا ہوں
کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام ہیں خدا کی طرف سے تمکو حلال
تبلاؤں اور

یہ میرا کسی چیز کو حلال حرام کہنا بیدلیل نہیں
بلکہ میں خدا کی طرف
سے رسول ہوں اور تمہاری اور اپنے خدا کی طرف سے اس دعوی پر نشان لایا ہوں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ - اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ . فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ	پس تم اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو بیشک خدا میرا اور تمہارا پالنہار ہے۔ پس اسکی عبادت کرو یہی راہ سیدھی ہے پس جب مسیح نے اُن سے انکار ہی پایا۔ تو کہا کہ کون ہے

پس تم اللہ اکیلے سے ڈرو اور شریعت میں میری تابعداری کرو۔ چونکہ ان معجزات مذکورہ بالا سے کوتہ بینوں کو مسیح کی الوہیت کے شبہ ہونے کا احتمال تھا۔ چنانچہ عیسائیوں کو ایسے واقعات سے ہی یہ خیال جم گیا ہے کہ مسیح بھی خدا ہے۔ نیز منکرین معجزہ ایسی تعلیم کو شرک کہیں گے۔ اس لئے مسیح نے اس بیان میں ایک تو یہ قید لگائی کہ سب کچھ اللہ کے ہی حکم سے ہے میری تو صرف یہ مثال ہے کہ جیسی کسی نابالغ شیر خوار بے شعور بچے کے ہاتھ میں چھری دیکر بڑا آدمی اپنے ہاتھ سے کسی کو مارے جیسا کہ مارنے والا بڑا آدمی ہے بچہ کا صرف بہانہ ہے اسی طرح میرے کام بھی سب خدا کے ہیں علاوہ اسکے مسیح نے اس شبہ کی بیخکنی کرنیکو صاف لفظوں میں پکار دیا کہ بیشک خدا ہی میرا اور تمہارا پالنہار ہے۔ پس اُسی کی عبادت کرو نہ کہ میری یہی راہ سیدھی نجات تک پہونچانے والی ہے مگر یہودیوں نے مسیح کی ایک نہ سُنی بلکہ اُسکو جھٹلاتے ہی رہے۔ پس جب مسیح نے اُن سے انکار ہی پایا۔ تو بغرض تمیز بیگانوں اور یگانوں کے و نیز واسطے اظہار عجز اور عبودیت اپنی کے کہا۔ کہ کون ہے

مباحثہ دیوریا

مسافر میگزین جلد ۶ ۴ جنوری ۱۹۰۴ء

قرآن شریف پر اعتراض

کیا قرآن حضرت محمدؐ کا قول ہے۔ دیانندیوں کا یہ قول کہ قرآن مجید آنحضرت ؐ کا قول ہے کئی وجوہ سے باطل ہے جس کی مختصر تشریح دوران مباحثہ میں کی گئی تھی۔ مگر اس دیانندی نے اب اپنے کمزور پہلو کو چھپانے کے لئے ملمع چڑھانا شروع کر دیا ہے سب سے اول وجہ تو یہ ہے کہ قرآن شریف کے سوا جس قدر آنحضرت ؐ کا اور کلام ہے وہ قرآن شریف سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آنحضرت ؐ کے کلام (احادیث) سے کتب پُر ہیں جنہیں اکثر حدیثوں کا آنحضرتؐ کی زبان سے ہونا تواترات سے ثابت ہے تاہم ایک حدیث کا طرز کلام قرآن شریف کی طرز اور اسلوب کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کوئی شخص حدیث نبوی کا کیسا ہی مخالف ہو مگر تاہم وہ اتنی بے تعداد کتب احادیث کو تمام جعل وافترا اقرار نہیں دے سکتا اتنی بڑی اور بے انتہا کتب احادیث میں ممکن نہیں ہے کہ تھوڑا سا حصہ بھی آنحضرت ؐ کا کلام نہ ہو مگر ان بے انتہا حدیث میں سے ایک حدیث کا طرز کلام بھی قرآن شریف کے اسلوب سے نہیں ملتا۔ ہر دو کلاموں کے اسالیب میں مغائرت کلی اور مباینت صریحی ہونا صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ قرآن شریف آنحضرت کا کلام ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

پس جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قرآن شریف خدا کا کلام نہیں بلکہ آنحضرتؐ نے خود بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا۔ ان عقل کے اندھوں کو غور کرنا چاہئے کہ دنیا میں اسبات کی کہیں نظیر دکھا سکتے ہیں کہ ایک ہی شخص کے کلام میں اس حد تک فرق ہو جیسا

قرآن و حدیث میں ہے گو دنیا کی ساری کلاموں سے رسول خداؐ کی احادیث اگرچہ بڑی فصیح و بلیغ ہیں لیکن قرآن شریف کے مقابل وہ بھی وہ نسبت رکھتی ہیں جو ذرہ کو آفتاب سے ہے۔ عربی کا اعلیٰ سے اعلیٰ کلام دیکھو۔ اُن کا ایک فقرہ بھی سلاست متانت۔ فصاحت۔ بلاغت۔ شوخی و ملاحت میں قرآن شریف کی کسی آیت کے سامنے لگا نہیں کھا سکتا۔ قرآن شریف کی کوئی آیت کسی عربی عبارت میں شامل کرو وہ بالکل ممتاز و سرافراز معلوم ہوگی *

دیانندیوں کے حوالہ مندرجہ سورہ حاقہ نے اُن کی علمیت کو پورا پورا ظاہر کر دیا ہے۔ دیانند بھاش بھومکا صفحہ ۵۲ پر ایسے عقیل دیانندیوں کے بارے میں کہتا ہے کہ ناپاک باطن والوں کو واقعی علم نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ صرف آیت کے معنی کو بیان کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ محل و موقعہ کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئے (بھومکا صفحہ ۵۲) اب گرو کی یہ عبارت زیرِ نظر رکھکر دیانندی اپنے دلوں کو ٹٹولیں اگر آیت کا آگا پیچھا دیکھتے تو کیوں شرمندگی اُٹھانی پڑتی۔ سُنئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ۔ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۔ ترجمہ یہ تو بزرگ رسول کا قول ہے اس میں کوئی شاعرانہ بات نہیں پر تم بہت ہی تھوڑا ایمان لاتے ہو اور نہ وہ کسی کاہن کی بات پر چلنے والا ہے پر تم بہت ہی تھوڑا سمجھتے ہو۔ رب العالمین کی طرف سے اُترا اور اگر وہ ہم پر کوئی بات بنا کر کہتا۔ تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اُس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کلام ربانی ہے۔ کیونکہ جو افترا کرتا ہے وہ بہت جلد ہلاک ہو جاتا یا قتل کیا جاتا ہے۔ اسی مسئلہ کی تائید دیگر الہامی کتب بھی کرتی ہیں اور جہانتک تاریخ گواہی دیتی ہے۔ یہی ثابت ہوتا ہے کہ کسی مدعی نبوت کو جسپر کوئی وحی منجانب اللہ نہوتی ہو اور وہ دعوی کرے کہ اُسے وحی آتی ہے

اور اپنی معتربات کو لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اُسے اتنی مہلت نہیں دی جاتی۔ جتنی راستباز رسل کو ہوتی ہے (ملا) افسوس ہے کہ دیانندیوں کو اعتراض کی رال ٹپکتی ہے مگر اپنے گرو کے قول کا خیال کر کے آگا پیچھا ذرا نہیں دیکھتے۔ اگر صرف قول کے لفظ پر ہی غور کرتے تو اُن کو معلوم ہو جاتا۔ کہ الہام ربانی کو زبان کے ذریعہ بیان کرنا قول کہلاتا ہے۔ مگر ان عقلمندوں کو ایسی عقلی باتوں سے کیا مس ہے۔ عرش کو مخصوص مقام بتا کر خدا کو ناقص محدود ٹھہرانا دیانندی تعصب ہے ورنہ متکلمین مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی ایسی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر معاذ اللہ خدا بیٹھا ہوا ہے تمام **قرآن مجید** کو اول سے آخر تک پڑھو اُس میں ہرگز نہ پاؤ گے۔ کہ عرش بھی کوئی ایسی چیز محدود اور مخلوق ہے خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور اُن کی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ میں اپنی ذات میں آپ قایم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قایم ہے ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر یہ کہیں نہیں فرمایا۔ کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا میں پیدا کرنے والا ہوں اگر کوئی دیانندی قرآن شریف میں سے نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے۔ تو اُسے **ایک ہزار روپیہ** انعام دیا جائیگا ورنہ ایسی لایعنی بکواس کرنے والے لعنتی ہونگے ✣

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہو سکا تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا تو صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی اور کسی چیز پر نہیں۔ بلکہ اپنے وجود سے آپ قایم ہے اور ہر ایک چیز کو اٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ پھر فرماتا ہے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ جدھر تم منہ کرو۔ اُسی طرف منہ خدا کا پاؤ گے۔ پھر فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی جب میرے بندے میرے

(حاشیہ) اور وہ لوگ جو مقصد ... [illegible] ... دنیا سے ... [illegible] ... ایسا صادق ہے

بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھ سے
زیادہ کوئی نزدیک نہیں جو شخص مجھ پر ایمان لا کر مجھے پکارتا ہے تو میں اسکا جواب دیتا
ہوں۔ ہر ایک چیز کی کل میرے ہاتھ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ میں ہی
ہوں جو زمین آسمان کو اُٹھا رہا ہوں میں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اُٹھا رہا ہوں
یہ تمام آیات قرآن مجید میں موجود ہیں جس کا جی چاہے دیکھ لے پھر اِن آیات کو ظاہر
نکرنا اور تلازمہ (استعارہ) کو لیکر اسپر بیہودہ اعتراض کر دینا دیانندیوں کی دیانت ہے
حالانکہ دیانند خود بھاش بھومکا ملک ۱۹۷ پر لکھتا ہے۔ کہ اسی طرح سچے شاستروں (علمی
کتابوں) میں نہایت عمدہ تلازمے پائے جاتے ہیں جو نہایت معقول اور سراسر
راست ہیں"۔ گرو کا یہ کہنا اور چیلوں کا بیہودہ راگ الاپنا خدا کی شان ہے۔ ورنہ
دنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اُسکے وسیع اور غیر محدود[1]
علم سے منکر ہے بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی
جسمانی اور مخلوق[1] چیز نہیں فرشتے اُٹھا رہے ہیں دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا ہے
کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اُٹھاتے ہیں۔ ضرور یہ کوئی استعارہ
ہوگا مگر دیانندیوں نے اسبات کو نہیں سمجھا۔ کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے
وقت اندھا ہو جاتا ہے۔ اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف میں لفظ عرش کا
جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اُس سے مراد خدا کی عظمت۔ جبروت اور بلندی ہے
اسی وجہ سے اُسکو مخلوق چیزوں میں داخل کیا ہے یہ استعارہ بعینہ ایسا ہے جیسا
کہ بھومکا ملک؟ پر اتھروید کانڈ ۱۰ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴ منتر ۲۳ کا درج ہے
کہ اُس پرماتما کا خزانہ قدرت تینتیس دیوتاؤں سے محفوظ یا اُن میں قایم ہے۔ پرماتما
کے اُس خزینہ قدرت کو جس کی دیوتا حفاظت کرتے ہیں کون جان سکتا ہے۔ پھر
اتھروید کانڈ ۱۰ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴ منتر ۲۷ میں ہے تینتیس دیوتا اُس پرماتما
کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں یا اُسکی قدرت کے جزوی مظہرات
ہیں۔ جو لوگ اُس برہم یعنی وید یا محیط کل الشہود کو پہچانتے ہیں وہی اُن ۳۳ دیوتاؤں کو

[1] جو فرقہ خدا کو جسمانی مانتا ہے۔ وہ بھی خدا کو عرش پر بیٹھا ہوا۔ یا اُس کا محتاج نہیں جانتا۔

جانتے ہیں اور اُن کو اُسی ایک برھم کے سہارے قایم مانتے ہیں۔ اب دیانندیوں کو اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر سوچنا چاہئے +

خدا تعالی کی عظمت اور جبروت کے مظہر قدرت چار ہیں۔ جو خدا کی چار صفات کو جو اُسکے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جنہیں دوسرے الفاظ میں عرش کہا جاتا ہے اُٹھا رہے ہیں۔ فرشتہ کا لفظ قرآن شریف میں عام ہے ہر ایک چیز اُس کی آواز سُنتی ہے وہ اُس کا فرشتہ ہے۔ پس دنیا کا ذرہ ذرہ خدا کا فرشتہ ہے۔ کیونکہ وہ اُس کی آواز سُنتے ہیں اور اُسکی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور اگر ذرہ ذرہ اُسکی آواز نہیں سُنتا تو خدا نے زمین و آسمان کے اجرام کو کس طرح پیدا کر لیا۔ یہ استعارہ جو اوپر بیان ہوا ہے نہایت لطیف علم اور حکمت پر مشتمل ہے اگر اب بھی دیانندی باز نہ آویں تو وہ کوئی اعتراض منتخب کرکے اسلام پر پیش کریں اور پھر انسانیت اور تحمل سے الزامی جواب سنیں ورنہ ایسے لایعنی اعتراضات سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض حقیقت سے بے خبر۔ لاعلم اور دل اُسکا تعصب سے پُر اور اُسکی غرض محض تحقیر ہے۔ دین ایک علم ہے اور اپنے اندر اسرار رکھتا ہے جسے دیانند بھی مانتا ہے دستیارتھ ص۷) کیا یہ انسانیت ہے کہ اس طرح پر افترا کے طور پر اعتراض کئے جاویں ورنہ مسلمان بوجہ اولی کہہ سکتے ہیں کہ جس خدا کو ویدنے پیش کیا ہے۔ وہ دو عورتوں والا ہاتھ پاوں آنکھ سر والا اور تینتیس ۳۳ دیوتاؤں کی حفاظت کا محتاج ہے۔ اگنی وایو جنہیں ویدنے بطور خدا پیش کیا ہے سب مخلوق محدود اور بیجان چیزیں ہیں۔ اسلئے دیانندیوں کا پرمیشور نہ صرف محدود بلکہ بیجان ہے۔ اسلئے اُسکی آواز نہیں سُن سکتا اور نہ جواب دے سکتا ہے۔

پھر جس پرمیشور نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا۔ اُسکا محدود ہونا بہر حال ماننا پڑیگا۔ کیونکہ اس طرح پر سمجھو کہ روحوں اور پرمانو اور پرمیشور سے گویا ایک شہر آباد ہے جسکے ایک محلہ میں تو روح یعنی جیو رہتے ہیں۔ دوسرے محلہ میں پرمانو یعنی ذرات اجسام رہتے ہیں اور تیسرے محلہ کے کونہ میں پرمیشور

رہتا ہے (دیکھو سماج صفحہ) کیونکہ جو چیزیں انادی اور اپنا اپنا مستقل وجود رکھتی ہیں ان میں پرمیشور دھنس نہیں سکتا۔ کیا تم سرب بیاپک ہو سکتے ہو۔ پس غور کرو کہ انادی اور غیر مخلوق ہونے کی حیثیت سے تم میں اور تمہارے پرمیشور میں کیا فرق ہے۔ پس وہ کیونکر غیر جنس میں دھنس جائیگا۔ پس خواہ مخواہ تمہارا پرمیشور محدود ہو گیا اور بوجہ محدود ہونے کے علم میں بھی محدود ہو گیا مگر اس خدا کو کون محدود کہ سکتا ہے جسے قرآن شریف نے پیش کیا ہے کہ ہر ایک جان کی وہی جان ہے جسکے ساتھ وہ زندہ ہے اور ذرہ ذرہ اسکے ہاتھ سے نکلا ہوا اور اسی کے سہارے سے موجود ہے اور سب چیز پر وہ محیط ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز اسی سے نکلی ہے وہ خالق حقیقی ذرہ ذرہ کو بنانے والا اور انکی اندرونی صفات سے واقف ہے۔

اب بطور الزامی جواب کے لازم ہے کہ ہم فرشتوں (جبرائیل وغیرہ) کا وجود دیانندی کتب سے ثابت کریں تاکہ ان کے لایعنی اعتراضات کی قلعی کھل جاوے۔

دیانند ستیارتھ اردو اڈیشن دوم صفحہ ۲۶۹ پر لکھا ہے۔ کہ جسم محض سنکلپ کے ارادہ کے ہوتا ہے جیسے جسم کے سہارے ہونے پر بذریعہ آلات احساس کے جیو اپنے کام کرتا ہے۔ ویسے ذاتی طاقت سے مکتی میں تمام آنند حاصل کرتا ہے۔ مکت جیو میں ۲۴ طاقتیں قائم رہتی ہیں۔ زور ہمت۔ کشش تحریک۔ حرکت۔ جوف۔ امتیاز۔ فعل۔ حوصلہ۔ یاد۔ یقین۔ خواہش۔ محبت نفرت۔ ملاپ۔ جدائی۔ ملانا۔ جدا کرنا۔ سننا۔ چھونا۔ دیکھنا۔ چکھنا۔ سونگھنا۔ گیان + اب بقول دیانند موجودہ دنیا کی عمر صرف چار ارب ۳۲ کروڑ سال ہی (دیکھو سماج صفحہ) اور میعاد مکتی ۳۱ نیل۔ ۱۰ کھرب۔ ۴۰ ارب سال پرانت کال یا جتنی مدت دنیا کی ۳۶ ہزار بار پیدائش اور فنا کی ہے (ستیارتھ صفحہ ۲۷۰ و صفحہ ۲۷۱) ستیارتھ صفحہ ۲۶۹ پر جیمنی نے لطیف جسم کا جیو کے ساتھ مکتی میں رہنا مانا ہے

اسی طرح تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۵۶ پر فرشتوں کی تعریف لکھی ہے کہ ملائکہ اجسام لطیفہ ہوائیہ کا نام ہے اور یہ کہ ان کو مختلف اشکال میں متشکل ہونے کی قدرت حاصل ہے جیسا کہ ستیارتھ صفحہ ۲۶۸ پر دیانند لکھتا ہے کہ مکت جیو جب سننا چاہتا ہے تو کان یاد کرنے کے لئے حافظہ وغیرہ اپنی ذاتی طاقت سے مکتی میں جیو آتما بنجاتا ہے یعنی صرف مادی تعلق نہیں رہتا۔ اب دیانندی غور کریں کہ جو صفات دیانند مکت جیو کی لکھہ گیا ہے بعینہٖ وہی صفات فرشتوں کی ہم مانتے ہیں۔ چونکہ مکتی محض خدا تعالےٰ کی تابعداری کرنے سے حاصل ہوتی ہے اسلئے بعد از مکتی اگر خدا تعالےٰ ان جیووں سے وہ کام لے جو جبرائیل میکائیل وغیرہ کرتے ہیں تو کیا جیو انکار کر سکتے ہیں ہرگز نہیں جبکہ فرشتوں کی تعریف ہی یہی ہے کہ وہ نفسانی خواہشات سے مبرا ہیں مگر خدا کے حکم اور مرضی سے ہر کام کرتے ہیں اور اسمیں بے روک ٹوک وگیان اور آنند کے ساتھ پھرتے ہیں (ستیارتھ صفحہ ۲۶۸) خدا تعالےٰ کے حکم کے ماننے سے انہیں زیادہ مکتی کا آنند ملتا ہے یہی بے عیب مکت جیو فرشتے کہے جا سکتے ہیں۔ اب چونکہ ہم نے دیانندی عقائد سے فرشتوں کا وجود ثابت کر دیا ہے اسلئے وہ وہمی وجود نہیں کہے جا سکتے۔

اعتراض دوم

اگر قرآن مجید بذریعہ جبرئیل پہنچا تو اُوا دنے نزبیں الہام ہونے سے قابل ترک ہے

ہم اس دعوے بلا دلیل کو سنکر حیران رہگئے ہیں آخر وجہ کونسی ہے

کہ وہ اونے ترین الہام شمار ہو۔ کیا خدا تعالےٰ اونے ہے یا اُس کا واسطہ جبرئیل امین (بقول دیانندیاں مکت جیو) یا معاذاللہ آنحضرت حبیب ہر سہ یعنی بھیجنے والا پہنچانے والا۔ لینے والا۔ پاک ہیں تو نہ معلوم کس دلیل و رسائینس کے رو سے دیانندی اُسے اونے ترین کہتا ہے۔

وید اول تو دعوے الہام کرتا ہی نہیں دوم اس کا الہام صرف خیالات کا مجموعہ ہے کیا اگر میں ایک کتاب بناؤں جو سراسر میرے خیالات کا مجموعہ ہو تو وہ الہامی کہی جاسکتی ہے ہرگز نہیں۔ دیانندیوں کے مطابق جسطرح روح اور مادہ کو ازلی مانکر خدا کی ہستی پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی اسی طرح ویدوں کے الہامی ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی کیونکہ دیانندی ویدوں کا بلاواسطہ بطور مجموعہ خیالات ہونا مانتے ہیں وید دعوے الہام نہیں کرتے مُصنفان وید اسبارہ میں خاموش ہونا مانتے ہیں دیانندیوں کے معتبر ماخذ یعنی یورپین محقق اسے انسانی خیالات کا مجموعہ خیال کرتے ہیں اور حال کی تصنیف انسانی میں شمار کرتے ہیں پھر نہ معلوم کونسی سائینس ان کے دعوے کی تائید میں ہے وید کا سلسلہ روائیت ہی ندارد ہے گیارہ سو اکتیس شاکھاؤں میں سے فقط چار شاکھا یعنی شاکل شاکھا (رگوید) ماوھیدن شاکھا (یجروید) کوتھومی شاکھا (سام وید) شونکیہ شاکھا (اتھروید) باقی رہگئی ہیں ان چاروں میں بھی اسقدر اختلاف ہے کہ کچھ کہا نہیں جاتا مطبوعہ بمبئی مطبوعہ جرمن سے نہیں ملتا۔ سکتوں کے سکت غائب اسدھا منتر آگے پیچھے ہیں۔ انگاوننگا ستم بھوس منتر جسے دیانند نے ستیارتھ میں لکھا ہے کسی قلمی نسخے میں ہو تو ہو مطبوعہ نسخوں میں اسکا پتہ نہیں پھر ویدوں کی سند کتابی و لسانی ہر دو گم ہیں شروع دنیا سے کم از کم بیاس جی تک کی کوئی سند نہیں دکھا سکتا کہ اگنی سے فلاں رشی نے اور فلاں منی نے اور اُس سے فلاں نے ویدوں کو حاصل کیا پھر وید ایسے سلے مدھ اور تعلیم

سے بہرہ اشخاص پر اسطرح سے اُترے جیسے کوئی بین بجاتا یا کٹھ پتلی نچاتا ہے
(بھومکا) گویا ارگن باجے میں ہوا جو پرمیشور کا گیان تھی وہ بھروی گئی حرف
چھیڑنے کی دیر تھی کہ وہ ہڑا وہڑ بین بجنا شروع ہو گیا۔ یہ کہیں سے ثابت نہیں
ہوتا کہ اُن مصنفوں نے اُس گیان کی جو انکو پرمیشور سے باعتبار اسکے سرب
بیاپک ہونے کے عجیب و غریب و خلاف قانون قدرت طریق پر حاصل ہوئی تھی
تبلیغ کی کیونکہ وسہ پاتما یوگی مہرشی لوگ جب جب جس جس منتر کے معنے جاننے کیلئے
جو اس سے توجہ کیسو کر کے پرمیشور کی ہستی میں سمادھی کے اندر قایم ہوتے تب
تب پرماتما نے مطلوبہ منتر کے معنے اُنکو جتلائے (ستیارتھ ص ۲۳۱) اب صریح ظاہر
ہے کہ اصل الہام اُن رشیوں پر ہوا جنہوں نے اُسکے معنے سمجھے نہ کہ چار رہاتے
ہو سکتا ہے چنیدہ تو اب پہلا الہام جو اگنی وغیرہ پر ہوا وہ بالکل بے فایدہ اور لغو
ٹھہرتا ہے۔ نیز جب سرب بیاپک پرماتما نے اپنے گیان کو اسمیں بیاپک کیا
تو اُن کو بین باجے کی آواز سنانے یا کٹھ پتلی کی طرح نچانے کی کیا ضرورت تھی
بجائے ایسے تعلیم سے بے بہرہ شخصوں پر الہام کرنے کے اگر وہ مشک پر الہام
کرتا تو اچھا ہوتا۔ ایسے ایسے صریح نقائص سے بھرپور ہونے کے باوجود اگر وید
کا الہام اعلےٰ ہے تو ہمارا دور سے سلام ہے اب میں قرآن شریف کے
جبرئیل کی وساطت سے نازل ہونے کی وجہ دیانندی حوالہ سے دیتا ہوں۔
یہ ہر ایک مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ایک جنس کا اپنی ہم جنس یا قریبی جنس سے زیادہ
تعلق ہوتا ہے بہ نسبت ایک بعیدی یا غیر جنس کے۔ مثل مشہور ہے۔ کند ہم
جنس با ہم جنس پرواز۔ تو اسی مسئلہ مسلّمہ کے مطابق پرمیشور دیانندیوں کے
عقیدے کے مطابق پرمیشور لطیف ہے جیو لطیف ہے۔ مگر اُس سے کم
انسان ایک مادی اور کثیف جنس ہے اب ظاہر ہے کہ لطیف جنس کو اپنے
سے کم لطیف جنس سے زیادہ قربت کا تعلق ہوگا بہ نسبت کثیف اور مادی کے
اسی طرح کم لطیف جنس کو جو مادی وجود رکھ چکا ہو کثیف اور مادی جنس سے زیادہ

وجہ قربت ہوگی بہ نسبت اس کے کہ لطیف کو مادی سے ہو۔ اسلئے لطیف تر کا کلام لطیف کے ذریعہ سے مادی اور کثیف جسم سے کلام کرنا اُسکی دانائی اور حکمت بالغہ کا نتیجہ ہے اور یہ بہت افضل صورت الہام کی ہے یعنی خدائے لطیف کا حضرت جبرائیل امین لطیف کے ذریعہ سے آنحضرت صلعم پر جو بظاہر مادی جسم رکھتے تھے الہام کرنا اعلے ترین الہام ہے جسپر عقلی و نقلی دلائل قائم ہو سکتی ہیں بہ نسبت اُن علم سے بے بہرہ اشخاص کے جو اپنے مجموعہ خیالات کو خدا کی طرف منسوب کریں۔ دیانند بو غور کرد

اعتراض سوم

قرآنی الہام بروئے قرآن ادنےٰ ترین ہے

ہم اس بے علم اور جاہل دیانندی کے ڈھکوسلے دیکھ کر سخت افسوس کرتے ہیں کہ اُسے علم سے شناس نہیں مگر سماج میں اپنی لیاقت جتانے کے لئے ڈینگیں مار رہا ہے۔ اول تو آیت کے نقل ہی میں غلطی کر دی دو سطروں میں دو بڑی بھاری غلطیاں اسکی لیاقت کی داد دے رہی ہیں۔ پھر تعصب باطنی اس قدر کہ ایک جگہ تو وحی کے معنے اشارت لیتے ہیں گو جن معنوں میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اشارت لیا ہے وہ عاقل دیانندی کو معلوم نہیں ہو سکا مگر چونکہ لالہ جی نے ظاہری معنی اشارت کے لئے ہیں اسلئے ان کی لیاقت دکھانی ضرور ہے۔ مگر دوسری جگہ یوحیٰ کے معنے وحی کے لئے ہیں بے علم اتنا نہیں سمجھ سکا کہ ان ہر دو کا اصل ایک ہی ہے یعنی وحی۔ تو پھر معنوں میں اتنا اختلاف کیوں۔ اگر حضرت شاہ صاحبؒ کا ترجمہ اسکی سمجھ سے باہر تھا تو بازار سے مترجم قرآن دیکھ کر آیت کے معنے سمجھ لیتا۔ مگر دیانندی پنتھ میں سچ کا تلاش کرنا حرام بھی ہو۔ وہاں تو جھوٹ کو رشنا جائز۔ کہا گیا ہے سُنئے آیت کے معنے "اور کسی بشر کی طاقت نہیں

کہ اُس سے الٰہہ کلام کرے مگر بذریعہ وحی کے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی رسول کو بھیجے پس اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے بیشک وہ بزرگ حکمت والا ہے" اُسپر دیانندی نے ترتیب کے لحاظ سے اپنی لیاقت کے باعث تین درجہ قرار دیئے ہیں جو کہ قرآن کا ہرگز مقصد نہیں بلکہ صرف نزول وحی کی اقسام بلاتعیین درجہ بیان فرمائی ہیں۔ اگر دیانندی اپنی کم علمی سے درجہ مقرر کرتا ہے تو وید کے نزول کے بھی دو درجے ہیں یا تو بین باجے کی طرح الہام ہونا یا کٹھ پتلی کی مانند ناچنا۔ اب فرمائیے میں کہتا ہوں کہ وید دوسری درجہ میں نازل ہوئے ہیں اسلئے کمتر درجہ کا الہام ہیں وید کے حوالے کے ذریعہ سے آپ میری تردید کریں۔ غالباً آپ اس بات سے محض لاعلم ہیں کہ قرآن مجید کا بہت سا حصہ آپکے مقرر کردہ درجوں میں سے اوّل درجہ کا نزول شدہ ہے یعنی یکلم اللہ الا وحیا۔ بعض بعض حصہ قرآن مجید یُرسل رسولاً فیوحی باذنہٖ کے مطابق نازل ہوا یعنی جبریلؑ نے بطور مرسل آنحضرتؐ کو پہنچایا معاذاللہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ یہ ادنٰے و اعلٰے درجے نزول وحی کے ہیں جیسا دیانندی نے اپنی کم علمی اور دیدہ دانستہ لغوگوئی سے مقرر کئے ہیں بیچارے خود تو وید کو الہامی ثابت نہیں کر سکتے اور دوسروں کی سچی اور پاک تعلیم دیکھ نہیں سکتے ناچار غلط گوئی کا پیشہ اختیار کر لیتے ہیں۔ کیا وید کے الہام (خود ساختہ) اور انسانی خیالات میں کچھ فرق ہو سکتا ہے ہرگز نہیں کیا مُصنّفوں نے دعوےٰ نہیں کیا یا وید نے دعوےٰ کرنے کا نام نہیں لیا۔ پھر وہ الہام ہوا یا انسانی خیالات کا مجموعہ تعجب یہ کہ ابھی تک تعیین مُصنّفین ہی تذبذب کی حالت میں ہے افسوس

اعتراض چہارم

نزول قرآن کی بابت قرآنی متضاد بیانات

دیانندی لی بہاں خوب تعصب سے کام لیا ہے اور مباحثہ دیو ریا ۱۷۔ ۱۱ اگست ۱۹۲۳ء
کا پرچہ اہل اسلام بالکل نظر انداز کر دیا ہے جہاں مولوی صاحب نے سورہ
بنی اسرائیل کا حوالہ دیا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہمنے قرآن کو متفرق بدفعات
نازل کیا ہے تاکہ تم (اے رسول) بدفعات ٹھہر ٹھہر کر حسب ضرورت لوگوں
کو سنا دو۔ ہاں آپ کا سورۃ القدر کا حوالہ اگر آپ تفسیر فتح العزیز و تفسیر شاہ
عبدالقادر صاحب یا تفسیر کبیر ملاحظہ کر لیتے تو آپ کو اتنی خلاف بیانی سے
کام نہ لینا پڑتا۔ نزول قرآن کی بابت قرآن مجید میں کوئی متضاد بیان نہیں
ہے لیلۃ المبارک اور لیلۃ القدر امام نووی رح کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ افسوس
آپنے ہڑ ننگ تو اتنا مقرر کیا مگر دلائل کچھ بھی بیان نہ کئے۔ کہ آپکے نزدیک
کونسے بیانات متضاد ہیں۔ آپ صرف نزول لیلۃ القدر پر اینٹھ رہے ہیں مگر
یہ صرف آپکی سمجھ کا پھیر ہے شب قدر میں نزول کا یہ مطلب ہے کہ حضرت جبرئیل ؑ
پر احکام نزول قرآن نازل ہوئے۔ کیونکہ الہام بالواسطہ پہلے واسطے کے پاس
پہنچایا جائیگا۔ وہاں سے خاص ملہم کے پاس۔

۱ آپکا یہ فرمانا کہ جبرئیل ؑ و فرشتے صرف شب قدر میں نازل ہوتے ہیں آگے پیچھے
نہیں آپکی لیاقت ثابت کرتا ہے شاید آپ روح کے معنوں سے لاعلم محض
معلوم ہوتے ہیں جتنے ترجمے ہیں سب میں روح کا لفظ اس آیت میں ملیگا۔
نہ معلوم آپنے جبرئیل ؑ کہاں سے بنا لیا۔ اگر آپ ایسی ایسی باطل تاویلات
کلام الہی کی نسبت بنانا چاہتے ہیں تو آپ تیار رہیں اور وید کی بابت میں شرمندہ
نہ ہو جائیں۔ آپکی دلی بے چینی اخلاقی کمزوری اور وید کے خلاف
تہذیبی کا ما حصل ہے افسوس کہ آپ دوسروں کو پورانک پنڈت اور مورتی

ہو جاک کہتے ہو مگر خود دیانندک پنڈت اور دیانند پرست کہلانے سے شرماتے ہو۔ آپکے ہزارہا دیانندی بھائی ابی تک دیانند و مقتول کی تصاویر پوجتے اور گھروں میں باادب رکھتے ہیں۔ ہوش کی دوا کرو۔

اعتراض

کیا قرآن مجید آنحضرتؐ کے وقت میں لکھا گیا

ہم دیانندیوں کے اس لچر اعتراض کا جواب انوار الاسلام جلد ۵ عـ۲۲ بابت ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء میں مفصل طور پر دے چکے ہیں۔ اگر کسی دیانندی پرنس کو کوئی اعتراض اس بارہ میں ہو تو ہمارا وہ مضمون ملاحظہ کر کے اطمینان کریں۔

اس دیانندی کا یہ لکھنا کہ آیات کی آیات بدل گئیں۔ کھجوروں کے پتوں کو بکریاں یا اونٹ کہا گئے۔ چمڑوں کو دیمک لگ گئی یا کیڑے لگ گئے حیرت انگیز ہے ویدوں کے بھوج پتر تو ارب ہا سال اونٹ یا بکری نہ چر گئے نہ ان کو کیڑا لگا۔ مگر قرآن مجید جسکے ایک ایک حرف پر مسلمان جان دیتے تھے ایسے غیر محفوظ جگہ رکھے گئے تھے کہ بکریاں اونٹ چر گئے۔ اور ان کو کیڑے لگ گئے۔ مگر دیانندیوں کے بھوج پتروں کو کچھ نہ ہوا۔ دیانندیو تمہاری عقل کی کہانتک داد دیجاوے۔ قرآن مجید کا نماز میں پڑھا جانا رمضان میں ختم ہونا۔ اور آنحضرتؐ کی اتنی تاکید حفظ کے باوجود تمہاری لیاقت کی یہ حالت تاریخ ابو الفدا کا حوالہ کسی عربی دان استاد سے سیکھو اس کا کیا مطلب ہے۔ اگر ایسے عربی دان تھے تو ابو الفدا کی پوری عبارت نقل کرتے شرم کیوں آگئی۔

اعتراض
قرآن میں روحانی تعلیم نہیں

دیانندی نے اپنی کم علمی سے قرآن مجید پر روحانی تعلیم کے نہ ہونے کا الزام لگایا ہے۔ اگر روحانی تعلیم سے اس کا مطلب یہ ہے کہ روح کی اصلاح کے لئے تو قرآن مجید سے زیادہ روحانی تعلیم اگر آپ کسی دوسری کتاب یا اپنے وید میں دکھائینگے تو ہم سو روپیہ آپکی نذر کرینگے۔ کیا آپکو نیوگ اور باپ بیٹی کے حل کے ناجائز استعارات وید دیکھ کر غیرت نہیں آتی۔ اگر آپکا مطلب یہ ہے کہ تعلیم درباره اصلیت روح تو عرض ہے کہ قرآن مجید نے سمجھدار اور عاقل انسان کے لئے کافی حقیقت روح کی بیان کردی ہے کہ وہ خدا کی طرح قائم بالذات اور اسکی شریک نہیں وغیرہ مفصل حال متعلق روح ہے۔ مولانا مولوی محمد فیروز الدین صاحب کی کتاب "انسان اور اسکی تقدیر" میں دیکھو یا ہمارے مضمون[1] "ویدک فلسفہ روح" کا انتظار کرو۔ قرآن مجید نے یہ نہیں کیا کہ جب اسکی حقیقت سمجھ میں نہ آئی تو وہ ویدیوں کی طرح اُسے قدیم بالذات اور خدا کی طرح واجب ہستی مان لیا ہو۔ ویدیوں کا فلسفہ روح تو اتنا ہے کہ جب روح کی حقیقت اُنکی موٹی سمجھ میں نہ آئی تو اُسے قدیم مان لیا۔ افسوس صد افسوس اس ویدک تعلیم پر اور ہزار افسوس ان دیانندی پرشوں پر جو ایک بے بنیاد دعویٰ کی تائید کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں مگر نیم مُلا خطرۂ ایمان کے مصداق ہیں اور روح کو قدیم بالذات ثابت کرنے کے کوئی عقلی یا نقلی دلائل نہیں رکھتے۔

[1] یہ مضمون رسالہ نمبر ۱۰ میں چھپ چکا ہے۔

اعتراض

قرآنی بہشت کا ڈھکوسلا

اس دیا نندی بے علم کا یہ کوئی نیا اعتراض نہیں ہے گو ہمارے علماء عرصہ سے اس سوال کا دنداں شکن جواب دے چکے ہیں مگر باوجود اسکے دیانندی بار بار اس اعتراض کو پیش کرنے سے غیرت نہیں کرتے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مولوی محمد فیروزالدین صاحب ڈسکوی کی کتاب عشرہ کاملہ سے اس کا جواب نقل کرکے دیانندیوں کو گھر تک پہنچایا جاوے۔ گو عشرہ کاملہ کو عرصہ دراز طبع ہوئے ہو چکا ہے مگر کسی دیانندی کو اسپر اعتراض کرنے کی ہمت نہیں پڑی۔ بمقول تو اسکے شایع ہونے پر حواس باختہ ہو گیا تھا اب آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر دیکھئے۔

اسلامی بہشت

عشرہ کاملہ حصہ اول صفحہ ۱۳۱

جو اعتراض دیانندی بہشت کی نسبت کرتے ہیں صرف انہیں کا گھڑا ہوا یہ اعتراض نہیں ہے بلکہ یہ اعتراض مسلمانوں پر عیسائی وغیرہ فرقے نے بھی کیا ہے جس کا جواب باصواب نہ صرف مسلمانوں نے ہی دیا ہے بلکہ خود کئی ایک اہل فرنگ نے اس کا جواب دے کر اپنے ہموطنوں کو قایل کیا ہے اور ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ چنانچہ جان ڈنپورٹ صاحب اور گاڈفری ہگنس صاحب نے اپنی اپنی کتابوں میں اسکا کافی وشافی جواب لکھدیا ہے۔ منجملہ جان ڈنپورٹ صاحب نے جو اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اسکو ہم بعینہ یہاں نقل کرتے ہیں +

جان ڈیوِنپورٹ صاحب اپنی کتاب اپالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن میں فرماتے ہیں
آنحضرتؐ کی نسبت تیسرا الزام یہ ہے۔ کہ آپ نے ایمان لانے والوں اور اپنے
پیروان شرع محمدؐ کو۔ جنت کی ایسی نعمتوں کا وعدہ کیا ہے کہ جو دنیا کی عیاشی
کے مشابہ ہیں مگر ذرا فکر کرنے سے یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ جس قدر عیسائی اس
امر کو بے معنی خیال کرتے ہیں۔ اس قدر یہ بے معنی نہیں ہے۔ اور ہماری ہا ں
لکھا ہے۔ کہ ہمارے جسم قیامت کے دن ایسے خوبصورت ہو جائینگے کہ اُن کا حسن
وہم خیال سے باہر ہے اور ہماری قوتیں اور حواس اس قدر تیز ہو جائینگے کہ انہیں
نہایت درجہ کی خوشیاں ہر ہر حواس کے لائق حاصل ہونگی۔ کیونکہ اگر ہم ان قوتوں
اور حواسوں سے ان کے کام چھڑاویں اور وہ چیزیں ان سے لے لیں جو انہیں خوش
کرتی ہیں تو ہمیں ناچار یہی فرض کرنا پڑیگا۔ کہ یہ طاقتیں اور حواس ہمیں بے فائدہ
عطا ہوئی ہیں۔ بلکہ یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ یہ ہمیں ہمیشہ کی ناامیدی اور تکلیف دینے
کے لئے ملی ہیں۔ کیونکہ حقیقت میں ہم یہ فرض کریں کہ اجسام اور روحیں ہمیں پھر
ملیں گی اور اگر ہمیں ہمارے کمال کے لائق بدن ملینگے تو روحیں بھی ضرور ملینگی اور
اسکی دلیل نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں کر ایسی چیزیں ہمیں نہ ملینگی جن سے قوائے
انسانی اور حواس کو علاقہ ہے۔ کیا ایسی خوشیاں حاصل کرنے میں کسی طرح
گناہ یا شرم یا ذلت بھی عائد ہو سکتی ہے اور اگر اس خوشی کا حال پوچھو
جس کے باب میں خاص حفاظت کرنے کی بہت تاکید ہے (یعنی مباشرت
اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ایسی خوشی حاصل کرنے کی طاقت
دو نہایت کامل بندوں کو نہیں عطا فرمائی تھی اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے
واسطے ہر ایک سامان مہیا کیا تھا اور انہیں ایسے اسباب دیئے تھے کہ جن سے
وہ بعیش عشرت بسر کریں لہذا ان کو اسنے یہ طاقت دی کہ وہ نسل انسانی کو ترقی
دیں یہ سچ ہے کہ آنحضرت نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ مومنوں
کو حوریں ملینگی اور بہت عمدہ عمدہ باغ ملینگے اور طرح طرح کی نعمتیں عطا

لیکن یہ غلط ہے۔کہ آنحضرت صلعم نے صرف انہیں چیزوں کو جنت کی بہت بڑی نعمت کہا ہو۔کیونکہ جس طرح روح کو جسم پر فضیلت ہے اسی طرح آپ نے جسم کے واسطے اسکے لائق نعمتیں تجویز کیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں اہل عرب نہائیت درجہ کے جاہل تھے اور وہ سوائے کھانے پینے اور عیاشی کے کسی اور چیز کو نعمت نہ سمجھتے تھے اسی واسطے آپ نے اس طرح کی نعمتیں بیان کیں کہ جنکے حرص سے اہل عرب بہت جلدی خدائے واحد مطلق کی عبادت کی طرف راغب ہو جاویں۔چنانچہ یہ امر آپکی حدیث سے ثابت ہے لیکن آنحضرتؐ نے روح کے واسطے اس کی لائق نعمتیں تجویز کی ہیں وہ نعمتیں یہ ہیں خدا کا دیدار جو سب نعمتوں پر فائق ہوگا۔اور جو خوشی کو کمال بخشے گا۔ اور جنت کی تمام خوشیاں فراموش کرا دیگا اور جنت کی خوشیاں تو مویشی وغیرہ کو بھی ہونگی اس سے ادنےٰ باشندہ بھی اللہ تعالےٰ کے باغ اور حوریں اور ساماں اور غلمان ہزار برس کی راہ تک پھیلے ہوئے دیکھیگا۔مگر اعلےٰ رتبہ کا وہ شخص ہوگا۔جسے ہر صبح کو خدائے تعالےٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔لہذا یہ غلط ہے کہ مسلمانوں کے لئے جنت میں صرف کھانے پینے اور جسمی عیش ہی نعمتیں ہونگی اور کسی قسم کی نہیں ہونے کی اور یہ بھی غلط ہے کہ اہل اسلام انہیں صرف جسمانی نعمتیں یقین کرتے ہیں۔بلکہ برخلاف اسکے اکثر مسلمان یہ کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہماری سمجھانے کیلئے اسی طرح بیان کی گئی ہیں اُن سے مراد روحانی نعمتیں ہیں چنانچہ اسی طرح علمائے عیسائی بیان کرتے ہیں۔کہ حضرت سلیمانؑ کی غزل الغزلات صرف سہاگ ہی نہیں۔بلکہ اس سے حضرت عیسےٰؑ کی محبت آپکی امت کے ساتھ مراد ہے ناملز صاحب اپنی کتاب موسوم نوٹ اید ہائی بوئے ٹر کارلرک کے صفحہ اکیس میں لکھتے ہیں۔کہ یہ جو جنت کی جسمانی نعمتوں کا بیان ہے اُنہیں اکثر عقلمند مسلمان خیال کرتے ہیں کہ وہ استعاروں میں بیان ہے اور وہ نعمتیں اس طرح اسواسطے بیان کی گئی ہیں کہ آدمی کی سمجھ میں آسکیں چنانچہ اسی طرح انجیل میں بھی

انسان کے سمجھانے واسطے کتنی ہی چیزیں اس طرح بیان کی گئی ہیں مراکو کے سفیر کو میں نے ایک باغ کی تعریف لکھی اور یہ لکھا کہ وہ جنت کے باغ کی مانند ہے اُسنے اسکے جواب میں لکھا کہ جنت ایسی جگہ ہے کہ اس سے دُنیا میں کوئی چیز مشابہ نہیں ہوسکتا (اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت حدیث قدسی ہے) اور نہ آنکھوں نے اُسے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے اسکا ذکر سُنا ہے اور نہ کہیں اُسکی شکل کا خیال آدمی کے دل میں آیا ہے۔ اسکے بعد ہم ہربی بوٹ صاحب کی صداقت لکھتے ہیں جو صاحب موصوف اپنی کتاب موسوم بہ میوتھکا اوڈ زٹین ٹیلس میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک سب میں بڑی خدا کی نعمت خدا تعالٰے کا دیدار ہے۔ اور جسکو یہ نورانی حاصل ہوا۔ وہ کہیں کیوں نہ ہو اُسکے نزدیک وہی مقام جنت ہے۔ اور صاحب مذکور کے الفاظ یہ ہیں:۔ اکثر عیسائی جو اہل اسلام سے مناظرہ کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک جنت میں جسمانی خوشیوں کے سوائے اور کسی قسم کی خوشیاں نہیں مگر یہ الزام ان کا غلط ہے ہماری بیان گذشتہ سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرتؐ کے مذہب میں اس قدر جسمانی نعمتوں کا ذکر نہیں جس قدر لوگ انپر الزام لگاتے ہیں انہیں مثال نہیں ہے۔ کہ اگر عیسائی مذہب کے لحاظ سے اسلام کو دیکھیں اور اسکی ماہیت پر غور کریں۔ تو اہل مشرق کی بعض رسمیں اہل یورپ کے نکتہ چینیوں کے نزدیک عیب اور بدیاں ٹھیرینگی لیکن اگر ہم ذرا زیادہ انصاف کو کام میں لائیں تو بیشک اہل اسلام کو اسقدر الزام نہ دینگے ہمیں سرزمین اور وہاں کی آب وہوا کا بھی لحاظ کرنا چاہئے اور یہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ اس قوم کی عادتیں کیا تھیں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت صؐ نے جو جنت میں جسمانی عیشوں کا ذکر لکھا ہے۔ یہ گویا اُنکی فضیلت کا عکس ہے یعنی وہ جسمانی عیش کو بہت پسند کرتے تھے اور آپ (معاذ اللہ) فریبی او عیاش تھے۔ اگر اُن لوگوں نے قصداً ناانصافی نہیں کی تو اسمیں شک نہیں کہ انہوں نے

بڑی غلطی کی ہے۔ کیونکہ اسکے برخلاف آپ محنت کش اور غریب اور بے سروسامان آدمی تھے اور اُن چیزوں کی کچھ پرواہ نکرتے تھے جنکے لئے لوگ محنت کرتے ہیں۔ انتہیٰ۔

ہمارا خداوند رحمان ورحیم سب کچھ محض اپنے فضل عمیم سے ہمیں عطا کر سکتا ہے۔ اور جسطرح دنیا کے اندر اسکے افضال وعنایات کی انتہا نہیں ایسی ہی عقبیٰ میں وہ اپنی نعماء کیا جسمانی کیا روحانی سب ہم پر پوری کریگا۔ اسکے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔ ہمیں اپنے رب العالمین سے کُل نعمتیں (جسمانی اور روحانی) پانے کی امید ہے (کیونکہ انسان نے دُنیا کے اندر جس حیثیت سے اعمال حسنہ کئے ہیں اسی حیثیت سے وہاں کا ثمرہ اور جزا بھی بھگتے گا۔ وید کی اس فلاسفی پر کوئی دلیل نہیں کہ کام تو کرے انسان شمولیت جسد مع الروح اور جزا صرف روح کو ملے بلا شبہ اس وجود عنصری کے ساتھ انسان قیامت کو مبعوث ہوگا۔ اور اسی وجود کے ساتھ وہ نعماء سے متلذذ ہوگا۔

ہاں وہاں چونکہ اسفل السافلین دنیا کی چیزیں اور مشاغل جنکا جسم سے زیادہ تر تعلق ہے در پردہ ہونگے اُسی واسطے وہاں روحانیت کی جہت غالب ہوگی اور روحانی نعماء جسمانی نعمتوں کے مقابل زیادہ تر اور فائق تر ہونگی چنانچہ خداوند تعالیٰ خود فرماتا ہے اور خدا کی ابدی رضامندی تمام نعمتوں پر بڑھ کر ہے اور یہ کہ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاءً بما کانوا یعملون۔ کوئی جی جی نہیں جانتا کہ اُسکے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے کیا چھپایا ہوا ہے وہ ان کے کاموں کا بدلہ ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے صالح بندوں کے واسطے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل کے اوپر گذرا اب ظاہر ہے کہ یہ سب روحانی نعمتوں کی طرف اشارہ ہے ورنہ

دنیاوی نعمتیں خواہ کیسی فائق سے فائق تر ہوں اسکا تصور قلب انسانی پر گذر سکتا ہے ہاں روحانی نعمتیں ایسی ہو سکتی ہیں جسکو کسی دنیا کی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی دنیا کے کان نے سنا نہ کسی اہل دنیا کے دل پر گذرا اعددت لعبادی الصالحین بلا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی بال بشر (۱)

لیکن ان لوگوں کی حالت بڑی قابل رحم ہے جنکو نہ یہاں آرام ہے اور نہ وہاں آرام ہوگا۔ یہاں تو وہ ہر قسم کی تکالیف میں مثلاً قسم قسم کے جونوں میں گرفتار اور وہاں ایک خیالی جنت میں مجرد روح محض پتھر کی طرح کسی پردۂ خمول میں پڑی رہے گی جسے نہ کسی قسم کا وہاں حظ حاصل ہوگا نہ کسی خوشی کا احساس اور پھر سخت تر مصیبت یہ کہ عارضی طور پر چند روز کے لئے وہاں رہکر پھر اسی اسفل السافلین دنیا میں (بغیر کسی کرم کے بدلے) اُسے پھینک دیا جائیگا اور پھر لیکارا جائیگا۔ چلو۔ نکلو۔ اب یہاں تمہارا کچھ کام نہیں حالانکہ خدا کو مقربین اور مکت یافتہ لوگوں کی اس طرح ذلت کرنی مناسب نہیں ہے بلکہ خدا کے قرب میں اُن کا مقام اور اعلےٰ علیین کی طرف بڑھنا تھا۔ لیکن تعجب کہ وید کے موافق خدا کی حضور میں خدا کے برگزیدہ اور مقرب وعاشقان صادق کسی عروج کے قابل تصور نہیں کئے گئے بلکہ نہایت ذلت کے ساتھ جبراً پھر اسی اسفل السافلین کی طرف گراتے جاتے ہیں ایسا نامعقول عقیدہ دنیا کا کوئی فرقہ بھی نہیں رکھتا سوائے ویدا نتیوں کے جنہوں نے وید کی حمایت میں اپنی عقل تک کو بھی جواب دیا ہے۔ بلاشبہ وید کی یہ فلاسفی کہ مکت کے بعد انسان کی صرف روح ہی ایک قسم کا حظ حاصل کرتی ہے جس کا بدن کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہوتا بالکل باطل تھا۔ اور دوسرا صداقت خیال ہے اس بات پر کہ انسان کی صرف روح ہی (بلا وساطت بدن وحواس) حظ حاصل کرے۔ کوئی دلیل نہیں۔ اُس پر اگر کوئی ویدانتی یہ اعتراض کرے کہ مسلمان بھی تو مرنے کے بعد لذات یا تکالیف روحانی کے وجود کے قائل نہیں تو اسکے جواب میں گذارش ہے۔ (باقی آئندہ)
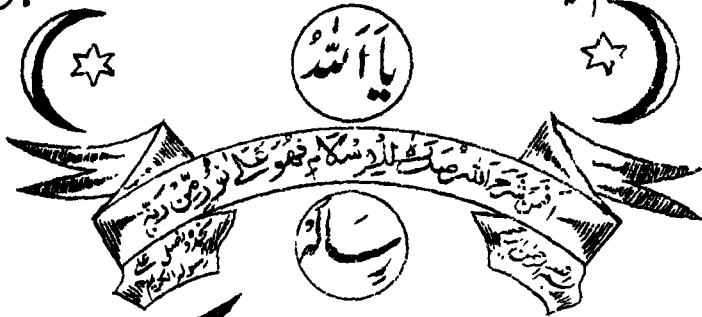
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تفسیر سورت آل عمران

سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ نمبر ۱ جلد ۶

اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ	میرا مددگار اللہ کی راہ میں حواری بولے ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں ہم اللہ کو مانتے ہیں

میرا مددگار اللہ کی راہ میں حواری جو اُسوقت مسیح کے مخلص دوست تھے بولے ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ تعالے کے حکموں کو مانتے ہیں تو

وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ
اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَكَرُوْا
وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ
اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ
وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ

پس تو گواہ رہ کہ ہم تابعدار
ہیں۔ اے ہمارے خدا ہم تیری
اُتاری ہوئی (کتاب) کو مانتے
ہیں اور رسول کے تابع ہیں
پس تو ہمکو گواہی دینے والوں
میں لکھ رکھ اور یہودیوں نے
فریب کئے اور خدا نے انتظام
کر رکھا تھا۔ خدا سب مدبروں
پر غالب ہے۔
جب خدا نے کہا اے عیسے میں
تجھے فوت کرنیوالا اور اپنی طرف
اُٹھانیوالا ہوں اور ان کافروں سے پاک کرنیوالا

گواہ رہ کہ ہم خدا کے تابعدار ہیں۔ یہ کہہ کر خدا کی طرف جھک کر دعا کرنے لگے اے
ہمارے خدا ہم تیری اُتاری ہوئی کتاب کو مانتے ہیں اور تیرے رسول کے تابع
ہیں بس تو ہمکو اپنی توحید کی گواہی دینے والوں میں لکھ رکھ اور یہودیوں نے
مسیح کی ایذا کیلئے طرح طرح کے فریب اور حیلے کئے اور خدا نے پہلے ہی سے اسکے بچانے
کا انتظام کر رکھا ہوا تھا۔ آخر کار خدا ہی کی بات غالب ہی اسلئے کہ خدا سب پر
غالب ہے آخر یہودیوں کی شرارت کی یہانتک نوبت پہنچی کہ اسکی ہلاکت کے درپے ہوئے
مگر خدا اسکا ہمیشہ مددگار رہا۔ اور موذیوں کی ایذا سے حفاظت کرتا رہا۔ یاد کرو جب خدا نے
کہا اے عیسے تو ان موذیوں کی ایذا سے بیفکر رہ تیری جان تک نہیں پہنچ سکینگے بیشک

مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ	اور تیرے تابعداروں کو منکروں پر قیامت تک غالب رکھنے والا ہوں۔ پھر میری ہی طرف تم کو آنا ہے۔ پس جس چیز میں تم جھگڑتے ہو تم میں فیصلہ کرونگا پس کافروں کو دنیا اور آخرت میں عذاب دونگا اور اُن کا کوئی بھی

اور تیرے تابعداروں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھنے والا ہوں پھر بعد مرنیکے میری ہی طرف تمکو آنا ہی۔ پس جس چیز میں تم جھگڑتے ہو تم میں فیصلہ کرونگا۔ مومنوں کو ثواب دونگا۔ اور کافروں کو عذاب۔ پس کافروں اور تیرے منکروں کو دنیا اور آخرت دونوں میں عذاب دوں گا اور اُنکا کوئی بھی

مِنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

اور اُن کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ اور جو ایمان لائے اور عمل نیک بھی کئے خدا اُن کو انکی نیکیوں کا پورا بدلہ دیگا۔ اور خدا کو ظالم لوگ نہیں بھاتے یہ قصہ جو تجھ کو سناتے ہیں نشانیاں اور حکیمانہ نصیحت ہے۔ مسیح کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے۔ اُس کو مٹی سے بنایا پھر اُس کو حکم دیا۔ کہ آدمی ہوجا پس وہ ہوگیا۔

مددگار نہ ہوگا۔ اور جو تیری رسالت پر ایمان لائے۔ اور عمل نیک بھی کئے خدا اُن کی نیکیوں کا پورا بدلہ دے گا۔ اور خدا کو ظالم لوگ نہیں بھاتے یہ قصہ جو تجھ کو سناتے ہیں۔ خدا کی نشانیاں اور حکیمانہ نصیحت ہے جس سے تجھ کو اور تمام سُننے والوں کو بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ مسیح اور اُسکی ماں بلکہ اُس کا سارا خاندان بھی مثل دیگر انسانوں کے خدا کے بندے اور مخلص بندے تھے اُنمیں کوئی اس قسم مزیت نہ تھی جسکو سبب سے وہ خدا کا بیٹا بن سکیں

ہاں ایک بات جس سے نا فہموں کو شبہ ہوتا ہے یہ ہے کہ مسیح بے باپ پیدا ہوا تھا سو اس بات میں مسیح کی مثال اور مشابہت اللہ کے نزدیک بالکل آدم کی سی ہے جیسا کہ اُسکو مٹی سے بنایا پھر اسکو

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا	سچی بات تیرے رب کی طرف سے ہے۔ پس تو ہرگز شک کرنیوالوں میں سے مت ہوجیئو۔ پھر جو کوئی بعد آنے علم کے تجھ سے کج بحثی کرے تو تو کہہ دے۔ کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بھائی بند

پس وہ ہوگیا۔ اسی طرح مسیح کو مریم کے رحم میں خدا نے محض اپنے حکم سے پیدا کیا۔ جیسا آدم کو کیا تھا۔ یہ سچی بات تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو اسی کو مانیو اور ہرگز اسمیں شک کرنے والوں میں سے مت ہوجیئو۔ بلکہ دل میں اس امر کا یقین رکھیئو۔ کہ مسیح خدا کا بندہ اور اسکا رسول ہے۔ نہ کہ خدا یا اسکا بیٹا۔ پھر جو کوئی بعد آنے علم اور عقل کی بات کے تجھ سے کج بحثی کرے اور اسی پر اڑا رہے کہ مسیح خدا اور خدا کا بیٹا ہے تو ایسے لوگوں کو جو کسی دلیل کو نہ جانیں نہ کسی علمی بات کو سمجھیں بغرض "دزد را بدر باید رسانید" کہدے کہ آؤ ایک آخری فیصلہ یہی سنو ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بھائی بند

وَاَنفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ	اور تمہارے بھائی بند بلائیں پھر عاجزی سے جھوٹوں پر
فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی	خدا کی لعنت کریں۔ بیشک یہی بیان
الْکٰذِبِیْنَ ۝ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ	صحیح ہے
الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ	اور خدا کے سوا
اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّ اللّٰہَ لَھُوَ	کوئی بھی معبود نہیں اور بیشک خدا ہی
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا	بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے پس اگر منہ پھیریں۔ تو خدا
فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِالْمُفْسِدِیْنَ ۝	مفسدوں کو خوب جانتا ہے

نزدیکی اور تمہارے بھائی بند نزدیکی بلائیں۔ پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں تو خدا خود فیصلہ دنیا میں ہی کرے گا۔ جو فریق اسکے نزدیک جھوٹا ہوگا وہ دنیا میں ہی برباد اور مورد غضب ہوگا بیشک تو اپنے دعوی توحید پر مضبوط رہ۔ اسلئے کہ یہی بیان جو مسیح کی عبودیت کا ہمنے تجکو سنایا ہے صحیح ہے اور خدا کی سوا کوئی بھی معبود اور بیشک خدا ہی بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ پس اگر توحید خالص کے ماننے سے منہ پھیریں تو تو پرواہ نہ کر کیونکہ خدا مفسدوں کو خوب جانتا ہے

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا

تو کہدے ای کتاب والو ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے میں مساوی ہے۔ یہ کہ ہم تم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اسکے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ اور نہ کوئی ہم میں سے سوائے خدا کے کسی دوسرے کو مربّی سمجھے۔ پس اگر منہ پھیریں۔ تو تم کہدو کہ گواہ رہو۔ ہم

تو کہدے ای کتاب والو! یہودیو! اور عیسائیو! اختراعی باتیں چھوڑ کر ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے میں مساوی ہے اور تینوں فریق کی کتابیں (قرآن اور توریت) بھی اسکی تاکید کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ ہم تم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اسکے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرائیں اور نہ کوئی ہم میں سے سوائے خدا کے کسی دوسرے کو مالک اور مربی سمجھے کہ اسکے خوف سے سچی بات کے اظہار سے بھی رکا رہے پس یہ امور ایسے ہیں کہ انپر عمل کرنے سے ہمارا تمہارا قصہ طے ہوتا ہے۔ پس اگر یہ لوگ خدا کو اور اس کے رسولوں کو مانتے ہونگے تو اس فیصلے سے راضی ہونگے اور اگر ضد میں اگر منہ پھیریں تو تم مسلمانو کہدو گواہ رہو کہ ہم خدا کے تابعدار ہیں جس طرح خدا نے ہمیشہ سے توحید کی تعلیم دی ہے اسی طرح ہم مانتے ہیں اپنی بات بنانے کے لئے دیکھو تو کیسے حیلے

مسلمون ۔ یاھل الکتب لم تحاجون	تابعدار ہیں ۔ اے کتاب والو کیوں
فی ابرٰھیم وما انزلت التورٰیۃ	ابراہیم کے معاملہ میں جھگڑتے ہو حالانکہ
والانجیل الا من بعدہٖ افلا	تورات انجیل تو اُسکے بعد اُتری ہیں
تعقلون ھانتم ھؤلاء	کیا تم سمجھتے نہیں دیکھو تو جس چیز کے
حاججتم فیما لکم بہٖ علم فلم	متعلق تمہیں کسی قدر علم تھا اسمیں تو تمنے
تحاجون فیما لیس لکم بہٖ علم	جھگڑا کیا۔ لیکن ایسے معاملات میں کیوں جھگڑتے ہو جسکا تمہیں کچھ علم نہیں

بتلاتے ہیں کہ انبیاء کے جد امجد ابراہیم کو بھی اپنے خیالات کا پابند بتلاتے ہیں پس تو اُن سے کہہ کہ اے کتاب والو! کیوں ابراہیم کے معاملہ میں جھگڑتے ہو کہ یہودی تھا یا نصرانی تھا۔ حالانکہ تورات انجیل جنسے یہودیت اور عیسائیت بالخصوص تمہاری خیالات کی ابتدا ہوئی ہے وہ تو اُس کے بعد اُتری ہیں۔ پھر باوجود اس بُعد بعید کے تم یہ دعویٰ کرتے ہو کیا تم اس غلطی کو سمجھتے نہیں ہو۔ دیکھو تو جس چیز کے متعلق تمہیں کسی قدر علم تھا اُس میں تو تم نے جھگڑا بھی کیا اور وہ جھگڑا کسی قدر
مناسب بھی تھا۔ لیکن
ایسے معاملات میں کیوں جھگڑتے ہو جنکا تمہیں کچھ بھی علم نہیں

اسلامی بہشت

(سلسلہ کیلئے دیکھو جلد ۶ نمبر ۱۱)

کہ مسلمان مرنے کے بعد روح کا جسم مفارق کے ساتھ ایک قسم کا تعلق مانتے ہیں اور اس تعلق کے ساتھ ایک قسم کی لذت یا الم کا احساس یقین کرتے ہیں۔ گو اسکی کیفیت ان کو معلوم نہیں مگر یہ یقین کرتے ہیں کہ صرف روح یا صرف جسم عذاب یا ثواب قبول کرنے کے قابل نہیں بلکہ جسم و روح دونوں کے باہمی تعلق کے ساتھ (اس تعلق کی کیفیت گو سمجھ سے باہر ہے) لذات یا الم کا احساس ہوتا ہے مسلمان اگر مرنے کے بعد صرف روح ہی کو لذت یا الم کا احساس مان لیں تاہم کوئی استبعاد کی بات نہیں کیونکہ مرنے کے بعد روح کی ایک نئی حالت اور کیفیت ہو جاتی ہے (جسپر کوئی واقف نہیں) اگر روح دنیا سے بے لوث اور پاکیزگی کی حالت میں گئی۔ تو اس روحانی لذت کا احساس ہو سکتا ہے اور اگر بدترین اور ناپاک حالت میں گئی ہے تو اسے دکھ درد کا احساس ہو سکتا ہے (کیونکہ وہ ایک نیا عالم ہے اور وہاں کوائف بھی نئے ہیں) اگر دیانندی ایسا جواب ہرگز نہیں دے سکتے کیونکہ ان کی روحیں مادی ہیں۔ اور کئی دفعہ مکتی خانہ میں بھی رہ چکی ہیں پس جبکہ انکو کبھی پیچھے مکتی خانہ میں رہتے یا دنیاوی لذت حاصل کرنے کا کچھ احساس تک نہیں ہوا تو کیسے ممکن ہے کہ آگے کبھی مکتی خانہ میں آنند ہونے یا حظ اٹھانے کا احساس ہو۔ انسان سے جسقدر افعال صادر ہوتے ہیں اور جو خیال اسکے دل میں آتے ہیں وہ نہ تو صرف جسم سے اور نہ صرف روح سے آسکتے ہیں بلکہ اسی حالت میں جبکہ جسم روح کے ساتھ ملا ہو کوئی کام مجرد روح سے ہو آنہ ہو سکتا ہے تناسخ

میں نہ کبھی کوئی خیال آیا اور نہ آسکتا ہے۔ محض روح نے (بلا وساطت حواس) نہ کبھی کوئی حظ اُٹھایا اور نہ اُٹھاسکتی ہے دُنیا کے اندر اگر جسم میں ذرا کسی قسم کا خلل یا فتور آجائے تو اسی وقت انسانی افعال اور روحانی قوائے میں فرق آجاتا ہے بے ہوشی کے بخار میں روح بالکل نکارا معلوم ہوتی ہے اسے اپنے وجود تک کا علم نہیں رہتا۔ اور خیالات اور علوم وغیرہ کا اس وقت یاد ہونا تو ایک طرف رہا سکتہ کا مرض ہوجائے تو روح کو کسی قسم کا احساس یا حظ نہیں حاصل رہتا۔ غرض کہ افعال کے صدور یا کسی قسم کا حظ حاصل کرنے کے لئے روح کا جسم کے ساتھ تعلق اور تعلق کے بعد جسم کا صحیح وسالم ہونا نہائیت ضروری ہوتا ہے۔ تو کیسے ممکن ہے۔ کہ حسب اعتقاد دیا نندیاں مکت کے بعد صرف روح ہی انند رہ سکے اور کسی قسم کا حظ حاصل کرسکے؟ یہ بالکل خیال باطل ہے۔ دیا نندیوں پر جب مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ اگر تمہاری روحیں انادی ہیں اور تم لاکھوں جنم بھوگ چکے ہو۔ تو اپنے کسی سابقہ جنم کا کچھ حال یا خیال ظاہر کرو تو وہ فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت انسان کا حافظہ کمزور ہے۔ اسی واسطے سابقہ جنموں کا تصور اسکو نہیں رہ سکتا سا تعجب ہے کہ باوجودیکہ ہر جنم میں روح جسم کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔ تاہم سابقہ جنم کا تصور یا کسی زمانہ کا تصور یا کسی گذشتہ زمانہ کی لذت یا حظ کا خیال تک نہیں ہوتا۔ تو جب روح بالکل جسم سے منفک (علیحدہ) ایکیلی مکت حاصل کرکے انند ہو رہی ہوگی اس وقت کس طرح ممکن ہے کہ محض روح اس مکت کی لذات وحظوظ کا احساس کرسکتی ہے بلکہ ایسی حالت میں تو اُسے یاد اور خیال تک بھی نہ ہوگا کہ میں کہاں سے آئی کیا چیز ہوں کس بات کا ثمرہ یہ لذت اٹھارہی ہوں گویا اس کا عدم اور وجود برابر ہوگا۔ اور کہیں زاویہ خمول میں محض نکمّی اور بے کار پڑی ہوگی۔ فافہم فتدبر۔

یہ عجب طرح کی مکت ہے کہ جس میں انسان کی مجرد روح رہ کر اپنے حواس کو بھی خیر باد کہ بیٹھے۔ کہ ایسا بہشت بھی کوئی خیال میں نہیں آسکتا جس سے

صرف روح ہی روح حظ حاصل کرے جب کہ جسم کا ساتھ کچھ تعلق نہ ہو۔ کیونکہ دُنیا کے اندر جب ہم کسی روحانی لذت کا بھی احساس نہیں کرسکتے جبتک کہ جسم ساتھ شامل نہ ہو تو کیسے ممکن ہے کہ جنت میں صرف روح ہی، روحانی لذات سے متلذذ ہو چنانچہ ایک بڑے مشہور عالم گاڈ فری ہنگس صاحب اپنی کتاب اپالوجی میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ (حضرت) محمدؐ کے خلاف ہیں شاید آپؐ پر بوجہ بہشت حسی کے طعنہ کریں۔ مگر درحقیقت کوئی بہشت خیال میں نہیں آسکتی جس سے حواس متمتع نہ ہوں۔ کیونکہ جیسا کہ لاک صاحب نے ثابت کیا ہے انسان کے دل میں کوئی خیال بلا وساطت حواس کے نہیں آسکتا۔ پس ضرور ہوا کہ اگر آدمی کو خیال بہشت کا آوے تو وہ حسی ہی ہو سب سے بڑا اور حظ اہل اسلام کا دیدار الٰہی میں ہے جس کی کہتے ہیں ہو جائینگی تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی منصف جو، وہ رعائت نکرے یہ نہیں کہے گا کہ اُس کی تحقیر حسی ہونے کے سبب سے زیادہ کی جاوے الخ (نقل از حمائت الاسلام مطبوعہ دہلی سنہ ۱۸۸۱ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈ فری ہنگس صاحب)

کہا جاتا ہے کہ بہشت کے اندر حور و قصور دودھ اور شہد کی نہریں شراب وغیرہ سب نفسانی۔ دنیاوی لذات سے مشابہ ہیں خاصکر بہشت کے اندر عمل مباشرت کو نہایت نفرت اور کراہت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے خدا کی تقدیس پر بٹا لگتا ہے۔ لیکن جیسا کہ پیچھے بھی اشارہ ہو چکا ہے جبکہ بہشت دنیاوی اعمال کا ثمرہ ہی تو اگر اس میں لذات دنیاوی سے مشابہ چیزیں ہوں بھی تو عقل کے نزدیک ممتنع نہیں اور جب پروردگار نے اس دُنیا میں شہد دودھ وغیرہ پیدا کر کے اپنے انعام و احسان خلق پر پورے کئے ہیں تو اگر وہاں اپنے مقربین کو (منزلاً من غفور رحیم) یہ سب نعمتیں عطا فرمائے تو کونسا استبعاد لازم آتا ہے اور عورتوں کے اس دنیا میں پیدا کرنے اور مرد عورت کی مباشرت اور ان کے اجتماع سے (جو فطرت اللہ کے مطابق اولاد پیدا کرنے کا ذریعہ ہے) جب اسکی مقدس شان کچھ بٹہ نہیں لگا

تو اس عالم میں عورتوں کے پیدا کرنے اور اپنے مقربین کی جورو بنانے میں اسکی تقدیس پر کونسا بٹہ لگ سکتا ہے۔ تمام دنیا نامردوں کو جنکے اعضائے تناسل کام کے قابل نہیں ہوتے حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بخلاف اس کے قوی مردوں کو ان کی مردی کی وجہ سے قابل تعریف سمجھتے ہیں پھر ان لوگوں پر سخت تعجب ہے جو کہتے ہیں کہ جنت میں اہل جنت جاکر مردوں سے بھی گئے گذرے ہونگے اور ہیجڑے اور نامرد ہو جائینگے۔ حالانکہ دنیا کی نعمتیں عاقبت کی حقیقی نعماء کا ایک شمہ نمونہ ہیں وہاں یہ سب نعمتیں اکمل درجہ پر عباد صالح کو نصیب ہونگے۔ دنیا میں مرد اور عورت کی محبت اور عشق شمہ ہے اُس محبت اور عشق کا جو جنت میں اہل جنت کو اپنی بیویوں سے ہوگا۔ اور یہی جسمانی محبت کا کمال جسے عشق مجازی کہتے ہیں جب جب روحانیت کا پیرایہ بدل لے تو عشق حقیقی یا عشق الٰہی ہو جاتا ہے یہی عشقیہ قوت انسان کے اندر فوارہ کی مانند جوش زن ہے جس کے دورخ ہیں ایک مجاز ایک حقیقت۔ عشق مجازی جب درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو انسان عشق حقیقی کی سیڑھی پر چڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہیں سے چڑھتے چڑھتے عالم بالا کو پرواز اور بہشت کے اندر جو شراب کے وجود کی نسبت اعتراض کیا جاتا ہے یہ بھی بالکل باطل ہے کیونکہ وہاں کی شراب کو دنیا کی خبیث اور نشہ اور شراب سے کچھ مناسبت نہیں بلکہ وہاں کی شراب شراب طہور (پاک کرنیوالی) ہوگی جسمیں نشہ اور لغو اور بیہودگی وغیرہ کچھ نہ ہوگا ہاں خدا کی محبت و عشق کے جوش کو بلاشبہ حرکت دینے والی ہوگی بہشتی لوگ بہشت کے میووں سے زندہ۔ حوض کوثر وغیرہ سے سیراب شراب طہور سے ان کا قلب غیروں کی (حور قصور وغیرہ) محبت سے ٹھنڈا۔ زنجبیل کی ملاوٹ سے عشق الٰہی میں گرم۔ حوروں کے ہونے سے عشق مجازی پیرایہ بدل بدل عشق حقیقی میں مستغرق اور دیدار الٰہی میں محو ہونگے +

ویسٹ منسٹر ریویو مطبوعہ ۱۸۳۶ء نمبر ۹ صفحہ ۳۱۶ میں مرقوم ہے کہ فردوس کی

مستورات کے باب میں (حضرت) محمد کے بیان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے عیاشی کے خیالات اُبھریں اُن کو کہا ہے کہ ایسی باکرہ ہونگی جیسے باکرہ عورتیں بنی اسرائیل ساکن بیت اللحم کی اور مثل اور مومنوں کے اُن کا حسن عالم شباب گذشتہ کا سا ہو جائیگا جس میں کہ آدمی صانع کے ہاتھ سے ابھی آیا ہوا متصور ہو سکتا ہے مگر نہ تو انکی گردنیں مثل ہاتھی دانت کے برجوں کی ہیں اور نہ منہ ایسے کہ سوتے آدمیوں کی لبوں کو گویا کریں۔ نہ سینے مثل خوشہ انگور کے اور نہ پستان مثل .... توام ہرن کے بچوں کے۔ سوسن میں چرتے ہوئے نہ انکی رانوں کے جوڑ مثل جواہر کے ہوشیار کاریگر کی صنعت کے نہ وہ اپنی بہشتی خاوند کو بلاتی ہیں کہ اُن کا منہ چومے (غزل الغزلات) اہل عرب کی بیبیاں اپنی سیاہ پتلیاں نیچے ڈالی ہوتی اپنے خاوندوں کے روبرو حیا سے بیٹھی ہیں جیسے موتی سیپ کے اندر چھپا رہتا ہے (حمایت الاسلام مطبوعہ بریلی ۱۸۷۸ء ترجمہ دیالوجی مصنفہ گاڈفری ہنگلس صاحب) پھر مسلمان انہیں نعمتوں کو اہم و اعظم وقع نعمائے اُخروی نہیں قرار دیتے بلکہ ان کو (نزلا من غفور رحیم) حقیقی نعماء کے اظلال و آثار خیال کرتے ہیں تمام نعمائے جنت کا اصل و مغز وہ بڑی نعمت ہے جس کے واسطے سالکان راہ الٰہی شب و روز ورد کرتے ہیں اور جس کے مقابل ان سب نعمتوں کو اہل بہشت بھول جائینگے سو وہ کیا ہے؟ خدا کی بے انتہا ابدی رضامندی جو مومنوں کو ہمیشہ نصیب ہوگی اور دیدار الٰہی کی دولت جس میں خاصان خدا محو ہونگے اور جس کا مقابلہ جنت کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ورضوان من اللہ اکبر۔ اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی نعمت ہے۔ وجوہ یومئذٍ ناظرۃ الیٰ ربہا ناظرہ۔ کئی چہرے اسدن تازہ و شاداب ہونگے اپنے خدا کی طرف تکنے والے۔ خود اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ طالب الدنیا مخنث طالب العقبیٰ مونث طالب المولےٰ مذکر دنیا کا طالب ہیجڑا ہے (سب سے گیا گذرا) عقبیٰ کی نعماء کا طالب عورت ہی

(یعنی نعماء کے واسطے عبادت کرنے والا) اور مولےٰ کے دیدار کا طالب جو نعمتوں کی پرواہ نہ کرے صرف غائیت غرض اُسکی رضاء الہی ہو مذکر (مرد) ہے پس یہاں سے مسلمانوں کا آخرت کی نعمت کی نسبت جو کچھ خیال ہے اظہر من الشمس ہے کہ ان کے نزدیک اہم مقصود کونسی نعمت ہے اور وہ مرد کس کو خیال کرتے ہیں جس کا غائیت و غرض صرف خدا کی رضا جوئی اور لقاء الہی ہو وبس +

موقعہ ہے کہ اب ہم اس جنت کا جس کا اسلام نے وعدہ کیا ہے تفصیل کے ساتھ ذکر کریں تاکہ تمام لوگوں کو معلوم ہو بات کہ بہشت کے اندر کونسی ایسی نعمت ذکر کی گئی ہے جس کا ہونا قانون قدرت یا عقل و نقل کے خلاف ہے ہم یہاں وہ سب آئتیں جن میں جنت کی لذات کا ذکر آیا ہے لفظ بلفظ معہ ترجمہ درج کرتے ہیں تاکہ سب لوگ اسی جنت کے واسطے جو قانون قدرت کے موافق ہے کوشش کریں نہ اُس وہمی چند روزہ نکمی خانہ کے واسطے جہاں روح صرف پتھر کی طرح بے حس و حرکت نکمی اور نکارہ پڑی رہے گی۔ ان آیات سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ شراب جو بہشت میں مومنوں کو ملیگی کیسی ہوگی اور مخالفین کا اعتراض نفسانی شراب کے متعلق کہاں تک درست ہے۔ مومنوں کا کلام جو جنت میں ہو گا یعنی خدا کی تقدیس۔ تحمید۔ تسبیح تحیت سلام وغیرہ یہ سب روح کو لذت بخشنے والی چیزیں ہیں۔ ہم اُس بہشت کی بابت قرآن شریف کی آیات نہائیت فخر کے ساتھ بیان لکھتے ہیں + جو رب العالمین نے ہمکو عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ کل مذاہب کے اندر بہشت کی بابت سب وہمی اور ناقص باتیں ہیں افضل اور اعلےٰ بہشت جسمیں روحانی اور جسمانی دونو قسم کی اکمل نعمتیں موجود ہیں وہ اسلامی بہشت ہی ہے کیا یہود کیا عیسائی سب مذاہب میں یہ نقص رہگیا کہ اُن میں آخرت اور جنت کی کچھ تفصیل نہیں سوائے اسلام کے کہ جس طرح وہ آپ تمام دینوں سے اکمل۔ افضل و اعلےٰ ہے اسی طرح اسلامی بہشت تمام مذاہب کے بہشتوں سے اعلےٰ۔ افضل۔ اکمل و فائق تر ہے اور چونکہ انسان سے

اعمال حسنہ بہ حیثیت جسد مع الروح صادر ہوتے ہیں بہشت کے اندر بھی جسمانی اور روحانی دونو قسم کی نعمتوں کو کمال تک پہنچایا ہے اور پھر بہشت بھی ایسی جو دنیا کی تمام طبیعتوں اور قانون فطرت کے بالکل موافق ہے اور انسان کے روحانی اور جسمانی سب تقاضاؤں کو پورا کرتی ہے۔ (باقی آیندہ)

محمد منظور الٰہی سوہدروی

یوگندر پال زٹل

مہاشی یوگندر پال جی مسافر میگزین جلد ۶ نمبر ے میں ایک مضمون فتر اعلٰی اللہ فانی از تعلیم قرآنی کی سرخی دیکر یوں درافشانی کرتے ہیں۔

یہہ موجودات کتنی بڑی ہے۔ اسے کون جانتا ہے۔ آفتاب کی جلا چاند کی ضیا، زمین کی گردش۔ اندھیری رات میں ستاروں کی جگمگاہٹ بجلی کی کڑک بادلوں کا آنا اور جانا۔ برف و باران خشکی اور تری پہاڑ جنگل اور آبادی انسان اور حیوان سب کچھ حیرت انگیز ہے جس پرماتما نے انکو بنایا ہے وہ بڑا صانع ہے اوسکی کچھ انتہا نہیں۔ وہ ذرہ ذرہ میں ویاپک ہے۔ سب کی بگاڑ اور سنوار کا ذمہ وار ہے دنیا کا ہر کام اوسکی ذات سے ہو رہا ہے۔ آدمی بیچارہ اوسکی علم اور عقل کاری گری اور جاہ و جلال کو دیکھکر دنگ ہے آدمی کی پیدائش و موت کا وہ مالک ہے۔

اُسی کی پرکاش و جلال سے یہہ سب کچھ بنا ہوا جگت پرکاشت ہو رہا ہے (منڈل دو کھنڈ دو حوالہ کتاب ندارد)

کیوں مہاشی جی پرماتما نے جو اسقدر انگنت متضاد چیزیں مادہ کو جوڑ جاڑ کر بناویں جا سکا کیا سبب ہے سورج کو اتنی روشنی دیں کہ ستاروں کی روشنی اوسکی سامنے گم ان غریبوں نے کیا قصور کیا تھا۔ جب مادہ ایک ہی ہے تو پھر اسقدر

اختلاف کیوں - اور پھر وہ پیدائش اور موت کا مالک کیوں ہوگیا جبکہ کل جیو برابر اوسکے ساتھ ساتھ قدیم سے چلی آتی ہیں - اُسپر کیا دلیل ہے - آپکا لفظ مالکیت شرح طلب ہے - آپکا منتر بھی ایک معمہ ہے - اسی کی پرکاش اور جلال سے یہ سب کچھ بنا ہوا جگت پرکاشت ہے" جناب من - اوسکی پرکاش اور جلال سے یہہ خود بخود بنا ہوا جگت کیوں پرکاشت ہے" اور اوسکا دنیا سے کیا تعلق کیا صرف جوڑ لگانیکی جرم میں گرفتار ہے - براہ مہربانی کسی وید منتر سے دلیل عنائیت ہو -

آگے چلکر فرماتے ہیں - ہم انادی پرجاؤنکو اوسکی تابعداری کا اُپدیش اوسکی عنائیت سے (جب ہم انادی ہیں تو پرجا تابعداریکا اپدیش اور عنائیت سے کیا مطلب ہے) وہ آپ پاک ہے اوسکی مرضی ہے کہ ہم بھی پاک نہیں - وہ آپ سروگیانی ہے ہماری لئے چاہتا ہے کہ ہم بھی گیانی نہیں وہ چوری یاری ڈاکہ زنی کا سخت مخالف ہے اسلئے ہمکو روکتا ہے - (پھر یہہ سب چیزیں پیدا کیوں کیں جواب روکتا ہے - اگر خود بخود ہوگئیں جیسا کہ آپکا اعتقاد ہے - تو پھر وہ اوس چیز کو جس سے اوسے تعلق نہیں کسطرح روک سکتا ہے) وہ تمام جہان کا خالق (واہ جناب جوڑنیوالا کہیں خالق کسطرح ہوسکتا ہے) اور انکی رازق ہے کسیکا محتاج نہیں - (محتاجی کی خوب کہیں یجر باب ۱۸ منتر ۱۲ دیکھکر جواب عنائیت ہو)

اکیلا و تنہا ہے (جیبی بھیڑے سے بچانے کی آرزو کرتا ہے - رگوید منڈل ایک سکت ۱۰ اکا آٹھواں منتر ملاحظہ ہو) ہر قسم کی قید سے آزاد ہے (یجر ادھیا ۳۲ منتر ۱۵ اور ادھیا ۲۱ منتر ۳۲ کو غور سے دیکھئے) کیوں جناب یہہ آپ کسطرح فرماتے ہیں کہ وہ ہم کو اپنے جیسا کرنا چاہتا ہے - اگر اوسکی مرضی کے مطابق سب ویسے ہی جیسے بن جاویں تو پھر ویں کیسے آباد ہو -

شوتیا شوتر اُپ نشد ادھیا ۶ کا آٹھواں منتر نقل کرکے اسطرح تشریح کرتے ہیں -

اسکا علت مادی کوئی نہیں۔ اسکے برابر کوئی نہیں اوس سے بڑھکر کوئی نہیں اوسکی طاقت لاانتہا ہے (مگر ایک کیڑہ کی جان نہیں بنا سکتا۔ طاقت کا نام ہی نام ہے) وہ ہیچ سبہاؤ علم حقیقی کے ذریعہ جانا جاتا ہے۔
کیوں اندر پال جی وہ دعوے کدہر گیا کہ بغیر مادہ کے کوئی چیز نہیں بنتی منتر نقل کرد خود غور سے دیکھئے + اسکی برابر کوئی نہیں" جب روح و مادہ برابر برابر چلی آتی ہیں تو پھر اس لایعنی دعوے پر کونسی دلیل ہے" اوس سے بڑہ کر کوئی نہیں" مگر بقول آریہ برابر تو ہیں"! وہ علم حقیقی کے ذریعہ جانا جاتا ہے" وہ علم حقیقی کونسا ہے اسکی تشریح بھی کردیجئے یجروید ادھیا ۴۰ منتر ۸)
وہ پرماتما سب میں محیط۔ اننت طوان۔ ہر کام بڑی سرعت سے کرنیوالا ہے پاک و مقدس عالم الغیب۔ سب سے اعلی وقدیم ازلی و ابدی خود بخود اپنی ازلی روحونکو اپدیش دیتا ہے مہاشہ جی "سب میں محیط" کا کیا مطلب ہے ذرا تشریح فرمائیے کیا وہ گندگی میلے وغیرہ میں بھی محیط ہے اور خود آپکی جسم مبارک میں بھی محیط ہے اور جب یہہ حالت ہے تو علم حقیقی کے ذریعہ کیا چیز جانی جاتی ہے اور پھر اسکے برخلاف یجروید ادھیا ۱۳ منتر اول میں دس انگلی کے فاصلہ پر کون بیٹھا ہے اننت بھوان کی حالت ہے کہ ہمیشہ آریونکو فتح کا وعدہ ہی دیتا رہا اور آپ لوگونکی دشمنوں کو نیچا دکھانیکی فکر کرتا رہا مگر کامیاب نہ ہوسکا یجر ادھیا ۳۰ منتر ۵ اور رگ منڈل اول سکت ۲۹ ملاحظہ ہو" بڑی سرعت سے کام کرنیوالا" مگر پھر بھی غیروں کا محتاج ہے یجر ادھیا ۱۸ منتر ۲۶ -
پاک و مقدس" یجر ادھیا ۱۹ منتر ۲۹ کی برخلاف "عالم الغیب" پنڈت جی یجر ادھیا ۱۶ منتر ۹ کو کیوں پیچھے ڈالدیا اور پھر عالم الغیبی کا دعوے سب سے اعلی قدیم سب سے قدیم کسطرح ہوسکتا ہے جبکہ روح و مادہ اوسکی شہراکت کیواسطے موجود ہیں
(باقی آئندہ)　　　(اکبر یار خاں شملہ)

سوال

فقیہ اور فریسیوں کی تعلیم پر جو عیسا ئیونکو توجہ دلائی گئی ہتی ۲۳ باب ۲ اسکے کیا معنے ہیں جبکہ مسلمہ اصول کفارہ مسیح کے برخلاف وہ اعمال حسنہ کی تاکید کرتے تھے اور تثلیث والوہیت مسیح کو ازروئے توریت مقدس کفر جانتے تھے۔

جواب دینے والے صاحب کو مطلع کرتا ہوں کہ بوقت تحریر جواب تفسیر انجیل متی مصنفہ پادری عماد الدین صاحب پانی پتی وپادری آر کلارک صاحب کا صفحہ ۲۲ و ۴۷ زیر آیت متی باب ۵ ورس ۱۸ سے ۲۰ تک ملاحظہ کر لیویں۔

مغالطہ

آریہ مسافر جلد ۶ نمبر ۸ صفحہ ۸۷ پر ماسٹر آتما رام جی حسب الطلب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مدت کی بعد بیدار ہو کر قرآن شریف اور وید کا مقابلہ کرتے ہوئے صفات ایزدی میں ذیل کا منتر پیش کرتے ہیں۔ یہہ (اندو) سریہ آتند یکت جگدیشور (یتر) جس آپیں (آنندہ) سمپورن سمردھی (چہ) اور (موداہ) سمپورن ہرش (مدوہ) سمپورن پرسنتا (چہ) اور (پرمدا) پرکشٹ پرسنتا (ستی) ستہت ہیں (میتر) جس آپ میں (کامیہ) ابھیلاشی پرش کی (کاماہ) سب کامنا (آمینہ) پراپت ہوتی ہیں (تتر) اُسے اپنی سروپ میں (اندرائی) پرم بشوریج کی سنئے (مام) مجھکو (امرتم) جنم مرتو کی دُکھ سے رہت موکش پراپت یکت (.....) کیجئے اور اسی پرکار سب جیون کو (پری سروم) پراپت ہو جئے۔

اس منتر کا مطلب بیان کرتی ہتے ماسٹر جی نے سخت مغالطہ کھایا ہے قطع

نظری معنوی کھینچ تان کی (جس سے اونہوں نے کام لیا ہے) ہم اونکے بیان کردہ مطلب سے مطلب کھینگے اور ظاہر کرینگے کہ لائق ماسٹر جی ایسے گرے ہوئے منتر قرآن پاک کی مقابلہ میں پیش کرتے ہیں۔ ماسٹر جی کا بیان کردہ مطلب (نمبرا سے ۳ تک) اس منتر میں بتلایا گیا ہے کہ "اشیور انند سروپ یعنی سرور مجسم اور راحت کل ہے۔

ناظرین منتر کے بیان کردہ ترجمہ پر غور کریں کہ ماسٹر جی کا یہ دعوے" اس منتر میں بتلایا گیا ہے۔ کس مقام سے نکلتا ہے یا کوئی قرینہ ایسا موجود ہے۔ کہ جس سے اس دعوے کی تائید ہو سکی۔ اگر نہیں تو دکتبہلٹے ویدنمے پند چیلان ہے پرانند کا مصداق۔

پونے دو ارب سال کے بعد ماسٹر جی نے اب وکالت نامہ لیا ہے منتر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پجاری اندر دیوتا کو مخاطب کرکے التجا کر رہا ہے تشریح یہ ہے۔

مخاطب کرتا ہے۔ (ہے) اپنی خیال کی مطابق اوسکے صفات کی تصدیق کرتا ہے دیتر۔ اشدہ۔ موا۔ مدوھا۔ پر مدا۔ میتر۔ کامیہ۔ کاماہ۔ آپتہ) خواہش (منتر) موصوف کو نام لیکر مخاطب کرتا ہے۔ (اندرا) اسے اندر دعا کرتا ہے (امام آمرتم۔ کروہی۔ پری۔ سرو) اسے بتلانا نہیں کہیں۔ ہاں یہ بتلایے کہ اس التجا کا کرنے والا کون ہے۔ اگر اشیور ہے۔ تو کس قرینہ سے جانا گیا۔

(۲) راحت کے طالب کی تمام خواہشات اشیور کے وصال سے سیر ہوتی ہیں۔

تمام خواہشات سے کیا مطلب ہے یہاں تو صرف امرت پھل کی خواہش کیگئی ہے جو بقول ہنود اندر دیوتا کے پاس ہے۔ تمام خواہشات سے لفظ کام تو مراد نہیں (کام بمعنے شہوت) جسکی ہم بھی تصدیق کریں کہ بیشک

کُلّ اناءٍ یترشح بما فیه (برتن میں جو ہوتا ہے وہی نکلتا ہے) اندر دیوتا اور گوتم رشی کی زوجہ ایلیا کا قصہ پڑھ ڈالئے جسکیوجہ سے ماہ تاب کا سینہ ابھی تک واغدار ہے۔

(۳) ایشور جی کے وصال سے امرت یعنی نجات یا مکتی حاصل ہوتی ہے۔ایشر کے وصال سے مکتی حاصل ہوتی ہے" غلط ہے یوں کہئے کہ مکتی ہونے ہی سے ایشور کا وصال حاصل ہوتا ہے جب وصال ہو گیا تو پھر مکتی کیا چیز ہے جو حاصل ہو نیز آپکی اس تشریح سے صفحہ ۸۸ کے دوسری منتر پیچی ضرب پڑتی ہے جہانکہ آپنی ایشور کو محیط کل مانا ہے۔انصاف سے کہئے کہ سروبا پک ایشور کے وصال کی خواہش نادانی ہے یا نہیں۔بہرحال ان دونو منتروں میں سے ایک صحیح اور دوسرا غلط ہے اوراس بات کا تصفیہ کہ کون غلط ہے میں آپ پر چھوڑتا ہوں مشفقم نجات کی معنے ہیں کہ ہمیشہ کیواسطے دنیاوی جھگڑوں سے مخلص پاجانا درانحالیکہ مکتی چند روزہ ہوتی ہے جسکے بعد پھر دنیا میں پھینکا جاتا ہے۔پس آپکا نجات اور مکتی کو مترادف خیال کرنا حیرت افزا ہے۔

(۴) اس نجات کا حاصل کرنا ہرایک کا مساوی حق ہے۔

منتر میں سے اس نمبر کے نکالنے میں نہ معلوم آپکو کسقدر کوشش کرنی پڑی ہوگی۔اسباب میں ویدآپکا ضرور مشکور رہا ہوگا۔اور اندر نے اس خوشی میں ضرور ناچ کروایا ہوگا۔

ہرایک انسان کا مساوی حق ہے" کس لفظ کا ترجمہ اور کونسے مقام کی پیداوار ہے۔منتر میں لفظ "کروہی" جسکا ترجمہ کیجئے ہے اوسکے تحت میں جو آپنے یہ الفاظ لکھیں ہیں" اور ایسی پرکار سب جیون کو" منتر کی کونسی جزو سے نکلی ہیں قرینہ تو اسبات پر دلالت کرتا ہے۔کہ یہ ایک ہی آدمی کی التجا ہے غور سے کیجئے دمام جسکا ترجمہ خود بدولت نے "مجھکو" کیا ہے چونکہ اتنی سے آپکی مطلب براری

نہیں ہوتی تھی اسوجہ سے آپنے یہ فقرہ اور بڑھا دیا۔ شاباش ع۔ ایں کار از تو آید
مردان چنیں کنند۔ صفحہ ۸۸ کی دو نو منقولہ منتروں میں بھی یہی نور برس رہا ہے
مگر چونکہ آپنے خود قائم کردہ اصولوں کی پابندی نہیں کی (ملاحظہ ہو آریہ مسافر
نمبر ۲ جلد ۱ اور الہامی کتاب صفحہ ۲۵ بار دوئم) اور منتروں کا ترجمہ و تشریح نہ
کرتے ہوئے مطلب پر اُتر آتی ہیں اسوجہ سے ہم بھی اونکی پول کھولنا نہیں
چاہتیں۔

آگے چلکر آپ فرماتے ہیں۔ کیا خدا کی میل کا دوسرا نام کہیں لکھا ہے۔
ماسٹر جی ہمارا یہ عقیدہ ہی نہیں کہ خدا میں کوئی میل کرتا ہے چونکہ آپکا تقلید
یجروید باب ۱۳ منتر ۳ وہم بھی اعتقاد ہے اسوجہ سے آپ بھی مجبور ہیں میں نہیں
جانتا کہ آپکی منقولہ ۱۹ فقروں میں کونسی علمی بات ہے جنکو آپنے بڑی زور و شور
سے نقل کیا ہے ان فقروں کی مجذوبانہ بڑ سے زیادہ وقعت ہو سکتی ہے بطور
نمونہ ملاحظہ ہو فقرہ پندرہ میں آپ فرماتی ہیں خدا آگے پیچھے کی باتیں نہ کی دل
کے خیال جانتا ہے پھر فقرہ ۱۶ میں فرماتی ہیں کہ "خدا غائب و ظاہر کو تو برابر
جانتا ہے۔ لیکن تینوں زمانوں کا جاننے والا اوسے نہیں کہا گیا۔ ماسٹر جی
جب خدا غائب و ظاہر کو برابر جانتا ہے تو تینوں زمانہ کس جانور کا نام ہے
جب وہ چھپی اور کھلی حالات کو جانتا ہے تو دل کی خیال کس چڑیا کو کہتے ہیں
نمبر ۹ اکی آخیر پر آپ کہتی ہیں "محیط کل کا ذکر ہی نہیں" حضا من قرآن کریم
کھولکر دیکھیں تب آپکو معلوم ہو کہ قرآن نے محیط کل کو کسطرح بیان کیا ہے
ہاں آپکے معنوں میں محیط کل ہمیں مسلم نہیں ناظرین آپکے باقی نمبروں کو بھی
اسی پر قیاس کرلیں۔ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔

اب ہم آپکی آخری الفاظ نہایت ادب سے آپ ہی کو واپس کرتے ہیں۔
اور منصفانہ مقابلہ کی درخواست ہیں۔

کُلّ اناءٍ یترشّح بما فیہ (ہر برتن میں جو ہوتا ہے وہی نکلتا ہے) اندر دیوتا اور گوتم رشی کی زوجہ ایلیا کا قصہ پڑھ ڈالئے جسکیوجہ سے ماہ تاب کا سینہ ابھی تک داغدار ہے۔

(۳) ایشور ہی کے وصال سے امرت یعنی نجات یا مکتی حاصل ہوتی ہے "ایشور کے وصال سے مکتی حاصل ہوتی ہے" غلط ہے یوں کہئے کہ مکتی ہونے ہی سے ایشور کا وصال حاصل ہوتا ہے جب وصال ہو گیا تو پھر مکتی کیا چیز ہے جو حاصل ہو نیز آپکی اس تشریح سے صفحہ ۸۸ کے دوسری منتر پر بھی ضرب پڑتی ہے جہانکہ آپنے ایشور کو محیط کل مانا ہے۔ انصاف سے کہئے کہ سروبا پک ایشور کے وصال کی خواہش نادانی ہے یا نہیں۔ بہر حال ان دونو منتروں میں سے ایک صحیح اور دوسرا غلط ہے اور اس بات کا تصفیہ کہ کون غلط ہے میں آپ پر چھوڑتا ہوں مشفقم نجات کی معنے ہیں کہ ہمیشہ کیواسطے دنیاوی جھگڑوں سے مخلص پاجانا اور انکا لیکہ مکتی چند روزہ ہوتی ہے جسکے بعد پھر دنیا میں پھینکا جاتا ہے۔ پس آپکا نجات اور مکتی کو مترادف خیال کرنا حیرت افزا ہے۔

(۴) اس نجات کا حاصل کرنا ہر ایک کا مساوی حق ہے۔

منتر میں سے اس نمبر کے نکالنے میں نہ معلوم آپکو کسقدر کوشش کرنی پڑی ہوگی۔ اسباب میں وید آپکا ضرور مشکور رہا ہوگا۔ اور اندر نے اس خوشی میں ضرور ناچ کروایا ہوگا۔

ہر ایک انسان کا مساوی حق ہے" کس لفظ کا ترجمہ اور کونسے مقام کی پیداوار ہے۔ منتر میں لفظ "کروہی" جسکا ترجمہ کیجئے ہے اوسکے تحت میں جو آپنے یہ الفاظ لکھیں ہیں" اور ایسی پرکار سب جیون کو" منتر کی کونسی جزو سے نکلی ہیں قرینہ تو اسبات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ ایک ہی آدمی کی التجا ہے غور سے دیکھئے (مام) جسکا ترجمہ خود بدولت نے "مجھکو" کیا ہے۔ چونکہ اتنی سے آپکی مطلب براری

نہیں ہوتی تھی اسوجہ سے آپنے یہ فقرہ اور بڑہا دیا شاباش ؎ ایں کار از تو آید
مردان چنیں کنند صفحہ ۸۸ کی دو نو منقولہ منتروں میں بھی یہی لور برس رہا ہے
مگر چونکہ آپنے خود قائم کردہ اصولوں کی پابندی نہیں کی (ملاحظہ ہو آریہ مسافر
نمبر ۲ جلد ۱ اور الہامی کتاب صفحہ ۲۵ بار دوئم) اور منتروں کا ترجمہ وتشریح نہ
کرتے ہوئے مطلب پر اُتر آتے ہیں اسوجہہ سے ہم بھی اونکی پول کھولنا نہیں
چاہتیں -

آگے چلکر آپ فرماتے ہیں۔ کیا خدا کی میل کا دوسرا نام کہیں لکہا ہے۔
ماسٹرجی ہمارا یہہ عقیدہ ہی نہیں کہ خدا میں کوئی میل کرتا ہے چونکہ آپکا تقلید
یجروید باب ۳۱ منتر ۳ وہم بھی اعتقاد ہے اسوجہہ سے آپ بھی مجبور ہیں۔ میں نہیں
جانتا کہ آپکی منقولہ ۱۶ فقروں میں کونسی علمی بات ہے جنکو آپنے بڑی زور وشور
سے نقل کیا ہے۔ ان فقیروں کی محدود بانہ بڑے زیادہ وقعت ہوسکتی ہے بطور
نمونہ ملاحظہ ہو فقرہ پندرہ میں آپ فرماتے ہیں خدا آگے پیچھے کی باتیں نہ کی دل
کے خیال جانتا ہے پھر فقرہ ۱۶ میں فرماتے ہیں کہ "خدا غائب وظاہر کو تو برابر
جانتا ہے۔ لیکن تینوں زمانوں کا جاننیں والا اوسے نہیں کہا گیا۔ ماسٹرجی
جب خدا غائب وظاہر کو برابر جانتا ہے تو تینوں زمانہ کس جانور کا نام ہے
جب وہ چھپی اور کھلی حالات کو جانتا ہے تو دل کی خیال کس چڑیا کو کہتے ہیں
نمبر ۵ اکی آخیر پر آپ کہتے ہیں "محیط کل کا ذکر ہی نہیں" حضا بمن قرآن کریم
کھولکر دیکھیے تب آپکو معلوم ہو کہ قرآن نے محیط کل کو کسطرح بیان کیا ہے
ہاں آپکے معنوں میں محیط کل ہمیں مسلم نہیں ناظرین آپکے باقی نمبروں کو بھی
اسی پر قیاس کرلیں۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

اب ہم آپکی آخری الفاظ نہایت ادب سے آپ ہی کو واپس کرتے ہیں۔
اور مصنفانہ مقابلہ کی درخواست ہے۔

وید کی روح کو تسکین نہ دینے والی آونا اور غیر مدلل تعلیم سے قرآن پاک کی صفات باری بہشت کی دائمی نجات اور وید کی چند روزہ تاویلی مکتی کا دل میں مقابلہ کیجئے اور پھر کہئے کہ اعلےٰ روحانی تعلیم وید دیتا ہے یا قرآن شریف

ایک آریہ کی سرگذشت

میں کون تھا اور اب کون ہوں :

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ میں پہلے ہندو تھا۔ پھر آریہ بنا۔ اب خدا کے فضل سے مسلمان ہوں کیوں ہوں ؟ اس کا جواب تفصیل چاہتا ہے۔ مگر میں مختصر سی گذارش کرتا ہوں۔ کہ عرصہ ایکسال کا ہوا کہ میرے بڑے بھائی لالہ موہن لال پریزیڈنٹ آریہ سماج سگونی ضلع جہلم حال شیخ محمدالدین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ پارک ماسٹری بعد تحقیق مسلمان ہوئے انہوں نے خاکسار کو بھی ترغیب دی مگر ان دنوں میں نے اس تحریک کو ایک معمولی سمجھا مگر تحقیق کے درپے رہا قرآن شریف مترجم وغیرہ دین اسلام کی کتابیں میں دیکھتا رہا۔ آریہ دھرم کی کتابیں دیکھیں سب سے پہلا مسئلہ یہ زیر نظر ہوا کہ ان دونوں الہامی کتابوں کے لانے والے کون صاحب تھے۔ اونکی زندگی کے حالات کیسے تھے اس پہلے مسئلہ میں میں نے قرآن شریف کو پاس شدہ پایا اور وید کو فیل کیونکہ انکے لانے والوں کے حالات معلوم نہیں۔ اس کے بعد دونو کے احکام کا اندازہ کیا تو آریہ مت کے دو مسئلے میری تحریک دلی کے لئے کافی سبب ہوئے۔ ایک تو ہون جس خواہ مخواہ کی ٹکس لگائی گئی ہے۔ کہ ہر آریہ اتنا ہون کرے یعنے گھی وغیرہ جلائے جس پر ادنیٰ خرچ ۲؍ یومیہ کا ہو میں سچ کہتا ہوں مجھے یہ

حرکت ایسی فضول معلوم ہوئی کہ میں نے کئی ایک آریوں سے پوچھا۔ کہ اگر یہی خرچ کسی نیک کام پر کیا جائے۔ تو کیا اچھا ہو۔ مگر مجھے سخت افسوس ہے کہ اس کا کوئی معقول جواب نہیں ملا۔ ناظرین بھی اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ایک غریب جس کی ۲ ر ۳ ر کی بمشکل یومیہ آمدنی ہو ایک بیوی دو ایک بچے بھی وہ ایسا بڑا بھاری ٹیکس کیونکر اٹھا سکتا ہے۔ یہ حکم بھی ایسا فضول معلوم ہوا کہ آریہ مت کے تمام دعوے کہ ہمارا مذہب فلاسفی پر مبنی ہے غلط معلوم ہوئے دوسرا مسئلہ رہا اس کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ وہ نہایت پاک اور پوتر حکم جسکا پیارا نام نیوگ ہے۔ میرے دلکی منزلزل بنیاد گرانے کے لئے بڑا مؤید ہوا میں نہیں جانتا کہ اس کی فلاسفی کیا ہے۔ کہ ایک مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ پہلی مالش جا دوسرے کا نطفہ ڈلوالا اور میرا جائز وارث بنا خدا کی پناہ ایسی بھی کیا دنیا کی محبت اس کے مقابلہ میں میں نے اسلام میں سرتا م توحید اور عبادت خدا و نبی کا حکم پایا اور نہایت ہی نیک اخلاق کی تعلیم کی عفت اور پاکیزگی کے احکام اس لئے میں نے سمجھا کہ کسی مہذب آدمی کے لئے اگر کوئی مذہب قابل قبول ہے۔ تو اسلام ہے۔ چنانچہ بحمد اللہ ۶ ستمبر کو میں بمقام لاہو انارکلی مسلمان ہوا اور اپنے بھائی صاحب کو میرٹھ ملنے جانے والا تھا۔ کہ میرے دوست مولوی عبد الجبار صاحب ولد مولوی حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی نے مجکو بغرض تحقیق کیلئے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں اپنا رقعہ دیکر بھیجا اور میں نے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر کئی ایک باتوں کی مزید تحقیق کی اور اپنی مختصر سی سرگذشت بغرض اندراج اخبار اہلحدیث لکھکر میرٹھ کو روانہ ہوا +

مُباحثہ نگینہ کا مبارک نتیجہ

۲۰ اگست ۱۹۱۶ء کو نگینہ میں اندر مندر کلاں قوم براہمہ میں ایک کمیٹی ہوئی ہے کہ کوئی شخص برہمن مذہب کا آریہ نہ ہووے۔ اگر آریہ ہو جاویگا خارج از برادری کر دیا جاویگا۔ چنانچہ جو کچھ برہمن یہاں ہیں سب تائب مذہب آریہ سے ہو کر دہرم سماج میں داخل ہو گئے صرف دو آدمی مذہب آریہ میں برہمن قوم کے باقی رہ گئے ہیں اون کو برادری سے خارج کر دیا ہے اور سب برہمنوں کے دستخط ہو گئے ہیں۔ یہ بھی تجویز ہوا ہے۔ کو کوئی برہمن کسی آریہ کا نیوتہ یا کسی مذہبی رسم کے ادا کرنیکو نہ جاوے۔ جو جاویگا۔ وہ برادری سے خارج سمجھا جاویگا۔ اب اس تجویز قومی سے نگینے کے بشنوی آریوں میں ہل چل مچ رہی ہے۔ اور سب کا یہی خیال ہے کہ مذہب آریہ کوئی چیز نہیں ہے۔ مباحثہ نگینہ نے آریہ مذہب کے ایسے پول کھول دے کہ جس سے خود قوم ہنود میں تھلکہ ہو گیا۔ اور مذہب آریہ کو خیرباد کر کر سناتن دہرم پر واپس آنے لگے۔ اور جنکو ہدایت پہونچی وہ مسلمان بھی ہو گئے یہ بھی حقانیت اسلام کی روشن دلیل ہے۔

(از اہل حدیث)

برق اسلام

بر

ترک اسلام حجم ۲۰۴ صفحہ قیمت ۴؍

از دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

سورہ بیّنہ

مدینہ میں اتری - اسمیں ۸ آئتیں ہیں -

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	خدا کے رحمان و رحیم کے نام سے شروع
لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ	کفار اہل کتاب اور مشرکین کبھی اپنے
وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ مُنۡفَكِّيۡنَ حَتّٰى تَاۡتِيَهُمُ	طریق باطل سے باز آنے کے نہیں تھے جبتک انکے پاس
الۡبَيِّنَةُ ۙ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا	روشن دلیل آئی یعنی اللہ کا ایک رسول

ف اس سورت کا نام سورۃ بیّنہ ہے - بیّنہ کے معنی ہیں روشن اور واضح دلیل - اس سورہ میں اللہ تعالے نے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں تشریف آوری کی ضرورت بیان فرمائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک ہی کو بیّنہ یعنی بعثت کی ضرورت کی روشن دلیل قرار دیا ہے

مُطَهَّرَةً (۲) فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ	پڑھتا ہے۔اس میں صحیح اور پائدار نوشتے ہیں

نوٹ لقیہ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت تمام دنیا کے خیالات واعتقادات اور عملی زندگی سخت درجہ کی بگڑ رہی تھی۔نہ توحید ہی اپنی اصلی حالت پر قائم رہی تھی۔نہ اعمال صالحہ اور تقوے اور عبادت کا نام ونشان باقی تھا۔ساری قومیں تمام فرقے اور جمیع اہل مذاہب سخت درجہ کی بداخلاقیوں۔بداعمالیوں اور بداعتقادیوں میں مبتلا تھے جیساکہ اللہ تعالٰے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدى الناس۔خشکی بھی بگڑ رہی تھی اور تری بھی بگڑ رہی تھی۔لوگوں کی بداعمالیوں اور گندی حالت کی وجہ سے ؛

مشرکین عرب مجوس اور دنیا کی دیگر اقوام تو بگڑ ہی رہی تھیں۔اہل کتاب کا حال مشرکین سے بدتر تھا۔وہ مذہب جو حضرت عیسےٰ و موسٰے نے انکو دیا تھا۔زوائد وحواشی وافراط تفریط سے نسخ مسخ ہوکر بالکل مخدوم ومسدود ہو گیا تھا۔اصلی مذہب اور سچی توحید کی ان میں جھلک تک باقی نہیں رہی تھی۔یہودی لوگ حضرت عیسٰے اور اُن کی ماں مریم صدیقہ کی نسبت طرح طرح کے اتہامات جڑتے۔اور اُس سچے نبی کو ناگفتہ بہ الفاظ سے یاد کرتے عیسائی لوگ اس سچے نبی حضرت مسیح کو کاٹھ پر لٹکایا گیا اور لعنتی موت سے مرا ہوا قرار دیتے۔اور تمام جہان کے گناہ اس بے گناہ کے سر پر تھوپتے۔توحید کو چھوڑ کر تثلیث کے قائل۔اور شراب خوری اور سخت درجہ کی جرائم ومعاصی کی طرف مائل تھے۔اور تقوے اور طہارت کی کچھہ عزت نہیں سمجھتے تھے غرضیکہ نہایت درجہ کی بداعتقادیاں اور بدعملیاں اُنکی قلوب طبائع میں جڑ پکڑ چکے تھے اور راسخ تھیں کسی حکیم یا مصلح کے سمجھانے سے وہ راہ پر آسکیں یہ ممکن نہ تھا۔جبتک کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کھلا اور روشن نشان نہ آتے۔وہ نشان یہی تھا کہ ایک عظیم الشان مجدد اور زبردست رسول نصرت الہیہ کے ساتھ اُن کی طرف بھیجا جاتے

اہل کتاب نے اسی نبی کی بعثت کی نسبت اختلاف کیا	وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا

نوٹ تفسیر جو ان کو مقدس صحائف (یعنی قرآن شریف) عالیشان اور کامل البرہان سورتیں اور محکم سنت جو تمام کتب سابقہ پر شامل اور جامع وہ ہمیں کتاب ہو۔ جو تحریف و تبدیل ترمیم و تنسیخ سے پاک اور خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الکتب ہو۔ زمانہ کی حالت اس نبی کی بعثت کے لئے خود متقاضی تھی۔ وہ خدا جو سخت درجہ کی ناامیدی کے وقت باران رحمت نازل کرتا۔ اور کمال درجہ کی خشکی کے وقت زمین کو زندہ اور سرسبز کرتا ہے۔ ممکن نہیں تھا کہ دنیا کو ایسی گندگی اور مردگی کی حالت میں دیکھے۔ اور خاموش ہو رہے۔ اسنے دنیا میں اپنی رحمت کا بادل برسایا جس سے ساری دنیا میں ایک نئی جان پڑ گئی۔ اور برسوں کے بگڑے ہوئے تھوڑے ہی عرصہ میں سنور کر خدائی اور عارف باللہ بن گئے +

بیشک وہ عظیم الشان رسول آگیا جسکا سالہا سال سے اہل کتاب کو خود بھی انتظار تھا۔ اور اسکے آنے سے پیشتر انکو کبھی اسکے بارہ میں اختلاف نہیں ہوا۔ وہ ایک مثیل موسےٰ اور مبشر عیسےٰ یعنی فارقلیط کے منتظر تھے۔ خواہ اپنی حالت منتظرہ کی طرف دیکھتے خواہ زمانہ کی ضرورت پر خیال کرتے۔ کوئی وجہ نہیں تھی کہ اس نبی سے انکار کرتے لیکن افسوس کہ جس وقت وہ مصلح ربانی اور مجدد حقانی عین ضرورت کے وقت انکے پاس آیا۔ اور خدا کا سچا کلام انکے پاس لایا۔ ان کو ان کی بداخلاقیوں۔ بداعمالیوں۔ اور اعتقادات فاسدہ پر تنبیہ کرنے لگا۔ تو اسکی تعلیم کو اپنی نفسانی خواہشوں اور آرزوؤں کے باطل کے برخلاف پاکر اس سے انکار کرنے لگے۔ اور اسکے برخلاف اٹھ کھڑے ہوتے حالانکہ اس سے پیشتر اسکی آمد پر بالاتفاق یک زبان تھے۔ اور ایک مدت کے لئے بھی اسکے بارہ میں کبھی انہوں نے اختلاف نہیں کیا۔ جو اس بات کا کامل ثبوت ہے۔ کہ وہ دل سے اس نبی کی صداقت کے قائل ہیں۔ اور بغض و حسد سے انکار کر رہے ہیں۔ اور یہ بات ان پر قیامت تک ایک زبردست حجت ہے۔ اور کوئی عذر کی جگہ نہیں۔

اگر وہ غور کریں۔ اور بغض اور کینہ نکال کر ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ تو یقیناً جان لیں وہ نبی صرف توریت کی حقیقی تعلیم اور کتب سابقہ کا مغز اور لب لباب پیش کر رہا ہے۔ کوئی

اسوقت جب کہ ان کے پاس کھلی دلیل آچکی	مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ (۴)

(نوٹ بقیہ) کوئی نئی تعلیم پیش نہیں کرتا جسکی وجہ سے یہ اسکی مخالفت یا مزاحمت کرسکیں یعنی انکو وہی تعلیم دیتا ہے جو اگلے انبیاء اور اگلی کتابیں دیتی آئیں۔ کہ صرف ایک ہی اللہ کی پرستش کرو سچے اور بے ریا دل سے اس کی طرف جھکو۔ تقوے اور عبادت اختیار کرو۔ عملی توحید پر قائم ہو جاؤ عملی زندگی اور چال چلن کو ٹھیک کرو۔ نفسانی خواہشات بدکاریاں اور بد چلنیاں چھوڑ دو۔ ایک اللہ کی طرف مائل ہو جاؤ۔ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ اور یہی اصلی اور ٹھیک دین ہے جس پر سب انبیاء متفق اور سبھوں نے یہی تعلیم دی پھر مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ‌●

باوجود ایسی سچی اور صحیح تعلیم کے جو صحیفہ کائنات کے ورق ورق پر لکھی ہوئی ہے پھر بھی اہل کتاب یا مشرکین میں سے جو شخص اسکا منکر اور مخالف رہے۔ وہ ساری دنیا سے بدتر ہے اور اس قابل ہے کہ جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے اور ہمیشہ کے لئے غضب الٰہی کا مورد ہو۔ لیکن جو لوگ سچے دل سے اس تعلیم کو مان لیں خدا پر سچے دل سے یقین لائیں اعمال صالحہ پر قائم اور ثابت قدم ہوں۔ تقوے اور عبادت اختیار کریں یہ لوگ تمام مخلوقات سے بہتر ہیں۔ ان کے لئے اعمال کی جزا ابدی جنت ہے۔[1] جن کے نیچے ندیاں بہہ رہی ہیں اور سدا سرسبز و شاداب ہیں۔ اہل جنت کے لئے ابدی اور لازوال خوشی ہوگی جسکے مٹنے اور ختم ہونیکا کبھی ڈر نہیں ●

دنیا کے محدود اعمال کے بدلے اس دائمی راحت جنت اور کامیابی کا موجب ہے کہ

حاشیہ[1] در حاشیہ۔ ایمان ذریعہ ہیں۔ اور نیک اعمال صالحہ ایمان کو برابر رکھتے ہیں نجات کیلئے ایمان و اعمال صالحہ دونوں کی ضرورت ہے کیونکہ جیسے بعض لوگ صرف ایمان کو نجات کیلئے کافی سمجھتے ہیں اعمال صالحہ اور تقوے اور عبادت کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے حالانکہ نیک اعمال ایمان کامل کا ثمرہ اور مضبوط ایمان کا نشان ہیں ●

اور انہیں اور کچھ حکم نہیں ہوا مگر یہی کہ رب کی سچی اور بے ریا دل سے عبادت کریں یک رخے ہو کر	وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ

بقیہ الحاشیہ کہ جبتک وہ دنیا میں رہے اپنے پروردگار کی مرضی کے تابع رہے۔ اور ہمیشہ سچی اور بے ریا دل سے اسکی عبادت اور اطاعت کرتے رہے۔ سو اگر اللہ تعالے ان لوگوں کو ابدالآباد کیلئے دنیا میں رکھتا تو بھی وہ اسطرح وفادار اور مرضی الٰہی کے تابع رہتے۔ سو یہی وجہ ہے کہ ان کو ابدی رضامندی کا سارٹیفکیٹ عطا فرمایا گیا۔ اور خدا ابدالآباد کیلئے ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ اپنے مولا سے راضی ہو گئے۔ اب کامل رضا کے بعد ممکن نہیں۔ کہ کبھی ان کو پھر سفلی زندگی یا تنزلی حالت کی طرف پھینکے۔ وہ اپنے رب کے فضل سے ہمیشہ کے لئے مامون اور بے خوف ہو گئے۔ جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۔ خدا تعالیٰ اس خوف کو دل میں جگہ دے کر تقوے طہارت اور اعمال صالحہ پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکو یہی جزا ملا کرتی ہے۔

جزائے اخروی کا قطعی ثبوت

کیا ثبوت ہے جس سے معلوم ہو کہ احکام قرآنی پر چلنے سے اچھی جزا یعنی بہشت ملیگی۔ اور اس سے بغاوت کرنے سے عاقبت میں بری جزا یعنی دوزخ نصیب ہوگی +

سارا قرآن شریف اس ثبوت سے بھر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ماموریں کی زندگی کو ہی جزا و سزائے عاقبت کا نمونہ اور ثبوت بینہ ٹھیرایا ہے جو لوگ ان ماموران الٰہی کے ساتھ ہو گئے۔ وہ کامیاب و برخوردار ہو گئے۔ اور جو لوگ منحرف و باغی ہوئے۔ ذلیل و خوار ہو گئے۔ ان ماموران الٰہی نے اپنی زبان سے جو کچھ نکالا حرف بحرف پورا ہوا مصدقین کو جزائے خیر ملی۔ اور مکذبین کو جزائے بد۔ ساتھ دینے والوں کا انجام نیک ہوا۔ اور جدا ہونے والے مٹ گئے۔ دنیا میں ان ماموران الٰہی کی زبان سے نکلی ہوئی باتوں کا حرف بحرف پورا ہونا۔ دلالت بینہ ہے اس

ف بعض لوگ ابدی نجات کو نہیں مانتے۔ ان کا خیال ہے کہ محدود اعمال کے عوض خدا تعالیٰ ابدی جزا نہیں دے سکتا۔ لیکن یہ خیال عقل و نقل کے برخلاف ہے غیر محدود خدا کی غیر محدود محبت اور کامل گیان کی جزا ہمیشہ محدود رہنی چاہیے کو نہ ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ایک کامل الایمان اور کامل العرفان آدمی کو باوجود امتحان عاقبت پاس کرنیکے پھر سفلی زندگی میں گرائے۔ اسکی غیر محدود معرفت اور پایان وفاداری کا کچھ پاس نہ کرے +

وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ	اور نماز قائم کریں - اور زکوٰۃ دیا کریں
وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝	اور یہی دین قیم (پکا دین) ہے

امر کی کہ آخرت کے بارہ میں بھی جو کچھ انہوں نے ارشاد کیا۔ وہ بالکل صادق ہوگا۔ اور اس میں سرمو فرق نہ ہوگا۔ ان مامورانِ الٰہی کی کامیابی اور ان کے مخالفین کی ناکامی سے اگرچہ سارا قرآن شریف بھرا پڑا ہے جو جزا و سزا کے عاقبت کا قطعی اور بدیہی ثبوت ہے۔ مگر مثال کے لئے ہم اسوقت مامور آخری یعنی حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کو نظر کے سامنے لاتے ہیں جس سے اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ ان کے متبعین کو ان کے ارشاد کے موافق دنیا میں کیا پھل ملا۔ اور ان کے مخالفین کس طرح خوار اور ذلیل ہو کر دنیا سے نیست و نابود ہوئے۔ اس نظارہ سے جزائے اخروی کی صداقت پر قطعی دلیل مل جاوے گی۔ اور مطلق شک نہ رہے گا۔ کہ اسی طرح ان انبیاء کے ماننے والوں کو یقیناً اور بلاریب عاقبت میں بھی جزائے خیر ملے گی۔ اور باغیوں اور نافرمانوں کا برا انجام ہوگا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو قیامت کے آنے سے پہلے اُن کے ساتھ ہو جائیں۔ اور انحراف اور بغاوت سے باز آئیں +

غور کرو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک یتیم بچے تھے جنکا باپ انکی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔ پھر والدہ فوت ہو گئی پھر دادا متولی ہوا۔ وہ بھی فوت ہو گیا چچے نے سرپرستی کی وہ بھی پورا ساتھ نہ دے سکا۔ اور یوں یہ یتیم بچہ ماں باپ کی تعلیم و ترتیب و نوشت و خواند سے ہمیشہ کے لئے محروم رہا۔ اور بالکل بےکس اور بےبس ہو گیا۔ خدا تعالےٰ نے اُسکو علم لدنی عطا فرمایا۔ ۴۰ سال کی عمر میں یکایک اُنہے دعوےٰ کیا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور تمہاری طرف بشیر و نذیر ہو کر آیا ہوں اپنے اعمال بد کی پاداش میں تم مستحق عقوبت ہو چکے ہو۔ اگر اب بھی اللہ پر ایمان لے آؤ چال چلن کو ٹھیک کر لو۔ تو دنیا و آخرت دونوں جہان میں تمہاری صلاح اور بہبودی ہوگی۔ اور اگر خدا کے حکم سے روگردانی کرو گے۔ اس پر ایمان نہ لاؤ گے۔ چال چلن ٹھیک نہ کرو گے۔ تو تم پر سزا کا حکم ہو چکا ہے اس دنیا میں بھی سزا پاؤ گے۔ اور آخرت کا عذاب اس سے بہت بڑھکر ہے (ولعذاب الاخرة اکبر)

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ	یقیناً جو لوگ اہل کتاب میں سے اور مشرکوں میں سے منکر رہے وہ ابدالآباد

بقیہ حاشیہ: یہ الٰہی فرمان تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو پہونچایا جس وقت اپنی قوم کو آنحضرت صلے علیہ وسلم نے یہ پیغام پہونچایا۔ اسوقت آپ تن تنہا ایک شخص تھے۔ اور ساری قوم بلکہ ساری دنیا آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالف تھی کسی قدر لوگ آپ کی قوم کے اس حکم الٰہی کو سن کر بے شک آپ پر ایمان لے آئے۔ لیکن وہ کیا تھے معدودے چند جو سب کے سب آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خود آفات وبلیات کا نشانہ بن رہے تھے۔ اور قتل وقید مر رہے تھے۔ حتٰی کہ بعثت سے لیکر ہجرت تک ۱۳ سال گذر چکے۔ تو بھی کوئی کامیابی کا نشان ظاہر انظر نہیں آتا تھا۔ کفار نے بے انتہا تکالیف پہونچائیں تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا۔ برادری سے الگ کر دیا۔ اور آخرکار آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرکے ہمیشہ کے لئے اسلام کا نشان مٹانے کیلئے آمادہ ہوگئے۔ باوجود ان تمام ناکامیابی اور مایوسی کی حالتوں کے آپ کے اُن مواعید میں ذرا فرق نہیں آیا۔ علانیہ اور ظاہری الفاظ میں اور دیگر انبیاء کے حالات کے پیرایہ میں آپ قرآن میں متواتر وعدے دیتے رہے۔ اور تحدیاں کرتے رہے کہ خدا کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہونے والے اور دین حق کی اشاعت میں مزاحمت کرنیوالے فاسق وفاجر لوگ ضرور ضرور اپنے اعمال کی پاداش اس دنیا میں اسیطرح چکھیں گے جسطرح تمام اگلی امتیں چکھتی رہیں۔ حق آخرکار غلبہ پاجائیگا۔ اور باطل مٹ کر نیست ونابود ہوجائیگا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ تمام وہ سورتیں جو مکہ میں نازل ہوئیں انکو غور سے پڑھو سارا سلسلہ بڑے زور شور سے متواتر اسبات کا وعدہ دیتا ہے۔ کہ کفار مکہ امم سالقہ کی طرح ضرور، ضرور اس مامور من اللہ کی مخالفت کا مزا چکھیں گے۔ وہ لاکھ کوشش کریں۔ ہزار حیلے سوچیں دین حق آخرکار غالب آجائے گا۔ اور وہ سب کے سب تباہ اور ذلیل ہو کر نیست ونابود ہوجائیں گے۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام

فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (٦)	دوزخ میں رہنے والے ہیں یہی لوگ ہیں جو بدترین مخلوقات میں
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	یقیناً جن لوگوں نے دین حق کو مان لیا اور اعمال صالحہ بجا لائے

بقیہ حاشیہ۔ ولنذیقنّہم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلہم یرجعون
قرآن شریف میں جہاں جہاں اللہ تعالےٰ نے اگلی امتوں کی ہلاکت کی خبر مثال کے طور پر دی ہے۔ اور اس سے اسطرح کفار مکہ کا مغلوب ہونا اور اسلام کا آخر کار غالب آنا مستنبط کیا ہے۔ اس سے غلبہ دین حق کی پیشین گوئی کے سوا ایک بڑی غرض یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں عملی طور پر سزا جزا کا قطعی نظارہ دنیا کی نظروں میں جلوہ گر کر دے۔ اور جزائے آخرت کے لئے نظیر قرار دے۔ اسواسطے بار بار ارشاد فرمایا کہ عذاب آخرت کے سوا ماسوائے حق کے مخالف اس دنیا میں بھی عذاب چکھ کر رہیں گے سزا دی۔ انکا زور توڑا۔ اور آخر کار اسی تلوار سے جو انہوں نے مسلمانوں کے نیست ونابود کرنے کے لیئے نکالی تھی خود انہیں کو نیست ونابود کر کے دنیا کو آخرت کی سزا کا قطعی نظارہ دکھایا۔ چنانچہ اس وقت سے اب تک مبدء اسلام میں ایک متنفس بھی مخالف دین حق نظر نہیں آتا ✝

یہ تو اللہ تعالےٰ نے سزائے آخرت کے ملنے کا عملی ثبوت و باقاعدہ اسکا نظارہ اس جہان میں نظروں کے سامنے دکھایا۔ اب دوسری طرف دیکھو اللہ تعالےٰ نے ساتھ ساتھ ہی جا بجا بار بار اہل ایمان کو بشارت فرمائی کہ اگرچہ اسوقت تم نہائیت درجے کمزور ہو۔ اور کہیں سر رکھنے کے لئے جگہ نہیں لیکن آخر کار اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس جہان میں بھی جزائے حسنہ عطا فرمائے گا جو کچھ تمنے ابتغاء لمرضات اللہ خدا تعالےٰ کی راہ میں کھویا ہے اسی جہان میں تمکو ملکر رہے گا۔ وہ آیات کلام ربانی جن میں اللہ تعالےٰ نے کھلم کھلی بشارتیں دی ہیں بے شمار ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک آیت یہاں ذکر کی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سورہ نحل میں فرماتا ہے۔ والذین ھاجروا من بعد ما ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنہ ولاجر الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۔ الذین صبروا و علیٰ ربہم یتوکلون۔ جن لوگوں

أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۔ جَزَاؤُهُمْ	یہ لوگ ساری خلقت سے بہتر ہیں انکی جزا
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ	انکے رب کے ہاں سدا رہنے والی باغات ہیں
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ	جن کے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں وہ ان میں
فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا	ابدالآباد رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے
عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (۸)	راضی۔ یہ اس شخص کی جزا ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے

بقیہ حاشیہ نے اللہ کی راہ میں وطن چھوڑا۔ اسکے بعد کہ وہ کفار کے ظلموں کا تختہ مشق رہے ہم انکو ضرور ضرور اس دنیا میں بھی عمدہ جگہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بھاری ہے۔ کاش لوگ اسے جانیں وے لوگ کہ جنہوں نے کفار کی ایذاؤں پر صبر کیا اور خدا پر بھروسا رکھتے رہے +

اب دیکھو اس آیت میں بڑے زور سے ارشاد فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں وطن چھوڑا اپنے مال نثار کئے خدا انکو عمدہ ٹھکانا عطا فرمائیگا۔ اب انجام کو دیکھئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ جن لوگوں نے وطن چھوڑا۔ اپنے مال نثار کئے۔ انکو عمدہ ٹھکانا ملا یا نہ ملا۔ سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وطن چھوڑنے والے حضرت ابوبکر صدیق تھے کیا سب سے پہلے اُن کو اُسکا اجر ملا یا نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے خلیفۃ المومنین اور سلطان العارفین بنے یا نہ ضرور بنے۔ اور سارے جان نثار مہاجرین کے اپنے اپنے اعمال اور سعی کے موافق خلافت سلطنت۔ مراتب اور جاہ و ثروت سے حصہ لیا یا نہیں۔ ضرور لیا جس نے ایک پیسہ راہ خدا میں خرچ کیا۔ ۷ بلکہ ہزار گنا حاصل کیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ یقیناً اللہ تعالے کے وعدے سچے ہیں جس نے اس دنیا میں اپنے سارے وعدے وعید اسطرح پر پورے کئے قطعاً اور یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ آخرت میں بھی اسکے وعدہ وعید سچے ہیں۔ سزا جزا یقینی ہے۔ اور اس میں شک و شبہ کی گنجائش تک نہیں۔ کیا کوئی ہے جو اُس پر غور کرے؟ اور اللہ تعالے کے یہ وعدہ وعید اور انکے موافق اسی دنیا میں سزا و جزا کا ملنا کوئی دبی ہوئی سی بات نہیں۔ آج تک لوگ سب نظارہ کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالے کی سنت اس دنیا میں پوری ہو گئی۔ اور اب قیامت تک سمجھدار انسان کو کسی انکار کی گنجائش نہیں

ہو سکتی - فتفکروا یا اولی الالباب +

قوانین فطرت اور معجزات

قانون فطرت کیا چیز ہے

عام استعمال میں لفظ فطرت کو انگریزی زبان کے لفظ نیچر کا مترادف خیال کیا گیا ہے لغت کے رو سے گو ہر دو الفاظ کی وسعت مفہوم میں کچھ فرق ہو مگر اصطلاحاً ہر دو ہم معنی سمجھے گئے ہیں۔ اس لئے قانون فطرت اور لا آف نیچر کا مفہوم ایک ہی ہے۔ لفظ کائنات کے مفہوم میں ہر ایک قسم کی موجودات مادی اور غیر مادی داخل ہے۔ اس لئے وہ تمام مجموعہ قوانین جو افراد کائنات پر حاوی ہوتا ہے اور جسکو خداوند کریم نے اپنی حکمت کاملہ سے اس سلسلہ موجودات کے قیام کی خاطر معین کیا ہے قوانین فطرت کے نام سے موسوم ہے

قوانین فطرت سے صانع مطلق کی ہستی کا ثبوت

قانون فطرت سے اس امر کا استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اس قانون کا کوئی واضع ہے جو ایک مستقل اور بلا قید ارادے پر اس قانون کو اپنے قبضہ قدرت میں سنبھالے ہوئے ہے۔ اگر ہم ایسے وجود کی ضرورت کا اقرار نہ کریں تو سلسلہ کائنات ایک ایسا گورکھ دہندہ ہو جاتا ہے جسکے حل کرنے یا یوں کہو کہ انسانی فطرت کے اطمینان کیلئے کوئی سبیل نظر نہیں آتی علاوہ ازیں بعثت انبیاء علیہم السلام اور ایک آئندہ ہستی اور اس کے ثواب و عقاب وغیرہ امور کی تعلیم محض عبث تسلیم کرنا پڑیگی مگر ہم ایک غیر متبدل ارادی ہستی کے وجود کا یقین اسی قانون فطرت سے حاصل کرتے ہیں اس لئے قوانین فطرت ہمارے ایک قطعی استدلال کا ماخذ ہیں۔

قوانین فطرت کی فوقیت

قوانین فطرت میں ایک زبردست مخفی طاقت ہے جسکا مقابلہ کوئی طاقت نہیں کر سکتی بلکہ یہ خود دیگر تمام طاقتوں پر ہمیشہ غالب رہتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ان

قوانین کا منبع وہی ہستی مطلق ہے جسکو ذات باری کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان قوانین فطرت کو قوانین الہیہ بھی بول دیا کرتے ہیں ﴿

فطرت معلم اول ہے

قوانین فطرت ہر ایک چیز کے وجود کے ساتھ ہی موجود ہوتے ہیں اور یہ قاعدہ کلیہ ہر ایک قسم کی موجودات پر یکساں عائد ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک چیز اپنی مقتضائے فطرت کے مطابق اپنے کمال کو حاصل کرتی ہے آیہ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِہٖ[1] کا یہی مطلب ہے چونکہ ہر ایک چیز کی فطرت اسکے وجود سے علیحدہ نہیں ہوسکتی اسلئے وہ قوانین جو اس چیز کی فطرت میں ودیعت رکھے گئے ہیں اس چیز کیلئے آغاز وجود ہی سے معلم کا کام دیتے ہیں چنانچہ فطری امور میں کبھی کسی خارجی معلم کی ضرورت پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ اس چیز کا وجود ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ قوانین فطرت کے تابع ہے۔ دیکھو کس زور کے ساتھ آیہ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ہَدٰى۔ میں ... مذکورہ بالا یقینی امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

کیا فطرت میں کسی قسم کی غلطی داخل ہوسکتی ہے

بعض لوگ خصوصاً آریہ ہندو یہ خیال کرتے ہیں کہ قوانین فطرت کے عمل میں کئی ایک غلطیاں پائی جاتی ہیں مثلاً کسی بچہ کا شکم مادر سے اندھا یا اپاہج پیدا ہونا قانون فطرت کی غلطی کی نمایاں مثال ہے۔ مگر درحقیقت یہ ایک قسم کا دھوکا ہے کیونکہ قانون فطرت کو اس خدائے خالق السمٰوٰت والارض نے وضع کیا ہے جو کامل علم اور کامل حکمت کا مالک ہے اس لئے نفس قانون میں کسی قسم کی غلطی کا ہونا اسکے علم و حکمت کا منافی ہے کیونکہ قوانین فطرت کا فیضان تمام کائنات کو یکساں پہنچ رہا ہے جسکے قبول کرنے میں سب اشیاء بلاتفاوت شامل ہیں البتہ محل قابلیت یعنی اشیاء کی استعداد یکساں نہیں جسکا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ قانون فطرت کا فیضان تمام اشیاء پر یکساں نتیجہ پیدا نہ کرے مثلاً بارش بجائے خود مفید شے ہے مگر مختلف قسم کی اراضی میں اسکا ایک سا ہی نتیجہ نہیں ہوتا پس جس امر کو یہ لوگ قانون فطرت کی غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ درحقیقت استعداد

[1] ہر ایک چیز اپنی فطرت کے مطابق عمل کرتی ہے ۱۲ منہ

استعداد اشیاء کی طرف منسوب ہونا چاہئے۔ مگر اس اعتراض کا ایک اور باریک جواب بھی ہے جسکی حقیقت کو کم لوگ سمجھ سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جن اشیاء کو ہم ناقص یا کامل کہتے ہیں انہیں نقصان یا کمال کا اعتبار محض ایک اضافی امر ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم اشیاء کے اعتبارات یا اوصاف کو بالکل نظر انداز کر دیں تو انکی حقیقت میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ اوصاف یا اعتبارات اشیاء کی حقیقت میں داخل نہیں بلکہ امور خارج از حقیقت کا نام ہے اس لئے کوئی چیز فی حد ذاتہ ناقص نہیں ورنہ ذات باری کا وصف نقصان سے متصف ہونا لازم ہے مگر چونکہ اسکی ذات محض خیر ہے اسلئے جو چیز اسکے علم و ارادہ پر وجود پذیر ہوتی ہے وہ بھی محض خیر ہوتی ہے اسکا ناقص و کامل ہونا صرف ہمارے اعتبار و لحاظ پر موقوف ہے نہایت باریک غور ہمیں اس امر کیطرف رہنمائی کرتا ہے کہ جن اشیاء کو ہم ناقص خیال کرتے ہیں وہ بھی وصف کمال سے متصف ہیں کیونکہ کمال کا ہم صرف کسی خاص حالت میں حصر نہیں کرتے بلکہ اسکو ایک وسیع معنی میں لیتے ہیں اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس وصف کو ہم کسی چیز کے متعلق نقصان سمجھتے ہیں وہ کسی دوسری ایسی صورت میں کمال کہلا سکتی ہے جسکو ہم نے اپنے ناپسند طبیعت سمجھکر موجب نقصان سمجھا ہے لیکن ہم کیا جانتے ہیں کہ صانع کی حکمت کاملہ کا اظہار اس معین صورت میں اسطرح پر ہو سکتا ہو کہ کوئی دوسری صورت اسکے لئے کافی نہ ہوتی غور کرو کہ خداوند تعالےٰ کے اسمائے حسنیٰ کس طرح متضاد معانی کا پتہ دیتے ہیں جہاں وہ اول ہے آخر بھی ہے جہاں ظاہر ہے باطن بھی ہے [illegible] ہیں۔ مگر ہر دو متضاد اسم مختلف اعتبارات سے اسکے کمال ذات کا اظہار کرتے ہیں۔

انسان صرف قانون فطرت کی پیروی میں کمال حقیقی کو پا سکتا ہے

رسالہ الہدایۃ نمبر اول میں اس امر کا اظہار کیا گیا تھا کہ حدیث کل مولود یولد علی الفطرۃ میں لفظ فطرت سے انسان

لہ اس تقریر کے سمجھنے کیلئے ذرہ زیادہ غور و خوض کی ضرورت ہے اور جب تک مسئلہ صفات کی حقیقت کو نہ سمجھا جائے جنہاں اطمینان نہیں ہو سکتا مگر بات نہایت معقول [illegible] ہر ایک سمجھ ایک خاص فطرت سے پیدا ہوتا ہے ۱۲ منہ

کی وہ طبعی حالت مراد ہے جس سے انسان ہر ایک امر کی علت دریافت کرنے پر مجبور ہوتا ہے چونکہ علم سے انسان اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب کمال کو حاصل کر سکتا ہے اور علم حقائق اشیاء کے جاننے کا نام ہے چنانچہ حضور علیہ السلام کی ایک دعا کے یہ الفاظ ہیں اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَآءِ کَمَا ھِیَ۔ اور حقائق اشیاء کا علم بدوں سلسلۂ علت و معلول کی پیروی کرنے کے حاصل نہیں ہوسکتا اور سلسلۂ علت و معلول عین قانون فطرت کا نام ہے اسلئے منطقی طور پر یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ انسان صرف قانون فطرت کی پیروی میں کمال حقیقی کو حاصل کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ طریق استدلال کو حاصل نہیں کرتے کبھی علمی کمالات میں محقق نہیں ہو سکتے۔

قوانین فطرت لامتناہی ہیں قوانین فطرت کو ہم محدود نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے قوائے محدود ہیں اور قوانین فطرت چونکہ ذات باری کی قدرت کاملہ کا نتیجہ ہیں اور قدرت غیر محدود ہے اسلئے محدود شے غیر محدود شئے کا کبھی احاطہ نہیں کر سکتی۔ ہاں یہ بات ضرور قابل لحاظ ہے کہ ہم قدرت کو غیر محدود صرف اسی صورت میں کہہ سکتے ہیں جبکہ عقل جزئی سے جو عام انسانوں کو حاصل ہے ہم اس کا اندازہ کرنا چاہیں مگر عقل کلی جو انسان کامل یا بالفاظ دیگر انبیاء کو حاصل ہے قوانین فطرت کی تمام جہات پر حاوی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانی تعلیم حجت ناطق سمجھی جاتی ہے۔ اگرچہ بعض احکام کی علت ہمیں مطلقاً معلوم نہ ہو۔ مگر اسکا تسلیم کر لینا ہمارا فرض ہے۔

قوانین فطرت میں تضاد حقیقی ممکن نہیں یہ نہایت قابل غور مسئلہ ہے کہ قوانین فطرت میں حقیقی طور پر تضاد نہیں پایا جاتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ قوانین فطرت کا منبع ذات باری تعالیٰ ہے جو حقیقی وحدت کا مالک ہے۔ پس جس طرح ذات باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ایسے اسما

سلہ خدایا ہمیں حقائق اشیا کا اصلی علم عطا کر۔ سلہ یہ مسئلہ بجائے خود ایک طویل بحث کا مقتضی ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ۱۲۔

ملتے ہیں جو متضاد ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے کہ قوانین فطرت میں بھی بظاہر تضاد موجود ہو مگر جس طرح اسماء حسنیٰ میں مختلف اعتبارات کے رو سے تضاد حقیقی نہیں پایا جاتا اسیطرح قوانین فطرت میں بھی مختلف اعتبارات کے رو سے تضاد حقیقی کا وجود ممکن نہیں مثلاً جس اعتبار سے ذات باری کو اوّل کہہ سکتے ہیں اُسی اعتبار سے آخر نہیں کہہ سکتے علیٰ ہذا القیاس تمام اسماء میں بھی اعتبار ملحوظ ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے اپنے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت عدم اختلاف بتایا ہے اس لئے اگر کہیں کوئی قانون فطرت بظاہر کسی دوسرے قانون فطرت کا مخالف نظر آئے تو اختلاف اعتبارات کے رو سے ان میں تطبیق دی جا سکتی ہے اسی اصل عظیم پر خرق عادات یعنی معجزہ وغیرہ کا مسئلہ مبنی ہے مگر اس کی حقیقت سمجھنے کیلئے ایک نہایت دقیق اور لطیف فطرت کی ضرورت ہے جو اندھی تقلید اور تعصّب کے رنگ سے بالکل پاک و صاف ہو۔

جو لوگ حقیقت فطرت سے آگاہ ہوتے ہیں انہیں تعلیم انبیاء کے قبول کر لینے میں کچھ دقت پیش نہیں آتی۔

یہ امر مسلم ہے کہ فطرت ہمیشہ ایک عام میلان سے طبائع کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اس میں ایک مخفی طاقت ہوتی ہے جو تمام موانع پر غالب آجاتی ہے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا سرچشمہ چونکہ وحدت حقیقی کے منبع سے پھوٹتا ہے اسلئے وہ ویسا ہی خوشگوار ہے جیسے قوانین فطرت چنانچہ ایسے لوگ ہزاروں دنیا میں گذرے ہیں جنہوں نے اسرار فطرت کو تعلیم انبیاء سے حاصل کیا ہے بلکہ یوں کہو کہ اسرار فطرت سے آگاہ ہونا یعنی معرفت ذات باری کا درجہ پانا سوائے اتباع تعلیم نبوت ممکن نہیں۔

اسلام عین فطرت اللہ ہے

یہ جملہ قدیم الایام سے مختلف عبارات میں زبان زد چلا آتا ہے۔ اور صحیح ہے چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اصول تعلیم ایک ہی تھے اسلئے وہ سب کے سب اسلام پاک کی تعلیم دیتے رہے اور چونکہ قرآن مجید تمام انبیاء علیہم السلام کے اصول تعلیم کا جامع ہے اور آخری اور مکمل کتاب ہے اسلئے وہ ہر ایک قسم کے طریق استدلال کو پیش کرتا ہے۔

جس سے اسرار فطرت کا پتہ چلتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ معرفت ذات باری کا بحر ناپیدا کنار ہے جسکی وسعت اور عمق کی انتہا کسی کو نہیں معلوم ہوسکی۔ یوں سمجھو کہ وہ ہر ایک قسم کی کائنات مادی۔ غیر مادی۔ ارضی۔ سماوی۔ ظاہری۔ باطنی کو مختلف پیرایوں میں بطور استدلال بیان کرکے ایک قطعی حکم یا نتیجہ پیدا کرتا ہے جس سے عبودیت اور الوہیت کی حقیقت کھلتی ہے۔ اور بدوں اسکے دنیا میں کوئی تعلیم نہیں جو کسی جویائے حقیقت کیلئے موجب اطمینان ہوسکے۔ یہی حقیقت قوانین فطرت میں جلوہ گر ہے کہ وہ کسی صورت میں جلوہ گر ہوں ہمارے اطمینان کا باعث ہوتے ہیں یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب ہم اسلام کو اصول فطرت کے معیار پر جانچتے ہیں۔ تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اصول جو اسلام پاک میں تسلیم کئے گئے ہیں عین اصول فطرت سے مطابقت رکھتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ جزئیات مسائل کو ہم اصول سے مطابق کرتے ہیں مثلاً مطلق مفہوم عبادت کی ضرورت ہمیں قوانین فطرت سے معلوم ہوتی ہے جسکے جزئیات کو شارع علیہ السلام نے بذریعہ وحی والہام وضع کیا۔ مگر نہایت دقیق غور ہمیں اس امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ان جزئیات کی وضع بھی اصول فطرت پر مبنی ہے۔

مذکورہ بالا سطور میں جو بحث کیگئی ہے وہ صرف عام قوانین فطرت سے متعلق تھی جسکا بطور تمہید معجزات کی بحث کیلئے ذکر کرنا ضروری تھا +

اسلام اور عیسائیت

عیسائی لوگ اسلام مقدس کے برخلاف جو جو کوشش شروع سے آجتک کر رہے ہیں ناظرین ان سے ناواقف نہیں ہونگے۔ ان لوگوں کا ایک عام دستور ہوگیا ہے کہ جس طرح بن پڑے اصول اسلام پر جرح وقدح کرکے اسکو باطل قرار دیا جائے چنانچہ اس امر کی تشریف

کے لئے وہ ہر ایک قسم کی حیلہ بازی۔ افتراپردازی طمع مالی وجاہی کو دنیا کے مختلف
حصص میں عمل میں لا رہے ہیں مگر الحمدللہ کہ انکی کوششیں نہ تو کارگر ثابت ہوتی ہیں اور
نہ ہونگی اور ہوں تو کیسے ہوں اسلام پاک خدائے عزوجل کا مذہب ہے جسکی حمایت وحفاظت
خود اس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے۔ اور یہ صرف دعوے ہی دعوے نہیں بلکہ امر
واقع ہے جس سے کبھی انکار نہیں ہو سکتا۔ مختلف ممالک کے مشنریوں کی رپورٹوں سے
جس کا جی چاہے اسی دعوے کی تصدیق کرے۔ اسحٰق ٹیلر نے ممالک افریقہ کے متعلق
گذشتہ سالوں میں جو رپورٹ لکھی تھی اسکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود لاکھوں
روپیہ صرف کرنے کے مشنریوں کی کارروائی بالکل ناکام ثابت ہوئی۔ وہی رپورٹر لکھتا
ہے کہ مجھے آئندہ بھی امید نہیں کہ عیسائیت کو اسلام پر کبھی غلبہ پانے کا موقع ملے اس
امر کے دلائل پیش کرتے وقت اس نے کئی ایک امور پر بحث کی ہے۔ منجملہ انکے اصول
عیسائیت اور اسلام کا اس نے مقابلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ فطرت اصول اسلام کی تائید
کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ لوگ بہت جلد اسکی طرف منجذب ہوتے ہیں اور جو اسکو ایک
دفعہ مان لیتے ہیں پھر اُسے چھوڑ دینا گوارا نہیں کرتے برخلاف اسکے عیسائیت اپنے ناقابل
تعلیم اصول سے لوگوں کو نفرت دلاتی ہے اور اپنے پیروں کو بجز غرور وشہوت پرستی
اور تعصب کے کچھ اور تعلیم نہیں دیتی۔ اس موضوع پر بحث کرتے وقت اس نے مختلف نظائر
سے اپنے دعوے کا پورا پورا ثبوت دیا ہے بجاناں اس نے اہل اسلام اور مسیحی لوگوں کے
عام حالات اور اخلاق پر بحث کی ہے اور مقابلۃً یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عیسائیت بمقابلہ اسلام
صرف اسوقت غالب آسکتی ہے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان مار ڈالے جائیں اور پھر
از سر نو زندہ کر کے انہیں عیسائیت کی تعلیم دیجائے بدوں اسکے سب کوششیں بے سود ہیں
جن لوگوں کو کتب مجادلہ وکلام کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ہوگا وہ سمجھ جاتے ہیں کہ اسلام
پاک نے ہر ایک مخالف کو اپنے پرزور دلائل عقل ونقل سے ہر زمانہ میں نیچا دکھایا ہے

اپنی ضد پر اڑے چلا جانا کبھی کوئی محبت نہیں ہو سکتا۔ عیسائیوں نے کب کوئی اعتراض پیش کیا کہ مسلمانوں نے اس کا دندان جواب نہیں دیا۔ عیسائیوں کے اعتراضات صرف وہی چند پرانے بہتانات ہیں جنکا علمائے اسلام نے بارہا جواب دیا ہے اب تو کوئی نیا اعتراض سوجھتا ہے اور نہ اصولاً ہماری طرف سے کوئی نیا جواب پیش کیا جا سکتا ہے ہاں ان لوگوں کی شکم پروری کا چونکہ بجز اس فرض منصب ادا کرنیکے اور کوئی چارہ نہیں اسلئے بیچارے گھسیانی صورت میں کچھ نہ کچھ ہانکے جاتے ہیں ؎

کس شنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

واضح ہو کہ ان عیسائی مشنریوں نے اسلام اور بانئ اسلام اور قرآن پاک کے متعلق ایک لمبا بہتانات عظیم کا سلسلہ گانٹھا ہے جسکی نظیر غالباً کسی متعصب سے متعصب مذہب میں بھی نہیں مل سکتی۔ اس میں شک نہیں کہ اس قسم کے بہتانات کا نتیجہ بجز دین و دنیا کی ناکامی کے اور تو کچھ ہو نہیں سکتا مگر ازبسکہ بعض کمزور طبائع کے لوگ ہر ایک مذہب میں موجود ہوتے ہیں اسلئے یہ احتمالی ضروری ہے کہ ایسے لوگ جو اُن لوگوںکی مکاریوں سے واقف نہیں کچھ نہ کچھ متاثر ہو جائیں اسلئے علمائے اسلام کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو مطمئن کرنے کیلئے مخالفین کے مقابلہ میں ہمیشہ تیار رہیں۔

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ میرے ایک مکرم دوست نے لودیانہ سوسائٹی کے عیسائیوںکے چند مؤلفہ رسائل میرے پاس بھیجکر استدعا کی کہ میں انکی تردید کروں چنانچہ خاکسار نے ایک رسالہ موسومہ بہ سیطرۃ الاسلام لکھکر شائع کیا۔ یہ رسائل ایسے بودے اور کمزور تھے کہ ان میں سوا بازاری آدمیوں کی سی گفتگو کے کچھ بھی نہیں رکھا تھا۔ مگر پھر بھی اس غرض سے انکا جواب لکھا گیا کہ کہیں عیسائی مشنری یہ نہ سمجھیں کہ ہمارے اعتراضات کا جواب مسلمان لوگ نہیں دیتے یا نہیں دیسکتے۔ کچھ مدت گذر جانے پر اُسی دوست نے جنکے دل میں حمیت اسلامی کوٹ کر بھر رکھی ہے۔ ایک کتاب موسوم بہ ینابیع الاسلام

میرے پاس بغرض تردید رسالہ کے جواب لکھنے کی التماس کی یہ کتاب اصل سورس آف اسلام کے نام سے انگریزی زبان میں پادری ولیم سنٹ کلیر ٹسڈل ایم. اے کی لکھی ہوئی ہے جسکو مسٹر اکبر مسیح مشہور پادری نے باضافہ بعض حواشی اردو زبان میں شائع کیا ہے کتاب کیا ہے از سرتا پا کذب .زور بہتان. افترا کا مجموعہ ہے اس کتاب کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی مشنریوں کو مقدس اسلام سے ایک فطری عداوت ہے جسکا ازالہ تا قیامت ممکن نہیں. میں تو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ایسے بدیہی البطلان باتوں کی تردید میں خواہ مخواہ وقت ضایع کیا جاتے مگر پھر وہی مذکورہ بالا خیال دامنگیر ہے کہ ممکن ہے کہ بعض کمزور طبیعت کے نوجوان اسے پڑھکر متزلزل ہو جائیں اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آگاہ و بیگانہ اس رسالہ میں اسکے بعض اعتراضات کا جواب دیا جایا کرے +

قبل از شروع مقصد ناظرین پر اس امر کا اظہار ضروری نظر آتا ہے کہ صرف وہی مذہب حق اور اس لئے حجت کہلا سکتا ہے جو اپنے اصول کو بزور قوانین فطرت اور بذریعہ نقل صحیح کے پایۂ ثبوت تک پہنچاوے. یہ خیال مینے رسالہ سیطرۃ الاسلام میں بھی ظاہر کیا تھا اور اگر یہ نہیں تو یوں سمجھنا چاہئے کہ اس مذہب کی بنیاد کسی قطعی وحی آسمانی کی تعلیم پر مبنی نہیں یا ممکن ہے کہ ابتداء میں اس کی بنیاد تعلیم وحی پر قائم ہوئی ہو مگر بعد میں اسکے پیرؤوں کی غلط فہمی اور ہوائے نفس سے اسکی اصلی صورت بالکل معدوم ہو گئی ہو چنانچہ عیسائی مذہب کی نسبت ہم اہل اسلام کا یہی خیال ہے سو مذکورہ بالا معیار پر بمقابلہ دیگر تمام مذاہب عالم کے صرف اسلام پاک ہی ایک ایسا مذہب ہے جو من کل الوجوہ ہر ایک عیب سے منزہ و مبرا ثابت ہوتا ہے. گھر بیٹھے دعوے کرنا نہایت آسان ہے مگر میدان استدلال میں خم ٹھونک کر حریف کے مقابلہ آنا مشکل وارد. عیسائی مشنریوں نے جب یہ دیکھا کہ استدلال عقلی میں تو وہ اہل اسلام کا قطعاً مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ اپنے اصول مذہب کی راستی کا ثبوت بروئے استدلالات عقلیہ پیش کر سکتے ہیں

تو انہوں نے اپنی تمام کوششیں صرف تاریخی مواد پر صرف کردیں اور جھوٹ سچ جو کچھ بن سکا زبان اور قلم سے نکال پھینکا کیونکہ صرف تاریخی طور پر ہی انہیں کچھ ہاتھ پاؤں مارنے کا موقع مل سکتا تھا چنانچہ انہوں نے اس غرض کی تکمیل میں اپنی ناکام رہنے والی سر توڑ کوششوں کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جسکا صریح ثبوت یہ ہے کہ مشرق سے مغرب تک تمام ممالک میں اُنکے اغواتے واضلال کا صرف انہیں چند تاریخی باتوں پر مدار رہ گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ سب کے سب اصول تاریخی کے رو سے ناقابل پسند ہوتے ہیں اول تو وہ کتابیں جن سے اقتباس کرتے ہیں اہل تحقیق کے نزدیک قابل وقت نہیں ہوتیں۔ دوم اُنکے بعض اقوال کے معانی بیان کرنے میں بوجہ عدم استعداد یا عداوت جبلی کہیں سے کہیں جا پہنچتے ہیں۔ عیسائی کی یہ ایک قدیم عادت ہے اور نہایت بد۔ چنانچہ اس کتاب یعنی ینابیع الاسلام میں بھی سوائے مورخانہ طور پر جرح وقدح کرنے کے خاک بھی نہیں رکھا اور کسی ایک مقام پر بھی مصنف نے استدلال عقلی سے کام نہیں لیا مگر ہمارا تو پہلے ہی سے ایمان ہے کہ استدلال سوائے علمائے اسلام کے خدا نے کسی کو دیا ہی نہیں اور عیسائی تو بالخصوص اس میدان میں ایسے بیٹھے ہیں۔ کہ ایک ادنے مسلمان تعلیم یافتہ کے مقابلہ میں بھی کبھی سرخرو نہیں ہو سکتے۔ ولنشرع الآن فی المقصود

قولہ عیسائی اور یہودی تو اس دین کی صداقت تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے خوب چھان بین کرکے دیکھ ڈالا ہے کوئی دلیل ایسی ہمارے ہاتھ نہ لگی اور نہ کوئی ایسا نشان ملا جس سے اس مذہب کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہو سکتا بلکہ جن لوگوں نے گذشتہ زمانہ میں اس مذہب کو بغیر تحقیق وتفتیش اپنے بزرگوں کی تقلید میں اختیار کر لیا تھا ان میں بہت لوگ خفیہ وعلانیہ آج اس کو ترک کرکے اور دینوں کو قبول کرتے جاتے ہیں کیونکہ انکو آج تک کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو اس دین کے اوپر کوئی معقول دلیل لاکر انپر اس کی صداقت وحقانیت ثابت کر سکتا۔۔۔۔۔ الخ

اقول - ناظرین! آپ برائے خدا انصاف کریں کہ اس دیدہ دہن پادری نے جھوٹ بولنے میں کونسی کسر باقی چھوڑی ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا صداقت اسلام سے انکار کرنا اسلام کے منجانب اللہ ہونے میں کیا اثر رکھتا ہے۔ اسلام پاک ہرگز اس امر کا محتاج نہیں کہ مشنری لوگ اسکی تصدیق کریں وہ بجائے خود ایک چمکتے نور کا چشمہ ہے جسکی کرنوں نے دنیا بھر کے شپرک فطرتوں کی آنکھوں میں چکاچوندہ سی پیدا کر دی ہے اگر آپ لوگ انکار کریں تو اس سے نفس اسلام کے منجانب اللہ ہونے میں کیا نقص عائد ہوتا ہے یہ دلیل اور یہ نتیجہ کیا لفنین منطق ہے؟

حقیقی اسلام جس کے اصول فطرت انسانی کے ساتھ ایک ہی میزان میں تولے گئے ہیں اپنی ان دلربا اور بیش بہا خوبیوں کی وجہ سے جو خدا نے روز ازل میں اسی کے حصہ میں رکھی تھیں ہر ایک طالب حق کیلئے اسکی فطرت کے مطابق فیض بخش اور فیض رساں ہے اور یہ ایک ایسے آسمانی فطرت اور زمینی مولا نفس قدسی کی معرفت بنی نوع آدم تک پہنچا ہے جسکی شہادت کیلئے ایک ایک ذرہ کائنات کا سراپا زبان حقیقت ترجمان بن رہا ہے۔ اور وہ وہی شخص ہے کہ جسکی خود خدائے خالق السموات والارض سے وہ عزت کی ہے کہ تمام بنی آدم ملکر بارگاہ رب العزت میں وہ رتبہ حاصل نہیں کرسکتے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

اور وہ وہی شخص ہے کہ جسکو دنیا بھر کی سرداری کا فخر حاصل ہوا اور جس پر خود خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے آسمان پر اور جن و انسان زمین سے درود و رحمت بھیجتے ہیں اسکے افتخار و مباہات کیلئے صرف یہی کہنا کافی ہے کہ قرآن شریف جیسی ناطق کتاب جس پر نازل ہوئی جس نے تمام ادیان باطلہ پر یک قلم خط نسخ کھینچ دیا اور قیامت تک کیلئے حجت قاطعہ قرار پائی۔ اسی نے یہ عزت حاصل کی کہ اسکے جان نثار ساتھی اسکی زندگی میں اسکے ساتھ تھے بلا کسی قسم کی غرض و مطلب کے محض خالصًا

اللہ جان ومال تک اُس پر فدا کرنے کو تیار تھے اور جو لوگ مضمون آریہ وَآخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ بعد میں اُسکی جماعت میں شامل ہوئے اُسکا مبارک اور پیارا نام سنتے ہی غائیت شوق ومحبت سے نیم بسمل کی طرح تڑپ اٹھتے ہیں اور جان تک قربان کرنے کو حاضر ہیں برخلاف اس کے مسیح علیہ السلام کے سب سے بڑے اور جان نثار ہواخواہ نے رشوت میں صرف تیس درہم لیکر انہیں دشمن کے حوالے کردیا۔ اس پاک فطرت بزرگ کا دل افزا اور فرحت بخش نام محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ہے۔

روحی سہ

بسیط معرفت خمخانۂ او | محیطِ مغفرت پیمانۂ او
ولشں دریائے ناپیداکنار است | لبش نیستان مردان بیدار است

اے دشمنان انصاف! خدا کے لئے ذرہ غور وفکر سے کام لو کہ کیا ایسا شخص ایک ایسا جھوٹا دین دنیا میں پھیلا سکتا ہے جسکو عالم بھر کے مذاہب کے مقابلے میں وہ کامیابی نصیب ہوئی جسکی نظیر خود مصنفین یوروپ کے قول کے مطابق کسی مذہب میں بھی نظر نہیں آتی آپ لوگوں کا یہ خیال کہ اہل کتاب نے خوب چھان بین کرلی۔ مگر انہیں اسلام کا منجانب اللہ ہونا ثابت نہیں ہوا کس قدر دروغ بے فروغ ہے تم اسلام کی صداقت نہ مانو تمہارا اختیار ہے مگر ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اسلام کی صداقت کو خود جناب پیغمبر کے زمانہ حیات میں نصارےٰ ویہود نے تسلیم کرلیا تھا اور جو کچھ باقی رہ گئے وہ سب کے سب زمانہ خلافت میں اسلام لے آئے۔ اب بتائیے کہ وہ اہل کتاب اپنی آسمانی کتب کی تعلیم سے واقف نہ تھے اور انہوں نے اسلام قبول کرتے وقت کوئی دلائل جو کسی مذہب کی صداقت کا امتحان کرنے کیلئے ضروری ہوتے ہیں طلب نہیں کئے تھے؟ یا ہے وہ کونسے اصول ہیں جنکے رو سے آپ لوگوں نے اسلام پاک کا موازنہ کیا اور آپ کو اسکی صداقت ثابت نہ ہوئی اور بالمقابل اس کے عیسائیت

کی صداقت کو آپ لوگوں نے کن اصول پر صحیح تسلیم کر لیا۔ ہم اہل اسلام کا تو یہ دعویٰ ہے کہ اگر بالفرض اسلام بھی ایک جھوٹا مذہب ہے تو دنیا میں کوئی بھی مذہب اس قابل نہیں کہ کوئی ذی عقل و ہوش اسکی صداقت کو صحیح باور کر سکے۔ آپ لوگ تو کیا بتلائیں گے لیجئے ہم ہی بتلاتے ہیں۔ کسی مذہب کی صداقت جانچنے کیلئے فطرت اور وحی آسمانی معیار صحیح ہو سکتے ہیں۔ سو ہم اس امر کی نسبت حلف اٹھانے کو تیار ہیں کہ ان ہر دو معیار کے رو سے جس زور کے ساتھ مقدس اسلام کی تائید ہوتی ہے اسی قدر عیسائیت کی تکذیب اور تردید ہوتی ہے آؤ اور میدان میں مقابلہ کر کے دیکھ لو۔

ہمیں میدان ہیں جو گان ہیں گوئے

عیسائیت اور اسلام کی صداقت کا تاریخی طور پر بھی آپ لوگ موازنہ کر لیں۔ آپ لوگ کبھی انکار نہیں کر سکیں گے کہ جب علوم فلسفیہ نے اسلام میں فروغ پایا تو گو فلسفہ نے بعض طبائع میں بنا پورا پورا اثر کیا مگر کسی نے اصول اسلام کی صداقت سے انکار نہیں کیا تھا بلکہ علمائے اسلام نے مخالفین کے اعتراضات کی روک تھام کیلئے علم کلام وضع کر کے ان کا پورا پورا قلع قمع کیا برخلاف اس کے آج ممالک یوروپ میں فیصدی پانچ آدمی بھی خالص عیسائیت کے نظر نہیں آتے بلکہ سب کے سب دہریہ یا اخلاقی اصول کے پابند ہیں اور مذہب پر مخول اڑاتے ہیں ان ہر دو حالات کے مقابلہ سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ عیسائیت ہرگز علوم فلسفیہ کے منہ زور حملوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور وہ مذہب جو ان علوم باطلہ کے مقابلہ پر آہنی دیوار کی طرح مضبوط ثابت ہو سکتا ہے وہ صرف اسلام پاک ہی ہے کیونکہ یہی خدائے خالق السموات والارض کا سچا مذہب ہے۔ اور اسی کو غالب ہونا چاہئے۔

انسان کے دل میں جب تعصب گھر کر جاتا ہے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ حق و باطل میں تمیز نہیں کرتا۔ چنانچہ اسی تعصب کے سبب لاکھوں بندگان خدا کو قبول

حق سے محروم رکھا یہی حال اُن عیسائی مشنریوں کا ہے کہ انہیں اسلام پاک کی عداوت نے یہاں تک مغلوب کر رکھا ہے کہ سوا جھوٹ اور بہتان کے اور کوئی بات اُن کے مُنہ سے نہیں نکلتی بھلا اس سے بڑھکر اور کیا جھوٹ ہو سکتا ہے۔ کہ بہت سے لوگ علانیہ وخفیہ اسلام چھوڑتے چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں کوئی شخص ایسا نہیں ملا جو اسلام کی صداقت پر انہیں مطمئن کرتا۔ کاش اس پادری نے ایسے لوگوں کا پتہ دیا ہوتا جو اسلام کو جھوٹا سمجھ کر اسے ترک کر رہے ہیں۔ جہانتک ہمیں معلوم ہے عیسائیت کے پاؤں ڈگمگا رہے ہیں اور وہ دن قریب آ رہا ہے کہ یورپ میں گرجاؤں کی مکروہ آواز جرس کی جگہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہو گو موجودہ امت اس نظارہ کو نہ دیکھے مگر ایسے اسباب فراہم ہو رہے ہیں کہ عیسائیت کا نام ونشان صفحۂ دنیا سے بکلی محو ہو جائے اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ تثلیث کا مہمل اور ناقابل فہم مسئلہ کسی کا مذہب قرار پائے اور کفارہ کو نجات کا وسیلہ سمجھا جائے اب توحید کی بے لاگ تعلیم دلوں میں گدگدا رہی ہے اور عیسائیت سے روز بروز لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی۔

اسلام پاک ایسا کمزور مذہب نہیں ہے کہ ایک دفعہ جو شخص اس کی حقیقت کو پہنچ جائے پھر اس سے علیحدہ ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہاں اطمینان قلب اور معرفت ذات باری کیلئے قرآن کریم موجود ہے وہ اسے چھوڑ کر ہرگز کسی دوسری تعلیم کو قبول نہیں کر سکتے اور میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جس قدر ایک صحیح الاعتقاد مسلمان کو اپنے اسلام سے محبت ہے اور اس کو اپنی دینی اور دنیوی حاجتوں کا کافی وسیلہ سمجھتا ہے کسی مذہب کے پیرو کو وہ بات حاصل نہیں مسلمان اور اسلام چھوڑ دے۔ لاحول ولا قوۃ یہ دو لفظ ہی متضاد ہیں فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی بھولا بھٹکا ہو کوں مرتا چار عیسائی مشنریوں کا

شکار ہو جاتے مگر ہمیں یقین کلی ہے کہ اول تو ایسا واقعہ ہی نہایت ہی شاذ و نادر ہوتا ہے اور اگر ہو بھی تو بالآخر کچھ مدت کے بعد وہ مضمون کل شیئ یرجع الی اصلہ اسلام پاک ہی کی طرف کھینچ آتا ہے اور اس قسم کی سینکڑوں نظیریں موجود ہیں مگر یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی عیسائی نے اسلام قبول کر کے اسے ترک کر دیا ہو بلکہ مستثنیٰ ایسے لوگوں کی تعداد بھی زیادہ ہے اسلئے آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ خفیہ و علانیہ لوگ اسلام سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں محض ایک بے سروپا بات ہے جس سے آپ لوگ دل ہی دل میں خوش ہو لیتے ہیں۔　　　الہدے

ارشادات القرآن و نفائس القصص والحکایات

جس کتاب پر تمام فرقہائے اسلامی متفق ہیں اور جسکو بلا اختلاف صحیح و مستند مانتے اور دستور العمل سمجھتے ہیں وہ قرآن مجید ہے یہی کتاب ہے جس کی تمام مسلمانوں کو سب سے بڑھکر ضرورت ہے مگر چونکہ وہ عربی زبان میں ہے اسلئے عوام الناس کو اسکا سمجھنا مشکل ہے مولف نے اس بات کو نہایت ضروری سمجھا ہے کہ ہر ایک مسلمان جو اردو بول سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے قرآن مجید سے واقف کر دیا جائے اسی لئے قرآن میں سے تمام احکام و ہدایات الگ اور قصص و حکایات الگ بعض اردو زبان میں جمع کر دیئے ہیں اور ارشادات القرآن میں احکام ہیں اور وہ پہلا حصہ ہے نفائس القصص والحکایات میں قصے ہیں اور وہ دوسرا حصہ ہے پہلا حصہ اگرچہ احکام میں ہے مگر ترجمہ ایسا با محاورہ اور مطلب خیز اور سلیس کیا گیا ہے کہ بعض آیت کو پڑھتے مطلب صاف سمجھ میں آتا ہے اور جوں جوں پڑھتے جاتے جی خوش ہوتا جاتا ہے۔ دوسرا حصہ تو قصے ہیں۔ قصے کیا ہیں موتیوں کی لڑیاں ہیں۔ اس بات کے کہنے میں کچھ تامل نہیں ہے کہ جس طرح قرآن مجید عربی میں تمام دنیا کی کتابوں سے افضل ہے اسی طرح یہ کتابیں اردو میں تمام جہان کی کتابوں سے بہتر ہیں اسلئے کہ یہ حقیقت میں قرآن ہی ہے گو دوسری زبان میں علاوہ ان فوائد کے جو مسلمان ان کتابوں کے پڑھنے سے حاصل کرینگے انکا پڑھنا موجب ثواب بھی ہے پس جس طرح کوئی شخص نہیں چاہتا اپنے گھر میں پانی اور آگ اور نمک اور ضرورت کی کل چیزیں موجود نہ رکھتا ہو اسی طرح کوئی مسلمان نہ ہونا چاہیئے جو ان کتابوں کے پڑھنے اور سننے کے لئے اپنے پاس نہ رکھے اور آگ اور پانی اور نمک کے برابر بھی قرآن کریم اور کلام خدائے علیم و حکیم کی قدر نہ کرے اس سے کچھ بحث نہیں۔ اور سچ پوچھئے تو اس سے زیادہ بد نصیب بھی کوئی نہیں جو قرآن شریف جیسی نعمت سے محروم رہے۔

ہدیہ حسب ذیل ہے

ارشادات القرآن ۸ر نفائس القصص والحکایات ۶ر ۹ پائی۔

یہ کتابیں ایسی عمدہ اور مفید سمجھی گئی ہیں۔ کہ بعض انجمن ہائے اسلامیہ نے ان کو اپنے مدارس میں داخل درس کر دیا ہے۔ اور صاحبان اخبار نے ان پر نہایت عمدہ ریویو کئے ہیں ۔ دفتر مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
یا اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ
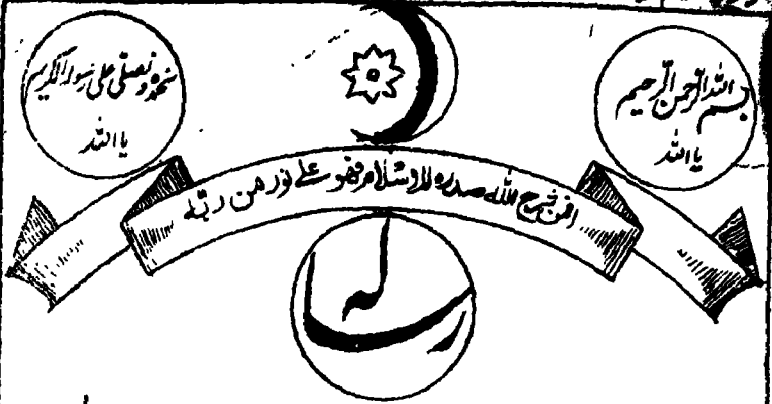
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۸ صفحہ ۱۰

تدبیر منزل

یعنی

رشتہ داروں کے احکام از قرآن کریم

ذٰلِکُمْ اَزْکٰی لَکُمْ وَاَطْھَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ

وہی ظالم ہونگے۔ پھر اگر خاوند تیسری دفعہ بھی عورت کو طلاق دیدے تو اب اُسکو عورت حلال نہیں جبتک وہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے۔ بعد نکاح ثانی اگر خاوند ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے تو اس عورت اور اُسکے پہلے خاوند کو صلح کرکے نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس تکلیف سے سمجھ گئے ہوں کہ اب آیندہ کو اللہ کے حکموں کی تعمیل کرینگے یہ اللہ کے حکم ہیں سمجھ داروں کے لئے بیان کرتا ہے جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو وہ اپنی مدت (تین ماہ) پہنچنے کو ہوں تو تمہیں اختیار ہے کہ اُنکو دستور سے روک لو یا چھوڑ دو لیکن اس غرض سے کہ کسی طرح اُنپر ظلم کرو نہ روکو جو کوئی ایسا کام کریگا وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرتا ہے اللہ کے حکموں کو مسخری اور مخول نہ سمجھو اللہ کی نعمت اپنے حق میں یاد کرو اور جو اُسنے کتاب اور دانائی کی باتیں تمپر نازل کی ہیں اُنکو پڑھو اور اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ خدا سب کچھ جانتا ہے اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی مدت تین ماہ کاٹ چکیں تو اُنکو دوسرے خاوندوں سے نکاح کرنے سے جب وہ آپس میں راضی ہوں مت روکو جو تم میں سے اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے اُسکو نصیحت کی جاتی ہے یہ حکم تمہارے حق میں بہت ہی ستھرا اور پاکیزہ ہے خدا سب کچھ جانتا ہے تم نہیں جانتے ہاں جو اپنے بچوں کو پوری مدت دودھ پلانا چاہیں پوری دو سال پلائیں اور عورتوں کا کھانا کپڑا انکے بچے کے باپ کے ذمہ ہے کسی جان کو طاقت سے بڑھکر حکم نہیں ہوتا نہ بچے کی والدہ بچے کے بہانہ سے خاوند کو دکھ دیوے (کہ اُسکی طاقت سے زیادہ خرچ مانگے) نہ بچے کا باپ بچے کی ذریعہ بیوی کو تکلیف دے (کہ وہ دودھ پلانا چاہے بھی تو اس سے بچہ چھین کر اور دایہ کو دیکر) اگر باپ نہ ہو تو اُسکے وارث پر خرچ دینا واجب ہے

مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا
أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ
وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ
مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ
فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ
أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ

اگر ماں باپ مرضی اور مشورے سے دو سال سے پہلے ہی دودھ بڑھانا چاہیں تو کوئی گناہ نہیں
اور اگر تم اپنی اولاد کو دایہ سے دودھ پلانا چاہو تو بھی کچھ حرج نہیں جب تم اُجرت دستور کے مطابق ادا
کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ جو لوگ تم میں سے
بیویاں چھوڑ مریں انکی بیویں انکے مرنے کے بعد چار مہینے دس روز سوگ میں رہیں۔ پھر جب
مدت مذکورہ گذار لیں تو تم پر جو اُن کے وارث ہو اُن کی زیب و زینت (بغرض نکاح)
کرنے میں کوئی گناہ نہیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

مدت مذکورہ میں عورتوں کو اشارہ نکاح کرنے یا اپنے جی اس خواہش کو چھپانے
میں کوئی گناہ نہیں خدا جانتا ہے کہ تم ضرور اون کا ذکر کرو گے اس لئے
ایسی سختی بھی نہیں کرتا

وَلٰکِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۔ وَ
لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
حَلِيْمٌ ۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ
اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّ مَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى
الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۔ وَاِنْ
طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً
فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ

البتہ پوشیدگی میں وعدہ نکاح مدت کے اندر اندر نہ کرو کوئی دستور کی بات کر لو
تو جائز ہے لیکن مدت سے پہلے وعدہ نکاح نہ کرو اور جان رکھو کہ خدا تمہارے
دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے پس اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا بخشنہار
تحمل والا ہے ۔ عورتوں کے ملنے سے پہلے یا مہر مقرر کرنے سے پہلے
اگر بضرورت) طلاق دیدو تو گناہ نہیں البتہ اس صورت میں اُن کو کچھ دیا کرو
صاحب وسعت اپنی وسعت کے مطابق دے غریب پر اسکی ہمت کے مطابق حسب دستور
یہ خدمت محسنوں پر تو بہت ہی ضروری ہے ۔ اگر مہر مقرر کر کے
ملنے سے پہلے طلاق دو تو مہر مقرر میں سے
نصف دینا ہوگا ۔ لیکن اگر عورت ہی لینا معاف کر دے

وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (بقرہ) ۹ فَاِنْ

خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا وَاٰتُوا النِّسَآءَ

صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَىْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا (نساء)

یا خاوند سارا دیا ہوا واپس نہ لے تو اور بات ہے ہاں تم نے اگر دیا ہو۔ تو معاف کرنا ہی پرہیزگاری کے مناسب ہے باہمی احسان کرنا نہ بھولو خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ مطلقہ عورتوں کو دستور کے مطابق (اثنائے مدت میں) گذارہ ملنا چاہئے پرہیزگاروں پر تو بہت ہی ضروری ہے۔ اسی طرح خدا تمکو اپنے احکام تبلاتا ہے تاکہ تم دانائی کی باتیں سمجھو"

۹ اگر تم یتیموں کے (جنسے چھوٹی عمر میں نکاح کر لیتے ہو) بارے میں بے انصافی سے ڈرو تو دوسری اور عورتوں میں سے جو تمکو پسند ہوں نکاح کر لو دو دو تین تین چار چار تک اور اگر بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی بیوی یا لونڈی پر قناعت کرو یہی بات انصاف کے قریب ہے اور عورتوں کے مہر بخوشی خاطر دیا کرو۔ اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ چھوڑ دیں تو مزے سے ہضم کر جاؤ"

ن له اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

نله مرد عورتوں پر ازروئے حاکم ہیں ایک تو خدا نے انکو بزرگی دی ہے دوسرے وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں پس نیک عورتیں خاوندوں کی تابعدار ہیں خدا کے حکم سے مستور چیزوں کی جنہیں خود انکا وجود بھی ہے حفاظت کرتی ہیں جن عورتوں کی سرکشی معلوم کرو ایکدفعہ انکو وعظ کہو (اگر نہ مانیں تو) انکو بستروں سے الگ کردو اور اگر پھر بھی باز نہ آئیں تو کسیقدر مارو پس اگر وہ تمہارا کہا مان جائیں تو انپر ظلم زیادتی کی تدبیر نہ سوچو خدا تم سب پر غالب اور بڑا عالی قدر ہے۔ اگر تم (بلدی کے لوگو!) خاوند بیوی کی مخالفت (دشمنی) ہوئی سمجھو تو ایک منصف مرد کے کنبے سے اور ایک منصف عورت کے کنبے سے مقرر کرو اگر یہ اصلاح کا ارادہ کریں گے تو خدا ان میں توفیق دیگا۔ بیشک خدا کو سب کچھ معلوم ہے اور سب کے حال سے باخبر ہے۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا (نساء)

اگر عورت اپنے خاوند سے مخالفت یا اعراض پاوے تو صلح کر لینے میں ان کو گناہ نہیں۔ صلح بہرحال اچھی ہے۔ ہر جی کو اپنا لالچ ہے اگر نیکوئی کرو اور پرہیزگاری کرتے رہو (تو اجر پاؤ گے) اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ عورتوں کے بارے میں خواہ تم کتنی خواہش بھی کرو اور ظاہر و باطن نہیں کر سکو گے۔ بس بہتر ہے کہ ایک ہی طرف بالکل جھک جاؤ ایسے کہ دوسری کو معلقہ (لٹکتی ہوئی) کر چھوڑو اور اگر صلح سے رہو۔ اور پرہیزگاری کرو۔ تو خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر (بوجہ سخت مخالفت) میاں بیوی الگ ہو جائیں۔ تو خدا اپنی وسعت اور مہربانی سے ہر ایک کو دوسرے سے بے پروا کر دے گا۔ اور خدا بڑی وسعت والا بڑی حکمت والا ہے۔

سلہ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۰ (مائدہ)

سلہ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۰

سلہ مسلمان پاک عورتیں اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی اصیل عورتیں تمکو نکاح میں لانی حلال ہیں جب انکے مہر مقررہ دیدو بشرطیکہ گھر باری بننے کی نیت پر کرو نہ صرف چند روزہ شہوت نکالنے والی اور نہ مخفی دوستی لگانیوالی۔

سلہ عورتیں اپنی زیب و زینت کو بجز اپنے خاوندوں یا باپوں یا خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں یا مسلمان عورتوں یا اپنے غلاموں یا بے حاجت خادموں یا نابالغ بچوں کے کسی مرد کے سامنے ظاہر نہ کیا کریں اور نہ چلتی ہوئیں پاؤں زور سے ماریں تاکہ انکا چھپا سنگار معلوم نہ ہو جائے اور تم سب مومن خدا کی طرف جھکو تاکہ مراد پاؤ۔

باقی آئندہ

دیانند کی تصانیف پر ریویو

سلسلہ کے لئے دیکھو انوارالاسلام جلد ۶ نمبر ۱۹ صفحہ ۱۱

اور یہ نہ طور پر ایک عورت کے لئے دو خاوند بلکہ دس تک کا حکم جاری کرنا پڑے گا۔ ستیارتھ صفحہ ۲۵۵ پر لکھا ہے کہ گرم ملک ہو تو چوٹی تک صاف کرا دینا چاہئے کیونکہ سر میں بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے دیانند کی ہوشیاری پر غور ضروری ہے کہ ہندوؤں کا نشان تک ہندوؤں سے مٹانا چاہتا ہے۔ دیانندیوں کا فرض ہے کہ اپنے گرو کی ہدایت کیمطابق عورتوں کے سر کے بال بھی صفاچٹ کرا دیں ورنہ اُن کے سر میں بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوگی اور اس سے عقل کم ہو کر دیانندی اولاد کم عقل و بدنام کنندۂ بزرگان پیدا ہوگی سب باتیں چھوڑ کر پہلے اس کا علاج ضروری ہے۔ کیا دیانندی پرمیشر ایسا بے انصاف تھا۔ کہ عورتوں کے بال رکھنے کی اجازت دیتا اور مرد کو منڈوانے کا حکم دیتا۔ ہرگز نہیں کیونکہ گرمی تو دونوں کے لئے یکساں ہے اگر مرد بال رکھنے سے لاعقل ہوتا ہے تو عورت مستثنیٰ نہیں رہ سکتی۔ دیانندیو! یوگ کی طرح اس نیک عمل کی بھی جلد پیروی کر کے مثال قایم کرو۔ صفحہ ۵۵ پر لکھتا ہے کہ عالموں کو دیو اور جاہلوں کو اسر اور پاپیوں کو راکشس اناچاریوں کو پشاچ مانتا ہوں اگرچہ دیانندی اپنے گرو کو عالم سمجھیں اور اسے دیو مانیں مگر بلا تعصب و طرفداری کے نظر انصاف سے غور کیا جاوے تو بقول ایک بزرگ ہندو بھائی کے وہ بالکل جاہل مطلق تھا کیونکہ اُسنے اپنی کتابوں میں سراسر خلاف وید اور غلط مضمون لکھے ہیں لہذا وہ اپنی تحریر کے موافق اسر ٹھیرے گا۔ علاوہ ازیں

دیانندی سماج کے اکثر ممبر جو جاہل پاپ کرم کرنے والے اور اناچاری ہونگے وہ موافق رلئے دیانند کے اسر راکشس اور پشاچ ہوئے۔ ہر یک کو آریہ کہنا بالکل غلط اور عقیدہ دیانند کے خلاف ہی۔ آریو دیشیہ رتن مالا میں لکھا ہے کہ جو سرشیٹ سوبھاؤ۔ دھر ماتما۔ پروپکاری ستیہ ودیاوی گن یکت ہیں اُن کو آریہ کہتے ہیں۔ اب خیال فرمائیے سماجوں میں ایسے لوگ فی صدی ایک بھی نہیں۔ پھر آریہ سماج کیسا۔ بلکہ کئی سماجیوں نے تو وید کی جلد بھی نہ دیکھی ہوگی۔ پڑھنا اور عمل کرنا تو درکنار رہا۔ سنسکار ودھی سن ۱۹۳۳ ص ۱۴۱ پر لکھتا ہے۔ مردہ کے جسم کے برابر روغن زرد کافور وصندل لیوے کم از کم سیر گھی ضرور ہو۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو نہ گاڑے نہ جل میں پھینکے نہ جلاوے بلکہ دور جاکر جنگل میں چھوڑ آوے۔ دیانندیوں کے دس میں مردے جنگل میں اگر پڑیں گے تو حقیقت معلوم ہوگی۔ ص ۱۵ مردہ کی خاک اور استخوان کو زمین میں گاڑ دیوے۔ خواہ باغ یا کھیت میں ڈال دیوے۔ باغوں اور کھیت میں مردوں کی خاک اور استخوان کو ڈال کر صرف اپنے بزرگوں کی مٹی ہی خراب کرنا نہیں بلکہ نجس کھاد ڈالکر وہاں کی پیداوار کو ناپاک کر کے اس کے کھانے والوں کو نقصان پہونچانا ہے۔ پہلی ستیارتھ میں گائے بیل کا مارنا گوشت سے ہوم کرنا گوشت کے پنڈ دینا اور گوشت کھانے کی تائید لکھی ہے مگر دوسری بار لوگوں کے شرمانے سے اسے نکال ڈالا مگر دل سے خرابی دور نہ ہوئی۔ چنانچہ یجروید بھاشیہ میں گائے کی بجائے بیل گائے کا مارنا لکھدیا۔ (باقی آئندہ)۔

مسلمانو!

کہاں گئی تمہاری حمیت اسلامی اور بزرگوں کا قول کہ اطلب العلم ولو کان بالصین مخالف جس نے تمہارے بزرگوں تمہاری کلام الٰہی پر بزدلانہ حملے کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے

روز بروز اپنی کتب میں تحریفیں کرتا چلا جا رہا ہے اور تم خواب غفلت میں پڑے ہو افسوس کہ تمہاری بلی تمہیں کو میاؤں۔ تمہیں سے مسایل چرا کر تم پر ہی چوٹیں کر رہا ہے تمہارے بے علم بھائیوں کے دل ہند کے ہر شہر میں ہر روز ان چوٹوں سے دکھائے جا رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ جب تک ہمت کر کے مخالف کی کتب کو چھان بین کر کے بھائیوں کے سامنے اس پنتھ کی حقیقت نہ کھولو گے اور امام غزالی رح اور امام فخر الدین رازی رح جیسے امام فن مناظرہ پیدا نہ کر لو گے تمہارے پیارے اسلام پر سخت کمینہ پن سے چوٹیں ہوتی رہیں گی۔ قوم کے ہونہار اور مذہب کے فدائی بچوں کو مدد دیکر مخالف کے علوم سے واقف کرو اور پنتھ کے تاریک گڑھے سے اپنے ملک کو خبردار کرو۔ تمہارے ہند و بھائیوں نے تمہارے لئے بہت کچھ میدان وسیع کر کے تمہارا ہاتھ بٹا دیا ہے کم از کم اُن کے رسایل سے ہی مدد لیکر مخالف کو ساکت کرو۔ اور اُن کی کتب کی ہی عام اشاعت میں مدد دو۔ ستیارتھ پرکاش و دیانند کی دیگر کتب کے ہر اڈیشن کے نسخے مہیا کر کے مطالعہ کرو۔ کہ کس طرح گرگٹ کے رنگ کی طرح ہر اڈیشن میں اصلاحیں کی جا رہی ہیں۔ یہ کس لئے صرف تمکو اور تمہارے بزرگوں کو ظالم مشہور کرنے کے لئے۔ اُن کی کسی تصنیف میں اپنے پاک مذہب۔ اپنے بزرگوں یا اپنے آپ کو نیکی سے یاد کیا جاتا نہ پاؤ گے۔ مخالف نے تمہارے اسلام کا مترادف ظلم بنا لیا ہے۔ کیا تم کروٹ لیکر مخالف کو اس کے گھر کا حال نہ بتاؤ گے۔ بھائیو ابھی موقع ہے کہ ہم آیہ شریفہ یاایہا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارًا پر عمل کر کے اپنے آپکو سچا مسلمان ثابت کر سکتے ہیں۔

سب سے مجھے

ہند کے ہر شہر و دیار میں جہاں کہ دیانندی سماج ہو صرف ایک ایک سچا فدائی اسلام درکار ہے جو بغیر کسی دنیاوی لالچ و ناموری کے اسلامی رسالوں اسلامی کتب

و نیز اپنے ملکی ہندو بھائیوں کے رسائل و ردو یا ہندی نیچر کی اپنے شہر و علاقہ میں عام اشاعت کرے اور نہ صرف اپنے مسلمان بھائیوں کو بلکہ ہر ملکی بھائی کو اس تفرقہ انگیز نیچر کے زہریلے اثر سے خبردار کرتا رہے۔ اسکے لئے اُسے حتے الوسع مفید رسالوں و ٹریکٹوں کی منفت کا یہاں مہیا ہونگی اور اگر وہ خود وسعت رکھتا ہو تو اُسے عمدہ عمدہ کتابوں کے ملنے کے پتے بتائے جایا کرینگے۔ جس سے وہ اپنا شوق پورا کر سکے اور اپنے ملک کی خدمت کر سکے۔ مدعا یہ ہے کہ یہ کام خالصتاً لوجہ اللہ کرنے والے مسلمان درکار ہیں جو کہ اس قومی مشین کو مل کر چلائیں اور ایک مدد کے ذریعہ سے سب کارروائی چلتی رہا کرے۔

بھائیو

جلدی کرو اور اس عاجز کو اپنے اپنے مفصل پتوں سے جلد مطلع کرو۔ اس کے ساتھ اتنا خیال رکھو کہ آپکے علاقہ میں عوام کس بولی کو عام طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ اردو یا ناگری کو۔ تاکہ اُسی کے مطابق کتب کا ذخیرہ مہیا کیا جایا کرے۔ اگر آپ میں قومی درد ہے تو اس اسلامی کام میں ضرور ہاتھ بٹا کر بھائیوں کو گمراہی سے بچاؤ گے خط و کتابت اس پتہ سے ہو۔

محمد منظور الٰہی۔ مقام بھٹنڈہ۔ پنجاب

ایک ہندو بھائی کی قومی غزل از پنڈت جگن ناتھ صاحب ساکن مراد آباد

دنیا میں آکے سوامی جی کیا کام کر گئے
منحوس آریہ دھرم کو بدنام کر گئے
کس کو خبر ہے مر کے ہوئی اُن کی کیا گتی

وہ اپنی زندگی میں تو آرام کر گئے
جایز نیوگ کر دیا دنش مرد سے غضب
شرم و حیا کا خون سرِ عام کر گئے
خواہش ہو حاملہ کو تو وہ بھی کرے نیوگ
بے ہوش ہو کے کیا وہ یہ ارقام کر گئے
ستیارتھ میں لکھا ہے کرو ہوم گوشت سے
جاں بے زبانوں کی تہ صمصام کر گئے
آئی دیا نہ شرم لکھا قتل گائے کا
سوامی جی ہائے کیسا برا کام کر گئے
مکتی سدا کو لکھ کے لکھی اُس سے بازگشت
ناحق ہی پختہ بات کو وہ خام کر گئے
لکھا صریح وید میں ساکن زمین کو
کیوں وید کے خلاف وہ اعلام کر گئے
اچھے ملے طبیب شفا کی تھی آرزو
برعکس اس کے اور وہ سرسام کر گئے
بھارت کا دھرم کر دیا غارت یہ کیا کیا
دنیا و دیں میں اپنا بد انجام کر گئے
کیا کیا بیاں کروں تیرے سوامی کی خوبیاں
بس آفتاب ہند کی وہ شام کر گئے
نیکی کرے گا نیک جگن ناتھ پائے گا
پائیں گے وہ برا جو برا کام کر گئے

مرسلہ محمد منظور الہی

دیانندی وید

واضح ہو کہ دیانند نے صرف چار سنگھتاؤں کو وید مانا ہے اور ۱۱۲۷ شاکھاؤں کو رشی منی کرت ویدوں کے ویاکھیان قرار دیا ہے۔ حسب تحریر مہابھاشیہ چاروں وید کی ۱۱۳۱ شاکھا ہیں یعنی حصے ہیں اور جنکو دیانند نے چار وید قبول کیا ہے وہ منجملہ ۱۱۳۱ شاکھاؤں کے چار شاکھا ہیں۔ چنانچہ جس کو دیانندی لوگ رگوید مانتے ہیں وہ حسب تحریر آشولاین گرمنیہ سوتر کے شاکل شاکھا ہے۔ اور جسے وہ یجروید کہتے ہیں وہ مادھینیدن شاکھا ہے۔ چنانچہ اسکو مادھیائے کے آخر میں یجروید مادھینیدن شاکھا لکھا ہوتا ہے اور شت پتھ برہمن کے ہر صفحہ پر اسکو مادھینیدن شاکھا کا برہمن لکھا ہے۔ مہی دھر و اوبٹ بھاشیہ کاروں نے اپنی بھومکا میں اسکو مادھینیدن شاکھا لکھا ہے۔ کاتیاین منی نے اپنے پرائے پرتگیا سوترا اور سروانو کرم سوتروں کے شروع میں اسکو مادھینیدن شاکھا ہی لکھا ہے جس کو وہ سام وید جانتے ہیں چرن بیوہ میں اسکو کوتھومی شاکھا لکھا ہے۔ جس کو وہ اتھرب وید کہتے ہیں۔ساینہ چاریہ نے اپنے بھاشیہ کے اول میں اسکو شونکیہ شاکھا لکھا ہے۔ اسقدر شہادتوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جنکو دیانند نے مول چار وید قرار دیا ہے وہ منجملہ ۱۱۳۱ شاکھاؤں کے چار شاکھا ہیں۔ شاکھاؤں سے بجز ہرگز نہیں۔ پس جبکہ دیانند شاکھاؤں کو وید نہیں مانتا۔ اور ان کو رشی منی کرت گردانتا ہے۔ تو بقول اسکے وہ چار سنگھتا مذکورہ بھی وید نہ رہے بلکہ مثل اور شاکھاؤں کے رشی منی کرت ویدوں کی ویاکھیان روپ شاکھا ٹھیریں یہ بھی خیال رہے کہ دیانندی لوگ دھرم ادھرم کی تحقیقات میں صرف ویدوں ہی کا ثبوت مانتے ہیں اب جنکو وہ وید مانتے تھے وہ شاکھا ثابت ہو گئیں لہذا دیانندی مت کا خاتمہ ہے

دیانندیوں کو لازم ہے کہ سوائے ۱۱۳۱ شاکھاؤں کے چار ویدوں کا پتہ لگائیں جبتک کوئی چار کتاب معقول و منقول ثبوت سے خاص وید قرار نہ پائیں تبتک مذہبی گفتگو میں زبان نہ ہلائیں یا دیانند کی خطا بتائیں اور کل شاکھاؤں و برہمنوں کے وید ہونے پر ایمان لائیں ۔

تیری تحریر سے ظاہر ہے خیانت تیری
بات جو کہتا ہے برعکس ہی تو کہتا ہے
ہے خطاؤں کا خزانہ تیرا ستیارتھ پرکاش
وید کے نام سے جو تو نے کیا ہے ترمیم
اعتراضوں کا بیرے ہے نہیں زنہار جواب

تیری تقریر سے باہر ہے جہالت تیری
اے دیانند نہیں عقل سلامت تیری
ہوگئی اس سے عیاں سبکو لیاقت تیری
وید دیتا نہیں زنہار شہادت تیری
جھوٹ لکھتا ہے تو لکھے ہے یہی عادت تیری

محمد منظور الٰہی

ستیارتھ پرکاش یا استیارتھ پرکاش

جھوٹی باتوں سے کام نہیں چلتا × جیسے پانی سے دیپ نہیں جلتا
جھوٹی باتوں سے بات نہیں رہتی × جیسے کاغذ کی ناؤ نہیں چلتی

دیانند نے اپنی عمر کے ایک معتد بہ حصہ میں کتنے رنگ بدلے کسی خواندہ آدمی سے پوشیدہ نہیں اُسکے چیلوں نے اور خود اُسنے اپنی تصانیف میں جتنی تحریف اور تبدیلی کی ہے۔ بہت کم آدمی اس سے واقف ہیں۔ انہوں نے ہر تبدیلی اور تحریف کو چھاپہ خانہ کی غلطی پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر عاقل ایسی چالاکیوں کو خوب جانتے ہیں ہمارا ارادہ ہے کہ ہم پورے پورے طور پر اس پنتھ کے واہیات عقاید اور تحریف کتب کا حال ناظرین انوار الاسلام کے

سامنے پیش کریں تاکہ مسلمانوں کو اس پنتھ کے استیصال میں مدد ملے۔ اور وہ پورے طور پر ان کا اندرونی حال جان سکیں۔ دیانند کی کتب ستیارتھ پرکاش سنسکار ودھی وغیرہ میں جتنی تبدیلی اس ۲۵ سال کے عرصہ میں ہوئی ہے وہ شاید دیانندی ویدوں میں زمانہ دراز کے بعد ہوئی ہوگی۔ دیانندی جو عذر ان کتب کی تبدیلی کا رکھتے ہیں۔ پہلے ہم اُن کی مفصل تردید کر کے بعد ازاں غلط مسایل کو طشت ازبام کرینگے۔ دیانندی کہتے ہیں کہ جس وقت دیانند نے ستیارتھ کی اول اُڈیشن (جس میں اُسنے شرادھ۔ گائے کا قتل۔ شراب پینا۔ مردوں کو جنگل میں جا کر پھینکنا وغیرہ وغیرہ لچر مسایل جایز رکھے تھے جو کہ اہل ہنود کے مسایل کے بالکل خلاف تھے) دیکھا اُسی وقت اُس نے اُس کے غلط ہونے اور چھاپنے والوں کی خرابی کا اشتہار دیدیا تھا۔ جو کہ بالکل غلط ہے۔ ستیارتھ پرکاش اول بار بنارس کے اسٹار پریس میں منشی ہربنس لال کے اودھکار سے باجازت راجہ جے کرشن داس سی۔ ایس۔ آئی ڈپٹی کلکٹر ۱۸۷۵ء میں طبع ہوا تھا منشی ہربنس لال مہتمم چھاپہ خانہ دیانند کے شاگرد تھے اور راجہ صاحب موصوف نے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کر کے اُسے بنوایا اور چھپوایا تھا۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ جب ایسے رئیس اعظم حاکم وقت اُس کے چھپوانے میں اپنا اس قدر روپیہ صرف کریں اور وہ پستک خاص مصنف کے شاگرد کے اہتمام سے اُس کے اپنے مطبع میں چھپے پھر اسقدر غلط طبع ہو جاوے کہ اُس میں ایک ایک دو دو بلکہ تین تین صفحہ کی عبارت بالکل خلاف منشا دیانند کمپوزیٹر اور پریسمین نے سنسکرت اور بھاشا کی خود تصنیف کر کے چھاپ دیں۔ مہربان من چھاپہ خانہ میں ایسی غلطی اور خرابی نہیں ہوا کرتی چھاپہ خانہ کی جیسی غلطی ہوتی ہے اس سے تمام عقلمند بخوبی واقف ہیں۔ وہ زیادہ تشریح طلب نہیں۔ دیانندیوں کو جھوٹی باتیں

بنا تے شرم نہیں آتی ہے

حیا جس کو نہ ہووے جا سخن سے
نہ آئے کیونکہ بو اُس کے دہن سے

جس وقت ستیارتھ پرکاش طبع ہوتا تھا دیانند کے پاس اُس کا پروف شیٹ آتا تھا جب وہ اسکو صحیح کر کے مطبع میں بھیجدیتا تھا تب وہ طبع ہوتا تھا اور بعد طبع ہونے کے ایک صحیح فارم اُس کے پاس آتا تھا وہ اُسکو دیکھکر غلط نامہ تیار کرتا تھا جو کہ ستیارتھ پرکاش مذکورہ میں چار صفحہ پر چھپا ہوا موجود ہے۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ دیانند نے تمام ستیارتھ پرکاش مطبوعہ کو اپنی دونوں آنکھوں سے بغور دیکھکر غلطنامہ چھپوایا۔ اُسکو جو کچھ غلطیاں چھاپہ خانہ کی معلوم ہوئیں اُنکو بذریعہ غلطنامہ کے ظاہر کر دیا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ جن لفظوں میں ایک ایک حروف بلکہ حرف سے بھی کم غلطی تھی وہ غلطی تو دیانند کو نظر آ گئی اور اُسکو اُس نے غلطنامہ میں ظاہر کر دیا۔ مگر جو بڑے بڑے مضامین صفحہ کے صفحہ اُس کے عقیدے کے خلاف چھپے ہوئے تھے وہ بالکل نظر نہ آئے۔ بھنگ کی ترنگ میں ایسا غافل رہا۔ کہ غلطنامہ میں اُنکا کچھ بھی ذکر نہ کیا۔ اگر اُس وقت وہ یہ سمجھتا۔ کہ چھاپہ والوں نے میری تحریر کے خلاف اپنی طرف سے خلاف خلاف مضمون کم و بیش چھاپ دیئے ہیں تو اُنکو بھی بذریعہ غلطنامہ کے ضرور ظاہر کرتا۔ بلکہ جو فارم اس قسم کے چھپ گئے تھے اُن کو خارج کر کے بجائے اُن کے دوسرے صحیح چھپواتا اور اگر دیانند راجہ موصوف سے کہتا کہ اس کتاب میں چھاپہ والوں نے میری تحریر کے خلاف اسقدر کم و بیشی کر دی ہے تو راجہ موصوف چھاپہ خانہ والوں پر کتاب میں کم و بیشی کر دینے کا دعوی کرتے۔ اور اُس غلط کتاب کو ہرگز نہ لیتے اور شایع نہ ہونے دیتے۔ بلکہ اسکو فوراً دریا برد کر دیتے۔ اور دوسری بار صحیح چھپواتے۔ مگر اصل

یہ ہے کہ اس وقت اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ دیانند نے اس کے
غلط ہونے کا کوئی نوٹس شایع کیا۔ لہٰذا دیانندیوں کا یہ کہنا کہ جس وقت وہ
پستک دیانند نے دیکھا اسی وقت اس نے اسکے غلط ہونے اور چھاپنے
والوں کی خرابی کا اشتہار دیا تھا سبالکل غلط ہے سہ

جھوٹی باتوں کے سوا کچھ تجھے منظور نہیں
راستگوئی تیرے مرشد کا بھی دستور نہیں

اگر وقت غلط نامہ لکھنے کے دیانند یہ جانتا تھا۔ کہ اس کتاب میں میری تحریر
کے سوائے اسقدر خلاف دھرم مضامین چھاپہ والوں نے بڑھا دیئے ہیں۔ تو
اس نے اسکو شایع کیوں کیا اور اپنے سر پر ادھرم پھیلانے کا بار کیوں لیا؟

کس لئے آئے تھے تم کیا کر چلے
تہمت چند اپنے اوپر دھر چلے

پھر دیانند اس کتاب کو جابجا خود فروخت کرتا رہا۔ اور ہر عقلمند اس کی لغو تحریرات
کو پاگل کی بڑ سمجھتا رہا۔ بعد مدت دراز وہ خلاف تحریر ستیارتھ پرکاش مذکورہ
مُردوں کے شرادھ کی تردید کرنے لگا۔ تب اکثر اشخاص نے اسپر اعتراض کیا کہ خود
ستیارتھ پرکاش میں تین صفحہ پر مردوں کا شرادھ بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور
اب اپنے لکھے کے خلاف اسکا رد کرتا ہے۔ ایسے شخص کے کہنے کا کیا یقین
ہے تب اس نے اپنے یجروید بھاشیہ نمبر ۵ کے ٹائیٹل پیج پر یہ نوٹس چھپوایا
کہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۷ سطر ۲ میں پتر آؤں میں سے جو کوئی جیتا ہو
اُس کا ترپن نہ کرے اور جتنے مر گئے ہوں اُن کا تو ضرور کرے۔ اسی طرح
صفحہ ۴۷ سطر ۱۲ مرے ہوئے پتر آؤں کا ترپن اور شرادھ کرتا ہے انیادی ترپن
اور شرادھ کے بارہ میں جو چھاپا گیا ہے وہ لکھنے اور صحیح کرنیوالوں کی بھول سے چھپ گیا ہے (باقی آیندہ)

مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے منشی کریم بخش ایڈیٹر و پرنٹر کے اہتمام سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ
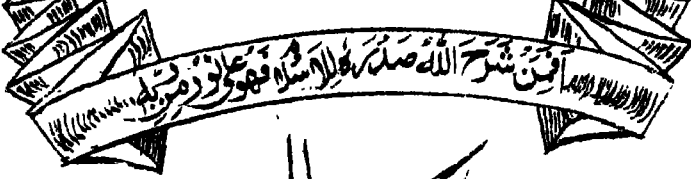
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

احکام جنگ

از قرآن کریم

یہہ مضمون ہمارے رحیم مجسم پادریوں کی خاص توجہ چاہتا ہے جو اسلام کو خونی مذہب اور اوسکے بانی نہیں میںنے غلطی کی مبلغ (فداہ ابی وامی) کو (خاک بدہن الیشاں) کیا کیا لقب دیتے ہیں۔ گناہ کیا؟ صرف یہہ کہ اسلام نے جہاد کا حکم دیا پس آج دو آئین اور مقابلہ میں دیکھیں کہ قرآن شریف کے احکام انصاف کے ہیں یا توریت مقدس کے۔ اللہ اللہ کس زور و شور سے کافروں پر حملہ کی ہدایت ہو رہی ہے اور کس رعب داب سے احکام جاری ہو رہے ہیں کہ صلح بھی نہ کرنا وغیرہ وغیرہ منصفو! غور سے دیکھو اور انصاف کرو عیسائیوں کا ہمیشہ سے یہہ افترا تھا کہ اسلام ایمان بالجبر کی تعلیم کرتا ہے اسکافروں کو بزور شمشیر مسلمان کرنا سکھاتا ہے گو اس مقابلہ سے یہہ افترا تو طشت از بام ہو گیا تاہم ان کی مزید تشفی

کے واسطے ایک یورپین مورخ کی شہادت کا پیش کرنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔
نالم صاحب مورخ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں "دین اسلام بندگان خدا پر پیش کیا گیا
مگر کبھی اون سے جبراً قبول نہیں کرایا گیا جس شخص نے اس دین کو بطیب
خاطر قبول کیا۔ اوسکو وہی حقوق بخشے گئے جو فاتح قوم کے تھے اور اس دین نے مغلوب
قوموں کو اون شرائط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلقت عالم سے پیغمبر اسلام کے زمانہ تک
ہر ایک فاتح نے مفتوحین پر قائم کی تھیں" افسوس ہے کہ معترض نے یہ بھی نہیں سوچا
کہ اسلام نے کفار رعایا کے حقوق جبکہ مسلمانوں کے مساوی رکھے ہیں تو پھر یہ الزام کہ
اسلام ایمان بالجبر کی تعلیم دیتا ہے کہاں تک صحیح ہے فاعتبروا یا اولی الالباب۔
وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ
حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُو
هُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُو
هُمْ كَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا
عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَ
عَسٰى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسٰى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا
وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔ وَقَاتِلُوهُمْ فِي سَبِيلِ
اللّٰهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۔ (بقرہ)
جو لوگ تمسے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اونسے لڑو اور زیادتی نہ کرو۔
بیشک ظالم لوگ خدا کو نہیں بھاتے (لڑائی کیوقت) جہاں اونکو پاؤ
مارو اور جہاں (تمہارے گھروں) سے اونہوں نے تمکو نکالا ہے اون

کو نکال دو فتنہ فساد قتل قتال سے بھی بڑا ہے اور مسجد الحرام (کعبہ شریف) کے قریب جب وہ خود نہ چھیڑیں تم نہ لڑیو پس اگر وہ شروع کریں تو بیشک مارو اسیطرح کافروں کا بدلہ ہے اگر باز آجائیں تو خدا بخشنے والا مہربان ہے اون سے لڑو تاکہ فتنہ نہ رہے اور کلی قانون خداوندی ہوجاوے اگر لڑنے سے باز آویں تو بجز ظالموں کے کسی پر ہاتھ نہ بڑھاؤ جہاد کرنے کا تمہیں حکم ہوا ہے اور تم اوس کو ناپسند کرتے ہو (تمہاری سمجھ سے) عجب نہیں کہ تم ایسی چیز کو بھی جو واقع میں تمہیں مفید ہو ناپسند کرتے لگو اور مضر کام کو بھلا سمجھو خدا خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور تم نہیں جانتے +

اللہ کی راہ میں لڑو اور جانو کہ خدا سنتا اور جانتا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِیْعًا ﴿﴾ فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ فَلَمَّا

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا (نساء)

مسلمانو! اپنے بچاؤ کے ہتھیار اپنے ساتھ رکھا کرو پھر چاہے متفرق نکلو یا جمع ہو کر۔ جو لوگ اپنی دُنیا کی زندگی کو آخرت کے عوض دنیا چاہتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑیں جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑ کر غالب ہو یا مارا جائے ہم (خدا) اوسکو بہت بڑا اجر دینگے اور نہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی امداد کیلئے بھی نہیں لڑتے جو (کفار کے قابو میں بجان آئے ہوئے) کہتے ہیں خدایا ہمکو ان ظالموں کی بستی سے نکال اور کسی کو ہمارا متولی اور حمایتی بنا۔ (تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ) جو لوگ خدا پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو اوس سے انکاری ہیں وہ غیر معبودوں کی حمایت میں لڑتے ہیں پس تم شیطان کے حمائتیوں کو مارو بیشک شیطان کا داؤ کمزور ہی کیا تو نے اونکو نہیں دیکھا جنہیں حکم ہوا تھا کہ لڑائی کرنے سے رُکے رہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اوس وقت تو اون کو ناگوار گزرا تھا، پھر جب اونکو لڑنیکا حکم ہوا تو لوگوں سے یوں ڈرنے لگے جیسے خدا سے بلکہ اوس سے بھی زیادہ اور کہتے ہیں خداوندا! تو نے ہمپر لڑائی کیوں فرض کر دی ہمکو کسیقدر مہلت تو دی ہوتی۔ تو (اے محمد) ان سے کہہ دے کہ دُنیا کا اسباب بہت تھوڑا ہے اور پرہیزگاروں کیلئے آخرت سب سے اچھی ہے اور تمپر ایک تاگہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا۔"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا
تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ
أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۞ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ
الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۞ وَاعْلَمُوا
أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي
الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۞ يَا أَيُّهَا
النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۞ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ
يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ
بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ـ (انفال) عہ أُذِنَ
لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ
لَقَدِيرٌ (حج)

عہ مسلمانو جب کافروں سے میدان جنگ کی ہجوم میں ملو تو
اُن کو پیٹھ نہ دکھائیو جو اوس روز پیٹھ دیگا اوس پر اللہ کا غضب
ہو گا اور اوسکا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت بری جگہہ ہے مگر جو بطریق فنون
جنگ یا اپنے آپ کو اکیلا سمجھ کر اپنی جماعت کے پاس پناہ لینے کو آئے
(وہ اس حکم میں داخل نہیں بلکہ وہ قابل تعریف ہے) کفار سے لڑو جبتک فتنہ
نہ مٹے اور سارا حکم خداوندی ہو جاوے اگر وہ لڑنے سے باز آئیں تو اونکو
چھوڑ دو خدا اون کے کاموں کو دیکھ رہا ہے جان رکھو کہ جو کچھ تم غنیمت
حاصل کرو اُسکا پانچواں حصہ نکال کر اللہ کے رسول (یا جو امیر المومنین
ہو اس) کو اور قرابت دارون کو اور یتیموں کو اور مسکینوں اور محتاج

مسافروں کو دیا کرو (باقی فوج میں بانٹ لیا کرو) اے نبی (محمد صلعم) مسلمانوں کو جہاد کی رغبت دے اگر تم میں سو آدمی مضبوط ڈٹ کر لڑنے والے ہونگے تو دو سو پر غلبہ پا دینگے۔ اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آویں گے۔

۵۵ جن لوگوں سے دشمن لڑتے ہیں اون کے مظلوم ہونیکی وجہ سے اونکو اجازت ہے کہ ہاتھ اوٹھائیں بیشک خدا اونکی مدد کرنے پر قادر ہے جو بیچارے صرف اتنے ہی کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ

(حج)

جو بیچارے صرف اتنی ہی کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے اپنے گھروں سے نکالے گئے اگر اللہ بعض لوگوں (ظالموں) کو بعض سے دفع نہ کرے تو صومع اور گرجے اور مسجدیں جنمیں اللہ کا ذکر بہت بہت کیا جاتا ہے گرائے جائیں جو اللہ کی دین کی مدد کرتا ہے خدا اسکی مدد کرتا ہے بیشک خدا بڑی قوت والا بڑا غالب ہے۔

۱ه وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ❊ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (انفال)

۲ه اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ

اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا۔ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔

لہ اگر تیرے مقابل صلح چاہیں تو تو بھی جھک جا اور اللہ پر بھروسہ کر بیشک وہ سنتا اور جانتا ہے "اگر کوئی مسلمانوں کی قوم تم سے مدد چاہیں تو انکی مدد کرو مگر اس قوم کے مقابلہ میں انکی مدد نہ کرو جن کے ساتھ تمہاری مصالحت کا عہد ہو خدا تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے"

ٹلہ اپنے دشمنوں سے لڑو مگر جو تمہارے معاہدین سے تعلق رکھتے ہوں یا تمہارے اور اپنی قوم کے مقابلہ کرنے سے دل تنگ تمہارے پاس آویں اون سے مت لڑو" اگر خدا چاہتا تو اونکو تم پر غالب کر دیتا پھر وہ تمہیں مارتے پس اگر وہ تم سے الگ رہیں اور تم سے لڑنیکی آمادگی نہ کریں اور تم سے صلح رکھیں تو خدا نے تمکو اون سے لڑنے کی اجازت نہیں دی تم ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے کہ تم سے اور اپنی قوم سے امن میں رہنا چاہیں گے مگر جب کوئی اونکو فساد پر ابھاریگا تو فوراً اوسکے مرتکب ہو جاویں گے پس اگر وہ تم سے الگ نہ رہیں اور تم سے صلح نہ رکھیں اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں تو اونکو پکڑو اور جہاں پاؤ مارو"

صُلح و احکام اسیران جنگ

اس مضمون کے متعلق بھی افسوس کہ انجیل تو خالی ہے تورات میں بھی احکام متضاد اور مختلف ہیں نمبر اول میں صلح کی اجازت ہے تو نمبر ۲ میں اوس سے روکتے اور خاص کر اسیران جنگ سے جو سلوک کیا گیا ہے۔ وہ بھی مخفی نہیں۔ عیسائیو! سید الانبیاء ہر حبیب النساء کا الزام دینے والو! استثناء ۲۰/۱۲ کو غور سے پڑھو جہاں کوئی موسیٰ (علیہ السلام) کا ذاتی فعل نہیں کہ موسیٰ گنہگار تھا۔ کہہ کر جان بچا لو گے بلکہ خدائی حکم ہے سو چکر جواب دو۔ صلح کے بارے میں قرآنی احکام کو بھی دیکھو کہ صلح کو ایسا بنایا ہے کہ مصالحین کے ملنے والوں سے بھی لڑنے کی اجازت نہیں گو وہ مسلمانوں سے ہی نکل کر مخالف ہو گئے ہوں اسیران جنگ کا کیا ہی انصاف کیا ہے غور سے پڑھو اس سے بہتر اگر ممکن ہو تو ہمیں اطلاع دو۔ منہ

وَ اُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًا (نساء ۱۳)
اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ
لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ
اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

(باقی آئندہ)

قصیدہ دلپسند

(منقول از رہنما)

دل وجاں سے الٰہی تیرا شاکر ہر مسلماں ہے ۔ کہ جس کے حال پر رحمت تیری ہر دم فراواں ہے
کہاں وہ لوگ ہیں اور کس طرف پوشیدہ بیٹھے ہیں ۔ جو کہتے ہیں کہ حال زار میں ہر اک مسلماں ہے
زباں کو بند کر ہرگز نہیں ہے وید الہامی ۔ سمجھ بے جانچ لے ناداں کہ یہ تصنیف انساں ہے
تعصب سے نہیں کچھ کام چلتا ہے ذرا دیکھو ۔ کلام حق زبور۔ انجیل اور توریت قرآں ہے
قریب دو ارب دنیا کی خلقت کو ہوئی مدت ۔ تو اسکی بیاں ہو ورنہ اس میں خلق حیراں ہے
مسلماں ایک بھی ہو جس جگہ دنیا میں ہے صاحب ۔ بصد تعظیم جانچ اُس کے ہاں تعلیم قرآں ہے
تعجب ہے موحد آپ جو مشہور ہوتے ہیں ۔ ہر اک آتش پرستی پر بفعل خویش نازاں ہے
مسلمانوں کو مشرک بدعتی کہتے ہو منہ دیکھو ۔ ہمارے ہاں عبادت غیر خالق کس کو شایاں ہے
نہیں کچھ انگرہ۔ ہردت۔ مالو کی حقیقت ہے ۔ نہیں ان میں کوئی جاں دار دیکھو ہر اک بیجاں ہے
کلام حق کو مجموعہ قصص کا کون کہتا ہے ۔ ہوا تقریر سے ثابت کہ وہ انسان نادان ہے
قدیم وید ہے بالفرض یہ مانا مگر صاحب ۔ مکمل جلد تو دکھلاؤ یا عالم میں پنہاں ہے
یہ کیونکر ہو گیا ثابت کہ ہے تعلیم وید اکثر ۔ سمجھنا جزو سے تعلیم کل کے غیر امکاں ہے
میں پھر کہتا ہوں از راہ تو دو اے دیانندی ۔ برائے کافراں تعلیم قرآں تیغ عریاں ہے
نہ وہ الفاظ ہوں تحریر جو قرآں سے باہر ہوں ۔ بڑا افسوس ہے تکذیب پر کیوں شاد و شاداں ہے
نہیں کچھ بحث سے مطلب نہیں کچھ عیب بینی ہے ۔ کلو خ انداز را پاداش سنگ بس جا نمایاں ہے
نفاق و بغض و کینہ دور کرنے کی کرو کوشش ۔ وگرنہ خالی باتوں سے دل عالم پریشاں ہے

کلام طول شاعر عیب ہے نزد خردمنداں
برائے دوستاں تسلیم یہ طرز سخنداں ہے

احمد منظور الٰہی

دیانندی ویدوں کی اصل حقیقت

دیانند نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۶ پر اور رگ ویدآدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۲۷۱ پر اور نیز اپنی دیگر کتب میں سوائے چار سنگھتاؤں کے اور کوئی گرنتھ سوتا پرمان (مستند بالذات) مانا۔ اور برہمن بھاگ کو صرف شرح اور پرتہ پرمان (مستند بالغیر) سے زیادہ رتبہ نہیں دیا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بغیر برہمن بھاگ کے وہ ایک قدم بھی نہیں چل سکا اگر اپنی ضد بیت سے ذرا آگے بڑھا ہے تو بڑی بڑی اغلاط میں پھنسا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے اسکی سنسکار ودھی اور ایڈیشن منجری صفحہ ۲۷ رکھا ہوا ہے۔ جسمیں سے اسے روزانہ سندھیا وغیرہ تک کی ودھی بھی سنگھتا بھاگ سی نہیں مل سکتی سولہ سنسکاروں میں سے کسی ایک کا بھی مفصل بیان دیانندیوں کے مستند بالذات ویدوں میں ہرگز نہیں مل سکتا۔ اس صورت میں جبکہ دیانندی اپنے گرو کے تحریر شدہ ایک کرم کا بھی پورا طریقہ اپنے چار مسلمہ ویدوں سے نہیں دکھا سکتے بلکہ انہیں برہمن بھاگ کا سہارا لینا پڑتا ہے تو تعجب ہے کہ وہ کیوں اپنے ویدی بھائی سناتن دھرمیوں کو شرادھ وغیرہ کے مفصل بیان کو سنگھتا بھاگ میں سے دکھلانے پر زور دیتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ جیسے سندھیا کے منتر سنگھتا بھاگ میں ہیں ویسے ہی شرادھ وغیرہ میں جو جو منتر پڑھے جاتے ہیں وہ سنگھتا بھاگ میں ملتے ہیں اور جیسے سندھیا کرنے کا طریقہ یا یہ بات کہ فلاں منتر آچمن کا ہے اور فلاں انگ نیاس کا ہے ہمیں برہمن بھاگ سے ملتا ہے اور سنگھتا بھاگ کو برہمن بھاگ کا آسرا لینا پڑتا ہے عین اسی طرح سے شرادھ کے منتر تو دراصل سنگھتا بھاگ کے ہیں۔ مگر ان کے عمل میں لانے کا طریقہ وغیرہ براہمن بھاگ سے

اخذ کیا گیا ہے غور کرو کہ کیا نہ انصاف کی بات ہے کہ سندھیا کو تو اس صورت میں مان لیا جاوے مگر شرادھ کے بارہ میں حجت کیجاوے جب خود دیانندی اپنی کل مسلمہ رسومات کو برہمن بھاگ کا سہارا لئے بغیر صرف سنگمتا بھاگ سے نہیں دکھا سکتے تو دوسرے دیدیوں پر یہ اعتراض کرنا کہ چونکہ دھوپ جلانے اور گھنٹہ بجانے کا حکم سنگمتا میں نہیں ہے اسلئے مورتی پوجا جائز نہیں زبردست کے ٹھینگا بیوں ببھے کا مصداق ہے اگر ہمت ہے تو سنگمتا کا کوئی حکم بتائیے کہ فلاں منتر سے کف دور کرنے کے لئے تین بار آچمن کرنا چاہیئے اسی سے دیانندی سچائی ظاہر ہو جائے گی +

اور سنئے دیانند نے ستیارتھ صلا ۲۶ و صلا ۲۲۳ رگوید بھاشیہ بھومکا صلا ۷ میں وید کی ۱۱۲۷ شاکھاؤں کو رشی منی کرت ویدوں کے دیاکھیان قرار دیا ہے مگر اپنے مہا بھاشیہ اور اُپدیش منجری صلا پر رگوید کی اکیس یجرو وید کی ۱۰۱ سام وید کی ایک ہزار اتھروید کی و شاکھا کل ۱۱۳۱ شاکھائیں لکھا ہے۔ اول تو دیانندی پنتھ کے گرو کی سچائی پر غور کیجئے کہ کسی کتاب میں ۱۱۲۷ شاکھا لکھتا ہے اور دوسری میں ۱۱۳۱۔ ہم ناظرین کو زیادہ انتظار میں نہ رکھ کر سچی بات بتاتے ہیں۔ کہ جن چاروں ویدوں کو دیانندی اصل وید ظاہر کرتے ہیں وہ منجملہ ۱۱۳۱ شاکھاؤں کے ہیں۔ کیونکہ جس کتاب کو دیانندی رگوید کہتے ہیں وہ حسب تحریر آشولائن گریہ سوتر کے شاکل شاکھا ہے اور جسے وہ یجروید کہتے ہیں وہ مادھیندن شاکھا ہے چنانچہ اُس کے ہر ادھیائے کے آخر میں یجروید مادھیندن شاکھا لکھا ہوتا ہے اور شت پتھ براہمن (جسے یجروید کا براہمن کہا جاتا ہے) کے ہر صفحہ پر اسکو مادھیندن شاکھا کا براہمن لکھا ہے مہیدھر اور اُوٹ بھاشیہ کار دونوں نے اپنی بھومکا میں اُسے مادھیندن شاکھا لکھا ہے کاتیاین منی نے اپنے بنائے ہوئے پرتگیا سوتروں کے شروع میں اُسے مادھیندن شاکھا لکھا ہے جس کتاب کو دیانندی سام وید کہتے ہیں

جہان سیوہ میں اُسے کو تھومی شاکھا لکھا ہے جسے وہ اتھرو وید کہتے ہیں ساتیا چاریہ نے اپنے حاشیہ کے اول میں اسکو شونکیہ شاکھا لکھا ہے اتنی مذہبی شہادتوں سے ظاہر ہے کہ جنکو دیانندی مول چار وید قرار دیتے ہیں وہ منجملہ ۱۱۳۱ شاکھاؤں کے چار شاکھائیں ان سے غیر ہرگز نہیں. پس جب اُن کا گرو شاکھاؤں کو وید نہیں مانتا اور اُن کو رشی منی کرت گردانتا ہے تو بقول اُسکے وہ چار مول وید بھی وید نہ رہے بلکہ رشی منی کرت شاکھا ثابت ہوتے چونکہ دیانندی دہرم ادہرم کی تحقیقات میں صرف ویدوں کا ثبوت ہی مانتے ہیں. اب جنکو وہ وید مانتے ہیں وہ شاکھا ثابت ہوئیں تو ان کو لازم ہے کہ ۱۱۳۱ شاکھاؤں کے علاوہ مول چار ویدوں کا پتہ لگائیں اور ہمیں مُنہ نہ دکھائیں. جبتک اصل وید پیش نہ کریں۔ (احمد منظور الہیٰ)

سنسکار ودہی پر ایک سرسری نظر

دیانندی دعوے کرتے ہیں کہ جو کچھ اُن کا گرو لکھ گیا ہے وہ بالکل ویدانکول اور پراچین رشیوں کے پرمان کے مطابق ہے مگر دیانند کی کتب کو دیکھنے سے اُن کا یہ دعوے بالکل غلط ثابت ہوتا ہے ۔ دور کتب کو چھوڑ کر اس وقت ہم سنسکار ودہی کی پڑتال کرتے ہیں اور دیانندیوں کے دعوے کو توڑتے ہیں +

(۱) سنسکار ودہی صفحہ پر لکھا ہے کہ گربھادان سنسکار بیاہ سے پانچویں دن کیا جاوے مگر پارسکر گریہہ سوتر کے کانڈ اول کی گیارہویں کنڈکا میں بیاہ سے چوتھے دن آدھی رات کے بعد رات کے چوتھے پہر میں کرنا لکھا ہے. دیانندی بتائیں کہ پراچین رشیوں کے خلاف دیانند نے پانچویں دن گربھادان کا حکم کہاں سے اڑایا اور وہ صحیح ہے یا غلط. جواب باحوالہ درکار ہے ڈھکونسا

بازی سے کام نہیں۔

(۲) سنسکار ودھی کے اسی صفحہ پر یہ سوتر درج ہے गा गिरा न [illegible] सिया
اور لکھا ہے کہ یہ پارسکر گرہیہ کا سوتر ہے . . . مگر افسوس کہ اس کتاب میں اس
کا نام و نشان نہیں۔ دیانندی اس کتاب دکھا کر کرد کو سچا کر دکھائیں۔

(۳) سنسکار ودھی صـ۳۷ میں آہوتی جو گربھادان کے وقت دینے کا حکم دیانند نے
صادر کیا ہے وہ کس قدیم گرنتھ سے اخذ ہے اگر کسی سے نہیں تو اس کا پرمان کیا
ہے۔

(۴) سنسکار ودھی کے سیمنتونین سنسکار میں دیانند نے اشولائن گرہیہ سوتر باب
اول کانڈ ۲۲ سے جو سوتر درج کئے ہیں انہیں سے درمیان کا سوتر دیانند نے نہ معلوم
کس نیک نیتی سے چھوڑ دیا ہے اور اسکے اصلی یا نقلی ہونا کیسے جانچا گیا۔

(۵) سنسکار ودھی صـ۱۵۱ سطر ۲۳ میں دیانند نے لکھا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے
بالوں پر خوشبودار تیل ڈالے شاید عطر پھلیل لگانے کے لئے دیانند کا حکم ہے
مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس وید یا سوتر کے پرمان سے دیانند نے یہ حکم نافذ کیا ہے
اور کتنے دیانندی اس پر عمل پیرا ہیں۔

(۶) سنسکار ودھی مطبوعہ سمت ۱۹۳۳ صـ۱۴۱ میں لکھا ہے کہ مردہ کے جسم کے برابر
روغن زرد اور کافور و صندل وغیرہ لیوے کم از کم ۲۰ سیر روغن زرد ضرور ہونا چاہئے
اس قدر بھی نہ ہو تو نہ گاڑے نہ جل میں چھوڑے نہ جلاوے دور جا کے جنگل میں چھوڑ
آوے عقلمند غور کریں کہ سماجوں میں سارے دیانندی مالدار ہی نہیں ہیں جنکو ۲۰
سیر گھی کا مقدور ہو اور وہ حسب ارشاد اپنے گرو کے اپنے مردہ کو نہ گاڑیں نہ جل
میں بہا دیں نہ آگ میں جلائیں بلکہ جنگل میں چھوڑ آئیں تو اس سے کیسے کیسے نقصان
متصور ہونگے اگر دیانندی شہر سے ایک کوس پر بھی اپنے مردے چھوڑ آنے کے لئے
کوئی جگہ مقرر کرینگے اور ہر ماہ اسجگہ دس بیس مردے پڑینگے ان مردوں کو کتے گیدڑ

چیل کوتے کھا لینگے ۔ مانس ہڈیوں کو کہیں سے کہیں لیجا ئینگے ۔ بدبو کے باعث دور دور تک راستہ نہ چلے گا ۔ دن میں بھی اسطرف سے چلتے ڈر معلوم ہو گا ۔ ہزار ہا نئی بیماریاں پیدا ہونگی دیانندیوں کو لازم ہے کہ اپنے گرو کے قول کو وید کے کسی حکم سے صحیح ثابت کر دکھائیں ۔ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء ص ۱۷۴ پر یہ مسئلہ وید کے نام لکھا ہے اسلئے دیانندیوں سے التماس ہے کہ گرو کو وید سے سچا ثابت کر دکھائیں ورنہ جھوٹے کی تردید کریں ۔

قدامت وید پر ایک دلچسپ بحث

یا

دیانندی پنتھ پر ایک سرسری نظر

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۸ صفحہ ۲۷)

مثلاً لفظ گو میں جو کہ تلفظ گاف کا ہے وہی اُسکی پیدائش ہے کہ تلفظ کے ساتھ ہی گاف پیدا ہوتا ہے اور جو کہ تلفظ گاف کا نیست و نابود ہوتا ہے وہی اس کا مفقود ہونا ہے کہ جس وقت تلفظ گاف نکل چکتا ہے فوراً گاف بھی فنا پذیر ہوتا ہے پس گو یا تلفظ گاف کی پیدائش اور نیستی ہی اس کا وجود اور عدم ہے دوسری بات ہرگز نہیں دیانند جو کہتا ہے کہ آکاش میں شبد کے حاصل ہونے سے شبد سب جگہ بھری ہوئی ہے یہ بالکل غلط ہے کہ آکاش میں شبد کا حاصل ہونا اُسکی سب جگہ بھرپور ہونے کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتی بلکہ اسبات کی دلیل ہے کہ شبد آکاش کے درمیان کچھ تعلق ہے اور وہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ شبد آکاش کا گن ہے اور سروو کے تعلق کو سنسکرت میں گن گنی بہاو کہتے ہیں یعنی صفت موصوف پھیر دیانند کا یہ قول کہ (اس سے یہ ثابت ہوا کہ شبد آکاش کی مانند قدیم ہیں)

محض غلط ہے کیونکہ اس سے قدامت شبد ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ شبد حادث ہیں کیونکہ جبتک کام و زبان متحرک نہیں ہوتے شبدوں کا تلفظ و تسمع وقوع میں نہیں آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرکت کام و زبان ہی سے شبد حادث ہوتے ہیں اور اگر نہ حرکت مذکورکے بغیر شبد کے ظہور کا کون مانع ہے قطع نظر ان دلائل کے اگر شبد آکاش کی مانند قدیم بھی ہوں تو ویدیں کس طرح خصوصیت ثابت نہیں ہوتی بلکہ سب کلاموں کی قدامت وید کے برابر ہے کیونکہ وے بھی شبد روپ ہیں حتیٰ کہ دیانندی اعتقاد کے مطابق سگ و خر کی آواز بھی قدامت کے بارہ میں وید سے کم نہیں ہے یہ ہیں حامئی وید دیانند کے عقائد۔

اس کے بعد دیانند نے جیمنی جی کے حوالہ سے شبد کی قدامت میں گفتگو کی ہے مگر جو مطلب جیمنی جی کا ہے دیانند اس کا مطلب خاک بھی نہیں سمجھا جسکے بعد دیانند نے کناد منی کے سوتر کا غلط ارتھ کیا ہے اور لکھا ہے (بھاش بھومکا صفحہ ۲۱) ایشور کا کلام ہونے اور دہرم اور ایشور کو بیان کرنے یعنی دہرم کرنا ہی فرض بتلانے اور ایشور سے ظاہر ہونیکی وجہ سے سبکو چاروں وید (آمنائیہ) لازوال ماننے چاہئیں۔"

گو یہ ویشیشک درشن کے ادھیائے اول آہنک اول کا سوتر ۳ ہے لیکن اسمیں وید کی قدامت کی بحث ہرگز نہیں ہے اسی لئے معنی قدامت سے خالی ہے یعنی اس سوتر میں ایسا کوئی لفظ درج نہیں ہے کہ جو قدامت کے معنوں پر دلالت کرے دیانند نے جاہلوں کو دھوکا دینے کے لئے سوتر مذکورہ بالا کی تفسیر میں چاروں اور قدیم لازوال اپنے پر سے اپنی طرف سے بڑہا دیے ہیں اور بجائے مفرد کے صیغہ جمع کا لانا بھی ان کا تصرف ہے سوتر مذکور کا اصل ترجمہ یہ ہے "کہ پرمیشور کا بچن ہونے سے وید پرمان یعنی سند ہے،، کناد سوتر کے بھاشیہ کارنے بھی اسی طرح پر سوتر مذکور کی تفسیر کی ہے اصل عبارت وہاں کی یہ ہے " اگرچہ اوپر پرمیشور کا ذکر نہیں ہے مگر چونکہ پرمیشور مشہور و معروف ہے اسلئے بغیر مرجع کے بھی ضمیر اسکی طرف راجع ہے جیسے کہ گوتم رشی کے سوتر میں بغیر مرجع کے ضمیر وید کی طرف بسبب اسکی شہرت کے راجع ہے معنی آنکہ اسکے۔

یعنی پرماتما کا کہا ہوا ہونے سے وید پرمان ہے" غرضیکہ ویشیشک شاستر کے سوتر میں نہ وید کی قدامت کا ذکر ہے نہ وید کے بارہ میں جمع کا صیغہ ہے بلکہ (آمنا یسیہ) صاف صیغہ واحد ہے جو کہ وید کی وحدت کا شاہد ہے پس دیانند کے مذکورہ بالا معنی بالکل غلط ہیں کیونکہ کسی کتاب میں ستہ ودیا اور دہرم کا ہونا اسکی قدامت کا سبب ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وید کے سوا اور بھی کتب میں ست ودیا اور دہرم کا بیان بخوبی درج ہے حالانکہ دیانند انہیں قدیم کہنا نہیں چاہتا۔ مثلاً کنادے کے سوتر جنکو ویشیشک شاستر کہتے ہیں ہرچند ستہ ودیا اور دہرم کے دیا کھیان اور بیان پر مبنی ہیں چنانچہ کنادمنی نے پہلے ہی سوتر میں دہرم کے پرتی پادن کا عہد کیا ہے لیکن اس شاستر کو دیانند ہرگز قدیم نہ مانیگا۔ بلکہ کنادمنی کا مصنف قرار دیتا ہے ویشیشک شاستر کا پہلا سوتر یہ ہے کنادمنی عہد کرتے ہیں کہ ہم پرماتما کی ثنا و ستائش کر کے اس کتاب میں دہرم کا اپدیش کرینگے اب جاننا چاہئے کہ ستہ ودیا ارتھات تتوگیان یعنی حقیقت اشیاء کا علم دہرم کا نتیجہ و ثمرہ ہے چنانچہ دوسرے سوتر میں خود کنادمنی نے دہرم کی تعریف کے طریق پر اس مطلب کی بخوبی تفسیر کی ہے وہ لکھتا ہے کہ جس سے تتوگیان حاصل ہووے اور بالتمام رنج والم زائل ہو وہ دہرم ہے حاصل کلام یہ کہ تعمیل دہرم سے تتوگیان ہوتا ہے اور تتوگیان سے نجات ابدی ملتی ہے جو تعریف دیانند نے دہرم کی ستیارتھ پرکاش میں کی ہے وہ کناد وغیرہ قدیم رشیوں کے خلاف ہے جسپر علیحدہ بحث کیجائیگی۔

دیانند کا یہ کلیہ کہ پرمیشور قدیم ہے اس سے اُس کی ودیا بھی قدیم ہے محض غلط ہے کیونکہ گو پرماتما کی ودیا ارگیان وغیرہ وغیرہ صفات قدیم ہیں مگر یہ قید نہیں ہے اسی طرح اگرچہ پرماتما صانع عالم ہے اور اسکی صفت ہے۔ لیکن عالم

اُسکی صفت شبد قدیم نہیں ہے اسی طرح اگرچہ پرماتما صانع عالم ہے اور عالم اسکی صفت ہے لیکن عالم قدیم نہیں ہے بلکہ حادث و فانی ہے تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ دیانند کے مستند کنادمنی کے سوتر میں قدامت وید پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ نہیں ہے کہ تمام سوتر میں تین پد ہیں پہلا پد بچنات ہے یعنی اُس کا بچن ہونے سے سنسکرت میں قاعدہ ہے کہ شے مشہور و معروف کی طرف بغیر تذکرہ مرجع کے ضمیر غائب راجع کرتے ہیں لہذا ہر چند سوتر مذکور سے پہلے پرماتما کا ذکر نہیں تھا مگر چونکہ وہ مشہور و معروف ہے بغیر تذکرہ اُسکے بھی ضمیر ایراد کی گئی۔ کنادسوتروں کے حاشیہ کے ٹیکے میں لکھا ہے کہ تت پرماتما کے خاص ناموں میں سے ایک نام ہے چنانچہ سرتی میں آیا ہے کہ یہ تین پرماتما کے نردیش ہیں اوّل اوم۔ دوم تت۔ سوم ست۔ یعنی یہ ہرسہ الفاظ خاص پرماتما کے نام ہیں۔ دوسرا پد آمنا لیسیہ یعنی وید تیسرا پد پرا نیم یعنی لائق سند ماننے کے ہے پس سوتر کا لفظ بلفظ ترجمہ یہ ہے کہ پرمیشور کا بچن ہونے سے وید سند ماننے کے لائق ہے یہاں سے ظاہر ہے کہ دیانند نے ترجمہ میں چالاکی سے کام لیا ہے اور کنادمنی کے سوتر کا ترجمہ غلط کیا ہے دیانند نے گرو کے اقوال کی داد دور بھاش بھومکا صفحہ پر دیانند نے نیائے شاستر ادھیائے ۲ اہنک ۱ سوتر ۶۷ کا حوالہ دے کر وید کو قدیم ثابت کرنا چاہا ہے مگر اس سوتر کے ارتھ میں بھی دیانند نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اپنی طرف سے الفاظ زیادہ کئے ہیں گوتم رشی مصنف نیائے شاستر نے شبد کو ہرگز قدیم نہیں مانا اور نہ وہ وید کی قدامت کا قائل ہے۔ دیانند کے اس مستند گوتم سوتر میں بھی نہ شبد کی قدامت کا ذکر ہے نہ وید کی ازلیت کا ذکر ہے۔ اگر سوتر مذکور کا کوئی لفظ دیانند کے دعوے کی تصدیق کرتا ہو تو دیانندی پیش کریں۔ سوتر کا لفظی ترجمہ یہ ہے وید کا پرمان ہونا سب کو ماننا چاہئے کہ برہما دی ساری آپت لوگوں نے پرمان مانا ہے منتر اور طب کی طرح یعنی جیسے منتر علم اور طب کے احکامات کا نتیجہ بتجربہ دیکھ کر اہل دنیا اُن کو سند مانتے ہیں اسی

طرح برہما دی آپتوں نے وید میں کہے ہوئے عملوں کے پھل دیکھ کر اُسے سند مانا ہے لہذا سب کو لازم ہے کہ وید کو سند مانیں۔ یہاں سے دیانندی بناوٹ ظاہر ہے جن باتوں کو گوتم سوتر بیان نہیں کرتا ویانند خواہ مخواہ اُسپر چسپاں کرتا ہے۔

آگے چل کر دیانند نے یوگ شاستر سے ثبوت دیا ہے بھومکا صـ۲۲ اور لکھتا ہے کہ پتنجلی منی جی یوگ شاستر میں فرماتے ہیں کہ:۔ الشیور جو قدیم بزرگوں ربھی اگنی۔ وایو۔ آدیتیہ انگرہ اور برہما وغیرہ کا جو دنیا کے شروع میں ہوئے ہیں اور نیز ہم لوگوں انسان کا جو آگے ہونگے سب کا گرو ہے اور ہمیشہ غیر فانی ہے کیونکہ وہ وقت کی گرفت سے باہر ہے پاتنجل یوگ شاستر ادھیائے اپاد اسوتر ۲۶۔ جو آدمی سنسکرت سے ذرا بھی واقف ہے وہ معلوم کر سکتا ہے کہ جو کچھ دیانند نے یوگ شاستر کے سوتر کی شرح کے بہانے سے لکھا ہے اس کا سوتر سے ذرا تعلق نہیں۔ سوتر میں نہ وید کی قدامت کا ذکر ہے نہ وید کی سچائی پر بحث ہے سوتر کے الفاظ کا اصلی ترجمہ یہ ہے کہ پرمیشور پہلوں کا بھی گرو ہے کہ زمانہ کا اہیں تصرف نہیں ہے دیانند کا یوگ شاستر کے اس حوالہ سے یہ لکھنا کہ اسی پرمیشور کے رچے ہوئے ویدوں کی قدامت متحقق ہے وہ محض غلط ہے سوتر مذکور میں وید کا بالکل ذکر نہیں نہ قدامت اور رچنے کے معنے کا کوئی لفظ ہے دیانند کا قاعدہ ہے کہ اپنی طرف سے الفاظ بڑھا کر رشیوں اور منیوں سے منسوب کر دیتا ہے۔ اسپر بھی اتنا سلیقہ نہیں کہ رچنا کیا چیز ہے قدیم کسے کہتے ہیں چونکہ زمین آسمان بھی پرمیشور کے رچے ہوتے ہیں اسلئے وہ بھی اس کے قول کے مطابق قدیم ہونے چاہئیں۔ ویدوں کی کیا تخصیص ہے۔

پھر دیانند نے کپل اچاریہ کے سانکھیہ شاستر کے ادھیائے ۵ سوتر ۱۵ بھومکا صـ۲۲ کے معنوں میں ایجاد بندہ سے کام لیا ہے اُسنے ترجمہ کیا ہے کہ ویدوں کا ظہور الشیور کی قدرت سے ہونے کے باعث یعنی پرش (الشیور) کی طبعی یا ذاتی

(سرب چاری) قدرت کاملہ سے ویدوں کا ظہور ہونے کی وجہ سے ویدوں کو بنفسہٖ مستند (سوتہ پرمان) اور غیر فانی ماننا چاہئے۔ دیانند کے ترجمہ کا حاصل مطلب یہ ہے کہ سانکھ شاستر میں کپل رشی نے لکھا ہے کہ وید قدیم اور مستند بالذات ہے کیونکہ پرمیشور کی قدرت علمی سے ظاہر ہوا ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے غلطی کی دو وجہ ہیں اول یہ کہ کپل کے شاستر کے سوتر کا یہ مطلب نہیں ہے اور نہ سوتر مذکور میں وید کی قدامت پر بحث ہے بلکہ سوتہ پرمان (مستند بالذات) اور پرتہ پرمان (مستند بالغیر) کا مباحثہ ہے۔ دیانند نے جاہل چیلوں کو فریب دینے کے لئے قدامت وید کا تذکرہ اپنی طرف سے زائد کر دیا ہے کپل شاستر کے سوتر مذکورہ کے اصل معنی یہ ہیں کہ وید سوتہ پرمان ہے کیونکہ اسمیں ٹھیک ٹھیک گیان پیدا کرنے کی شکتی پائی جاتی ہے یعنی جو کوئی وید کو صدق دل سے پڑھ کر اسکے مطلب کو کماحقہ پہنچتا ہے اُسے خالق و مخلوق کا ٹھیک ٹھیک گیان حاصل ہوتا ہے چونکہ ویدوں میں اسطرح کی شکتی موجود ہے اسلئے وہ سوتہ پرمان ہے۔ یعنی خود بخود سند ہے اُسے دوسری سند کی ضرورت نہیں۔ وجہ دوم غلطی کی یہ ہے کہ اگر دیانند کا غلط ترجمہ قبول کیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ چرند پرند حیوان کل اشیاء قدیم ہوں کیونکہ جملہ اشیاء پرمیشور کی قدرت علمی سے ظاہر ہوئی ہیں کیونکہ خالق اُسی صورت میں خلق اشیاء کریگا جبکہ اول اُسے اُن اشیائے مخلوقہ کا پورا پورا علم ہوگا جیسے ایک کمہار برتن بناتا ہے اور اُسے برتن کا پہلے علم ہوتا ہے۔ پس اگر پرمیشور کی قدرت علمی سے ظاہر ہونا ہی قدامت کا سبب ہے تو ساری مخلوق قدیم ہوئی جو خیال باطل ہے ہمارے ترجمہ سوتر مذکورہ کے سچا ہونے اور دیانند کا ترجمہ خود ساختہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جو ترجمہ ہمنے کیا ہے وہی وگیان بھکشو بھاشیہ کار نے کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ "ویدوں کی اپنی ذاتی جو ٹھیک ٹھیک گیان پیدا کرنے والی شکتی یعنی قدرت ہے اُسکے منتر اور آیوروید میں حاصل ہونے سے سارے ویدوں کا سوتہ پرمان ہونا

ثابت ہوتا ہے نہ ویدوں کے مصنف پرمیشور کے یتھارتھ گیاتا سے ہونے کی جہت سے" حاصل مطلب یہ کہ وید کا مستند ہونا خود وید ہی کی ذاتی شکتی کی وجہ سے ہے نہ کہ اُسکے مصنف پرمیشور کی راستگوئی کی وجہ سے۔ پس یہ ویشیشک شاستر کے مصنف کناد رشی پر طنز ہے۔ کیونکہ وہ وید کو پرمیشور کا کہا ہوا ہونے کیوجہ سے مستند قرار دیتے ہیں۔ ہر دو رشیوں کے مذہب میں باریک فرق ہے دیانند کی مصنوعی تقریر دلیل عقلی اور گیان بھگشو کے مخالف ہونے سے قابل التفات نہیں ہے۔

پھر دیانند نے ویدانت شاستر ادھیائے ۱ پاد ۱ سوتر ۳ بھومکا صفحہ ۲۳ کا ویاکھیان کر کے بیاس جی پر اتہام لگایا ہے اُسنے ترجمہ کیا ہے کہ "رگ وغیرہ چاروں وید جو ہر قسم کے علوم کا مخزن ہیں اور مثل کتاب کل مطالب و معانی کو روشن کرتے ہیں اور تمام علوم کی کان ہیں ان کا مخرج (یونی) یا سبب (کارن) برہم ہے۔" اس سوتر میں قدامت کے معنے کا کوئی کلمہ نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے کہ شنکر اچاریہ نے اس سوتر کے معنے میں قدامت وید کا ویاکھیان کیا ہے شنکر بھاشیہ کے ہزار ہا قلمی و مطبوعہ نسخہ جات موجود ہیں دیانند نے خیال کیا ہوگا کہ شنکر اچاریہ کی مصنفہ بیاس کے سوتروں کا بھاشیہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ دیانند کی تحریر سے کہہ سکتے ہیں کہ دیانند نے شنکر بھاشیہ کا ہرگز مطالعہ نہیں کیا ورنہ وہ اسقدر خلاف واقعہ نہ لکھتا۔ گو دیانند شنکر اچاریہ کے مینتھ کے کسی سنیاسی کا چیلہ بھی رہ چکا ہے اور اس مینتھ کی دو چار کتب بھی دیکھی ہونگی مگر تا حال ان کے مینتھ سے محض ناواقف ہے کیونکہ شنکر اچاریہ کے مینتھ میں ایک برہم کے سوا کوئی چیز نتیہ اور قدیم نہیں صرف وید وغیرہ چند چیزیں ان کے مینتھ میں نادی اور انادی ہیں مگر آخرکار وہ بھی فنا ہونیوالی ہیں کیونکہ شنکر اچاریہ برہم کے سوا کسی دوسری کو نتیہ اور قدیم مانتا تو اس کا یہ مقولہ کہ اجام

کار ایک برہم حق ہے اور باقی کل باطل ہیں ہرگز ثابت نہ ہوسکتا۔ کیونکہ نتیہ
اور قدیم کی صفت یہ ہے کہ جو ہر سہ زمانوں میں معدوم نہ ہووے اس صورت
میں اگر شنکر اچاریہ وید کی نتیہ مانتا تو اس کا منتھ ہی غلط رد ہوجاتا اسلئے جو
کچھ دیانند نے شنکر اچاریہ کے حوالہ سے لکھا ہے محض افترا ہے خلاصہ یہ
ہے کہ نہ بیاس نے سوتر مذکور میں وید کی قدامت پر بحث کی ہے اور نہ شنکر اچاریہ
نے اس کے بھاشیہ میں وید کے قدیم ہونے کا بیاکھیان دیا ہے یہ دیانند
کی غلط بیانی ہے۔

یہانتک تو ہم نے ان شرتیوں اور سوتروں کے اصل معنی تحریر کئے
ہیں جنکو دیانند نے قدامت کے بارہ میں لکھے ہیں جنکو پرکھنا ہمارا فرض ہے۔
صوبہ کا صفحہ پر لکھتا ہے کہ عدم سے وجود کا ہونا ہرگز نہیں ہوسکتا ایسے
ہی وجود کا عدم بھی اصلاح نہیں ہوسکتا جو ستیہ ہے اُسی سے آگے پیدا
ہوسکتی ہے اور جو چیز ہی نہیں اس سے دوسری چیز کسی طرح نہیں ہوسکتی اس
قاعدے سے بھی ویدوں کو قدیم ہی ماننا ٹھیک ہے کیونکہ جسکی اصل ہی نہیں
ہوتی اسکی شاخ برگ شگوفہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جب پرمیشور میں بے
انتہا ودیا ہے تب ہی لوگوں کو ودیا کا اپدیش بھی کیا ہے اور جو پرمیشور
میں بے انتہا ودیا ہوتی تو وہ اُپدیش کسطرح کر سکتا۔ اور جگت کو بھی کیسے
بنا سکتا کیونکہ دنیا میں بے اصل کا ہونا اور بڑھنا غیر ممکن ہے اس سے ثابت
ہوا کہ پرمیشور سے وید ودیا کی اصل ہے

اگر دیانند کے پاس قدامت وید کی یہی عقلی دلیل ہے تو اسکے مطابق سب
خس وخاشاک قدیم ہوئے کیونکہ کل کی اصل پرمیشور سے ہے پرماتما کے بغیر کوئی
چیز نہیں ہے ہر شے اسکی محتاج ہے کیونکہ وہ مبدا کل اشیا ہے پس وید کی کیا
خصوصیت ہوئی پھر وہ لکھتا ہے کہ پرمیشور کے گیان میں ویدوں کو سدا

موجود رہنے سے سچے ارتھ والا اور نتیجہ سب لوگوں کو ماننا مناسب ہے"۔ اگر دیانند کے نزدیک پرمیشور کے علم میں ہمیشہ موجود رہنا ہی قدامت اور سچائی کا سبب ہے۔ تو تمام اچھی اور بری اشیا قدیم و سچی ہوں کیونکہ وہ ہمیشہ پرماتما کے گیان میں موجود مہیا ہیں یعنی جو کچھ ازل سے ابد تک موجود پذیر ہو گا وہ ابدًا پرمیشور کے علم میں موجود ہے یعنی اس کا علم ہمیشہ کل ذرات عالم پر حاوی ہے ایسا ایک ذرہ نہیں ہے جس پر ہر وقت پرماتما کا گیان محیط نہ ہو اس صورت میں اگر پرمیشور کے علم میں ہمیشہ موجود رہنا ہی قدامت کا باعث ہے تو کوئی چیز حادث نہیں ہے بلکہ سب قدیم ہیں پس وید کی کیا خصوصیت ہے اسی طرح اگر پرمیشور کے گیان میں ہمیشہ مہیا رہنا ہی سچائی کا باعث ہے تو جھوٹوں کا جھوٹ بھی سچ ہی ہووے کہ اس پر پرماتما کا گیان سدا احاطہ کر رہا ہے۔ بلکہ دیانند کے اس مسلہ سے لازم آتا ہے کہ حادث اور جھوٹ کا وجود ہی نہیں ہے بلکہ کل کے لئے قدامت اور سچائی لازم ہے کیونکہ کل اشیاء ہمیشہ پرمیشور کے علم میں موجود ہیں اور دیانند کی رائے میں یہی قدامت اور سچائی کا سبب ہے۔ پس وید کے لئے کسی طرح تخصیص ثابت نہ ہوئی۔ اگر اس صورت میں دیانندی کہیں کہ وید کے سوائے کوئی چیز پرمیشور کے گیان میں سدا نہیں رہتی تو محض غلط ہے کیونکہ یہ ماننے سے پرماتما کی عالم الغیبی اور ہمہ دانی پر بٹہ لگتا ہے کہ وہ خس و خاشاک کو ہر وقت نہیں جانتا بلکہ کسی وقت جانتا ہے اور کسی وقت نہیں جانتا۔ کیونکہ اشیاء مذکورہ ہر وقت اس کے گیان میں نہیں رہتیں۔ پس نہ وہ عالم الغیب رہا نہ ہمہ دان غرضیکہ دیانند نے جس قدر دلائل وید کی قدامت اور سچائی میں لکھے ہیں ان تمام سے وید کی قدامت باطل ہوتی ہے اب دیانند کوئی نئے دلائل پیدا کریں ہمارے بھائی دیانندیوں کو لا طائل دعووں کو ذہن رسا سے پرکھیں ہم انشاءاللہ دیانند کی تمام تصانیف کا ایک ایک لفظ پر بہت عمدہ بحث کر کے عوام کو اس مفتن کی اصلیت سے مطلع کرتے رہا کرینگے۔

وما توفیقی الا باللہ

حقیقت وید
بجواب
قدامت وید

رد آریہ مسافر میگزین جلد ۶ عدد ۱ ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء
سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۶ عدد ۷ بابت یکم جولائی سنہ ۱۹۰۲ء

یہ اظہر من الشمس ہو چکا ہے کہ دیانندی اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی صحیح صحیح شجرہ و روایت وید دربارہ قدامت وُنیا نہیں دے سکتے۔ اور نہ دے سکینگے مقتول مکذب تھے اور اسکے بعد یوگندر پال نے بزعم خود گپیں ہانک ہانک کر دنیا کی سبھا دسب یاں وید کرنی چاہی ہے اول تو یہ رائیں جو مقتول نے اپنی تاریخ دنیا میں اور یوگندر پال نے اس سے چُرا کر آریہ مسافر میں درج کی ہیں اُن لوگوں کی ہیں جنکے دیگر بیانات دربارہ وید کو دیانندی ہرگز نہیں مانتے اور کڑوی کڑوی تھو تھو میٹھی میٹھی ہپ کے مصداق بن رہے ہیں دوم یہ رائیں بھی بوجہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھنے کے قابل وقعت نہیں خصوصًا جبکہ شجرہ کسی کے پاس بھی نہیں صرف آراء ہی ہیں ہم بڑے خوش ہوتے اگر مقتول یا یوگندر پال وغیرہ دیانندیاں میں سے کوئی اپنے باپ دادوں کی تواریخ کے واقعات ترتیب وار مصنفان وید تک ملاتا۔ وہ اس بارہ میں بہ نسبت ان مختلف راؤں کے زیادہ معتبر ہوتے کیونکہ عوام کو اُن کے پرکھنے کا کافی موقعہ مل جاتا۔ ایسی لاطائل اور فضول تحریر سے دیانندیں کی کمزوری ثابت ہو رہی ہے۔ اگر اسکی بجائے دیانندی ایک ایسی تاریخ بناتے جیسی دیانند نے اُپدیش منجری میں لکھی ہے اور اُسکے ساتھ سنین لگاتے تو بہت بہتر ہوتا۔ بہرحال جب تک وہ اپنی گھر کی تواریخ کا سلسلہ وید تک نہ پہنچائینگے اُن کا بے دلیل دعوے قابل سماعت نہیں امید ہے یوگندر پال اس کمی کو پورا کرے گا۔ پھر ہم اس کا دیانندی پول عوام کے سامنے ظاہر کرینگے۔

دیانندی۔ چونکہ آریہ دھرم روح و اُسکے اعمال اناوی دپرواہ سے اناوی مانتا ہے اسلئے ان اعمال اور اُپدیشوں کے زمانہ کی ابتداء اور انتہا نہیں ہوسکتی۔

مسلمان لالہ جی اپنے ڈھکوسلوں سے کام نہیں چلتا جبکہ ویدایشور کا گیان ہیں جو اُسکی صفت ہے۔ اور صفت موصوف سے کبھی جدا نہیں ہوسکتی پھر خدا کی صفت میں یہ قدیم بزرگ کہاں سے آگئے اور صفت سے پہلے کیسے گذر چکے۔ پھر اُس منتر کا لچر پن اس سے ظاہر ہے کہ بزرگوں کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا مگران کے نیک کاموں کی تفصیل ندی۔ کیا دیانندی اپنے بزرگ باپ دادوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ اُن پر لعنت بھیجتے ہیں۔

لالہ جی نے سانپ بچھو کی خوب مثال دی ہے اجی جناب مخلوق اور حادث چیز کی قدیم صفات رکھنے والی چیز سے کیا نسبت۔ شاید آپکو یاد ہوگا آپنے اپنی جہالت سے اپنی دوورقی "کلام آلہی" میں اس منتر سے علم تاریخ کا اصول لکالا تھا۔ مگر شاید یہاں آپ بھول گئے۔ جس وقت آپ اپنی لایعنی تحریر کو کتاب حدوث وید کے مقابل رکھ کر پڑتال کریں گے۔ تو آپ کو معلوم ہوجائیگا۔ کہ آپنے کیسی ڈھکوسلہ بازی کی ہے۔ اور کس بات کا جواب دیا ہے۔ تمہارے مقتول کی تاریخ دنیا کی کیفیت عنقریب ظاہر کی جائے گی۔ تسلی رکھیں۔

(محمد منظور انسی بھنشہ)

معضرت

امید ہے کہ ہمارے ناظرین توقف کا باعث رسالہ ۱۲-۱۳ سے معلوم کرچکے ہونگے ہم امید کرتے ہیں کہ ناظرین بہت توجہ فرماویں گے تا کہ آئندہ رسالہ کی روانگی میں توقف نہ ہوا کرے۔ والسلام اینجا

پچاس روپے انعام

ہر ایک آدمی کو چھوٹے سائز کا ایک کارڈ میں مضمون خوشخط لکھکر ہماری طرف بھیجنا چاہیے مضمون "سنون سنون سنون"۔ اس کارڈ پر سوائے لفظ سنون کے اور کسی قسم کا مضمون نہ ہو۔ پچیس سطر دلنشیں زیادہ نہ ہوں اور ہر سطر کے آخیر پر لفظ سنون کی میزان ہو جن میں انتخاص کے کارڈوں پر لفظ سنون سب سے زیادہ دفعہ لکھی ہوئی ہوگی ۔ انکو ۲۶ فروری ۱۹۱۰ء کو انعام حسب ذیل دیے جائینگے۔ اول پچیس روپے ۔ دوئم پندرہ روپے ۔ سوئم دس روپے ہر ایک کارڈ بھیجنے والے شخص کو دس آنے نقد ہمراہ کارڈ بھیجکر سنون مقوی دندان کا ایک بکس خریدنا ہوگا۔ کارڈ کے آخیر پر اپنا پورا پتہ و لفظ سنون کی کل میزان خوشخط لکھیں۔ آپ جلد کوشش کریں ایسے نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ کھوئیں۔ اور اس سنون مقوی دندان کو جو کہ جنبش دندان ۔ درد دندان و امراض سوڑہ وغیرہ کیلئے ازبس مفید ہے۔ ایکدفعہ آزما کر فائدہ اٹھائیں اور ہماری راست گوئی کی داد دیں قیمت سنون مقوی دندان ہر تولہ ایک روپیہ

المشتہر ایم امام الدین منیجر دی نیو یونین ایجنسی شہر سیالکوٹ

اسلامی کتابوں کا سلسلہ

پانچ کتابیں اس سلسلہ کی بالکل تیار ہیں جن میں سے اسلام کی پہلی کتاب میں ایمان و عقائد کا مفصل حال ہے اور دوسری کتاب میں نماز اور نماز کے کل احکام کا تفصیل بیان ہے تیسری کتاب میں روزہ کا مفصل بیان چوتھی میں زکوٰۃ کا اور پانچویں میں صرف حج کا ذکر ہے ہر ایک کتاب کے ساتھ آخر میں نظم بھی ہے جو بچوں عورتوں اور تمام مسلمانوں کے لیئے نہایت مفید ہے۔ اس سلسلہ جدیدہ میں سلاست کا بڑا لحاظ رکھا گیا ہے ۔ کہ عبارت عام فہم اور سلیس ہو سرکاری کتابوں کی طرح سلسلہ وار بچوں کی استعداد کے موافق برابر چلی جائے ۔ متواتر اضافتوں عطفی ترکیبوں اور مشکل الفاظ سے کتابوں کو بھر نہیں دیا گیا جو بچوں کے لئے گھبرا دینے والی بات ہے۔ پانچوں کتابوں میں اسلام کے پانچوں ارکان کا بیان ہے اور ایسا تفصیل کے ساتھ کہ ضروری مسئلہ کوئی بھی چھوڑا نہیں گیا۔ ان کتابوں میں وہ مسائل ہیں کہ بہت سا روپیہ خرچ کرکے اور کثرت کے ساتھ کتابیں منگا کر بھی اتنے مسائل نہیں مل سکتے۔ ایک ایک کتاب میں ایک ایک رکن کا مفصل حال بیان ہے۔ زکوٰۃ کے مسائل دیکھو تو اُسے تفصیل کے ساتھ کہ کوئی مسئلہ کسی عالم سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی علیٰ ہذا القیاس حج اور روزہ غرض پانچوں طالبان علم دین کیلئے کافی وشافی ہیں قیمت ہر حصہ بتفصیل ذیل اسلام کی پہلی کتاب ۲۶ صفحہ ۱؍ ایضاً دوسری ۸۰ صفحہ ۲؍ تیسری ایضاً ۸۰ صفحہ قیمت ۳؍ چوتھی ۸۰ صفحہ ۴؍ ایضاً پانچویں ۹۶ صفحہ قیمت ۵؍

تمام درخواستیں بنام اڈیٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے ہوں

منشی کریم بخش اڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

جلد ۶ — رجسٹرڈ ایل [illegible]

★ قیمت سالانہ پیشگی معہ محصولڈاک عہ — نمبر ۱۵

رسالہ

پندرہ روزہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ماہ شعبان ۱۳۲۶ھ | پندرہ روزہ | مطابق یکم نومبر ۱۹۰۸ء

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

یعنی اعلیٰ درجہ کی جیبی حمایل شریف مترجم بالمقابل

مفت! مفت!! قریباً مفت!!!

سابقہ نمبروں میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ تمام خریداران انوار الاسلام صرف ایک ایک کاپی قرآن مجید کی ہمراہ کتب سلسلے کی مفت طلب فرمائینگے تو انوار الاسلام کے لئے بجائے ایک مشین کے

معذرت رسالہ نمبر ۱۳ تا ۱۵ [illegible] پہنچتے ہیں اسکو عقب رسالہ ۱۶-۱۷ بہت جلد اپنی شعاعوں سے بہرہ ور کریگا اور آئندہ بفضل خدا تاریخ مقررہ پر حاضر ہوا کریگا - مینجر

دو تین مشینیں آسکتی ہیں۔

ہم اون احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس پنجابی مثل کو مد نظر رکھکر کہ نالے حج نالے دنج دفتر انوار الاسلام سے تین تین روپیہ کی کتابیں طلب فرما کر اعلےٰ درجہ کی جیبی حمائل شریف مفت میں حاصل کی۔ علاوہ اسکے ابھی بہت سے احباب کی درخواستیں زیر تعمیل ہیں جو بسبب ہونے پیارے نبی کے پیارے حالات کے بصد مشکل ۱۵ دسمبر ۱۹۰۸ء تک تعمیل ہونگی۔ کیونکہ پیارے نبی کی پیارے حالات دوبارہ چھپ رہے ہیں۔

سوالیئے

ہم اُن حامیان انوار الاسلام کو توجہ دلاتے ہیں کہ جنہوں نے ابھی تک اِس موقع کیطرف خیال نہیں فرمایا۔ جسکی طرف توجہ فرمانا ہر ایک اہل اسلام کا فرض ہے۔ سو آج ہم تمام ناظرین انوار الاسلام کو مژدہ دیتے ہیں کہ ہمنے حمائل شریف کی مُفت دینے کی میعاد ایک ماہ اور زیادہ کردی ہے یعنی بجائے اخیر نومبر کے اخیر دسمبر ۱۹۰۸ء تک صرف تین روپیہ کی خریداری پر دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید مفت دیا جاویگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ سب حامیان اسلام بہت جلد رسالہ ۱۲-۱۳ کو ملاحظہ فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع دینگے تاکہ رسالہ بہت جلد وقت پر ہو۔ والسلام

مہتمم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے ایک نوعمر طالب العلم نے ایک جعلی مسلمان کی تحریر کا مختصر جواب دیا ہے اسلئے ہم اپنے ایک نئے پودے کے بڑھنے کی خاطر شروع صفحوں پر اس مضمون کو جگہ دیتے ہیں تاکہ ہمارے طالب العلم کا دل کھلے اور بڑے زور و شور سے حق کی حمایت کرنے سے نہ رکے۔ ایڈیٹر

ایک جعلی مسلمان

۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے شکاری میں ایک تحریر بعنوان "ایک مسلمان بھائی کی گھبراہٹ" میری نظر سے گذری جسکے راقم کوئی میاں عبد الرحیم صاحب ہیں۔ لیکن طرز تحریر اور مسایل مذہبی سے ناواقفیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ یہ چاتر کسی چاتر آریہ بیر کی ہے جو بخیال خود اپنے فترو سے اسکی وردی پہن کر سنگرام کرنے کو ادیت ہو کر رنگ میں آبرلتے ہیں۔ مگر ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

اب ہم اپنے مندرجہ صدر دعوی کے ثبوت میں اسی چھپے رستم دیانندی کی تحریر کو بلفظہ مع تشیہ زاید ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ انصاف پسند ناظرین پر اسکی پول اچھی طرح کھل جائے۔ وھو ھذا

قولہ - میں عرصہ سے برائے نام مسلمان ہوں۔

اقول - آپکا برائے نام مسلمان ہونا بھی آپکے مُنہ کی بات ہے۔ درحقیقت آپ کوئی ڈرپوک دیانندی ہیں ورنہ مستورات کی طرح پس پردہ ہی باتیں نہ بناتے۔ اور نام کے ساتھ محل سکونت وغیرہ کے ظاہر کرنے سے نہ ہچکچاتے ؎

درون جامہ پنہاں کردہ برص لیکن بچشم اہل بصیرت برہنہ می آئی

قولہ - باوجود بہت سے مذہبی مطالعہ کے مذہب اسلام سے میری تسلی نہیں ہوئی اور نہ ہی ایک بیکار و بس پیش آئی ہیں۔ جنسے دل نہایت بیقرار ہو گئے ہیں ؟

اقول۔ ہاں ذرا بتائیے تو سہی آپنے کون کون سی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ زیادہ نہیں تو تین چار کتابوں کے نام تو گنائے ہوتے۔ سنو! مسلمانوں کی الہامی کتاب ہے فرقان حمید اور وہ کبھی آپکے فرشتہ خاں نے بھی نہیں دیکھی۔ کیونکہ آپنے ایک دفعہ بھی قرآن شریف کا بنظر امعان مطالعہ کیا ہوتا تو پہلا اور پانچواں سوال کرنے کی تو ہرگز جرأت نہ کرتے۔ پھر میں نہیں جانتا۔ کہ آپ کا مذہبی مطالعہ کیا معنی رکھتا ہے اور باقی رہی آپکی بیقراری اسکا مبدٔ کچھ اور ہوگا (نیوگ تو نہیں؟)۔

قولہ۔ کئی دفعہ بعض مولوی صاحبان اور دیگر مسلمان بھائیوں سے عرض کیا گیا جنسے بجائے تسلی کے غصہ اور لڑائی پر تیار ہو جانے کے کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا +

اقول۔ مہربانی فرماکر انمیں سے چند مولویوں کے نام ہمیں بھی بتا دیجئے تاکہ ان سے پوچھا تو جائے۔ کہ اگر آپ سے جواب شافی بن نہ آیا۔ تو یہ تمہارا قصور تھا۔ خواہ مخواہ میں ہمارے محقق بے بدل میاں عبدالرحیم کے ساتھ آمادہ پیکار ہونے کا انکو کیا حق حاصل تھا؟ وہ مسلمان بھی کوئی آپ ہی جیسے اور پڑھے نہ لکھے محمد فاضل ہونگے۔ الجنس میل الجنس +

قولہ۔ اور جب کسی مسئلہ پر انکو قایل کیا گیا (کیوں نہو چشم بددور۔ ضرور آپنے قایل کر لیا ہوگا ع ع) تو یہ کہکر ٹالدیا کہ "شرع مبارک میں تمہاری عقل نہیں پہنچ سکتی" (بھلا آپکے ایسے امام فن مناظرہ کے سامنے ان بیچاروں کی کیا چل سکتی تھی۔) لیکن ان باتوں سے دلکو کیا تسلی حاصل ہوسکتی تھی۔ آخر یہی بن آیا کہ دلی خیالات کو کسی اخبار میں طبع کرا دیا جائے شاید کوئی صاحب توجہ فرماکر تسلی بخش جواب دیں جس سے دلکو تسکین ہو +

اقول۔ آپ ان خیالات کا تسلی بخش جواب مسلمانوں سے چاہتے تھے یا دیانندیوں سے؟ بقبول شق اول آپ کو لازم تھا۔ کہ یہ سوالات پہلے کسی اسلامی مذہبی پرچہ مثل رسالہ ہذا یا ضیاء الاسلام والنذیر وصدر درد اسلام آگرہ یا الہدیٰ وغیرہ میں شایع کرتے اگر انسے بھی آپکو جواب باصواب نہ ملتا یا آپکی تسکین نہوتی۔ تب آپ بڑے زور و شور سے

کہہ سکتے تھے۔ کہ لوگو باسلمانوں سے مجھے تسلی نہیں ہوئی۔ بلکہ کہنے کی بھی ضرورت نہ رہتی
زبان خود جان جاتا۔ مگر اس طرح تو وہ کرے جسکو نیک نیتی کے ساتھ تحقیق حق منظور ہو۔ ورنہ
گوئے بد را بہانہ بسیار" ۰

قولہ۔ مذکورہ بالا خیالات میں سے چند ایک یہ ہیں اسلام میں نجات کس طرح ہوگی
اور نجات شدہ کہاں رہینگے وہ جگہ کتنی دور ہے اور کس جگہ واقع ہے نجات شدہ لوگ
مجسم ہونگے یا غیر مجسم انکی سب سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی۔ کیونکہ مینے جہانتک اسلام کی کتابیں
مطالعہ کی ہیں یہی پایا جاتا ہے۔ کہ نجات میں حور غلمان اور شراب سے بڑھکر کوئی خوشی
نہیں ہوگی۔ اگر واقعی یہی ہے تو اس میں سوائے شہوت پرستی اور نفسانیت کے اور
کیا ہے ۰

اقول۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ جاننا چاہیئے کہ نجات کہتے ہیں قہر و عذاب الٰہی سے بچ جانیکو
اور وہ منحصر ہے گناہ و معصیت سے محترز رہنے پر۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واما من خاف
مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هي المأوىٰ ترجمہ
اور جو شخص کہ (دنیا میں) ڈرا اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہونے سے اور روکا
نفس کو خواہشات بیجا سے پس تحقیق بہشت وہی مکان اسکے لائق ہے اور
فرمایا سبحانہ وتعالیٰ قد افلح من زكىٰها وقد خاب من دسىٰها یعنی
تحقیق خلاصی پائی جس شخص نے پاک کیا اس (نفس) کو اور اپنا نقصان کیا جس نے
گمنام کیا اسکو اور خاک میں ملایا۔ بعد ازیں اب دیکھنا چاہیئے کہ گناہ ہے کیا چیز
سو گناہ کہتے ہیں خلاف مرضی الٰہی کو اور طاعت کہتے ہیں موافق مرضی الٰہی کو اور
وہ بادشاہ مطلق جل جلالہ اپنی مرضی ظاہر کرتا ہے۔ اپنے مقربین پر۔ پھر وہ اُسکے حکم
کے موافق۔ اور بباعث غایت محبت و مشقت کے جو انکی ذوات مقدسہ میں ودیعت
ہوتی ہے۔ اس سے خلق اللہ کو مطلع فرماتے ہیں۔ درینصورت جو شخص انکی پیروی

کرتا ہے گویا خداوند عالم ہی کی پیروی کرتا ہے اور یہی پیروی موجب نجات ہی ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ پھر آپنے پوچھا نجات شدہ آدمی کہاں رہینگے اور وہ جگہ کتنی دُور ہے اور کس جگہ واقع ہے۔ پس عرض یہ ہے کہ نجات یافتہ آدمی بہشت میں رہینگے اور وہ یعنی بہشت اپنے مستحقین سے اتنا بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک ہے جتنے اُنکی روحوں سے اُنکے اجسام۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت ہے جو اُسدن بہشت شکل میں متشکل ہوگی بلکہ ہے وان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین +

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک بہشت اور اس کے نعما انسان کا ایمان اور اُسکے اعمال صالحہ و ملکات فاضلہ ہی ہیں جو اُس دن مختلف اشکال میں صورت پذیر ہونگے۔ کما ورد فی الحدیث۔ ان ارض الجنۃ قیعانٌ وغراسہا سبحان اللہ وبحمدہ یعنی بے شک زمین جنت ایک چٹیل میدان ہے اور اُسکے اشجار تسبیحات و تحمیدات ہیں اور قرآن شریف میں تو یہ اسرار نہایت تفصیل کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ مگر ہم بخوف تطویل صرف ایک ہی آیت پر اقتصار کرینگے جس کے معانی میں غور کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ پر شراب جنت وغیرہ کی کیفیت بھی کسیقدر منکشف ہو جائیگی اور جان لوگے اور وہ کوئی انوکھی چیز نہیں ہے۔ بلکہ ابرار و احرار اسی عالم میں اُسکی کیفیات سے محظوظ ہو کر جاتے ہیں ہاں اتنا فرق ہے کہ یہاں اجمال ہے وہاں تفصیل ہوگی، کما قال اللہ تعالیٰ ان الابرار تحقیق نیکوکار (جو ہرگز تا بمقدور کسی کا حق تلف نہیں کرتے اور اپنے اور دوسرے بنی نوع کے حق میں احسان منظور رکھتے ہیں اور پروردگار کی امر و نواہی کی طاعت کا قصد کرتے ہیں جب تک دنیا میں زندہ ہیں) یشربون پیتے ہیں (ایک دو گھونٹ) من کاس۔ اس پیالے میں سے جو محبت الٰہی اور شوق وصال الی اللہ کی شراب سے مالا مال و لبریز ہے مقربین سے ؟ چھتے اور ان ایک دو گھونٹوں کے پینے سے اُن کو

بیخودی حاصل ہو جاتی ہے اور دنیوی علاقوں کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ مگر چونکہ یہ دو تین گھونٹ
ان میں استعداد تاثیر نہیں کرتے کہ یہ حالت ہمیشہ رہے۔ لہذا اسکے اثر کی پائندگی اور
تقویت کے واسطے کَانَ مِزَاجُهَا ملایا جاتا ہے اس پیالے میں یعنی بطور سرمہ کے
چھڑکا جاتا ہے کَافُوْرًا کافور (کہ مقوی روح ہے اور مفرح دل اور بوئے خوش و رنگ
نورانی رکھتا ہے اور دلکو نایافت کی جلن التفات علایق دنیوی اور ماسوی اللہ کی
محبت سے سرد کرتا ہے اور باطل نیتوں اور فاسد خطروں کی اصلاح اصلاح کرتا ہے لیکن
یہ کافور دنیوی کافور نہیں جو محض ظاہر بدن سے مخصوص ہے بلکہ ہماری مراد کافور سے) عَیْنًا
چشمہ ہے (عالم روحانی میں کہ اسکا پانی انہیں کیفیتوں کے ساتھ آدمی کے باطن میں جس سے
مراد اس کے لطائف نفس اور قوائے نفسانیہ ہیں تاثیر کرتا ہے) یَّشْرَبُ بِهَا پیتے ہیں
اپنے ہر پیالے کو اس چشمہ کے پانی سے لبریز کرکے عِبَادُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے خاص
بندے (ہرگز کسی کی بندگی کا طوق اپنی گردن میں نہیں ڈالتے اور ہر حرکت و سکون
میں خدا کی طرف نظر رکھتے ہیں اسی کی رضا کے جویاں ہیں اور اپنے ثواب و جزا کی
طرف بھی التفات نہیں کرتے ہیں اور اپنے اعمال پر بھی بھروسہ نہیں رکھتے) یُفَجِّرُوْنَهَا
تَفْجِیْرًا۔ خوب جاری کرتے ہیں اس چشمہ کو اپنے ہر عمل میں پس گویا وہ اُن کے تصرف
میں ہے اور اُن کی خاص ملک ہے۔ اور مولانا جلال الدین رومی بھی اپنی مثنوی میں اسبات
کے اثبات کے بعد کہ (انسان کے ہر بھلے بُرے کام کا ایک اثر خاص ہے۔ اور ہر
نیک و بد عمل کے بعد اسکا رنگ روح پر جمتا ہے اور) آدمی کا ہر ایک کام خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا
عالم مثال میں اپنی مناسب کی صورت میں متشکل ہوتا ہے اور قیامت تک اور بعد
اسکے جو کچھ صورتیں بنا کر وہ عمل ظاہر ہوگا وہ سب باتیں اس میں اسوقت بالقوہ موجود
ہوتی ہیں اور آناً فاناً وہ سب ظاہر ہوتے ہیں۔ جس طرح درخت کے وہ سب حالات
جو کہ اس تخم سے برآمد ہوتے ہیں خیالی نہیں اسی طرح اعمال کا اپنی مناسب صورتوں میں

ظاہر ہوتا بھی خیالی باتیں نہیں ہیں) ان چار نہروں کی بابت جنکا ذکر سورہ محمدؐ میں ہے
جو کچھ فرمایا ہے اُسکی تائید میں ہے کما قال ؎

آب صبرت آب جوئے خلد شد * جوئے شیر خلد مہر تست و وُد
ذوق طاعت گشت جوئے انگبیں * مستی و شوق تو جوئے خمر بیں
ایں سببہا چوں بفرمان تو بود * چار جو ہم مر ترا فرماں نمود
ہر طرف خواہی روانش مے کنی * ایں صفت چوں بدچناں‌ش میکنی

اسی کی مؤید ہے وہ جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر القرآن میں لکھا ہے (جہاں عذاب قبر اور عذاب آخرت کی یہ تشریح کی ہے کہ انسان میں جو رذیل اخلاق ہیں اُنہی کو سانپ اور بچھو سے تعبیر کیا گیا ہے) اور یہ راز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ انما ھی اعمالکم ترد علیکم یعنی یہ تمہاری اعمال ہی ہونگے جو تمہارے سامنے آئیں گے اور یہی معنی ہیں خدا تعالیٰ کے اس قول کی کہ یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا بلکہ یہی حقیقت ہے خدا کے اس قول کی کہ کافر لوگ عذاب میں جلدی کرتے ہیں حالانکہ جہنم نے کافروں کو چاروں طرف سے چھالیا ہے۔"
اس قول میں خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ چھالیا ہے یہ نہیں کہا کہ آئندہ چھالیگا (پس ثابت ہوا کہ کفار کا کفر ہی جہنم ہے جو اُنپر محیط ہے۔ اور اس قول کی کہ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِھِمْ سُرَادِقُھَا اور نہیں فرمایا یحیط بہم۔ یہی معنی ہیں اس شخص کے قول کے جو کہتا ہے دوزخ و بہشت پیدا ہو چکے ہیں۔ تو اگر تم مطالب کو اس طرح نہیں سمجھتے تو تم قرآن کے مغز تک نہیں پہونچتے بلکہ تمکو صرف چھلکے سے کام ہے الی آخرہ قولہ رحمہ اللہ تعالیٰ *

المختصر عالم آخرت اسی عالم کا دوسرا پہلو ہوگا۔ رحمت الٰہی جنت کی شکل میں نمودار ہوگی اور جناب رؤف الرحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عامہ۔ حوض کوثر

کی صورت میں ظاہر ہوگی (اور اس حصہ ہی لوگ بہرہ یاب ہونگے جو یہاں آپکی نبوت عامہ سے مستفیض ہو چکے ہیں) صراط مستقیم یعنی شریعت حقہ پلصراط بن جائیگی (جو یہاں شرع شریف پر مستقیم ہے وہاں بھی اسپر سے پار اتر جائیگا) اور حور عین عالی شان محلات انگور و انار وغیرہ جنکو قرآن اور احادیث میں بندوں کے محاورہ کے مطابق اس دنیا کی عمدہ عمدہ چیزوں کے ساتھ تشبیہ دیکر بیان فرمایا ہے وہ سب منعم حقیقی کی نعمتیں اور نیک بندوں کی خواہشیں متمثل ہو ہو کر ظاہر ہونگی۔ اب جیسا کہ دنیا میں مختلف مراتب کے لوگ ہیں اکثر صرف غذا و لباس وغیرہ ہی پر مفتون ہیں جو اُن سے عالی رتبہ وہ ان چیزوں پر دل سے شیدا نہیں ہیں اور ننگ و ناموس کے طالب ہیں لیکن جو لوگ صاحب نفوس قدسیہ ہیں اُن کے نزدیک معارف اور حقائق کے سوا سب چیزیں حقیر ہیں چنانچہ حضرات صوفیہ مشاہدۂ الٰہی کے سوا اور کسی چیز کے خواہاں نہیں ہیں بنابریں عالم آخرت میں جیسی جیسی اعلیٰ لوگوں کی خواہشات ہونگی۔ ویسی ہی اعلیٰ نعمتیں اُنہیں حاصل ہونگی لکم فیھا ما تشتہی انفسکم ولکم ما تدعون اور سب سے بڑی نعمت دیدار الٰہی ہوگا وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ ✦

اور یہ جو آپنے لکھا ہے کہ سوائے شراب و کباب حور و غلمان کے بعض مسلمانوں کی کتابوں میں کوئی نعمت نہیں دیکھی آپکی خبث باطنی پر دلالت بینہ ہے۔ پھر آپنے پوچھا کہ نجات شدہ لوگ مجسم ہونگے یا غیر مجسم؟ ✦

پس واضح ہو کہ نجات یافتہ لوگ مجسم ہونگے۔ مگر اُن کے اجسام لطیف و منور ہونگے وصحت فنا و زوال سے مبرا۔ یہاں جسمانیت کو غلبہ ہے وہاں روحانیت کو گو فہم تر ہے

سوال نمبر ۲

نماز پانچ وقت کی بجائے ایک وقت کیوں نہیں پڑھی جاتی؟ پانچ وقت پڑھنے سے کیا فائدہ ہے؟ حالانکہ وہی مطلب ایکدفعہ پڑھ لینے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے اور بار بار قواعد کرنے میں کیا فلاسفی ہے۔ کیا ہمیشہ کر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی؟

اقول - مسٹر پرشن نے تو آپ کی بدعی کی رہی سہی قلعی بھی کھولدی - سچ ہے ۔

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد ۔ عیب ہنرش نہفتہ باشد

اے نادان سایل! خدا تجھے عقل سلیم عطا فرمائے۔ سُن تیرے قول کے موافق نماز اگر پانچ وقتوں کی بجائے ایک ہی وقت میں پڑھ لی جائے - تو دو حال سے خالی نہیں میں نے یا تو اسی قدر رکعتیں پڑھی جائیں گی جتنی پانچوں وقتوں میں پڑھی جاتی تھیں کچھ گھٹا نہیں جائیں گی - سو پہلی صورت میں تو تکلیف ما لایطاق ہوجائیگی وَلَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا کیونکر اسبات کو تو نادان سے نادان آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ کسی شخص کے سر پر یک لخت دو من بوجھ لاد دینے میں بجز اسکے کہ اسکی گردن ٹوٹ جائے اور کچھ نتیجہ نہیں نکل سکتا حالانکہ اسی بوجھ کو تھوڑا تھوڑا کرکے وہ بآسانی دوسری جگہ پہونچا سکتا ہے - اور نماز خاص و عام سب پر فرض ہے - پر عوام چونکہ ایک وقت میں استقدر عبادت کے متحمل نہیں ہوسکتے تھے لہذا علیم و حکیم نے اسکو پانچ وقتوں پر منقسم کردیا اور دوسری صورت تو تمہارے سوال ہی سے متعلق نہیں - اس لئے ہمکو جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں - کیونکہ تم نے زیادتی رکعات پر کوئی اعتراض نہیں کیا ۔

رہا آپکا یہ سوال کہ کیا خدا کی عبادت بیٹھ کر نہیں ہوسکتی؟ سو جاننا چاہئے کہ عبادت میں جس قدر تعظیم ہوسکے بہتر ہے - اور دست بستہ کھڑے ہونے میں بیٹھنے کی نسبت زیادہ تعظیم پائی جاتی ہے - کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ مجازی حکام کی کچہریوں میں تو عجز و نیاز کے ساتھ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہو اور حاکم حقیقی کے دربار میں کھڑی ہونے سے کتراتے ہو (باقی آیندہ)

ہماری ہاں

ایک کتاب عشرہ کاملہ جسمیں آریوں کے دس اعتراضوں کے مفصل جواب ہیں حجم قریبًا ایکہزار صفحہ - قیمت . . . . عصہ

دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

اخبار منش سدھار ملتان

کی

کھلی چٹھی کا جواب

اخبار منش سدھار ملتان میں ایک صاحب ویانندی گورکھ دھندے کی تعریف میں بے ہنگم سُر الاپ رہے ہیں۔ اور اسلام جیسے روحانی اور عملی مذہب سے بیزاری ظاہر فرما رہے ہیں۔ اُن کی چٹھی کا مختصر جواب ہمارے دوست منشی منظور الٰہی صاحب نے لکھکر ارسال فرمایا ہے۔ تفصیلی جواب کے لئے نامہ نگار صاحب منشی صاحب کے پاس چلے جائیں۔ وہ ہر وقت اُنکی تسلی کے لئے تیار ہیں۔

بہشت کی نعمتوں اور شراب پر جو نامہ نگار صاحب کا اعتراض ہے وہ زینہ انصاف سے نہایت ہی گرا ہوا ہے۔ جب اُس شراب کی تعریف ہی طہورا[1] ہے یعنی دلوں کو حُب ماسوی اللہ سے پاک کرنے والی۔ تمام خبث اور لوث کو دور کرنے والی۔ محرک عشق الٰہی جس میں نہ کوئی بیہودگی اور نہ گناہ کی بات ہے (لا لغو فیہا ولا تاثیم) تو اُسپر اعتراض کرنا نہایت درجہ کی حماقت۔ جہالت۔ سفاہت اور ہٹ دھرمی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے نعماء جنت کی نسبت قرآن شریف میں صاف فرماتا ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔ کوئی جی نہیں جانتا کہ اُن کے لئے کیا مخفی رکھا گیا ہے جس سے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی

[1] جس شراب کی یہ صفت ہو اس کے لئے قمپرنس سوسائٹیوں کی کیا ضرورت ہے؟ غور تو کرو۔

بدلا ہے ان کا جو وہ دنیا میں نیک اعمال کماتے تھے۔ اور رسول خدا فرماتے ہیں کہ اللہ نے اہل ایمان کے لئے وہ نعمائے روحانی و جسمانی تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر گذریں پس جب تمام نعماء جنت ماخطر علی بال بشر کی قبیل سے ہیں تو اشیاء دنیا پر انکو قیاس کر کے انپر اعتراض کرنا کس قدر بے توفی اور تفسیر القول بمالا یرضی قائلہ کی قسم سے ہے۔ ان لوگوں کو سمجھ تو کچھ ہوتی نہیں۔ قرآن شریف کو کبھی غور سے پڑھتے نہیں اور عیسائیوں کی کاسہ لیسی کرتے ہوئے مکھی پر مکھی مارتے چلے جاتے ہیں۔ بہشت میں کھانے پینے وغیرہ پر اعتراض ہو تو پنڈت دیانند جی سے دریافت کر کے تسلی کر لو۔ وہ ستیارتھ صفحہ ۲۱۳ میں صاف لکھتے ہیں۔ کہ مکتی میں محبت۔ نفرت۔ سننا۔ چھونا۔ دیکھنا۔ چکھنا۔ سونگھنا وغیرہ قوتیں برابر قایم رہتی ہیں۔ یہ چکھنا بغیر زبان کے کیسے ہو سکتا ہے۔ سونگھنا بغیر ناک کے کیسے ممکن ہے۔ چھونا بغیر قوت لمس کے کب ہو سکتا ہے۔ دیکھنا آنکھوں کے بغیر کیونکر ممکن ہے۔ محبت نفرت وغیرہ انسانی صفات ہیں ہے نہ مجرد روح کے ہے۔ پس جب یہ سب باتیں مکتی میں موجود و مسلم ہیں تو کچھ شبہ نہیں کہ مکتی میں انسان کو ایک قسم کا جسم ہی ملتا ہے خواہ کیسا ہی لطیف کیوں نہ ہو اور یہی مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ مجرد روح نہ سن سکتی نہ دیکھ سکتی ہے۔ نہ سونگھ سکتی نہ چکھ سکتی نہ محبت و نفرت وغیرہ ظاہر کر سکتی ہے۔ ایک ہی بے ہوشی کے بخار میں روح کو اپنا احساس تک نہیں ہوتا۔ کلوروفارم کے سونگھانے سے روح کالعدم معلوم ہوتی ہے۔ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی۔ تو مکتی میں بغیر جسم کے روح کیسے آنند بھوگ سکتی ہے۔ دماغ میں ایک ہی چوٹ آنے سے تمام علم و معلومات رفو چکر ہو جاتے ہیں۔ تو بغیر جسم کے انسان دماغ میں

کسی قسم کا خیال کیسے لا سکتی ہے کیسی قسم کا حظ کیسے اُٹھا سکتا ہے ؟۔
پس جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مکتی صرف روح بغیر جسم کے بھوگتی ہے۔ اُن کا
مذہب فلسفۂ حقہ سے بالکل گرا ہوا ہے اور وہ خواص فطرت سے مطلق آشنا
نہیں ہے فلسفہ اور منطق کے کوچہ میں اُن کا گذر ہی نہیں۔ نرے بہکانیوالے
شیطان ہیں ؎

قرآن شریف کی تمام نعما اظلال و آثار ہیں اعمال نیک کا جو دنیا میں کئے۔ اور
وہ سب ما خطر علی قلب بشر کی قبیل میں داخل ہیں اور ضرور ملیں گی۔ وہ
خداوند تعالیٰ جس نے اس دنیا میں نعماء بوقلمون پیدا کئے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ عالم مخفیہ
میں پیدا نہ کر سکے یا وہاں پیدا کرنے سے اُسکی شان قدوسیت میں فرق آ جائے
خصوصاً جب کہ بقول آریہ اس دنیا کی نعما بھی تناسخ کے رُو سے اجزاء اعمال سابقہ
ہی ہیں۔ تو عالم مخفیہ میں ہونے میں کونسی شناعت عقلی لازم آ سکتی ہے -
لیکن پنڈت دیانندجی پر افسوس کہ اُنہوں نے روح کے لئے ایک لطیف
جسم تو قائم کیا۔ (ستیارتھ پرکاش) اور اُس کے لئے سُننا۔ سونگھنا۔ چھونا۔ چکھنا۔
دیکھنا۔ اور سیر کرنا وغیرہ بھی تسلیم کئے لیکن اتنا نہ سوچا۔ کہ ان قواے کے مظاہر کے
بغیر ان قوتوں کے وجود سے کیا فایدہ؟ پنڈت جی پر ضرور تھا۔ کہ وہ ان قوتوں کے مظاہر
بھی بیان کرتے۔ کہ سونگھنے۔ سُننے۔ چھونے اور چکھنے کے لئے یہ چیزیں مکتی میں
ملیں گی۔ یہ ایک سخت نقص ہے جو دیانند مکتی میں رہ گیا اور اس نقص کو
قرآن شریف پورا کر کے ان نعماء کو بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت کے
ساتھ مختلف مقامات میں بیان فرماتا ہے جس سے قرآن شریف کی کاملیت
اور اسلام کی صداقت سارے جہان پر اظہر من الشمس ہے۔ تتفکروا یا اولی الالباب -

اخبار منشی سدھار ملتان کی کھلی چٹھی کا جواب

ڈیر منشی صاحب! ہدا ک اللہ

شکر ہے کہ مجھے آپنے یاد کیا جو کچھ آپنے اپنی کھلی چٹھی میں خلط مبحث کیا ہے اُس کا ٹھیک مطلب تو آپ ہی جانتے ہونگے۔ مگر چونکہ آپنے اپنے عزیز مرند اور ترک اسلام کو اس میں یاد کیا ہے جس برق اسلام نے آپکے ویدی خرمن اُمید پر بجلی گرادی ہے اس لیے ضرور ہوا کہ آپ کی کھلی چٹھی کا جواب دیا جاوے۔ افسوس کہ آپنے چٹھی میں تو زمین اور آسمان کے قلابے ملائے ہیں اور بدانست خود تحقیق مذہب میں امرتسر لاہور اور جھنگ چھان مارا مگر اتنا نہ ہو سکا کہ ایک دفعہ میرے پاس آکر اپنے شبہے بیان کرتے اگر آپکو دراصل تحقیق حق کا مادہ ہوتا تو سیالکوٹ تشریف لے آتے اب بھی آپ سے التجا ہے کہ جو شبہ جات آپکو اسلام پر ہوں وہ بذریعہ تحریر میرے پاس روانہ کردیں اُنکا قرار واقعی جواب بذریعہ **الوار الاسلام** دیا جائیگا۔ ہاں مجھے خوب یاد آیا کہ آپ کھلی چٹھی لکھنے سے پہلے وید کا مطالعہ بھی کر چکے ہیں اور قرآن **مجید** تو آپنے اپنی تحریر کے بموجب دوبارہ سہ بارہ مطالعہ کرلیا ہے۔ کیونکہ آپنے جابجا دیانندیوں کی حمایت اور اسلام پر غصہ ظاہر کیا ہے آپ کی طرز تحریر سے ہی عیاں ہو رہا ہے کہ آپنے کھلی چٹھی بہت تعصب اور تیزی طبع سے لکھی ہے محقق کا کام یہ ہوتا ہے کہ سنجیدہ طور پر اپنے اعتراضات پبلک کے روبرو پیش کرے اور اُن کے جوابات پر غور کرے بصورت نہ تسلی ہونے کے دوبارہ شکوک کو واضح کرے نہ کہ آپکی طرح یکطرفہ رائے قائم کرے اور بے دیکھی اور بے پڑھی چیز کی حمایت میں حد سے بڑھ جاوے۔ قرآن **مجید** کا تو جیسا آپنے دوبارہ سہ بارہ مطالعہ کیا ہے اُس کی حقیقت ابھی ظاہر ہوتی ہے مگر سچے دل سے

اور دھرم سے کہیں کہ کیا آپ نے ایک دفعہ بھی وید کا مطالعہ کیا یا اُس کے مضامین پر نظر تحقیقات ڈالی ہے میں دعوی سے کہتا ہوں ہرگز نہیں دو چیزوں کے حسن و قبح کا فرق تب ہی معلوم ہو سکتا ہے جب آپ ہر دو کو پرکھیں گے۔ آپ نے برق اسلام کے الزامی جوابات پر بہت غصہ ظاہر کیا ہے مگو برا نہ مانیں اگر آپ کو الزامی جوابات میں سے کوئی حوالہ خلاف عقاید دیانندی نظر آیا ہے تو ہمیں جھوٹا کریں کیا ویدی نیوگ سے انکاری ہیں یا وید کے مصنف نے باپ بیٹی کے باہمی وصال کو بطور جایز استعارہ کے بیان نہیں کیا۔ بلا دلیل بات کرنی ہیں نہیں آتی۔ میں پھر آپ سے یہی عرض کرونگا کہ آپ اگر طالب حق ہیں تو ایک دفعہ ضرور میرے پاس تشریف لے آویں اور جس طرح سے چاہیں اپنے شکوک رفع کریں آپکی تعلی کی باتوں کو چھوڑ کر میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں:۔

شراب بہشتی کی بابت عرض ہے کہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ باوجود اس دعوی کے کہ آپ نے قرآن مجید دوبارہ سہ بارہ محققانہ طور پر مطالعہ کیا ہے۔ خود قرآن مجید سے اسکا جواب نہیں سمجھ سکے۔ برادرم قرآن مجید میں اسکا جواب موجود ہے کہ لا فیہا غول ولا ھم عنہا ینزفون جنت کی شراب میں نہ تو سر درد یعنی نشہ ہوگا نہ اس کے پینے والے بیہوش ہونگے۔ پھر فرمایا بیضاء لذۃ للشاربین۔ سفید مزہ دینے والی پینے والوں کے لئے۔ بھائی صاحب اگر ایک دفعہ بھی قرآن مجید کا محققانہ مطالعہ کرتے تو ممکن نہ تھا کہ یہ جوابات آپکی نظر سے نہ گذرتے۔ شراب عربی لفظ ہے جو ہر پینے والی چیز پر بولا جاتا ہے شربت بھی اسی لفظ سے نکلا ہے۔ اگر ایک غیر زبان کا لفظ ہماری زبان میں برے معنوں پر مستعمل ہو رہا ہے۔ تو آپ تو سمجھدار ہیں آپ اصل مطلب اور اصل زبان کو دیکھیں جس میں اس کتاب کا نزول ہے شراب

کی تعریف خود قرآن میں موجود ہے اوپر کی آیت ملاحظہ ہو۔ مگر یہ بھی خیال کیا کہ وہ ملے گی کسے۔ صرف اُسی کو جو دنیاوی منشی اشیا اور سوم کا رس ہرگز نہ پیئے گا۔ اور ساری عمر لذات نفسانی سے بچا رہے گا۔ اس لئے وہاں ٹمپرنس سوسائیٹیوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ جہاں سوم لتا کا نشی عرق پیا جاتا ہو وہاں ایسی سوسائیٹیوں کی ضرورت ہوگی ✢

حوران بہشتی کی بابت عرض ہے کہ بموجب ہمارے عقیدے کے مرد و عورت کا تعلق دائمی ہے۔ جنت میں مردوں کی ہمراہ انکی اپنی دنیا والی عورتوں اور بچوں کے ساتھ ہونے میں کونسی قباحت لازم آتی ہے؟ قرآن مجید میں صاف موجود ہے کہ جنتی مردوں کے ساتھ انکی اپنی جنتی عورتیں داخل ہونگی اور اُن کے اپنے بچے جو قبل از بلوغت مرے ہیں وہ اپنے والدین کی ہمراہ جنت میں داخل ہونگے انصاف تو کرو کہ جنتی عورتیں اپنے جنتی شوہروں کے ساتھ جنت میں نہ جائیں تو اور کہاں جائیں کیا تمہارے نزدیک اُن کے لئے کوئی جزا سزا مقرر نہیں مرد کو خدا نے قوی بنایا ہے اسکا پاسا عورت سی زبردست ہے عورت خادم کی مانند ہے قوی اور زبردست کے لئے زیادہ خادموں کی ضرورت ہے پھر آپ کی ہٹ دھرمی پر مجھے بہت افسوس آتا ہے کہ جس بات کو ویدک ایشور اچھا سمجھتا ہے تو آپ برا کہنے والے کون؟ وہ اپنے لئے ایک نہیں بلکہ دو دو جوریں تجویز کرتا ہے تو اگر ہمارا خدا ہمیں نیک اعمال کے بدلے میں آپ! انہی عورتیں عطا کرے تو وہ آپکو بری لگے ویدک ایشور تو اپنی عورتوں کے نام تک بتاتا ہے اور آپ صرف عورتوں کے ذکر سے شرمار ہے ہیں۔ دیانند کی کتاب رگویدادی بھاشیہ بھومکا مترجمہ نہال سنگھ دیانندی صفحہ ۲۴۶ یجروید پرشن سوکت ادھیائے ۳۱ منتر ۲۲ کا مطالعہ کر کے خود غور کریں شری اور لکشمی ویدک پرمیشور کی رانیاں ہیں شاید آپ کو معلوم ہوگا

کرو بانند کثرت ازدواج کو از روئے وید ناجائز بتاتا ہے۔ مگر یہاں ایک ایک کے اپنے لئے دو دو بیویں تجویز کر رہا ہے آپ شرماتیں نہیں بلکہ شرم کو نیوگ کی کسی کے لئے رہنے دیں استحکام اسلام آپکی مرضی پر منحصر ہے مگر سچا راستہ دکھانا ہمارا فرض ہے +

شفاعت کے بارہ میں عرض ہے کہ بیشک خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کون ہے جو اُسکے سامنے شفاعت کر سکے مگر اُسی کے حکم سے پھر فرمایا و لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ اور نہیں سفارش کر سکتے مگر جس کے لئے وہ خود پسند کرے پس جب شفاعت کا منصب بھی اُسی کے حکم پر موقوف ہوا اور شفاعت کا خاص استحقاق بھی اُسی شخص کے لئے مقرر ہوا جس کے لئے خدا خود پسند کرے اور ظاہر ہے کہ خدا خود اُسی کے لئے پسند کریگا جو شفاعت کا مستحق ہوگا نہ عزیزین کیلئے تو یہ شفاعت عین محبت ہوئی اور بکمال عجز و نیاز مقربین پر دلالت کرتی ہے۔ برق اسلام صفحہ ۲۵۵ پر شفاعت کا مفصل جواب ملاحظہ کریں۔ اگر کوئی شبہ ہو تو دوبارہ بیان کر کے اپنی تسلی کر لیں +

فخر علی الکافرین - آپکی لیاقت علمی اور قرآن دانی تو صرف اسی قدر ہی کہ محزا الکافرین کو فخر علی الکافرین لکھا ہے۔ بیشک خدا کافروں و ناشکروں کو جو شکران نعمت سے منکر ہوں رسوا کرتا ہے اور نیتے ایسا رسوا کرتا ہے جیسا دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۴۱ پر لکھ گیا ہے وہ بدھوں کے بارے میں لکھتا ہے "اُنھوں نے کس درجہ اپنی جہالت میں ترقی کی ہے جس کی نظیر ان کے سوا دوسری ہو ہی نہیں سکتی یقین تو یہی ہے کہ وید اور ایشر کی مخالفت کرنے کا اُن کو یہی نتیجہ ملا ہے"! فرمایئے بدھوں کو ایسا نتیجہ کیوں ملا اور جاہل بنے

اس لئے کہ وید سے منکر ہوئے وید کو ناکارہ اور مجموعہ فسانہ جات سمجھ کر پاؤں میں روندا۔ اور دیکھئے آجکل آپ جیسی حامی وید نادیدہ چیز کی حمایت پر کھڑی ہو کر رسوا نہ ہونگے تو کیا ہونگے۔ ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ باوجود وید کا ایک حرف نہ جاننے کے بھی آپ جیسے رسوائی کی طرف دوڑ رہے ہیں اس سے زیادہ رسوائی کیا ہو سکتی ہے۔ اور بھی سنئے رگوید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳ ورگ امنتر ۲ وید ک الیشور کا پرمان ہی کہیں بدکار ظالموں کو کبھی اقبیر باد نہیں دیتا۔ مگر بیچارے کے آریہ ورت کا ہزارہا سال سے وہ حال ہے کہ توبہ بھلی۔ لنگ پوجا۔ آتش پوجا۔ بت پرستی ہو رہی ہے وید بدھوں کے پاؤں میں روندے گئے۔ مگر وہ بیچارہ خواب خرگوش سے بیدار نہ ہوا اور اپنا بچن ہزارہا سال بھول گیا جب ظالموں کو اشیر باد نہیں دیتا تو ویدوں کے نزول ویانند کے تاویلی ترجمے و مصلح بنا کر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور بھی سنتے جایئے۔ کرپا رام دیانندی اپنی کتاب ترجمہ منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۱۱۱ میں لکھتا ہے "جو آدمی ادھرم سے پوچھتا ہے اور جو ادھرم سے کہتا ہے دونو میں سے ایک مرجاتا ہے یا دشمن پیدا ہو جاتا ہے"۔

اب فرمایئے ویدی الیشور اپنے مخالفین کو کیوں مار دیتا اور رسوا کرتا ہے منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۱۱ دیکھ کر بتا نا دیانندیوں کے نزدیک ناستک کسے کہتے ہیں بھائی صاحب لاکھ اعتراض کریں مگر انصاف سے ہر دو پہلو پر رکھ کر کریں تعصب اور ہٹ نہ کریں۔ سروپا اعتراض لاحاصل ہیں۔ اعتراض ہمارے ہوتے ہیں جنکے لئے انعام مقرر ہے۔ ذرا کسی مہاتما کو ہمارے مقابل کر کے دیکھ تو لیں ÷

خیر الناصرین۔ اسپر آپکا اعتراض ہے کہ اگر خیر الناصرین ہے تو چاہئے تھا کہ منکروں کو راہ راست پر حکمت سے لاتا نہ الٹا رسوا کرتا۔ مگر برادرم خفا نہ ہوں اور غور کریں اس نے اپنی کمال مہربانی سے منکروں کو راہ راست پر

لانے کے لئے کتب بھیجیں بتمیز ہے عقل دی ہے اگر باوجود ان باتوں کے کوئی منکر ہو تو وہ قابل رسوائی ہے یا نہ۔ دیکھئے وید آئے بڑے بڑے رشی منی۔ مصلح۔ جتنے کہ دیانند مصلح بنکر آیا۔ مگر باوجود اسکے آریہ ورت سے آتش پرستی۔ ہون پرستی دیانندیوں سے دور نہ ہوسکی اور دیانند بدھوں کے بارہ میں ستیارتھ ملا۵۴ پر بدھوں پر خدا کی طرف سے رسوائی ہونا لکھ گیا۔ ستیارتھ پرکاش ملا۲۱ پر ایشور کا نام **جبل** لکھا ہوا ہے جس کا ترجمہ دیانندیوں نے لکھا ہوا ہے کہ جو بدکرداروں کو ہلاک کرتا ہے۔ نیز اسکا نام رودر بھی ہے جس کا ترجمہ بدکرداروں کو رلانے والا۔ پھر اس کا نام راہو بھی ہے جس کا ترجمہ برے لوگوں یعنی دشمنوں کو چھوڑنے والا۔ کے ہیں یعنی بعینہ وہی معنی جو فخر الکافرین کے ہیں مگر چونکہ آپنے ستیارتھ پرکاش تک نہیں دیکھا اس لئے آپ بھی مجبور ہیں آپ کا قصور نہیں آپکی فہم رسا کا قصور ہے اور سنیئے پرمیشور۔ ماتا۔ پتا جس کے معنے سب کی حفاظت کرنے والا جو سب کی بہتری چاہنے والا اور ترقی چاہنے والا ہے منشی صاحب ذرا غور کریں اگر وہ سب کی بہتری چاہنے والا اور حفاظت کرنے والا ہے تو دشمنوں کو کیوں چھوڑتا اور بدکرداروں کو کیوں رلاتا اور ہلاک کرتا ہے عجیب ماتا کی طرح مہربانی ہوتی آپ کی ایسی اغلاط دیکھکر مجھے سخت افسوس آتا ہے کہ آپ دیانندی پنتھ سے اس حد تک کورے ہیں کہ ۲۰-۲۵ صفحہ ستیارتھ کے جو دیانندیوں کا مسلہ وید ہے مطالعہ نہیں کئے ؛

غنی آپ فرماتے ہیں بے پرواہ ہے تو عبادت زکوۃ۔ صدقہ۔ غربا کو کھلانا کیوں درست ہے۔ سنئے اسکا جواب ستیارتھ میں بھی لکھا ہے گو کمل ہی دیکھئے ملا۲۱ جو شخص ایشور کی ستتی۔ پرارتھنا اوپاسنا نہیں کرتا وہ احسان فراموش اور سخت جاہل بھی ہوتا ہے کیونکہ جس پرماتما نے اس دنیا کی سب نعمتیں جیودں کو

شکر کے واسطے عطا فرمائی ہیں اُسکی نعمتوں کو بھول جانا یعنی الیشور کو نہ ماننا احسان فراموشی اور جہالت ہے۔ گویا جو کام اُسکے نام پر کیا جاوے۔ وہ سب اُسکا شکرانہ ہے۔ دیکھئے گو اُسے سندھیا کی ضرورت نہیں وآن ہون آن کے پھل ۔ ہون کے پھل وغیرہ کسی چیز کی ضرورت نہیں مگر تاہم وہ انسانوں کی بھلائی کے لئے یہ سب باتیں کرنے کا حکم دیتا ہے حالانکہ وہ ایسی باتوں سے بے پرواہ ہے۔ قرآن مجید کا حکم سنئے اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ان اللہ بما تعملون بصیر۔ یعنی نماز پڑھو زکوٰۃ دیتے رہو جو کچھ بھلائی اپنے لئے پہلے سے بھیجو گے اُسے خدا کے ہاں پاؤ گے جو کچھ تم کرتے ہو خدا دیکھ رہا ہے پھر فرمایا من اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا یعنی جو کوئی ہدایت پر آتا ہے وہ صرف اپنے لئے ہی آتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنا ہی کچھ کھوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو کسی کی عبادت یا زکوٰۃ کی پرواہ نہیں مگر چونکہ اس میں انسان کی بھلائی ہے۔ اور اکثر آپ جیسے زود مزاج بھلائی برائی میں تمیز نہیں کر سکتے اس لئے اُسنے بھلائی کی راہ بتا دی ہے تاکہ اُسکی پیروی کرکے انسان بھلا بنے +

حفیظ۔ آپ کا اعتراض ہے کہ اگر نگہبان ہوتا تو منکروں کو رسوا نہ کرتا۔ اس کا جواب سنیارتھ مت میں دیکھنا ضروری تھا۔ وید ک ایشور برھسپتی (حفاظت کرنے والا) اور پرتپا (سب کی حفاظت کرنے والا) ہے۔ باوجود حفیظ (نگہبان اور محافظ) ہونے کے وہ بُروں کو چھوڑتا رہا ہو اور اُن کو رلاتا (رودر) اور اُن کو ہلاک کرتا (جیل) ہے۔ ہمیں دیانندی الیشور کی تھانیں کی ب آپ ہی اس گتھی کو سلجھائیے اور بتلائیے حفیظ پر آپکا اعتراض لغو ہے یا نہ +

مبدی۔ عرض ہے کہ خدا ہمیشہ بھلا کرتا ہے پہلے بھی اور بعد بھی۔ آپ کی سمجھ پر افسوس ہے اگر دیانندی ایشور کو ازلی کہیں تو کیا اُس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابدی نہیں ہوگا۔ جناب من ذرا باقی صفات کو ساتھ رکھکر اعتراض کرنا تھا۔ اگر وہ جل۔ رود رہا ہوے تو اُسکے مقابلے پر مانا۔ پتا۔ برہسپتی۔ پرپتا بھی ہے اگر مبدی ہے تو قابل التوب۔ خیر الناصرین۔ ارحم الراحمین۔ خیر الوارثین بھی ساتھ ہی ہے۔ مگر آپ کو ان باتوں سے کیا کام۔ آپنے تو دیانندی فضیلت کا علم اپانا دصنا تھا۔

علام الغیوب۔ بیشک وہ غیبوں کو جاننے والا ہے جبھی تو موقعہ بموقعہ حسب ضرورت پیغمبر بھیجتا رہا۔ ورنہ اگر ویدک ایشور کی طرح لاعلم یعنی علم سے بے بہرہ ہوتا کہ اُس نے عناصر پر وید پرکاش کئے اور پھر اُسے خبر نہ رہی کہ بُدھ۔ جین مت والے اُس کے کلام کو کیسے روند رہے ہیں اور اُس کے کلام سے لنگ پرستی۔ بت پرستی۔ آتش پرستی۔ سورج چاند عناصر پرستی ثابت کر رہے ہیں۔ اگر وہ جانتا ہوتا تو ویدیوں کو پہلے سے کہدیتا کہ تم ناستک ہوگئے اور ویدوں سے روگردان ہوگئے۔ بُت پرستی۔ لنگ پرستی کروگے۔ اگر وہ بدھ (یعنی جاننے والا) ہوتا تو ضرور آریہ ورت کی خرابیوں کی پہلے اطلاع دی جاتا۔ شاید آپ کہیں کہ سبکو اطلاع دی گئی تھی مگر واہ تمام کو خبر دینے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف ان جیووں کو آگاہ کرنا تھا جنہوں نے جینی۔ بدھ۔ وام مارگی بن کے آریہ ورت کو نشٹ کرنا تھا۔ کیا اسوقت ایشور یعنی بُدھ (سنیارتھ ملا) ہمالیہ میں سیر کرنے گیا ہوا تھا۔ پھر اُس نے کیوں بُدھ کو پیدا کیا۔ مسلمانوں عیسائیوں کو آریہ ورت حوالے کیا۔

دیانند کے بارہ میں آپ لکھتے ہیں کہ اُنکی کسی تصنیف میں نہیں لکھا کہ وہ خدا کی

کا دعویٰ کرتا تھا۔ سو عرض ہے کہ اول تو آپ اُسکی تصانیف سے ہی بے بہرہ
ہیں دوم آپ یکطرفہ رائے قایم کر چکے ہیں مگر پھر بھی ایک موٹی سی بات عرض
کرتا ہوں۔ ہم اور آپ سب صرف خدا کی ذات کو بے عیب مانتے ہیں اور
انسان کو خطاکار۔ بھول کرنے والا۔ فروگذاشت کرنے والا۔ مگر یہ مانتے ہوئے
بھی آپ یا دیانندی تیار ہیں کہ دیانند کی غلطیوں کو پبلک میں قبول کریں۔
اگر آپ یہ شرط کریں کہ دیانندی ایک عام جلسے میں دیانند کی موٹی غلطیوں کو
مانیں گے تو میں ایک خاصی فہرست پیش کر سکتا ہوں کہ دیانند نے کیسی کیسی
غلطیاں کیں اور ٹھوکریں کھائیں اگر صرف آپ ماننے کو تیار رہیں تو انعامی غلطیاں
ظاہر کر سکتا ہوں مگر شرط یہ کہ آپ اُن کو مان لیں اگر معقول ہوں ورنہ نعوذ
باللہ آپ اسے عملاً ایشور مان رہے ہیں۔

میں ہر ایک معاملہ میں مفصل بحث کرتا مگر فی الحال اتنا کافی ہے اُمید ہے
آپ بن دیکھے چیز پر اس عاشق کے زمانہ میں فریفتہ نہ ہونگے اور جب تک ہر چہار
وید بھی قرآن مجید کی طرح بخوبی مطالعہ نہ کرینگے یک طرفہ رائے قایم نہ کرینگے
دھرم پال جیسے متعصب کئی سال سے وید کی تھاہ نہیں پا سکے تو آپ تو ابھی
طفل مکتب ہیں فرمایئے اُنہوں نے جا کر وید کی کونسی روحانیت کو ظاہر کیا ہے
سوائے اس کے کہ دوسروں پر غلط اعتراضات کرتے ہیں۔ روحانیت وید
کی تب کھلتی جب وہ دیانندی ہو کر نرم زبان بے آزار رہتے۔ کیونکہ دیانند
اپنی کتاب اپدیش منجری ص۲۱ پر بحوالہ منو لکھتا ہے کہ سخت کلامی۔ کیونکہ
ہر جگہ اور ہر وقت انسان کو مناسب ہے کہ وہ شیریں کلامی کو کام میں لاوے کسی
اندھے کو اے اندھے کہہ کر پکارنا سچ تو ضرور ہے لیکن سخت کلامی کے باعث
دھرم ہے (۲) جھوٹ بولنا (۳) چغلی اور (۴) جان بوجھ کر بات کو

اور نام" یہ وہ ایک یعنی زبان کی ادھرم ہے۔ ہم نے تو آج تک ایک بھی ویانندی ان صفات والا نہ دیکھا بلکہ جو دوسرے مذاہب میں نرم زبان ہوتے ہیں۔ وہ ویانندی ہو کر متعصب اور ضدی ہو جاتے ہیں سخت کلامی کا تو ذکر ہی نہ کرو۔ ذرا عبد الغفور کا جو کسی زمانے میں تھا اور موجودہ دھرم پال کا دھرم سے تقابل کرنا۔ ضرب سختی کا فیصلہ ہو جائیگا ہمیں تو دیانند کا قول مندرجہ ایڈیشن منجری مث و مث پسند ہے وہ لکھتا ہے کہ پرانے زمانہ میں بہت سے مصنف ہو گذرے ہیں اُن سب مصنفوں کی محض قدیم ہونے کی وجہ سے بھی عزت کرنا معقولیت کی وجہ سے گرا ہوا عمل ہے۔ اگر خواہ مخواہ پُرانی کتابوں کی آڑ میں ریاکاری پھیلائی جاوے تو اُسے کیا کہنا چاہئے۔ اسی طرح ہم آپ سے عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ محض قدامت ہونے کی وجہ سے وید وید نہ کریں بلکہ چاروں وید انصاف کی نگہ سے پرکھیں اور پُرانی کتاب کی آڑ میں ریاکاری نہ پھیلائیں۔

تفتیش حق میں اتنی کوشش کر آخر میں یہ کہنا کہ میرے پاس آ کر میری تسلی کر جائیں یہ تو فرمایئے پیاسا چشمے پر جاوے یا چشمہ پیاسے کے پاس آوے پر ادھرم اپنی رائے کہ دو بارہ سہ بارہ پرکھیں اور خدا سے عاجزی کے ساتھ معافی مانگیں اور دل سے دعا کریں کہ وہ آپکو جونسا سچا راہ ہو نصیب کرے۔ اُمید ہے وہ اپنے فضل سے آپکے ہردے میں آپکی عاجزانہ التماس سی نور ہدایت بھر دیگا۔

وما علینا الا البلاغ

خیر خواہ محمد منظور الٰہی

میں نے دین اسلام کیوں قبول کیا؟

اور

آریہ مت کیوں چھوڑا؟

میں فقیر چند ولد کرم چند ذات کپور قوم آریہ تعلیم یافتہ دیا نند کالج آریہ سکول اور اپنے شہر کے آریہ سماج کا خاص ممبر اور اپنے مذہب کے اور ہندو مذہب سے خوب واقف ہوں میں نے اسلام قبول کیوں کیا؟ اس سوال کا جواب آپ صاحبان بغور سنیں:-

بہت لوگ روپیہ یا عورت کے لالچ پر مذہب بدلتے ہیں بہت لوگ کسی کے ڈر یا دھمکی سے یا کسی کو ڈرانے دھمکانے کے لئے یا رنجش میں آکر مذہب تبدیل کرتے ہیں میں نے ان باتوں میں سے کسی غرض کے لئے مذہب نہیں بدلا بلکہ بعد مزید تحقیقات اور خوب چھان بین کرنے کے دین اسلام کو سچا پا کر بروز جمعہ مسجد دو دروازہ شہر سیالکوٹ میں مولانا مولوی غلام قادر صاحب ساکن پنڈوریاں بوڑیاں چک نمبر ۱۲۲ ملک بار کے ہاتھ پر روبرو عام مسلمانوں کے قبول کرتا ہوں آج اور آج ایک غلط مذہب چھوڑتا اور نہایت صحیح و سچے مذہب میں داخل ہوتا ہوں میں نے جو چار سوال مذہب اسلام کی بابت مولانا ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی سے اُس جلسہ مبارک میں (جو مذہب آریہ کی تردید کے لئے اُسی روز یعنی جمعہ کے دن منعقد ہوا) جواب شافی پایا۔ اور مجھکو سب طرح سے اطمینان ہو گیا

قرآن شریف کے لانیوالے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو خدائے واحد کا سچا رسول مانتا ہوں۔ **آریہ مذہب میں نے کیوں چھوڑا؟** صرف اُس کے بے سند اور بے سروپا اور ہدایت سے خالی ہونے کی وجہ سے اور نیز جو کہ ہندو مذہب اور آریہ مذہب میں بُرے فعل دیکھے ہیں اور قابل شرم تعلیم پائی ہے۔ اُس نے مجکو ان دونو مذہبوں سے سخت نفرت دلائی۔ **اول** تو دونوں میں توحید کا پتہ نہیں۔ ایک میں کھلی بُت پرستی اور دوسرے میں روح اور مادہ کی قدامت صریح مشرکانہ تعلیم جس کو میرا دل تو کیا کوئی ادنےٰ سی عقل والا آدمی قبول نہیں کرسکتا۔

ویدوں کی بابت محض بے بنیاد دعویٰ اور لاطایل فسلفے سُننے میں آتے اب تک اُن کے الہامی ہونے کے متعلق کوئی تسلی دہ اور تسکین بخش بات نہیں سنی گئی۔ اور ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اُس کے لانیوالے کہاں کے باشندے کس کے بیٹے کس کے بابا۔ کون صاحب تھے۔ اور اُن کی زندگی کیسی تھی۔ ہسٹری نہ تاریخ نہ ویدوں میں تذکرہ۔ غرض کہ کہیں سے بھی اُن کے حالات معلوم نہیں ہوسکتے اور نہ وید ہی اپنے لانے والے کی خبر دیتا ہے۔ اس لئے میں نے قرآن شریف کو پاس ضرور پایا۔ کہ وہ اپنے لانیوالے کی خبر دیتا اور اُسکو خدا کا رسول مامور من اللہ بتاتا ہے۔ اور اپنی تصدیق کرتا ہے +

چار وید ہیں لیکن ایک کی دوسرا تصدیق نہیں کرتا۔ اور نہ چاروں میں اپنی اپنی صداقت کا کچھ بیان ہے۔ افسوس کہ بقول آریہ الہامی کہاویں اور صداقت سے خالی۔ میں اس پر بہت کچھ بیان کرسکتا تھا۔ لیکن وقت تھوڑا ہے +

ہون کا مسئلہ جو ایشر کی طرف سے خواہ مخواہ کا جبر اور زبردستی کا ٹیکس لگایا گیا ہے کہ صبح شام گھی کی دھونی رماؤ۔ زعفران اور مشک جلاؤ۔ ذرا غور تو کرو

کیا اس زبردستی کے ٹیکس کا دو آنہ کا مزدور متحمل ہو سکتا ہے۔ جو صبح سے شام تک
دو آنہ کماتے۔ اب بال بچوں کو کھلائے خود کھائے یا اس جبر کو پورا کرے
اگر بال بچوں کو کھلاوے تو بنی نوع کی ہمدردی کا مقتضا پورا ہوا۔ اگر ہون کے لئے گھی
زعفران وغیرہ سامان خرید ے اور ہون کرے تو پرمیشر کی خوشنودی۔ بہرحال
اس کی ترک میں اگر ہون نہ کیا تو پرمیشر کو ناراض کیا۔ وہ اُسکو مرنے کے بعد معلوم
کس بُری جون میں لے جائیگا اور بیچارہ کیسے کیسے دُکھ بھوگے۔ اور اگر
پرمیشر کو راضی کیا اور اپنی جون کی خیر منائی تو بال بچے بھوکے بلبلاتے گلی کا ہار
اور جان کا جنجال ہو جاوینگے۔ ایک آج مرا کل دوسرا۔ پھر ہتیا کا پاپ سر پڑا +

دوسری تعلیم نیوگ۔ یہ مسئلہ بعید از قیاس کسقدر حیا سوز ہے۔ کہ
غیرت مند انسان کا اول اسکو ہرگز قبول نہیں کرسکتا اور وہ یہ ہے۔ کہ جب
آریہ مذہب کا کوئی آدمی خود اولاد پیدا نہ کر سکے تو اپنی استری کو حکم دیوے
کہ اسے بھاگوان تو کسی دوسرے شخص سے میرے لئے بیٹا حاصل کر۔ اور
جائیداد کا وارث بنائیں اسپر بھی لمبی تقریر کرنی نہیں چاہتا۔ برخلاف اسلام
کا نیوگ نکاح ہی کافی ہے۔ سچ نیوگ میں بڑا اعلیٰ مضمون لکھا گیا ہے +

اسی قسم کی ویدوں کی اور بھی بہت سی تعلیم ہے۔ جو حیا سوز یا تکلیف
مالایطاق یا عجوبہ پرستی ہے۔ میں وقت کی تنگی کے باعث بیان نہیں کر سکتا۔
اسکو چھوڑتا اور سچے دین اسلام ہی کو سب طرح سے سچ و بہتر پاکر قبول کرتا ہوں
من جانب اللہ دین ہدایت کا دفتر تہذیب کا ہادی نجات دہندہ اسلام ہی ہے اگر کسی آریہ
یا ہندو بھائی کو کوئی شک یا اعتراض کرنا ہو تو شوق سے پیش کریں میں اسلام کی طرف سے جواب دینے کو
تیار ہوں۔ انشاء اللہ جواب شافی دیکر شک بھی میری طرح محقق ہو کر قبول کریگا۔ لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ۔ عبد السلام سابق نفر چند برادر دیوان چند مدرس سابق [illegible]

نیا دعویٰ

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مورخہ ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء کو جو سرلٹے مہاراجہ صاحب سیالکوٹ میں لیکچر دیا تھا۔ اوس میں آپنے کرشن اوتار ہونیکا دعوے کیا ہے۔ وہ لیکچر چھپ گیا ہے۔ اور دو آنہ قیمت پے چودھری مولا بخش نائب محافظ دفتر سیالکوٹ پنجاب سے ملسکتا

عرض

اکثر دیکھنے میں آرہا ہے کہ اکثر اشتہاری دنیا میں بہت سے حکیموں نے یہ دعوے کئے ہوتے ہیں کہ ہماری دوائی **اولاد** کا ٹھیکہ لیتی ہے۔ لیکن اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو سوائے ملمع سازی کے اور کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ سو آج ہم **جلی قلم** سے اس اعلان کو شائع کرتے ہیں۔ کہ جن احباب کو دوائی **کمزوری** کی درکار ہو وہ صاحب ہمارے پاس فوراً درخواست کریں اور ساتھ ہی اپنا تمام حال تحریر فرماویں۔ کہ کس طرح سے بیماری لاحق ہوئی۔ درخواست آنے پر صرف **ایک روپیہ** کی دوائی روانہ کی جاویگی۔ اگر دوائی مرسلہ سے فائدہ نہ ہوا تو دوبارہ دوائی **مفت** روانہ کی جاویگی۔ سستی ضعف باہ ضعف مثانہ ضعف اعصاب جریان سرعت رقت

وغیرہ وغیرہ امراض کے لئے یہ دوائی تیار کیگئی ہے

دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تدبیر منزل

یعنی

رشتہ داروں کے احکام

از قرآن کریم۔

اس مضمون کو بھی جس خوبی اور تفصیل سے قرآن نے بیان کیا ہے ناظرین کی توجہ چاہتا ہے عام برتاؤ رشتہ داروں کے متعلق قطع نظر اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر برابر نیک سلوک کا حکم کیا ہے نہیں کہ بھائی بہن رشتہ دار اگر مشرک کافر ہوں

اور وہ اپنے دین کیطرف بلائیں تو اون کو قتل کر ڈالو تمہیں کوئی پوچھنے والا ہی نہیں عیسائیو! کہاں گیا تمہارا وہ جوش کہ اسلام نے تلوار سے اشاعت مذہب کی تعلیم دی وزرہ اس مقابلہ کو غور سے دیکھو۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک کے علاوہ نکاح۔ طلاق۔ وراثت وغیرہ کے تعلقات جس قدر ہیں قرآن نے سب کو بیان کیا ہے توریت انجیل افسوس کہ ان سب سے ساکت ہے کیا کوئی عیسائی توریت انجیل سے تبلا سکتا ہے کہ متوفی کی جائیدا دبیٹے بیٹی ماں باپ وغیرہ میں کس طرح تقسیم ہو سکے انجیل تو اوسی معمولی دعوے عرفان میں ہی ہے توریت بھی اس تفصیل سے قاصر۔

قرآن کی ضرورت پر اعتراض کرنے والو! کیا سوال مذکورہ کا جواب دے سکتے ہو؟ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ عیسائیونکی ایک حیرت انگیز کارروائی پر اطلاع دینی بھی ضروری ہے وہ یہہ ہے کہ مسلمان اگر کہیں غلطی سے یا دانستہ اتنا کہہ بیٹھیں کہ توریت انجیل منسوخ ہے تو ان پر اتنی فوجکشی ہوتی ہے کہ الامان کبھی مسلمانوں کی خدا کو معلم تبلایا جاتا ہے کبھی اون کی شریعت کو ایسا ویسا کہا جاتا ہے۔ مگر مسیح کے قول میں غور نہیں کرتے کہ حضرت موسیٰ کی شریعت متعلقہ طلاق وغیرہ کو کس نے منسوخ کیا۔ سچ ہے ریاکار کو اپنے آنکھ کی کانڑی نظر نہیں آتی تھی ہے

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ

الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا واما تعرضن

عنہم ابتغاء رحمۃ من ربک ترجوھا فقل لہم قولا میسورا

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط

فتقعد ملوما محسورا ان ربک یبسط الرزق لمن

یشاء ویقدر انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا ولا تقتلوا اولادکم

خشیۃ املاق نحن نرزقہم وایاکم ان قتلہم کان خطأ کبیرا

(بنی اسرائیل) ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ

والکتب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی

والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب (بقر)

تیرے رب کا قطعی فیصلہ ہے کہ اوس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

اور ماں باپ سے احسان کر اگر وہ دونو یا ایک تیرے سامنے بڑھاپے

کو پہونچیں تو تو (انکی خدمت کرتا ہوا) اف رہتے ہی نہ کر اور نہ ان کو

جھڑک اور اون سے ادب کے ساتھ بول اور نرمی سے اُن کے

آگے جھکا رہ اور تو دعا کر کہ خداوند! جس طرح اونہوں نے بعد

تکلیف خوردسالی میں مجھے پرورش کیا تھا اوسی طرح ان پر بھی رحم

کر خدا تمہارے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اگر تم نیک ہوگے

تو وہ نیکوں کے حق میں بخشنہار ہے اور قرابت داروں اور مسکینوں اور

مسافروں کے حق میں ادا کر اور فضول خرچیوں میں نہ اڑا ۔ فضول خرچ
لوگ شیطان کے ساتھی ہیں اور شیطان خدا کا بڑا ناشکرا ہے ۔ اگر تو ان
رشتہ داروں اور مسافروں کو کسی امید آئیندہ پر لٹاتا ہے تو اون کو عزت
سے مخاطب کر اور اپنے ہاتھ کو بالکل روک کر بخیل بھی نہ ہو رہ اور نہ ہی بالکل
کھلا کر چھوڑ ورنہ خود لاچار مجبور ہو کر بیٹھ رہیگا (خرچ کرنے میں دل تنگ نہ ہو)
خدا ہی جسکو چاہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگ کر دیتا
ہے بیشک وہ بندوں کے حال سے دانا بینا ہے ۔ اپنی اولاد کو بھوک کے
خوف سے نہ مارو ہم ہی اون کو اور تم کو رزق دیتے ہیں ۔ اونکا قتل کرنا یقیناً
بڑا گناہ ہے ۔ نیکی تو اُس شخص کی ہے ۔ جو اللہ پر اور قیامت کے دن
پر اور فرشتوں اور خدا کی کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے اور مال اللہ کی
محبت میں قرابت داروں ۔ یتیموں مسکینوں مسافروں اور مانگنے والوں کو
دے اور غلاموں کی آزادی میں خرچ کرے ۔

قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (بقرہ)
لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ
حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ (باقی آئیندہ)

سچ کڑوا ہوتا ہے

رد آریہ مسافر بابت جنوری ۱۹۰۶ء نمبر ۶ جلد ۷ صفحہ ۵

النذیر کے انعامی مضامین دربارہ سام وید کے بارہ میں ایک دیانندی نے خامہ فرسائی کی ہے۔ آپ دیانندیوں کی تحریر سے بخوبی واقف ہو چکے ہونگے۔ کہ ہر کہ دمہ ہمہ دانی کا دعوے کر بیٹھتا ہے مگر اپنی ہی کتب سے ناواقف محض ہوتا ہے۔ ہم انشاء اللہ دعوے سے کہتے ہیں کہ دیانندیوں کی ایسی بیہودہ تحریریں اُن کے اپنے ہی پنتھ کے خلاف ہوتی ہیں ایک دیانندی کو مولوی ابو رحمت حسن صاحب کے انعامی اشتہار پر وچار کرنا سوجھا ہے وہ لکھتا ہے کہ دیانندیوں نے اہل سلام پر پہلے حملہ نہیں کیا قبل اس کے کہ ہم اُسے اُسکی تحریر کی خلاف بیانی بتائیں ہم اُسے اپنے مضمون "جواب ہندؤں کی توہین اور بے ادبی کرنے میں اسلام کی پیش قدمی مندرجہ انوار الاسلام کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور پھر انعامی دعوے کرتے ہیں کہ دیانندیوں پر مسلمانوں کی طرف سے پہلے کوئی حملہ نہیں ہوا بلکہ اُن کے لنگوٹ بند گرو نے سب سے پہلے دل آزار کلمات خدا اور رسول ؐ کی نسبت کہکر اسلام پر بیجا حملہ کیا۔ کیا یہ دیانندی ثابت کر سکتا ہے کہ اہل اسلام نے دیانندی پنتھ پر پہلے حملہ کیا۔ ہرگز نہیں۔ ہاں اگر دیانندی اپنے آپ کو بجائے دیانندی کہلانے کے ہندو کہلانا پسند کریں تو ہم تحفۃ الہند کی بابت پورا پورا جواب دینے کو تیار ہیں۔ مگر دریں صورت کہ وہ ہندو کہلانے سے بھگتے ہیں ان کا تحفۃ الہند کی طرف اشارہ کرنا قابل شرم ہے۔

دیانندی، مولوی صاحب کے اس فقرہ پر کہ پرانے ہندو ویدوں کو صدہا

رشیوں کا کلام مانتے ہیں۔ بہت سٹ پٹایا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مولوی صاحب نے معاذاللہ جھوٹ سے کام لیا ہے۔

اسلام لالہ جی سنئے۔ آپ صرف منتر بھاگ کو وید مانتے ہیں وہ مگر کاتیاین رشی وغیرہ دیگر ہنود برہمن کو بھی وید مانتے ہیں (ستیارتھ صفحہ ۲۳۳) حالانکہ بقول آپکے برہمن رشیوں کے تصنیف شدہ ہیں پھر فرمائیے آپ جھوٹے ہوئے یا نہیں۔ اب آپکا چوتھا اصول کہاں گیا۔ شیخ سعدی۔ پرتو اعتراض کی رال ٹپک پڑی مگر اپنے لنگوٹ بند گرد کے دروغ بھول گئے۔ وزارسالہ انوارالاسلام ملاحظہ کو چھوڑ کر اسکے گردو غلط بیانی کا ملاحظہ کیجیئے پھر فرمائیے کہ کونسا پنتھ دروغ بیانی کر تمسک کرتا ہے۔

بھلا جس پنتھ کی بنیاد ہی دروغ پر ہو وہ کیوں نہ دوسروں پر الزام دھرکے ہریں۔

دیانندی + آپ نے شیخی میں آکر مولوی صاحب کو چیلنج بھیجا [illegible] سنسکرت زبان میں امتحان دینے کا دیا ہے۔

اسلام مگر لالہ جی پہلے اپنی لیاقت سنسکرت تو ظاہر کیجیئے۔ اور اپنے آپ کو اس کے لائق ثابت کیجیئے کہ آپ سنسکرت خود بھی سمجھ سکتے ہیں یا نہ [illegible] وید و شاستر تو اسی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ آپکے ویدوں اور شاستروں کی وہ قلعی مولوی صاحب نے کھولی ہے۔ آپ یہ وہی کرتے ہونگے۔ بھاشا سے اِمتی کے کیا معنے۔ اگر آپ [illegible] دو سے اُمتی بھی کہدیتے تو یہ سماج کا اصول تھا۔ آپ سناتن دھرم کے بڑے سے بڑے عالم پنڈتوں کو جو آپکے لائق سے لائق دیانندی کو سنسکرت سے واقف کہدیا کرتے ہیں تو ایک مسلمان کو آپ کیسے لائق کہینگے خیر سے حمایت تو آپ سام وید کی کرنے لگے تھے مگر سام وید آپنے نکالنے کا نام ہی نہ لیا صرف زٹلوں سے کام چلایا +

دیانندی + منتروں پر جو رشیوں کے نام درج ہیں وہ مفسروں کے ہیں

مصنفوں کے نہیں۔

دیانندی + یہ نرالا قاعدہ دیانندیوں نے وید کے بارہ میں اپنی طباعی سے ایجاد کیا ہے اگر یہ نام مفسر رشیوں کے نام ہیں تو ان کی تفسیر کہاں ہے۔ بغیر تفسیر کے ان کا نام وید کے ہر ایک منتر پر لکھنا خوب دانائی ہے دیانندی یہ ثابت کرنے سے بالکل عاجز محض ہیں کہ یہ نام مفسروں کے ہیں۔ صرف ڈھکوسلے بازی سے کام نہیں چلتا۔

دیانندی + مولوی صاحب کی مثال منتخب گلستاں کی مثال دیکھ کر تو چکرا گیا ہے اور اسکے ہوش وہواس ٹھکانے نہیں رہے۔ جسمیں دیانندیوں کی تاریخدانی کی پوری پوری قلعی کھول گئی ہے۔

(۱) انجیل ۱۹۰۲ سال سے ہے (۲) زبور ۲۹۵۲ سال سے ہے۔
(۳) توریت ان سے پہلے کی ہے (۵) ژندادستھا سب سے پہلے کی ہے اسمیں ویدوں کا ذکر ہے

اسلام - توریت انجیل زبور قرآن مجید کی بابت تو ہم کہچکے ہیں کہ انمیں توحید رسالت جزا سزا وغیرہ امور ایکساں ہیں۔ بباعث تحریف پیروان کتب سابق نئے پیغمبر کی ضرورت ہوتی ہی رہا ژندادستھا میں ویدوں کا ذکر سو یہ بیاس جی کا ذکر ہے جو جاکر زردشتی چیلہ بنا دساتیر کا رواج مدتہا سال سے پارسیوں کی کتب میں لکھا ہے۔ چنانچہ نامہ افرام جی میں لکھا ہے کہ یزدان فرماتا ہے کہ میں نے سب سے پہلے بابا آدمؑ کو نبی کیا بعد ازاں تیرہ رسول متواتر بھیجے جب سونزاد سال انکو بادشاہت کرتے گذرا آباد آماد بادشاہ تخت چھوڑ کر فقیر ہو گیا۔ اب سونزاد سال کا عرصہ نیل سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسکے مقابلہ میں وید بچہ شیرخوار ہیں ایسی لچر تحریروں سے وید قدیم ثابت ہو چکے۔ ژندادستھا میں صاف

یگنو پویت وغیرہ کا ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانند کے بزرگ اور پارسی ایک ہی ترازو کے باٹ ہیں۔ نہ یہ کہ وید ہی قدیم ہیں۔ اُسے عام طور پر محققین اہل یورپ و ہندو مانتے ہیں کہ موجودہ وید حضرت مسیحؑ سے تھوڑا عرصہ پہلے بنائے گئے تھے۔

دیانندی۔ دوسری خوبی زبان کا اعلےٰ ہونا۔ کسی مُلک کی بولی نہ ہونا تاکہ طرفداری نہ پائی جاوے۔

اگر بالفرض سنسکرت کو اعلےٰ زبان ہی مان لیا جاوے تو وہ ہندی زبانوں سے اعلےٰ ہوگی نہ کہ کل روئے زمین کی زبانوں سے۔ جو ثبوت دیانندی نے اسبارہ میں دیئے ہیں۔ انپر عنقریب وچار کیا جائیگا۔ سنسکرت اگر کسی مُلک کی بولی ہوتی اور عوام اُسے سمجھ سکتے۔ تو دیانندیوں کے باپ دادے اتنا عرصہ بت پرستی میں نہ گرے رہتے۔ افسوس کہ اعلےٰ زبان ہو کر اور خدائی زبان ہونے کا دعوے کر کے بت پرستی کی مخزن رہی۔ ایک ہی لفظ مادی اشیاء کا نام اور وہی ایشور کا نام۔ چونکہ عام طور پر محدود انسان غیر محدود خدا کے علم اس کی زبان مدعایہ کہ اسکی ہر ایک چیز پر حاوی نہیں ہو سکتا اسلئے اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ محدود انسان نے بے سمجھی سے ایسی بے سود زبان سے بت پرستی نکال لی۔ وہی خدائی زبان ہے جس سے دیانند وحدانیت نکالنا چاہتا ہے۔ مگر اسکے دوسرے ویدی بھائی اس سے بت پرستی ثابت کر رہے ہیں۔ اور بڑے زور سے اس کا کھنڈن (رد) کر رہے ہیں۔ ایشور کا ویدوں کو اپنی زبان میں نازل کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وید کے ایشور انسانی زبانوں سے محض عاری ہے۔ ایک ایسی زبان کو جسے انسان سمجھ نہ سکیں ذریعہ الہام گردانتا دیانندی ایشور کی دانائی پر دال ہے کہ چار چمڑے کی مشکوں پر طوطے کی طرح

وید نازل کئے جسے وہ ہرگز نہ سمجھ سکے بلکہ بہت عرصہ بعد مختلف رشیوں نے اپنی اپنی گھڑنت ریل۔ تاران سے نکالی۔ اگر وہ انسانی زبان میں الہام نازل کرتا تو ہر کوئی اسکی حسن وقبح پر بحث کرسکتا اسکی صرفی نحوی لغوی اغلاط کو پرکھ کر مافوق العادت قرار دینا اور اُسپر بحث کرسکنا موجودہ زمانہ میں دیانند نے ڈینگیں ماریں کہ وہ الہامی زبان کو ایشور سے سیکھ کر آیا ہے۔ مگر جتنی اغلاط اُسنے سنسکرت کی صرف ونحو میں کیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی لچر زبان میں الہام کا ہونا نہ ہونا برابر ہے جسے ٹھیک طور پر دیانند نہیں سمجھ سکا عام دیانندیوں کا تو ذکر ہی نہ کرو۔

دیانندی۔ پہلا ثبوت سر ولیم جونس لکھتا ہے کہ سنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل :: رومی سے زیادہ وسیع۔ اور دونوں سے زیادہ فصیح وبلیغ ہے

سب سے پہلے اہل یورپ کی سنسکرت دانی کی نسبت اپنے گرو کی رائے مندرجہ صفحہ ۳۱۵ ستیارتھ پرکاش پڑھو لو وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ وہاں سنسکرت کے خط کا ترجمہ کرنے والے ہی بہت کم ہیں۔ اگر مفصل رائے اہل یورپ کی تحقیق کی بابت دیکھنی ہو تو اپنے گرو کی کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کا ملاحظہ کرو جب اہل یورپ کی لیاقت سنسکرت دانی کا یہ حال ہے تو کس مُنہ سے آپ انکی تحقیقات کی داد دیکر سنسکرت کو افضل ثابت کرسکتے ہیں آپ کی رائے سے آپکے گرو کی رائے زیادہ وقعت رکھتی ہے زبان کی فصاحت وبلاغت کی نسبت اسی شخص کی رائے قابل وقعت ہوسکتی ہے۔ جو ہر دو زبانوں سے جنکا وہ مقابلہ کررہا ہے بخوبی واقف ہو یہ نہیں کہ ایک جگہ تو آپ اُسے دستکار اور دوسری جگہ اسے ہیچ میں اور اسکے لکھے کو وید کے برابر سمجھیں۔ بدینوجہ یہ اور اور لینے دیگر مذاہب کے ثبوت قابل ترک ہیں۔ اور ظاہر کرتے کہ دیانندی

گرو کی کتب سے بھی محض ناواقف ہیں۔

چونکہ دیانندی نے اور کوئی ثبوت اس بارہ میں نہیں دیا اسلئے اس کی بحث بالکل غلط ہے۔ اگر اس یورپین کا دعوے درست مانا جاوے تو اس امر سے تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ سنسکرت رومی و یونانی ہر دو زبانوں سے بہتر ہے نہ کہ دیگر زبانوں سے۔ مولوی ذکا اللہ کا حوالہ و دیگر اسی قبیل کے ہیں۔

دیانندی۔ تیسری خوبی۔ قصہ کہانی سے پاک ہو اسیں جسمانی۔ ذہنی اخلاقی۔ روحانی۔ مجلس ترقی بھی متصور ہو۔

اسلام گر وید ان سب باتوں سے عاری ہیں۔ یم یمی کے سباد سے بھرے پڑے ہیں رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸ ورگ ۹ ۴ منتر ۲۔ مندرجہ ویدبھاش بھومکا۔ یجروید ۱۱ باب۔ منتر ۵ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۵ ۴۔ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۱۱۱۔ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۴ ۹۔ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۷ ۳۔ یجروید ادھیائے ۷ منتر ۱۲۔ صفحہ ۱۶ و ۱۷ چھاپہ اجمیر۔ یجروید ادھیائے ۲۲ منتر ۴۔ یجروید ادھیائے ۲۴ منتر ۲۔ سطر ۶-۷۔ یجروید ادھیائے ۱۷ منتر ۹ یجروید ادھیائے ۱۸ منتر ۱۵ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۱۰۱۔ رگوید اشٹک اول ادھیائے ۴ ورگ ۱۰ منتر ۳۔ رگوید منڈل ۱ ادھیائے ورگ ۹ منتر ۸ مندرجہ پوتھی آریہ بھوین صفحہ ۱۴۲ یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۷۴ مندرجہ بھومکا مطبوعہ اجمیر ان منتروں میں صاف طور پر پرانے بزرگوں کے حوالے ہیں۔ جن کا ترجمہ دیانندیوں کا کیا ہوا ہے۔ اب اگر پرانی تفاسیر کو دیکھو تو وید کیا ہے اندھیر کا نمونہ۔ گو دیانندیوں نے بہت زور مارے اور لفظوں کے معنے الٹے پلٹے مگر تاہم ان کی کوشش رائیگان گئی۔ اور وہ وید کو بالکل صفا نہ کر سکے

اِن حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وید نعوذ اعرضہ سے بنائے گئے ہیں جو تیرا جم دیا نندیوں سے کئے ہیں ان سے بھی نیوگ جیسی خلاف تہذیب تعلیم جسمیں ایک عورت دو خاوند کر سکتی ہے۔ باپ بیٹی کے باہمی جماع کے استعارے ایسور کا بے علم ہوگا اور روح و مادہ کی ماہیت سے ناواقف ہونا پیدا کرنے پر قادر نہ ہونا۔ موجود چیز پر تصرف بیجا کرنا بڑے پیٹ والا۔ دو عورتوں والا۔ دو آنکھوں والا۔ روحوں کا خود مختار اور ایشور کا محض کٹھ تپلا ہونا۔ جو جنتا ہے استیارتھ صنہ) کھیلتا کودتا رست ہوتا۔ نیند کرتا۔ جیتنے کی خواہش رکھتا گویا خاصہ جواریا ہے (ستیارتھ صنہ) ہلاک کرتا۔ جو کھایا جاتا ہے یا اوروں کو کھاتا ہے (ستیارتھ صنہ) عورتوں کی طرح اپنے ناکردار چیلوں کے ہاتھوں روتا ہے۔ جو جیوں کا حیاتے قیام ہے (ستیارتھ صنہ) جو بڑھتا گھٹتا ہے۔ جو مخلصی پاتا ہے۔ دنیا پر بیٹھا نشان لگاتا ہے۔ لوگوں کو بیٹھا ضرر پہنچاتا رہتا ہے۔ قاتلوں کا قاتل ہے۔ اپنے چیلوں کو فریب کرنا سکھاتا ہے مدعا یہ کہ سارے کا سارا وید ایسی فضول باتوں سے پر ہے آگ پانی ہوا سے دعائیں مانگنے سے پُر ہے ایک مہذب دنیا کے سامنے اس کا ترجمہ پیش کیا جانا باعث خلاف تہذیب ہے ایسی خلاف تہذیب کتاب کا ترجمہ نہ ہونا ہی دنیا کی بہتری ہے ورنہ معلوم نیوگ سے بھی بدتر کوئی تہذیب نکل آئے دیانندیوں کو لازم ہے کہ اسے ہوا نہ لگنے دیں ورنہ یار لوگ نیوگ پر عمل درآمد کے لئے زور دینگے۔

بھلا سوچنے کی بات ہے کیا ایسی ناکارہ تعلیم دینے والی کتاب ایشور کا کلام ہو سکتی ہے اور مہذب دنیا کے سامنے رکھے جانے کے قابل ہے ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

دیانندی۔ چوتھی خوبی۔ ایک حکم دوسرے کو منسوخ نہ کرے۔

اسلام وید سب سے زیادہ اسباب میں مشہور ہے اس کا ایک حکم دوسرے کے خلاف ہے۔ کہیں تو ویدوں کو چار بیان کرتا ہے۔ کہیں تین۔ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۲ اور اتھروید کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴ منتر ۲۰۔ کا مقابلہ کرو اور منہ نہ دکھاؤ۔ کہیں ۳۳ دیوتا درج ہیں تو کہیں ۳۴۔ اسروں کو مارنا قتل کرنا۔ ان کے مال لوٹ کر ان کو بے خانماں کرنا حیوانوں تک کا چارہ بند کر دینا بوڑھے آدمیوں کو گھوڑوں پر چڑھا کر توپوں سے مارنا عورتوں کو لوٹ میں لونڈی غلام بنا کر اپنے استعمال میں لانا ان سے اغلام وصحبت داری کرنا۔ کہیں مکتی کو لازوال کہنا کہیں تناسخ ماننا (رگوید اشٹک ۸ منتر اصومکا صفحہ ۱۲۲) ہم کہاں تک ویدوں کے اختلاف اور غیر مہذب تعلیم کی اشاعت دیں۔

دیانندی کے اعتراض سب لاعلمی پر مبنی ہیں اور اسکی لیاقت ثابت کرتے ہیں۔ قرآن پاک کے ذمے خلاف تہذیب تعلیم لگانا چاند پر تھوکنا ہے۔ باقی غلط دعووں کو چھوڑ کر قرآن مجید کی سورہ بقر سے بیت المقدس کی طرف سجدہ کرنا ہمیں دکھا وے تو ہم اُسے پچاس روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں فضول دیانندی بکواس قابل قبول نہیں۔ یہ بحث چونکہ مختصر ہے۔ اسلئے جواب میں بھی اختصار سے کام لیا گیا ہے مُفصّل کے لئے ہمارا رسالہ رد کلیات آریہ مسافر کا انتظار کرنا چاہئے جسمیں انشاء اللہ دیانندی نیچہ کی چولیں ڈھیلی کردی جائینگی۔

دیانندی۔ پانچویں خوبی خلاف قانون قدرت نہ ہو۔

اسلام یا نیوگ۔ تناسخ۔ باپ بیٹی کی مجامعت خلاف قانون قدرت نہیں شاید وید کا استعارہ باپ بیٹی کی مجامعت کا دیانندی قانون قدرت

کے عین مطابق نہ ہے وذا اس قانون قدرت پر عمل کر کے تو دکھا یا ہوتا پھر ہم
سو یانندیوں کا قانون قدرت دیکھتے۔ افسوس کہ دیانندی قرآن مجید پر اعتراض
کرتا ہے۔ مگر حوالے دوسری کتب کے دیتا ہے۔ اگر میں دوسری دیانندی تصانیف
کے حوالے دوں تو دیانندی دنیا میں آگ لگ جاوے گی اور خلقت حیران رہجاوے
گی۔ دیانند نے ایڈیشن منجری صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ منو میں سمندر پر چلنے والے جہازوں
پر محصول لگانے اور وصول کرنا لکھا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ زمانہ گذشتہ میں ہمارے
لوگ جہاز بناتے تھے۔ یہ شاید سچ ہو۔ مگر اسی منو میں لڑکی کی...... میں انگلی ڈالکر
...... کرنا لکھا ہے۔ جسکی سزا مقرر تھی۔ تو کیا سمجھ لیا جاوے کہ ویدک
زمانہ میں ایسی ...... باتیں مروج تھیں جنکے لئے قانون بنانا پڑا دیانندیو
شرماؤ نہیں اور اپنے بزرگوں کی ...... پر نظر ڈالو۔ کیا قانون قدرت کے مطابق
تعلیم ہے۔ میں ویدک زمانہ کی تہذیب پر علیحدہ بحث کرونگا۔ سورج کا گل چشمہ میں ڈوبنا
سورج کا علی کے حکم سے واپس آنا وغیرہ قرآن مجید میں کہیں نہیں باقی باتوں کے
جواب کیلئے انوار الاسلام کے گذشتہ فائل در جواب یوگندر پال کو دیکھو۔

دیانندی چھٹی خوبی۔ کس قوم کی طرفداری نہ پائی جاوے۔

اسلام وید رعایت کرنے میں بڑھ چڑھ کر ہے۔ یوگ کا پاک مسئلہ اسکے مقتدر و نذرام
برہمن چھتری ویش کے سوائے کوئی نہیں کر سکتا۔ شودر اس مہذب مسئلہ کی چاشنی
سے محض بے نصیب رکھے گئے ہیں۔ زنار بندی بھی انہیں اول الذکر ہر سہ کے
حصہ میں آتی ہے۔ شودر اس سے بھی بے بہرہ ویدیوں کو نیک اور اچھے کہا گیا
ہے اسروں پر چڑھ ہاتھیوں کا جرنیلی آرڈر دیا ہے کہ ملک کے ایک ٹکڑے کے لئے
انسانوں کو ذبح کر دیں۔ سارا وید شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ برہمنوں کی جہاں سے
پہنچ ہے اور بچوں سے بھی کسی غیر قوم کی رعایت نہیں کی۔ سبکو ناستک اسر

راکش وغیرہ بڑے بڑے خطابوں سے یاد کیا ہے۔ عورتوں کو نوٹ میں لاکر حصے بانٹنا اور اُنکو داسیاں یعنی لونڈیاں بنانا وید کا پاکیزہ مسئلہ ہے جسپر بڑے بڑے ویدیے عمل کرتے رہے بعضوں کو چوٹی رکھنے کا حکم اور سنیاسی لنگوٹ بند اس حکم سے بھی مستثنے کہانتک وید کی طرفداری بیان کی جاوے گویا ساری دنیا کی شاہی اور قتل و غارت کا ٹھیکہ ویدیوں کو دیدیا ہے۔ مگر تناسخ کے باعث سب کچھ اُلٹ گیا اور وید کی سب چالاکیاں کارت گئیں اور ویدیوں کو یہانتک تاریخ کا صحیح پتہ چل سکتا تھا تب سے ہی غلامی کا طوق پہنایا گیا۔ ایسی باتیں دیکھکر افسوس آتا ہے کہ تمام دنیا کا خدا اور ویدیوں پر اسقدر فدا و قربان جو کہ صفت الشوری کے برخلاف ہے جس سے صریح طور پر ثابت ہے کہ وید بوجہ نہ رکھنے پیار و محبت کے کلام الٰہی کیا بلکہ پاکباز انسان کے کلام کے درجہ سے بھی گرا ہوا ہے اسکے برخلاف قرآن پاک کل بندوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا سکھاتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر اپنے پاکبازوں کو آپس میں بطور بھائی کے سلوک کرنا بتاتا ہے۔ اُسکی صدائے عالم ہے کہ لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ یعنی بنی آدم اعضائے یک دیگر اند۔ سب بنی آدم آپس میں بھائی ہیں اور کوئی مومن نہیں کہا جا سکتا جو بہر حیثیت خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند پر عمل نہ کرے اس سے زیادہ عمدہ طور پر بنی آدم کے حقوق کس کتاب نے بیان کئے ہیں؟ دیانند جی کا حوالہ وید مضمون کے خلاف ہے اُسے کوئی ایسا حوالہ دینا چاہئے تھا جسمیں بنی آدم سے سلوک اور یکساں برتاؤ کرنے کا ذکر ہوتا۔ نہ کہ سبکی ہدایت کے لئے وید کا ہونا جو محض غلط ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ وید اس بات سے عاری ہیں کیونکہ دیانند جی نے یکساں سلوک کرنے کا کوئی حکم وید سے نہیں نکالا

بدیھو جبہ وید ورجہ کلام آلہی سے گرا ہوا ہے اور کسی برہمن خود پسند کا مقولہ ہے

دیانتدی - ساتویں خوبی. کسی آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت نہ ہو کسی کی سفارش کی ضرورت نہ ہو۔

گر آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں تو آپکے دیانندی بھائی دیانند کی نسبت دیباچہ بھومکا صہ میں کیوں لکھتے ہیں کہ جسطرح برہمنوں ویدانگوں۔ آپ نشدوں اور شاستروں وغیرہ کو پرتہ پرمان یعنی سند کے لئے ویدوں کی تصدیق کا محتاج مانتے ہیں اسی طرح سوامی جی کا کلام بھی پرتہ پرمان ہے سوامی جی کی تصنیفات مانش گرنتھ یعنی معمولی انسانوں کی تصنیفات نہیں ہیں۔ بلکہ آرش گرنتھ رشی کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں" اب آپ کو عام آدمیوں اور خاص آدمیوں کا فرق بھی بتا دیا جاتا ہے دیکھو شتپتھ برہمن کانڈ ا ادھیایہ ا۔ جنہیں سچائی ہے وہ دیوتا رشی ہیں اور جنہیں جھوٹ ہے وہ انسان ہیں۔ جو عالم راستی شعار ہوتا ہے وہ انسانوں کے درمیان دیوتا ہے امید ہے اب آپکو کسی برگزیدہ آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت ضرور محسوس ہو گئی ہوگی۔ کیوں اسلئے کہ وہ بالکل سچ کہتا ہے۔ اگر آپ ویدوں کو بالغرض کلام آلہی مانتے ہیں تو کن کے ذریعہ سے۔ قدیم رشیوں۔ اگنی وایو کے ذریعہ سے کیوں۔ اسلئے کہ آپکا یقین ہے کہ وہ رشی دیوتا تھے اور راستگو تھے انہوں نے خدا پر جھوٹ نہ باندھا ہوگا۔ اور جو کلام انہوں نے ایشور کی طرف منسوب کیا وہ ضرور کلام ایشور ہی ہے۔ اگر وہ دیوتا نہ ہوتے تو آپ یقین (ایمان) نہ کرتے۔ اُن دیوتاؤں کے وجود کے باعث کلام آلہی مانا اور جانا گیا پھر کسی پر ایمان نہ لانے کی ایک ہی کہی۔ کھوجی کون دھرم ہے۔ سفارش کی بابت رگوید اشٹک ۱ ادھیائے ۲ ورگ ۵ ۲ منتر ا دیکھ کر لکھنا تھا۔ جہاں

کہا ہے کہ جو ۳۳ دیوتا گیہ میں قایم ہوتے ہیں وہ اپنا اپنا بھاگ (حصہ) لیکر ہیں دگنا دیں (یعنی ہوم کے ذریعہ سے جو مقوی و دافع مرض ادویات اکاش کے اندر ہوا۔ پانی وغیرہ دیوتاؤں کو پہنچائی جاتی ہیں اُن کے عوض ہیں دیوتا عمدہ تاثیر والی بارش کے ذریعہ سے ہماری دولت وغلہ کے ذخیرہ کو ترقی بخشیں) بھومکا ۴۳ کیوں لالہ دیا نندی کیا ویدک ایشور کے یہ دیوتا شریک نہیں ہیں یہ دیا تو خود دگنا دیتے ہیں یا پرمیشور اُن کی سفارش سے دگنا دیتا ہے اگر ویدک انصاف یہ ہے کہ ایک چیز دیکر دگنی مانگی جاوے تو ظاہر ہے کہ وید کا یہ نامنصفانہ منتر الحاقی ہے۔ کیونکہ ویدک ایشور کا تو انصاف تبھی ہوگا جب ایک کے بدلے ایک دیگا۔ ایک کے بدلے دو دینا یا دو کی امید رکھنا سراسر انصاف کے خلاف ہے جب خود ہی وید یہ عقیدہ بتاتا ہے کہ ایشور کام کی مقدار سے زائد یا کم مزدوری دینے پر نا منصف ہوجاتا ہے تو پھر وید میں ایسی دگنی مراد کے حصول کی امید لاحاصل اور ویدک ایشور کی ناسمجھی پر دال ہے۔

شفاعت کے بارہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ سوا اُسکے حکم کے کسی کو طاقت نہیں ہوگی کہ بخشش کی سفارش کرے اب سُنئے اذن کسے ہوگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَوَقٰھُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکَ یعنی اللہ کا فضل ہی دوزخ کے عذاب سے بچاویگا۔ یعنی جسکے ساتھ اللہ کا فضل ہوگا۔ دیانندی مشرک تین خداؤں کے ماننے والے ایسے پاک کلام کو کیا سمجھینگے جبتک کہ نیک نیتی سے اُسپر غور نکرینگے۔

دیانندی - آٹھویں خوبی۔ مکمل الہام ایک دفعہ آوے شروع دنیا میں ہو۔

اسلام جہانتک دیانندی کتب دیکھو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وید شروع دنیا میں نازل ہوئے یا تصنیف ہوئے۔ بلکہ دیانند اُپدیش منجری صفحہ ۶ پر لکھتا ہے۔

کہ آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ ان کے لئے کوئی امرو نہی نہیں تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا کانوں سے شبد سننا پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی پھر پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا۔ اس قول سے ظاہر ہے کہ وید کے نزول سے پہلے انسان کوئی نہ کوئی زبان بولتے اور اسکے شبد سُنتے تھے۔ اور وید کے نزول سے پہلے کچھ نہ کچھ کلام ان میں جاری تھا۔ ایسی حالت کچھ عرصہ رہی اب ہمیں دیانندی اصطلاح "کچھ عرصہ" کی تحقیقات بذریعہ دیانندی کتب کرنی ضروری ہے۔

تعلیم یافتہ دیانندیوں کو چیلنج

ایک دیانندی کی ڈینگ

رد آریہ مسافر جلد ۶ ع ۸ صہ ۱۷ بابت جولائی ۱۹۱۰ء

ناظرین کو یاد ہوگا کہ رسالہ انوار الاسلام جلد ۵ ع ۲۱ میں ہم نے ایک دیانندی کی تسلی کے جواب میں بطور ایک ثالث کے ایک مختصر مضمون لکھا تھا جسپر دیانندی بجائے صاد کرنے کے آئیں بائیں شائیں کرنے لگ گیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُسے اسکی غلطی سے مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ وہ ایسی غلطی نہ کیا کرے جن صاحبان نے المنصف مصنّفہ لالہ نند کشور کا مطالعہ کیا ہے وہ مصنف کی نیک نیتی کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اُسنے حتی الوسع اُس نفاق کو مٹانے کی سعی کی ہے جو دیانندی ملک میں پھیلا رہے ہیں۔ اُسنے صاف طور پر المنصف صہ ۲ پر لکھا ہے کہ جیسا میں چاہتا ہوں

کہ میرے معبود و۔ اسکے کلام ویدوں کی سب کوئی عزت کرے ایسا ہی میں چاہتا ہوں اور برتاؤ کرتا ہوں کہ دوسروں کے معبود اور ان کے مذہب کے کلام رب کی عزت کروں۔ پھر اسنے ویدوں را ماتن کا حوالہ صلح جوئی کی بابت لکھا ہے۔ ایسی صلح کل تعلیم پر اگر دیانندی نہ بھڑکیں تو اور کیا کریں کیونکہ اُن کا شیوہ ہی غیر مذاہب کو گالیاں دینے کا ہے۔ اسی صفحہ کے آخر میں اسنے لکھا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے ۱۴ ویں باب میں مذہب اسلام اور خدا اور قرآن کی شان میں (دیانندنے) سخت بے ادبی کی ہے اسکے دیکھا دیکھی جو آیا اہل اسلام نے پڑھا تھا اور اسکے کلام ویدوں کی بے ادبی شروع کر دی"۔ امید ہے کوئی منصف اس تحریر کی سچائی سے انکار نہ کرے گا۔ گو دیانندیوں سے ہمیں سچی بات ماننے کی کم امید ہے صرف پر وہ لکھتا ہے کہ میں نے ۱۴ ویں باب کتاب مذکور کو دیکھا اور غور کیا تو معلوم ہو گیا کہ سوامی صاحب مذکور نے باوجود اسکے کہ عالم کہلاتے تھے ایسے طفلانہ سوال اور اعتراض کئے جو کہ اُلٹ کر ویدوں پر ہی آتے ہیں صند مذہبی میں پھنس کر جن باتوں پر اعتراض کئے ہے وہی باتیں خاص ویدوں میں ہیں اس سچی تحریر سے بھی امید ہے سب منصف آدمیوں کو پورا پورا اتفاق ہو گا اگر دیانندیوں کو شک ہو تو برق اسلام کا حصہ ترک وید ملاحظہ کریں۔ ناظرین اب غور فرماویں کہ المنصف نے کونسی بیجا بات لکھی ہے جسپر دیانندی معترض ہے۔

آگے چل کر دیانندی نے ہمارے سچے شعر ؎ کلام حق نہ قول انبیا ہے + یہ بید بے ثمر خود رو ہوا ہے + پر لیاقت جتاتے ہیں اور بجائے وید کو کلام حق یا با ثمر ثابت کرنے کے ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیانندیوں کا یہ عام طریقہ ہے کہ بجائے معترض کو معقول۔ یا منقولی جواب دینے کے گالیوں پر اُتر آتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ نیوگ جیسے ناپاک مسئلے اور باپ بیٹی کے جماع وغیرہ کے

استعاروں کے ہوتے ہوئے دیانندی کس مُنہ سے وید کو کلام حق یا باثمر قرار دے سکتے ہیں کیا نیوگ بیوؤں کا اجارہ کرتا ہے کہ درصورت لڑکیاں ہونے کے نیوگ کرنے سے لڑکے پیدا ہونگے۔ اور ذرا سی رنجش ہونے پر میاں بیوی دوسروں سے ہم بستر ہوجائیں۔ صرف ایک دیانندی نیوگ ہی ایسا دھبہ ہے کہ ذمہ دیانند نے لگا دیا ہے کہ جو اُسے کلام الٰہی کے درجہ سے گرا رہا ہے۔ حور وغلمان بسبب فن وغیرہ تو ساری عمر گناہوں سے باز رہ کر اور عابدانہ زندگی بسر کرنے کے بعد ملینگے مگر یہاں تو بقول سہ اب تو آرام سے گذرتی ہے + عاقبت کی خبر خدا جانے + نیوگ نے اسی دنیا میں بغیر نیک اعمال اور عابد بننے کے صرف دیانندی مذہب اختیار کرنے پر تازہ بتازہ نوع بہ نوع عیش مہیا کر رکھے ہیں۔ ایک نہیں، دو نہیں وید کی آگیا ہے کہ گیارہ تک مزے اڑاؤ۔ اور پھر زائد کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ کیونکہ نیوگی یا نیوگن نے رجسٹر تھوڑا کھول رکھا ہے جس سے تعداد معین معلوم ہوسکے۔ ہاں چونکہ اس مسئلہ میں بقول دیانند شرم کرنے کی کوئی وجہ نہیں اسلئے اگر سماجوں میں ایسے رجسٹر بھی مرتب کر رکھے ہوں تو جائے تعجب نہیں + رہا دیانندی ایشور کا توبہ و شفاعت کی ماہیت سے واقف ہونا سو جب وہ کسی ذرہ تک کو پیدا کرنے سے عاری ہے اور روح اور مادہ کی مخفی طاقتوں کے معلوم کرنے سے لاعلم محض ہے کیونکہ اُنکی مخفی طاقتیں جانتا تو باوجود سرب سکتیاں ہونے کے کیوں ان کو نہ بنا سکتا۔ تو وہ توبہ اور شفاعت کے پاک مسئلہ سے اگر لاعلم محض ہے تو جائے تعجب نہیں کیونکہ وہ چونتیسواں دیوتا بھی اپنے مددگار ۳۳ دیوتاؤں کی مانند ہونا چاہئیے اب فرمائیے ایسی ناکارہ تعلیم کے ہوتے ہوئے وید بے ثمر ہوا یا نہیں۔ وید کی پوری تعلیم کا نمونہ ریویو کلیات آریہ مسافر میں آپکے ملے گا تھوڑی دیر انتظار کریں۔

ہمارے شعر کا دوسرا اور چوتھا جزو یعنی قول انبیاء اور خود رد دیانندی کو تعلیم

ہے یعنی جنپر وید نازل ہوا بتایا جاتا ہے وہ نبی نہ تھے نہ ان کا قول اس قابل ہے
کہ قول انبیاء انپر صادق آسکے۔ کیونکہ نبی کو فرستادہ خدا یا خدا کا پیغام پہنچانے
والے کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور وہ مہان وید کو حاصل نہ تھا جب وہ خود وید
کے مصنفوں کو فرستادہ خدا ماننے کو تیار نہیں تو ناظرین غور کریں کہ وید کس ثبوت
کے رو سے کلام حق ہو سکتا ہے جبکہ مصنفان وید ایسے کمتر درجہ پر تھے کہ خدا کی پیغام
لانے والے کا درجہ نہ رکھتے تھے۔ خود دواسی سے ظاہر ہے کہ ایشور کا گیان نہیں مصنفان
وید ایسے کم درجہ پر تھے کہ وہ نبی کا درجہ بھی نہ رکھتے تھے۔ ایسے غیرے نے بنا کر ایشور کے
ذمے جپیٹر دیا۔ ایک دیانندی کے قلم سے وید کی نسبت یہ کلمات حق نکلنا اعجاز سے کم
نہیں ناظرین غور کریں۔

اس سے آگے دیانندی نے ہماری تحریر پر بحث کی ہے۔ مگر باوجود یہ لکھنے کے کہ چند
قرآنی آیات اور وید منتروں کی تشریح بھی دیانندی نے بزعم خود کلیتاً وید و قرآن کو
ایک ہی مفہوم ظاہر کرنے والا لکھا ہے۔ مگر ناظرین کلیتاً کا لفظ دیانندی کا اپنا اختراع
ہے اصل کتاب میں صرف یہ درج ہے کہ ایسا ہی اپنا عقیدہ ہے کہ ہندو مسلمان دونو
ایک ہی مفہوم کو مدنظر رکھے ہوئے ہیں۔ اب ناظرین غور کریں اور دیانندی کی چالاکی
دیکھیں کہ بجائے ساری عبارت کو سوچنے اور پڑھنے کے ایک ٹکڑے پر جسے اُسنے مسلمان
ہندو سے قرآن و وید بنا دیا ہے اعتراض کرتا ہے۔ ناظرین پوری عبارت پر غور کریں
مُصنّف المُنصف لکھتا ہے:۔

جیسا میں چاہتا ہوں کہ میرے معبود اور اُسکے کلام ویدوں کی سب کوئی عزت
کرے ایسا ہی میں چاہتا ہوں اور برتاؤ کرتا ہوں کہ دوسروں کے معبود اور اُن کے
مذہب کے کلام رب کی عزت کروں سا ماتن میں آیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسا ہی اپنا
عقیدہ ہے وید میں آیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پرماتما اپنی مایا طاقت سے انیک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

جلد ۶ نمبر ۱۷

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

پندروزہ

اسلام میں ختنہ

بجواب سوالات مندرجہ اخبار ہتکاری امرتسر جلد ۱ نمبر ۴۶

مورخہ ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۰۴ء

دیانندیوں کے اخبار ہتکاری امرتسر میں ایک دیانندی موہن لعل ٹھیکہ دار ستھرا نے ختنہ پر بحث کرتے ہوئے چار سوالات اہل اسلام سے کئے ہیں۔ انہوں نے اپنی جبلی دیانندی عادت کیموافق اہل اسلام کو مشتعل طبیعت

والا لکھدیا ہے جسپر ہم ثابت کرنے کو تیار ہیں۔ کہ جاہل سے جاہل مسلمان دیانندیوں کے سب سے بڑے مہارشی مفسر وید سے زیادہ بدگو۔ بے لگام۔ دولازار نہیں ہے۔ اسپر بھی اگر دیانندی لیکچر بگھارتے چلے جاویں تو سوائی تعصب کے کیا سمجھنا چاہئے۔ ہم اپنے ایک جاہل آدمی کا دیانندیوں کے مہاگرو سے مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ جو دولازار نکلے اسپر لعنت بھیجی جاوے ✤

سوالات مستفسرہ کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں اگر مومن لعل دیانندی کو حق سے کچھ حصہ ملا ہے۔ تو انپر عقل سلیم سے غور کرے ✤

سوال اوّل۔ پابند احکام توراۃ یعنی یہودیوں پر اس رسم ختنہ کا ادا کرنا مرد و عورت دونوں پر شرعاً فرض ہے یا صرف مردوں پر فرض ہے۔ اور عورات مستثنےٰ ہیں اور عملدرآمد اس رسم کا کس طرح ہوتا ہے یعنی رواج کیا ہے؟۔

جواب۔ اول تو آپ کو فرض کے معنے معلوم نہیں جسپر آپ بھٹک رہے ہیں۔ ختنہ کی اصلیت سنئے۔ ختنہ سنّت ابراہیمی ہے یعنی ابراہیم ؑ نے سب سے اول اپنا ختنہ بموجب ارشاد الٰہی کیا۔ جیساکہ توراۃ کتاب الخلقت کی سترھویں فصل میں مرقوم ہے۔ کہ خدا نے ابراہیم ؑ سے فرمایا۔ کہ میرے عہد کو تو یاد رکھ اور تیری نسل بھی قیامت تک یاد رکھے یعنی مرد کا ختنہ ہوا کرے یہی نشان ہے میرے عہد کا تمہارے بدنوں میں۔ اور جو ختنہ نہ کرے گا۔ وہ قوم ابراہیمی سے سمجھو کہ خارج ہے۔ توراۃ کی اس عبارت سے معلوم ہوا۔ کہ بموجب سنّت ابراہیمی ختنہ مردوں پر سنّت ہے۔ چونکہ عورتوں کا ذکر نہیں اسلئے عورات اس سے مستثنےٰ ہیں۔ عملدرآمد ختنہ کا اس طرح پر ہے کہ نائی کو بلاکر حشفہ پر کا جو زاید گوشت ہے اُسے کسی تیز آلہ سے کاٹ دیا جاوے۔ بڑے بڑے پیغمبر مثل حضرت آدم ؑ۔ حضرت نوح ؑ۔ حضرت سلیمان ؑ۔ حضرت سام ؑ

حضرت لوطؑ۔ حضرت زکریاؑ۔ حضرت شیثؑ۔ حضرت ادریسؑ۔ حضرت خضرؑ
حضرت یوسفؑ۔ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت صالحؑ۔ حضرت شعیبؑ
حضرت یحییٰؑ۔ حضرت ہودؑ۔ حضرت محمدؐ سب مختون تھے۔

سوال دوم۔ شرعاً ایک اسلام میں اس رسم ختنہ کی پابندی ذکور و اناث ہر دو پر یکساں بطور سنت موکدہ لازمی ہے یا صرف مردوں پر۔

جواب۔ اسلام میں ہر مرد کے لئے ختنہ کرانا سنت موکدہ ہے اور عورتوں کے لئے ختنہ کرنا سنت نہیں ہے لیکن عورتوں کا ختنہ کرنا بھی روا ہے۔ چونکہ آپکے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عورتوں کے ختنہ کی بابت پریشان ہیں۔ اور یہی آپکی سمجھ میں نہیں آتا۔ اور عدن وغیرہ کے مقیم لوگوں کے کہنے کے موافق آپ اسے سنت موکدہ بنا رہے ہیں۔ اس لئے عورتوں کے ختنے کا قاعدہ جیسا عرب میں ہے ایک معتبر آدمی مقیم عرب کی تحریر سے لکھتا ہوں تاکہ آپ کی پریشانی ہو اور عوام کو اصل حقیقت معلوم ہو۔

ترکوں کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کا فوٹو مطبوعہ دفتر اخبار وطن لاہور کے صفحہ ۹۵ پر عورتوں کے ختنہ کا حال یوں لکھا ہے "ہندوستان میں شاید بعض لوگوں نے سنا ہوگا کہ عرب میں عورتوں کے بھی ختنہ کئے جاتے ہیں اسکی اصلیت صرف اتنی ہے۔ کہ پیدائش کے وقت جب دایہ ناف کاٹتی ہے۔ اسی وقت انگلیوں سے اس کھال کو بھی جو کسی قدر زاید عورتوں کے مقام مخصوص پر ہوا کرتی ہے مل دیتی ہے۔ ابتدا میں مل دینے سے پھر اس کا وجود بھی نہیں ہوتا۔ اطبا کا اتفاق ہے کہ اگر یہ کھال کاٹ دی جاوے تو عورت کی خواہش میں بہت کچھ کمی ہو جاتی ہے۔ عرب میں یہ رسم ایام جاہلیت سے چلی آتی ہے۔ بعض باتیں خصوصیت کے ساتھ اُن لوگوں میں پائی جاتی ہیں

جو دوسری اقوام میں نہیں سُنی گئیں۔ اُمید ہے لالہ موہن لعل کی پریشانی اس بیان سے رفع ہو جائیگی۔ چونکہ یہ رسم نیک ارادہ یعنی عورتوں کی کمی شہوت کے لئے جاری تھی۔ اس لئے اُسے منع نہیں کیا گیا۔ اور نہ بطور سنت اختیار کی گئی۔ کون نہیں جانتا کہ عورتوں کی شہوت نے کئی عزت داروں کی عزتیں برباد کر دی ہیں۔ خصوصاً ہند کا حال قبل از ورود اسلام۔ عوام سے پوشیدہ نہیں۔ اگر ضرورت تفصیل ہو تو کرنے کو تیار ہیں۔ خیر بہر حال جس طور پر کہ عرب میں عورتوں کا ختنہ جاری ہے کوئی بُری بات نہیں معلوم ہوتی۔ اور نہ اس میں قابل اعتراض کوئی نقص ہے۔

سوال سوم۔ حضرت محمدؐ کا ختنہ ہوا تھا یا نہیں؟ اگر ہوا تھا تو کس عمر میں اور اصحاب کرام میں سے کس کس نے یہ رسم ادا کر دی تھی۔

جواب۔ آنحضرتؐ خود مختون تھے یعنی آپکا ختنہ ہوا ہوا تھا۔ چونکہ عرب اپنے آپ کو اسماعیلی کہتے تھے۔ اس لئے اُن میں کئی باتیں ویسی جاری تھیں جیسے کہ حضرت ابراہیمؑ نے حکم دیا تھا مگر خود غرض لوگوں کی ملاوٹ کے باعث اُن میں مشرکانہ رسوم زیادہ جاری ہو گئی ہیں۔ حج گو حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے چلا آتا تھا۔ مگر مشرکین نے وہاں بت بنا کر رکھ چھوڑے تھے اور بجائے خدا کے وہاں بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ چونکہ قریش یعنی وہ قبیلہ جس میں آنحضرت صلعم پیدا ہوئے خانہ کعبہ کا متولی تھا اس لئے وہ حضرت ابراہیمؑ کی کئی رسومات ادا کرتے تھے ان میں سے ایک ختنہ بھی تھا۔ یعنی ختنہ آنحضرتؐ کے قبیلہ میں جاری تھا۔ اس لئے بچپن میں آنحضرتؐ کا ختنہ ہو چکا ہوا تھا۔ باقی رہا اصحاب کرام کا ختنہ اُس کی بابت عرض ہے۔ کہ دُرِ مختار جلد چہارم ص۲۶۶ میں ختنہ کی سخت تاکید لکھی ہے اور آنحضرت صلعم نے

چونکہ اس سنت کی تاکید کی ہے۔ اس لئے صحابہ رضو جو آنحضرت صلعم کے دلدادہ اور جان و دل سے نثار تھے وہ ضرور اس کے پابند تھے۔ اور سب مختون تھے کئی تو ایام جاہلیت سے ہی مختون تھے۔ اور جو نہیں تھے انہوں نے بموجب احکام نبوی صلعم اسلام لانے کے بعد ختنہ کرالیا تھا۔ کیونکہ ختنہ سے وہی بوڑھا کافر شخص مستثنٰے ہو سکتا ہے جسے ختنہ کرنے سے تکلیف سخت ہو وہ مسلمان ہونے پر بغیر ختنہ رہ سکتا ہے۔ ہند کی طرح ختنہ کرتے وقت فضول رسمیات کا عرب میں دستور نہ تھا نہ آنحضرت صلعم نے ختنہ کے ساتھ دیگر واہیات رسوم کی جو آجکل جہال کرتے ہیں اجازت دی ہے بلکہ شل اور سنت نبوی کے چپکے سے نائی کو بلا کر ختنہ کرا دیا۔ پس مسند احمدؒ میں حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص کو کسی نے ختنہ میں بلایا۔ آپ نے تشریف لیجانے سے انکار فرمایا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم لوگ عہد رسول صلعم میں نہ کبھی ختنہ میں جاتے تھے اور نہ اس کے لئے بلائے جاتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں عام لوگوں کو ختنہ میں جمع کرنا اور دعوتی رقعے بھیجنے وغیرہ ناچ رنگ سب خلاف سنت ہیں۔ اسلام کے موافق چپکے سے نائی کو بلا کر ختنہ کرا دیں جب اچھا ہو جاوے غسل کرا دیں اگر گنجائش ہو اور ریا بھی نہ ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت و نمود و طعن و بدنامی کا بھی خیال نہ ہو شکریہ میں دو چار اعزہ و احباب یا دو چار مساکین کو ماحضر کھلاوے۔ اللہ اعلم غیر مصلاح۔

سوال چہارم۔ کیا یہ روایت سچ ہے کہ مستورات مسلمان ملک عرب میں اس سنت موکدہ کا ادا کرنا مستورات پر لازمی سمجھا گیا ہے۔ تو ملک ہند میں مسلمہ مومنہ کس فتوی سے اس رسم کی پابندی سے مستثنٰی کی گئی ہیں۔

جواب۔ عورتوں کے لئے ختنہ کو سنت موکدہ یا سنت کہنا آپ جیسے خوش فہموں کا من گھڑت مسئلہ ہے۔ باقی رہا عورتوں کا ختنہ عرب میں سو اس کی حقیقت ہم اُس شخص کی زبانی بیان کر چکے ہیں۔ جو عرصہ سے عرب میں مقیم ہے۔ اور مکہ معظمہ کے ایک اعلیٰ مدرسہ کا مہتمم ہے اور عرب کے دستور سے پورا پورا واقف ہے۔ چونکہ یہ عرب کا رواج ہے۔ اسلئے اگر وہاں عام طور جاری ہو تو کیا برائی ہے۔ اور اگر ہند کے مسلمان اسے اپنے ہاں بھی جاری کرلیں تو کوئی برائی کی بات نہیں۔ آپ صرف لفظ ختنہ پر مرتے ہیں۔ اور آپ نے یہی سمجھ لیا۔ کہ عورتیں بھی معاذ اللہ غیر محرم عورتوں یا مردوں کے سامنے جاتی ہونگی سو جناب من اسلام سے ایسی اُمید نہ رکھیں۔ یہ بے پردگی کی تعلیم وید اقدس کے ذمے ہی رہنے دیجئے جس کی برکت سے وام مارگی جیسے فرقے پیدا ہو گئے۔ اسبارہ میں اگر اور کوئی شبہ ہو تو تسلی کر لیجئے۔ آپ کی خاطر کی جاوے گی کو اصل حال معلوم ہو جائیگا۔ اور دیانندیوں کے غلط بیانوں سے واقف ہو جائیں گے۔

ختنہ

پر

ایک دیانندی کی مونشگافی

مسافر میگزین جلد ۶ ۵ بابت فروری سنہ ۱۹۰۴ء

اگر بغیر سوچے سمجھے ہم اپنے بت پرست اور پہاڑی آباؤ اجداد کی رحمت

رسوم کے پابند رہیں۔ تو اندھے کی لاٹھی والی مثال ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حماقت و جہالت ہے۔ گو زمانہ ترقی ہی کی طرف سبقت کر رہا ہے۔ مگر ہم میں سے ایک مہاشوں کا گروہ عوام کو پہاڑی اور جنگلیوں کی طرح لنگوٹ بند ہونے کی طرف تعلیم دے رہا ہے۔ گویا ہمیں ترقی کے معراج سے ہمالیہ کی تاریک غاروں میں گرانا چاہتا ہے۔ جہاں ہمارے کئی بزرگ پتھر کے بت پوج پوج کر دوزخ کا ایندھن بنگئے اب روشنی کا زمانہ ہے ہمیں ہر طرح ترقی کے مدارج طے کر کے قانون قدرت کی پیروی کرنا چاہئے نہ کہ الٹا خدائی قانون کی خلاف ورزی کر کے جہالت میں ڈوبنا چاہئے۔ گو آزادی کا زمانہ ہے مگر دیانندیوں کو ہم نصیحت کرتے ہیں۔ کہ نیوگ کے مقابلہ پر اسلام کے ختنہ جیسے مسایل کو اپنی کتب میں رواج ندیں کیونکہ کتب اور رسالہ جات پڑھنا آپکے ہر مذکر و مونث ممبر کا حق ہے۔ نیوگ فلاسفی کے ساتھ ختنہ کی چاشنی غضب کر دے گی۔ آگے آپ کی مرضی۔ ہمارا کام سمجھا دینا تھا۔ اب مسئلہ زیر بحث اور خرافات ڈھکوسلوں کا جواب سنئے۔

مسافر میگزین بابت ماہ فروری میں ایک دیانندی دولت رام اسپیشل اسسٹنٹ نے دیانندی قانون قدرت کے مطابق رسم ختنہ پر خوب جوڑ توڑ کئے ہیں نہیں معلوم دیانندی صاحب ختنہ سے اتنے کیوں جلے بھنے بیٹھے تھے کہ اُسکے عام فواید کو نظرانداز کر کے اپنی لیاقت علمی و عملی کا ثبوت دیا ہے۔ اگرچہ ان کی تحریر کی تردید خود انہیں کے مضمون میں موجود ہے۔ مگر چونکہ انہوں نے دیانندی قانون قدرت یعنی تعصب کے سائے کے نیچے بیٹھکر ایسی لایعنی تحریر پیش کی ہے اور جبتک انہیں انکی غلطی سے متنبہ نہ کیا جاوے وہ اسپیشل اسسٹنٹی اور پھر دیانندی نتیجہ پیروی یعنی تقول کریلا اور نیم چڑھا کب کسی کی سُنینگے۔ اگر اُن میں ذرا بھی انصاف

اور حق پسندی ہوئی تو بشرطیکہ کوئی خاص ناراضگی ختنہ پر نہ ہوئی وہ ضرور اپنی لایعنی تحریر واپس لے لینگے اور اس بحث کو اپنے رسالوں میں زیادہ فروغ نہ دینگے۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔

ختنہ اور قانون قدرت ۔ دیانندی لکھتا ہے کہ قدرت کے قوانین بے بدل اور اٹل ہیں۔ آگ میں ہاتھ ڈالیں گے تو ضروری ہے کہ آگ اپنا اثر کرے اور ہاتھ جلے یا ہاتھ کو حرارت پہونچے۔

مسلمان ۔ مگر جناب ابن سینا کا آگ سے بچکر نکل آنا (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۵۴ کالم ۲ سطر ۲۸) ظاہر کرتا ہے کہ ویدک ایشور کے قانون جب دیانندیوں کی اپنی مرضی ہو بدلے جاسکتے ہیں اگر نہیں بدلے جاسکتے تو مخالفین کے۔

دیانندی ۔ چونکہ ختنہ کرنے میں درد محسوس ہوتا ہے اسلئے یہ عمل (ختنہ کا) خلاف قانون قدرت ہے۔

مسلمان ۔ واہ ڈاکٹر جی واہ۔ یہاں تو آپ اپنی ڈاکٹری کا اصول بھی بھول گئے اور اپنے گرو کا قول مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۴۲ اڈیشن دوم بھی آپنے پس پشت ڈال دیا۔ اگر ایک اعضا کو چند روزہ تکلیف پہونچنے سے انسان کو آئندہ کا سکھ اور بیماریوں سے پیش بندی ہو جاوے۔ تو اس میں خلاف قانون کیا ہوا۔ اگر باپ بچے کو تربیت کے طور پر سزا دیں جس سے بچے کو تکلیف ہو تو کیا یہ ظلم گنا جائیگا۔ نہیں بلکہ یہ بچے کی آئندہ زندگی سنوار دیگا۔

ہاں اگر درد کا محسوس ہونا خلاف قانون قدرت ہے تو آپ کا پراپانام سب سے زیادہ خلاف قانون قدرت ہے۔ دیانند ستیارتھ صفحہ ۴۹ پر لکھتا ہے کہ جیسے سخت زور سے قے ہو کر کھایا پیا باہر نکل جاتا ہے۔ ویسے دم کو زور سے باہر نکال کر حسب طاقت باہر ہی روک دینا چاہئے۔ جب دم باہر نکالنا ہو تو

روپ دھارن کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی آپنا عقیدہ ہے کہ ہندو مسلمان دونو
ایک ہی مفہوم کو مد نظر رکھے ہوئے ہیں۔

یہ ہیں اصل الفاظ المنصف کے جنمیں دیانندی کا دعوے "وید و قرآن (کلیتاً)
ایک ہی مفہوم کو مد نظر رکھے ہوئے ہیں" ہے حالانکہ اصل عبارت میں ہندو مسلمان
مندرج ہے مگر دیانندی نے اپنے منیشھ کی پیروی کرکے اسے وید و قرآن بنا دیا ہے اور
اپنی نیک نیتی اور سچائی کا عمدہ ثبوت دیا ہے۔ ایک عاقل آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اس
عبارت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ہندو و مسلمان ہر دو چاہتے ہیں کہ ان کے معبود و کلام
رب کی ہر ایک آدمی عزت کرے جیسا کہ یجروید ادھیاے ۳۶ منتر ۱۸ میں ہے کہ ہمیں
سب کو محبت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ اگر دیانندی سچا ہے تو اپنے دعوے کا (وید
و قرآن (کلیتاً) ایک ہی مفہوم کو مد نظر رکھے ہوئے ہیں) ثبوت ناظرین کے سامنے پیش
کرے۔

دیانندی نے آگے چل کر تصدیقی مہر کے لئے بہت پیچ و تاب کھایا ہے اور لکھتا
ہے کہ تصدیقی مہر صرف وہی لگا سکتا ہے جو وید و قرآن کے مطالب سمجھتا ہے مگر ہمیں سخت
تعجب آتا ہے کہ دیانندی بزعم خود لالہ نند کشور کو وید کے مطالب سمجھنے والا ثابت کرنا چاہتا
ہے اور خود وید کو سمجھنے کے قابل سمجھتا ہے۔ افسوس کہ ساری دنیا میں وید کو سمجھنے والا بجز
دیانندیوں کے کوئی نظر آتا نہیں۔ قدیم زمانہ میں دیانند نے لکھا ہے کہ بڑی بڑی رشیوں کو
یوگ کی حالت میں وید کے مطالب سمجھ میں آتے مگر موجودہ زمانہ میں ایک بھنگ کا نشہ
استعمال کرنے والے کو بغیر کسی وقت کے ایک منتر نہیں دو نہیں سارے ویدوں کا مطلب
سمجھ میں آ گیا۔ یہ ایک ایسا لچر دعوے ہے کہ جسے دیانندیوں کی کتب سے واقف آدمی کبھی
قبول نہ کریگا۔ ابھی دیر نہیں ہوئی۔ آریہ گزٹ اور ست دھرم پرچارک ہر دو میں
یجروید ادھیاے ۴۰ منتر ۳ کے ارتھ کی بابت جھگڑا ہوا تھا اور ثابت ہو گیا کہ دونوں

بھی ویدوں کی مطالب سمجھنے سی عاری تھا۔ اب فرمائیے اسکے لکھے کو آپ کیسی کالوجی من التمامسے بڑھکر سمجھتے ہیں اور سناتن دہرم کے پنڈتوں کے تراجم کو کیوں نہیں مانتے صرف اسلئے کہ دیانند نے موجودہ زمانہ کی چال دیکھ کر اڑنگ بڑنگ معنی کر کے آپ جیسے عاقلوں کا دل خوش کر دیا۔ بدیں وجہ اگر آپ ایک سناتن دہرمی کے ترجم کا ترجمہ نہیں مانتے تو ہم دیانندی تاویلات باطلہ کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ المنصف کے استرعطا کرنے والے آپکی طرح علم سے بے بہرہ نہ تھے ہاں اگر آپکو قدیم تفسیر کے دیکھنے اور لالہ ستدکشور کی تائید میں کسی مفسر کے اقوال پڑھنے کا شوق ہے تو اسی آیت کی تفسیر میں جو حضرت امام فخری رازی رح نے لکھا ہے اُسے غور سے پڑھکر اپنے لاطائل دعوی کو دریا برد کرو ویدکی مستند ترجمہ سی شاید آپکا مطلب یا نندی پارٹی کا ترجمہ ہی مگر میں دعوے کرتا ہوں کہ گو دیانندی لاکھ گوروکل بنائیں ہزارہا اپدیشک پیدا کریں۔ مگر وید کی اندرونی تہذیب کو دیکھ کر وہ ہرگز ایسی غیر مہذب کتاب کا ترجمہ مستند پبلک کے سامنے پیش کرنے کی جرأت نکرینگے۔ کیا معقول مکذب کی لچر کتب کے لئے ہزارہا روپیہ جمع ہوسکتا ہی مگر وید کے مستند ترجمہ کیلئے روپیہ کا جمع ہونا دشوار ہی جس دن دیانندیوں نے یہ ہمت کی اور وید کے مطالب پبلک کے سامنے پیش کئے اُس دن وید کی حقیقت معلوم ہو رہے گی اسلئے جبتک دیانندی اپنا مستند ترجمہ پیش نکریں ہم اُن سے بدرجہا لائق پنڈتوں کے تراجم کو غیر مستند قرار نہیں دے سکتے۔ انہیں وجوہات پر ہماری علماء کا سند دینا ناجائز نہیں ہو سکتا۔ جن وجوہات پر آپنے عبدالغفور مرتد کو مولوی لکھا ہے اسکی توجیہ بھی کیجئے چونکہ دیانندی نے ہماری کسی بات کا معقول طور پر جواب نہیں دیا ہم اُسے دوبارہ توجہ دلاتے ہیں۔ مصنف المنصف کی بابت جو اُسنے گندے الفاظ وغیرہ استعمال کرنے کا الزام لگایا تھا اُسکا مقابلہ اپنے گرو کی تہذیب سے کرے قدیم تفاسیر اور کسی مفسر کے دماغ میں ایسے دلائل نہ آنے کو دیانندی خوب سمجھا تو ذرا

عقل کی ناخن لیکر اسے سمجھئے۔ قدیم تفاسیر دیکھنی ہوں تو شوق سے تفسیر امام فخر الدین رازی رح کا مطالعہ کیجئے۔ دوسرے فقرہ کا استعارہ مصنف المنصف کی طرف سے ذرا میری عبارت کو نظر تعمق سے دوبارہ سہ بارہ پڑھئے اور میرا صحیح مطلب سمجھئے۔ افسوس کہ جتنی پھکڑ بازی آپنے مسافر میگزین ما میں کی ہے اُسے آپ چھپا کر دوسروں کے سر آتے ہیں ہم نے آپکو محض دیانندی سمجھ کر آپکے لچر الفاظ کو بلا جواب چھوڑ دیا کیونکہ دیانندیوں کے علماء فضلاء۔۔ رسی مہارشی کا یہی حال ہے کہ غیروں کی خوبیاں بھی انکو چبھتی ہیں۔ اور وہ ہر وقت پھکڑ بازی پتلے رہتے ہیں۔ بہر حال ہمارا یہ دعوے باقی رہیگا۔ کہ آپ اس کتاب کی ایسی مدلل تردید لفظ بلفظ ہرگز نہ کر سکینگے۔ صرف پھکڑ بازی سے ہی آئیں بائیں شائیں کرکے دیانندی تہذیب کا نمونہ دکھائینگے۔

افسوس ہے کہ ریشہ خطی ہو کر بلا سوچے سمجھے وغیرہ جیسے الفاظ لکھ کر بھی دیانندی آریہ مسافر میں لکھتا ہے کہ کسی مذہب کے علماء کی ہتک کرنا نہایت بیہودہ اور کمینہ حرکت خیال کرتا ہوں۔! اسی تحریر کے مقابل اپنی پہلی تحریر رکھ کر غور کرو۔ دیانندیوں کی ترقی پر شیخی مارنا سخت بے عقلی ہے جب سے ہند میں جین بدھ۔ وام مارگی۔ بت پرستی وغیرہ کو اتنی ترقی ہو چکی ہے کہ جو دیانندیوں کے خیال سے باہر ہے تو ایسے نیوگی مذہب کی ترقی کیا ہند کی سرزمین کے خلاف ہو سکتی ہے۔ ایسی شیخیوں کو اپنے بزرگوں کا حال پڑھ کر ہی چھپاتے رکھا کرو۔ ہند کی آب و ہوا نیوگی پنتھوں کو قبول کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہے اگر ذرا دقت ہے تو خدائی واحد کی کلام کی اشاعت کی۔ کیونکہ وہ بہ آہستگی ہزارہا سالوں کی برائیوں کو کاٹ کر جگہ بناتا ہے بہ نسبت نیوگی پنتھوں کے جنکے لائق زمین پہلے ہی تیار ہے۔

ہماری کھلی چٹھی کے جواب پر تو دیانندی بہت برا مانا ہے اسکے لایعنی الفاظ کو ایک طرف رکھ کر ہم اسکے جواب کی طرف مخاطب ہوتے ہیں۔

کیجاتی ہیں جنمیں آپ ظاہر کرتے ہیں کہ دہرا دہر مسلمان اس ہون کنڈ میں گر کر
جلنے کی درخواستیں آپکی خدمت میں روانہ کر رہے ہیں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ آج
یکم دسمبر ۱۹۱۸ء کو جبکہ آپکو جون بدلے ہوئے ایکسال بارہ چار ماہ ہو چکے ہیں
اور آپ دیانندی پنتھ سے بخوبی واقف ہو چکے ہونگے نیوگ دیا نندری تثلیث
ویدک استعارات دربارہ حل وختراز والد۔ ویدک تہذیب کی فلاسفی آپکی سمجھ میں
آگئی ہوگی۔ ہمیں وید کی خوبیاں مفصل طور پر بذریعہ آریہ مسافر بتائیں۔ کیونکہ
گوجرانوالہ کے لکچر میں آپنے چھوٹے سے وید کی ایک خوبی بھی نہ بتائی تھی جس کی کر
پبلک زیادہ خواہش مند تھی۔ یہ عرصہ ایک پنتھ کی نیکی بدی جانچنے کے لئے کافی ہے
کیونکہ پیشتر ازیں بھی آپ سال دو سال کے بعد ہمیشہ جون بدلتے رہے ہیں خواہ باعث
کچھ ہی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ویدک سورج کی کرنوں کو پبلک پر چمکانے کی کوشش
کریں بجائے اسکے کہ ان کا فیض اپنی ذات کے لئے محدود رکھیں۔ مجھے غالب امید ہے
کہ ہردوار کانگڑی میں رہکر آپکو دیانندی تہذیب کا کافی حصہ مل گیا ہوگا۔ اسلئے
آپ عاجز کی درخواست کو رائیگان نہ جانے دینگے۔ وید کی خوبیاں معہ حوالہ وید ہاں
آپکے حلفیہ بیان پر کہ وہ خوبیاں (جو آپ لکھینگے) آپ ہی کے دماغ اور علمیت
کا نتیجہ ہیں اور کسی دیگر دیانندی کی امداد نہیں ہیں برق اسلام معہ ترک وید کی
دس کاپیاں آپکی نذر کرونگا۔ ہر سچائی کا طالب آپکی زبانی وید کی خوبیاں سننے
کا از حد خواہش مند ہے۔ محمد منظور

برق اسلام پر ایک متعصب آریہ کا ریویو

(اور اس کا جواب)

آپکی دی ہوئی کتاب کا معائنہ کیا اول سے آخر تک جابجا ریمارک (پسیر وردہ)

اور سخت کلامی زیادہ ہے جس کے جواب میں لکھی گئی ہے اوس کی تردید ناکافی اور معقولیت سے گری ہوئی ہے اسبات کو مؤلف نے خود اپنے دیباچہ میں قبول فرمایا ہے" دہرم پال جی کو معلوم ہے کہ ابہی اوسکی کتاب کو شائع ہوئے پورا سال نہیں ہوا کہ سات آٹھ جواب مسلمانوں سے طبع ہو چکے اور کتنے زیر طبع ہیں" ذرا اسکو غور سے ۳ یا ۴ مرتبہ پڑہ جائے اور نتیجہ کو غور فرمائے کہ ترک اسلام ایک یا دو گہنٹہ کا لیکچر جو کہ ناگری کتاب کے ۷ صفحہ پر چہپا ہے بقول منشی کریم بخش صاحب ۴۰۰ صفحہ تک ایک کتاب اور ایسے ہی سات یا آٹھ کتابیں نکل چکیں اور زیر طبع ہیں اور ہر ایک اونہی کے خیال میں کوئی بھی ترک اسلام کا کافی جواب نہیں دیسکے میں اور نیز ہر ایک عقلمند نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ ترک اسلام میں ایسے اعتراض ہیں کہ جنکے جواب ہزاروں صفحوں پر نہیں سما سکتے ہیں اسلئے۔ اب کوئی امید نہیں ہو سکتی کہ اب اوسکا جواب پورا ہو سکے اور سب سے بڑہکر ثبوت یہ کہ اب لاجواب ہو کر عدالت میں دعویٰ کیا دیکھو اخبار عام مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۱۴ء

(رام پرشاد اوپ منتری آریہ سماج ہردوی) ۷ اگست ۱۹۱۴ء

(اڈیٹر) طرز تحریر سے محرر کا متعصب ہونا ظاہر ہے کہ برق اسلام دینے والیکو شستے تک نہیں لکہا حالانکہ اوسنے اپنے گرہ سے ۴ آنہ کی کتاب دی اور انکو فقط قلم سے ایک فقرہ نکالنا پڑتا تہا جس میں کوڑی کا خرچ نہ تہا اور جواب میں سختی کو کام میں لاتے +

علاوہ بریں جناب کم فہم بھی معلوم ہوتے ہیں کہ کتاب دینے والیکو بار بار پڑہنے کی ہدایت کرتے ہیں اور خود اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ترک اسلام جتنی بڑی کتاب ہے ایک گھنٹہ میں کوئی بھی لیکچر کے طور پر نہیں سنا سکتا ہے یہ آریوں کی چالاکی ہے کہ سماج میں بیٹھ کر جماعت نے مکہ سے تیار کی اور دہرم پال کے سر منڈہی اگر یہ چالاکی نہیں

دکھائی گئی تو جناب ہی اتنی بڑی کتاب اتنے عرصہ میں لیکچر کے طور پر سنا دیں تاکہ آپکا منبر مستوجب ہو اور اس لیکچر کا قرار واقعی ایک ہی گھنٹہ کا کلام ہونا ثابت ہو جائے +

(الجواب)

مہربان من منتری آریہ سماج پنڈت رام پرشاد صاحب ھداکم اللہ آج ۷ اگست ۱۹۱۶ء کو آپکا رقعہ متعلقہ کتاب برق اسلام بدست ستیا رام ممبر آریہ سماج سہرودی ملا آپنے اسمیں چند الزامات برق اسلام پر لگائے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ شروع سے آخر تک برق اسلام میں سخت کلامی زیادہ ہے میرے خیال میں آپ کو سخت کلامی کی تعریف معلوم نہیں اگر معلوم ہوتی تو ہرگز ایسے نرم لفظونکو بدنام نکرتے بلکہ کلیات آریہ مسافر وغیرہ کو مطالعہ فرماکر کہتے کہ ہاں بیشک سخت کلامی آریہ مسافر نے اپنے تصانیف میں کی ہے اور ایسے طرح سے کی ہے کہ ممکن کوئی دوسرا شخص کر سکے میرے کلام کی تائید خود منشی رام آریہ نے دیباچہ کلیات مذکور کے صفحہ (۱) میں اسطرح کی ہے کہ۔ بدکے مسلونکی تعریف سن کر وے خاموش نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بلا لحاظ رتبہ وغیرہ کے فریق مخالف پر بعض وقت سخت سے سخت حملہ کر دیا کرتے تھے اور پھر آگے چلکر لکھا ہے کہ وہ پاگل پن کی حد تک پہونچے ہوئے تھے اسکے علاوہ ہندو لوگ بھی اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ درحقیقت لیکھرام جی اپنے بدزبانی اور فحش بیانی کے باب میں ضرب المثل اور مشہور تھے سن تن دہرم گزٹ ۱۵ مارچ ۱۹۱۴ء

پس جبکہ اونکے ہم مذہب ہم پیشہ اونکی تعریف اسطرح بیان کرتے ہیں اور اونکی سخت کلامی کو ہر دو فریق یعنی ہندو آریہ برابر تسلیم کرتے ہیں تو آپکا۔

اُسکو چھپانا اور ایک سیدھی کتاب برق اسلام کو سخت کہنا خالی از تعصب نہیں۔ اور بے جا طعنہ زنی جس کا آپ کو کوئی حق حاصل نہیں۔

مناسب اور اولیٰ یہ کہ اول اپنی آنکھ سے شہتیر نکالیں۔ پھر دوسرے کے تنکے کی طرف توجہ کریں۔ خود دھرم پال کے رسالہ ترک اسلام کو ملاحظہ کیجئے جس کا ایک نمبر بھی سخت کلامی سے خالی نہیں۔ مگر اُس کے دیکھنے کو چشم بینا چاہیئے اور سمجھنے کو انصاف پسند دل۔

پھر آپکا یہ کہنا۔ کہ جواب ناکافی ہیں اور ناکافی جوابوں کا حوالہ نہ دینا حق سے چشم پوشی کی دلیل ہے۔ اور یہ کہنا کہ مولف نے خود دیباچہ میں تسلیم کیا ہے بھی غلط ہے۔ مولف نے تسلیم نہیں کیا بلکہ فخریہ للکارا ہے کہ دھرم پال کی کتاب کو ہنوز پورا سال نہیں ہوا۔ اہل اسلام کی طرف سے آٹھ سات جواب ہو چکے ہیں اس سے آپکا یہ اخذ کرنا۔ کہ جواب ناکافی ہیں۔ یہ ہے کمال بے انصافی دل۔ اور فقرات ذیل بھی پڑھتے ہوئے کہ مسلمانوں میں علمائے مناظرین افواج در افواج کھڑے ہیں جس سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ پہلا فقرہ بہادری پر دال ہے کہ دھرم پال وغیرہ مخالفانِ اسلام یہ نہ جانیں کہ اُن کی لایعنی اعتراضات کے جواب دینے سے علماء اسلام قاصر ہیں نہیں ہرگز نہیں۔ ہزاروں نکلے کھڑے ہیں چنانچہ کتاب شائع ہوتے ہی علے القوس آٹھ دس جواب شائع ہو گئے۔

اب رہا یہ کہ جواب ہذا کافی یا ناکافی اسکی آزمائش اس طرح ہو سکتی ہے کہ آپ ترک اسلام میں سے جس اعتراض کو بہت مشکل سمجھتے ہیں وہ میرے پاس روانہ کر دیں اُسکا جواب آپکی خدمت میں بھجوا دونگا۔ یا کوئی جلسہ قائم کر کے منصفہ مسلمان عیسائی صاحبان وغیرہ کے روبرو محرر (عاجز) سے ہر اعتراض کا جواب

دنداں شکن لیجئے۔ حاضرین خود انصاف کرلینگے۔ اب رہا یہ کہ ترک اسلام کے اعتراض ایسے ہیں انکی نسبت خود اخبار ہتکاری امرتسر جلد ۱ ع۱۱ کا یہ قول ملاحظہ فرمایئے۔ کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ بعض دلایل کمزور ہیں تاآخر۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ انکے اعتراض معمولی ہیں علمائے اسلام کے جواب ناکافی اور معمولی ہرگز نہیں۔ اگر اسپر بھی دھرم پال یا کوئی اور آریہ نہ سمجھے تو سوا اس کے اور کیا کہا جاوے کہ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

یہ فقرہ بھی حیرت انگیز ہے کہ مجبور ہو کر عدالت میں دعوی کیا۔ جنابمن ہرگز مجبور ہو کر دعوی نہیں کیا۔ بلکہ آٹھ دس جواب دیکر انکی سخت کلامیوں کا انتقام لینے اور قانون سرکاری سے فایدہ اُٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔ آگے جو خدا کو منظور ہوگا۔ ظہور پذیر ہوگا۔ فقط ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۰۴ع۔

خادم اسلام عاجز احمد اسد از ہردوئی

دیانندی پنتھ پر ایک سرسری نظر

دیانند نے اپنے پنتھ میں شامل ہونے کے لئے دس اُصول قایم کئے ہیں جنکو دیانندی اپنی ہر کتاب میں درج کرتے رہتے ہیں۔ یہ بالکل بے بنیاد اُصول ہیں ان میں سے اول و دوم اصل ہے اور سوم اصل الاصول ہے باقی سب فروع ہیں یعنی شاخیں ہیں مت والوں کی اصطلاح میں اصل وہ ہوتی ہے کہ جس کے اقرار سے اُس مذہب میں داخل ہوجاتا ہے اور اُس کے انکار سے اُس مذہب سے خارج ہوجاتا ہے۔ فروع وہ ہوتی ہیں کہ جس کے کرنے سے ثواب ہو اور ترک

ہے گناہ - جیسے سچائی - کہ جو کوئی سچ بولیگا - وہ مستحق ثواب ہوگا اور جو جھوٹ بولیگا وہ گنہگار ہوگا - مگر اُس مذہب سے خارج نہیں ہوگا - پس سچائی مذہب کی فرع ہے - چند فروعات ایسی ہوتی ہیں کہ جنکے کرنے سے ثواب اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا - مثلاً سنسار کا اُپکار کرنا یعنی رفاہ عام کا کام کرنا موجب ثواب ہے مگر نہ کرنا گناہ نہیں - پس سچائی اور رفاہ عام کو جو دیانند نے داخل اُصول کیا ہے وہ سراسر لاعلمی ہے - جبتک دیانند کی بات دلیل کے ساتھ نہ ہو قابل تسلیم نہیں کیونکہ وہ بھی ایک انسان تھا - بششٹ رشی نے کہا ہے جو بات کہ دلیل کے ساتھ ہووے وہ لپسر نابالغ کی بھی مقبول ہے اور بغیر دلیل کے پنڈتوں کی بات بھی لایق اعتبار نہیں - سمرتی میں لکھا ہے کہ اکثر باتیں ایسی ہیں کہ عقل سے باہر ہیں اُن کو وید بر ودھی دلایل سے متعلق نہ کرے - اسی طرح سب دیانندیوں کو مناسب ہے کہ جو کتاب دیانند کی بحث اور شرتی کے برخلاف ہے اُسے ترک کریں - دیانندی پنتھ کے دس اُصول یہ ہیں :-

(۱) سب ستیہ ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے ہیں اُن سب کا آدمی مول پرمیشور ہے -

(۲) ایشور ست چت آنند سروپ نراکار انوپم سرواد ہار سرو ایشور سرو بیاپک سرو انتریامی اجر امر - ابہی نتیہ پوتر سرشٹی کرتا ہے - اسی کی اُپاسنا کرنی یوگیہ ہو -

(۳) وید ستیہ ودیاؤں کی پستک ہے وید کا پڑھنا اور پڑھانا اور سننا اور سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے -

(۴) ست کے اختیار کرنے اور است کے چھوڑنے میں ہمیشہ کمربستہ رہنا چاہیئے -

(۵) سب کام دھرم کموافق یعنی سچ اور جھوٹ کو خیال کرکے کرنے چاہئیں -

(۶) سنسار کا اُپکار کرنا اس سماج کا خاص منشا ہے۔ از قسم شاریرک آتمک اور سماجک اُنتی کرنا۔

(۷) سب سے محبت کے ساتھ دھرم کے موافق علی قدر حیثیت برتنا چاہیئے۔

(۹) ہر ایک کو اپنی ہی ترقی پر قانع نہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ سب کی ترقی میں اپنی ترقی سمجھنی چاہیئے۔

(۱۰) سب لوگوں کو ساماجک سروہتکاری نیم پالنے میں خود مختار نہ رہنا چاہیئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب خود مختار رہیں۔

اب ہم ان اُصول دیانندی پر سرسری نظر ڈالتے ہیں۔ اصول اول ویدک آریوں کے خلاف ہے جس صورت میں وِدیا (علم) سے جانے گئے۔ پدارتھ (اشیاء) کی مول (علت) پرمیشور ہے تو جیو آتما (روح) اور پرکرتی (مادہ) وغیرہ اَنادی اور ازلی نہ رہے۔ بلکہ مثل دوسری مخلوق کے حادث ٹھہرے جو کہ دیانندیوں کے وید کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں جب پرمیشور کل اشیاء کی آدی مول ہے تو مخلوق اور پرمیشر میں فرق اتنا ہی ہے جتنا کہ درخت کی بنیاد اور شاخ میں فاصلہ ہی پس لازم آیا کہ روح اور مادہ کی علت مادی خدا ہے اور ویدک پرمیشر متغیر اور متبدل ہے کیونکہ بنیاد ہی تغیر قبول کر کے صورت فروع پکڑتی ہے اور سب طرف بڑھتی ہے۔

اُصول اول و دوم میں کچھ فرق نہیں ہے ہر دو کا مفہوم واحد ہے کیونکہ خدا موصوف ہے اور ست چیت وغیرہ اُس کی صفات ہیں صفت اور موصوف کی علیحدگی کسی وقت بموجب عقیدہ دیانند ممکن نہیں پس اُن کی دو شمار کرنا دیانند کے علم و فضل کا نتیجہ ہے دیگر جبکہ دیانند کے نزدیک پرماتما (خدا) سروانترامی ہے۔ تو جیو (روح) انترامی بھی ضرور ہوگا۔ کیونکہ جیو سرو پدارتھ سے غیر نہیں ہے۔ پس جیو پرتنتر ٹھیرا۔ لہٰذا دیانند جو روح کو سوتنتر مانتا ہے خود ان کی دوسری اصل کے مطابق

غلط ہے۔ اصول سوم اصل الاصول ہے۔ اُصول چہارم سے لیکر ونہم تک
سب فروعات ہیں۔ اُن کو اُصول میں داخل کرنا دیانندی کی عقلمندی کا نتیجہ ہے
اُصول چہارم وپنجم میں صرف لفظی فرق ہے۔ مفہوم ہردو کا ایک ہے ایک مضمون
دو عبارتوں میں بیان کرنا علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ دیانند کے نزدیک شاید فرق لفظی
ومعنوی ایک ہی چیز ہے۔ اصل ششم کے دو فقرے دیانند نے قایم کئے ہیں
لفظ سنسار سے لیکر کلمہ منشا تک پہلا فقرہ متن ہے اور لفظ ارتھات سے انتہی تک
دوسرا فقرہ شرح ہے۔ لیکن یہ شرح متن کے خلاف ہے۔ کیونکہ متن میں سنسار کا
اُپکار کرنا قایم کیا ہے اور شرح میں اس کے خلاف سماجک اُنتی قایم کی ہے
اور سماجک اُنتی کے معنے متعلقین سماج کی ترقی کے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ سنسار
عام ہے اور سماج خاص۔ پس سنسار کا اُپکار کہکر اس سے سماج کے متعلقوں کی
ترقی مراد لینا بے تمیزی سے خالی نہیں۔ اصول ششم میں اودیا کے ناش کو مقدم
اور علیحدہ بیان کرنا بے شعوری ہے کیونکہ جب ودیا کی ترقی ہوگی اودیا کا ناش خود
ہی ہوجائیگا۔ جیسے روشنی کے موجود ہوتے ہی تاریکی چلی جاتی ہے۔ باوجود روشنی
اور عدم تاریکی ہردو لازم وملزوم ہیں یہی حال ودیا کی ترقی اور اودیا کے ناش کا ہے
جب ودیا پھیلے گی ممکن نہیں کہ جہالت دور نہ ہو۔ جب یہ بات ہے تو اودیا کا
ناش علیحدہ بیان کرنا اور اُسے ودیا کی ترقی پر تقدیم دینا بالکل غلط ہے۔
اُصول نہم بھی لغو ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ عیسائی وغیرہ کی ترقی میں اپنی
ترقی سمجھے۔ اگر بالغرض شاذ و نادر ایسا بھی ہو اور اس مدعا کے مطابق بت پرست
وعیسائی ترقی بھی پائیں۔ اور دیانندی اُن کی ترقی کو اپنی ترقی خیال کریں۔ تو وہ
دیانندی کہاں رہا۔ وہ تو ان بت پرستوں میں ہی شامل ہوجائیگا۔ دیانند کا آریہ
پن اسی بنیاد پر شاید قایم ہے اگر الفاظ سے کہ تمام افراد بشر پر حاوی ہے۔ گروہ

خاص مراد رکھا جاوے تو بھی دیانند کی پانڈتہ ظاہر ہے کہ عام و خاص کی تمیز سے بے بہرہ ہے اور نہیں جانتا۔ کہ لفظ سب کا استعمال کہاں ہوتا ہے۔ اور اُس کا مفہوم کیا ہے۔ اصول نہم اصول ششم میں ہی شامل ہے اُسے علیحدہ قایم کرنا فضول ہے کیونکہ ہر دو کا مدعا ایک ہے۔ اصول دہم بھی گفتگو سے خالی نہیں اُسکے آخر کا فقرہ (پرنتیک ہتکاری نیم میں سب خودمختار ہیں) محض غلط ہے۔ کیونکہ کوئی اہل مذہب کسی کام میں خودمختار نہیں رہ سکتا۔ ہر کام میں اپنے مذہب کی شریعت کا پابند ہے اپنی دینی الہامی کتاب کا ہر بات میں مقید ہے۔ جیسے دیانندی ہر کام میں وید و شاستر کا دم بھرتے ہیں۔ بعض یا کل کام میں خودمختاری کا وہی حیلہ لگائے گا۔ جو وید و شاستر کے احکام کو پس پشت ڈالیگا پس وہ دیانندی نہیں بلکہ وسیلہ ہے مکتی جس کے لئے سب لوگ سارے کرم دھرم جپ تپ کرتے ہیں وہ دیانندیوں کے اصول سے خارج ہے۔ گویا ان لوگوں نے اسے ایسی ادنے چیز قرار دیا ہے کہ اصول سماج سے اُسے خارج رکھا ہے۔ اس کے بعد دیانند کا عقیدہ دربارہ وید سنئے۔ وہ کہتا ہے کہ چاروں وید بذات خود جدا گانہ اور مستقل چار کتابیں ہیں اور بادو خات مختلفہ اگنی وغیرہ چار رشیوں پر نازل ہوئی ہیں جو محض غلط ہے۔ کیونکہ جس حال میں وید متعدد کتب ہیں تو لازم آتا ہے کہ پرمیشور کی کتاب بھی زید۔ بکر کی کتاب کی مانند پوری اور کامل نہیں ہوتی۔ بلکہ اسے ایک ناکمل کتاب کی کئی جلدیں مرتب کرنی پڑتی ہیں جلئے تعجب ہے کہ چار کے بعد پانچویں کی ضرورت نہ ہوئی چار ہی پر خاتمہ بالخیر ہوگیا۔

علاوہ اس کے مختلف رشیوں پر مختلف وقت کسی کتاب کا آنا اُسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب ایک سے کاملاً و تماماً کاربراری نہ ہووے تو باقی ائمہ

مضمون و مفہوم دوسری میں لکھا جاوے۔ مگر اس صورت میں پرمیشور کے علم کا معاذ اللہ قصور ثابت ہوگا۔ اگر ہر ایک کام کے انجام سے خبردار ہوتا۔ تو اول ہی ایسی کتاب نازل کرتا۔ کہ جس سے پوری پوری کار برآری ہوتی۔ چار ناقص کتب کی ضرورت نہ رہتی۔ اگنی وغیرہ کا رشی اور منی ہونا بھی صرف دیانند کا ساختہ پرداختہ ہی کسی کتاب قدیم و جدید سے ثابت نہیں ہے اور نہ دیانند نے اس بارہ میں کوئی معتبر سند پیش کی ہے۔ اتھرب وید کی مہا اوپنشد میں ہے کہ چار حصے وید کے برہما جی کے چار منہ سے متعلق ہیں۔ اسپر دیانندی متعدد منہ کا ہونا محال قرار دیتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ انسان کے حق میں البتہ غیر ممکن ہے مگر دیوتاؤں کے لئے کچھ محال نہیں۔ دیانندیوں کا یہ کہنا کہ انسان ہی دیوتا ہیں۔ بموجب قول اُن کے ویدک بھائیوں کے محض غلط ہے۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴ میں دیانند نے لکھا ہے کہ وید کسی مجسم جیو کا رچا ہوا نہیں ہے پرمیشور ہی نے رچا ہے مگر اپورشیہ ہے اور اپورشیہ بھی ہی کیونکہ پورش مجسم جیو کو کہتے ہیں اور پورن ہونے سے پرمیشور کا نام بھی پُرش ہے وید اپورشیہ اس باعث سے ہے کہ کسی دیہہ دھاری جیو کا رچا ہوا نہیں ہے اور پرمیشور سے رچے جانے کے باعث پورشیہ ہے اور اس لئے بھی وید اپورشیہ ہے کہ پرمیشور کی سناتن ودیا ہے کیونکہ پرمیشور کی ودیا نہ کبھی اتپن ہوئی اور نہ ناش سو یہ عقیدہ کئی وجہ سے فاسد ہے جبکہ وید پرمیشور نے رچا ہے تو اپورشیہ کہنا ٹھیک نہیں بلکہ پرشیہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ پرشیہ اس کا نام ہے جسے کسی پُرش نے بنایا ہو۔ اور پرش جیو اور پرماتما کو کہتے ہیں۔ پس وید اپورشیہ نہیں ہوسکتا کیونکہ بقول دیانند پُرش کا بنایا ہوا ہے۔ لہذا اُس کا یہ کہنا کہ وید اپورشیہ بھی ہی غلط محض ہے شاید پرشیہ اور اپرشیہ کے معنے نہ جاننے کا باعث ہے۔ علاوہ

ازیں جب وید پرماتما کا رچا ہوا ہے تو وہ پرمیشور کی سناتن ودیا کہاں سے ہوا بلکہ پرمیشور کا ساختہ اور اسناتن ٹھیرا۔ کیونکہ جو چیز کسی وقت رچی (بنائی) جاوی وہ سناتن اور جاودانی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس سے دیانند کی لاعلمی رچا کے معنے سے معلوم ہوتی ہے۔ یہ عجیب عقل ہے۔ کہ وید کو پرمیشور کا رچا ہوا بھی کہا جاوے اور پھر اُسے پرمیشور کی ودیا اور گیان بھی قرار دیا جاوے۔ شاید دیانند کے نزدیک اول پرمیشور ودیا اور گیان نہ رکھتا تھا۔ بلکہ ودیا شونیہ اور مورکھ یعنی بے علم و جاہل تھا۔ پس اُس نے اپنے گیان اور ودیا کو خود رچا اور گیان وان و عالم ہوا۔ پس ایک نہ ایک دن بے علم رہجائیگا۔ اگر بالفرض محال پرمیشور کی ودیا ہی ہے۔ تو بقول دیانند اُس کی اُتپتی اور ناش میں کیا شک ہے کیونکہ قبل ازیں دیانند لکھ چکا ہے کہ وید پرمیشور نے رچا ہے۔ جب پرمیشور کے علم کے لئے پیدائش ہے تو فنا بھی ضرور ہے اگر دیانندی یہ کہیں کہ دیانند نے رچا اوسے معنوں میں استعمال کیا ہے تو محض غلط ہے کیونکہ اسی بحث میں ستیارتھ صفحہ ۱ پر ہر جگہ دیانند نے رچا بمعنی بنایا استعمال کیا ہے پس وید کی نسبت یہ کہنا کہ پرمیشور نے رچا ہے غلط ہے اور دیانند کی عقلمندی پر دال ہے۔

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۹ دیانند بحوالہ پتنجلی منی لکھتا ہے کہ جو کان سے سُنائی دے۔ ہم عقل سے معلوم ہو اپنے مخرج سے باقاعدہ ادا کرنے پر ظاہر ہو۔ اور آکاش جس کا جائے قیام ہے اُسے شبد (لفظ) کہتے ہیں۔ اب فرمایئے جبکہ اُس کے عقیدہ کے مطابق شبد ذی اجزا ہیں اور اجزاء اُن کے حروف وغیرہ ہیں تو وہ کیسے ازلی اور قدیم ہو سکتے ہیں کیونکہ جو اشیا سادہ نہ ہوں (ذی اجزا ہوں) ہیں۔ وہ حادث ہیں جیسے قلم وغیرہ ذی اجزا اور حادث و فانی ہیں۔ یہ دیانند کی عقل کہ اجزا کے قدیم ہونے کو ذی اجزا کے قدیم ہونے کی دلیل ٹھیراتے ہیں اور سمجھتے ہیں

اصلاح رسالہ ۱۴ صفحہ ۲۶ پر سنگ ساز نے معذرت کو معضرت لکھدیا ہے درست فرمادیں۔

انجمن اشاعت اسلام پنجاب مقام سیالکوٹ

دین کی حمایت اور اسلام کی اشاعت خاص نبیوں کا کام ہے جسکی برابر دنیا میں کوئی نیکی نہیں۔ اللہ تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وقال اننی من المسلمین دنیا میں اس سے بڑھکر کس کی بات اچھی ہے جو لوگوں کو دین حق کی طرف بلاے۔ اور آپ بھی زبان حال و مقال سے اسلام کا تابع ہو۔ پھر خدا تعالے کا اپنے کلام پاک میں تاکیدی ارشاد ہے۔ کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ تم میں ضرور ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو لوگوں کو بھلے کام کیطرف بلائیں۔ نیکی کا حکم دیں۔ اور برائی سے منع کریں۔

خدا تعالے کے اس ارشاد کی تعمیل کیلیے چند حامیان اسلام نے ایک انجمن اشاعت اسلام پنجاب قائم کی ہے اس زمانہ میں چونکہ مخالفین آریہ و عیسائی اسلام پر سخت حملے کر رہے ہیں۔ اسلئے اس انجمن کا قائم ہونا اسلام کی حمایت کیلیے نہایت ضروری تھا چنانچہ یکم محرم ۱۳۲۲ھ سے یہ انجمن قائم ہوگئی ہے ہم امید کرتے ہیں کہ تمام مسلمان یک دل و یکجان ہوکر اس کار خیر میں شریک ہونا اپنا عین دین و ایمان اور زندگی کا اصل مقصد سمجھینگے۔ اشاعت اسلام کا ایک پیسہ اور کاموں میں ہزار روپیہ کے خرچ کرنیسے بہتر ہے ہر ایک مسلمان کو اس انجمن کا ممبر بننا ایسا ہی ثواب ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جہاد و اکبر میں شریک ہونے کا ثواب تھا۔ اس انجمن میں شریک ہونا خدا و رسول کی خاص خوشنودی اور اظہار محبت اور سعادت دارین کا موجب ہے۔ کسی انجمن میں ورکی سے اتنا ثواب نہیں جتنا کہ انجمن میں اسکے مقاصد و قواعد یہ ہیں۔

مقاصد انجمن اشاعت اسلام پنجاب

(۱) اس انجمن کا نام انجمن اشاعت اسلام پنجاب ہے جسکا ہیڈ کوارٹر بمقام سیالکوٹ ہے (۲) اس انجمن کا مقصد نہایت تہذیب کے ساتھ اشاعت اسلام ہے خواہ بذریعہ تقریر (۳) پولیٹیکل معاملات میں اس انجمن کو کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی۔ فرمانبرداری اور عامہ خلائق کی بہتری اور صلح کل کا ہر وقت خیال رہیگا (۴) یہ انجمن اپنے سرمایہ سے پہلے پنجاب میں پھر ہندوستان میں اور اسکے بعد بشرط گنجائش بتدریج کل دنیا کیلیے اسلام کے واعظ و منادی مہیا کریگی (۵) عوام الناس کو اصول و فضائل اسلام سے تہذیب کے ساتھ آگاہ کرنا اس انجمن کا خاص مقصد ہے (۶) اس انجمن کی مفصل کاروائی ہر ایک سال ہجری کے شروع میں چھاپ کر پبلک میں عام طور پر شائع کی جایا کریگی اور ہر ایک ممبر انجمن کی خدمت میں اسکی ایک کاپی مفت ارسال کیجایا کریگی (۷) سرمایہ کی افزائش پر انجمن کیطرف سے ایک رسالہ بھی

شائع ہوا کریگا جسمیں اسلام کی خوبیاں اور فضائل ظاہر کئے جایا کرینگے (۸) اہل اسلام کے کسی فرقہ کے ساتھ اس انجمن کو کوئی خاص پرخاش یا خاص تعلق نہ ہوگا۔ یہ انجمن کل اسلامی فرقوں کیطرف سے ہے (۹) اسلامی انجمنوں میں سے کسی انجمن کے ساتھ اسکو چپقلش نہ ہوگی۔ بلکہ جو انجمن اس انجمن کی مدد کریگی بشکریہ قبول کیجائے گی۔ اور حسب گنجائش دوسری انجمنوں کو یہ بھی مدد دے سکیگی +

قواعد انجمن (۱) اہل اسلام کے ہر فرقہ کا آدمی خواہ وہ کسی شہر یا کسی ملک میں ہو۔ اس انجمن کا ممبر مقرر ہو سکتا ہے (۲) ممبری کیلئے حسب ذیل قواعد ہیں (ا) پچیس روپیہ سے کم آمدنی والوں کیلئے ایک آنہ چندہ ماہوار (ب) پچاس روپیہ تک کے لئے دو آنے ماہوار (ج) اس سے زیادہ آمدنی والوں کیلئے چار آنے ماہوار (د) پچاس روپیہ یکلخت عطا فرمانے والے اصحاب لائف ممبر قرار دیئے جائینگے (ھ) مبلغ ایک روپیہ عطا فرمانیوالے معاون انجمن۔ (و) کم از کم تین روپیہ ماہواری عطا فرمانیوالے معاون خاص (ز) صاحب استطاعت جسقدر زیادہ اپنی خوشی سے عطا فرمائیں ان کیلئے سعادت و نجات اُخروی کا موجب ہے (۳) ہر ممبر کا فرض ہوگا کہ وہ مقاصد انجمن کی تکمیل و اشاعت میں سعی کریں۔ لڑائی جھگڑے سے سر طرف رہیں۔ گورنمنٹ کی خیرخواہی اور امن عامہ کا ہر وقت خیال رکھیں۔ صلح کل کی کوشش کریں (۴) ہر ممبر انجمن اشاعت اسلام وغیرہ کے متعلق اپنی رائے صاحب سیکرٹری یا اسسٹنٹ سیکرٹری کے پاس بھیجنے کا مجاز ہوگا۔ اور مجلس منتظمہ میں اس رائے پر غور کی جائیگی (۵) خاص عطیات یا سال کے چندہ کی رسید مطبوعہ فوراً بذریعہ ڈاک ارسال ہوگی۔ اور اس سے کم چندہ کی مقدار رسال میں کم از کم دو دفعہ شائع ہو کر ہر ایک ممبر انجمن کیخدمت میں پہنچ جایا کریگی۔ (۶) انجمن کا دفتر اور حساب کتاب وغیرہ ہر وقت کھلا رہیگا جس وقت کوئی ممبر دیکھنا چاہے بہ اجازت صاحب پریزیڈنٹ دیکھ کر اپنا اطمینان کر سکتا ہے (۷) تمام زر چندہ بنام فنانشل سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام پنجاب (بمقام سیالکوٹ) آنا چاہیئے۔ اور دیگر ہر قسم کی خط و کتابت صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام پنجاب بمقام شہر سیالکوٹ کے نام ہونی چاہیئے **سرمایہ** (۱) ممبروں کا ماہواری چندہ (۲) عام عطیات قوم در وساؤ نوابان اہل اسلام (۳) زکوۃ و صدقات وغیرہ (۴) ٹریکٹ اور رسالے چھاپ کر فروخت کرنا **عہدہ داران انجمن اشاعت اسلام پنجاب سیالکوٹ۔ پریزیڈنٹ** حامی اسلام عالیجناب شیخ علی بخش صاحب مختار عدالت و رئیس سیالکوٹ۔ **وائس پریزیڈنٹ** عالیجناب منشی میراں بخش صاحب حاکم وقائع نگار سیالکوٹ **جنرل سیکرٹری** ناشر محمد منظور الٰہی سوہدری اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر بھنڈا **اسسٹنٹ سیکرٹری** فیروزدسکوی مصنف تفسیر فیروزی مقام سیالکوٹ شہر **فنانشل سیکرٹری**۔ عالیجناب مولانا مولوی **عبد الحکیم** صاحب مولوی فاضل پنجاب یونیورسٹی۔ مدرس ایم۔بی ہائی سکول شہر سیالکوٹ **محاسب انجمن**۔ عالیجناب چوہدری سلطان علی صاحب محافظ دفتر مال ضلع سیالکوٹ **المشتہر** خاکسار **محمد منظور الٰہی** ریلوے اسٹیشن بھٹنڈا جنرل سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام پنجاب + یکم محرم ۱۳۲۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

تدبیر منزل

یعنی

رشتہ داروں کے احکام

از

قرآن کریم

اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَہٗٓ اَوْ صَدِیْقِکُمْ (نور) وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ وَاِنْ جَاھَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا

مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُونَ (لقمان) ٦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ

كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ

بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ

ته تو کہو جو خرچ کرو پہلے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور یتیم اور محتاج اور مسافروں کو دو اور (جانو کہ) جسقدر نیکی کروگے خدا اوسکو جانتا ہے ۔

شه اندھے ۔ لنگڑے ۔ مریض ۔ بلکہ خود تم صحیح سالموں پر بھی گناہ نہیں کہ اپنے باپ دادوں کے گھروں یا اپنی ماؤں کے یا بھائیوں کے یا بہنوں کے یا چچاؤں کے یا پھوپھیوں کے یا ماموؤں کے یا ماسیوں کے یا جن کے تم کنجی بردار مہتمم خانہ ہو یا مخلص دوستوں کے گھروں سے بلا اجازت کھالو +

شه ہم (خدا) نے انسان کو حکم دے رکھا ہے کہ میری اور ماں باپ کی شکرگزاری کیا کریں بچے کو نہایت کمزوری کی حالت میں اوٹھاتی ہے اور دو سال میں بچہ کا دودھ بڑھاتے ہیں ۔ میری طرف تمکو پھرنا ہے اسلئے اگر وہ تجھ سے چاہیں کہ تو میرے ساتھ جہالت سے شریک بنا دے اور غیر معبودوں کی اون کے راضی کرنے کی غرض سے بندگی کرے تو اُن کا کہا نہ مانیو ۔ ہاں دُنیاوی خدمت میں اون سے نیک سلوک کرتا رہیو اور (مذہبی باتوں میں) میری طرف رجوع لانیوالوں کی اتباع کریو میری ہی طرف تم نے پھرنا ہے میں تمکو تمہاری کاموں کی خبریں بتلاؤنگا

ؔ مسلمانو! جبراً عورتوں کے مالک ہو جانا (یہاں کے بعد بھاوج وغیرہ مثل دیگر اشیاء موروثی کے قبضہ کرنا) تمکو جائز نہیں اور نہ ہی بغرض حصول مال اُن کو (نکاح ثانی سے) روکا کرو ہاں اگر وہ بے حیائی کا کوئی کام کریں (تو مناسب سزا دیدو) اور عورتوں سے بدستور نیک بنا کرو اگر تم اُن سے کوئی امر ناپسند کرتے ہو تو شاید تمہاری ناپسند چیزوں میں ہی خدا تمہارے لئے کوئی بھلائی کر دے اور کسی

ؔ فَعَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْئًا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا وَ كَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِیْثَاقًا غَلِیْظًا وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِیْلًا حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ وَ رَبَآىٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

غَفُورًا رَحِيمًا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ

أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ

أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

عورت کو چھوڑ کر دوسری کسی عورت سے نکاح کرنا چاہو گو پہلی کو ایک ڈھیر مال بھی دے چکے ہو تو بھی اوس میں سے کچھ نہ لو کیا تم اوس کو ظلم اور صریح گناہ سے لینا چاہتے ہو؟ بھلا کس طرح تمکو لینا مباح ہو سکتا ہے حالانکہ ایک دوسرے سے تم (بیوی خاوند بوقت صحبت) مل چکے ہو اور وہ تم سے مضبوط عہد لے چکے تھیں!! اور جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو اون سے نکاح نہ کرو مگر جو اس سے پہلے گذرا سو معاف ہے بیشک یہ بڑی بےحیائی اور غضب کی بات اور بُرا طریقہ ہے۔ تمہاری حقیقی مائیں تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری دودھ مائیں اور ہمشیرین اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی جن سے تم ملاپ کر چکے ہو پچھلی لڑکیاں اگر ان سے تمہارا ملاپ

نہ ہوا ہو تو پھر اُن لڑکیوں کے نکاح میں گناہ نہیں اور تمہارے صُلبی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کا نکاح میں ایک ساتھ جمع کرنا سب حرام ہے مگر جو گذر پا سو گذرا اور خاوندوں والی عورتیں بھی حرام ہیں مگر جو کنیز گیں تمہاری ملک میں آئیں رخانہ داری کے متعلق) یہ خدا کے احکام ہیں ان عورات مذکورہ کے سوا اور عورتیں تم پر حلال ہیں کہ تم مال دیکر ان سے نکاح کر لو بشرطیکہ گھر باری بننے کی نیت رکھو نہ صرف شہوت رانی کی پھر جتنے مہر کے عوض تم ان سے تعلق پیدا کر دو وہ ان کو پورا دو اور بعد مقرری جتنے پر تم (بیوی خاوند) آپس میں راضی ہو جاؤ تمکو جائز ہے کوئی گناہ کی بات نہیں بیشک اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔ جو تم میں سے اصیل عورتوں سے نکاح کرنیکی (بوجہ ناداری کے) طاقت نہ رکھے تو مسلمان لونڈیوں سے ہی کرلے خدا تمہارے ایمان سے خوب آگاہ ہے (لونڈیوں سے نکاح کرتے ہیں رکے نہیں) تم اصل میں ایک ہی ہو بعض بعض کی اولاد ہو پس لونڈیوں کی

وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۔ رنساء) وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۔ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ

اَنّٰی شِئْتُم (بقرہ) ۵ لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَۃِ اَشْہُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِہِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوْٓءٍ وَلَا یَحِلُّ لَہُنَّ اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِیْٓ اَرْحَامِہِنَّ اِنْ کُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُہُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّہِنَّ فِیْ ذٰلِکَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا وَلَہُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْہِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْہِنَّ دَرَجَۃٌ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ

مالکوں کے اذن سے نکاح کر لیا کرو اور دستور کے موافق اُن کو مہر دیا کرو بشرطیکہ نیک خصلت ہوں نہ کہ شہوت پرست اور پوشیدہ دوستی رکھنے والیاں ؂

؂ تجھ سے (اے محمد) عورتوں کے خون کی بابت جو لوگ مسئلہ پوچھتے ہیں تو اُن سے کہہ وہ ناپاک ہے پس تم خون کے دنوں میں جماع چھوڑ دیا کرو اور اُن سے پاک ہونے تک خاص ملاپ نہ کیا کرو۔ جب خون سے پاک ہو جائیں تو جیسا خدا نے تمکو حکم کیا ہے اونسے بیشک خدا توبہ کرنیوالوں اور پاکوں سے محبت کرتا ہے۔ تمہاری عورتیں مثل کھیتوں کے ہیں۔ پس اپنے کھیتوں کو جس طرح چاہو آباد کرو (بشرطیکہ کھیتی کی

جگہ یعنی مدخل نطفہ سے تجاوز نہ ہو)
۵ جو لوگ اپنی عورتوں سے چند یوم علیحدگی کی قسم کھا لیتے ہیں اونکی عورتوں کو چار مہینے کی انتظاری کرنی ہوگی۔ پھر اگر وہ اتنی مدت میں صلح کرلیں اور اپنی ضد سے باز آئیں تو خدا بخشنہار مہربان ہے۔ اور اگر وہ طلاق کا ہی قصد کرلیں تو بھی خدا سنتا اور جانتا ہے۔ طلاق والیاں تین پاکیوں (یعنی تین ماہ تک) بغیر تعلق نکاح ٹھہری رہیں اس مدت میں اپنے پیٹ کی پیدائش (یعنی حمل) کو چھپائیں نہیں اگر خدا اور قیامت پر اونکو ایمان ہے (تو ایسا ہی کریں) انکے خاوند حسب دستور اس مدت میں واپس کرنیکے بھی حقدار ہیں بشرطیکہ صلح کا ارادہ رکھیں جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں عورتوں کے بھی خاوندوں پر ہیں البتہ خاوندوں کا اون پر ایک درجہ حکومت ہے اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ طلاق (جسکے بعد خاوند عورت کو رکھ سکتا ہے) دو ہی دفعہ ہے بعد ازاں دستور سے روک لو یا احسان سے چھوڑ دو لیکن دیئے ہوئے میں سے تم کو۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ

حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

لینا جائز نہیں البتہ جب بیوی خاوند کو اپنی ناچاقی کی وجہ سے خود ہی خوف ہو کہ احکام خداوندی متعلقہ خانہ داری کی تعمیل نہیں کر سکیں گے تو اوس وقت بشرطیکہ تم (محلہ داروں) کو بھی اون کے حال سے خوف ہو کہ واقعی خدا کے احکام کی تعمیل نہیں کر سکیں گے تو اس صورت میں عورت کو کچھ بدلہ دیکر علیحدہ ہو جائے تو ان دونو پر گناہ نہیں یہ اللہ کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو جو لوگ ان سے تجاوز کرینگے

(باقی آئندہ)

ختنہ

پر

ایک دیانندی کی موشگافی

سناتن میگزین جلد ۶ عدد ۵ بابت فروری ۱۹۰۴ء

سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۶ نمبر ۱۷ صفحہ ۲۶

عضو اخراج فضلہ کو اوپر کھینچ رکھنا چاہئے۔ تب تک دم باہر رہتا ہے۔ اسی طریق سے دم باہر زیادہ ٹھہر سکتا ہے۔ جب گھبراہٹ ہو تب آہستہ آہستہ ہوا کو اندر لیکر پھر بھی جس قدر طاقت اور خواہش ہو ویسے ہی کرتا جاوے "

اس سے ظاہر ہے۔ کہ پرانایام سے گھبراہٹ اور تکلیف ہوتی ہے۔ سو یہہ بھی خلاف قانون قدرت ہے۔ اگر قدرت کو یہی منظور ہوتا۔ تو پہلے ہی اتنا ہی سانس رکھ دیتی۔ کہ تکلیف برداشت کرکے یہ عمل نہ کیا جاتا۔ لا ایضاً مذہب کی پابندی کوئی حلوا پوری نہیں۔ کہ ہر آدمی مزے سے ڈکار گیا۔ بلکہ مذہبی پابندی میں عوام کو خواہ مخواہ تکلیف ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ عام آزاد طبایع اس پابندی کو توڑنا چاہتی ہیں۔ مثلاً آپکے کئی بھائی پرانایام اور سندھیا کو مفت کی سردردی اور تکلیف خیال کرتے ہیں۔ تو کیا اونکی رائے کے مطابق آپ انکو خلاف قانون قدرت ماننے پر تیار ہیں۔ میں جانتا ہوں ہرگز نہیں۔ افسوس ہے۔ کہ آپ خود ہی مانتے ہیں۔ کہ مہلک یا تکلیف

وہ امراض نہیں دیر تک یا عمر بھر مبتلا رہنے کی نسبت بہتر ہے۔ کہ ختنے کی تھوڑی درد برداشت کرنے سے ان امراض سے جلد رہائی ملے گویا ختنے کی درد تھوڑی ہوتی ہے۔ اور وہ بمقابلہ ان مہلک امراض کے انسان کے لئے آرام دہ ہے۔ اپنے خود ہی کئی فوائد ختنے کے گنے ہیں۔ اور کئی اپنی ناواقفی یا تعصب سے چھوڑ دیئے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو واضح طور پر ختنہ کے فوائد مذہبی اور دنیاوی پہلو سے بتلائے جائیں۔

ان تمام تدابیر کو چھوڑ کر جو حفظ صحت کے لئے عمل میں لائی جاتی ہیں۔ خواہ وہ صفائی یا سینیٹیشن ہے۔ خواہ وہ اپنے جسم کے متعلق ہوں یا مکان یا شہر۔ غذا ہو یا عادات وغیرہ کے متعلق اس عمل کے عملی حقیقے کی طرف قدیم سے تمام دانا اور خدا رسیدہ ہادیوں کی توجہ رہی ہے جیسے لباس پانی اور خوراک۔ مکان وغیرہ کی صفائی کی نسبت تمام اقوام اور مذہب میں طرح طرح کی رسومات وعقاید دیکھے جاتے ہیں۔ جو غالباً ان تدابیر حفظ صحت کا بقیہ ہیں جن کی اصل بنا ہی حقیقی دانائی پر تھی۔ مگر بعد میں پست ناوانوں کے ہاتھ میں اصل صورت بگڑ کر کچھ سے کچھ بن گئی۔ اور چند رسوم کے اتباع کے سوائے صفائی اور پاکیزگی کے اصل فلسفہ کی طرف کچھ توجہ نہیں رہی۔ طبعاً بھی ہر صحیح الفطرت انسان صفائی اور پاکیزگی کو پسند کرتا۔ اور غلیظ و بدبودار اشیاء سے نفرت کرتا ہے۔ خراب شدہ عقلیں اور طبیعتیں اگر ان تدابیر حفظ صحت کو فضول سمجھیں تو ایک علیحدہ بات ہے۔ مگر کون صحیح القوی۔ اور سلیم الفطرت انسان ان طبعی ضروریات کو بے معنی خیال کرسکتا ہے

فضول ہے۔ جو امراض وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ تمام خاص مشیّت
ایزدی کے موافق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ صاف اِس آیۂ کریمہ کے
خلاف ہے۔ بلکہ اس سے صاف ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بہت سے
اسباب ہلاکت انسان خود اپنے ہاتھوں سے پیدا کرتا ہے۔ بیشمار
اشخاص متعدی اور دیگر امراض سے جو احتیاط لازم ہے۔ از روئے
جہالت یا سرکشی اُنکی پیروی نہیں کرتے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔
کہ صدہا امراض انسان کی بدعملیوں کی وجہ سے قہر الٰہی کے طور پر ظاہر
ہوتے ہیں۔ جو بنی نوع انسان کو سخت ہراس میں ڈال کر کچھ عرصہ کے بعد
خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ تاہم اُنکے لیئے ظاہر اسباب ضرور ہوتے ہیں
جن کے دفعیہ کے لیئے انسان کوشش کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے
لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ پھر کسی مرض کو انسانی تدبیر سے باہر سمجھنا
سراسر عقل و دین کے خلاف ہے۔

اب میں ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ عملاً آنحضرتؐ نے ہائی جین
کی کیسی بنیاد ڈالی۔ یہہ ایک علیحدہ امر ہے۔ کہ لوگ اُن رسومات کے
اصل معنی نہ سمجھ سکیں۔ اور محض رسم پرستی کے طور پر ان کو ادا
کرتے رہیں۔

ختنہ ۔ یہہ عمل حفظ صحت اعضائے دلالت کے لیئے نہایت ضروری
ہے۔ ختنہ کے بغیر حشفہ کی جلد کے نیچے میل کچیل جمع رہتی ہے۔ جو
خراش کر کے آبلہ اُٹھا دیتی ہے۔ اور زخم ڈال دیتی ہے۔ پیشاب کی
بوند حشفہ کی سطح پر لگی رہ کر خراش کرتی اور طرح طرح کے امراض کا باعث
ہو جاتی ہے۔ بچے اس خراش کی وجہ سے اپنے عضو تناسل کو ہاتھ

میں ملتے رہتے۔ اور رفتہ رفتہ جلق کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ہمیشہ میل کچیل جمع ہونے اور خراش رہنے سے حشفہ کی جلد متورم ہو جاتی ہے۔ اور اُس کا دہانہ تنگ ہوتا چلا جاتا ہے۔ روز بروز یہہ مرض بڑھتا جاتا۔ اور سخت سخت تکالیف کا باعث ہو جاتا ہے۔ اس مرض کا نام فائی موسس ہے۔ اُسمیں اکثر پیشاب جلد کے نیچے آکر بند ہو جاتا ہے۔ یا قطرہ قطرہ ہوکر تکلیف اور جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ یہہ پیشاب اندر ہی اندر متعفن ہوکر سپاری کو گلانا شروع کر دیتا ہے۔ کبھی اس کا تلچھٹ بیٹھکر کنکریاں بنا دیتا ہے۔ جو اصل تکلیف کو سہ چند اور چہارچند کر دیتی ہے۔ جب جلد حشفہ کی یہہ حالت ہوتی ہے۔ تو عموماً اقوام غیر اسلام کو بھی ختنہ کرانا پڑتا ہے۔ اگر ختنہ نہ کرائیں۔ تو تمام زندگی وبال ہو جاتی اور جماع محال ہو جاتا ہے اور امید نسل قطع ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ کی خراش اور سوزش کیوجہ سے اکثر رسولیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات حشفہ پر سرطان نمودار ہوکر عضو تناسل کو کھانا شروع کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے مریض کی حالت نہایت ہی خوفناک ہو جاتی ہے۔ جب یہہ رسولی پیدا ہو جائے۔ تو عضو تناسل کو فوراً جڑ سے کاٹنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر فوراً عضو تناسل کو قطع نہ کیا جائے۔ تو چند ایام میں ہی سرطان کا زہر غدود میں پہونچکر مریض کو ہلاک کر ڈالتا ہے جب اس کا زہر غدود تک پہونچ جائے۔ تو پھر مرض قطعاً لاعلاج اور مہلک ہو جاتا ہے۔ فائی موسس کیحالت میں بعض اوقات مریض جلد کو زبردستی پیچھے ہٹا کر عضو پر چڑھا لیتا ہے۔ غلطی اور بے خبری سے ایسا کر تو بیٹھتا ہی مگر بیچارہ اُس کی جان پر سخت بلا آن پڑتی ہے۔ فائی موسس کا دہانہ عضو کو گھونٹ کر جلد متورم اور درد دار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اگر فوراً جراحی

عمل سے اس حبس کو دور نہ کیا جائے۔ تو عضو کو گلا ڈالتا ہے۔ چونکہ ختنہ کے نہ ہونے سے عضو ہمیشہ غلیظ رہتا ہے۔ اور اس غلاظت کے دردناک اور جانگداز نتایج نہ صرف ایک نفس پر محدود رہتے ہیں۔ بلکہ قطع نسل کا باعث ہو جاتے ہیں۔ اس سلئے اس ہادی نے ختنہ کا عام رواج قایم فرما دیا ہے

قواعد حفظ صحت کا لحاظ کرنا بیمار ہونے سے پہلے افضل ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ بیماری میں مبتلا ہو کر پھر قواعد کی پابندی کرے۔ اگر دولت رام جیسے دو چار اور ڈاکٹر ہو جاویں۔ تو دیانندیوں کی چاندی ہی ہے۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش سملاس دوم میں تدابیر حفظ صحت کو قبل از مرض عمل میں لانے کا حکم دیا ہے۔ اور یہی اصول بڑے بڑے حکما کا ہے۔ اور آیندہ امراض کی پیش بندی کرنا حکیم کی دانائی کو ثابت کرنا ہی نہ خلاف قانون قدرت ہونا۔

ختنہ اور قانون صحت

دیانندی۔ ناخنوں کو کاٹنا قانون قدرت اور قانون صحت کے مطابق ہے۔ کیونکہ قدرت نے اس کو بےحس کر کے کھلی اجازت دی ہے۔ کہ بیشک کاٹو ورنہ جب ان میں میل وغیرہ اکٹھی ہو جاوے تو صحت پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ان کا کاٹنا قانون صحت کے بھی مطابق ہے۔ ہاں اگر کاروبار میں ان کے کاٹنے سے ہرج نہ ہو۔ تو بیشک نہ کاٹیں۔

مسلمان۔ فرمایئے جائے لالہ جی آپ کی ڈاکٹری کے نشایہ

مندرجہ بالا عبارت لکھتے وقت آپ دیانندی یوگ سادھن میں ہونگے
ایک ہی سطر میں اتنا اختلاف خود ہی لکھتے ہیں۔ کہ انکا کاٹنا قانون صحت
کے بھی مطابق ہے۔ مگر پھر لکھتے ہیں۔ کہ کاروبار میں ہرج نہ ہو۔ تو نہ
کاٹیں۔ صحت اور کاروبار کی ایک کہی۔ گو صحت خراب ہو جاوے۔ مگر
کاروبار میں ہرج نہ ہو۔ تو مضایقہ نہیں۔ چہ خوب۔ بھلا آپ کوئی ویدک
اصول تو اس بارہ میں دکھائیں۔ کہ ناخنوں اور بالوں کو کیوں کاٹا جاوے
اگر وہی درد اور نہ درد کا جھگڑا ہے۔ تو ایک بچہ سر منڈانے اور ناخن اتروانے
سے ڈرتا ہے۔ اور روتا ہے۔ تو مگر اس کے والدین زبردستی اس کا سر
منڈوالتے ہیں بچے کے نزدیک تو یہ بھی خلاف قانون قدرت ہے
مگر والدین جو اس کے خیر خواہ ہیں۔ نہ بد خواہ زبردستی اس کا سر منڈولتے
ہیں۔ کیا قدرت نے آپ کو بے حس اجزا کو کاٹنے کی اجازت دے رکھی
ہے۔ جہانتک مجھے معلوم ہوتا ہے۔ وید اس بارہ میں گنگ ہیں۔
جب صرف ناخنوں میں میل جمع ہو جانے سے صحت پر بڑا اثر پڑتا ہے
تو ایسے نازک مقام پر میل جمع ہو جانے سے نہ معلوم کن کن مصائب کا
احتمال ہو سکتا ہے۔ جب عام انسان ناخنوں اور بالوں کو جو انسان کی
ظاہری زینت میں میل سے صاف نہیں رکھ سکتے۔ تو ایسے پوشیدہ
مقام کو جو پردہ کے اندر واقع ہو۔ وہ کیسے ہر وقت صاف رکھ سکتے
ہیں۔ اسی لیئے اس کے ہمیشہ پاکیزہ اور صاف رہنے کو مدنظر رکھ کر اس
حکیم مطلق نے ایسے شافی احکام دیئے۔ کہ جس سے عوام انسان آئندہ
نامرادامراض سے بچے رہے۔ ایسے قوانین حفظ صحت پر دریدہ دہنی
کرنا حق نسے چشم پوشی کرنا ہے۔

ویانند جی (۱) یہ جلد حشفہ کو کپڑے وغیرہ کی رگڑ سے بچاتی ہے۔
(۲) اپنی رطوبت سے اسکو نرم اور نازک بنائے رکھتی ہے۔
مسلمان ۔نمبر اول کی تردید تو آپ نے اپنی قلم سے کر دی ہے۔
صہ۳۵ یعنی حشفہ ننگا ہوکر ہر وقت کپڑوں کے ساتھ رگڑ کھا کر اپنی نزاکت اور نرمی کھو بیٹھتا ہے۔اور سخت اور معمول سے زیادہ موٹا ہوجاتا ہے۔اس کی تیز حس میں فرق آجاتا ہے۔اور ویسی لذت جماع کی نہیں رہتی۔الخ جناب لالہ جی آپ کی تحریر سے یہہ ہی ختنہ کا فایدہ معلوم ہوگیا۔کہ مختتنوں کو لذت جماع بہت نہیں ہوتی۔گویا اسلام نے اس لذت جماع کو جس کے ویدیئے مفتوں بنے۔اس طریقہ سے کم کر دیا۔اور کوک شاستروں کی طرف راغب نہ ہونے دیا۔اسلام کے حکیمانہ مسئلہ کی ایک خوبی خدا نے اپنے ہاتھ سے ظاہر کرنی تھی۔سو معلوم ہو گئی۔جلد کا حشفہ پر ہونا اور پھر اسے نرم بنائے رکھنا جلق کی بنا ہے۔کیونکہ جب کپڑے کی رگڑ پہنچے گی۔تو جلد بار بار حشفہ پر جو جلد کے اندر ہونے سے نرم ہوکے آگے پیچھے ہوگی جس سے طبیعت کو انتشار ہوکر باعث خرابی ہوگا۔اس لئے حشفہ کا نرم رہنا باعث خرابی ہے۔(۲) رطوبت سے نرم رہنی کی خرابی ہم نے بیان کر دی ہے۔جلد کے رہنے سے پیشاب کے قطرے بھی اندر رہ سکتے ہیں۔جو باعث امراض ہے۔
رہا نیم ڈاکٹر یا حکیم سے سیون وغیرہ کا کٹکر نقصان پہونچنا سو یہہ عمل صرف ختنہ کے لئے ہی خطرناک نہیں۔بلکہ جس بیماری کا علاج نیم ڈاکٹر سے کرایا جائے وہ ہی خوفناک ہوسکتی ہے۔ختنہ ہمیشہ کسی لایق حکیم یا جراح سے کرانا چاہیئے۔نہ کہ نیم ڈاکٹر خطرہ جان سے۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حالت صحت میں آیندہ امراض کی پیش بندی کے طور پر ختنہ کا رواج عام انسانوں میں ہونا لازمی ہے۔ ورنہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید۔ بر کلہ خود باید زد۔ والی مثال ہو گی۔

ختنہ اور اخلاق و تہذیب۔ دیانندی۔ اگر حشفہ ہر وقت ننگا رہیگا۔ تو اعصا کی خراش سے ایستادگی ہو جاتی ہے۔ اور شہوت میں کچھ نہیں سوجھتا۔ انسان ایسی ویسی عورت کے پاس جا کر حرام کرتا

مسلمان۔ مگر جناب آپ نے اسی صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ جلد کے نہ ہونے سے حشفہ اپنی نرمی اور نزاکت کو کھو کر سخت اور موٹا ہو جاتا ہے۔ پھر سخت جلد پر خراش سے ایستادگی کے کیا معنے اور شہوت کی برانگیختگی کا کیا باعث۔ شہوت کا ہیجان تو ختنہ سے بغیر زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ عام آدمی ہر وقت اعضائے تناسل تو صاف نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے جلد حشفہ میں میل جمع ہو کر خراش پیدا ہونے سے حلق کی عادت پڑ جاتی ہے جو مرد کے حق میں زہر قاتل ہے حشفہ کیچا پکے موٹا و سخت ہونے سے شہوت ہرگز نہیں بھڑکتی

دیانندی۔ اگر ختنے کی رسم ایک عام مسلمانی رسم نہ ہو گئی ہو۔ اور ایک بچے کا ختنہ کیا جائے۔ تو کتنی شرم و حیا معلوم ہو۔ اور کس قدر شہرت یا بدنامی کا باعث ہو۔ افسوس ہے۔ کہ بچوں کے باپ بنکر بلکہ ہائے شرم ماں اپنے روبرو ختنہ کرا کر بے حیائی کا سبق پڑھاتے ہیں۔

مسلمان۔ بہت خوب لالہ جی نیوگ کا مسئلہ تو بڑا حیا کا سبق سکھاتا ہے۔ کہ آپ اتنی با حیا بنتے ہیں۔ کیا آپ نے اپنے گورو کی لنگوٹ بند تصویر ملاحظہ کیا ہے۔ ایسا لنگوٹ بند لباس خوب حیا کا سبق سکھاتا ہے۔ ذرا اپنی سماجیوں کو آمادہ کیجئے۔ کہ لنگوٹ اختیار کر کے جامہ انسانیت ترک کریں۔ پھر دیکھیں مہذب اقوام ان کو کیسا باحیا خیال کریں۔ کیونکہ خدا نے مرد کے لئے گھٹنے سے لیکر ناف تک جائے ستر بنائی ہے۔ نامحرم عورت کا رانیں وغیرہ دیکھنا باعث خرابی ہے۔ پھر لنگوٹ سے جائے پردہ کا کوئی ستر نہیں ہو سکتا بلکہ اسے دیکھ انسان شرماتا ہے ۞ بچپن میں لڑکی لڑکے کے ماں باپ سے کوئی حال پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ وہ بے عقلی کا زمانہ ہوتا ہے۔ ماں باپ کا بچوں کو استنجا وغیرہ اپنے ہاتھ سے کرانا پڑتا ہے ان بیچاروں کو کیا سمجھ۔ کہ بھلا کیا ہے۔ اور برا کیا۔ وہ حالت معصومی ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام معصومی کی حالت میں ختنہ کرانا افضل بتاتا ہے۔ کیونکہ حالت بلوغت میں لڑکے کو ستر کا ننگا رکھنا ناجایز رکھا ہے اور پھر غیر کے سامنے ننگا ہونا معصومیت کی حالت میں ایسا فعل ناجایز نہیں ہو سکتا۔ البتہ جوان ہو کر ننگا مجسم کرنا اور صرف دو انگل کی لنگوٹی رکھنا شرم و حیا کا قاطع ہے۔ اور اخلاق و تہذیب سے گرا ہوا عمل ہے پھر عورتوں میں اس ہیئت کذائی سے بیٹھکر اپدیش کرنا ۞ لالہ جی پہلے اپنے اخلاق و تہذیب کا خیال کیجئے اور نیوگ و لنگوٹ بندی کو ترک کیجئے۔ پھر اسلام پر دیدہ دہنی کیجئے ۞ جھوٹ بولنا دھوکا دینا اسلام کے خلاف ہے۔ یہ انسان کی کمزوری ہے۔ کہ وہ اس طریقہ سے کام نکالے۔ مذہب اسکی اجازت نہیں دیتا۔ کیا ویدی لوگ بچوں کے سر منڈاتے یا کان چھیدتے وقت جھوٹ یا دہوکا نہیں دیا کرتے۔

اگر یہ عمل خدا کی شان و قدرت میں رخنہ اندازی کرنیوالا ہے۔ تو پھر آپ کا نام اس کی قدرت کی معاذ اللہ کمزوری ظاہر کرتا ہے عورتوں اور بچوں کے کان ناک چھیدنا جس کے ویدیے سب سے زیادہ شایق ہیں۔ قدرت میں رخنہ اندازی کرنا نہیں ہے۔ اسلام کے ممالک میں عورتیں اس طرح کان ناک نہیں چھیدتیں اور نہ جسم پر

سر کے پھول وغیرہ بناتی ہیں۔ یہ صرف ویدوں کی ایجاد ہے جسے مسلمان ہند صحبت کے اثر سے لے لیا ہے۔ انگریزی رسومات نے خدا کی شاندار قدرتیں بہت رخنہ اندازی کی ہے۔ عورتیں بیجا ڈر کیا کرتے جبکہ دیانندیوں کا گرو عورتوں کی پوجا کرنی لکھ گیا ہے۔ منو وید خود عورتوں کی حسب خواہش زیور بنوا دینے کا جس سے خلل آنند دیتی ہیں۔ پھر اگر وہ عورتوں کی پوجاری نہ ہوں تو اور کیا کریں۔ دیانندی اگر ایسی بیرحمی ہے کسی اور وجہ سے جسم میں خلل کر دو۔ جیسا کہ اپنے بچوں کے جسم میں کرتے ہو۔ تو تعزیرات ہند کی کسی دفعہ کے شکنجہ میں فقرا اور پھنس جاؤ یا اپنی عورتوں کو منع کر دو۔ کہ اپنے دانتوں پر سونے چاندی کے پترے نہ چڑھایا کریں۔ اور خلاف قدرتیں رخنہ اندازی نہ کریں۔ ورنہ لالہ دولت رام کے قانون قدرت کے خلاف کارروائی ہوگی۔

دیانندی۔ خاص خاص بیماری کی حالت میں ختنہ کرنا بیشک مفید ہے۔ مگر حالت صحت میں ہرگز نہیں۔

مسلمان۔ خوب لالہ جی۔ گو آپنے ختنہ کے فوائد لکھے مگر اپنی پہلی تحریر پر غور نہ کیا۔ آپ لکھتے ہیں (صفحہ ۵) کہ ختنہ کا ایک اور بڑا بھاری فائدہ ہے یعنی اگر سوزش شدید ہو۔ سوجن زیادہ اور درد شدید ہو تو ختنہ کرنے سے سوزش کے مقام میں سے خون اخراج پاکر سوزش کا قدرتی علاج ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے خلاف صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں کہ جریان خون سے موت کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ خصوصاً دموی مزاج والے آدمیوں میں کہ جنکو اگر ایک کانٹا ہی لگ جاوے تو اس قدر جریان خون ہوتا ہے۔ کہ جان کے لالے پڑ جاتے ہیں"۔ لالہ جی یہاں تو آپنے خود خون نکالنے کا حکم دیا۔ دموی مزاج والے تو مر جاویں گے۔ اس لیے یہ ختنہ کا بھاری فائدہ نہیں ہے۔ کیوں لالہ جی خوش ہوں ہم نے آپکی تائید کر دی۔ ہم پہلے ختنے کے فوائد بیاں کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر جی۔ ہماری رائے مانو۔ تو امراض متعدی یا دوسرے امراض میں ہرگز بیماری کی پیش بندی نہ کرو۔ اور گورنمنٹ کو بھی یہی اصلاح دو۔ کہ آپکی رائے پر عمل کرے۔ اور جب بیمار آجاوے اس وقت مناسب تدابیر کی جاویں۔ قبل از مرگ واویلا کی ضرورت نہیں۔ پھر دیکھیں آپکو کیا عمدہ سارٹیفکیٹ ملتا ہے۔

دیانندی۔ آخری نتیجہ صحت میں ختنہ ناروا ہے۔ اسکی قانوناً ممانعت ہو جائے تو بہتر ہے۔

مسلمان۔ ضرور حالت صحت میں تدابیر صحت غیر ضروری ہیں۔ اور خلاف قانون ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تائید میں اسکی قانوناً ممانعت ازبس ضروری ہے۔ ایک تو گورنمنٹ کا خرچ کم ہوگا۔ دوئم دیانندی اصول کی پیروی ہو جاوے گی تجربہ کار جج سے یہ عمل کرانا تو ہم ہی ضروری جانتے ہیں نہ کہ نیم ڈاکٹر ہمارا فیصلہ۔ ختنہ ایک تدابیر حفظ صحت ہے۔ عام آدمی نہ بقول ڈاکٹر صاحب گرم پانی سے ہر وقت جلد حشفہ صاف رکھ سکتے ہیں۔ اور نہ چنداں پرواہ کرتے ہیں۔ اس لئے عوام کے فوائد کا لحاظ رکھکر تدابیر حفظ صحت کا قبل از وقوعہ امراض رائج ہونا ازبس ضروری ولابدی ہے اس رسم کا عام رواج انسان کے لیے سراسر فوائد سے پر ہے۔ خلاف قانون قدرت یا خلاف اخلاق ہونے کی دھجیاں ہم پہلے اڑا چکے ہیں۔ ڈاکٹر دیانندی ذرا چشمہ بصیرت سے غور کریں۔ اور تعصب کو دور رکھ کر سوچیں +

(محمد منظور الٰہی)

منشی کریم بخش اڈیٹر و پروپرائیٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس [illegible] سیالکوٹ سے شائع [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۶ نمبر ۱۹

اللہ اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت شوال سنہ ۱۳۲۲ | پندرہ روزہ | یکم جنوری سنہ ۱۹۰۵

اخیر فروری سنہ ۱۹۰۵ء تک

مفصلہ ذیل کتابوں کی خریداری پر

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

یعنی

اعلیٰ درجہ کی جیبی حمایل شریف

مجلد سنہری قیمتی **بلا قیمت مفت** نذر کی جاویگی

پیارے نبیؐ کی پیارے حالات۔ اس کتاب میں آنحضرت کے حالات بابرکات

ولادت سے وفات تک عجیب ڈھنگ کے
لکھے گئے ہیں کہ آجتک اس کی نظیر دنیا
میں نہیں مل سکتی۔ شروع میں تمام انبیا
کے حالات مندرج ہیں اور بات بات
میں آنحضرت صلعم کی نبوت کا ثبوت دیا
گیا ہے اور توراۃ انجیل زبور سے جابجا
بشارات ذکر کئے گئے ہیں جو آنحضرت صلعم
کے حالات سے صاف مطابقت کھاتی ہیں
بڑے بڑے علماء و فضلاء نے اتفاق کرلیا ہے
کہ ایسی پیاری کتاب تا حال طبع نہیں ہوئی
ہر ایک مسلمان کو اسکا منگانا فرض ہے اگر
پسند نہ آئے تو واپسی کا اختیار ہے۔ حجم
۲۰۳ صفحہ قیمت فی جلد ۔۔۔۔ عہ

صدیق اکبر جناب رسول خدا صلعم
کے پہلے خلیفہ و بانیء اسلام کے آدم ثانی
کی سوانح عمری قیمت فی جلد ۔۔۔۔ ۸ر

سیرت الفاروق حجم ۲۰۳ صفحہ حضرت
فاروق اعظم جناب رسول خدا صلعم کے
دوسرے خلیفہ کے حالات قیمت ۔۔۔ عہ

عثمان ذوالنورین آنحضرت صلعم کے
تیسرے خلیفہ کے حالات قیمت ۔۔۔ ۶ر

حیات صلاح الدین فاتح بیت المقدس
کی سوانح عمری۔ اسلامی تاریخ کے شائقین ہم
ضرور منگائیں قیمت ۔۔۔۔۔ عہ

الانسان اور اس کی تقدیر بالتصویر دنیا
میں تقدیر کے مسئلہ سے بڑھکر کوئی مشکل مسئلہ
نہیں اس کتاب اس مسئلہ کو معقولی و منقولی
طور پر نہایت عمدہ حل کیا گیا ہے۔ حجم قریباً
۲۰۰ صفحہ قیمت فی جلد ۔۔۔۔ عہ

پچاس مذہبی سوالات کے جوابات
ہر مسلمان کے لئے یہ کتاب بہت ہی دلچسپ
کتاب ہے قیمت فی جلد ۔۔۔ ۸ر

قرآن شریف کی کلام الٰہی ہونیکا ثبوت
قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے کے نمبروار
دلایل بمقابلہ تمام مذاہب کے بیان کئے گئے ہیں
یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے ۔۔۔ ۸ر

الحق المبین عیسائیوں کی کتاب
امہات المومنین کا جواب قیمت ۔۔۔ ۸ر

اسم اعظم حضرت پیران پیر شاہ
عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کی سوانح عمری
قیمت فی جلد ۔۔۔۔۔ عہ

قصص الانبیاء اردو ۔۔۔ ۸ر

باقی فہرست کتب صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ فرماویں

یا اللہ

أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

کیا وید مکمل ہیں؟

ہم بجائے ویدک مصنفین کے کُل پہلوؤں پر نظر تحقیق ڈالنے کے فی الحال صرف ایک ہی مسئلہ کی بابت دیانندیوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں دیانند کا عقیدہ تھا۔ کہ روح۔ مادہ۔ ایشور ہر سہ قدیم بالذات ہیں۔ اُس پر اوّل یونہی اعتراض اٹھتا ہے۔ کہ جب وہ تینوں ایک غیر معیّن عرصہ سے چلے آرہے ہیں۔ تو وہ ایک دوسرے کے خواص سے کیسے واقف ہو سکتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر کس قسم کی حکومت کر سکتے ہیں جب ایشور نے روح کو پیدا ہی نہیں کیا۔ تو وہ اس کے اجزا و خواص باطنی

سے کیسے واقف ہو سکتا ہے۔ اور پھر وہ اُس کے لئے سامان حسب مرضی کیسے دے سکتا ہے۔ اور کس حیثیت سے اُس پر قابض ہے۔ آیا قبضہ مالکانہ ہے۔ یا زبردستی کا دیانندی کہدیا کرتے ہیں۔ کہ ہمیشہ زور آور کمزور پر قابض ہوا کرتا ہے گویا جواب نہایت لچر ہے۔ اور دیانندیوں کی استدلالی کمی کی پختہ دلیل ہے۔ مگر اس وقت ہم اس پہلو کو چھوڑ کر ایک نہائیت ضروری معاملہ کی طرف دیانندیوں کی توجہ کرانا چاہتے ہیں۔ دیانندیوں نے وید کے رد سے کئی عجیب وغریب دعوے کر رکھے ہیں۔ کہیں دنیا کی عمر کا حساب بتایا جا رہا ہے۔ دوسری جگہ ریل تار اور ویدک کارخانہ حرب ہیں توپیں ڈہل رہی ہیں۔ اور ویدی آپس میں ویدک آلات کی آزمائش کر رہے ہیں۔ اور کہیں ویدک پرمیشور کا اس طرح مانا جانا کہ وہ ہر جگہ حتیٰ کہ پاخانہ میں بھی موجود ہے۔ اور گندی سے گندی جگہ میں بھی ہے۔ ساتھ ہی اس کے یہہ بھی کہتے ہیں۔ کہ وہ علیم کل ہے۔ پس چونکہ وہ ارواح پر قابض اور فے الحال اُن کا مالک اور ہر جگہ حاضر اور ناظر اور سب پر حاوی ہے۔ اس لئے دنیا کی عمر کے ساتھ اگر وہ اتنا بھی وید میں اشارہ کر دیتا کہ اس کی مقبوضہ ارواح اتنی ہیں۔ تو وید کی تعلیم مکمل ہو جاتی۔ کیونکہ دنیا کی عمر بتانا۔ اپنی مقبوضہ چیز کی خاصیت بتانا۔ کہ اُس کے ملک کی آبادی اتنی ہے۔ سخت حیرت ناک امر ہے۔ اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ویدک پرمیشور اُنکی گنتی نہیں کر سکتا۔ اور علیم کُل نہیں۔ اگر وہ انکی گنتی جانتا ہے۔ تو ہمیں نا بتانے سے بخیل ثابت ہوا۔ ذرا بھو مرکا صٖ دیکھ کر جواب دینا۔ اور وید سے ارواح کی تعداد نکال دیکھانا۔ کیونکہ علم کے دو مقصد ہیں۔ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی۔ اگر ایشور

اپدیش نکرے۔ تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا۔ اس لئے الیشور نے اپنے علم (وید) کے اپدیش سے اس مقصد کو پورا کیا"۔ دیانندیو! اس حساب سے تو ضرور وید میں تعداد ارواح موجود ہو گی۔ ذرا ہمیں بتانا تو سہی۔ تاکہ معلوم کریں۔ کہ تمہارا الیشور کہانتک گنتی جانتا ہے۔ اور کہانتک اُس نے تم کو بتائی۔ اگر بیشمار کہکر ہی تم نے ٹال دیا۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ویدک الیشور علیم کُل ہی نہیں۔ بلکہ گنتی نہ کرسکنے کے باعث بیشمار کہکر ٹالنا چاہتا ہے دیانندیو! ایسے فضول دعووں سے دست بردار ہو جاؤ۔ ورنہ اپنے ویدک الیشور کا پورا پورا علم دنیا کے سامنے ثابت کرکے دکھاؤ۔

جواب کا طالب اڈیٹر

ایک نہایت عجیب بات

دیانند اور اس کے چیلوں خاص کر مقتول نے جتنا شور و شر معجزات کے بارے میں مچایا ہوا ہے۔ وہ عوام سے پوشیدہ نہیں۔ اُن کا خود ساختہ عقیدہ ہے۔ کہ خدا بھی فطرت کے برخلاف نہیں کرسکتا۔ اگر پوچھو فطرت کیا ہے تو جھٹ کہدیتے ہیں۔ کہ جس بات کو عقل ماننے وہ فطرت ہے۔ اُنکے عقیدے کے مطابق یہہ ممکن نہیں۔ کہ آگ اپنا فطرتی عمل یعنی جلانا چھوڑ دے افسوس کہ جب ہم ان کے گھر کی کُتب پر انصافانہ نظر ڈالتے ہیں۔ تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا مسلمانوں کو اس ظلمت کدہ سے بچائے اور دیانندیوں کو چشم بصیرت نصیب کرے۔ مقتول دیانندی گو قولی طور پر معجزے سے مُنکر تھا۔ مگر فعلی طور پر وہ معجزات کا پورا پورا قائل تھا

صرف سماج میں نامور بننے کی خواہش سے راستگوئی سے جھجکتا تھا اور خواہ مخواہ مسلمانوں پر معجزات کے بارہ میں اعتراض کرتا تھا۔ ہم دعویٰ بلا دلیل ہرگز نہ کریں گے۔ بلکہ ہر ایک دعوے کے ساتھ دیانندی تصنیف کا حوالہ درج ہوگا۔ سنئے

مقتول اپنی کتاب ستیرتھ شکشا مطبوعہ ست دھرم پرچارک پریس جالندھر مشمولہ کلیات آریہ مسافر کے صفحہ ۲۰ پر لکھتا ہے راون کے ہلاک ہونے کے بعد رامچندر جی سیتا کو قید سے چھوڑا کر بسبب پورا ہونے میعاد بن باس وطن کو پھرے۔ اِلّا قبل از روانگی سیتا کو ثبوت عصمت کو لے آگ میں گرنا پڑا۔ اس زمانے میں دستور تھا۔ کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اُس کو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال توے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اس آزمائش سے کچھ ایذا نہ پہنچتی تو وہ بیگناہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں جل کر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی سیتا کی آزمائش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے۔"

اب ہم دیانندیوں سے مخاطب ہوکر دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ پکھنڈ نہیں ہے تو اور کیا ہے (کیونکہ دیانندی معجزے کو پاکھنڈ کہا کرتے ہیں) کیا آگ کا فطرتی عمل رک سکتا ہے۔ اگر آگ کا فطرتی عمل ایک روحانی فعل سے رک سکتا ہے۔ تو ہر ایک چیز کا فطرتی عمل رکنے سے کونسا امر مانع ہے۔ کیا خدا کو ایک اور بے عیب ماننے والے نیک پاک بندوں سے ایسے افعال صادر ہونے ناممکن ہیں۔ خاصکر ان سے جنکا روئنگٹا روئنگٹا خدا پر فدا ہو جب ایک معمولی عورت کے

صرف ایک فعل کو سچا جھوٹا ثابت کرنے کیلئے آگ فطرتی عمل چھوڑ سکتی تھی۔ خواہ باقی افعال (غیر از زنا) اس عورت کے کیسے ہی بُرے ہوں۔ تو سخت افسوس ہے۔ اُن جاہلوں پر جو نیک پاک بندوں سے ایسے افعال کا صدور محال اور خلاف عقل کہتے ہیں۔ کہاں ہیں معجزے پر اعتراض کرنیوالی دیانندی ذرا اپنی کتب کا غور سے مطالعہ کرکے مُنہ سامنے کریں۔ یا تو منقول کو دروغگو مانو ورنہ اس عقیدے سے باز آؤ۔ ہم تمہاری ایک ایک کتاب کی بال کی کھال اُتار کر دکھاویں گے۔ کہ دیانندی مذہب کیا چیز ہے۔ آپنے کوشش کمی ہمارے بزرگوں کی بدگوئی کرنے میں کی ہے۔ ہم آپکو سچے اور سچے کئی سنائیں گے۔ ہماری بھی سننے کے لئے تیار رہو ؎

اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

(محمد منظور الٰہی)

دیانند کا کچا چٹھا

دیانند کس ذات اور کس شہر اور کس شخص کا بیٹا تھا۔ یہہ بات تاحال کسی کو اصلی طور پر معلوم نہیں ہوئی۔ کسی نے قصبہ موردی لکھا ہے۔ اور کسی نے دھول گڈھ۔ اس نے اپنی زندگی کے حالات ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۰ء کے تھیوسوفٹ انگریزی اخبار میں خود طبع کرائے تھے۔ اُس کا ترجمہ دلپت رائے ساکن جگراؤں نے اُردو میں کیا تھا۔ اس میں دیانند نے اپنے باپ کا نام و خاندان کا مسکن وغیرہ بتانے سے جو عذر کیا ہے۔ وہ بالکل خلاف عقل ہے۔ بہرحال ہم اس سے تعرض نہ کرکے جتنا حال اسکا معلوم ہو سکا

ہے۔ اُس پر لکھنا چاہتے ہیں یہ سوانح عمری مذکورہ کے صفحہ پر دیانند نے
کہا ہے۔ کہ مجھے ایک برہمچاری ملا جس نے صلاح دی۔ کہ بہتر ہو۔ کہ اگر
تم ہمارے فرقہ میں شریک ہوجاؤ۔ چنانچہ میں اُن کے ساتھ شریک
ہوگیا۔ جہاں میرا نام شدہ چیتن رکھا گیا۔ اور اُس نے میرے کپڑوں کو اپنے
کپڑوں سے بدلوا دیا۔ نئی سوانح عمری مرتبہ دیانندی سماج کے ہڈنگ برہم
چرنا آشرم کا دوسرا مرحلہ میں لکھا ہے۔ کہ ابھی انکا نام اصلی پکارا جاتا تھا۔
حالانکہ دونو میں سے ایک غلط ہے۔ اسی سوانح عمری کا صفحہ ۲۷ پر
لکھا ہے۔ کہ برہمانند نے مجکو پورا پورا الیقین دلا دیا۔ کہ برہم یعنی ایشور
میرے وجود سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ جیو اور برہم کی یکتائی کا
مجھے پختہ طور پر یقین دلا دیا۔ پہلے ہی اکثر میرے دل میں یہ بات آتی
تھی۔ لیکن آج ان مہاتما پرشوں نے اس بات کو میرے دل میں پوری
طرح سے ثابت کر کے دکھا دیا۔ اور مجھے پورا پورا الیقین ہوگیا۔ کہ برہم میں
ہی ہوں۔ صفحہ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پرمانند سرسوتی
نے اس کو سنیاس کے چوتھے درجہ میں شریک کرلیا۔ اور اُس کو ایک ڈنڈ
دیا۔ اور اس کا نام دیانند سرسوتی رکھا۔ ناظرین غور فرماویں۔ کہ یہ شخص
اس سے پہلے ایک برہمچاری کا چیلا بنا تھا۔ جس نے اُس کا نام شدہ
چیتن رکھا تھا۔ پھر پرمانند وغیرہ کی صحبت سے اُس کو پورا پورا الیقین
ہوگیا۔ کہ برہم میں ہی ہوں۔ بعد ازاں پرمانند سرسوتی جو شنکراچاریہ
مت کا سنیاسی تھا۔ اس نے اس کو اپنا چیلا بنایا جس نے اُس کا نام
دیانند سرسوتی رکھا۔ عرصہ دراز تک یہ شخص یعنی دیانند اُس پنتھ میں رہا
اور اپنے آپ کو پرمیشور سمجھتا رہا۔

پھر صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے۔ کہ پھر میں مشہور و معروف مقامات۔ اور متبرک تیر تھوں کی جاترا کیوا سطے اور ان کے درشن کیلئے سوانہ ہوا سمت ۱۹۱۱ بکری کو پہلی دفعہ ہی ہردوار کُمبھ کے میلے پر شریک ہوا (یہ محض غلط ہے کُمبھ کا میلا سمت ۱۹۱۲ میں ہوا تھا نہ کہ سمت ۱۹۱۱ میں) وہاں سے رشی کیش کو چلا گیا۔ جہاں برہمنوں سادہوؤں وغیرہ کو مالش کھاتے دیکھا جنھوں نے مجھے بھی کھانے کیلئے کہا۔ مگر میں نے کہا۔ کہ مالش کھانا تو درکنار اسے دیکھ کر میں بیمار ہو جاتا ہوں (صفحہ ۲۸ نئی سوانح عمری سماج) اسی طرح بدری نارائن پہنچا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک دیانند ہردوار بدری نارائن کا معتقد تھا۔ جیسا کہ تو بھی ویدانت کا پیرو تھا۔ اگر کوئی کچھ تاویل بناوے تو محض گپ ہے۔ کیونکہ اس نے خود لکھا ہے۔ کہ میں متبرک تیرتھوں کی جاترا اور ان کے درشن کے لئے روانہ ہوا۔ صفحہ ۵۶ و ۵۷ (نئی سوانح عمری صفحہ ۳۴) لکھتا ہے کہ مجھکو ایک لاش گنگا میں بہتی ملی میں نے اسے دریا سے نکالا۔ اور تیز چاقو سے کاٹنا شروع کیا۔ کیا خوب برہمن اور سنیاسی ہو کر مردہ چیرنا آپ کا ہی کام تہا۔ اور پھر دل کا نکالنا کہیں دوسرے مطلب کیلئے تو نہیں تہا۔ ممکن ہے۔ کہ گرسنگی کا غلبہ ہو گیا ہو۔ کیونکہ پہلے آپ نے فرمایا ہی کہ مالش کو دیکھ کر میں بیمار ہو جاتا ہوں۔ یہاں اپنے ہاتھ سے تو چیر کر بیمار نہ ہوئے ہونگے جھوٹ ہو پورا ہو۔ نہ کہ ادھورا۔ ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند۔

صفحہ ۵۸ (نئی سوانح عمری صفحہ ۳۵) لکھتا ہے۔ کہ چانڈال گڑھ درگا کوہ کے مندر میں جاترا اس جگہ رات بھوگ و دیا کے پڑھنے اور اس کے عمل

اور اس کے عمل میں معروف رہنے لگا۔ یہاں بھنگ پینے کی عادت پڑگئی چنانچہ اکثر وہ اس کے نشہ میں مدہوش ہوتا۔ دیانندیو! ذرا غور سے یوگ ودیا کا عمل سنو۔ بقول ایک ہندو ایسے بھنگڑ کی تحریر و تقریر پر بھروسہ کرنا عقلمندوں کا کام ہرگز نہیں۔ کیا یہی یوگ ودیا اور وید کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کہ ایک ریفارمر عین جوانی کی حالت میں ایسی ایسی قبیح باتوں کو روا رکھے۔ اصلی سچائی چال چلن کی جوانی کی حالت میں معلوم ہو جاتی ہے۔ ورنہ بڑھاپے میں تو بھیڑیا بھی بے ایذا ہو جایا کرتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کون سے وید نے دیانند کو یہ تعلیم دی۔ اور ایسا آدمی کہاں تک کلام الٰہی سمجھنے کے رموز سے واقف ہو سکتا ہے۔ شاید وید میں بھنگ کی کوئی برائی نہ ہو۔ اور یوگ ودیا کا یہ بھی ایک ٹوٹکا ہو۔ بہرحال اس سے دیانند کی سوانح کا ایک پہلو ہی دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک دیانند نے متھرا میں رہکر برجانند نابینا کے پاس ویاکرن پڑھا۔ اور تازیست اسے اپنی تصانیف میں شری مت پرم ہنس برلج کا چارج پرم ودوان شری برجانند سوامی لکھتا رہا۔ اور اپنے لئے اس کا چیلا قبول کیا ہے۔ وہ بھی ادویت بادی یعنی شنکراچارج کے مت کا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ڈیند نے اس کے مت کو بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں معمولی سنیاسیوں کے بھیس میں دیانند ہردوار اور رشی کیش کے جنگلوں میں رہتا رہا۔ کوئی اس کا نام بھی نہ جانتا تھا۔ سمت ۱۹۲۴ کے بعد گنگا جمنا کے کنارے پھر کر لوگوں کو مورتی پوجا سے باز رکھتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت

تک وہ لنگوٹی بھی رکھتا تھا۔ اور ادیت بادی تھا۔ پھر بعد ازاں کسی ست پرش کے سمجھانے سے اس نے اس مت کو جھوٹا جان کر ترک کیا۔ اور دویت بادی بنا۔ آخر شنکراچاریہ کے مت کے رد میں ایک دو ورق لکھی۔ اور ستیارتھ پرکاش میں بھی اس کا رد کیا۔ خیال فرمایئے کہ ابتک اس نے کتنے رنگ بدلے اور کتنے پنتھ اختیار کئے۔ اور کس کس کا چیلا بنا۔ اور کس کس کو ترک کیا۔ جس نے قریباً تمام عمر دعوے خدائی کیا۔ اس سے بڑھ کر کافر اور ناشناس کون ہوگا۔ ایسے شخص کی گفتار و رفتار کا کیا بھروسہ۔ زندگی بھر جس برجانند کو اپنا پرم گورو اور پرم وددان لکھتا رہا۔ اسی کے پنتھ کو باطل اور جھوٹا کہتا رہا۔ ایک وقت میں گورو اور پرم وددان کہنا اور اس کے مت کو جھوٹا ٹھرانا سخت بے عقلی اور بڑی غیرت کی بات ہے۔ اس نتیجہ کو چھوڑ کر شومت میں جا داخل ہوا۔ اور رود راکھش کی مالا پہننی اور بھسم لگانا شروع کیا۔ وہ خود لکھتا ہے۔ کہ جے پور کے راجا رام سنگھ کو میں نے شومت میں داخل کیا۔ پس شومت کے پھیلنے پر ہزاروں رود راکھش کی مالائیں اپنے ہاتھ سے لوگوں کو پہنائیں۔ وہاں شومت نے اس قدر زور پکڑا۔ کہ ہاتھی گھوڑوں کے گلوں میں بھی رود راکھش کی مالائیں پہنائی گئیں (ایڈیشن منجری صفحہ ۱۵۲) معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کتنے آدمیوں کو اسنے بے دھرمی بنایا۔ خود تو پھسلنی گھڑے کی طرح ہمیشہ پھسلتا رہتا تھا۔ مگر ہزارہا آدمیوں کو مختلف پنتھوں کا پیرو بنا کر دہرمی بنا دیا۔ اور وید کی سچی تعلیم کا راز نہ پا سکا۔

جب کسی طرف اپنی عام شہرت ہوتی نہ دیکھی۔ کیونکہ ہر موجودہ پنتھ میں اس سے بڑے بڑے کئی گورو بیٹھے تھے۔ تو ناچار اُسے نے ایک نیا پنتھ بناکر مشہور بننے کی سوجھی۔ کیونکہ جب تک وہ دیگر پنتھوں کا پیرو رہا۔ سوائے معدودے چند کے کسی جگہ اس کی شہرت نہ ہو سکی۔ نیا پنتھ بنانے ہی تعلیم یافتہ ہندو جو اپنے ویدوں کی گھنونی بت پرستی اور اپنے بزرگوں کی ظالمانہ کارروائیاں دیکھ دیکھ اشارے کے منتظر بیٹھے تھے۔ جھٹ اس کے پیچھے لگ پڑے۔ اور اسے وید کا چندرماہ بناکر آسمان پر چڑھا دیا۔ پس پھر کیا تھا سنیاسی پنا سب بھول بھال گیا۔ اور گدی تکیئے۔ نواڑ کے پلنگ پر سونا۔ روغنی کھانے کھانا۔ کہار سے ہاتھ پاؤں دھلوانا۔ دوشالے اوڑھنا یاد آگیا۔ گو ہر طرح روپیہ بٹورنا شروع کر دیا۔

دیانند کی تصانیف پر ریویو

کچھ عرصہ کے بعد ۱۸۷۵ء میں ستیارتھ پرکاش نام کتاب لکھ کر بنارس میں زیر اہتمام راجہ جے کرشن داس چھپوا کر شایع کی اس کے دونو طرف راجہ صاحب کی مواہیر ثبت تھیں۔ دیانند اس کے پروف خود ہی دیکھا کرتا تھا۔ اور اختتام پر ایک ایک حرف کو بغور مطالعہ کرکے اس کاشد پتر بھی اپنے ہاتھ سے بنایا اس کتاب کے صفحہ ۴۵ پر اس نے صبح وشام گوشت وغیرہ سے ہون کرنا لکھا ہے جس کے مطابق اس نے ایڈیشن منجری کے

صفحہ ۴۰ پر یہودیوں کی سوختنی قربانیوں کا ہونا۔ اور پارسیوں کا آتش
پرستی کرنا ویدوں سے لیا جانا لکھا ہے۔ پھر ستیارتھ کے صفحہ ۶۶
پر لکھا ہے۔ کہ ملیچھ نام بُرا ہے جن لوگوں کی زبان سے سنسکرت
حروف کا تلفظ جیسا کہ چاہئے صاف ادا نہیں ہوسکتا اس کا
نام ملیچھ ہے۔ اس کے مطابق دیانندی سماجوں کے اکثر ممبر ملیچھ
کہلانے جانے کے مستحق ہیں۔ اب دیانندیوں کو اختیار ہے
کہ اپنے گورو کا حکم مانیں۔ یا نہ مانیں۔ ستیارتھ صفحہ ۱۴۸ پر گائے
کو جس کی ہمدردی میں دیانندی انسانوں کے دل دکھانا تک ہیچ
سمجھتے ہیں۔ دیانند نے گدہی کے برابر سمجھا ہے۔ اور لکھا
ہے۔ گائے تو پشو ہے۔ سو پشو کی کیا پوجا کرنا اُچت ہے۔
کبھی نہیں کنتو اس کی تو یہی پوجا ہے۔ کہ کھاس جل اتیادک سے
اس کی رکشا کرنا۔ سو بھی دُگدادک پر یوجن کیواسطے اچھا ہے۔
اور گدہی کی بھی پوجا ویسی ہی ہوتی ہے جس کو پر یوجن رہتا ہے۔ وہ
پر یوجن کے واسطے کرتا ہی ہے۔ دراصل دیانند نے اس کشش
کے سیدہ کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اس پر بھی یوپ
لوگ مٹ گئے جائیں۔ تو وہ جانیں۔ صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے۔
کہ گوشت کی پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں۔ صفحہ ۱۷۱ پر لکھا ہے
کہ یگیہ کے واسطے جو جانداروں کا قتل کرتا ہے۔ وہ جائز ہے
صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے۔ کہ جہاں جہاں گومیدہ وغیرہ لکھتے ہیں۔
وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ اور ایک بیل
[illegible] سے نقصان بھی نہیں

اور جو بندھیا گائے ہوتی ہے۔ اُس کو ہی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے
کیونکہ بندھیا گائے سے دودھ اور بچھڑوں وغیرہ کی پیدائش
نہیں ہوتی۔ صنہ ۲ میں جانوروں کے گوشت کھانے کی فلاسفی
بیان کی ہے۔ کہ کوئی بھی ماس نہ کھائے۔ تو جانور پکش میتیہ اور
جل جنتو لنتے ہیں۔ ان سے سٹ سہسر گنے ہو جائیں۔ پھر پشوں
کو مارنے لگیں اور کھیتوں میں دھان ہی نہ ہوئے پائے۔ پھر
سب منشوں آجیو کا نشٹ ہونے سے سب منش نشٹ ہو جاوینگے
صنہ ۳۰۵ پر لکھا ہے۔ کہ پشودں کو مارنے میں تھوڑا دہو تھا سزا ہی
پرنو بچہ اچرمیں اتینت اپکار ہوتا ہے۔ صنہ ۳۰۳ پر ایک یس
کی دلیل اس کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ کہ جیو کے مارنے کی
سمے پیڑا ہوتی ہے۔ اس سے کچھ پاپ بھی ہوتا ہے۔ پر جب
اگنی میں دے ہوم کریں گے تب پرمانوں سے اکت پرکار سب
جیووں کو سکھ پہنچے گا۔ ایک جیو کو پیڑا سے پاپ بھیا تھا۔ سو
بھی تھوڑا سا گنا جائے گا۔ زیادہ نہیں۔ عوام کہتے ہیں۔ کہ گوشت
کے جلنے سے بدبو آیا کرتی ہے۔ مگر دیانندیوں کے گوروئے
یوگ ابھیاس کرکے دریافت کیا ہے۔ کہ اس سے ہوا صاف
ہوتی ہے۔ اس لیے سب کو ان کا کہنا ماننا چاہیے بیتعصب
سے تو وہ کوسوں دور تھا صرف ملک کی بہتری کا خیال تھا۔
بھلا وہ ایسا بیوقوف تو نہ تھا۔ کہ ہندیو کی طرح گائے کو ماتا کر کے
مانتا۔ اُس کے نزدیک گائے اور گدھی کی عزت ایک برابر ہے
صنہ ۲۶ پر لکھا ہے۔ کہ نقصان پہنچانیوالے شیر وغیرہ جانداروں

ہور انسانوں کو سرکاری ملازم قتل کریں۔ انکا گوشت کوئی گوشت خوار انسان کھاوے تب بھی دنیا کا کچھہ نقصان نہیں۔ دیانند کو اتنا خیال نہ آیا کہ دنیا میں شیر اور انسانوں کا گوشت کوئی انسان کھاتا بھی نہیں۔ واہ رے ودوانی۔ شاید گنگا کے کنارے والی لاش کا خیال آگیا ہوگا اور لیجے سنسکار ودھی مطبوعہ سمت ۱۹۳۳ صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے۔
کہ جو چاہے۔ کہ میرا بیٹا پنڈت دشمنوں کو فتح کرنے والا سب وید ویدانگ کا پڑھنے اور پڑھانے اور تمام عمر بھوگنے والا ہو وہ گوشت کے ہمراہ بھات کو پکا کر کھاوے۔ یہہ بہت عجیب و غریب نسخہ دیانند کا آزمودہ معلوم ہوتا ہے۔ دیانندیوں کو ضرور استعمال کرنا چاہئے سنسکار ودھی صفحہ ۴۲ غلہ وغیرہ کا خواہشمند گوسفند کے گوشت کا بھوجن اور ودیا کا خواہشمند تیتر کا گوشت کھلاوے۔ دریں چہ شک یجروید بھاشیہ ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ کا بھاوارتھ۔ جو ہانی کارک پشوہوں۔ انکو مارے منتر ۴۹ جو جنگل میں رہنے والے نیل گائے وغیرہ پرجا کی ہانی کریں۔ وہ مارنیکے لایق ہیں۔ ادھیائے ۱۹ منتر ۲۰ اس سنسار میں بہت پشو والا ہوم کرکے بہت سی شیش یعنی باقی ماندہ کا کھانے والا تعریف کے لایق ہے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۵ پر شراب پینے کی ہدایت بہت عمدہ طور پر درج ہے۔
ان حوالجات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آیا دیانندیوں کا گورو ویدک دھرم پھیلانیوالا تھا۔ یا ادھرم۔ کیا کوئی ہندو ایسی ایسی دہرم کی باتیں لکھہ سکتا ہے۔ اس پر دیانندی مسلمانوں کو برا بھلا کہنے سے باز نہیں آتے سے دیانند کہتا ہے جس کو جہاں + دیا کا نہ تہا

اس میں کچھ بھی نشان +

ستیارتھ دفعہ اول صفحہ و صفحہ پر صاف صاف مردوں کا شرادھ جائز لکھا ہے۔ اور صفحہ و صفحہ پر مردوں کے شرادھ کے فواید ظاہر طور پر بیان کئے ہیں۔ بعد ازاں جب گرگٹ کی طرح دوسرا رنگ بدلا۔ تو شرادھ کا رد کرنے لگے۔ جیسے قبل ازیں کئی مت چھوڑ چھوڑ کر انکی تردید کرتا رہا۔ اسپر لوگوں نے اعتراض کیا۔ تو جھٹ سے وید بھاشیہ کے دوسرے نمبر پر نوٹس دیدیا۔ کہ ستیارتھ میں مردوں کا شرادھ لکھنے اور شودھنے والوں کی غلطی سے چھپ گیا۔ عقلمند غور کریں۔ کہ تین صفحہ کی عبارت لکھنے اور شودھنے والوں کی غلطی ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ دیانند کو ایسا جھوٹا نوٹس چھپواتے ذرا بھی شرم نہ آئی۔ اور یہ خیال نہ آیا۔ کہ عقلمند مجھے کیا کہینگے سو حیا جس کو نہو بیحیا سخن سے + نہ آئے کیونکہ بو اس کی دہن سے درحقیقت دیانند نے اپنے تغیر اعتقاد چھپانے کے لئے مطبع کی آڑ میں پناہ لی ہے۔ ایسے اعلیٰ درجے کے ودوان کے لئے یہ حرکت کسی قدر نازیبا معلوم ہوتی ہے۔ مگر زمانے کی چالبازیوں کو دیکھ کر ہمیں انکی حکمت عملی پر ذرا تعجب نہیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ آجکل راستبازی کی کوئی اتنی قدر نہیں کرتا۔ اگر دیانند صاف لکھدیتا۔ کہ ہم نے عقیدہ بدلا۔ تو بالکوں میں عزت کی کمی کا خطرہ تھا۔ پھر مخالف کہاں دم لینے دیتے۔ اپنا بیگانہ بھی کہتا۔ کہ جو شخص گھڑی گھڑی مت بدلتا ہے۔ اس کا کیا اعتبار۔ یہ بات اور ہے۔ کہ اوائل میں انھوں نے ہرمت کی خاک چھانی۔ مگر جب وہ سرسوتی بن گئے۔ اور تعلیم یافتہ

چیلے مل گئے۔ اس وقت ایسی کارروائی کرنا اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہوتا۔ اس لیے جگ ہنسائی کا خیال رکھنا عقلمندی سے بعید ہے۔ لہذا دیانند کے زمانہ سازی کو عیب لگانا فضول ہے
رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صہ ۳۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ مرد کے لیئے وید کی یہ اجازت ہے۔ کہ جس عورت سے شادی ہووے یا نیوگ کرے۔ اس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ اس سے دو سطر بعد لکھتا ہے۔ کہ جس مرد کے ساتھ شادی ہوئی ہو اس کے مرنے یا بیمار ہونے پر دوسرے مرد یا عورت کیساتھ اگر اولاد موجود ہو۔ تو نیوگ کرے۔ اگر دوسرا بھی مرجاوے۔ یا بیمار ہوجاوے۔ تو تیسرے کے ساتھ کرے۔ اس طرح سے دس تک نیوگ کرنی کی اجازت ہے۔ قابل غور امر یہہ ہے۔ کہ اول تو وید کی یہہ اجازت ظاہر کی۔ کہ جس عورت سے نیوگ کرے۔ اس میں دس اولاد تک پیدا کرے۔ پھر یہہ کہا۔ کہ درصورت اولاد نہونے کے نیوگ کرے جبکہ اس کی (نیوگ کی) اجازت اولاد نہونے کی صورت میں ہے تو نیوگ سے دس اولاد تک پیدا کرنا کیسے جایز ہو سکتا ہے۔
دوسری بار کی چھپی ستیارتھ صہ ۱۱۸ پر لکھتا ہے۔ کہ جب خاوند اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔ تو اپنی عورت کو اجازت دے کہ تو میرے سوائے دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ ایسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ کے سبب سے اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھے۔ تو اپنے خاوند کو اجازت دے۔ کہ آپ کسی دوسرے بدصوا عورات سے یارانہ (نیوگ) لگاکر اولاد پیدا کیجئے

نیوگ کی خواہش کے

پھر صفحہ ۱۱۹ پر لکھا ہے کہ جس عورت کا خاوند دھرم یعنی ودیا اور دولت و... لئے پردیس کو گیا ہو تو عورت بعد میعاد مقررہ کسی سے یارانہ لگا کر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے جب اصلی خاوند آجاوے تو یار نیوگی چھوٹ جاوے۔ اگر خاوند تکلیف دہ ہو تو عورت اُسے چھوڑ کر دوسرے سے یارانہ لگا کر اولاد پیدا کرے صفحہ ۱۲۱ پر لکھا ہے کہ حاملہ عورت سے ایک سال جماع نہ کرنے کے وقت میں مرد یا عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر کے اُسکے لئے بیٹا پیدا کردے۔ جس دیانند کی علم و عقل پر دیانندیوں کو ناز ہے۔ یہ اُس کی پند و نصائح کا نمونہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جس آدمی میں ذرا بھی حمیت ہے وہ ایسی بے غیرتی ہرگز روا نہ رکھے گا۔ دیانندیوں کو اختیار ہے وہ حق جانیں یا ناحق مگر بقول ایک بزرگ ہندو کے شاستر کا منشا ہرگز ایسا نہیں صرف دیانند کی بے علمی خواہش دھرمی کا ثمرہ ہے۔ حاملہ سے نیوگ کر کے دوسرا حمل قایم کرانا یہہ دیانندمت کی عجیب فلاسفی ہے۔ ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاست ✦ کار طفلاں تمام خواہد شد

اسی ستیارتھ صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے کہ عمدہ عورت ہر ملک و ہر انسان سے لینا چاہئے۔ اس حکم سے اگر عمدہ عورت عیسائی۔ چوہڑی۔ بھنگن۔ چمارن تک کی ہو۔ وہاں سے بھی لیوے خوب نصیحت ہے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

شاید اسی برادری کو بڑھانے کے لئے کمینی قوموں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا ہے کیونکہ ہندو تو رشتے دینے لینے سے رہے اچھوتوں سے بھی لیا کرینگے اور دے بھی دینگے مگر دیا ہوشیار رہنا ضروری ہے کیونکہ لاہور کے شدھ دیانندی عیسائی کا سا معاملہ نہ ہو جاوے کہ دیانندیوں کا رشتہ لیکر معہ اسکے پھر عیسائی بن گیا۔ اور دیانندی حیران رہ گئے۔ اگر یہی حال رہا۔ تو دیانندیوں میں عورتوں کی کمی ہو جائیگی۔

باقی آئندہ

بابت ماہ ۱۵ فروری ۱۹۰۸ء

رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

وعظ و نصیحت

جو افضل الفضلا، اکمل الکملا، تاج العلما، والمشائخین سلطان الواعظین حضرت قبلہ و کعبہ مولٰنا حکیم حاجی شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ قادری چشتی نفع اللہ المسلمین بطول بقائہ نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس لکھنو نے بوقت شب فرمائی:-

حضرات! یہ میرے ہاتھ میں قرآن شریف ہی اور اسوقت میں کوئی لکچر وکچر نہیں دونگا۔ سیدھا مولویانہ وعظ کہونگا۔ ہر چیز کا اک موقع و محل ہوتا ہی پس مہربانی فرما کر آپ لوگ اسوقت تالیاں نہ بجائیگا بلکہ قرآنی باتوں کو جی لگا کر سنئے!! صاحبو! میں اسوقت حیرت میں ہوں اور کیا کہوں اور کسی سمجھاؤں احباب شائقین کی فرمائشوں نے ناک میں دم کر دیا ہی۔ بعض حضرات نے فرمایا ہی کہ حضرت مثنوی خوانی زیادہ کیجئے گا اور بعض اصحاب نے فرمائش کی ہے کہ یہ جو آجکل اخباری دُنیا میں نیو فیشن حضرات مدعی اسلام نے شور و غوغا مچا رکھا ہے اور خود ہی قاضی و مفتی بنکر ترمیم مذہب کا اک نیا خیال پیدا کر لیا ہے اسکے متعلق فرمائیگا اور بعض سربرآوردہ حضرات نے فرمایا کہ اُن لوگوں کا ذکر مصلحت کے خلاف ہے میں اب سقدر فرمائشوں سے تنگ آکر سب فرمائشوں کو چھوڑتا ہوں طلب الکل فوت الکل ہو گیا اب میں قرآن پاک سے سورہ مومنین کا پہلا رکوع پڑھتا ہوں۔ دیکھئے اگلے مومنین کیسے تھے اور اُنکی عادات کیا تھیں اور ہم مسلمانوں کو کیا ہونا چاہئے اور کیا ہیں۔ تاہم لیکر کسی سے نہ خطاب کیجئےگا۔ اور نہ اُنہیں کوئی بات کہونگا۔ ہاں سہ

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں۔

میری تقریر سے سمجھ جاؤ اور ذرا غور کرو! کہ میں کیا کہتا ہوں اور تمہیں کدھر بلاتا ہوں خدا و رسول سے تمہیں ملاتا ہوں۔ اور رشتہ اسلام سے تمہیں وابستہ کرنا چاہتا ہوں اور وابستگی

بھی ایسی کہ اس سے نکل ہی نہ سکو اور خود ناز کر کے یوں کہو ؎

خلاصِ حافظ ازین زلف تابدار مباد   کہ بستگانِ کمند تو رستگار انند

اب سنئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قد افلح المؤمنون یعنی بتحقیق مسلمانوں نے فلاح پایا صاحبو! دُنیا میں جتنے لوگ مذہبی ہیں۔ ہندو۔ بدھ۔ عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان سب اس امر کے مدعی ہیں کہ فلاح پانیوالے اور منزل مقصود پر پہونچنے والے ہمیں ہیں آخر اسکے لئے کوئی فیصلہ ہونا ضرور تھا پس یہ خدائی فیصلہ ہے کہ مسلمانوں نے فلاح پایا اور فیصلہ بلا دلیل نہیں بلکہ یہ وہ فیصلہ ہے جسمیں فلاح وکامیابی کے وجوہات بھی درج ہیں۔

تفصیل اسکی یوں ہے کہ ہم لوگ دو رشتہ سے وابستہ ہیں۔ مذہب اور تمدن جو رشتہ خداوند کے ساتھ ہے وہی مذہب ہے۔ اور جو قوم وملک کے ساتھ ہے وہ تمدن ہے خداوندی رشتہ کا تقضا یہ ہے کہ ہم اُسکے ساتھ عبودیت کا اظہار کریں اور نیازمندی اپنی اسکی جناب میں معقول پیمانہ پر ظاہر کریں اور اس کو عبادت کہتے ہیں اور قومی رشتہ کا ثمرہ یہ ہے کہ ملک وطن وقوم کیخدمت کریں اور اپنی زندگانی عمدہ بسر کریں جسکو مدنیت وتمدن کہتے ہیں۔

پس فلاح انسانی کا مدار انہیں دو چیزوں پر ہے اور مسلمان ان دونوں باتوں میں اور اسکے اصول و فروع میں اعلی پایہ رکھتے تھے اور اُنکو رکھنا بھی چاہئے اسلئے یہ فلاح کا فیصلہ سنایا گیا اور قد افلح المومنون ارشاد ہوا۔ اور پھر ان مومنین کی صفات بیان کر دیگئی اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ یعنی یہ مومنین ایسے لوگ ہیں جنکو نمازوں میں خشوع ہوتا ہے یعنی اُنکو عبادت میں فقط خداوندی خیال ہوتا ہے اور غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے انکی نماز دکھاوے کی نہیں ہوتی۔ فقط رضاء مولیٰ اُنکا مقصود ہوتا ہے نماز جو عمدہ عبادت ہے اسمیں انکو اپنے حظ نفسانی کا خیال نہیں ہوتا عاجزی کا اسمیں اظہار رہتا ہے انکی عبادت ہار مونیم وپیانو پر نہیں ہوتی۔ اسلئے کہ اسمیں حظ نفسانی کو دخل ہے۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ یعنی فلاح یافتہ مومنین وہ ہیں جو لغویات سے بالکل کنارہ کش ہیں یعنی انکو فقط نماز ہی میں یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ لغویات سے بے سروکار رہتے ہیں اُن کا کام فقط خدا کے حضور میں نیازمندی کا

اظہار اور قوم و ملک کی خدمت ہو اس کے سوا جو لغو باتیں ہیں جیسے تن پروری بیہودگی بیہودہ گوئی انسے وہ واسطہ نہیں رکھتے۔ حضرات! اپنے مقصود دین و دنیا کی فلاح کے سوا جو کام ہے وہ سب لغو ہے ہم مسلمان اسمیں پڑینگے تو اپنا ہی نقصان کرینگے اور کر رہے ہیں مگر خوب یاد رکھئے کہ ہمارے دین و دنیا میں تضاد نہیں۔ یہ جو مشہور کیا ہی غلط مشہور کیا ہی۔ ہاں ہماری سرکار محمد رسول اللہ صلعم سی پہلے عیسائی مذہب وغیرہ میں ایسا خیال تھا کہ یہ دین و دنیا۔ اَلضِدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ ہیں اور جو لوگ دینی مقدس ہوتے تھے وہ دُنیا کو چھوڑ کر جنگل و پہاڑ کا رستہ لیتے تھے۔ مگر اسلام نے کہدیا "لَا رُھْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَامِ۔ خدا نے تمہارے لئے دنیا پیدا کی اسکی سب نعمتیں تمہاری ہیں۔ تم اسی دنیا میں رہکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور یوں کہتے رہو رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔ آج ایک سالہ مینے دیکھا کہ جسے اس کانفرنس والوں کی نصیحت میں کسی صاحب نے لکھا ہی اسکا نام "الناصح" ہی خوب رسالہ ہی۔ اچھی نصیحتیں اسمیں کی ہیں۔ مگر افسوس اسنے ہر صفحہ میں اسلام کی غربت ہی کو ظاہر کیا ہی جس سی دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ مذہب ہمیشہ مفلس و نادار رکھتا ہی حَاشَا وَکَلَّا۔ صاحبو! یہ انصاف کے خلاف ہی کہ اسلام کا ایک پہلو دکھلایا جائے اور دوسرا چھپا دیا جائے ہاں اسلام میں غربا بھی ہوئے ہیں اور امرا بھی۔ جہاں اصحاب صفہ تھے وہاں حضرت عثمان و طلحہ و زبیر و سعد بن وقاص و انس بن بن مالک وغیرہم رضہ دولتمند حضرات بھی تھے۔ آپ کی کتب تاریخ اصابہ۔ اسد الغابہ۔ استیعاب موجود ہیں۔ دیکھ لیجیے کہ ان حضرات کی دولتمندی کا کیا حال تھا۔ کوٹھیوں۔ محلات۔ باغات۔ تعلقہ داری کے سوا بڑی بڑی تجارت ان لوگوں کے ہاتھوں میں تھی۔ پھر کیونکر کوئی کہہ سکتا ہی کہ سب صحابہ مفلس و نادار تھے حضرات! اگر دولتمندی و غنا بری چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو یوں نہ ارشاد فرماتا کہ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی اور اگر بلند نامی و ناموری و رفعت ذکر بری شئی ہوتی تو خدا وند اپنے حبیب کو یوں نہ فرماتا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"۔ ہاں صاحبو! مگر اتنا ضرور کہونگا کہ اگلے زمانہ کے امیر ہوں یا غریب صحابہ و اہلبیت و تابعین وغیرہم سب مذہبی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں سب برابر تھے ؎

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا
برابر گردنِ شاہ و گدا دونوں کو خم پایا

مگر افسوس ہزار افسوس کہ اس زمانہ کے دولتمند ہماری مسجدوں میں نہیں آتے مسجد و خانقاہیں فقط غربا ہی کے لئے ہیں۔ اور گستاخی معاف زیادہ تر یہ الزام آپ حضرات انگریزی تعلیم یافتگان پر ہے کہ آپ لوگ ہم کالے ذلیل۔ ایشیائی اولڈ فیشن لوگوں کے ساتھ مذہبی تقریبات صوم و صلوٰۃ و دیگر عبادات میں شریک نہیں ہوتے گویا ان کو مذہب سے سروکار ہی نہیں عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ انگریزی تعلیم کا اثر ہے مگر میں ایسا نہ کہونگا۔ اسلئے کہ ہمارے پرانی وضع کے دیسی اُمراء نے کب انگلش تعلیم پائی ہے مگر وہ بھی تو لکھنوی مذاق میں۔ بٹیر۔ کنکوا۔ مرغ۔ ناچ و رنگ رنڈی منڈی میں رہتے ہیں اور عبادات و فرائض سے بالکل بے پرواہ پھر میں کس کس کو روؤں ؎

دل کو روؤں یا جگر کا غم کروں ایک میں کس کس کا اب ماتم کروں۔

مگر صاحبو! اولڈ فیشن اور نیو فیشن کے بے قیدوں میں اتنا فرق ضرور ہے کہ وہ بیچارے اگر نماز روزہ نہیں کرتے تو اپنے کو گنہگار سمجھتے ہیں اور انہیں اسپر ندامت ہے بخلاف آپ لوگ نیو فیشن کے کہ جن مذہبی باتوں میں آپ شریک ہوئے تو انہیں طرح طرح کے ڈھنگے لگانے لگتے ہیں نماز پنجوقتہ کی فرضیت ہی میں کلام روزہ کے اب بے ضرورت ہونے پر اصرار وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ۔ یہ کس قدر شوخی و بیباکی ہے اور اسپر طرفہ یہ کہ مذہبی علوم سے بالکل معرا۔ نہ قرآن سے واقف نہ حدیث سے۔ مگر تفسیر و ترمیم مذہب کیلئے موجود۔ سیل صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ پڑھکر اپنے آپ کو مولانا بحر العلوم اور شاہ عبدالعزیز سمجھنے لگتے ہیں میرے برادران و عزیزان بہر خدا ذرا اسپر غور کرو تم بی اے اور ایم اے ہوئے تمہیں یہ مبارک اور تمام قوم کو یہ مبارک مگر بی اے اور ایم اے ہونے سے مذہبی مولوی اور مجتہد تم کیونکر بن سکتے ہو اور ترجمہ پر جو ناز کرتے ہو تو سنو ایک زبان کے محاورات یہ ضرور نہیں کہ دوسری زبان میں بھی اسی فصاحت بلاغت سے ادا ہوں اصل و ترجمہ میں بہت فرق ہوتا ہے بالخصوص ہر مترجم قابل اطمینان بھی نہیں ہوتا کبھی مذہبی تعصب بھی اصلی معانی سے اسکو روک لیتا ہے پھر کیونکر ترجمہ پڑھ لینے سے اصل کتاب کے آپ محقق بن بیٹھتے ہیں تھوڑا اگر آپ لوگوں کی یہی ادعا ہے تو بسم اللہ نشتر! اس فقیر نے پینل کوڈ کا اردو ترجمہ پڑھا ہے اور تعزیرات ہند و ضابطہ فوجداری بھی دیکھا ہے پس ازراہ مہربانی اس کمترین کو آج سے ابھی مولوی و شاہ صاحب نہ کہئے بیرسٹر صاحب ہی کہا کیجئے! اور جیسے آپ لوگ بے واقفیت علوم عربیہ مجتہد و مولوی بنتے ہیں۔ میں بھی بلا سفر

انگلستان و باوجود عدم واقفیت اصولِ قانون ورومن لاء بیرسٹر و سالسٹر ہو جاؤنگا۔
مگر اے عزیزو! عدالت عالیہ اور حکومت انگلشیہ کبھی مجھے اس ترجمہ دانی سے اپنی عدالتوں میں بحث کرنیکی اجازت نہ دیگی اور حکام کے حضور میں ہم کبھی قابل اعتبار نہونگے۔ بس اسی طرح اس ترجمہ دانی سے تم بھی شریعت اسلامیہ اور عدالتِ محمدیہ میں کچھ کہنے کے مجاز نہیں ہو سکتے اور خاصانِ دین و ملت تمکو کبھی قابل اعتبار نہ سمجھینگے
انگریزی ترجموں کی حالت آپکو سناتا ہوں منشی اسٹیڈیکل سکول و کالج میں بزبان اردو جو پراکٹس پڑہائی جاتی ہے
اسمیں ہسٹیریا کا ترجمہ عربی اختناق الرحم اور اردو ترجمہ باؤ گولا کیا گیا ہے لکھنو ہے بھلا کسی سے پوچھئے تو سہی
کیا اختناق الرحم۔ باؤ گولہ کو کہتے ہیں؟ باؤ گولہ تو کبھی مردوں کو بھی ہوتا ہے جنکے پاس رحم ہی ندارد ۔
علیٰ ہذالقیاس فزیالوجی وغیرہ کے اردو ترجموں میں کیلوس و کیموس میں بالکل الٹ پلٹ ہو کر آیم کو کابز اور کابز کو آیم کر دیا ہے۔ خدا سے ایپل و تلفظ کے فرق میں آسمان و زمین کا فرق ہو جاتا ہے۔ اسی ترجمہ کی بدولت توریت و انجیل ہر دو تین سال میں ایک نیا روپ بدلا کرتی ہے جس سے نئے نئے معنے پیدا ہوتے رہتے ہیں
بات کہاں سے کہاں پہنچی غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ نئے تعلیم یافتہ حضرات ترجمہ پر اسقدر نہ اترائیں کہ علوم دینیہ کے علامہ دہر و مجتہد وقت بنجائیں ع۔ ایاز قدرِ خود بشناس۔ ہر کسی کو اپنی حد پر رہنا چاہئے اور ایسی لغویات سے دور بھاگنا چاہئے مومنین کی شان "عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ" ہے ۔ آپ حضرات اللہ تعالیٰ اور اسکے برگزیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مانتے ہیں۔ پھر یہ کیا معنے کہ عبادت میں ہمارا حصہ ہو اور آپکا نہیں؟ اور اُنکے لئے طرح طرح کے حیلے و حوالے ہوں پس یہ سب حیلے حوالے بالائے طاق۔ آپکو خواہ مخواہ مسجد میں آنا ہوگا۔ اور میں کشاں کشاں لاؤنگا۔ آپ سمجھے اور میں آپسے کہوں ؎

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم بندۂ بارگاہِ سلطانیم

میں اُن بے سمجھ مولویوں میں نہیں ہوں کہ آپکو کافر و مرتد و بیدین کہکر الگ ہو بیٹھوں
حضرات! اب وہ زمانہ گیا میں اسلام کے حلقہ کو وسیع کرنا چاہتا ہوں نہ تنگ کرنا میں اہل اسلام کی تعداد بڑھانا چاہتا ہوں نہ گھٹانا میں غیروں کو اسلام میں لانا چاہتا ہوں نہ یہ کہ اپنوں کو کافر کہکر نکالوں۔ آپ لوگ میرے عزیز ہیں اور اسلام میرا گھر ہے تو کیا کوئی عاقل اپنے عزیزوں کو گھر سے

نکالنا اور ان کا خانہ بدوش ہونا روا رکھیگا؟ ہرگز نہیں۔ اور میں آپ لوگوں کے اس لباس و پوشاک کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا میرا خیال یہ ہے کہ اسلام کبھی ایک لباسِ خاص کا مقید نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے فیشن ہمیشہ بدلا کرتا ہے اور بدلا گیا مگر اعتقاد ایمانی اور خدا و رسول کی تصدیق اور اطاعت و فرمانبرداری کبھی نہ بدلنا چاہئے وہ الآن کما کان ؎

حلقۂ پیچان از ازلم در گوش است برہما نیسم کہ بودست وہماں خواہد بود

اسلام جب ہندوستانی لنگیوں اور دھوتیوں کو مسجد میں کھینچ لایا تو کیا جاکٹ و پتلون والوں کو نہ لا سکیگا؟ انشاء اللہ عنقریب وہ زمانہ آتا ہے اور خدا کرے ہم پچشم خود دیکھیں کہ بالخصوص جمعہ کے دن جامع مسجد شہر کے دروازوں پر بگھی۔ چرٹ ٹمٹم۔ پالکی۔ گاڑی۔ فیٹن۔ بائیسکل بہیٹر کا لینڈو کھڑی ہوں۔ اور میں پوچھوں تو معلوم ہو کہ یہ جج صاحب کی سواری ہے یہ مجسٹریٹ صاحب کی اور یہ بیرسٹر صاحب کی۔ یہ ڈپٹی صاحب کی جمعہ پڑھنے تشریف لائے ہیں اور مسجد کے اندر جاکر دیکھوں کہ ادھر مولوی صاحب ہیں شاہ صاحب ہیں ادھر بیرسٹر صاحب مجسٹریٹ صاحب ہیں کوئی جبہ و دستار میں ہے کوئی فقط قمیص و لنگی میں۔ کوئی شروانی ڈانٹے ہوئے ہے کوئی جاکٹ و پتلون سے آراستہ غرض ایک عجیب گلدستہ ہو اور میں اس وقت وجد میں حضرتِ اسلام سے یوں کہوں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من اندازِ قدت را می شناسم

لباس عرب نہایت ہی مقدس لباس ہے اور ہم لوگوں کا خاصکر اسی لباس میں ہونا زیبا ہے مگر جب مجھے اسلام کو وسعت دینا اور غیر ملکوں میں پھیلانا ہے تو کیونکر ایک لباس میں مقید کر سکتا ہوں خدا کرے یورپ میں اسلام خوب پھیلے تو کیا میں یہاں سے ان لوگوں کیلئے پائجامہ بنا بنا کر بھیجا کرونگا چہ خوش بجہ بستی تو یہ نہوگا۔ ہاں میرے کرمفرمائے نواب محسن الملک بہادر جناب شیخ الاسلام عبداللہ کوئلیم کیلئے ایک جوڑا سج سجا کر روانہ کریں تو بہت ہی زیبا ہے مگر جناب! دیکھئے!! قالب کی ٹوپی اور نیے ناک کا جوتا اور ساٹن لیٹ کا پائجامہ۔ شربتی کا انگرکھا۔ اور اسپر دو ہاتھ کا سہ کوشہ رومال گرنٹ دار ضرور ہو۔ مگر بندہ و نواز لیورپول کا نام بھی پھر چوک لکھنو رکھ دیجئے گا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ان لباسوں پر کفر کے فتوے دینا یا اُن کو سُنتِ نبویہ سمجھنا اسقدر غلطی ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نونہ یہ لباس تھا نہ وہ - ہاں اگر مسلمان نیک نیتی سے اسکو پہنیں تو یہ بھی درست ہے اور اُسکو پہنیں تو وہ بھی درست اور میں وجد میں یوں کہوں ؎

آنکہ میگویند این بہتر زحُسن یار ما این دارد و آن نیز ہم

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ" - یہ مومنوں کی صفت ہے کہ وہ فقط عباداتِ بدنی ہی پر کفایت نہیں کرتے بلکہ مالی تعلق جو خدا نے اُن کے ساتھ لگا دیا ہے وہ خوش معاملگی سے اس تعلق کے حقوق ادا کرتے ہیں (یعنے وہ لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں -)

صاحبو! زکوٰۃ کے لفظ سے لوگ گھبراتے ہونگے - کہ یہ کیسا بیجا ٹکس ہے مگر جب اسکی حقیقت سے واقف ہو جائیں تو سمجھ سکینگے کہ زکوٰۃ قومی حق میرے ذمہ ہے اور انسانیت کا اقتضا ہے کہ اس حق کو پورا کریں سنو صاحبو! ہم مسلمانوں کا مذہب رحم و کرم و مروت و ہمدردی وحبّ قومی سے مملو ہے اور ہر جاندار پر ہمیں رحم آتا ہے اور انسان کے ساتھ ہمدردی ہمارا عین مذہب ہے اور اپنی قوم کا اک خاص حق میرے ساتھ ہے پس میرے صدقات و خیرات عام خلقتِ خدا کے لئے ہیں مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ ایک قومی صدقہ بھی ہے جسکا تعلق خاص اپنے مذہب اور اپنے ہی قوم کے ہم مشرب ہمخیال کے ساتھ ہے اپنی ہی قوم کے اُمراء سے لیتے ہیں اور اپنی ہی قوم کے غربا کو دیتے ہیں - اسی کو زکوٰۃ کہتے ہیں + جب ہم زندہ قوم کہلاتے تھے اور سلطنت و امارت ہمارے ہمرکاب تھی اُسوقت یہ صدقہ حاکمِ وقت ہی وصول کرتا اور سرکاری خزانہ میں جمع ہو کر موقع و محل سے مستحقین کو دیا جاتا تھا ہر شہر میں اسکا دفتر ہوتا تہا اور نتیجہ و ثمرہ اسکا یہ تھا کہ ہماری قوم کو بھیک مانگنا نہ پڑتا تھا - ہر شخص فارغ البال نظر آتا تھا -

یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض متعصبوں نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ مسلمان کثرت تعصب سے اپنے غیر مذہب والوں سے کافر ہونیکا ٹکس وصول کرتے ہیں جسکو جزیہ کہتے ہیں حاشا و کلّا - یہ ٹکس براہِ تعصب نہیں ہیں ہم پہلے اپنی قوم پر براہِ ضرورت زکوٰۃ وعشر کا ٹکس لگا تے ہیں

پھر غیر قوموں سے جو ہماری محافظت و امان میں رہنا چاہیں اُنکی حفاظت کے لئے اُن سے کچھ رقم وصول کرتے ہیں جس کو جزیہ کہتے ہیں۔ یہ مُلکی انتظام ہے عقل سلیم بھی تسلیم کرتی ہے۔ اس میں تعصب کو کیا دخل؟ ہمارے یہاں دین میں دباؤ نہیں جبر نہیں۔ مَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔ اور لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ ہمیں ارشاد کیا گیا ہے۔ پھر زبردستی مسلمان کرنا اور نہ ہو تو اُسے لُوٹنا۔ اس کا مال و متاع ہضم کر جانا۔ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ناحق شناسوں نے خود اپنے مذہبی تعصب سے ایسے بہتانات ہم پر عائد کئے ہیں۔ ہمارا دامن اس سے پاک ہے۔

حضرات! اب میں اصل مقصد پر آتا ہوں۔ زکوٰۃ ہم مسلمانوں پر فرض ہے اگر باوجود فرضیت نہ ادا کریں تو خدا کی نافرمانی کے جرم کے سوا قوم کے بھی گنہگار رہینگے کہ قوم کو غریب ذلیل و رسوا و نادار بنانا چاہتے ہیں + برادران رونا تو یہی ہے کہ اب ہم مسلمانوں میں سے لفظ زکوٰۃ کا مفہوم ہی مفہوم ہے عملدرآمد بالکل غائب سینکڑوں ہزاروں روپیہ شہوت پرستی و عیاشی کھیل تماشے اور ذاتی وجاہت میں اُڑا دیتے ہیں مگر یہ جزو خفیف قوم کا حق جسے خدا نے ہمارے ذمہ کیا ہے نہیں ادا کرتے + صاحبو! اگر کوئی مالدار اپنے اہل و عیال کے حقوق نہ ادا کرے انکی خبرگیری نکرے تو وہ ضرور قابل ملامت ہے۔ اسی طرح یہ لوگ اس قومی حق کے جو غربا کا ان کے ذمہ ہے ادا نہ کرتے ہیں قابل تعزیر ہیں۔ اگر مسلمان زکوٰۃ کے عادی ہوتے تو آج قوم میں اسقدر غربا و مساکین کی کثرت نہ ہوتی اور قومی یا مذہبی کاموں کے لئے مجھے یا کسی کو گداگری کی نوبت نہ آتی۔ نواب محسن الملک صاحب! اگر ہم مسلمانوں میں زکوٰۃ کا فنڈ جمع رہتا تو آپ کلکتہ و رنگون کی کیوں خاک چھانتے پھرتے یہ بڑا پاپڑ ہم پر ملالت۔ اور یہ بعید سفر۔ اَللّٰہ اَللّٰہ یہ فقط قوم کی پست ہمتی اور زکوٰۃ سے بے پروائی کی وجہ سے ہے گستاخی معاف! آج آپ مقدس نبی کس شان سے کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا رنگون کا سفر یاد نہیں؟ وہ دن بھی یاد ہے کہ نہیں جبکہ آپ مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے آئے۔ اور فقیر کا وعظ سنکر باہر نکلے تو لوگ کہتے تھے ”یہ نیچری جا رہا ہے“۔ اور ایک شخص جنہوں نے حیدرآباد دکن میں آپ کا دور دورہ دیکھا تھا حسرت سے کہتے تھے ”ہے ہے یہ مہدی علیخان ہیں ہائے اب بھیک مانگتے

پھرتے ہیں کیا خدا کی قدرت ہے" میں نے کہا کہ جناب ان کو بھیک مانگنا بھی نہیں آتی۔ اچھی طرح سے صدا نہیں دیتے۔ اسی لئے میں ساتھ ہولیا ہوں۔ ع عزیزو اِحق تعالیٰ کبریا ہے" تو میں پڑھ دیا کرتا ہوں۔ یہ فقط ہاتھ ہی پھیلاتے ہیں"۔

حضرات! اس رنگون کے سفر سے مجھے طرح طرح کا تجربہ حاصل ہوا مگر میں تو اس بڈھے نواب کا قائل ہوگیا صبر استقلال وحزم ثابت قدمی کوئی ان سے سیکھے ع۔ این کار از تو آید و مردان چنیں کنند"۔ سب مصیبتوں کو جھیل لیا اور آخر بے تینتیس ہزار نقد روپیہ لئے ہوئے نہ اُٹھے۔ یہ فقیر تو سولہ دن کے بعد بھاگ کھڑا ہوا اور یہ ایک مہینہ تک ڈٹے رہے اور اپنا سکہ بٹھا ہی کر اُٹھے۔

میں علیگڈھ کالج کے لئے روپیہ جمع کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں اور تعلیم کا میں ضرور حامی ہوں گو سید احمد خانی مذہب کا مخالف ہوں مگر تعلیم سے مجھے اتفاق ہے لیکن میں ضرور بمعذرت عرض کرتا ہوں کہ میں رنگون میں کسی قسم سے آپ کی اعانت نہ کرسکا اور اپنے مواعظ میں کسی طرح کالج کا ذکر نہ کرسکا۔ اسکی بہت سی وجوہات ہیں جنہیں آپ بھی جانتے ہیں مگر غلط فہمی کے دور کرنے میں میری ضرور مدد کی ہے اور یہ میرا فرض تھا! جناب من! میرے ساتھ ایک دوسری قومی و مذہبی ضرورت بھی تو وابستہ ہے یعنی میں نائب ناظم ندوۃ العلما ہوں مجھے وہاں اپنا بھی تو خیال تھا! اور اپنے لئے بھی اس میدان پر فضا کے مقاموں کو دیکھتا تھا۔ کہ آئندہ سال ہم غازی مردوں کے گھوڑے کدھر بندھینگے اور غریب ندوہ کا بیان کیا ظہور ہوگا + آپ سمجھئے! اللہ تعالیٰ نے ہماری خدائی اور قومی ادائے حقوق کی تعریف کے بعد ہم مسلمانوں کے اخلاقی حالات کا بھی ذکر فرمایا کہ "وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ یعنی مومنین وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی پوری محافظت کرتے ہیں اور بہتر اچھی طرح قابو رکھتے ہیں بجز اپنی بیبیوں اور لونڈیوں کے۔ اس قوت کو مصرف میں نہیں لاتے اور اسپر وہ قابل ملامت نہیں۔ ہاں جو لوگ اس سے زیادہ چاہیں وہ حد سے بڑھنے والے ہیں۔

صاحبو! اخلاق کے خراب کرنیوالی چیز سب سے زیادہ قوت شہوانی اور شہوت پرستی ہے۔

اسی میں انسان ہلاک و برباد ہوجاتا ہے۔ اسی قوت پر پورا قابو رکھنا بڑی مردانگی ہے اسلئے مومنین کیلئے یہ
مخصوص ہے۔ مومنین شہوت پرستی بیحیائی۔ رنڈی بازی۔ زناکاری جلق۔ اغلام خلاف وضع
فطری سے کنارہ کش ہیں انکے تعیش و رفع ضرورت کیلئے انکی بی بی اور انکی لونڈیاں جو مثل بی بی
کے ہیں۔ کافی ہوتی ہیں ٭ ہاں صاحبو! مجھے یہاں پر ایک بڑی غلط فہمی دور کرنا ضرور ہے۔ بدرنج
متعصبوں نے ہمپر یہ الزام لگایا ہے کہ مسلمان مذہبی طور سے انسان کو وحشیوں کی طرح بناتا اور انکا بیع و شرا بھی
جائز رکھتے ہیں۔ اپنے خلاف مذہب کو پکڑکر حیوانوں کی طرح مقید کرتے ہیں اور غلامی جو فطرتی بری شئی ہے
اُس کو روا رکھتے ہیں ٭ حضرات! یہ سب بہتان ہے۔ اسلام ان تمام عیوب سے پاک ہے نافہم لوگ جو
غلامی کی حقیقت سے ناواقف ہیں وہ ایسے بہتانات کرتے ہیں۔ غلام کے معنی "فرزند" کے ہیں غیر قوموں
کے بچوں کو اپنے گھر میں لاکر مثل اپنے فرزند کے پرورش کرتے ہیں۔ بھلا اس سے زیادہ کیا انسانیت
ہوگی؟ ہمارے غلام اور فرزند میں کچھ فرق نہیں اگلی تاریخیں موجود ہیں۔ دیکھ لو! ہم غلاموں کے
ساتھ کیا برتاؤ کرتے آئے ہیں ٭ اب رہی یہ بات کہ جنگ سے لوٹ لاتے ہیں تو حضرات! مہذب دنیا
میں آج بھی یہ دستور ہے کہ اعلان جنگ کے بعد تمام معاہدات کالعدم ہوجاتے ہیں اپنی خبر ہر کوئی سنتا
ہے جنگ میں ہزارہا آدمیوں کا وارہ و نیارہ ہوجاتا ہے کتنے بچے یتیم کتنی عورتیں رانڈ ہوجاتی ہیں کیا
انسانیت کا یہی نتیجہ ہے کہ یہ لاوارث اسی مصیبت میں چھوڑ دیئے جائیں ٭

پس مسلمان اپنی مفتوح اقوام کی اولاد کو اپنے گھر لاتے ہیں انکو غلام یعنے اپنا فرزند سمجھتے ہیں انکی
بیوہ بیبیوں کو اپنے گھر میں ڈال لیتے ہیں اور اپنی بیبیوں کے ایسا برتاؤ انکے ساتھ کرتے ہیں انکو اپنے گھر کا مالک
بناتے ہیں۔ فرمایئے۔ اس سے بڑھکر اور کیا انسانیت ہوگی؟ ٭ حضرات! ہمنے جو غلاموں کے ساتھ بھلائی
کی اور انکو اپنے فرزندوں پر ترجیح دی کتب تاریخ اس سے بھری پڑی ہیں کیا ان متعصبوں کو
معلوم نہیں؟ ہاں ہم غلام بناتے ہیں مگر ہمارے غلام بادشاہی کرتے ہیں۔ ترک قوم ہمارے ہی
تو غلام تھے جو ہمارے سامنے بغداد میں حکمرانی کرتے تھے۔ مصر میں ایک مدت تک ہمارے ہی غلام
فرمانروائی کرتے تھے۔ ہندوستان میں ایک مدت تک یہی حکمران تھے سلاطین ایوبیہ چراک

التمش بلبن کون تھے۔ نبی اسلام کے غلام تھے یہ اسلام ہی کی خوبی ہو کہ یہاں کے غلام کے سر پر تاج شاہی رکھا جاتا ہے

؎ چوں داغِ غلامیِ تو داریم هرجا که رویم بادشاهیم

اور نہ فقط دنیوی تاج بخشی بلکہ وحشی شراو حبشیوں کو علامہ دین و مقتدائے اسلام بناتے تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کثیر الاولاد تھے مگر اپنے کسی فرزند کے ساتھ اُنہوں نے تعلیم علوم میں وہ محنت نہ کی جو عکرمہ اور طاؤس اپنے غلاموں کے ساتھ کی اور اپنا سارا علم قرآن ان لوگوں کو سکھایا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تفسیر و حدیث کی کتاب آج ایسی نہ ملیگی جس میں عکرمہؓ طاؤس کا نام نہ آئے اور علی بن عبداللہ بن عباسؓ اُن کے بیٹے علمی دُنیا میں بالکل گمنام۔ پس برادران یہ سمجھو کہ ہمارے یہاں کی غلامی وحشیوں کو انسان بنانے کے لئے ہے نہ انسان کو وحشی و جانور بنانے کے لئے! وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔ صاحبو! اوپر کے سلسلے سے غور کیجئے کہ مومنین کی کیا شان ہے عبادت بدنی و نماز بدنی میں اعلیٰ پایہ۔ عبادت مالی کے پابند۔ فضول باتوں اور لغویات سے مبرّا کار۔ اخلاقی حالت نہایت ہی درست۔ شہوت پرستی سے دور۔ اب معاملات کا حال سنئے کہ معاملات میں کیسے ہیں تو ارشاد ہوا۔ کہ یہ مومنین وہ ہیں جو امانتوں اور معاہدات کی پوری رعایت کرتے ہیں"۔ کوئی اُن کو امین بنائے کسی سے یہ معاہدہ کریں تو اسکو پورا کرتے ہیں۔ خیانت و بدعہدی ان کا شیوہ نہیں۔ صاحبو! ہماری امانت داری وہ تھی کہ کفار مکہ باوجود مذہبی عداوت کے ہمارے حضورؐ کو "محمد امین" کہتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری پر پورا بھروسہ کرتے تھے۔ حضرات اسلام میں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو امانتداری کا پیشہ کرتے تھے اور حسبۃً للہ دوسروں کے مال و اسباب کی حفاظت کرتے اور اس پیشہ کو اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے مدینہ طیبہ میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق اور کوفہ میں حضرت امام ابوحنیفہ علیہما السلام امانتداری میں مشہور تھے ہر امیر غریب جو چاہتا ان کے یہاں مال و اسباب رکھتا یہ اپنے مال سے بڑھ کر اسکی حفاظت کرتے تھے اور اس زمانہ میں [illegible] چیز سمجھے جاتے ہیں حالانکہ خاص مومنین کی علامات سے ہیں۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ منافق کی نشان ہے کہ عہد شکنی کرے اور وعدہ وفا نہ کرے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ پہلے مومنین

کی نماز با خشوع کا ذکر ہو چکا ہے اب ارشاد ہوتا ہے کہ مومنین وہ ہیں جو کہ اپنی نمازوں کی پوری محافظت کرتے ہیں یعنی اوقات مقررہ پر ادا کرتے ہیں صبح کی ظہر اور ظہر کی مغرب نہیں کرتے اُن کے تو اوقات تلے ہوئے ہیں اور اُن کا ہر کام وقت پر ہوتا ہے پھر نماز جو عبادت ہے کیونکر وقت پر نہ ہوگی۔ آپ لوگ فرمائیں گے کہ خدا کی عبادت یعنی اظہار نیازمندی کے لئے پانچ وقت کی قید کیسی؟ اور اسی وقت میں ادا کرنے کے کیا معنی؟ جس وقت پوری ہو جائے + ہاں صاحبو! یہ سچ ہے اظہار نیازمندی کے لئے بظاہر وقت کی کیا ضرورت نہیں جس وقت ہو سکے اور جتنا ہو سکے مگر خوب یاد رکھو کہ اسلام نے ہمیں پوپ اور جوگی نہیں بنایا۔ کہ جنگل و پہاڑ میں جا بیٹھیں ہمیں اپنی دُنیا کے بھی تو دھندے ہیں اسلئے ہمیں ہر کاموں کے لئے تقسیم اوقات ضروری ہے پس جو ہمیں گھنٹے کی زندگی میں پانچ دفعہ خدا کے آگے سر جھکاتے ہیں۔ اور جب ہم نے اپنی عبادت کو وقت کا پابند کر لیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر کام ہمارا پابندی وقت کے ساتھ ہوگا۔ جو مدنیت اور حفظ صحت کے لئے ضروری شی ہے۔ ہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی دولت و ثروت یا بیرسٹری یا وکالت وغیرہ کی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہمیں پانچ وقت فرصت کہاں؟ جب موقعہ فرصت ہو پڑھ لینگے۔ میں اُن سے بھی نہایت ہی نرمی سے عرض کرتا ہوں کہ ممکن ہے یہ عذر آپکا صحیح ہو۔ مگر خدائی قانون کا کلیہ دفعہ آپ کی وجہ سے کیونکر مخصوص ہو سکتا ہے اور ہمیں اور آپکو اسمیں دست اندازی کا حق ہی کیا ہے؟ اسکی مثال یوں ہے کہ ہمارے ملک صوبہ بہار و بنگال میں تحصیلداری کا محکمہ نہیں ہے۔ سرکاری مالگذاری (خراج اراضی) کے لئے وہاں چار قسطیں بقید تاریخ مقرر ہیں جنوری ۱۲۔ مارچ ۲۴۔ جون ۔ ستمبر ۲۸۔ اگر ان تاریخوں میں شام تک روپیہ داخل نہو بس جائداد نیلام۔ عذر حیلہ ہرگز مسموع نہیں۔ ہر قسط میں نیلاموں کی دھوم رہتی ہے جب اس ملک میں پلیگ شروع ہوا اور مخلوق پریشان اُس گاؤں سے اُس گاؤں ماری پھرتی تھی اور نہایت ہی واجب الرحم تھی مگر وہ زمانہ ادائے مالگذاری کا بھی تھا بہتیروں نے یہ چاہا اور بہت زور دیا کہ یا تو مالگذاری معاف یا میعاد کم و بیش کر دی جائے مگر حکام وقت نے اس مجا یہ قانون میں ذرا بھی رد و بدل نہیں کیا۔ عنایتیں! پھر اسلام کا وہ دُور تھا کہ کیا عام

اور کہاں کا پلیگ ـ نسب حسب معمول اُنہیں تاریخوں میں جا کر خزانہ معمور کر گئے ـ بظاہر تو یہ حکاموں کی بیرحمی شمار کیجائیگی مگر ہرگز نہیں یہی مقتضائے عدل تھا جو اُنہوں نے کیا ـ افراد و چند اشخاص کے لئے قانونی دفعات کو غیر نافذ کرنا عقل حکیمانہ و اصول سلطنت کے خلاف ہے ـ فرض کیجئے ایک سال طاعون کی وجہ سے یہ قاعدہ توڑا جاتا تو دوسرے سال ہیضہ تیسرے سال آتشزدگی چوتھے سال عدم پیداوار وغیرہ آفات ارضی و سماوی کی وجہ سے تو کبھی اپنی جگہ پر یہ قاعدہ قانون نافذ ہی نہیں ہو سکتا ـ اسی طرح سمجھئے کہ کسی امیر دولتمند کو صبح کا اُٹھنا جبر ہو تو اُسکے لئے کیونکر دفعہ قانون الٰہی کو غیر نافذ کریں اور صبح کی نماز کیونکر اُسپر معاف کریں ـ دوسرے صاحب بھی اسی طرح کوئی عذر پیش کرینگے یا کسی بیرسٹر جنٹلمین کے لئے جو شام کو کرکٹ بال ـ فٹ بال ـ پولو اور ٹینس میں مصروف ہے ہم کیونکر مغرب کی نماز معاف سمجھیں ـ اک تیسرے صاحب بھی کچھ ایسا عذر ہی کرینگے ـ پھر نتیجہ یہ ہوگا ـ کہ الٰہی قانون بالکل غیر نافذ ـ خدارا برادران! شرم کرو! پاس قانون الٰہی کو نافذ ہونے سے مت روکو ہاں جو تم سے نہ ہو سکے اسکے عدم تعمیل کی معذرت پیش کرو!! حضرات! ـ اسی محافظت صلوٰۃ کے متعلق مجھے ایک بات اور بھی عرض کرنا ہے کہ بعض جنٹلمین یوں خیال کرتے ہیں ـ کہ نماز عربی زبان میں پڑھنا بے سود ہے ہر شخص اسکے معانی نہیں سمجھتا ہے بس اردو زبان میں ہونا زیادہ مناسب ہے" ـ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ حضرات نماز کی حقیقت پر غور کریں تو پھر ایسا نہ کہیں صاحبو! نماز دربار خداوندی کی حضوری کا نام ہے جہاں اپنی نیازمندی و عبودیت کا ہمیں اظہار کرنا ہوتا ہے کبھی یہ اظہار الفاظ و جملات کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور کبھی خاکسارانہ و عاجزانہ ہیئت نشست برخاست سے ہوتا ہے دربار کے قواعد اعلےٰ درجہ کے درباری و مقربین بارگاہ منضبط کرتے ہیں اور تمام درباری انہیں قواعد و ضوابط کے پابند ہوتے ہیں عام درباریوں کو اسمیں رد و بدل کا حق نہیں پس اے برادران اس دربار الٰہی کے اعلےٰ مقرب ہمارے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے اور اُنہوں نے یہ قواعد و آداب مقرر کئے ہیں ـ ہم عام درباری اب اسمیں کیونکر رد و بدل کر سکتے ہیں ـ کیا یہاں وائسرائے کے لیوی کے قواعد کو ہم درباری بدل سکتے

سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں پھر خداوندی دربار کے قواعد میں کیونکر ردوبدل اور دخل در معقولات کر سکتے ہیں۔ صاحبو! میں بارہا وائیسرائے کی لیوی میں شریک ہوا ہوں۔ ہیٹ ال میں اور یہ ہمارے مخلص نواب سید علی حسن صاحب بہادر موجود ہیں ایک بار تو بار یاب ہونے و زرا پوچھئے کیا کیا تہذیب قواعد کی پابندی کرنا ہوتی ہے میں ہندوستانی جوڑے کا عادی ہوں مگر اس دن ڈوسکن کا رخانہ کا بوٹ زیب پا کرتا ہوں اور وہ بھی وہ جو چوں چوں نہ کرے شہر خموشاں میں سیدھا چلا چلے۔

ایوان گورنری کی رفعت اور دسمبر جنوری کی وہ سردی ہوا۔ اللہ اللہ کیا کیا دقتیں ہوتی ہیں مگر باریابی کا وہ شرف ہے کہ ان سب قواعد مالا یطاق کا تحمل ہی ہونا ہوتا ہے اور اگر کوئی ذرا ان قواعد مقررہ کے خلاف کرے نوع پا بدست دگرے دست بدست دگرے۔ پس حاکم مجازی کے قواعد دربار کی اگر میں ترمیم کروں تو حماقت ہی حماقت ہے اور حاکم حقیقی کے دربار کے قواعد منضبط کو ردوبدل کریں تو جنون فوق الجنون ہے! صاحبو! اور سنو! ہمارے یہاں ہز آنر جب تشریف لاتے ہیں اور ان کا دربار ہوتا ہے تو ہم اردو خوانوں کی طرف سے بھی جو ایڈرس و میموریل پیش کیا جاتا ہے وہ سب انگریزی زبان میں ہوتا ہے۔ اسلئے کہ وہ سلطنت کی زبان ہے اسکو ہماری زبان پر ضرور شرف ہے۔ یہ ہماری غلطی ہے کہ ہمنے کیوں نہیں اس ضروری زبان کو سیکھا۔ پس آدب سلطنت و مملکت کا یہی اقتضا ہے کہ جو عرض حاجت ہو سلطنت کی زبان میں ہو۔ پس [illegible] حکومت اور مذہبی سلطنت کی زبان عربی ہے پس دربار نماز میں جو کچھ ہمیں کہنا ہو۔ اسی زبان میں کہنا چاہئے اردو وغیرہ میں کہنا یعنے اردو میں قرآن پڑھنا سخت گستاخی ہے ہاں اسکا ترجمہ پہلے سے سن سنالیں یا دکرلیں اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اللہ تعالی نے جب ذ[illegible] یا فتگان مومنین کی صفات بیان فرمائیں تو اسکے بعد انکے اکرام و انعامات جو ہونگے انکا ذکر فرمایا کہ مومنین جنکی اوصاف حمیدہ متذکرہ بالا ہوں وہ فردوس کے وارث ہونگے اور ہمیشہ وہیں آرام چین کرینگے۔ حضرات [illegible] سمجھ گئے ہونگے کہ "وراثت فردوس" کا جھگڑا نہ چھڑ جائے مگر خاطر جمع

ہشیو میں اسوقت اسکی توضیح وتشریح وتردید کچھ بھی نہیں کیا چاہتا۔ ہاں اسلام قرآن پر کوئی
معترض ہو اسکا جواب مجھپر فرض ہے یا کوئی اپنا شبہ پیش کرے میں جواب کے لئے طیار ہوں کوئی مسلمان ہو کر
خلاف اسلام ایک نیا طریقہ اسلامی بنائے میں اسکی تردید کیلئے موجود ہوں مگر اس شخص کو بھی دیکھنا چاہیئے
جو میرا مرد مقابل ہو عوام کا جواب دینا اور اُن کے لغویات میں پڑنا میرا منصب نہیں جھگڑا اور نیز قرآنی
ان لوگوں کیطرف سے پیدا ہوئی ہے جنکو اسلامی پبلک میں کچھ وقعت نہیں مسلمانوں پر انکا کسی قسم کا اثر نہ
وہ حکیم نہ فلسفی نہ مولوی نہ مشائخ نہ شمس العلما نہ ایل ایل ڈی نہ ڈاکٹر نہ بی اے نہ ایم اے پھر میں کس قاعدہ
سے انکی طرف مخاطب کروں ہاں نواب محسن الملک شمس العلما ڈپٹی نذیر احمد یہ لوگ ایسا کہتے تو میں ضرور تردید
کرتا اسلئے کہ قوم کی اک جماعت کو اُن لوگوں کے علم وفضل پر بھروسہ ہے عام لوگ بے جوڑ روپئے قافیہ تک بندی
کریں تو میرے ذمہ اسکا جواب نہیں اخباری دُنیا جانے اور وہ مجھے معاف فرمایئے!!!

حضرات! اب فردوس وجنت کی سیر کیجئے! ان بکھیڑوں کو چھوڑیئے! سنئے!!! ہم مسلمانوں کا یہہ
عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو عالم بنائے ایک تو وہ جسمیں ہم موجود ہیں اور دوسرا وہ جو مرنے کے بعد پیش آنیوالا ہے
اِس کو عالم اولیٰ اُسکو عالمِ اُخری کہتے ہیں مولنا روم قدس سرہ فرماتے ہیں:- ؎

عالمِ اوّل جہاں امتحان
عالمِ ثانی جزائے این و آن

یعنی یہ عالم جانچ اور آزمائش وامتحان کا ہے اور اسکا بدلہ اس عالم میں ظہور میں آئیگا یا اس شعر کا مطلب اپنے منشا
کے انداز پر سمجھو یہاں ہمکو خوب مستعدی سے امتحان دینا ہوگا لیکن حکم نہیں معلوم اُس عالم میں جا کر معلوم ہوگا
کہ پاس یا فیل پس اس عالم میں جو کچھ کرتے ہو ذرہ ذرہ اسکا حساب ہوگا۔ اور تمکو دینا ہی پڑیگا فَمَن یَّعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ
خَیرًا یَّرَہٗ وَمَن یَّعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ برادران حساب کتاب ہے ہوشیار رہو! اس زمانہ میں ہم مسلمان ایسے شامت زدہ
ہو رہے ہیں کہ امتحانوں میں اکثر ناکامیاب رہتے ہیں کہیں وہاں بھی ناکامیاب رہو اور حساب کتاب میں فیل نہو جاؤ۔
خداوند کریم کے حضور پیشی کیوقت ایک نئی قسم کے گواہ پیش ہونگے یعنی ہاتھ پاؤں ہر عضو بول اُٹھیگا جنپر اب اسطرح کسی قسم
کی جرح نہیں ہوسکتی پھر جانچ کر کے حکم سنایا جائیگا خُذُوہُ فَغُلُّوہُ ثُمَّ الجَحِیمَ صَلُّوہُ؛ صاحبو! ہاتھ پاؤں کا بولنا اور انسانی
صوت کا اس سے نکلنا ظاہر پرست لوگ خلافِ عقل سمجھتے ہونگے۔ مگر ذرا غور کرو۔ فونوگراف سے انسانی آواز

کیونکر بجنسہ نکلتی ہی اسیطرح الادہ الٰہی اپنی حکمت سے ہمارے ہاتھ پاؤں سے کبھی وہی آواز ہماری نکالدیگا تعجب کی کیا بات ہے ؟ تمام قدرت الٰہی کو اپنے ایک ایچ دماغ میں لانا یہ تنگ خیالی ہی علی ہذا القیاس عالم آخرت و قیامت کا زلزلہ شدت گرمی سوا نیزہ پر آفتاب کا ہونا کسی تنگ خیال کے دماغ میں نہ سمانے سے میری نزدیک ہرگز خلاف عقل نہیں سب ممکن الوقوع ہیں ہم عالم دنیا کے واقعات پر جب غور کرتے ہیں تو زلزلہ آخرت کا نمونہ آگ کا برسنا سمندر کا کوسوں تک جلنا ایک کا دوسرے سے بھاگنا الگ پردہ ہونا (یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡہِ کا نمونہ) لوگوں کا ہلاک و برباد ہونا وغیر ذالک دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں کبھی اس میں اخبار وں میں پڑھتے ہیں پس اسیطرح سمجھو کہ جب دنیا میں عام ہلاکت لانے والا ہوگا وہ زلزلہ اَنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ہی اور جب عام طور سے سمندر و دریا جل اٹھینگے وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ہو اور وہی قیامت کا دن ہی اب تو فلسفہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ کشش آفتابی زمین کو اپنی طرف کھینچ رہی ہی اور زمین کھنچتی جاتی ہی پس جب زمین قریب ہو جائیگی جسے ہم سوا نیزہ کہتے ہیں وہی قیامت کا دن ہے۔ صاحبو! ہرگز یہ باتیں عقل سلیم کے خلاف نہیں اور خوب یاد رکھو کہ اسلام میں عقل ہی عقل کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا اسیطرح جنت کو سمجھو ہمارے شاعروں اور واعظوں نے خدا جانے اسے کیا نبا رکھا ہی مگر حقیقت یہ ہو کہ احکم الحاکمین کیطرف سے جو ہمیں انعام میں جاگیریں باغات محلات بنگلے۔ کوٹھیاں عطا ہونگی اسی کا نام جنت ہی اور یہ نہیں کہ ان کوٹھیوں میں آپکو فرنیچر و لوازمین کا اہتمام کرنا ہو حضرت نہیں وہ مکانات و کوٹھیاں آراستہ و پیراستہ مع خانساماں و بہرہ و بوائے ملینگی جنکو حور و غلمان تصور کہتے ہیں ملینگی۔ مدد شُدت باوہ انعام و اکرام چند روزہ نہیں بلکہ دوامی جاگیر و منصب جیسکے لئے ارشاد ہوا ہے ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ حضرات! میں اب بساط تقریر کو سمیٹنا چاہتا ہوں اسلئے کہ کہانی بڑی اور رات تھوڑی اور آپ لوگ خستہ و ماندہ بھی ہونگے لہٰذا اب میں معافی چاہتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں کہ آئندہ آیتوں کے ترجموں کو میں بیان نہ کر سکا یار باقی صحبت باقی پھر انشاءاللہ تعالیٰ کبھی عرض کرونگا۔ بالخصوص خلقت آدم کے متعلق جو آیتیں ہیں انہیں میں ڈاروِن صاحب کی تھیوری اور قرآنی تھیوری کو ذکر کرونگا۔ اور مواز نہ کر کے بتلاؤنگا کہ عقل سلیم کسکو قبول کرتی ہے؟ اب میں رخصت ہوتا ہوں اور قرآن شریف میرے ہاتھ میں ہے آپ لوگ یقین کرلیں کہ میں کوئی امر کسی کی دل آزاری و توہین کی نظر سے ہرگز نہیں کہا میری غرض قوم کی اصلاح ہے اور بری باتوں کا دور کرنا اور مذہبی پابندی کا شایع ہونا وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوۡلُ شَہِیۡدٌ فقط

والسّلام علٰی من اتبع الہدٰے ٭　　(محمد سلیمان قادری چشتی پھلواروی)

دیانندی اور ہم

یا

پانی پتی صاحب کو جواب

آریہ مسافر ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۳

ناظرین ۔ ہمیں یہ دیکھکر ازحد خوشی ہوئی ۔ کہ ایک پانی پتی دیانندی صاحب کمبھ کرن کی نیند سے بیدار ہو کر ہمیں مخاطب کر رہے ہیں ۔ مخاطب کیا کرتا ہے ۔ وہی دیانندی تعصب کی سرانڈ پھیلا کر اناپ شناپ الول جلول باتیں کر کے ٹالنا چاہتے ہیں ۔ کوئی پوچھے کہ مرد خدا ۔ اگر کسی بات کا جواب دیتا ہے ۔ تو بسم اللہ لائیے ۔ ادہر اُدہر کی فضول باتوں سے کیا فائدہ ۔ جو کچھ وقعت دیانندیوں کی لغو تحریرات کی علماء سمجھتے ہیں ۔ ہم اس سے بخوبی واقف ہیں ۔ اسی لئے ہماری پالیسی ایسے جہال کے ساتھ کلوخ انداز را پاداش سنگ است کے مطابق رہی ہے ۔ جسے ہم بارہا بیان کر چکے ہیں ۔ ہم نہیں کہتے کہ پانی پتی صاحب قلم کو روکے رکھیں ۔ ہرگز نہیں ۔ بلکہ بیشک اپنی جولانی بھی آزما کر دیکھ لیں ۔ مگر سب سے پہلے دیانندی مسافر میگزین کی پالیسی تصنیف کو ساج کی پہچاؤ ہر طرف ۔ یہ کاش ویدپاک کا پہونچاؤ ہر طرف" کی پوری پوری تشریح فرماویں ۔ کہ وہ کونسی سماج کی تصانیف ہیں ۔ جن کے ذریعے وید پاک کا پرکاش پہونچایا جا رہا ہے ۔ تاکہ ہم دیانندیوں کے گرو کی تصانیف کو چھوڑ کر ۔ وید پاک کے پرکاش کرنے والی تصانیف کی ورق گردانی کریں ۔ اور

اور وید کی اصل تعلیم سے واقف ہو کر اسی کے مطابق آپ کی خدمت کریں۔ کیا ہم مسافر میگزین کے مضامین کو وید کے عین مطابق مان لیں۔ یا آپ کی تصانیف کو۔ براہ عنایت ہمیں اپنی مسلمہ کتب کے ناموں سے آگاہ کر دیں۔ اگر آپ اصل ہندی ستیارتھ پرکاش وغیرہ کے حوالوں کی بناء میں گھسنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں بھی اجازت دیں۔ کہ ہم بھی اس ہندی اور اصل ستیارتھ پرکاش کے حوالے دے سکیں۔ جسے دیانندی نے خود لکھا۔ اور اپنے سامنے دوبارہ چھپوایا۔ اس کے مرنے کے بعد والی کمی بیشیوں کو ہم ہرگز قبول نہیں سمجھتے۔ چونکہ آپ نے اپنے طویل اور فضول دشنی لئے ہوئے مضمون کے علیحدہ علیحدہ ہیڈنگ قائم کئے ہیں۔ اس لئے ہم ہر ایک کی بابت کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

پالیسی

انوارالاسلام کی پالیسی جیساکہ آپ کے دل میں چبھتی ہے۔ وہی ہے۔ جسے آپ نے خود بیان کیا ہے۔ اور جس نے آپ جیسے کئی مخالفوں کو نیچا دکھا دیا ہے۔ یہ پالیسی اس کی نہ صرف آج سے ہے۔ بلکہ آغاز سے ہی وہ اس پر کاربند چلا آرہا ہے ذرا گذشتہ سالوں کے فایل اٹھاکر دیکھئے۔ کہ اس کی کس کس بات کا آپ نے یا آپ کے دوسرے تثلیث پرست بھائیوں نے جواب دیا ہے۔ چونکہ آپ ہر دو تثلیث پرست ہیں۔ اسلئے وحدانیت کا سچا راستہ دکھانا۔ اسی غازی کا کام ہے۔ ذرا آپ اپنے میگزین اور دیانندی سماج کی پالیسی تو بیان کرتے۔ ایک طرف تو پکار پکار کر کہتے ہیں۔ کہ سماجک تصانیف وید کو پرکاش کرنیوالی ہیں۔ اور وید کی سچی تعلیم دینے والی ہیں۔ مگر دوسری طرف اعتراضوں کی بوچھاڑ پڑتے ہی لالہ صاحب دہوتی سمبھالتے وید کو بغل میں لئے گروکل کی چار دیواری میں جا براجتے

ہیں - واہ کیا خوب پرکاش ہے - آخر اس تصنیف کی تشریح تو کردیں - کہ وہ کونسی بے عیب تصانیف سماج کی ہیں - جو ویدکا پرکاش کر رہی ہیں - چونکہ دوسرے تثلیث پرست آج تک انوار الاسلام کے کسی مضمون پر کچھ نہیں کہہ سکے - اس لئے عقلا کے نزدیک صاف ظاہر ہے - کہ وہ مقابلہ کرنے سے لاچار ہیں - رہے دیانندی بُت پرست سو بعض دفعہ وہ کڑہی کے اُبال کی طرح جوش دکھاتے ہیں - مگر اصل مطلب کو نہ چھوتے ہوئے الول جلول لکھکر ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں - سو اس لئے اس عارضی جوش کو مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ خاص طور پر ان کی ہدایت اور رہنمائی کریں اور انکی جنونی طبائع کی دوائی بذریعہ انوار الاسلام عوام دیانندیوں میں تقسیم کریں - گو کڑوی دوائی مریض کو بُری معلوم ہو - مگر اس کا نتیجہ صحت و راحت ہے - اس لئے روحانی امراض کا خصوصاً وہ امراض جھکہ جن میں دیانندی مبتلا ہیں - علاج کرنا انوار الاسلام کی یہی پالیسی ہے - امید ہے دیانندی لالے صاحب ہمیں اپنی پالیسی سے مطلع کریں گے - اور سماج کی کسی اخبار یا تصنیف کا پتہ دینگے جو ویدوں کا پرکاش اصلی ہو - اگر سماجک تصانیف ویدکا پرکاش نہیں - تو ویدوں کی پیروی وانکی تعلیم پھیلانے کا دعوے باطل ہے - خورلین سماج نام دہرنا چاہئے کہ جیسی کسی کی رائے ہو - وید کے ذمے چسپاں کردے - کیا یہ سمجھ لیا جاوے - کہ ۲۵ - ۳۰ سال تک دیانندی بایں غرور و نخوت وید کے اصلی مطالب اپنی کسی تصنیف میں ظاہر نہیں کرسکے - اگر یہی بات ہے - تو ایسی لایعنی کتاب کی پیروی سے روحانی ترقی معلوم

دلچسپ نظارہ

انوار الاسلام کے مضامین نے دیانندی صاحب کو بُری طرح لاچار کیا ہے - اور آپکو تعصب میں مسافر میگزین کے پچھ مضامین کا خیال تک بھول گیا ہے - جسمیں اسلام پر

غلط ملط اور خرافات اعتراضات بھرے پڑے ہیں۔ سوہدروی کا مقولہ آپنے شروع مضمون ہذا میں دیکھ لیا ہوگا۔ اگر نہیں دیکھا تو پھر سنئے۔ وہ کلوخ انداز پاداش سنگ است پر کاربند ہے۔ اس لئے جیسا منہ ہوگا۔ ویسی اس کی طرف سے چپیڑ پڑے گی۔ خیر اتنا تو آپ نے بھی مان لیا۔ کہ سوہدروی کے اعتراضات کا منشا نہ محض ویدک تعلیم اور آریہ لٹریچر ہی ہیں۔ دیانندیوں کی طرح زید۔ عمرو بکر مسلمانوں کی کتب کے حوالے نہیں ہوتے۔ چونکہ دیانندی روحانیت سے خالی اور ان میں سچی تعلیم کا قحط ہے۔ اسلئے اگر سچی تعلیم کی مہربانیوں کی بارش صرف ان پر ہی برسائی جاوے۔ تو عین مناسب ہے۔

سچا تعلق

سوہدروی کا ڈھنگ عین دیانندیوں کی طرز تحریر کے مطابق ہے۔ آپ کوئی ایک سا مضمون لیں۔ ہم اُسے آپ کے مسافر میگزین یا دیگر تصانیف سماج کے مقابلہ پر رکھ کر بتادینگے۔ کہ کس مضمون میں دلیل یا اعتراض کم اور عبارت زائد ہوتی ہے۔ ہماری غرض آپ کے جانبازوں۔ اور مہارشیوں کی سچی اصلیت دکھانے سے ہے۔ اور جنہے ہماری اور دیانندی تحریریں مقابلہ میں رکھ کر دیکھی ہونگی۔ اسپر اسکا فیصلہ ہے۔ ہماری شرطوں اور انعامی مضامین کے جواب میں لالہ جی صرف تھینکس کرکے چل دیئے ہیں۔ اور ذرا انتظار نہیں کی۔ اور کہدیا۔ کہ ہمارے پاس ان کا کچھ جواب نہیں۔ جس سے انکی لاچاری ظاہر معلوم ہوگئی مرزا صاحب کے اعلےٰ مضامین کا دیانندیوں نے کیا جواب دینا ہے۔ جبکہ ایک معمولی مسلمان کے مقابلہ سے لاچار ہورہے ہیں۔ ہم محض نیک نیتی سے بہت تھوڑا انعام رکھا کرتے ہیں۔ تاکہ عام دیانندی دچار کر جواب دے سکیں۔ اگر

پالی بچی کی طرح سب عاجز ہیں۔ تولائیں اسلام پر ایک سچا اور ہمارے عقائد کے مطابق اعتراض کر کے اسپر انعام مقرر کریں۔ اور ایک منصف غیر مذہب کا مقرر کر کے دیکھیں۔ کہ کیسے انعام حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ اسلامیوں ہی کا خاصہ ہے۔ کہ انعامی پر انعامی مضامین نکال رہے ہیں۔ اور سچائی کو ظاہر کر رہے ہیں۔ جھوٹے فریبی اور متعصب میں یہ جگر و دل کہاں۔

رہا دیانندی کا یہ کہنا۔ کہ سو ہدردی کا انوار الاسلام میں حصہ ہے۔ یا مضامین کا عوضانہ لیتا ہے۔ ورنہ بے لاگ معترض کے لئے ایسا لکھنا کوئی سبب نہیں رکھتا۔ سو لالہ جی گھبرائے نہیں۔ نہ ہم حصہ دار ہیں۔ اور نہ کسی سے عوضانہ کے روادار ہیں۔ خدا نے اپنی عنایت سے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ ہاں صرف مسلمان ہونے کے حصہ دار ہیں۔ اور نہ صرف انوار الاسلام کے۔ بلکہ کل اسلامی اخبارات و رسالہ جات مثل التدبیر ضیاء الاسلام امرتسر تک کے۔ اور پھر خاص بات یہ ہے۔ کہ اشاعت اسلام کے سیر ہیں۔ آپ کے بیجا اعتراضوں کا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ اور یہی فرض ہے۔ جو ہمیں اپنی گرہ سے سب اسلامی رسالوں۔ اخباروں کی قیمت مقررہ ادا کرنے کے باوجود محصولڈاک مضامین وغیرہ خرچ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ آج تک ہم نے انوار الاسلام یا کسی دوسرے اسلامی رسالے کو بلاقیمت نہیں لیا۔ بلکہ ہر ایک کی پیشگی قیمت ادا کرتے ہیں۔ جس کے لئے ڈاکخانہ شاہد ہے۔ اس لئے آپ تسلی رکھیں کہ یہاں سب کچھ بلاغرض ہے۔ اسی لئے ایسی تحریریں آپ کے دل میں بہت چبھتی ہیں۔

عجیب چال

دیانندی اپنی لغو تحریروں کی طرف تو توجہ نہیں کرتے۔ اور انکو اپنی آنکھ کا شہتیر

نظر نہیں آتا۔ مگر دوسروں کا تنکا بھی پہاڑ نظر آتا ہے۔ دیانندیوں کی جتنی تحریریں دیکھئے۔ ان میں مطلب کی کوئی دلیل نہ ہوگی۔ ان کے لغو وعادی کی بنا دو ایک پھر مثالوں پر ہوگی۔ اور بس اسی پر دو ورقی ختم۔ اس عنوان کے تحت میں دیانندی صاحب نے بڑا فخر کیا ہے۔ کہ ہم عدالت میں نہیں جاتے۔ مگر مخالفین دیانندی سماج عدالت میں جاتے ہیں۔ لالہ صاحبان کی یہ تحریر دیکھکر مجھے ہنسی آتی ہے۔ کہ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر نہیں دیکھتے۔ کہ عدالت میں جا کر نیوگ کا پردہ ہی فاش کرائیں گے۔ یا باپ بیٹی کے ویدک اشعار سے کئی قلعی کھلائیں گے۔ کونسی معقول وجہ ہے آپ عدالت میں جا سکتے ہیں یشپال کی ہی ایک عدالت کے فیصلہ کا سب دیانندیوں کو پڑھ لینا کافی ہے جس میں نیوگ کی عدالتی تشریح کی جا چکی ہوئی ہے۔ بھلا لالہ جی سے کوئی پوچھے تو سہی کہ کوئی صاحب ماشاءاللہ با عزت آدمی ہیں۔ اور شریف و نجیب ہونیکا دعوے رکھتے ہیں۔ اگر کوئی بدمعاش سر بازار عوام میں خدانخواستہ ان کی بے عزتی کرے۔ اور انکو گالیاں دے تو کیا ان کی حمیت انکو ایسے بدمعاش کو سزا دلائے بغیر چھوڑ نا گوارا کرے گی۔ اور یہ کونسا انصاف ہے۔ کہ وہ شریف عدالت میں ایسے امر کی چارہ جوئی سے روکا جاوے۔ کسی مسلمان نے اگر عدالتی چارہ جوئی کی ہو۔ تو اس میں کونسی عقلی قباحت لازم آتی ہے۔ جب کہ عوام لالہ صاحبان کی طرز تحریر و تقریر سے کما حقہ واقف ہیں۔ ہم کونسے بیانوں کے حوالے دے دے کر دیانندیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ وہ عوام مسلمانوں کی رطب و یابس کتب کے حوالوں سے ہم پر اعتراض کر سکیں۔ جائے شرم ہے۔ کہ ہم دیانندی تصانیف سے باہر قدم نہ رکھیں۔ مگر دیانندی لالہ ہم پر ردی سے ردی کتاب کے حوالے دے کر

اعتراضات قایم کریں - حیف ہے ایسی دیانندی سچائی پر

دیانندیوں کی طرز تحریر

اس عنوان میں دیانندی نے سخت جھوٹ بولا ہے - وہ لکھتا ہے - کہ دیانندیوں کی تحریریں ہمیشہ جوابی ہوا کرتی ہیں - مگر ہم یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے - کہ یہ ایسا سفید جھوٹ ہے - جس کی کوئی حد نہیں - لالہ دیانند نے ستیارتھ کے آخری باب میں ہماری یا عیسائیوں یا ہندوؤں وغیرہ کی کونسی کتب کے جواب میں لکھے ہیں - اور لالہ درشنانند نے اپنے ٹریکٹ ہماری کس تحریر کے جواب میں لکھے ہیں - اسی طرح میں درجنوں کتب پیش کرسکتا ہوں - جو ہماری کسی تحریر کا جواب نہیں بلکہ غلط اور لغو اعتراضات سے پُر ہیں - سب سے پہل کرنے والا دیانندیوں کا گرو باوا دیانند اس طرز تحریر کا موجد ہے - ایسے نور سے بھرے ہوئے ہردے نے نیوگ کے مسئلہ کو طشت از بام کردیا - جس سے ہندو لاحول پڑھتے نظر آرہے ہیں - پان چبانا - دوشالے اوڑھنا - مرغن کھانے کھانا - ملواڑ کے پلنگوں پر سونا سنیاسیوں کے کام ہیں - سوائے اپنے اسنے کسی ایک بزرگ کی نسبت بھی کوئی کلمہ خیر کہا ہے تو لائیے ستیارتھ پرکاش سے ثابت کیجئے ورنہ ایسی تعلی کی باتوں کو سماج کیلئے رہنے دیجئے -

محض سماج میں نام لکھانے سے دیانندی کو تو سرخاب کا پر لگ جاوے - اور دوسری اقوام کے بزرگ اور عالمان باعمل بدزبانی کے لائق سمجھے جاویں جو سچائی دیانند نے ظاہر کی تھی - افسوس کہ اس کے چیلوں نے اس پر خاک ڈالدی - اور جو مسایل دوبارہ گائے کی گوشت خوری - دایمی مکتی وغیرہ وغیرہ دیانند نے اپنی قلم سے لکھے تھے - ان کو دیانندیوں نے پس پشت ڈالدیا -

اور ایک ستیارتھ پرکاش گھڑ کے اس ناکردہ گناہ کے ذمہ لگا دی۔ ۲۵ سال کے اندر اندر ہی اسکے ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے گم کر دئے۔ گو موجودہ تحریف شدہ ستیارتھ کے کئی اڈیشن طبع ہو کر نکل چکے ہیں۔ مگر لالہ درشنانند ابھی تک اخباروں میں اشتہار دے رہے ہیں۔ کہ ابھی تک ستیارتھ میں چھاپنے والوں کی بہت غلطیاں ہیں۔ انکی درستی کا معاملہ جلسہ عام میں پیش ہو کر نئے سرے سے چھپائی جاوے۔ گویا پرتھی ندی سبھا پنجاب کی ساری کارروائی پر پانی پھیر دیا جاوے۔ اور مستند کتاب کو غیر مستند قرار دیا جاوے۔ معلوم ہوتا ہے کسی نئے مسئلے کے اندراج کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ یا جن مسائل پر اعتراض ہو چکے ہیں۔ انکو نکالنے کی صلاح ہے۔ اسپر ایک صلاح ہم بھی دئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ نیوگ کا سارا باب چھاپنے والوں کی غلطی سے درج کتاب ہو رہا ہے۔ اسے جلسہ کر کے نکال دینا ضروری ہے۔ لالہ صاحب نے سورہ الہب پر اعتراض بھی کر دیا ہے مگر اس کا ترجمہ بھی شرمندگی کے باعث نہیں درج کر سکے۔ لالہ جی کو شرم نہ کرنی چاہئے۔ اور پبلک کو پورا پورا حوالہ دینا لازمی ہے۔

مشورہ

لالہ جی ہمیں بھی ایک مشورہ دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہم ترتیب وار اپنے اعتراضات کو دوبارہ لالہ جی کے سامنے پیش کریں۔ گویا پہلے لالہ جی جواب خرگوش میں پڑے سے ہوئے تھے۔ اب خمار اترا ہے ہماری تحریر تو جیسی ہے سو ہے۔ مگر اب آپ کی باری آئی ہے۔ بسم اللہ کیجئے۔ اور الوار الاسلام کے پچھلے سال کے فائل دیکھکر ہمیں شروع سے جواب دینا شروع کیجئے۔ انعامی مضامین کا انعام لیجئے۔ اور باقیوں کا جواب الجواب لیجئے۔ مگر جواب دینے سے پہلے اپنا پہلو بھی ہمیں سمجھاتے جائیے

کر اول یہ کہ آپکا تعلق کس پارٹی سے ہے۔ کلچرڈ سے یا مہاتما سے (گھاس یا ماس سے)۔

(۲) سماج کی تصانیف کی آپ کے نزدیک کیا قدر و منزلت ہے۔ اور اپنی پارٹی کی کن کن تصانیف سے آپ کو اتفاق ہے۔ اور کن سے نہیں (۳) سوامی جی کی تحقیقوں کے جو تراجم لالہ درشنانند یا دوسرے دیانندیوں نے کئے ہیں۔ وہ سچے ہیں یا نہیں؛

(۴) وید منتروں کے ترجمے جو دیانندی عالموں نے کئے ہیں۔ انکو آپ سچا مانتے ہیں۔ یا نہیں

(۵) سماج کی کسی ایسی اردو تصنیف کا نام تحریر کریں۔ جسے آپ قابل وقعت سمجھتے ہوں اور جو اصل منشا مصنف کا ظاہر کرتی ہو۔

(۶) لالہ دیانند کی کتب کے ترجمے جو اردو میں ہوئے ہیں وہ قابل اعتبار ہیں۔ یا نہ

(۷) لالہ دیانند کی تصانیف وید کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی مسئلہ خلاف وید ہے۔ تو اسکو ظاہر کردیں۔ تاکہ اسپر ناواقفانہ اعتراض نہ کیا جاوے۔

(۸) منوسمرتی کے جتنے شلوک آپ تحریف شدہ مانتے ہیں۔ آپ تشریح کردیں۔ کہ فلاں ادھیائے میں فلاں فلاں نمبر کا شلوک محرف ہے۔

(۹) تاریخ کی کونسی کتاب آپ معتبر سمجھتے ہیں۔ جس سے پراچین رشیوں کا طرز عمل معلوم ہوتا ہو۔

(۱۰) مدعا یہ کہ مسافر میگزین کے مقولہ سے تصنیف کو سماج کی لیجا و ہر طرف۔ یہ کاش وید پاک کا پہنچا و ہر طرف ÷ کے تحت میں جو تصانیف سماج آسکتی ہیں۔ انکی تشریح کردیں۔ آریہ مسافر میگزین کے گذشتہ نمبروں کے مضامین جواب میں قابل قبول ہونگے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ کیا وہ وید کے عقیدے کے خلاف پرچار کرتے ہیں۔ کلیات آریہ مسافر کی نسبت کیا رائے ہے۔

یہ دس نمبر اسلئے پیش کئے ہیں۔ کہ چونکہ دیانندی بہت اچھلتے کودتے ہیں۔ اور دعوے کرتے ہیں۔ کہ وہ سچ کے پیرو ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے کوئی

اعتراض ایسا نہ پیش ہو جاوے۔ جسے آپ نہ مانیں۔ اور کہدیں کہ فلاں کتاب
ہم نہیں مانتے۔ ہم آپ سے صرف ایک بات کی عرض کریں گے۔ کہ ہمارا عقیدہ قرآن
مجید اور احادیث صحیح جنپر عام مسلمانوں کا اتفاق ہو گیا ہے۔ ہیں تفسیر رازی
وغیرہ معتبر تفاسیر قدیم مانتے ہیں۔ جو اسلام کے عقیدے کے خلاف نہ ہوں۔ طیب
دیالبس روایات و برکس وتاکس کی تحریرات کے حوالوں کو ہم نہ مانینگے۔ جیسا دیانندیو
کا قاعدہ ہے۔ کہ اہل سنت پر اعتراض کرتے۔ اہل تشیع کے حوالے دیتے ہیں۔ گویا
بعینہ ایسا جیسے ہم دیانندیوں پر اعتراض کرتے وقت برانوں کے حوالے دیں۔ گو ہر دا
ویدی ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اہل سنت کا جس مسئلہ میں اتفاق ہے۔ اسپر خوشی سے
اعتراض کریں۔ مگر سب سے اول اپنا پہلو صاف کر دیں تاکہ سچائی کا پورا پورا
امتحان ہو جاوے۔

ورنہ بصورت عدم اطلاع ہم سماج کی سب تحریروں کو خواہ وہ کسی دیانندی
رسالے میں ہوں یا اخبار میں۔ ترجمہ ہوں یا اصل۔ قابل قبول سمجھکر حجت پکڑینگے
نہ صرف آپ بلکہ اپنے اور لائق لائوں کو شامل کرلیں۔ اور ایک تحریری معرکہ
کرکے دیکھ لیں۔ کہ آپ کے پراچین رشیوں کا کیا حال تھا۔ اور آپ
کیا کر رہے ہیں۔

بڑی بھاری غلطی

شکر ہے۔ کہ لالہ دیانندی نے اس تحریر کے وقت دیانند کو وہ رتبہ نہیں دیا
جو ایک سچے ہادی اور مصلح ربانی کو دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس کو اسی درجہ پر
رکھا ہے۔ جس کا وہ مستحق تھا۔ یعنی ایک معمولی سنسکرت دان ویدی۔ مگر لالہ
جی نے ایک بھاری غلطی یہ کردی۔ کہ دیانندی سماج کو آریہ سماج قرار دیدیا۔

اور نہ ہم اور موجودہ دیانندیوں کے باپ دادے اور دوسرے ہندوستانی سماجیونکو دیانندی جانتے ہیں۔ اور نام نہاد سماج کے عقاید کو دیانند کے اختراع کردہ تاویلی ڈہکوسلے جانتے ہیں۔ نہ وید کے منہ سے پردہ اُٹھ سکا۔ اور نہ تاقیامت اٹھیگا۔ بیچارہ پہلے تک اسی جون میں منہ چھپائے ویدیوں کی بغلوں میں دبکا رہے گا۔ اگر لالہ دیانندی اپنے گرد اور موجد پنتھ کو منزہ عن الخطا نہیں سمجھتا۔ تو کیوں نہیں۔ اسکی غلطیوں کو مان لیا جاتا۔ اپنی اس تحریر پر آپ کو شرم کرنی چاہیے جو کہ آپ حسب ذیل لکھتے ہیں " سدھانتوں کو چھوڑکر باقی تحریرات جو رشی کی مسلمانوں کے متعلق ہیں۔ وہ اس ہندی ترجموں پر منحصر ہیں۔ جو اُن تک پہنچے اور اس سے اُن تحریرات کی غلطی (اگر کوئی ہو) کا ذمہ وار نہ رشی ہے۔ نہ آریہ سماج بلکہ اگر کوئی ذمہ وار ہے تو مترجم جن کا ترجمہ غلط ثابت ہو۔ اس کے مقابلے پر ہم کہ سکتے ہیں کہ سماج کے جن مستند اردو ترجموں پر ہم اعتراض کریں۔ اُن اعتراضات کی غلطی (اگر کوئی ہو) نہ میں ذمہ وار ہوں نہ مسلمان بلکہ اگر کوئی ذمہ وار ہے۔ تو دیانندی سماج جس کا ترجمہ غلط ثابت ہو۔ امید ہے لالہ جی اس تحریر سے نہ بدکھینگے آپ لالہ دیانند کو اندھا دُہند اور غیر معتبر ترجموں پر اس نیوا عتراض کرنے کے الزام سے بری نہیں کرسکتے۔ آپ کی یہ عیاریں بہت کام دے گی

ضروری اطلاع

ناظرین غور کریں کہ لالہ دیانندی اپنی سماج کے مستند ترجموں کو بھی ماننے سے بھاگ رہا ہے۔ اور دیانند کی اصل کتب یعنی موجودہ ہندی اڈیشنوں کی پناہ لینا چاہتا ہے۔ مگر ہم اس کی خاطر بہانتک کرنے کو تیار ہیں۔ کہ نہ ہم مستند اردو ترجمہ لیں۔ نہ آپ موجودہ منحرف ہندی ستیارتھ پر کاش لیں۔ بلکہ فریقین ستیارتھ پرکاش

کے وہی اڈیشن مستند سمجھ لیں۔ جو دیانند کی زندگی میں طبع ہوئے۔ اور اشاعت پاتے رہے۔ اول اڈیشن پر دیانندیوں کی خاطر ہم اتفاق نہ کرینگے۔ مگر دوسرا اڈیشن ہم قابل سند گردانیں گے۔ لالہ جی موجودہ ہندی اڈیشن نہ لیں۔ ہم اردو ترجمے لیں گے بلکہ فیصد قدیم ستیارتھ پر رہے گا۔ اگر آپ موجودہ محرف اڈیشن قابل سند قرار دینگے تو ہم مستند ترجمے آپکی خاطر چھوڑنے کو تیار ہے۔ جہانتک ہم سے ہو سکا ہم نے ہر طرح لالہ جی کو آسانی دے دی ہے۔ یہ انکی مرضی ہے۔ جونسا پہلو اختیار کریں جس ڈھب پر وہ چلیں گے ہم موجود ہیں۔ پرانے ویدیوں کے حالات معلوم کرنے کا عوام کو بہت شوق ہوگا۔ سو اسی طرح معلوم ہو جائیگا۔

پانی پتی دیانندی سے آخری التماس

لالہ جی جو کچھ آپ ہمارے مضامین پر خامہ فرسائی کرینگے۔ اسکی نسبت تو دیکھا جائیگا۔ انشاءاللہ باقاعدہ ہر پندرہ روز کو جواب انوارالاسلام میں دیکھ لیا کیجئے گا۔ مگر سب سے پہلے لالہ ورشانند سے تحریک کیجئے۔ کہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۶ مستند ترجمہ اڈیشن دوم پر لکھا ہے۔ کہ اکشواکو سے لیکر کورو پانڈو تک تمام کرہ زمین پر آریوں کا راج اور ویدوں کا تھوڑا تھوڑا پرچار آریہ ورت کے علاوہ دیگر ملکوں میں بھی رہا۔ اسی کی تائید ستیارتھ صفحہ ۲۱۲ سے ہوتی ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش سے لیکر پانچ ہزار برسوں سے پہلے زمانہ تک آریوں کا عالمگیر اور چکرورتی یعنی روئے زمین پر سب سے اونچا راج تھا۔ پھر صفحہ ۳۰۹ پر لکھا ہے۔ کہ اس زمانہ میں تمام کرہ زمین پر ایک ہی مذہب وید کا تھا۔ مگر ان حوالوں کے برخلاف دروغگو را حافظہ نباشد والی مثال کو سچا ثابت کرنے کے لئے ستیارتھ صفحہ ۲۳۱ پر لکھ دیا کہ فرنگستان کے کو لمبس وغیرہ لوگ پانچ سو برس پہلے امریکہ میں نہیں گئے تھے۔ تب تک

وہ بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں برسوں سے جاہل یعنی علم سے بے بہرہ تھے۔ ناظرین دیکھ لیا آپ نے ویدیوں کا چکرورتی راج اور وید کے مذہب کی اشاعت۔ جو سب نے بتایا پر تاپ پچھزار سال پشتر تک رہی۔ اور اس کے پیرو ہزاروں لاکھوں۔ بلکہ کروڑوں سال سے جاہل تھے۔ دیانند کی جغرافیہ دانی اور تاریخ دانی قابل قدر ہے۔ اس پر بڑے بڑے بی۔ اے۔ ایم۔ اے دیانندیوں کا واہ واہ کرنا سونے پر سہاگہ کا کام دے رہا ہے۔ امید ہے پانی پتی دیانندی ایسے گپوڑوں کو ستیارتھ پرکاش سے نکالنے کی ضرور کوشش کریگا۔ کیونکہ چھاپنے والے نے کتاب کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اور دیانند کی تاریخ دانی پر بٹہ لگا دیا ہے۔ لالہ جی ہندی ستیارتھ پرکاش دیکھنے کی تکلیف گوارا کرنا۔ ورنہ چکرورتی راج کی خیر نہیں۔ اور صرف کل ویش کی حکومت پر قناعت کرنی پڑے گی ؛

راقم سوہدروی

تنقیہ دماغ دیانندی

رد آریہ مسافر نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۱

ناظرین۔ مبارک ہو کہ آج دیانندی صاحبان نے بھی انوار الاسلام کے کسی مضمون کی تردید میں قلم اٹھایا ہے۔ ورنہ آجتک اس ہونہار اسلامی پرچے نے مخالفین کے وہ پرخچے اڑائے ہیں۔ جسے وہ ساری عمر بھول نہیں سکتا۔ دیانندیوں میں یہ سکت کہاں۔ کہ معقول جواب دیں۔ بلکہ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک بچہ کسی دانا کا منہ چڑائے۔ اور دل ہی خوش ہو کہ ہمنے بھی میدان مارا ہے۔ آج ۶ ماہ بعد ایک لالہ پانی پتی صاحب خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اپنے دماغ کے تنقیہ کرانے کے

در پے ہیں - چونکہ ہمارا یہی فرض منصبی ہے۔ اسلئے ہم لالہ صاحب کا قرار واقعی علاج کئے دیتے ہیں - ہمارے نسخہ کا اثر کیسا ہے۔ اس کے بیان کی ضرورت نہیں - کیونکہ ناظرین نے مان لیا ہے۔ کہ ہمارا علاج دیانندی بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اوراسی لئے ہمارا ایک ایک نسخہ انعامی ہؤا کرتا ہے - ہمارے لالہ صاحب کو چونکہ عارضہ دماغی ہے - اور وہ نہ صرف ایک روگ سے - بلکہ ایسی ہی اور کئی لاعلاج بیماریوں کے باعث پیدا ہؤا ہے - اس لئے ہمیں اس کے تنقیہ کے لئے کئی انعامی نسخے استعمال کرنے پڑینگے - ناظرین ہمارے مجرب وانعامی نسخوں کا اثر دیکھیں۔ ذرا لالہ جی کے عارضے کے وجوہات اور ہمارا علاج ملاحظہ فرماویں -

دیانندی (لالہ پانی پتی صاحب) آریوں کو! اور آپ آریہ کتابوں سے ناواقف بتلادیں - شری سوامی دیانند جی ایسے نرم غذا نہیں - کہ آپ جیسے انکے منہ آویں - پہلے آپ ہم جیسوں سے تو نبٹئے - ؟

مسلمان - لالہ جی بیشک - دیانندیوں کو اور پھر آپ اور کرپارام جیسے دیانندیوں کو ہم آپ کی ہی کتب سے ناواقف ثابت کرینگے - گھبرایئے نہیں۔ ذرا آگے چلئے۔ آپ کو تو صرف دماغی عارضہ ہے - یہاں جنم کے بیمار صحت یاب ہو گئے ہیں - دو چار نسخوں میں آپ کی طبیعت سنبھل جائیگی -

دیانندی - وہ زمانہ گذر گیا - جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے -

مسلمان - میں بھی تو یہی کہتا ہوں - کہ وہ زمانہ گذر گیا - جب دیانندی اپنے کتب کو قفل میں بند کر کے دوسروں پر اعتراض کیا کرتے تھے - اب ان کی کتب براہین کا حال دنیا کو معلوم ہو گا - کہ اس گمراہی کے گڑھے میں کیا بھرا پڑا تھا -

دیانندی - آپ کی شوخ تحریریں - اس سے زیادہ نہیں - کہ " نازت بکشم کہ نازنینی " کہکر چھوڑ دیا جاوے -

مسلمان۔ لاجوابی کے لئے کوئی بھانہ بھی تو چاہئے۔ اتنا ہی کہنے سے آپ کی جان چھوٹ جاوے۔ تو آپ غنیمت جانیں۔ مگر یہاں وہ نشے نہیں جنہیں ترشی اُتار دے۔ یہاں تو دیانندی علمیت کا زور خرچ کرنا پڑے گا۔

دیانندی۔ جہانتک یاد ہے پنجاب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اور ہندوستان میں مولوی عبداللہ صاحب نے دیانندی پنتھ سے سب سے اول چھیڑ خوانی شروع کی۔

مسلمان۔ اس دیانندی گپ کے صدقے۔ جواب دیتے وقت ستیارتھ پرکاش شائید اگنی دیوتا کی نذر کر آئے ہو۔ کہاں دیانندی اور کجا مولوی عبداللہ صاحب۔ انہوں نے ایک ایسے فرقے کی تردید کی۔ جس کی تردید میں ستیارتھ پرکاش کے کئی صفحے سیاہ ہوئے پڑے ہیں۔ اگر مولوی صاحب نے دیانندی پنتھ کی تردید کی۔ تو لالہ دیانند نے خود اپنے پنتھ کی کیوں تردید روا رکھی۔ اور کیوں اپنے ویدی بھائیوں کو پلے دے کی۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ دیانندی پنتھ کوئی اور چیز ہے۔ اور جس پنتھ کی تردید مولوی صاحب نے کی۔ وہ کوئی شے ہے۔ جو دیانندیوں کے نزدیک بھی بری ہے۔ شائید لالہ پانی پتی کو اپنے باپ دادا کی مکروہ بت پرستی کی حمیت کا دھیان آگیا ہے۔ جو کہ بعد از وقت ہے۔ پہلے ستیارتھ کو اگنی دیوتا کے حوالے کر کے حمایت کا نام لینا تھا۔ رہا مرزا صاحب کی بابت سو اس کا جواب نیچے لیجئے۔

دیانندی۔ دیانند نے دل آزاری کے طور پر کوئی لفظ استعمال نہیں کیا۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ اُن کی دلیل اور نکتہ چینی سے گھبرا کر آپ ہتک کی پناہ لیں۔ بہتر ہوتا آپ قرآن کی دعوت عام نہ کرتے۔ چونکہ آپ قرآن کی تعلیم عوام کو دیتے ہیں۔ اس لئے لازمی تھا۔ کہ اس کے ایک ایک لفظ کو دلیل کی کسوٹی پر کسا جاتا۔

مسلمان۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ مگر لالہ جی مرزا صاحب نے بھی تو کوئی لفظ

دل آزاری کے طور پر استعمال نہیں کیا۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ آپ دلائل اور جائیہ
نکتہ چینی سے گھبرا کر تنگ کی پناہ لیں۔ اگر آپ وید کی مشرکانہ تعلیم عام نہ کرتے۔ ا
شاید کچھ نہ لکھا جاتا۔ مگر چونکہ آپ اس مشرکانہ تعلیم کو پھیلانے کے مدعی ہیں۔ اس لئے
آپ کے لغو عقاید کی تردید لابدی و لازمی تھی۔ اور دیانندی ڈھکوسلوں کا پرکھنا
ضروری تھا۔ بدرہا آپ کا یہ کہنا۔ کہ قرآن کا ایک ایک لفظ دلیل کی کسوٹی پر کسا ہوا
سو اس خرافات سے بڑھ کر کوئی نامعقول بات نہیں ہو سکتی۔ کیا ایک ایک لفظ پر کھنے
کا حق اس جاہل مطلق کو پہنچتا ہے۔ جو اس زبان سے بلکہ محض لابلد ہو۔ جس میں وہ کتاب
ہو۔ ذرہ اپنا بیان کردہ اصل واقعہ دربارہ لیاقت دیانند مسافر میگزین ماہ اکتو
۱۹۰۴ء صہ ۱۸ کالم ایک ملاحظہ کریں۔ جب ایک آدمی عربی زبان سے آپ کے
قول کے مطابق محض ناواقف اور جاہل مطلق ہے۔ تو وہ اسکے ایک ایک لفظ کو کیسے
پرکھ سکتا ہے۔ اگر آپ اپنے گرو کے نامعقول اعتراضات سے دست برداری نہیں
کر سکتے۔ تو ہمارے معقول اعتراضات کو رد کرنے کا۔ اور ہمیں یہ الزام دینے کا۔ کہ ہم
سنسکرت سے ناواقفی کی حالت میں اعتراض کرتے ہیں۔ آپ کوئی حق نہیں رکھتے
آپ کی تائید میں کسی مسلمان عامل بالقرآن کا طرز عمل نہیں۔ حالانکہ اس کے خلاف
ہم ہزار ہا ویدیوں کا طرز عمل جنگی گودی میں۔ بقول آپ کے پانچ ہزار سال پہلے
پھولے اپنی تائید میں پیش کر سکتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو عامل بالوید ہونے کا دعوے
کرتے ہیں۔ اس کے خلاف اگر کوئی مسلمان تعزیہ پرستی یا گور پرستی کرتا ہو
تو وہ اپنی تائید میں قرآن پاک کو ہرگز ہرگز پیش نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ ایسی
تعلیم دینے سے پاک ہے :۔

دیانندی۔ ہمارا پانی پتی کی مصنفہ کتاب کا جواب لکھنا سرورق اور صہ ۲ کے
فقرہ کے مطابق جھوٹ ہے :۔

عاجز۔ واہ رے لالہ۔ تیری سچائی کے قربان۔ آپکی تو وہی مثل ہوئی کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے ورنہ وہ اپنا ہی سر زخمی کر دیگا۔ لالہ جی ایک کتاب تو لکھ بیٹھے مگر دیانندی پنتھ کی حقیقت کو طشت از بام کرا کے ہی چھوڑینگے۔

دیانندی۔ مذہبی باغی بچوں کی بجائے صرف باغی بچوں پڑھ لینا آپ جیسے مومنوں کا کام ہے۔

عاجز۔ لالہ جی اگر ہمیں مذہبی باغی بچے بناتے ہو۔ تو آپ کے باپ دادے کس لفظ کے مصداق ٹھیرے۔ اُنکے نزدیک تو آپ بھی اس بغاوت سے بچتے نظر نہیں آتے۔ اُن کے نزدیک جیسے ہم باغی۔ ویسے آپ باغی۔ بغاوت تو کجا ہی آپ تو اُنکو پوپ وغیرہ طعنہ آمیز الفاظ سے بھی یاد کرتے ہیں۔ کیا وہ آدمی جھوٹ سے بچ سکتا ہے جو ایک طرف تو اپنی کتاب میں لکھے کہ کسی اندھے کو اے اندھے لکہکر پکارنا سچ تو ضرور ہے لیکن سخت کلامی کی باعث اوہرم ہے۔ (ایڈیشن ہجری صہ ۱۳۳) اور دوسری طرف اپنی کتاب کا معتدبہ حصہ دوسروں پہ سخت کلامی کرے جتنے کہ دوسروں کے بزرگوں کو پوپ جاہل گنوار۔ وغیرہ سخت الفاظ سے مخاطب کرے۔ لالہ جی پڑھو اور غور کرو۔

دیانندی۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اُن رشیوں کے نام یہی ہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں وجہ بھی ظاہر ہے کہ دوسرا نام رکھے جانیکی کوئی بنیاد نہ تھی۔ نہ اُن کے کوئی ماتاپتا تھے۔ کہ شروع میں وہ کوئی اور نام رکھتے اور بعد میں کسی خصوصیت سے کوئی اور نام رکھا جاتا۔

دیانندی۔ ناظرین دیانندی نے ہمارے اس اعتراض کا کہ دیانندیوں کا عقیدہ ہے کہ اگنی وایو انگرا اوتیا نام اصلی نہیں کیونکہ وید میں کسی شخص کا نام آنے سے ویدک ایشور کی طرفداری پائی جاتی ہے۔ جواب دیا ہے۔ اور ایسا نامعقول جواب ہے جسکی نظیر نہیں ملسکتی۔ اصل میں دیانندی نے برائے نام جواب لکھنے کی سعی کر کے دیانندیوں کو تسلی دی ہے ورنہ ان جوابات کی غیر معقولیت خود پانی پنتی صاحب پر بخوبی آشکارا

ہے۔ لالہ جی یہاں یہہ نہیں چل سکیگا۔ کہ ایک جگہ آپ کوئی عقیدہ بیان کریں۔ اور دوسری جگہ بھدک کر علیحدہ ہو جائیں۔

ذرا کانوں سے روئی نکال کر اور آنکھوں میں بصیرت کی سلائی پھیر کر اپنے شری سوامی اور کیا اور کچھہ لالہ کرپارام جگرانوی کا پرچہ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۰ء در مباحثہ دیپالپور دیکھیں آپ کا سنیاسی صاف طور پر مان رہا ہے کہ اگنی وایو انگرہ آدت یہہ نام ضمنی ہیں جیسے کلکٹر مجسٹریٹ وغیرہ۔ کہو لالہ جی کون دہرم ہے۔ کیا یہی عقیدہ آپکا ہے۔ ورنہ اصل آپنے گول مول جواب دیکر ٹالنا چاہا ہے۔ مگر یہاں آپ کے عقائد کا نمونہ تیار پڑا ہے آپ اول جلول لکھ کر پیچھا چھڑا چکے۔ فرمائیے کیا کلکٹر یا مجسٹریٹ کا اصلی نام یعنی ذاتی نام کچھہ نہیں ہوا کرتا۔ اگر ہوتا ہے تو لائیے مصنفان وید کے اصلی نام۔ ورنہ ایسی ردی کتاب کا نام نہ لیجئے جسکے مصنف کا عہدہ معلوم نہو اصل نام عنٹ ربود ہو۔ ایسے عقیدے پر لاحول پڑھئے۔

دیانندی۔ آج معلوم ہوا ہے کہ آپ کو ایک کے دس ہی سوجھتے ہیں۔ بجائے ادھیائے ایک ادھیائے دس تو پڑھ لیا مگر بجائے اشلوک ۳۳ کے اگر شلوک ۳۴ بھی پڑھ لیتے تو ہم آپکے لئے کسر عام کا ہی قاعدہ استعمال کرتے یعنی بجائے ادھیائے نمبر ا کے ۱/۲ لکھتے۔

عاجز۔ لالہ جی گھبرائیے نہیں۔ یہاں آپکی ساری ادھیاؤں کا پول ظاہر ہو چکا ہے۔ جو حوالہ آپ کی کتاب میں درج تہا اسی کی باعث لکھا گیا تہا مگر چونکہ آپ اس سے بدکتے ہیں ہم آپ کا دوسرا حوالہ پرکھ کر دکھاتے ہیں۔ ہمارا ماخذ منوسمرتی کا وہ ترجمہ ہے جو آپ کے شری سوامی وغیرہ کرپارام جگرانوی نے کیا ہے۔ لالہ جی ادھیائے دس میں کل ۱۳۰ شلوک ہیں نہ کہ ۳۰۰ جیسے دیکھنے کا آپ ہمیں اشارہ کرتے ہیں۔ البتہ ادھیائے اول شلوک ۲۳ میں مصنفان وید کا تذکرہ ہے مگر وہ بھی صرف تین کا۔ چوتھے صاحب ابھی پردے کی حالت میں تھے اور بعد میں جنم لیا ہوگا۔ آپکے شری سوامی کا ترجمہ یہہ ہے ۱/۲۳ پھر گیہ کے پورا

کرنے کیواسطے اگنی رنایو۔ آدی ناامک۔ دیو رشیوں کے دل میں وید کا پرکاش کیا"۔ اسی حوالہ کو دیانند نے ایڈیشن منجری صفحہ ۳ وغیرہ دیگر کتب میں بھی درج کیا ہے۔ آپ کا افسوس بجا ہے کیونکہ اب ایسے آدمی سے آپکو برتنا پڑا ہے جو آپکی کتب سے بخوبی واقف ہے۔

دیانندی۔ سائنا چاریہ کے حوالے سے یہہ مطلب نہ تہا کہ وہ انکا ہم عصر تہا۔ بلکہ یہہ کہ انتی صدیوں سے پہلے بہی یہی اعتقاد تہا۔ جو آریہ سماج کا ہے۔

عاجز۔ چہ خوب۔ آپکی خوش فہمی اور تیزی طبع کے صدقے اور قربان۔ حضرت یہی بات آپ کے دوسرے ویدی بھائی کہتے ہیں کہ انکا وہی عقیدہ ہے جو ہزارہا سال پہلے ویدیوں کا تہا یعنی بت پرستی۔ لنگ پرستی۔ آتش پرستی۔ آپ نے صدیوں پہلے کا حوالہ دیا مگر وہ ہزارہا سال پہلے کا حوالہ دیتے ہیں اسلئے آپہیں فیصلہ کرلیں کہ جھوٹا کون ہے سائنا چاریہ کا پورا عقیدہ شاید آپ کو معلوم نہیں ورنہ اس کا حوالہ نہ دیتے۔ اس شیر دل نے ویدوں کی اصلی تعلیم کو عوام پر ظاہر کیا جسے دیانندی چھپاتے پھرتے ہیں۔

دیانندی۔ یہہ بالکل غلط ہے کہ شتھ پتھ برہمن راجہ جنک کے عہد کا بنایا ہوا ہے۔ اگر دعوے ہے تو کوئی ثبوت دینا تہا حضرت برہمن گرنتھ تو برہما وغیرہ مہرشیوں کی بنائی ہوئی تفسیریں ہیں جو شری اگنی وغیرہ کے ہم عصر تھے انکی قدامت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ بعض یوروپ اتبک انکو بہی ویدہی مان رہے ہیں۔

عاجز۔ ناظرین دیکھ لیا آپنے۔ کیا ہمارا یہہ مقولہ کہ دیانندی اپنی کتب سے محض ناواقف ہیں اور پالی پتی پر پورا پورا صادق آتا ہے یا نہیں۔ لالہ جی گھبرائیے نہیں۔ ہم جھوٹے کے گھر تک پہونچنے والے ہیں اگر آپ ہمارے اس دعوے کو کہ شتھ پتھ برہمن راجہ جنک کے عہد میں بنایا گیا ہے جھوٹا ثابت کردیں اور اپنے دعوے قدامت کو کہ وہ اگنی وغیرہ کے ہم عصروں کا بنایا ہوا ہے سچا ثابت کردیں تو ڈبل پچاس روپیہ چہرہ شاہی آپکی نذر کیا جائیگا۔ ہمارے ثبوت دربارہ تردید قدامت یہہ ہیں سنگویہ آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۵

پرگاتھا کی تعریف دیانند نے لکھی ہے کہ گاتھا اُسے کہتے ہیں کہ جو سوال جواب کی صورت میں گفتگو ہو مثلاً شتھ پتھ برہمن میں یا گیہ ولکیہ اور جنک کی باہمی گفتگو اور گارگی میتریمی وغیرہ کے سوال وجواب پائے جاتے ہیں" اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتاب جو یاگیہ ولکیہ کی تصنیف سے ہے جنک کے عہد میں یا اُسکے بعد لکھی گئی۔ مزید ثبوت دیکھنا ہو تو رسالہ بھارت کی شجاع و عالم استریوں کے کارنامے حصہ ہفتم دیکھو۔ لالہ جی اصل بات یہ ہے کہ آپ کیا چاہیں کہ تواریخ کیا ہوتی ہے بھلا جسے ارب ہا سال کے ڈھکوسلے بنانے ہوں اُسکی نظر نزدیک کہاں کُھلے گی۔ اب اگر آپ پرے سے ہی ہوکر جم لینگے تو ہماری تردید نہ کر سکینگے۔ برہمن گرنتھ وید نہ اُس زمانہ کے جس میں بنائے جانے کا آپ دعوے باطل کرتے ہیں بنائے ہوئے ہیں نہ اُن کو تصنیف ہوئے اتنا عرصہ ہوا ہے۔ آپکی گپوں کی حد ہی زیادہ سے زیادہ آٹھ دس لاکھ سال تک پہونچی ہے۔ لالہ جی خواب خرگوش سے اُٹھئے اور برہمنوں کو برہما جی وغیرہ کی تفاسیر ثابت کیجئے۔ یہی نہیں۔ بلکہ ایتریہ برہمن بھی جنک کے عہد میں لکھا گیا ہے جسے آپ کے بہت شاستر ہیں۔ وہ اسی زمانہ کی ہیں ویدوں اور برہمنوں کو نہ اتنا عرصہ دراز ہوا اور نہ کوئی ثبوت آپ کے پاس ہے۔ صرف گپوں پر دیانندی پنتھ کی بنیاد ہے۔ بہتر ہے کہ آپ برہمنوں کے قدیم ثابت نہ ہونے پر اُن سے معافی لے لیں ورنہ اور مشکل میں پھنس جاؤ گے۔

دیانندی۔ اگر بقول آپکے شتھ پتھ لاکھوں سال کا ہی مان لیں تو کیا لاکھوں سال شاستر کی تصدیق سے ہی آپکو شرم نہیں آتی۔

عاجز۔ شرم آپکو آئے یا نہ آئے اسکے ہم ذمہ دار نہیں گرہاں ارب ہا سالوں سے لاکھوں پر لا ڈالنا اور پھر ہزاروں تک ہی قناعت کرنا میں آپ کو بتا دونگا میں نے تو آپکا دعوے ارب ہا سالوں کا آپ کے لاکھوں والے قول کے مطابق توڑا ہے۔ اسے توڑ کر میں بتا دونگا کہ آپ صرف ہزاروں پر قانع ہو جائینگے۔ اگر بالفرض ہم لاکھوں سال کی گواہی

کو قبول ہی کریں تو اس سے پہلے پونے دو ارب سالوں کی گواہی کی غیر موجودگی میں ہم اسکا اعتبار نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے کہ یہ اسکا اپنا ایجاد کردہ اختراع ہو جیسا دیانندنے اپنے ڈھکونسلوں کو وید کے گلے مڑھ دیا ہے۔

دیانندی۔ لیجئے سنئے تین ویدوں کے لئے مع انکے ملہمان کے نام دیکھئے منوادھیا اول شلوک ۲۳۔ اتھروید کیلئے دیکھئے ادھیائے ۱۱۔ شلوک ۳۳ جس میں صاف طور پر اتھرو اور انگرس دونوں لفظ موجود ہیں۔ کیوں شرمائے تو نہ ہوئے ہونگے۔

عاجز۔ ناظرین۔ دیکھا لالہ جی کا حوالہ۔ جسکو پیش کرتے لالہ دیانندی ذرا نہیں شرمائے ان ہر دو کی اصل عبارت کا ترجمہ میں ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

منوادھیائے اول شلوک ۲۳۔ پھر یگیہ کے پورا کرنے کے واسطے اگنی بایو آدی ناملک دیورشیوں کے دل میں وید کا پرکاش منوادھیائے گیارہ شلوک ۳۳۔ کیا۔ اتھرب وانگرس سے جو مارن پریوگ کہا اسکو کرے اس میں کچھ بچار نہ کرے برہمن کی بانی ہی ہتھیار ہے اس سے دشمنوں کو مارے

(منوسمرتی ترجمہ ورشتانند)

اب لالہ جی شرمانے کی جگہ نہیں رہی ڈوب مرنے کی جگہ ہے آپ کا شری سوامی ورشتانند آپکی تردید کر رہا ہے اور اتھرب وانگرا کو دو رشیوں کے نام بیان کر رہا ہے نہ کہ کسی وید کا ذکر کر رہا ہے۔ پھر لطف یہ کہ تین ویدوں کے مصنفان کا نام پکار رہے۔ گر بیچارے چوتھے کو پوچھے بھی نہیں۔ ایک شلوک نہیں بلکہ منوسمرتی کے کئی شلوک ہماری تائید میں ہیں مگر افسوس کہ آپ کے لاطائل دعوے کی تائید میں منو نے اپنی ساری کتاب میں ایکدفعہ بھی چاروں ویدوں کو یکجائی طور پر مع انکے مصنفان کے نہیں لکھا بلکہ بار بار اور کئی جگہ تین ویدوں کا نام لیتا چلا گیا ہے۔ منوسمرتی کے علاوہ شتپتھ برہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۵ بھی ہماری تائید میں ہے وہ کہتا ہے کہ ان سے جبکہ انپر الہام ہوا اسکا نام

وید ظاہر ہوئے اگنی سے رگوید وایو سے یجروید اور سوریہ (روی یا آدیتہ) سے سام وید ظاہر ہوا۔ پھر لطف پر لطف یہ یجروید ادھیائے ۴ منتر ۹ م اور یجروید ادھیا ۳۱ منترے میں بھی تین ویدوں کا ذکر ہے۔ لالہ جی کی علمیت تو اتنی ہی ہے کہ گپوں سے کام چلانا چاہتے ہیں۔ لائیں جو ثبوت رکھتے ہیں۔ سوائے اُس خاص وید یعنی اتھرو کے اَور ویدوں یا سمرتی یا شتپتھ برہمن سے صاف طور پر چاروں ویدوں کا مع مضمان کے یکجائی طور پر نام دکھائیں۔

دیانندی۔ ویدک ملہموں کے دو دو نام تھے صرف ایک ایک ہی نام تھا۔

عاجز۔ لالہ جی جھوٹ بولنے سے خوف کیجئے اور ورشنا نند سے پوچھیے۔ اس پارہ میں ہماری پہلی تحریر دیکھیے۔

دیانندی۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی آپ کی پیدائش مگر دعوے اتنا بڑا۔ حضرت چار چار عورتوں بیشمار باندیوں اور ستر بہتر حوروں کے عاشق لنگوٹ بند سنیاسیوں کو خوار کسی نگاہ سے دیکھیں۔

عاجز۔ لالہ جی آپ کا پنتھ تو ابھی پوتڑوں میں ہے بیچارے سنیاسی کو گذرے چار گھڑیاں نہیں ہوئیں کہ آپنے اُسکی اصلی تعلیم مندرجہ ستیارتھ اڈیشن اول و دوم کو ملیا میٹ کر دیا۔ رہے آپ کے دعوے وہ تو پرے سے ہی پہلے کی خبر لاتے ہیں اگر نا کامیاب رہتے ہیں تو نیوگ فلاسفی کے بیان کرتے ہیں۔ حلال کے مال میں جتنی زیادتی ہو مبارک ہے۔ مگر مال حرام کی ایک کوڑی کی تاک میں لگے رہنا بے غیرتی اور بد تمیزی سے خالی نہیں۔ سنیاسیوں کے کام اگر محض ڈنٹر پیلنا اور موٹے موٹے پلے ہوئے جسم غیر عورتوں کو دکھانے کے اور پان چبانے اور حقہ پینے نواڑ کے پلنگ توڑنا اور ریشمی کپڑے پہننے کے ہیں تو اس سنیاس سے دنیا داری اور با عزت زندگی بسر کرنی ہزار درجہ بہتر ہے۔

دیانندی۔ قرآن توریت انجیل کی کہانیاں بیان کرتا ہے۔ ورنہ کیوں نہیں۔ ورنہ کیوں نہیں آریہ ورت کے ایک واقعہ کا ہی ذکر کرتا۔ کہانیوں کی کتاب کے لئے تفاسیر کی ضرورت ہوئی اور وید جو علم کا ذخیرہ ہیں اُنکے لئے تفاسیر کی ضرورت نہ ہوئی۔

عاجز۔ لالہ جی عقل کے ناخن لیکر کچھ لکھا کرو۔ قرآن مجید میں کون سے یہیں کے قصے بھرے پڑے ہیں۔ اگر آپ کے باپ دادوں کی بت پرستی کی ذلیل مثالیں بیان کرکے آپکو اس سے باز رہنے کی تاکید کروں تو یہ قصہ یا کہانی نہیں۔ یا اسکے خلاف اگر میں قدیم مسلمانوں کی دینداری کا حال بتاکر آپکو ویسا بننے کی تاکید کروں تو شائد آپ اسے کہانی سمجھیں۔ تو سمجھیں ایک عاقل تو اسے کہانی کہنے سے رہا۔ قرآن آریہ ورت کے بت پرستوں کا کیا ذکر کرتا جبکہ خود اُسکے مخاطب ہی آریہ ورت کی مانند بت پرست و مشرک تھے۔ آریہ ورت میں جو جو برائیاں رائج تھیں سب کی تردید قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس سے زیادہ آپ کو کیا درکار ہے۔ ہاں اگر ویدیوں کی کسی اور بُرائی کی تردید کرنی قرآن مجید بھول گیا ہو تو اس بُرائی کی تشریح کردیں۔ ہم اسپر غور کرنے کو تیار ہیں۔ ویدوں کی بابت کیا عرض کروں۔ چھاپہ جرمن چھاپہ بمبئی سے نہیں ملتا۔ سکتوں کے سکت غائب ہیں اعتبار نہیں تو مقابلہ کرکے دیکھ لیجئے۔ وید میں جو علوم بھرے پڑے ہیں وہ نیوگ و باپ بیٹی کے...... کے استعارات کی مانند ہی ہوں گے۔ ورنہ ہم کو کوئی نیا علم وید کا نظر نہیں آیا۔ شائد فونوگراف و تار برقی انگریزوں نے وید پڑھ کے ایجاد کرلی ہے۔ بہتر ہو کہ سب دیانندی ملکر ویدوں کے علوم پٹینٹ کرالیں تاکہ غیر قومیں وید کو جھوٹا نہ کرنے پائیں۔ اگر کوئی نئی ایجاد کا دعوے کرے تو اُسے جھٹ وید منتر پڑھ کر سنا دیا جاوے کہ یہ ویدک پٹینٹ شدہ ہے۔

دیانندی۔ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔ وید کا لفظ سمجھنے کی طاقت نہیں۔ مگر اندر سبھا کا نمونہ لکھنے کو تیار۔

عاجز۔ ہم نعط سمجھیں یا نہ سمجھیں آپ کے بڑے پنڈت ساٹنڈ چار یہ۔ پنڈت مہاشا
پنڈت مہی وہر تو وید کے مستند فاضل ہوگذرے ہیں اگر ہم اُنکے تراجم کو ناظرین کے
روبرو رکھیں تو یہ بہی خلاف تہذیب ہوگا۔ چہ جائیکہ اُسے مذہبی درجہ دیا جاوے
اگر آپ جیسے ہی وہر کے شاگرد سرسید کی تحریر کو سمجھنے کی لیاقت رکھتے تو وید
عرصہ سے گمنامی کی حالت میں پڑا ہوتا۔ مگر افسوس کہ آپ نہ سرسید کی تحریر سمجھ
سکتے ہیں نہ اُسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ گمراہی میں ڈانواڈول پڑے ہیں

باقی پھر) (راقم سوہل دوہی)

تثلیث اور توحید

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یسوع کی عصمت پر دوسرے اعتراض

ایسا ہی یہودی آجتک یہہ بہی کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کا ایک یہ بھی توریت کے
رو سے گناہ تھا کہ اسنے ماں کی بے عزتی کی۔ دیکھو متی باب ۱۲ لغایت ۴۷۔ وہ یہ بھی اسپر
الزام رکھتے ہیں کہ وہ عمداً ایک بیگناہ کی نقصان رسانی کا مرتکب ہی ہوا دیکھو متی
باب ۵۔ ۱۳۔ اُنکا یہہ بہی اعتراض ہے کہ اسوجہ سے بھی توریت اُسکو گنہگار ٹھہراتی ہے
کہ اُسنے اپنے شاگردوں کو حرام کا مال کھانے سے منع نہ کیا۔ دیکھو متی باب ۱۱۔ ۱
وہ بڑے دعوے اور اصرار سے اسلئے بہی اُسکو مجرم ٹھہراتے ہیں کہ اُس نے ایک بدکار
اور فاحشہ عورت کو موقع دیا کہ اُسکے بعض اعضا سے اپنے اعضا چھوئے اور اپنے
مال حرام کا عطر اسکے سر پہ ملے۔ دیکھو لوقا۔ باب ۷۔ ۳۷ و ۳۸۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں
کہ توریت کے روسے نہایت سخت اور قابل لعنت اس سے یہ بھی گناہ ہوا کہ اس نے

خدا کی تحقیر کی اور اپنے تئیں اسکے برابر ٹھہرا کر اسکے نام کو بے عزت کیا پس وہ اس حرکت سے نہ صرف گنہگار بلکہ کافر اور واجب القتل ہوگیا۔ دیکھو یوحنا باب ۵-۱۸۔ انکا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مریم مگدلینی ایک عورت فاحشہ تھی کیوں یسوع نے اسکو اخیر تک اپنے پاس رکھا اور اپنے تئیں اسکی صحبت سے نہ بچایا۔ وہ لوگ اسکے گنہگار ہونے کا یہ بھی موجب ٹھہراتے ہیں کہ انکا قول ہے کہ ایک مرتبہ یسوع کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہوگیا تھا اور قوم اسرائیل میں اس گناہ کی یہانتک شہرت ہوئی کہ ایک بزرگ نے جو مسیح کا استاد بھی تھا اس سے وہ حرکت دیکھ کر اور سخت ناراض ہو کر ہمیشہ کیلئے اسکو اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ دیکھو کتاب سیفر تو لدتھ جیشو یہودی لوگ اپنی شرارت اور خباثت سے یہ بھی الزام پیش کرتے ہیں کہ یسوع مسیح کی ماں پاکدامن نہیں تھی یعنی حضرت مسیح کی پیدائش نعوذ باللہ ناجائز ہے اور یہ امر صریح معصوم ہونیکے برخلاف ہے اسجگہ پادری صاحبوں کے لئے بڑی مشکل ہے کیونکہ جبکہ مان لیا گیا ہے کہ یسوع کی پیدائش اپنے باپ کی طرف سے نہیں تھی تو اس بات کا بار ثبوت عیسائیوں کے ذمہ ہے کہ روح القدس بھی عورتوں کو حاملہ کر دیا کرتا ہے۔ اور جب تک نظیروں کے ساتھ اسکا شافی ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک معترضین کا حق ہے کہ اعتراض کریں۔

ہندوؤں میں اس قسم کے افسانے بہت ہیں اور پرانوں میں اس قسم کے تذکرے پائے جاتے ہیں کہ بعض عورتوں کو چاند سے حمل ہوگیا تھا اور بعض کو سورج سے اور بعض کو اندر سے اور بعض کو کسی اور دیوتا سے لیکن وہ نظیریں بھی یقینی طور پر پیش کرنے کے لائق نہیں کیونکہ ہندوؤں میں نیوگ کی بھی رسم ہے جو مقدس مانی گئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انسانی فطرت کی حیا کے سبب سے

نیوگ کی اولاد کو ان اجرام کی طرف منسوب کر رہا ہوگا کیونکہ ہندوؤں کے نزدیک نیوگ کی رسم ایک بڑی مقدس رسم ہے اور گو دوسری قومیں اپنی اجنبیت کی وجہ سے اعتراض کریں مگر چونکہ یہ تمام کارروائی وید کے رو سے ہے اسلئے ایک مہاتما آریہ اس بات سے کچھ بھی کراہت نہیں کرتا کہ کسی وقت اولاد کی ضرورت کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہمبستر کرا دے اور وہ بھاگوان اس طرح اجنبی مرد کے ذریعہ سے گیارہ تک اولاد نرینہ لے سکتی ہے مگر لڑکیاں حساب سے باہر ہیں گو بیس ہو جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اوائل زمانہ میں نیوگ میں یہ شرط تھی کہ اس دھرم سیت کے بجالانیوالا کوئی مقدس برہمن ہو اور استعارہ کے طور پر اُسی کو سورج یا چاند یا اندر یا اور کوئی آسمانی دیوتا کہدیا کرتے تھے اور جاہلوں سے حقیقت کو چھپانے کے لئے قوم کے بزرگوں میں یہ ایک اصلاح تھی مگر پھر بعد اسکے نیوگ کا مسئلہ بہت وسیع کیا گیا اور برہمن کے لفظ میں بزرگ اور مقدس ہونے کی شرط نہ رہی بلکہ یہ لفظ عام قومیت پر اطلاق پا گیا اور اب بغیر شرط اعمال کے ایک خاص قوم کے لوگوں کو جو شاید ان بزرگوں کی اولاد ہیں برہمن کہا جاتا ہے اور اُن ہی سے نیوگ کی رسم کرائی جاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس رسم کیلئے کسی دوسرے کو جو مضبوط جوان قابل حمل ٹھہرانے کے ہو انتخاب کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں میں نیوگ کی رسم بکثرت رہی ہے۔ اور اب بھی ہے۔ مگر یہ کارروائی بہت پردہ سے اور احتیاط سے کیجاتی ہیں۔ غرض ہندوؤں کے خاندانوں کی ایسی نظیروں میں کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو گیا بہت شبہ ہے اسلئے ہم ان سے جیسا کہ چاہئے فایدہ نہیں اُٹھا سکتے اور یونانیوں میں بھی ایسے تذکرے ہیں مگر در اصل یونانی گو یا یورپ کے ہندو ہیں پس کچھ شک نہیں کہ وہ بھی نیوگ کی رسم کو پوشیدہ رکھکر ایسے بچوں کو دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتے رہے ہیں یا یوں کہو کہ انہوں نے بھی مقدس انسانوں کو دیوتا ہی سمجھ لیا تھا۔ اور ہندوؤں میں تو اب تک یہ عام خیال کیا جاتا ہے کہ رشی

رکھی سب پرمیشر کے ہی مورت ہیں اسی وجہ سے بہت سی عورتیں جگن ناتھ یا کاشی جی کے مندروں میں کسی مقدس برہمن سے اولاد لینے کے لئے پڑی رہتی ہیں اور بعض جوگی جو بڑے مرتاض اور سدھ گویا پرمیشر کا روپ کہلاتے ہیں وہ اجودھیا یا کاشی یا جگن ناتھ جی کے جنگلوں میں کسی تالاب یا کسی بھاری سر سبز درخت کے نیچے پرمیشر کے دھیان میں بیٹھے رہتے ہیں اور تپ میں سخت درجہ پر محو ہوتے ہیں اور ایسی انقطاع کی حالت اُنپر طاری ہوتی ہے کہ سچ مچ ایشر ہی کے اوتار نظر آتے ہیں اور وہ بد قسمت ہندو جن کو اولاد کی کمی ہے وہ وید کی آگیا سے ان دھرم مورت رشیوں کی خدمت میں اپنی جوان عورتیں ہر طرح سے آراستہ کر کے بھیجد یتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ چند دن میں ہی وہ عورتیں حاملہ ہو کر گھروں میں آجاتی ہیں اور شاید رام جنی کا لفظ جو ہندو مذہب کے طوائف پر بولا جاتا ہے اسکی اصلیت بھی یہی ہے کہ ان مقدسوں کو رام یعنے پرمیشر سمجھا جاتا ہے اور اسطرح کی ذریت رام جنی کہلاتی ہے +

غرض جس بات کی ہم تلاش میں تھے یعنے یہ کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا اسکی نظیر یقینی طور پر ہندوؤں اور یونانیوں میں ہمیں نہیں ملسکی بلکہ اکثر یہ قصے استعاروں کے رنگ میں پائے گئے گو ممکن ہے کہ ایسا بھی ہو لیکن اسکا ثبوت کے قائمقام نہیں ہوسکتا پھر جبکہ یہود اس قسم کی پیدائش کو مانتے نہیں اور عیسائیوں کے پاس اس قسم کے نظائر نہیں تو اس مسئلہ کے حل کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ چونکہ مخالف کی نظر حضرت مسیح ۴ جیسے بنی کی پاک فطرت پر دھبہ لگاتی ہے اور معصوم ہونے کے دعوٰی کو سرے سے اڑا دیتی ہے اسلئے میرے خیال میں پادری صاحبوں کا یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے اس مشکل پیش آمدہ سے کوئی رہائی کی راہ نکالیں۔ اور یہ کہنا کہ مسیح خدا تھا اسکو باپ کی کیا حاجت تھی یہ دعوے پر دعوے ہے کیونکہ ابھی کہاں ثابت کیا گیا ہے کہ درحقیقت وہ خدا ہے کیا چند معمولی نشان جو محض قصوں کے رنگ میں پائے

جانتے ہیں اور ایسے فوق العادت امور میں دوسرے نبی شریک بھی ہیں۔ اُن قصوں سے خدائی ثابت ہو جائے گی؟ ماسوا اسکے اگر فرض کے طور پر مان لیا جاوے کہ مسیح چونکہ خدا تھا اسلئے وہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا تھا تو ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر باوجود خدا ہونے کے اسکو ماں کی حاجت کیوں پڑی۔ اور ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ جبکہ مسیح بغیر ماں کے پیدا نہیں ہو سکا تو اس سے قیاس کر سکتے ہیں کہ باپ بھی کہیں مخفی ہوگا اور چونکہ ہم کسی مخالف کا بغیر حجت قوی کے مُنہ نہیں بند کر سکتے اسلئے اس سوال کا ہمارے پاس کیا جواب ہے اگر کوئی یہہ کہے کہ کیوں جائز نہیں کہ اندر اور چاند کی اولاد کی طرح اسجگہ بھی کوئی استعارہ ہی ہو اور صدیقہ کے حل کیلئے کوئی مخفی صدیق ہو اور ایک عیسائی کی طرف سے یہ جواب نیک نیتی سے نہیں ہو سکتا اور نہ بطور حجت صحیحہ کے قابل استدلال کہ قرآن نے حضرت مسیح کی ولادت کو بے پدر مان لیا ہے کیونکہ جس حالتمیں قرآن کی وحی اُنکے نزدیک خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ انسانی افترا ہے تو کیا وہ انسانی افترا سے اپنی بات کو سرسبز کرنا چاہتے ہیں پس قرآن کی شہادت اُن کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی بجز اسکے کہ وہ قرآنی وحی کو منجانب اللہ قبول کرلیں۔

اس مشکل کے حل کرنے کیلئے مسلمانوں میں سے ایک فرقہ جو نیچریوں کے نام سے مشہور ہیں اس خیال کو ظاہر کیا ہے کہ درحقیقت عیسٰی علیہ السلام اپنے باپ یوسف کے نطفہ سے تھے لیکن یہ خیال عقل اور نقل دونوں کے مخالف ہے۔ کیونکہ اگر صرف اتنی ہی بات تھی کہ حضرت مسیح بھی اپنے چار اور بھائیوں کی طرح یوسف کے نطفہ سے پیدا ہوئے تھے تو عقل قبول نہیں کر سکتی کہ جو شور قیامت حضرت مریم کے سر پر یہودیوں نے مچایا جسکو قرآن شریف نے آیت دما کانت

امتک بغیا میں بیان فرمایا ہے وہ ایسی معمولی اور جائز پیدائش میں مجایا جاتا او نقل سے اسلئے یہ خیال مخالف ہے کہ قرآن کی نص صریح سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم ابھی پیٹ میں ہی تھیں کہ اُن کی والدہ نے اپنے پر یہ نذر مان لی تھی کہ اس نے اپنے پیٹ کے بچے کو ہیکل یعنی خانہ خدا کی خدمت کے لئے تمام عمر تک وقف کر دیا ہے اور عہد کر لیا ہے کہ وہ بچہ جو پیٹ میں ہے ہمیشہ کے لئے دنیا کے تعلقات اور نیز تعلق بیوی یا میاں سے دست بردار رہیگا تو اس صورت میں کیونکر ممکن تہا کہ بر خلاف عہد کے مریم صدیقہ کا ناطہ کسی شخص سے کیا جاتا بلکہ وہ پیدا ہونے پر نذر کے موافق ہیکل کے بزرگوں کے سپرد ہو چکی تہی اور ماں باپ قطعًا اس سے دست بردار ہوگئے تھے جیسا کہ آیت وکفلہا ذکریا سے ظاہر ہے یعنی بعد اسکے کہ وہ لڑکی ماں باپ نے ہیکل کے بزرگوں کے حوالہ کر دی ذکریا نبی اسکی پرورش کا متکفل ہوگیا۔ اور یہودیوں میں یہ قدیم رواج تہا کہ اس طرح پر ہیکل کی خدمت کے لئے راہبانہ زندگی بسر کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کی نذر مقرر کرنے سے مقرر ہو جاتی تھیں۔ اسی قصہ کو قرآن شریف کی یہ دو آئتیں تصریح سے بیان کرتی ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

اذ قالت امرأة عمران رب انی نذرت لك ما فی بطنی محررا فتقبل منی انك انت السمیع العلیم۔ دیکھو سورۃ آل عمران یعنی وہ وقت یاد کر جبکہ عمران کی بی بی نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اسکو میں تعلقات زوجیت اور دوسرے کاروبار دنیا سے آزاد رکھ کر تیری نذر کرتی ہوں پس میری نظر قبول کر تو سمیع علیم ہے۔ اس آیت میں دو لفظ قابل یادداشت ہیں ایک نذرا اور دوسرے محرر نذر کا لفظ اس چیز پر بولا جاتا ہے جسکو انسان اپنے دل میں کسی خاص شخص کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور محرر کا لفظ

اسکی تاکید میں ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ کسی طرح سے غیر کو اس میں اشتراک نہیں ہوگا یہاں تک کہ والدین بھی ایسے بچہ سے اپنی اطاعت نہیں چاہتے اور نہ کسی اور کی قید اطاعت میں اسکو لاتے ہیں پس ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ مریم کو نذر کے طور پر ہیکل کی خدمت کے لئے تارک بٹھایا گیا تھا اور چونکہ توریت میں حکم ہے کہ اپنی نذروں اور قسموں کو پورا کرو اسلئے والدین کا اختیار نہ تھا کہ وہ اپنی نذر کو توڑ کر مریم کا کسی سے ناطہ کر دیتے لہٰذا یہ خیال کہ مریم کا یوسف سے ناطہ ہوگیا تھا اور اُسکے بعد یوسف سے حمل ہوگیا نہایت جاہلانہ خیال اور نص صریح قرآن کے مخالف ہے۔ اور انجیل بھی اس خیال کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ وہ انجیلیں جو حال میں لنڈن میں چھپی ہیں جو ان چار انجیلوں کے علاوہ ہیں اُن میں بھی یہہ نذر کا قصہ موجود ہے جو قرآن شریف سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ اُن میں تو لکھا ہے کہ نہ صرف ماں نے یہ نذر مانی تھی بلکہ مریم کے باپ نے بھی نذر مانی تھی اور خود مریم نے بھی بالغ ہوکر نئے سرے اپنے اقرار و عہد سے اس نذر کی تجدید کی تھی یعنے خدا کے آگے عہد کیا تھا کہ وہ مرتے دم تک خاوند نہیں کرے گی۔ اب اسجگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود اس موکد عہد اور نذر کے کہ مریم کے باپ اور ماں اور خود مریم کی طرف سے تھا کیوں مریم نے خاوند کر لیا اور توریت کے حکم کو توڑ دیا۔

اس سوال کا جواب کسی پادری صاحب نے صفائی سے نہیں دیا لیکن حال میں مجھے ایک فاضل یہودی کی کتاب ملی ہے جس نے صحیح طور پر اس عقدہ کو حل کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ مریم جب ہیکل کی خدمت کے لائق ہوئی تو کچھ مدت تو نیک نامی کے ساتھ خدمت میں مشغول رہی لیکن بالغ ہونے کے ساتھ ہی کسی نامعلوم طریق سے اسکو حمل ہوگیا اور اُسپر شبہات پیدا ہوئے

اور یہودیوں نے ایک رومی سپاہی پر یہ الزام لگایا۔ بہرحال جب وہ حاملہ پائی گئی تو ہیکل کے منتظم بزرگوں کو یہ امر بہت شاق گذرا اور اُنہوں نے اس حمل کے بعد مریم کو ہیکل کی خدمت پر رکھنا نامناسب تصور کیا اسلئے اُنہوں نے کوشش کر کے ایک بوڑھا آدمی بنی اسرائیل میں سے تلاش کیا جس کا نام یوسف تھا اور اُسکو مجبور کیا کہ مریم کو اپنے نکاح میں لاوے وہ شخص بوڑھا بھی تھا اور وجہ معاش بھی نہایت قلیل تھی یعنی بڑھئی تھا اور اُسکے گھر میں اُسکی جورو بھی زندہ موجود تھی ان مشکلات کے سبب سے مریم کے جورو بنانے سے اس نے انکار کیا۔ اور بزرگوں کی خدمت میں باادب عرض کی کہ میں بوڑھا ہوں اور میرے گھر میں ایک بیوی موجود ہے اور بچے بھی ہیں اسلئے مجھے اس نکاح سے معاف رکھا جائے مگر بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم کا اس سے نکاح کرا دیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کر دیا تاکہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں پھر کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام یسوع رکھا گیا۔ آج تک یہود اسبابت کو نہیں مانتے کہ وہ لڑکا معجزہ کے طور پر پیدا ہوا تھا۔ غرض اس یہودی فاضل کا بیان ہے جو ہمنے لکھا۔ اور اس بیان سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ کیوں ضرورت نکاح کی پڑی تھی اور اسکے مقابل پر جو انجیلوں میں یہ بیان ہے کہ گویا مریم صدیقہ کا معمولی طور پر جیسا کہ دنیا جہان میں دستور ہے یوسف سے ناطہ ہوا تھا یہ بالکل دروغ اور بناوٹ ہے۔ بلکہ سچ بات یہی ہے کہ ہیکل کے منتظم بزرگوں نے ایک باکرہ عورت کے حمل کو دیکھکر اور دشمنوں کے اعتراض سے ڈر کر اور خاندان کی فضیحت سے اندیشہ کر کے پردہ پوشی کیلئے یہ تدبیر سوچی تھی اور ہرچند وہ جانتے تھے کہ ایسا نکاح توریت کے برخلاف ہے کیونکہ وہ عہد جو مریم کے تارکہ رکھنے میں خدا سے کیا تہا۔ وہ اس میں ٹوٹتا تھا۔

تاہم ننگ و ناموس کی مصلحت سے اور شماتت اعدا کے خوف نے ان کو اس کام کیلئے سخت مجبور کر دیا تھا اور ہر چند اس حمل کو اس طرح پر پوشیدہ کیا گیا تھا تاہم شریر یہودیوں نے جو اس خاندان کے دشمن تھے ناجائز طور پر شہرت دیدی تھی چنانچہ آجتک انہی خیالات سے وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کو جو یسوع ہے یسو بولتے ہیں یعنی بغیر عین کے اور یہ ایک ایسا گندہ لفظ ہے جس کا ترجمہ کرنا ادب سے دور ہے اور میرے دل میں گزرتا ہے کہ قرآن شریف نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ رکھا وہ اسی مصلحت سے ہے کہ یسوع کے نام کو یہودیوں نے بگاڑ دیا تھا اور ایسے بدخطابوں سے انکا یہ مطلب تھا کہ تا اپنی جبلی شرارتوں سے حضرت مسیح اور انکی والدہ صدیقہ کے چال چلن پر ناجائز حملہ کریں اور ان کو عصمت اور طہارت سے محروم قرار دیں پس جس نہایت مکروہ صورت پر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ پر بہتان لگائے گئے اور انکی عیب شماری کی گئی اسکی نظیر دوسرے تمام نبیوں میں نہیں پائی جاتی حضرت مریم صدیقہ اور انکے سعید لڑکے کو ایسے بہتانوں سے جو کچھ دل پر صدمہ پہونچتا ہوگا اسکا اندازہ ہر ایک شریف کرسکتا ہے۔

انہی بہتانوں کی وجہ سے یہود پر یہ پھٹکار پڑی کہ جو عیب وہ حضرت مریم اور حضرت مسیح پر لگاتے تھے وہی عیب انکے مردوں اور عورتوں میں پھیل گئے کیونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو قوم کسی نبی پر کوئی عیب لگاتی ہے اس عیب میں خود گرفتار ہوجاتی ہے۔ مثلاً یورپ کے پادریوں اور انکے پیروؤں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فسق و فجور کا عیب لگایا تھا آخر یہ لوگ جسقدر استیفاء لذات اور ناجائز شہوات میں گرے اور جسقدر ایک گروہ کثیر یورپ کے مردوں اور عورتوں نے کھلی کھلی حرامکاری کے نمونے دکھلائے دوسرے ملکوں میں باقی آئندہ
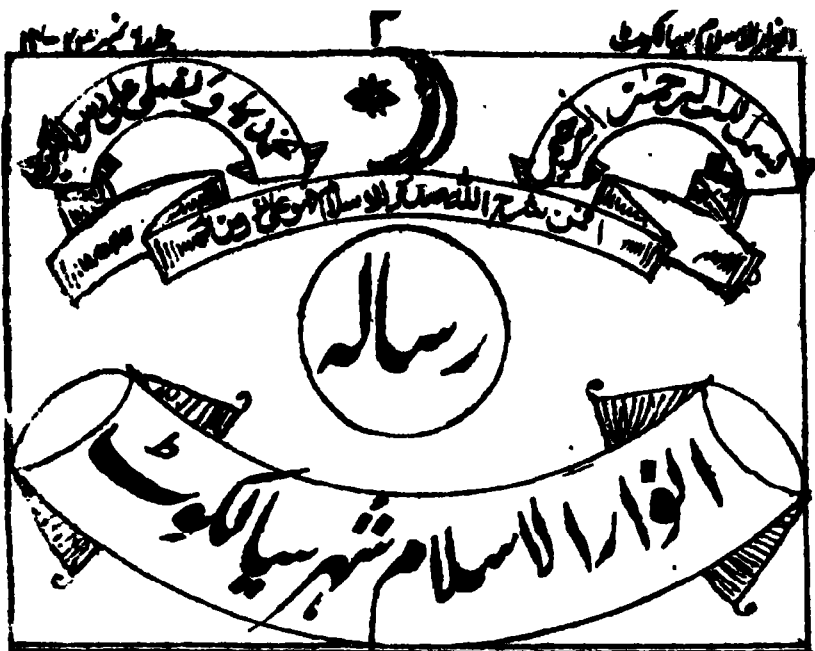
شعلہ نمبر اول

اگرچہ اسلام ایسا سچا اور کامل مذہب ہے کہ اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا اور ایسا حصن حصین ہے کہ قیامت تک کوئی شخص اسکے توڑنے کی قدرت نہیں پاسکتا لیکن تعجب ہے کہ بعض راستی کے مخالف خدا کی اس روشن کی ہوئی شمع کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ لیکن انکو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے اس ارادے میں نہ تو کامیاب ہوئے ہیں اور نہ کبھی ہونگے۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ اگر وہ انصاف کے ساتھ اپنے خیالات پر غور کریں تو انہیں معلوم ہوجائے کہ جو اعتراض وہ اسلام پر کر رہے ہیں کیسے ناموزوں اور بیجا ہیں چنانچہ ذیل میں ہم انکے چند اعتراضات کے جواب دے کر ان کا تعصب اور نافہمی

ظاہر کر دیتے ہیں۔

اعتراض (۱)

قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا نے آسمان و زمین کو چھ دن میں بنایا اس سے اس کا سروپ شکتی مان (قادر مطلق) ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ چاہیے تھا کہ وہ ایک آن میں یہ سب زمین و آسمان پیدا کر دیتا الخ

جواب

قرآن شریف میں بیشک آیا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ اُن میں ہے چھ دن میں بنایا۔ لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا کہ چھ دن میں اس واسطے بنایا کہ اس سے کم عرصے میں مجھ سے نہیں بن سکتا تھا۔ کمزوری اور ضعف اُسوقت بیشک ثابت ہوتا جب یہ بھی ساتھ ہوتا کہ اس سے جلدی مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ قرآن شریف میں پروردگار عالم کی طاقت اور قدرت کی نسبت یہانتک لکھا ہے کہ وہ صرف ایک کُن کے اشارے سے جو کچھ چاہے آن کی آن میں بنا سکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ یعنے وہ وراء الورا الطاقت والاسلطان السلاطین جب کسی شے کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو صرف اسکو یہی کہدیتا ہے۔ کہ ہو جاؤ وہ ہو جاتی ہے۔ پس معلوم نہیں کہ معترض صاحب نے آسمان و زمین کے چھ دن میں بنانے سے قدرت مطلق کی نفی کس طرح سمجھ لی۔ حالانکہ قرآن عظیم کی اصلی تعلیم اس رب العالمین کے بےمثل عظمت و جلالت اور بے نظیر

قدرت و طاقت کا اظہار مقرار ہے تا کہ کسی طاقت اور کسی عظمت کو اسکی عظمت کے برابر خیال نہ کریں اور نہ ہی یہ خیال کریں کہ کسی شی کی عظمت یا طاقت اسکی ذاتی ہی بلکہ اسکی طاقت تمام طاقتوں سے اعلےٰ اور اسکی عظمت تمام عظمتوں سے ارفع ہے اور جتنی طاقتیں اور عظمتیں دنیا میں ہم دیکھتے ہیں وہ سب کی سب فانی اور چند روز کے واسطے ودیعت کے طور پر ہیں جو ایک وقت واپس لے لی جائینگی اور اسکے بعد کہا جائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج بادشاہ کون ہے۔ اس وقت کسی کو بھی دم مارنے کی جراٴت و طاقت نہیں ہوگی اور کوئی مدعی نہیں ہوسکے گا۔ اس لئے خود ہی خدا تعالے فرمائیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنے اللہ اکیلے غالب ہی کا تمام چیزوں پر تصرف ہے۔ اور خداوند تعالی کی عظمت و طاقت ذاتی ہے۔ جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ فسبحان اللہ عما یصفون

ایسا ہی یہ بات کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ خداوند تعالے نے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا پس کیا وجہ ہے کہ باوجود قادر مطلق ہونے کے اُنکے بنانے میں اس قدر عرصہ لگا۔ سو اگر تعصب و عناد کو تھوڑی سی دیر کے واسطے الگ کر کے بصیرت کی آنکھ سے دیکھا جائے۔ تو اس میں ایک عجیب قسم کی ہدایت و روشنی معلوم ہوتی ہے۔ جس سے انسانی طاقت اور الٰہی طاقت کا بین طور پر اندازہ ہوسکتا ہے اور جس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسکی طاقت کے برابر کوئی طاقت نہیں اور یہی تصدیق اہم مقصود ہے کہ انسان خداوند تعالے کی طاقت و قدرت کو تمام طاقتوں اور قدرتوں سے اعلےٰ جانے۔ فرقان حمید میں ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ

خداوند تعالے فرماتا ہے کہ ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ چھ دن میں بنایا اور ہم تھکے نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ اسے منکرو تم میں سے اگر کوئی بادشاہ بھی ہو اور وہ چھوٹے سے چھوٹا مکان بھی بنانا چاہے۔ تو دیکھو باوجودیکہ راج۔ مزدور۔ بڑھئی لوہار وغیرہ کتنے آدمیوں کو کام پہ لگایا جاتا ہے پھر بھی کسی قدر عرصے میں تیار ہوتا ہے۔ اس پر بھی وہ عیبوں اور نقصانوں سے خالی نہیں ہوتا۔ اول تو تھوڑے ہی عرصے کے بعد اسکی مرمت وغیرہ کرانی جائے۔ تو گر کر خاک کے برابر ہو جائے۔ دوسرا وہ چند ہی لوگوں کی حفاظت کے واسطے کافی ہو سکتا ہے۔ تیسرا سب قسم کی ضرورتیں اس میں سے میسر نہیں ہو سکتیں غرض وہ اپنے قیام کی حالت میں صرف چند ضرورتوں کا کفیل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اس میں ابھی ایک اور بات بھی ہے۔ کہ جن اسباب سے وہ تیار کیا گیا ہے تو وہ تمہارے اپنے پیدا کئے ہوئے ہیں اور نہ وہ آپ اپنی ذات سے پیدا ہوئے ہیں۔ برخلاف اس شاندار فرش اور چھت کے جس کو ایک ہی ذات نے بنایا اور پھر چھ دن میں بنایا اور پھر جس قدر نقص و عیوب تمہارے بنائے ہوئے مکانوں میں انسانی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ ان میں سے اس میں ایک بھی نہیں اسکے سوا تم ایک معین وقت تک کام کر کے تھک جاتے ہو۔ لیکن اس علے طاقت والے کو اسقدر باعظمت کام کرنے سے تھکان چھوا تک بھی نہیں۔ پس سوچو اور دیکھو کہ انسانی اور خدائی قوت میں کس قدر فرق ہے اور کونسی قوت در حقیقت عظمت کے لائق ہے۔ ہر ایک راستی پسند طبیعت اور سلیم الفکر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جس قابل تعریف ذات نے اتنا بڑا کام اسقدر عرصے میں اس خوبصورتی کے ساتھ تیار کر لیا ہے۔ اس کا علم

قدرت کس درجے پر ہے اور وہ کیسا عجیب کاریگر ہو گا۔ جب اس قدر بیان سے طالب حق کا خیال جناب خالق بے نظیر کی عظمت کی طرف پورا متوجہ ہو گیا۔ اور کسی غلطی کی دل میں گنجائش درحقیقت نہ رہی۔ تو اس تحدید و تعیین سے جو صرف تعلیم و تفہیم کی غرض سے تھی آگے قدم بڑھایا جس جگہ کے واسطے اور ہی دل اور ہی آنکھوں کی ضرورت ہے ۔ اللّٰھم رَبَّنَا ھَبْ لَنَا وَ بَصِیْرَۃً وَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا چنانچہ فرمایا اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ ۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو جتنی قوتیں عطا فرمائی گئی ہیں وہ سب کی سب محدود ہیں۔ آنکھ ایک حد تک کسی چیز کو دیکھ سکتی ہے کان ایک معین فاصلے کی آواز کو سن سکتا ہے ہاتھ ایک معین وقت تک کام کر سکتا ہے۔ پاؤں ایک مقرر مسافت تک چل سکتا ہے۔ عقل کی رسائی محدود محسوسات تک ہو سکتی ہے۔ پس جب انسان کو کسی غیر معلوم و غیر محسوس شے کا معلوم کرانا منظور ہو تو ضرور ہے کہ محدود و محسوس اشیا ہی تمثیلاً اسکو پیش کیجاویں تاکہ بسہولت و تدریج اس شے کی کیفیت اسکے ذہن نشین ہو جائے۔ جب اس قدر علم اسکو حاصل ہو گیا پھر باقی کے حالات اُس کے سامنے بیان کئے جائیں۔ یہانتک کہ اسکو اس شے کا پورا علم ہو جائے۔ اور یہ طریق کوئی انوکھا اور نرالا طریق نہیں ہے۔ تمام قسم کے علوم و فنون اور حرفتوں وغیرہ کی تعلیم میں اسی طریق کو استعمال کیا جاتا ہے بلکہ جسقدر تعلیم و تفہیم اور تحفظ و تذکیر کے واسطے یہ طریق مفید اور موصل الی المطلوب ہے اور کوئی بھی نہیں اور کیوں مفید اور موصل الی المطلوب نہو اس علیم و خبیر کا

جاری کیا ہو اطریق ہے اس حکیم وعزیز نے محض اپنی رحمت اور کریمی سے انسان کو اپنی ذات و صفات کا علم معلوم کرانے کے واسطے یہی طریق پسند فرمایا ہے جس سے صاحب استعداد انسان اس علم میں آہستہ آہستہ ترقی کرتا جاتا ہے اور ایک دن ٹھیک منزل مقصود تک جا پہونچتا ہے اس طرح اس مسئلے میں جو اسوقت درپیش ہے خداوند تعالےٰ نے اپنی طاقت وقدرت کی عظمت کا علم انسانوں کو معلوم کرانے کے واسطے اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں ظاہر فرمایا کہ ہمنے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا ہے پس اے انسانو تم خواہ اپنی الگ الگ قوت خواہ مجموعی قوت کو میری قوت سے مقابلہ کرلو کہ کونسی اعلےٰ ہے اور اسکے بعد اپنی طاقت حشمت اور جاہ و جلال پر مغرور نہ ہونا اور میری ہی اطاعت کو اعلےٰ اور افضل سمجھنا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

ہاں آریہ کا خدا بے شک سرب شکتیمان تو کیا؟ معمولی قدرت بھی نہیں رکھتا۔ وہ ہرگز کچھ پیدا نہیں کرسکتا۔ تاوقتیکہ مواد واسباب خارج سے جو خدا نے پیدا کئے۔ اور خدا کی قدرت۔ علم اور احاطت سے باہر ہیں نہ آئیں۔ وہ اپنی قدرت خالقیت میں جیو جیو اور ذرہ ذرہ کا محتاج ہے اُسے قدرت نہیں۔ کہ ایک ذرہ یا ایک روح علاوہ اُنکے جو اتفاق حسنہ سے دنیا میں پیشتر سے موجود ہیں۔ پیدا کرسکے۔ اُسکی قدرت یہیں تک محدود ہے۔ کہ ارواح اور پرمانو (ذرات عالم) جو پیشتر سے موجود ہیں اور اتفاق حسنہ سے اسکو مل گئے۔ انہیں کے ذریعہ اُسکی خدائی کا کارخانہ چل رہا ہے۔ کہ ذرات موجودہ کو باہم ترکیب دے دے کر کچھ کا کچھ مرکب کر رہا ہے (جوڑ جاڑ رہا ہے) ورنہ اگر یہہ چیزیں اتفاق سے اُسکو

نہ مل جائیں تو خدائی کی ساری قلعی کھل جاتی۔ (اعاذنا اللہ من ھذہ العقیدۃ)

اللہ اکبر! خدا جو تمام فیوضات کا مبدء اور جمیع کمالات کا منبع ہے۔ اسکی نسبت ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے۔ بھلا صاحب! اگر یہ ارواح اور مادہ اجسام اُس کو نہ ملتا۔ تو وصف خالقیت کو کیسے ظہور میں لاتا اور کن اشیاء کا مالک و متصرف اور خالق اور بدیع[1] ہوتا۔ جب اُسے اس قدر بھی طاقت نہیں ہے۔ کہ ایک ذرہ اور پرمانو کو پیدا کر سکے۔ پس آریہ کے نزدیک تو خدا ایک وہی شئے ہے جس کے سہارے سے ذرات عالم کا وجود نہ بقا و قیام ہے پس ایسے عقیدہ والے لوگ کسی ایک مذہب پر بھی اعتراض نہیں کر سکتے اور اسلام کی تو شان ہی بلند ہے۔ جس میں پروردگار عالمین کی صفت الحی القیوم لکھی ہے۔ یعنی زندہ اور ذرہ ذرہ کا پیدا کرنیوالا اور تھامنے والا۔ ذرہ ذرہ کا وجود اور قیام اُسی کے سہارے سے ہے۔

خدا کے چھ دن کے آسمان وزمین کے پیدا کرنے میں انسان کے لئے تعلیم و تذکیر بھی ہے۔ کہ وہ بھی اپنے کاموں کو تدریج اور مصلحت اور حکمت پر مبنی کرے۔ اور بھی چھ دن واسطے کام کے۔ اور سبت واسطے آرام یاد عظمت الٰہی کے مقرر ہوا۔ غرض تدریج کی مصلحت تقرر ایام اور مصالح

---

[1] بدیع نیا پیدا کرنیوالا۔ بغیر نمونہ کے پیدا کرنیوالا۔ موجد۔

[2] اس امر کی ایک دلیل کہ پروردگار عالمین نے مزود زمین و آسمان کو چھ دن ہی میں پیدا کیا ہے یہ ہے کہ تمام دنیا میں اور جمیع اقوام میں ہفتہ ہی مقرر ہے۔ (سات دن کا) کہیں ستہ یا عشرہ مقرر نہیں (۹ ۔ یا ۱۰ دن کا) اور تمام اقوام نے بالاتفاق ۷ ہی دن کا ہفتہ مقرر رکھا ہے۔ ورنہ ممکن تھا کہ کوئی قوم ۸ یا ۹ یا ۱۰ دن کا ہفتہ بھی مقرر کر لیتی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بانی صفحہ

انام ہے۔ یہ ضعف قدرت ہ

دیکھو! پروردگار عالمین باوجودیکہ پودنوں کو دم بھر میں بڑھا کر درخت کر سکتے ہیں۔ اور بیج کو ڈالتے ہی کھیت کو آن واحد میں سرسبز کرکے کاٹنے کے قابل بنا سکتے ہیں۔ مگر بتدریج بڑھاتے ہیں۔ تم دنیا کے سارے کارخانے کو دیکھتے جاؤ۔ پروردگار کے جتنے کام پاؤ گے۔ سب میں تدریج اور آہستگی برتی گئی ہوگی۔ پس زمین و آسمان کا پیدا کرنا اس عام قاعدے سے کیوں مستثنیٰ ہوگیا؟ انسان ہی کو دیکھو۔ اسکی اپنی نشوونما کیسے آہستہ آہستہ اور بتدریج ہوتی ہے۔ پہلے نطفہ شکم مادر میں ہوتا ہے۔ پھر علقہ (لہو کی پھٹکی) پھر مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) پھر روح پہونچ جاتی ہے۔ پھر بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے پھر بالغ ہوتا ہے۔ پھر جوان۔ پھر بوڑھا۔ کیسی کیسی تدریجی حالتیں اس پر وارد ہوتی ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ترقی اور نمو کی سیڑھیوں پر چڑھتا ہے۔ اور اس سے کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ خدا کی قدرت میں ضعف ہے۔ تو پروردگار کا آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کرنا کیسے ضعف قدرت پر دال سمجھا گیا؟۔

ممکن ہے کہ پہلے اس نے امر کن سے ایک مادہ (ہیولا) پیدا کیا ہو۔ اور معقدہ

بقیہ حاشیہ: بنی آدم میں ہفتہ کا تقرر جو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے الہام الٰہی سے ہوا ہے۔ وہی چلا جاتا ہے۔ کسی کا خیال اسکے خلاف کی طرف منتقل نہیں ہوا۔

نوٹ: میرے مخدوم جناب مولوی نورالدین صاحب حکیم جموں عم فیضہ کی رائے ہے۔ کہ ان چھ روز میں ہر ایک دن ہزارہا ہزار برس کا تھا۔ اور رب العالمین نے مادہ عالم کو پیدا کرکے بہ تدریج زمین و آسمان کو خاص خاص ترکیب سے خاص خاص زمانہ پر پیدا کیا جس طرح اب عالم میں تغیرات بتدریج ہزاروں لاکھوں برس کے بعد ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی معینہ مقدار پر دن کا اطلاق کیا گیا قرآن میں بھی ہے اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ

تدریجی تبدلات سے مقررہ وقتوں میں خاص خاص شے فطرت اللہ کے
موافق پیدا ہوئی ہے قال اللہ تعالے وکل شیئ عندہٗ بمقدار ۔
پھر میں کہہ سکتا ہوں کہ چھ دنوں میں بنانے کے یہ معنے نہیں کہ برابر
چوبیس چوبیس گھنٹہ میں بناتے رہے - بلکہ چوبیس گھنٹہ کے اندر ایک لمحہ
میں ایک کام بنانے کا اشارہ ہوا - تو ایک بن گیا - بعد چوبیس گھنٹہ کے
پھر پچیسویں گھنٹہ میں دوسرا کام لمحۃ البصر میں تیار ہو گیا - اور اسی طرح چھ دن
کے عرصہ میں کل کام ختم ہو گیا - نہ کہ برابر ۲۴×۶ گھنٹہ بناتے رہے - دیکھو تفسیر
عزیزی) میں چھ ایام سے چھ دفعات مراد لکھا ہے - اور اسی طرح زبور شریف میں
ہے کہ اُسنے کہا ہو - اور ہو گیا (۳۳ زبور ۹) یہاں سے بھی ظاہر ہے کہ ایام
سے دفعات مراد ہے - اور چھ دن ہی میں پیدا کرنا تقرر ایام کی مصلحت
کی وجہ سے ہے ۔

دوسرا اعتراض

تم لوگ ہندوں کو بُت پرست اور کافر کہتے ہو اور آپ کعبہ میں حج کو جاتے ہو -
اور پرستش کعبہ کرتے ہو - اُسکی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھتے ہو - اور حجر اسود کو
چومتے ہو - الخ

ف ممکن ہے کہ چھ دنیں پیدا کرنے میں اور بھی بہت سی مصلحتیں ہوں جن پر ہمیں اطلاع
نہیں مگر اس عرصہ میں پیدا کرنے سے ضعف قدرت پر دال کوئی دانشمند خیال نہیں کر
سکتا اور نہ یہ ضرور ہے کہ ہر بات کی حکمت یا مصلحت ہمیں معلوم ہو جائے خدا کا علم علی کل شیئ محیط ہے اور ہمارا علم
سراسر ناقص ہے - سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العزیز الحکیم ۔

جواب

بہ حکم الٰہی کسی امر پر ایمان لانے یا کسی شے کی تعظیم کرنے سے اُسکی عبادت لازم نہیں آتی۔ جب تک اسکو خدا یا خدا کی مورت یا موصوف بہ صفات الٰہی نہ سمجھا جائے۔ ہم لوگ کعبہ کو نہ بت۔ نہ بت کدہ۔ نہ موصوف بہ صفات باری سمجھتے ہیں۔ علٰے ہذا حجر اسود کو نہ بت۔ نہ معبود نہ اُس میں کوئی خدا کی صفت قرار دیتے ہیں۔ تو ہم لوگ اللہ کے حکم سے صرف ایک مکان (بیت اللہ یا مسجد الحرام) کی مناسب تعظیم کرنے سے کیسے مشرک ہو گئے؟ ہم لوگ کعبہ کو ایک متبرک و محترم مکان توحید کے اعلےٰ درجہ کے واعظ حنیف اللہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بنا اور یادگار اور دنیا میں عبادت الٰہی کا لوگوں کے لئے پہلا گھر سمجھکر بہ نیت ثواب و اطاعت امر الٰہی صدہا تکالیف ومصائب و ریاضت شاقہ برداشت کرکے اسلام کے مبدء اور حنیفؑ کی یادگار کو دیکھنے جاتے ہیں تو اطاعت امر الٰہی کے لحاظ سے کیوں ثواب کے مستحق نہونگے؟۔

بت پرستی اور حج میں نہایت ہی فرق بلکہ تباین صریح ہے۔ بت پرست بتوں کو خدا۔ یا خدا کی مورت۔ یا موصوف بہ صفات الٰہی سمجھتے ہیں۔ اور ہم لوگ خانہ کعبہ۔ اور حجر اسود کو نہ بت نہ خدا نہ خدا کی مورت۔ نہ خدا کا شریک خیال کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک جو شخص یہہ کہے کہ میں کعبہ شریف کی عبادت کرتا ہوں۔ یا اُسکو خدا یا خدا کی مورت سمجھتا ہوں۔ تو ہم اُسے اول درجہ کا اور پکا کافر جانتے ہیں۔ پس حج کو بت پرستی سے مناسبت ہی کیا ہے۔ جبکہ اعتقادات میں مباینت صریح ہے۔ قال رسول اللہ صلعم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ عملوں کے پھل تو نیتوں ہی پر موقوف ہیں۔

اس وقت مجھے مشکوۃ شریف کی ایک حدیث یاد آگئی جس سے حج کے

بارہ میں مسلمانوں کے اصلی معتقدات کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ مسلمان لوگ حج کو بجز اطاعت آلہی و متابعت رسالت پناہی اور کیا سمجھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ جب حجر اسود کو بوسہ دینے لگے تو اُنکا کیا خیال تھا؟

رُوِیَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ اِنْتَهٰی اِلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ لَاُقَبِّلُكَ وَاِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَاَنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رسول اللّٰہ صلعم لقبلك ما قبلتك

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ حجر اسود کے پاس گئے۔ اور کہا میں تجھے چومتا ہوں پر میں جانتا ہوں۔ کہ تو صرف ایک پتھر ہے۔ نہ ضرر پہونچا سکتا ہے۔ نہ نفع۔ اور میرا رب اللہ ہی ہے۔ اور جو میں رسول خدا صلعم کو تجھے چومتا نہ دیکھتا۔ کبھی نہ چومتا۔ اس حدیث سے حضرت عمرؓ خطاب جیسے موحد کامل کا حج اور استلام[۱] حجر اسود کے بارہ میں جو کچھ اعتقاد تھا۔ اور اُنکے رگ وپے میں توحید آلہی جیسے سرایت

---

[۱] کسی شے کو صرف بوسہ دینے سے ہی اُس کی عبادت لازم نہیں آتی۔ جب تک اُس شے کے حق میں معبود ہونے کا اعتقاد نہ ہو۔ مسلمان جو حجر اسود کو چومتے ہیں۔ تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ اُس کو خدا یا خدا کی صورت سمجھتے ہیں۔ بلکہ امتثا لاً لامر آلہی اسکو بوسہ دیتے ہیں جیسا حضرت عمرؓ کا اعتقاد تھا۔ بوسہ دینے سے کسی کی عبادت لازم نہیں آتی۔ ماں باپ بال بچوں کو پیار سے بوسہ دیتے ہیں۔ تو کیا بال بچوں کی عبادت لازم آگئی۔ بال بچے ماں باپ کے ہاتھوں کو پیار سے چوم لیتے ہیں۔ تو اُس چومنے کو کوئی دانشمند عبادت نہیں کہہ سکتا بوسہ کبھی پیار سے ہوتا ہے۔ کبھی تعظیم سے۔ اور اس کا دنیا میں عام رواج ہے۔ مگر کوئی اسکو عبادت قرار نہیں دیتا۔ فافہم وتدبر

کئے ہوئے تھے۔ اسکا حال صاف منکشف ہو جاتا ہے۔

ہاں اگر یوں کہو۔ کہ پھر حج کے فرض کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اور اُس کا فایدہ کیا ہے؟ تو اسکا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ اسلام میں تین قسم کی عبادت مقرر ہے۔ ایک زبانی۔ دوسری مالی۔ تیسری جسمی۔ زبان کی عبادت تو نماز اور یاد آلہی ہے۔ اور مالی عبادت زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ۔ اور جسمی عبادت ایک وہ بڑی ریاضت شاقہ ہے جو ہر مسلمان کو سال کے اندر مہینہ بھر میں ایک دفعہ کرنی پڑتی ہے۔ اور گویا اپنے بدن کی زکوٰۃ نکالنی پڑتی ہے۔ اور جو بعض دفعہ نہایت سخت گرمی میں جب کہ چیل اپنے گھونسلے کو چھوڑ دیتی ہے ادا کرنی پڑتی ہے۔ یعنی روزہ[1]۔ جو روح انسانی کا تصفیہ کرنیوالا۔ نفس کو کچلانیوالا۔ اُمرا کو غربا و فقرا کا ہمدرد بنانیوالا۔ اور نفس انسانی کو اعلے مرتبہ کا درست کرنیوالا ہے۔

اور دوسرے حج ہے۔ جو مکلف انسان کو ساری عمر میں ایک دفعہ کرنا پڑتا ہے۔ اور نہایت عجز و خلوص سے امتثالاً لامر آلہی سفر و غربت کی مصعوبت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اور اُسکے فوائد چند یہ ہیں۔

حج کے فائدے

(۱) اطاعت امر آلہی بکمال عجز و خلوص قال اللہ تعالیٰ واتموا الحج والعمرۃ للہ (تم حج اور عمرہ اللہ کے واسطے پورا کرو۔

(۲) حصول ریاضت کاملہ و تحمل مصائب شاقہ۔

---

[1] روزہ کے اوپر ہم نے ایک مفصل رسالہ چھاپا ہے۔ جو درخواست کرنے پر بھیجا جا سکتا ہے + قیمت ۴ر

(۳) سفر وغربت کی کمال تکالیف برداشت کرکے صبر واستقلال کا خوگر ہونا۔

(۴) سستی اور کاہلی کا ازالہ جو سدا ایک ہی جگہ بیٹھے رہنے سے انسان کو لاحق ہوجاتی ہے۔

(۵) تمام دنیا کا ایک ہی مرکز (مبدء اسلام) کی طرف مائل ہونا۔ اور ایک ہی سلسلہ اخوت میں مسلسل اور منسلک ہوجانا۔ اسلام کے مبدء کو دیکھ کر اسلام و بانئے اسلام کی عزت وعظمت کا دل میں جگہ کرنا۔

(۶) اتفاق کی خو سیکھنا۔ اور تمام دنیا میں سے مختلف اقسام کے لوگوں کا یکجا جمع ہوکر اتحاد پیدا کرنا۔

(۷) اسباب تجارت وہاں لے جانا۔ اور یوں دنیاوی فائدہ بھی اُٹھانا۔

(۸) مختلف لوگوں کے اخلاق وفضائل کا ایک دوسرے کے اوپر پرتو پڑنا اور ایک دوسرے سے محاسن اخلاق سیکھنا۔

نوٹ: دوسری قوموں میں ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ساری عمر گھر سے نہ نکلے۔ اور ایک ہی جگہ بیٹھا رہے اور وہ اعلےٰ درجہ کے فوائد جو مہذب قومیں سفر سے اُٹھاتی ہیں ہرگز نہ اُٹھائے۔ مگر جس مذہب نے سفر کو لازم کردیا ہے۔ اور سفر کے فوائد سے بہرہ ور ہونے کو ضروری ٹھیرا دیا ہے۔ وہ اسلام ہی ہے جس میں حج کو فرض کرکے تمام دنیا سے کاہلی اور سستی کی جڑ کاٹ دی ہے اور مسلمانوں کو فوائد سفر سے آگاہ کرکے عملی طور پر سفر کے مفاد حاصل کرنے کا موقعہ دیا ہے۔

(فافہم وتدبر)

(۹) کثرت یاد الٰہی - اور ملکر تمام لوگوں کا ایک ہی جگہ خدا کو بہ اتفاق یاد کرنا - جو ایک عجیب سین اور بڑا موثر و حلاوت بخش نظارہ ہے -

پھر سب سے بڑی دلیل اس امر کی - کہ حج کعبہ سے کعبہ کی عبادت مقصود نہیں - ایک یہ ہے کہ حج کے اندر جس قدر ادعیہ اور اذکار وقتاً فوقتاً موقعہ موقعہ پر پڑھے جاتے ہیں - کسی میں کعبہ کی عبادت یا عظمت بے جا کا ذکر تک نہیں ہے - بلکہ سب میں خدا کی یاد - اور اُسی سے لَو لگی ہوئی ہے - اور ہر جگہ بہ خلوص قلب اور صدق دل سے اللہ ہی کا ذکر کیا جاتا ہے - بہت زیادہ جو کلمہ وہاں پڑھا جاتا ہے - لبیک اللھم لبیک ہے جسکے معنے ہیں - حاضر ہوں ہم تیرے دربار میں اے اللہ! حاضر ہوں میں -

پس بڑے تعجب کی بات ہے - کہ ایسی مفید اور عظیم الشان عبادت کو جو کفر و شرک کی جڑ کاٹنے والی ہے موہم شرک خیال کیا جائے!

اور جو خیال کیا جاتا ہے - کہ مسلمان لوگ جو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں - اسلئے وہ مصروف عبادت الٰہی نہیں - بلکہ کعبہ کی پرستش اور عبادت کرتے ہیں - اور اُسی کے واسطے تمام طرق تعظیم بجا لاتے ہیں - کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ (بڑی بات ہو کر اُن کے منہ سے نکلتی ہے) افسوس صد افسوس!! اُنکو خبر نہیں کہ مسلمانوں کا بجز ظاہری رُخ کے سارا باطن اور باطنی رُخ اللہ ہی کی طرف متوجہ اور اُدہر ہی لگا ہوا ہے - اور وے ہمہ تن خدا کی عبادت اور اُسی کی تعظیم میں مصروف ہیں - بلکہ اسی واسطے نماز کے شروع میں ہر مسلمان یہ آیت پڑھتا ہے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ

ف اسلامی نماز کے اوپر جسقدر اعتراض آریہ وغیرہ مخالفین کرتے ہیں - ان سب کا جواب اگر کسی صاحب کو ملاحظہ کرنا ہو تو نماز اور اسکی حقیقت ملاحظہ فرما دیں جو ۲۰۰ صفحہ پر چھپی ہوئی ہے

فطر السموٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ۰ میں نے اپنا رُخ اُس اللہ کی طرف کیا۔ جس نے آسمان و زمین بنائے ہیں ایک رُخہ ہوکر اور میں شریک کرنیوالوں میں سے نہیں ہوں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل اسلام کا باطنی رُخ اور دلی توجہ اُدھر ہی ہے اور سچا قبلہ انہوں نے اُسی وحدہٗ لاشریک کو ٹھیرا رکھا ہے۔

کیا ہی خوب کہا ہے۔ ایک انگریزی مورخ نے کہ "فضائل اسلام میں سے ایک یہ بھی فضیلت ہے۔ کہ اسلام کے معابد ہاتھ سے نہیں بنائے جاتے۔ اور خدا کی خدائی میں ہر جگہ عبادت ہو سکتی ہے۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جس مقام پر خدا کی عبادت کی جائے وہی مقدس مقام ہے۔ اور اُسی کو مسجد سمجھ لیجئے۔ مسلمان چاہے سفر میں ہو۔ چاہے حضر میں۔ جب نماز کا وقت آتا ہے۔ چند مختصر اور پرجوش فقرات میں اپنے خالق سے اپنے دل کا حال عرض کرلیتا ہے۔ اُسکی نماز اتنی طولانی نہیں ہوتی۔ کہ اُسکا جی گھبرا جائے۔ اور نماز میں جو کچھ وہ پڑھتا ہے۔ اُس کا مضمون ہمیشہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنی عجز و انکساری کا اقرار۔ اور اُسکی فضل و رحمت پر توکل۔ عیسائی کیا جانیں کہ اسلام میں عبادت خدا کا مزہ کیسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔"

جو لوگ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کو عبادت کعبہ تصور کرتے اور بُت پرستی سے مشابہت دیتے ہیں۔ انہیں ساری نماز کے اندر کہیں کعبہ کی پرستش کا ذکر یا کم از کم نام ہی تلاش کرکے بتانا چاہئے۔ اور جب کہ خدا کی عظمت و الوہیت۔ اور بندہ کی عجز و عبودیت کے اظہار و اقرار کے سوائے نماز کے اندر کم از کم کعبہ کا نام تک نہیں تو کیسے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ کہ خوف خدا

ﻪ کتاب بغاوت السلمین ڈاکٹر ہنٹر صاحب صفحہ ۱۷۹۔ تنقیہ الکلام صفحہ ۱۶۳۔

کو بالائے طاق رکھ کر ایسی افضل و اکمل نماز پر بے باکانہ ایسا حرف رکھا جائے
بلاشبہ اسلامی نماز کی عمدگی اور فوقیت اور ساری نمازوں سے جو دنیا کے
اندر ہیں۔ اسکی افضلیت اور جامعیت مخالفین کو خیرہ و حیران اور ششدر و پریشان
کرکے ایسے ایسے نامعقول اور قابل شرم باتوں کے کہنے پر آمادہ کرتی ہے۔

ہاں مسلمان حنیف اور یک رخہ ہیں۔ وے ہنکڑوں قبلے بنا کر ادھر ادھر
ڈانواں ڈول اور حیران نہیں پھرتے۔ پھر ایک ہی امداور ایک ہی پیغمبر اور ایک
ہی معزز جگہ (مسجد اسلام) و یادگار ابراہیم علیہ السلام کو اسلامی یادگار کے طور پر
قبلہ قرار دیا۔ اور اسلام کی ظاہری علامت ٹھیرا دیا ہے۔

پھر یہ کہ اگر مسلمان کسی عمارت کی عبادت کو شایق ہوتے۔ تو باعث ایجاد
کائنات فخر موجودات کے روضہ مبارک سے بڑھ کر ان کے لئے کوئی مقام
زیادہ تر زیبندہ اور قابل عظمت نہ تھا۔ اور چونکہ اس صادق مصدوق ہادی نبی
علیہ السلام نے اپنی مزار مبارک کو عید بنانے[1] سے سخت ممانعت کردی ہوئی
ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مکہ کی طرف منہ کرنے سے بجز ظاہری توجہ اور امتثال
امر کے اسکی عبادت کا شائبہ تک نہیں ہے۔

تیسرا اعتراض

تمہارے مذہب میں پیغمبر پر ایمان لانا کیوں ضروری لکھا ہے۔ نجات میں
پیغمبر پر ایمان لانے کی کیوں ضرورت ہے خود کتاب اللہ پر عمل کرنے سے
ہر ایک شخص براہ راست خدا سے مل سکتا ہے۔

---

[1] رسول خدا صلعم کی آخری دعا ہے۔ اللھم لاتجعل قبری عیدًا ۔ اے اللہ میری قبر کو
عید نہ بنائیو ۔

جواب

ایمان سے مطلب صرف یقین کرنا اس امر کا ہے کہ احکام الٰہی اُن کی معرفت ہمیں موصول ہوئے۔ اور کہ دین میں وہ ہمارے ہادی الی اللہ ومنجی من الکفر والشرک والاخلاق الردیہ ہیں عبادت کرنا ہرگز غرض نہیں جیسا کہ تم لوگوں کا خیال ہے جسطرح تمہارے وہ بد وسیلہ ہیں۔ تقرب الی اللہ و نجات کا۔ بعینہٖ اُسی طرح رسول دیا رسول کی منزل من اللہ کتاب ذریعہ ہے قرب الٰہی اور حصول نجات کا۔ اور تعظیم اور ایمان بالرسول سے غرض صرف اسکے احکام قبول کرنا۔ اور توحید اور احکام الٰہی کا جو اُس نے بتائے ہیں یقین کرنا ہے۔ نہ خود اُس رسول کو قابل پرستش یا منجی بالذات[1] خیال کرنا۔ بلاشبہ جو شخص یہ کہے۔ کہ ہم اپنے رسول[2] کی عبادت کرتا یا اُنکی نماز پڑھتا یا اُنسے پرارتھنا کرتا ہوں تو ہمارے نزدیک وہ کافر ہے اور ہم اُسکو جہنمی خیال کرتے ہیں۔

ہاں انکی مناسب تعظیم اور قبولیت احکام ضروری ہے۔ اور تعظیم سے عبادت ہرگز لازم نہیں آتی شریعت میں ماں باپ اور اُستاد کی تعظیم کی کمال تاکید ہے

---

[1] یعنی رسول خدا اس جہت سے بلاشبہ ہیں۔ کہ راہ راست بتا کر خدا سے نجات دلواتے ہیں۔

[2] رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ مجھے اُسطرح مت بڑھاؤ دمیری تعریف میں مبالغہ مت کرو جسطرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ بلکہ میری نسبت کہو اللہ کا بندہ اور رسول پھر ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ کے سامنے ایک کلمہ بنسبت عرض کی۔ کہ جو اللہ اور اُسکا رسول چاہے تو آپ نے بڑے شدومد سے شان عبودیت کے خلاف سمجھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ مت کہو کہ جو اللہ اور اُسکا رسول چاہے۔ بلکہ کہو کہ جو اللہ صرف اکیلا چاہے۔

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین۔

اور جیسا کہ کتب آسمانی پر ایمان لانا فرض ہے۔ اسکے لکھے ہوئے حکم (اطاعت والدین) پر ایمان لانا فرض ہے۔ تو اس تعظیم کرنے یا ایمان لانے سے ماں باپ کی یا اُستاد کی عبادت لازم آگئی۔ ایمان لانا اور شے اور عبادت اور شے کیا تم لوگوں کا ایمان اُن چار رشیوں پر نہیں ہے۔ جن پر اول اول دنیا میں وید نازل ہوئے اور کیا تم لوگ اُن کی تعظیم اور اُن سے پیار فرض نہیں سمجھتے؟ یا کیا اگر تعظیم نہیں تو تم لوگ اُن کو گالیاں دینا پسند کرتے ہو یا تم لوگوں کو ویدوں ہی سے کام تھا جن لوگوں پر وید نازل ہوئے اُن سے کچھ واسطہ نہیں؟ اپنے ہادیوں سے ایسی خود غرضی اور لاپروائی تو مذہب میں نہ ہوگی۔

یاد رکھو ایمان بالرسول ع سے مدعا صرف یقین لانا اس امر کا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہمارے واسطے پیغام لائے ہیں۔ اور ہم کو اُنہوں نے خدا کے پیغام بتائے ہیں اور کچھ غرض نہیں اور اسی جہت سے اُنکی تعظیم اور اُن کے ساتھ محبت ضروری ہے۔ پیغمبر لوگ چونکہ روحانی باپ اور باطنی اُستاد ہیں اور اخلاق کو سنوارنے والے۔ تو اُن پر ایمان لانے (یعنی اُنکی احکام رسانی اور افادہ اور افاضہ کے عوض اُنکی تعظیم کرتے اور اُن سے محبت رکھنے سے کیا اُنکی عبادت لازم آگئی۔ حاشا و کلا! ایسا ہرگز کسی مسلمان کا خیال نہیں۔

اور اُن پر ایمان لانے کی عنداللہ ضرورت یہ ہے کہ اگر وہ اُن پر ایمان لانا ضروری نہو اور خدا خود نہ کہے تو اُن کی تعظیم دلوں میں کسطرح کھڑے سلوٹ بسبب خفت و حقارت اُنکے احکام کو کوئی کیونکر مانتے؟ بلکہ ضرور ہے کہ پہلے رسول صادق و امین ثابت ہو جائے۔ تب عام لوگ اُسکے احکام مانینگے۔ کیونکہ اچھا درخت بُرے پھل نہیں لاسکتا۔ اگر رسول صادق ثابت ہو گیا۔

تو اُسکے تمام احکام والہام ہی صداقت کے درجہ تک پہونچ گئے اور اگر رسول ہی کی رسالت ثابت نہ ہوئی تو اُسکا فرمان کب قابل احتجاج ہوگا۔ ضرور ہے۔ کہ پہلے صادق اور امین رسول پر ایمان لانا ضروری ہو۔ بلکہ میرے نزدیک تمام امور سے یہی اہم اور اَقدم ہے۔

تم لوگ جب نہ تو اُن چار رشیوں پر (جن پر وید نازل ہوئے) ایمان لانا ضروری سمجھتے ہو۔ نہ اُن کی لائف بتا سکتے ہو نہ اُن کے چال چلن سے کچھ آگاہی ہے تو اُس شے کو جو اُن پر نازل ہوئی ہے کیسے تم نے قابل احتجاج ولائق وثوق سمجھ لیا۔ اور جب اُن کی تعظیم تمہارے دل میں نہیں ہے۔ تو اُس شے کی جو اُن پر اُتری یعنی چاروں ویدوں کی تعظیم اور اُنکا قابل التعمیل ہونا کیسے تمہارے دل میں کھب گیا۔ فاعتبروا یا اولے الابصار۔ بے شک! بے شک!!

رسولؐ پر ایمان لانا جزو ایمان اور اُن کی اطاعت اور اُن سے محبت موجب تقرب رحمان ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ تو کہدے اے محمدؐ کہ اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو۔ تو میری اطاعت کرو۔ اللہ تم سے محبت کریگا۔ وقال اللہ تعالے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الہ واحد۔ تو کہدے کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں فرق صرف اسقدر ہے کہ میری طرف اللہ کا پیغام آتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی اللہ ہے۔

چوتھا اعتراض

سچا مذہب وہ ہو سکتا ہے جس میں شفاعت کا نام ونشان نہو۔ کیونکہ نجات میں احتیاج شفاعت کی نہیں اور شفاعت عدل کی منافی ہے۔ اسلام شفاعت کا

قایل ہے۔ پس وہ سچا مذہب کیونکر ہو سکتا ہے؟ جس میں اللہ کے مقابل ایک سفارشی ٹھیرا گیا۔ اور شریک باری اور دخیل فی النجات مقرر کیا گیا ہے۔

جواب

اس سوال کے جواب سے پیشتر یہ جاننا ضروری ہے کہ شفاعت کا ہونا امر دیگر ہے اور ضرورت امر دیگر۔ اہل اسلام عدم ضرورت شفاعت کے یہاں تک قایل ہیں۔ کہ عیسائی لوگ اُنکو کمال شد و مد سے کہتے ہیں کہ تم لوگ کس طرح نجات پاؤگے؟ جب تمہارے ہاں شفاعت نہیں؟ اور قرآن شریف میں شفاعت کی کوئی آیت نہیں اور رسول خدا شفاعت کے مدعی نہیں الخ چنانچہ اُن کی کتابیں اس اعتراض سے بھری ہیں۔ غرض اسلام ضرورت شفاعت کا قایل نہیں۔ اگرچہ وجود شفاعت کا قایل ہے۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہ (کون ہے جو اُسکے سامنے شفاعت کر سکے مگر اُسی کے حکم سے پھر فرماتا ہے ولا یشفعون الا لمن ارتضی۔ اور نہیں سفارش کر سکتے مگر جسکے لئے وہ خود پسند کرے۔ پس جب شفاعت کا منصب بھی (شفیع کے لئے) اسی کے اذن پر موقوف ہوا۔ اور شفاعت کا خاص تعلق بھی اُسی شخص کے لئے متعین ہوا جسکے لئے خدا خود پسند کرے (اور ظاہر ہے کہ خدا خود پسند اُسی کے واسطے کریگا۔ جو شفاعت کے قابل اور اُس کا مستحق ہوگا۔ منکرین اور مکذبین کے لئے) تو یہ شفاعت شرک بذات باری پر کہاں محمول رہی؟ بلکہ کمال عجز و نیاز مقربین پر دلالت ہوئی اور خدا کے اذن پر بکلی موقوف۔ اور ظاہر ہے کہ شرک اُس وقت ہو جب مسلمانوں کا یہ خیال ہو کہ کوئی شخص خود سعی کر کے (خدا کی مرضی ہو یا نہو) اُن کو چھڑا لے گا یا کسی دوسرے کو بھی اُس میں با اختیار سمجھیں یا اُسکی بنیاد بے انصافی پر ہو۔ لیکن جب مستحق

سو ہو کے واسطے جس سے سہو اور جہالت سے کچھ گناہ سرزد ہو گئے ہیں۔ خدا کے حکم و مرضی سے مقربین بارگاہ آلہی شفاعت کرائینگے۔ تو اس شفاعت کی بنیاد شرکت آلہی یا بے اضافی پر کہاں مبنی ہوئی! فافہم و تدبر۔

ہاں اگر یوں کہو کہ پھر اس شفاعت کا فایدہ کیا ہوا؟ تو جاننا چاہیے کہ اس شفاعت کا فائدہ مقربین بارگاہ آلہی اور خدا کی راہ میں جان فدا کرنیوالے لوگوں کی عزت و حرمت ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ نجات تو وہ غفور و رحیم بدون شفاعت کسی غیر کے خود بخود دے سکتا ہے۔ پر یہ منصب شفاعت نصیب ہوتا۔ اور تمام مومنوں سے اپنے حسن اعمال کے سبب سرفراز ہونا اور اپنے پروردگار کے سامنے عوام سے اس منصب کے سبب ممتاز ہونا۔ ایک کمال فضل آلہی اور پرلے درجہ کی عزت ہے جو قیامت کے دن خاصان بارگاہ آلہی کو نصیب ہوگی۔ دنیا میں بھی اگر دیکھو تو انسان کے لئے کمال شرف وہی معلوم ہوتا ہے جس کے سبب وہ اقران و امثال میں ممتاز و سرفراز ہو۔ یا اُن کے معاملات کا کیل یا مرجح ہو۔ تو قیامت کے دن اپنے اعمال پسندیدہ اور افعال حمیدہ کے بموجب منصب شفاعت حاصل کرکے ہمجنسوں سے سرفرازی اور ممتازی حاصل کرنا کیونکر کمال شرف اور عالی منصب نہوگا؟

اور دوسرا فایدہ عوام مومن جنہوں نے صغیرہ گناہ کئے ہیں۔ یا جو لوگ کبیرہ گناہ کرکے درگاہ آلہی میں کمال عجز اور تضرع سے رجوع لائے ہیں۔ اور مستحق عفو و قابل مغفرت ہیں۔ ان کے گناہ معاف فرمانا اور اپنے عاجز بندوں کی سعی مقبول و مشکور فرماکر اُن پر کمال فضل و رحم کے سبب انہیں منصب شفاعت عطا فرمانا۔ اور عوام سے شرف و امتیاز بخشنا ہے۔

الحاصل اس شفاعت کی بنیاد کمال عجز و صدق و خلوص و انصاف پر رکھی گئی ہے

نہ ظلم و شرکت باری پر جیسا کہ ہمارے مخالفین کا خیال ہے۔

ایک صحیح حدیث ہے کہ من دل علی خیر فلہ اجر مثل فاعلہ جو شخص کسی کو نیکی بتاتا ہے اُس کو اُس کے کرنیوالے کے برابر ثواب ہوتا ہے۔ پس سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ چونکہ تمام دنیا کے لئے رہبر اور وال علے الخیر ہیں۔ تو اُن کو کیا کچھ مرتبہ اور منصب نصیب ہونا چاہیے؟

پس وہ قیامت کے دن منصب شفاعت ہی ہے جو آپ کے تمام اُمتیوں کے روبرو سارے جہان پر شرف و امتیاز کا موجب ہوگا۔

چونکہ دنیا میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وکیل ہوکر آئے ہیں۔ تو دنیا و عقبےٰ میں اہل عالم کے لئے شفیع کیونکر نہ ہونگے؟ کیونکہ جو شخص کسی کی طرف سے وکیل ہے۔ وہ ہر امر میں اُسکا شفیع بھی ضرور ہوتا ہے۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ضرور وکیل و شفیع ہیں۔ اور بلاشبہ ہم اُن کی طفیل نجات حاصل کرینگے جہاں کثرت اعمال حسنہ ہے وہ لوگ بوجہ اطاعت و متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نجات پاجائینگے۔ اور جہاں قلت اعمال حسنہ ہے وہاں بوجہ شفاعت آں حضرتؐ نجات حاصل ہوجائیگی۔

مگر آریہ کی نجات کی ابد الآباد تک کوئی سبیل نہیں اور نہ کبھی آواگون سے نجات پاسکتا ہے۔ وہ ابد الآباد تک زمانہ کے انقلابات اور چکر میں رہیگا۔ اور احسن سے احسن حالت کے اندر بھی ہمیشہ کے لئے مطمئن نہیں ہوسکتا۔ خواہ وید کا ملہم ہی کیوں نہ ہو

پانچواں اعتراض

خدا کیا اس جگہ نہیں مل سکتا۔ جو کعبہ میں جانے کی ضرورت ہوئی تو؟

جواب

خداغیر متغیر تو بلاشبہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں لیکن واضح ہو۔ کہ جس طرح آفتاب کی روشنی ہر جگہ برابر پڑتی ہے۔ مگر جہاں دروازے اور طاقچے وغیرہ بند کر دیئے جائیں وہاں داخل نہیں ہوتی۔ اور جہاں دروازے اور طاقچے وغیرہ خوب کھلے ہوں تو کامل روشنی پڑتی ہے۔ اسی طرح خدا غیر متغیر و لایزال تو ہر جگہ یکساں موجود ہے۔ لیکن کفرستانوں میں جہاں اُسکی یاد سے محض غفلت اور کاہلی ہے۔ اور ان ظلمت کدوں میں جہاں دلوں کے دروازے اُسکی یاد سے بند ہیں۔ اُسکے فیضان کا پرتو کامل طور پر نہیں پڑھتا۔ انسان اپنے دلوں کی قفل کو کھول ڈالے۔ تو انوار فیضان آلہی کے پرتو اس پر پورے پڑتے ہیں۔

کعبہ میں جانے سے چونکہ انسان اول درجہ کا بردبار حلیم متحمل صابر مرتاض ہوجاتا ہے اور اظہار عبودیت اور اطاعت امر آلہی (عملی طور پر) و اخلاص میں کامل ہوجاتا ہے اور اُسکے آئینہ دل پر سے غفلت اور ظلمت کی کدورت اُٹھ جاتی ہے۔ اسواسطے فیضان الہی کے انوار کے کامل پرتو پڑ جانے کے قابل ہوجاتا ہے۔ اور بیشک جیسے فرق ہے۔ درمیان مرتاض اور کاہل اور راہرو اور قاعد کے۔

خداتو سب جگہ موجود۔ اور غیر متغیر ہے۔ لیکن اسکا پرتو موافق استعدادات کے دلوں پر پڑتا ہے اور سچ تو یہہ ہے کہ کعبہ میں جاکر انسان لاکھ حج کرے جب تک اسکا دل گناہ کی میل اور اخلاق ردیہ کے کدورت سے پاک وصاف نہو حج کا کچھہ فائیدہ نہیں ہوتا۔

ع ۔ پا جی بہ طواف کعبہ حاجی نشود ۔

اور حج سے کچھ ثواب نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ بانی اسلام نے حج کے مقرر کرنے میں جو مصلحتیں اور حکمتیں اور مفاد سمجھا ہے۔ ان پر پورا پورا خیال کر کے وہ غرض حاصل نہ کرے۔

چھٹا اعتراض

خدا نے شیطان کو انسان ضعیف پر کیوں مسلط کر رکھا ہے۔ اور وہ مظہر شر کیوں ہے۔

جواب

دنیا میں سب چیزیں دو قسم کی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ومن کل شیءٍ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون (اور ہم نے ہر شے کو جوڑا بنایا ہے تو کہ تم عبرت پکڑو) سیاہ۔ سفید۔ مرد۔ عورت۔ میٹھا۔ کڑوا۔ چست۔ سست۔ خوشبو بدبو۔ نوشدارو۔ زہر۔ وغیرہ۔ اور ہر شے اپنی ضد سے تمیز کی جاتی ہے۔ اسی طرح علے ہذا القیاس بُرے بھلے بھی معاین و مشاہد ہیں۔ پھر انسان میں بھی دو قوتیں ہیں۔ ایک شہوانی۔ گناہوں کی طرف کھینچنے والی۔ دوسری عقلی قبیح اسکا ظاہر کر کے بُرے کام سے روکنے والی۔ اور علے ہذا ارادہ انسانی بھی دو طرف ہے۔ بھلائی اور بُرائی کی طرف۔ اور نتیجہ اعمال بد و نیک کا بھی بُرا یا بھلا دکھ ملتا ہے یا سکھ۔

تو جب انسان کی ساری فطری حالت کے علاوہ ایک ہادی خیر بالذات خارج میں موجود ہے (کتاب اللہ سمجھو یا رسول ۴) جو مناہی سے منع کر کے بتانیوالا۔ اور بھلائی کی طرف کھینچنے والا ہے۔ تو اسکے مقابل میں بااا معادلت کے واسطے خارج میں ایک جاذب شر و شریر لذاتہ کیوں نہ ہوگا۔

وَاحِدْ اَوْرتین

اہل اسلام کا اللہ تعالی کی نسبت یہہ اعتقاد ہے۔ کہ وہ ایک ذات واحد[1] ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ اُس کی ذات پاک[2] میں دوئی کی گنجایش ہے۔ وہ آپ[3] سے آپ ہر ایک کام سرانجام کرسکتا ہے کوئی اس کا وزیر اور مشیر نہیں۔ آپ ہی پیدا کرتا آپ ہی نجات دیتا اور آپ ہی ایمان اور نیکی کی توفیق بخشتا ہے۔ وہ اللہ ذات و صفات میں ایک ہے۔ وہ صمد[4] ہے۔ یعنی جسکی طرف ہر شئے جو خدا کے ماسوا ہے۔ دست نیاز و احتیاج پھیلائے ہے۔ اور وہ آپ بے پرواہ ہے۔ جو کسی بات کا مطلق محتاج نہیں۔ آپ ہی پیدا کرتا آپ ہی ایمان و اعمال حسنہ کی توفیق بخشتا اور آپ ہی نجات عطا فرماتا ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا۔ نہ وہ کسی سے جنا۔ اُس کی ذات جنے جنانے سے پاک ہے۔ جنا جنانا مخلوق کے افعال و صفات ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک۔ ان لغویات اور لغو اعتقادات سے پاک اور بلند تر ہے۔ اس کا کوئی ہمسر ہی نہیں۔ کہ اُس کی اولاد ٹھہرائی جا سکے۔ اولاد کے لئے پہلے ایک جورو بیوی کا

[1] عیسائی لوگ تین وجودوں کی خدائی کے قایل ہیں جو ایک دوسرے کے برابر واجب قدیم اور الوہیت میں شریک ہیں [2] عیسائی لوگ خدا کی ذات واحد میں نہ صرف دوئی بلکہ تثلیث کی گنجایش کے قایل ہیں (نعوذ باللہ) [3] عیسائی لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ خدا تعالی نے دنیا کو بنایا۔ بنانے کے بعد جب دنیا سے گناہ کرنے لگی۔ تو وہ دلگیر ہوا۔ اور پیدا کرنے سے پچھتایا۔ بیٹے نے کفارہ کر کے نجات کا بیڑا اٹھایا خدا نے منظور فرمایا۔ بیٹے کو صلیب پر چڑھایا۔ یعنی کہو کہ دنیا کی نجات کا کام پورا کیا۔ وا آپ سے آپ ہی سے نہ ہو سکا۔ افسوس۔ [4] عیسائی لوگوں کا یہہ اعتقاد ہے۔ کہ نیکی اور ایمان کیطرف مایل کرتا اور اس پر قایم رکھنا الوہیت کی تیسری اقنوم - یعنی روح القدس کا

خدا کی کوئی جورو یا ساتھی ہی نہیں۔ کہ اس کی اولاد ہو سکے۔ پھر ا
اپنے ماں باپ کی ہمسر اور مشابہ ہوتی ہے۔ خدا کا نہ کوئی ہمسر ہے
کوئی اُس کے مشابہ (لیس کمثلہ شئی) خدا کے لئے اولاد ٹھہرانا سخت
درجہ کی حماقت اور جہالت ہے!!

اللہ وہ ذات پاک ہے۔ جس کے سوائے کوئی عبادت کے لایق نہ
وہ سدا زندہ ہے۔ قیوم۔ یعنی اپنی ذات سے قایم اور ہر چیز کا سہا
جیسے نیند اور اونگھ وبوچ ہی نہیں آسکتی۔ زمین وآسمان میں جو کچھ
اسی کے قبضہ اختیار میں ہے۔ اُن کے سامنے اس کی ا
بغیر کوئی کسی کی سفارش تک نہیں کرسکتا۔ وہ دنیا کا اگلا پچھلا س
حال جانتا ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر اسکی معلومات میں سے کسی پر
احاطہ نہیں کرسکتا۔ اُس کے سلطنت کی چوکی میں آسمان وزمین
رہے ہیں۔ ان کی حفاظت سے وہ تھکتا نہیں۔ اس کی شان کی د
عظمت کا بیان نہیں ہوسکتا۔ وہ اللہ ایسی ذات مجمع الصفات
جس کے سوا کوئی پوجا اور عبادت کے لائق ہو ہی نہیں سکتا۔ چھپ
کھلی باتوں کا جاننے والا وہی ایک ہے۔ جس کو ذرہ ذرہ تک کا علم۔
وہ رحمان ہے۔ جس کے سرچشمہ رحمت سے دنیا کے اندر بڑے
کافر اور مومن سب برابر سیراب ہورہے ہیں۔ وہ بدوں اور نیک
پر برابر اپنا سورج چمکاتا اور سب کو روزی پہنچاتا ہے۔ رحید
عنایات خاصہ اور کمال مہربانیوں سے اس کے فرماں بردار نیک
حصہ لیتے ہیں۔ وہی اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سے خدا بذات خود نجات کا کام پورا کرسکتا ہے ایمان اور اعمال کی توفیق دیسکتا ہو۔ ا
کے لئے ابن و روح القدس کی کچھ ضرورت نہیں۔ سبحان اللہ عما یصفون۔

الملک یعنی سب کا بادشاہ ہے۔ القدوس بہت بڑا پاک جسمیں کسی قسم کا کوئی نقص یا عیب پایا نہیں جاتا۔ السلام ہر عیب و نقصان سے بچا ہوا اور سلامت۔ جس پر موت فنا۔ دکھ۔ امراض طاری ہو ہی نہیں سکتے۔ المؤمن سب کو امن اور سُکھ دینے والا۔ المہیمن سب کا نگہبان رکھوالا۔ العزیز سب پر غالب۔ بڑی عزت و عظمت والا۔ الجبار انسان کی تمام شکستوں کو جبر و پیوند کرنے والا۔ زخموں پر مرہم لگانیوالا۔ المتکبر بڑائی اور بزرگی والا۔ اللہ کی ذات ایسی باتوں سے پاک ہے۔ جو مشرک لوگ بیان کرتے ہیں۔ وہ اللہ تو سب کا خالق ہے۔ اور ٹھیک بنانیوالا صورتگر اس کے اعلےٰ درجہ کے نام ہیں۔ زمین و آسمان میں جو کچھہ ہے۔ اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ وہ سب پر غالب ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

یہ ہے مسلمانوں کا خدا۔ اور یہہ ہیں صفات ربانی جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن کے ماننے میں کسی عقلمند کو ذرا تامل نہیں ہو سکتا۔

---

[۱] حضرت مسیح ؑ ہرگز خدا کیساتھہ شریک اور معبود نہیں ہوسکتے۔ نہ وہ اس لائق ہیں کیونکہ وہ صلیب پر چڑھے اور موت بھی ان پر طاری ہوئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی ذات سے قایم نہیں اشیا عالم کا سہارا نو کیا ہوسکیں گے؟ حضرت مسیح ؑ سوتے تھے۔ اونگھتے تھے۔ کسی چیز پر ان کا اختیار نہیں تھا۔ انجیر کے درخت کو انجیریں تک نہ لگا سکے ۔ نہ عالم عاقبت میں کسی کو اپنے دا ہنے یا بائیں بٹھا سکنے کا انکو اختیار ہے۔ حضرت مسیح ؑ کے سامنے اسکے اذن کے بغیر سب بول سکتے تھے۔ حضرت مسیح ؑ کو قیامت تک کا علم نہیں تھا بلکہ اتنا نہ معلوم ہو سکا۔ کہ میرا دامن کس نے چھوا۔ اور ان کا علم محیط علے کل شے تھا نہ سلطنت وسیع بسیرے کو جھونپڑی نہیں ملتی تھی۔

نصاریٰ کا خدا کی نسبت ایک عجیب ہی اعتقاد ہے جو دنیا میں سے کسی مذہب اور کسی قوم کا نہیں۔ عیسائی لوگ بوجہ اس کے کہ عہد عتیق اور عہد جدید میں متواتر خدائے واحد کا ذکر آچکا۔ توحید الٰہی کے ماننے میں مجبور ہیں۔ لیکن کہتے ہیں۔ کہ اس کی ذات تین اقنوموں یا تین جزوں پر مشتمل ہے۔ یعنی باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ یہ تینوں مل کر ایک خدا ہے۔ اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک مرتبہ اور صفات میں بالکل ایک دوسرے کے برابر ہے۔ کسی میں ذرا بھی کمی بیشی نہیں۔ ہر ایک ذات میں غیر محدود ہے۔ صفات میں بھی غیر محدود کوئی کسی سے ذات میں چھوٹا بڑا یا صفات میں کم و بیش ہرگز نہیں۔ ان کا قول ہے کہ مسیح ؑ خدا کا ازلی بیٹا ہے۔ جو ازل سے متولد ہوا ہے۔ اور ہرگز خدا سے مقدم موخر نہیں۔ روح القدس باپ بیٹے دونوں سے متولد ہوئی ہے[^1]۔ مگر وہ ذرا کسی ایک باپ بیٹے سے آگے پیچھے نہیں ہے۔ مسیح ؑ خدا کا بیٹا ہے۔ کامل انسان بھی اور کامل خدا بھی دنیا کو نجات دینے کے لئے اس نے جسم اختیار کیا۔ تمام دنیا کے گناہ سر پر اٹھائے اور صلیب پاکر سب کی سزا اپنے اوپر اٹھالی۔ اور یوں نجات کا کام پورا کیا۔ صلیب پانے کے تین دن بعد اپنی قدرت سے زندہ ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھا۔

یہ ہے۔ ان کا اعتقاد۔ خدا اور حضرت مسیح ؑ کی نسبت۔ چونکہ ان کے خیال میں خدا کی ذات واحد تین اقنوموں پر شامل ہے۔ اس لئے وہ اس عقیدہ کو اپنی اصطلاح میں تثلیث فی توحید اور توحید فی التثلیث کہتے ہیں۔ جسکے ماننے میں ان کے باہم بڑا اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے

[^1]: اور عجیب تر یہ کہ پھر روح القدس سے بیٹا (مسیح) پیدا ہوا۔ دیکھو انجیل (متی ۱ باب)

کہ تثلیث بھی حقیقی ہے۔ اور توحید بھی حقیقی۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں تین اقنوم یا تین شانیں ہیں۔ جواب۔ ابن روح القدس[1] کے نام سے موسوم ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حقیقت میں خدا کی تین جزیں ہیں۔ کوئی کچھ۔ کوئی کچھ۔ غرضیکہ عقیدہ تثلیث کی نسبت عیسائیوں کا ایک مضطربانہ بیان ہے۔ اور سب اس عقیدہ کی تشریح اور تفصیل میں حیران ہیں ؟

اور اگرچہ تورات و انجیل میں کسی جگہ تثلیث کا لفظ موجود نہیں ہے۔ اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی حواری کو یہہ تعلیم دی۔ کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو۔ تو بھی عیسائی لوگ اپنے اس اجتہادی[5] اصل اور خود تراشیدہ خیال کو بڑی طمطراق کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ میزان الحق مطبوعہ مرزا پور ۱۸۴۳ء کے صفحہ ۱۲۶ میں لکھا ہے کہ مسیحیوں کے اعتقاد میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں۔ اور[2] اگرچہ یہہ لفظ بعینہ انجیل میں پائے نہیں جاتے۔ مگر انجیل کی اس عمدہ تعلیم کا عادت کے موافق ایسا نام ہوا ہے۔ انتہیٰ

پادری فانڈر صاحب مفتاح الاسرار کے صفحہ ۸۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ خدا[3] میں وحدت حقیقی بھی ہے۔ اور تثلیث حقیقی بھی۔ اور ایسی

[1] انجیل میں صرف تین مقام ہیں۔ جہاں اگرچہ تثلیث کا لفظ تو نہیں۔ لیکن باپ بیٹا روح القدس مذکور ہے لیکن وہ سب جعلی اور الحاقی آیات ہیں جیسا کہ آگے چلکر ثابت کیا جاویگا [2] اگرچہ یہ لفظ بعینہ انجیل میں پائے نہیں جاتے یہ فقرہ غور کے قابل ہو۔ ایسا بڑا تو عقیدہ جس پر تمام دنیا کی نجات اور سلامتی منحصر ہے۔ اور انجیل میں یہی الفاظ مذکور ہی نہیں صرف اجتہاد سے نکالا گیا۔ افسوس! افسوس!! [3] وحدت بھی حقیقی ہے اور تثلیث بھی حقیقی کیسی عقل ماری

تثلیث کسی مخلوق کی ذات میں نہیں ہے۔ کیونکہ موجودات میں خدا کی ذات کی مثل و مانند نہیں ہے۔

پادری ڈی ڈبلیو ٹامسن صاحب ایم۔ اے۔ کتاب تشریح التثلیث میں میں لکھتے ہیں۔ کہ الوہیت کے تینوں اقانیم صفات و کمالات میں بالکل ہم رتبہ اور ایک دوسرے کی مانند ہیں۔ اور ایک عجیب حیرت انگیز تشریح کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ ہم خدائے واحد فی التثلیث اور تثلیث فی الواحد کی پرستش کرتے ہیں۔ ہم نہ اقانیم ثلاثہ کو واحد نہ ذات کو منقسم کرتے ہیں۔ خدا کا اقنوم اور ہے۔ اور بیٹے کا اور۔ اور روح القدس کا اور ہے۔ لیکن الوہیت میں باپ اور بیٹا اور روح القدس تینوں واحد ہیں جلال میں سب برابر اور عظمت میں سب برابر ہیں۔ باپ جدا ہے۔ بیٹا جدا ہے۔ روح القدس جدا ہے۔ باوصف اس کے تین خدا نہیں۔ بلکہ ایک ہی اکیلا خدا ہے۔ انتہے صفحہ ۲۴ پھر صفحہ ۱۴۶ میں لکھتے ہیں۔

الوہیت کی اقانیم کا ہم رتبہ ہونا ضرور ہے۔ غیر محدود میں کمی بیشی کو دخل نہیں ہے۔ اور محدود و غیر محدود کے درمیان کچھ نسبت نہیں اگر

بقیہ حاشیہ - گئی ہے۔ بھلا کہیں تثلیث حقیقی بھی توحید حقیقی ہو سکتی ہے؟ حاش وکلا۔ اس تقریر سے پادری ٹامسن صاحب مصنف تشریح التثلیث کا وہ قول باطل ہو گیا۔ کہ خدا کی ذات میں تین اقنوم یا تین شانیں ہیں۔ کیونکہ اگر خدا کی ذات میں شانیں ہیں تو تثلیث محض اعتباری ہو گی۔ اور وحدت حقیقی۔ لیکن پادری صاحب کہتے ہیں کہ وحدت بھی حقیقی ہے اور تثلیث بھی حقیقی پس ان دونو صاحبان کی تقریر ایک دوسرے کے مخالف اور متباین واقع ہوئی ہے تثلیث حقیقی مان کر توحید کو بھی حقیقی قرار دینا سخت درجہ کی حماقت ہے۔"

الوہیت کا ایک اقنوم دوسرے سے مرتبے اور بزرگی وغیرہ میں کچھ بھی کمتر ہو۔ تو بے حدو غایت کمتر ہو گا۔ لیکن اوپر کی دلیل سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ہر اقنوم غیر محدود ہے۔ اور چونکہ ہر ایک کی ذات الٰہی ہے۔
اس واسطے ہر ایک کی صفات کمالات الٰہی وغیرہ محدود ہونگے۔ اور جب کہ ہر ایک کے صفات کمالات غیر محدود ہوئے۔ تو کسی میں رتبے کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اور کل اقانیم الٰہیہ مرتبے اور بزرگی اور قدرت میں برابر ہونگے۔ اور یہ برابری ان تعلقات میں جو اقانیم خدا رکھتے ہیں۔ کچھ مخل نہیں انتہے۔

خطوط بنام جوانان ہند مطبوعہ لودہیانہ مشن پریس ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۱۴۹ میں تثلیث کی نسبت یہ لکھا ہے۔

(۱) مسئلہ[1] تثلیث کا یعنی الوہیت میں تین جزو ہیں۔ یہ لحاظ کرنا چاہیئے۔ کہ یہ وہمی یا خالی حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا فرض ہے اور سلامتی اس پر منحصر ہے کیونکہ اس وجود الوہیت نے جو جلالی تثلیث میں اول ہے۔ جہان کو ایسا پیار کیا۔ کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا۔ کہ ہمارے واسطے اپنی جان دے۔
اس وجود الوہیت نے جو جلالی تثلیث میں دوسرا اور خدا کا بیٹا یا کلام خدا کہلاتا ہے۔ ہم کو پیار کیا۔ اور ہمارے عوض میں اپنے تئیں قربان کیا۔ وہ مجسم ہو کے کفارہ ہوا۔ اور اس کا لہو ہم کو ساری گناہوں سے پاک کرتا ہے۔
وجود الوہیت میں جو جلالی تثلیث میں تیسرا ہے۔ روح پاک کہلاتا ہے۔ اور سب ایمانداروں کے دلوں کو صاف کرتا ہے۔ اور خدا کے درمیان

---

[1] الوہیت میں تین جزو ہیں۔ ان پادری صاحب کے بیان کے موافق خدا گویا تین جزوں سے ملکر بنا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

سیل پیدا کرتا ہے۔ انتہی۔

اور پادری فانڈر صاحب کتاب میزان الحق کے دوسرے باب کی چوتھی فصل میں تثلیث کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں"

اور مسیحیوں کے عقیدہ میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں۔ اور انجیل کی تعلیم کے بموجب ذات الٰہی کے اس باریک بھید کی بابت جو کہہ سکتے ہیں۔ سو یہ ہے کہ اب۔ ابن و روح القدس یعنی باپ بیٹا۔ روح القدس ایک ذات واحد ہے۔ نہ ایسا کہ تین بلکہ حقیقت میں صرف ایک ہی خدا ہے۔ اور اب۔ ابن و روح القدس میں فرق و امتیاز ہے۔ مگر نہ ایسا کہ واحدانیت میں کچھ نقص و خلل آجائے۔ اور اگر تو کہے۔ کہ ان مطالب کا اس طور پر ہونا کیونکر ممکن ہے۔ تو ہمارا جواب یہہ ہے کہ خدا نے اپنے کلام میں اپنے تئیں یونہی بیان کیا ہے۔ سو آدمی کو ہم مطالب جیسے کہ لکھتے ہیں مان لینا واجب ہے۔ پس در حالیکہ صورت یہہ ہے۔ تو آدمی کی کیا طاقت جو خدا کیساتھ بحث کرے۔ انتہی صفحہ ۱۴۹۔

۱؎ پادری صاحب نے مابہ الامتیاز نہ بیان فرمایا۔ اور یہ کیا لغویات ہے۔ کہ تینوں میں فرق و امتیاز ہے۔ اور تینوں بالکل یکساں ہیں مگر کچھ واحدانیت میں فرق نہیں آسکتا۔

۲؎ مفتاح الاسرار میں تثلیث کو حقیقی مان چکے ہیں۔ اور یہاں کہتے ہیں۔ نہ ایسا کہ تین بلکہ حقیقت میں صرف ایک ہی خدا ہے۔ ان ہذا لشئی عجاب۔

۳؎ ویسے ہی دلایل ہنود دے سکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں کہ گو خدا واحد ہے۔ لیکن برہما کشن۔ رامچندر وغیرہ اس کے اقوام یا شانیں یا اوتار ہیں۔ اور چونکہ ان کا ذکر ہمار کتابوں میں آچکا ہے۔ اس لئے یہہ مطالب جیسی کہ ہماری کتابوں میں لکھتے ہیں۔ بے چون و ان لینے واجب ہیں۔ انسان کی کیا طاقت کہ وہ بحث کرے؟

مذکورہ بالا عقائد پر نظر

ذات باری کی نسبت جو عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ اسکی تفصیل اوپر بیان ہو چکی۔ اور ان کے علما کی ایک دوسرے سے متباین آزاد تقاریر و مذبذب بیانی کا ذکر ہو چکا۔ اب ہم اس عقیدہ پر معقولی اور منقولی طور پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ اور ظاہر کرتے ہیں کہ عقیدہ مذکورہ۔ نہ تو عقلاً صحیح ہے۔ اور نہ نقلاً درست یہ سب عیسائیوں کے خود تراشیدہ خیالات ہیں۔ جن پر نہ کوئی عقلی دلیل قایم ہوتی ہے۔ نہ نقلی۔ بلکہ خود توریت انجیل سے ان کے عقائدات کے بالکل برخلاف ثابت ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی خدا کی آخری کتاب مقدس یعنی قرآن شریف سے خدا کی خالص توحید ثابت ہوتی ہے ولبس ؂

مسیح کے ابن اللہ ہونے پر گفتگو

قرآن شریف کے موافق خدا تعالیٰ باپ۔ بیٹے۔ جنے۔ جنانے سے پاک ہے۔ اُسے نہ ولیعہد اور جانشین کی ضرورت ہے۔ کہ بیٹا بنائے۔ نہ پیشکار کی حاجت نہ کوئی اس کا کام بٹائے۔ واجب اور الحی القیوم ذات آپ سے آپ سب کام سرانجام کرسکتی ہے۔ وہ فوق الفوق اور وراء الورا طاقت آپ ہر امر کا انصرام کرسکتی ہے۔ دوئی کو وہاں راہ نہیں۔ شریک سے وہ آگاہ نہیں۔ عیسائی لوگ حضرت مسیح ؑ کو خدا کا بیٹا کہتے اور اس کا شریک بناتے ہیں حضرت مسیح ؑ کو کامل انسان اور کامل خدا ٹھیراتے ہیں۔ اگر صرف خدا قرار دیتے تو بھی کچھ بات تھی۔ ایک شخص کو کامل انسان[۲] بھی کہنا اور کامل خدا بھی

---

(۱) مٹی کو رب الارباب سے کیا نسبت (۲) انسان کامل ہونیکی صورت میں وہ گناہ سے معصوم نہیں ہوسکتے ؎

بہت بڑی طرح کی حماقت ہے۔ انسان اسفل اور کثیف ہستی خدا اعلےٰ اور لطیف وجود۔ فما للتراب ورب الارباب ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

انسان زندگی بسر کرنے کیلئے کھانے پینے کا محتاج۔ بول و براز کا حاجتمند سانس لینے کے لئے اُسے ہوا درکار۔ آرام کرنے کے لئے سونے سے لاچار خدا تعالیٰ کی ذات ان سب باتوں سے بری اور پاک۔ وہ نہ کھانے پینے کا محتاج۔ نہ بول و براز سے لاچار۔ نہ کوئی اور چیز اُسے درکار۔ بندہ خدا کیسے ہوسکے۔ اور ایسی سخت اضداد کا اجتماع کیونکر ممکن ہو۔؟ الوہیت غیر محدود انسان کی ذات محدود۔ غیر محدود ذات محدود وجود میں کیسے سما سکے۔ لاانتہا ابتدا و انتہا والی ہستی میں کیسے دخل پا سکے۔ ایسا خیال کرنا سخت درجہ کی جہالت اور پرلے سرے کی حماقت ہے۔

مسیح ؑ خدا کا بیٹا اور ذات و صفات میں اس کے مساوی بیٹا واجب الوجود اکمل ترین ہستی کی نسبت ایسا ماننا کس قدر موجب شناخت ہے۔

دو یا تین ذاتیں مان کر ہر ایک کو غیر محدود قرار دینا کس قدر نقیض الوہیت ہے۔ باپ بیٹے تو انسانوں میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ خدائے پاک کی نسبت ایسا خیال کرنا بالکل عقل کی کوتاہی اور سخت درجہ کی گمراہی ہے۔

مسیح ؑ خدا کا ازلی بیٹا ہے۔ اس اعتقاد سے اور بھی حیرت پر حیرت بڑھتی ہے بیٹا کہکر ازلی قرار دینا کس قدر عقل کی خوبی ہے۔ باپ بیٹا اور پھر دونوں ایک ساتھ ہوں۔ کیسی عجیب فلاسفی ہے۔ ہم نے آجتک کوئی ایسا بیٹا نہیں دیکھا۔ جس کا وجود باپ کے ساتھ ہی ہو۔ اور ۱۵-۲۰ برس کا فرق بھی دونوں میں نہ ہو۔ بیٹا خواہ خدا کا ہی ہو۔ کبھی ازلی نہیں ہو سکتا۔ جو شئے متولد ہوگی۔ یا کسی سے نکلیگی۔ بعد میں نکلے گی۔ ساتھ کبھی متولد ہو نہیں سکتی۔

ازلی کے معنے کیا ہیں۔ جسکی ابتدا نہیں۔ خدا بھی ازلی ہے۔ جس کا آؤ نہیں۔
اگر حضرت مسیح کا بھی آد نہیں ہے۔ تو خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں۔ ازلی
ابنیت کی صفت ایسے بیٹے کے لئے قرار دینا جس کا وجود باپ کے ساتھ ہے
اور جو ہر بات میں باپ کے برابر ہے۔ کیسے لطف کی بات ہے۔ باپ بیٹے کا
عمر۔ درجہ۔ اور ہر بات میں مساوی ہونا کسقدر قابل تمسخر اور واہیات ہے۔
ہم نہیں جانتے کہ ایسے باپ بیٹے میں جو عمر درجہ۔ اور ہر بات میں بالکل ایک
دوسرے کے برابر ہیں۔ عیسائی لوگ تمیز کیسے کر سکتے ہیں۔ براہ مہربانی ہمیں
بھی طرز شناخت بتائیں۔ ہم بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا کہدیں۔ تو وہ ان میں
تمیز کرائیں۔ خدا کا بیٹا ہو کر ازلی اور خدا کے ساتھ ہونا کیسی عجیب بات ہے
انسانیت کا جامہ پہن کر خدا ہونا بھی اس بات کے سامنے مات ہے عیسائیوں
کی جو بات ہے۔ سو قدر واہیات ہے۔ تین خداؤں کو ایک سمجھنا مسیح ؑ کو
کامل انسان اور کامل خدا خیال کرنا۔ باپ بیٹے کا ازلی اور ہر بات میں مساوی
سمجھنا ایک سے ایک بڑھکر حیرت انگیز بات ہے۔ باپ بیٹے سے پوتا۔ (روح
القدس پیدا ہوا) اور پھر پوتے (روح القدس) سے بیٹا یہہ سب سے عجب
العجائبات ہے۔ نہیں صاحب! یہہ سب ڈھکوسلا بازی اور سخن سازی
ہے۔ نہ کبھی تین ایک ہوئے۔ نہ غیر محدود ذات محدود وجود میں سمائی۔ نہ
باپ۔ بیٹا۔ ازلی ایک ساتھ ہو سکتے ہیں۔ مسیح ؑ اگر خدا کا بیٹا ہے۔ تو ازلی نہیں
جو ازلی ہے۔ تو خدا کا بیٹا نہیں۔ یہہ دونوں صفات متضاد وجود واحد میں
جمع نہیں ہو سکتیں۔ مسیح ؑ کا اگر خدا کا بیٹا ہے۔ تو ازلی نہ ہونے کی وجہ سے
خدائی کے لائق اور خدا نہیں۔ اگر ازلی ہے تو خدا کا بیٹا نہیں۔ دونو باتیں
نہیں ہو سکتیں۔ چیڑائی اور دودو ایسا ٹھیک نہیں ہے۔ خدا کا بیٹا قرار دو

تو ازلی نہ ہونے کی وجہ سے قدامت سمجھو۔ ازلی قرار دونوں بیٹے کا مفہوم بعدیت کو چاہتا ہے۔ بیٹا مت کہو۔ یہ کیا بات ہے۔ کہ تم بیٹے کا وجود باپ سے ۱۰۔ ۱۵ برس بھی موخر نہیں سمجھتے۔ اور پھر بیٹا کہتے ہیں۔ ایسا بیٹا کہاں سے آگیا۔ وہ جگہ تو بتاؤ۔ خدائے ازلی اور غیر محدود کے سامنے دوسرا ازلی اور غیر محدود وجود کہاں سے پیدا ہوا۔ کچھ تو ہوش کرو۔ عقل کے ناخون لو۔ ایسی بے تکی تو نہ ہانکو۔ آخر خدا کو جان دینی ہے۔ سدا تو زندگی نہیں ہے خدا کو کیا جواب دو گے۔ جو ایسے متضاد اعتقادات مانتے ہوئے ذرا عقل سے کام نہیں لیتے۔ فہم وقیاس کو دخل نہیں دیتے۔ چاہتے ہو۔ کہ ایک گھونٹ میں سب کچھ پی جاؤ۔ ایک لقمہ میں سب کچھ نگل جاؤ۔ اور ڈکار تک نہ ہو

تین ہیں اور ایک بھی ہے خدا — ہے عقیدہ عجب نصارے کا
ہے مسیحا خدا بشر بھی ہے — باخبر بھی ہے بے خبر بھی ہے۔
باپ بیٹا ہیں ایک ساتھ ہوئے — یہ اچنبھے کی بات تو سن لے۔
باپ بیٹا سے ہو گیا۔ پوتا — اور پوتے سے پھر ہوا بیٹا
واہ کیسی یہ بات بے سرہی — اور کیا قابلِ تمسخر ہے؟

عقیدہ تثلیث پر گفتگو

عیسائی لوگ اگرچہ بظاہر خدائے واحد کے قائل ہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ وہ دراصل تین خدا مانتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ تینوں کو یکساں صفات سے موصوف اور ہر ایک کو غیر محدود بھی سمجھتے ہیں۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ وہ تین وجودوں کے قائل ہیں جو ایک دوسرے کے مساوی ہیں۔ پس جب تینوں ایک دوسرے کے بالکل مساوی ہوئے۔ تو توحید حقیقی بالکل

باطل ہوئی اور تثلیث حقیقی قایم رہی۔ پھر تینوں کو ایک یا متحد بالذات کہنا بالکل لغو اور فضول ہے۔ بے حدی اور لا انتہائی تین حصوں پر کبھی منقسم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ایک سے زیادہ وجود غیر محدود اور لا انتہا ہو سکتے ہیں ''

تثلیث کا عقیدہ اس قدر لغو اور باطل ہے۔ کہ کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اس کے بطلان پر دلایل دیئے جائیں۔ خود تمام عیسائی بالاتفاق قایل ہیں۔ کہ تثلیث کا مسئلہ بالکل عقل کے خلاف ہے۔ اور عقل کے زور سے ہرگز سمجھ میں آنیکے قابل نہیں۔ چنانچہ ہم چند علمار نصارا کے اقوال دوسرے مضمون میں درج کرینگے۔

عقلمند آدمی جس کو خدا نے ذرا بھی سمجھ دی ہے۔ بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا کے تین ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ یا کیسے ممکن ہے کہ وہ اکمل اور غیر محدود ذات تین جزوں پر مشتمل ہو۔

خدا کا ثبوت ہی اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایک ہے۔ یعنی جب ہم تمام دنیا کی اشیار کو کسی نہ کسی بات میں ناقص اور ناکامل دیکھتے ہیں۔ تو اس کامل ذات کے ہونے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ جس نے ان ناکامل اشیار کو بنایا اور اپنی خاص حکمت سے ان میں نقص رکھا۔

محدود وجودوں کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے۔ کہ ایک غیر محدود ذات بھی ضروری ہے۔ جس نے ان وجودوں کو بنایا۔ اور حدود کی قید میں مقید کرکے محدود ٹھیرایا۔

پس ایک ہی کامل وجود اور ایک ہی غیر محدود ہستی سمجھ میں آسکتی ہے جو فوق الفوق اور ورا الورا ہو۔ جس سے نہ کوئی بڑھکر ہے۔ نہ اُس کے

ہمسر اور برابر۔ اور سب ہستیاں اس کے نیچے۔ اور اس کی دست نگر۔ دو یا تین ایک دوسرے کے مساوی ہستیاں آئیں۔ تو کہاں سے آئیں ؟۔
ایک اکمل وجود کے ماننے کے بعد دوسرے وجود (اس کے مساوی) ماننے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ ایک غیر محدود ذات کے سامنے دوسرا غیر محدود وجود کہاں سے آگیا۔ وہ کونسا کام ہے جو وہ ذات واحد آپ سے آپ سرانجام نہیں کرسکتا۔ وہ کونسی بات ہے۔ جو اس اکیلے سے پوری نہیں ہوسکتی ایک اکمل ذات کے سامنے دوسری اس کے مساوی اکمل۔ ایک غیر محدود وجود کے مقابل دوسرا اس کے مساوی غیر محدود وجود کونسی عقل ہے۔ جو اس بات کو روا رکھ سکتی ہے۔ تعالے اللہ عن ذالک علواً کبیرا۔

افسوس کہ عیسائی لوگ اتنا بھی غور نہیں کرتے۔ کہ الوہیت کے اقانیم ثلاثہ یعنی باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ میں سے ہر ایک بذاتہ کامل خدا ہے یا تینوں مل کر کامل خدا ہے۔ اگر تینوں میں سے ہر ایک کامل خدا ہے۔ یعنی کاملیت کے اس درجہ تک پہنچا ہوا۔ جس سے بڑھکر کامل ہونا ممکن نہیں۔ تو باقی دو کی کیا ضرورت۔ کیونکہ کامل وجود کے لئے دوسرے وجود کی کیا ضرورت پڑی۔ کامل ہونے کے بعد اس میں کونسا نقص پا یا گیا جس سے دوسرے یا تیسرے مساوی وجود کی ضرورت پڑی۔ اور جو ہر سہ مل کر کامل خدا ہیں۔ تو تینوں میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ ناقص خدا ہوا۔ کہ اپنے کامل ہونے میں باقی دو کی ضرورت پڑی۔ اور اس جہت سے کوئی بھی خدائے کامل نہ ہوا۔ خدا تو وہ مستغنے اور بے نیاز ذات چاہئے۔ جو وصف صمدیت سے موصوف ہو۔ یعنی کاملترین ذات جسکی طرف ہر شئے دست نیاز پھیلائے ہو اور وہ کسی کی پرواہ اور کسی کی طرف حاجت نہ رکھے"

پھر بھی غور کرنے کے قابل بات ہے۔ کہ جب تینوں اقنوم مرتبے اور صفات اور ہر بات میں مساوی ہیں۔ تو ان تینوں میں ما بہ الامتیاز کیا ہے؟ یعنی کس طرح تمیز ہو سکتی ہے۔ کہ فلانا باپ ہے۔ فلانا بیٹا۔ اور فلاں روح القدس۔ کیا ہم بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا۔ اور روح القدس کو باپ۔ اور باپ کو روح القدس نہیں کہہ سکتے؟ اگر ایسا نہیں کہہ سکتے تو ان میں وجہ تفریق کیا ہے؟ اور جو ان تینوں میں سے کسی صفت کی وجہ سے ہم امتیاز کر سکتے ہیں۔ یعنی کسی میں کوئی وصف ہے۔ کسی میں نہیں۔ کسی میں کوئی صفت زیادہ ہے۔ کسی میں کوئی صفت کم۔ اس وجہ سے اُن میں امتیاز قایم ہے تو پھر جس وجود میں کوئی صفت کم ہے یا نہیں ہے۔ اور ناقص ہوا۔ اور ناقص شئے خدائی کے لایق نہیں ہو سکتی۔ پس وہ اقنوم الوہیت سے خارج ہو گیا۔ فتفکروا یا اولی الالباب۔

اس بات کا ثبوت کہ الوہیت کے اقانیم ثلاثہ انجیل سے ذات وصفات میں مساوی اور ہم رتبہ ثابت نہیں ہوتے

یوں تو عیسائی لوگوں کا یہہ عقیدہ ہے۔ کہ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس تینوں واحد خدا ہیں۔ اور یہہ کہ تینوں صفات وکمالات میں ہم رتبہ اور مساوی ہیں۔ (دیکھو تشریح التثلث صفحہ ۲۰۴)

لیکن انجیل کو دیکھیں۔ تو اس سے نہ تو ان تینوں کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ ان تینوں کا صفات وکمالات میں ہم رتبہ ہونا پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف انجیل سے ثابت ہے کہ جو وصف کمال باپ میں ہے وہ بیٹے میں نہیں۔ جو بیٹے میں ہے وہ روح قدس میں نہیں

اور نہ یہہ تینوں صفات وکمالات میں متفق ومتحد ہیں۔ حضرت مسیحؑ کے اس قول سے کہ اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوائے باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں۔ اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا ہے۔ (مرقس ۱۳ باب ۳۲) اظہر من الشمس ہے۔ کہ باپ کو تو قیامت کا علم ہے۔ اور وہ صفت عالم غیبی سے موصوف ہے۔ لیکن بیٹے کو علم نہیں۔ اور نہ وہ عالم الغیب ہے۔ پس دونو صفت عالم الغیبی میں متفاوت ہوئے۔ ایک علم غیب سے واقف ہے اور دوسرا علم غیب سے بیخبر۔ اور یہہ کہ دونو ذات واحد میں متحد اور ایک سے نہیں۔ ورنہ ضرور دونو کا علم غائب ہوتا ہے۔

پھر حضرت مسیح انجیل یوحنا ۸ باب ۲۸ میں فرماتے ہیں۔ میں آپ سے کچھ نہیں کرتا۔ مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھلایا۔ میں وہ باتیں کہتا ہوں۔ انتہی یہاں سے بھی ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ خدا کے برابر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ خدا سے سیکھنے اور سیکھہ کر بیان کرنے کے محتاج ہیں۔ جسطرح اور انبیا مرسلین خدا سے پیغام لیتے اور دنیا پر آکر بیان کرتے ہیں۔

پھر انجیل یوحنا ۱۴ باب ۲۸ میں حضرت مسیحؑ صاف فرماتے ہیں۔ کہ میرا باپ مجھہ سے بڑا ہے۔ حضرت مسیحؑ کے اس قول نے صاف ہی فیصلہ کردیا کہ باپ اور بیٹا ہم رتبہ اور متحد بالذات نہیں ہے۔ بلکہ باپ کا رتبہ اعلےٰ اور بالاتر ہے اور بیٹا اس سے نیچے اور کمتر۔ فافہم وتدبر۔

پھر (متی ۱۲۔ باب ۳۱۔ ۳۲ میں حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جائیگا۔ مگر وہ کفر جو روح (روح قدس) کے حق میں ہو۔ لوگوں کو معاف نہ ہوگا۔ جو کوئی ابن آدم (مسیح) کے حق میں برا کہے۔ معاف ہو سکے گا۔ پر جو روح قدس

کے حق میں بُرا کہے۔ اُن سے ہرگز معاف نہ ہوگا۔ نہ اس جہاں میں نہ اس جہان میں انتہی۔

حضرت مسیحؑ کے اس فرمان سے ظاہر ہے۔ کہ جناب مسیح اور روح القدس ہم رتبہ اور مساوی خدا نہیں۔ بلکہ روح القدس کا رتبہ مسیحؑ سے فائق اور بالاتر ہے۔ کہ وہ کفر جو حضرت مسیح کے حق میں کہا جائے۔ قابل معافی ہے۔ لیکن جو روح القدس کے حق میں بکا جائے ہرگز معاف نہیں ہو سکتا یہاں حضرت مسیح نے خود اپنی زبان سے روح القدس اور اپنے مرتبہ میں فرق ظاہر کر دیا۔ کہ حضرت مسیح کو بُرا کہنے والا معاف ہو سکتا ہے۔ لیکن روح قدس کے حق میں کفر بکنے والا کسی جہان میں قابل معافی نہیں۔

پھر انجیل یوحنا ۱۶ باب ۱۳ میں (انجیل نصارا) حضرت مسیحؑ روح القدس کے نزول کی پیشین گوئی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ لیکن جب وہ روح[1] حق آوے۔ تو وہ تمہیں ساری سچائی کی باتیں بتا دے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ سُنے گی۔ سو کہے گی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی۔ انتہی۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ روح قدس میں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی مطلق قدرت اور طاقت نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک دوسرے (یعنی خدا) سے سن کر کہنے کی محتاج ہے۔ اور یہاں سے ثابت ہوگیا۔ کہ روح القدس اور خدا مرتبہ اور کمال میں مساوی نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کا رتبہ روح القدس سے بالاتر ہے جس سے روح سنکر کہنے کی محتاج ہے۔ پس جب روح قدس غیر سے سن کر کہنے کی محتاج ہوئی تو وہ رتبہ اور درجہ میں کبھی خدا کے برابر نہیں ہو سکتی

[1] اصل میں یہ پیشینگوئی جناب سرورِ کائنات صلعم کی ہے جسکو عیسائی لوگ روح قدس کی بتا سمجھتے ہیں۔ کتاب (عیسائیونکی دینداری کا نمونہ) میں ہمنے اسکو مفصل ثابت کیا۔

بائبل سے اقانیم ثلاثہ کی ماہیّت کیا کھلتی ہے ؟

اگرچہ عیسائی لوگ بظاہر خدا تعالےٰ کو روح مانتے ہیں۔ اور جسمانی وجود سے بیرا خیال کرتے ہیں جسکی نہ کوئی شکل ہے۔ نہ دیکھنے اور ٹٹولنے میں آتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تس پر بائبل کے کئی مقامات سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کوئی جسم یا مادی وجود ہے۔ جو عام اشخاص کیطرح ٹھنڈے وقت باغ میں سیر کرنے کسی مکان کو دیکھنے کے لئے نیچے اترنے وغیرہ کا محتاج ہے۔ اور ایسا ہی تثلیث کا دوسرا اقنوم (یعنی مسیح) اور تیسرا اقنوم روح القدس[1] بھی جسمانی وجود رکھتے ہیں۔ چنانچہ مفصلہ ذیل مقامات سے اقانیم ثلاثہ صرف جسم اور عالم مادی میں اقنوم اول یعنی باپ کا ٹھنڈے وقت باغ میں پھرنا پیدائش ۳ باب ۸ سے ثابت ہے۔ یہاں لکھا ہے۔ کہ جب آدم و حوا نے وہ پھل جسکے کھانے کی خدا کیطرف سے ممانعت تھی۔ کھایا۔ تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں معلوم ہوا۔ کہ ہم ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کے اپنے لئے لنگیاں بنائیں اور انہوں نے خداوند خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا۔ سُنی تب دونوں نے آپ کو خداوند کے سامنے سے باغ کے درختوں سے چھپایا۔ پھر پیدائش ۱۱ باب ۴ میں ہے انہوں نے کہا کہ آؤ ایک شہر بناویں

---

[1] بائبل میں گو کئی جگہ خدا تعالیٰ کو جسم اور مادی وجود سے بری ثابت کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ کئی مقامات سے بالکل اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے جس سے اہل اسلام یقین کرتے ہیں۔ کہ یہ ضرور جاہل لوگوں کے تصرف اور تحریف کی وجہ سے ہے۔ اصل توریت و انجیل میں ایسی باتوں کا نشان تک نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان لوگ بائبل کو بہ نیت کذائی سب کا سب کلام الٰہی نہیں جانتے بلکہ کسی قدر حصہ جو قرآن شریف سے موافق ہے۔ کلام الٰہی جانتے ہیں۔ اور باقی جھول لوگوں کا تصرف

اور ایک برج جسکی چوٹی آسمان تک پہنچے۔ اور یہاں اپنا نام کریں۔ ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جاویں۔ اور خداوند اس شہر اور برج اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بناتے ہیں۔ دیکھنے[1] اُترا۔ اور خداوند نے کہا۔ دیکھو لوگ ایک ہی اور ان سب کی ایک ہی بولی ہے۔ اب وے یہ کرنے لگے۔ سو وے جس کا ارادہ رکھیں[2] گے۔ اس سے نہ رُک سکیں گے۔ آؤ اُتریں۔ اور اُس کی بولی میں اختلاف ڈالیں۔ تاکہ وے ایک دوسرے کی بات نہ سمجھیں۔ تب خداوند نے وہاں سے اُنکو تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا سو وے اس شہر کے بنانے سے باز رہے۔ انتہی۔

اور پیدائش ۳۲ باب ۲۴ میں حضرت یعقوب ؑ کے خدا سے کشتی لڑنے کا ذکر لکھا ہے اور یعقوب اکیلا رہ گیا۔ اور وہاں پو پھٹنے تک ایک شخص اُس سے کشتی لڑا کیا جب اُس نے دیکھا۔ کہ وہ اُس پر غالب نہ ہوا۔ تو اس کی ران کو بھیتر وار سے چھوا۔ اور یعقوب کی ران کی نس اس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ تب وہ بولا۔ کہ مجھے جانے دے۔ کہ پو پھٹتی ہے۔ وہ بولا۔ کہ میں تجھے جانے نہ دونگا۔ مگر جبکہ تو مجھے برکت دیوے۔ اُس نے اس سے پوچھا۔ کہ تیرا کیا نام ہے۔ وہ بولا۔ کہ یعقوب۔ اُس نے کہا۔ کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں۔ بلکہ اسرائیل ہوگا۔ کہ تو نے خدا اور خلق پاس قوت پائی۔ اور غالب ہوا۔ تب یعقوب نے پوچھا۔ اور کہا۔ کہ میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ اپنا نام بتائیے۔ وہ بولا۔ کہ تو میرا نام[3] کیوں پوچھتا ہے اور اُس نے اُسے وہاں برکت دی۔ اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا

[1] یہاں سے معلوم ہوا کہ خدا کوئی جسمانی چیز ہے جو آسمان سے دیکھنے کیلئے اُترا۔ نہ کہ وہ لطیف وہ خبیر بغیر اُترے کے کر یگا۔ [2] یہاں سے معلوم ہوا کہ خدا ایک عام انسان کی مانند ہے جسکو لوگوں کی بڑی بڑی کارروائیوں پر حسد اور رشک پیدا ہوا اور ڈر کر انکی زبانوں میں اختلاف ڈالدیا نعوذ باللہ۔ [3] اس سے معلوم ہوا کہ (معاذ اللہ) خدا عالم الغیب نہیں۔ کہ یعقوب سے اُس کا نام پوچھنے لگے۔

اور کہا کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا۔ اور میری جان بچ رہی ہے۔ اور جب وہ فنی ایل سے گذرتا تھا۔ تو آفتاب اُس پر طلوع ہوا۔ اور وہ اپنی ران سے لنگڑاتا تھا۔ اس سبب سے بنی اسرائیل اس نس کو جو ران میں بیتر وار ہے۔ آجتک نہیں کھاتے۔ کیونکہ اُس نے یعقوب کی ران کی نس کو جو بیتر وار ہے چڑھ گئی تھی۔ چھوا تھا[1]۔ انتہی۔

اوپر کی آیات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خدا ایک جسمانی شخص ہے۔ جو حضرت یعقوب سے کشتی لڑا۔ اور جب غالب نہ آسکا۔ تو اپنے غریب بندہ کی ران کی نس پر مارا۔ اور یعقوب کی ران کی نس اُس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ جسکی وجہ سے صبح کو حضرت یعقوب لنگڑاتے اُٹھے۔ اور جسکی یادگاری میں آجتک یہودی لوگ اُس نس کو جو ران میں بیتر وار ہے نہیں کھاتے۔ پھر خروج ۲۴ باب ۹ میں ہے تب موسیٰؑ اور ہارون اور ندب اور ابیہو اور ستر بزرگ اسرائیلی اوپر گئے۔ اور انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا۔ اور اس کے پاؤں کے تلے جیسے نیلم کے پتھر کی گچکاری اور اُس کی شفافی جرم آسمان کی مانند تھی۔ اور بنی اسرائیل کے امیروں پر اُس نے اپنا ہاتھ نہ رکھا۔ انہوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا انتہی۔

پھر مکاشفات یوحنا باب ۴ میں ہے۔ اور میں روح میں آگیا۔ اور دیکھو آسمان پر ایک تخت دھرا تھا۔ اور تخت پر کوئی بیٹھا تھا۔ اور جو بیٹھا تھا۔ (یعنی خدا) سنگ یشم اور عقیق سا تھا۔ اور ایک دھنک دیکھتے ہیں۔ زمرد سا تخت کے گرد تھا۔ انتہی۔

[1] مفسرین نصاریٰ اس کشتی لڑنیکی نسبت یہ تاویل کرتے ہیں کہ یعقوب ساری رات عجز و نیاز میں مصروف رہا اور اسکی دعا قبول ہوئی۔ نہ ظاہری جنگ کیا۔ سبحان اللہ اگر ایسی تاویلوں سے انسان مطلب نکال سکے جو عبارت کے مفہوم سے بالکل خلاف ہو تو دنیا میں کوئی مذہب جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک شخص اپنی بری بات کی تاویل کر سکتا ہے پھر ہم صداقت کا اعتبار نہیں رہتا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا خدا پتھر کی مانند اور کوئی جاودانی شئے ہے یہاں سے خدا کا کھانا پینا ثابت ہے۔ جو بنی اسرائیل کے بزرگوں کیساتھ باہم کھانے پینے لگا۔ ونعوذ باللہ یہاں سے خدا کا سنگ یشم اور عقیق کی مانند ہونا صاف ثابت ہے اسکے خلاف خداتعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر اسکی مثل کوئی چیز نہیں۔ وہ سنتا دیکھتا ہے۔

الوہیت کے دوسرے اقنوم یعنی مسیح کی حقیقت بیان کرنیکی ضرورت نہیں۔ اس کا مجسم ہونا کہانا پینا۔ سونا۔ اور آخر کار صلیب پاکر جان بحق ہونا۔ چاروں انجیلوں سے اظہر من الشمس ہے۔ اب رہا تیسرا اقنوم یعنی روح القدس۔ اسکی حقیقت سُنئے۔

(۱) انجیل متی ۱ باب ۱۰ میں ہے۔ اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی۔ کہ جب اسکی ماں مریم کی یوسف کے ساتھ منگنی ہوئی۔ تو اُنکے اکٹھا ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ اور فرشتہ نے مریم کے شوہر یوسف کو خواب میں کہا کہ اے یوسف کے بیٹے اپنی جورو مریم کو اپنے پاس لے آنے سے مت ڈر۔ کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے۔ روح القدس سے ہے۔

پھر لوقا ۱ باب ۴۱ میں ہے اور الیسبات روح القدس سے بھر گئی۔[۲]

پھر انجیل متی ۱۰ باب ۲۰ میں ہے۔ کیونکہ کہنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کی روح[۳] جو تم میں بولتی ہے انتہے۔ اور انجیل یوحنا ۱ باب ۳۲ میں ہے۔ اور یوحنا نے یہہ کہکے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر[۴] کیطرح آسمان سے اُترتے دیکھا۔ اور وہ اس پر ٹھیری۔ (اور اعمال ۲ باب ۱-۴) میں ہے کہ وہ روح القدس حواریوں پر عید پنٹیکست کے دن بشعلہ ہائے آتشین نازل ہوئی اور انہیں جُدی جُدی آگ کی سی زبانیں دکھائی دیں۔ اور انہیں سے ہرایک پر بیٹھیں۔ تب وے سب روح قدس سے بھر گئے۔ اور غیر زبانیں جیسے روح نے انہیں بولنے کی قدرت بخشی۔ بولنے لگے۔ انتہے۔

---

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ وہ روح القدس کا حمل تہا۔ (نعوذ باللہ) [۲] یہاں سے روح القدس کا الیسبات کے شکم میں رحمیں جانا ثابت ہے [۳] یہاں سے معلوم ہوا کہ روح القدس کبوتر کی مانند ہے۔ [۴] یہاں سے روح کا عام لوگوں کے دلوں میں حلول ثابت ہے۔ [۵] یہاں سے معلوم ہوا۔ کہ روح القدس کی شکل کبوتر کے مانند ہے [۶] یہاں سے روح القدس کی شکل شعلہ ہائے آتشین کی مانند معلوم ہوتے ہیں

ثبوت اس بات کا کہ عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کے تسلیم پر خدا کا وجود ہی ثابت نہیں ہو سکتا

دنیا کا ذرہ ذرہ اس بات پر شاہد ہے کہ میرا کوئی خالق اور مالک ضرور ہے میں آپ سے آپ پیدا نہیں ہو گیا۔ اجسام و ارواح سب مخلوق اور حدوث کے رنگ سے رنگین ہیں۔ انسان کا اپنا کام نہیں۔ کہ روح وجسم ملکر ہیئت کذائی اختیار کرے۔ اور خلعت انسانیت پہن لے۔ ہر ذرہ انت مالکی انت مالکی پکار رہا ہے۔ ہر روح انت ربی ربی کی صدا دے رہا ہے۔ عالم کی جس چیز کیطرف دیکھو وہ خاص قیود سے مقید اور خاص حدود میں محدود ہے سب سے بڑے عظیم الشان وجود۔ یعنی آفتاب ہی کو دیکھو تو وہ صرف ایک منور بالذات جرم ہے وبس۔ خاص جگہ میں محدود ہے۔ اور خاص وصف سے مخصوص چاند کا کمال وزوال محتاج بیان نہیں۔ غرضکہ جو شے دنیا کی دیکھو۔ وہ محدود جگہ میں آئی ہوئی ہے۔ خاص احاطہ میں سمائی ہوئی ہے۔ پھر یہہ سب اشیا یہانتک ناقص فی الذات اور بے بس ہیں۔ کہ وہ جس فطرت پر مفطور اور جس نیچر پر مجبور ہیں۔ اس سے سرمو تجاویز نہیں کر سکتی۔ جس سے اظہر من الشمس ہے کہ وہ ضرور کسی عظیم الشان طاقت اور زبردست قوت کے بس میں پڑی ہوئی ہیں۔ جس نے اپنی مرضی سے ہر ایک شئے کو خاص خاص نیچر پر پیدا کیا۔ اور خاص صفات وعوارض اُسے لاحق کئے ہیں۔ چاند سورج ستارے۔ وغیرہ سب اجرام علوی وسفلی ہمیں محسوس ومدرک ہو رہے ہیں۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ ان بے جان وجودوں کو اپنی ہستی تک کا بھی علم ہو۔ جس سے سوائے نمود بے بود اور خدا تعالیٰ کی صنعت کا ایک نقش اور قدرت

ویک پرتو ہونے کے ان اشیاء کو ہم پڑھکر نہیں سمجھ سکتے۔ انہیں سے یقین اور حق الیقین ہوتا ہے کہ ان اشیاء کا ضرور کوئی خالق اور مالک ہے۔ جس کی قدرت کا اثر یہہ سارا کارخانہ عالم ہے۔ اور ضرور وہ ایک ہی ہے۔ کیونکہ یہ سارا انتظام عالم بلا تفاوت ایک ہی طرح پر چل رہا ہے اور دنیا کی ہر ایک شئے ایک ہی سلسلہ میں منتظم اور ایک ہی سلک میں منسلک ہے۔ جس سے قطعی یقین ہوتا ہے۔ کہ صرف ایک ہی کاریگر کے ہاتھہ سے یہہ ساری کل بنی ہوئی۔ اور ایک ہی شخص نے چابی دے رکھی ہے۔ جس سے قیامت تک یہہ کل اسی طرح چلی جائیگی۔

دنیا کی ہر ایک شئے حدوث کے رنگ سے رنگین ہے جس سے ثابت ہے کہ کوئی ان کا محدث اور خالق ضرور ہے ہر ایک وجود کو کوئی نہ کوئی نقص لاحق ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ کسی کامل حکیم نے اپنی مرضی اور ارادہ سے ایسا کیا۔ آپ سے آپ ہونیوالی چیز میں نقص ہو نہیں سکتا۔ دنیا کی ہر ایک شئے اور خود دنیا محدود ہے۔ جس سے قطعی یقین ہوتا ہے کہ کسی کامل اور غیر محدود ذات نے اس کو بنایا کوئی شئے ناقص یا کوئی شئے محدود آپ سے آپ ہرگز ہو نہیں سکتی۔ آپ سے آپ ہونیوالی (واجب بالذات) چیز میں وہ عیب یا نقصان یا محدودیت کہاں سے لاحق ہوئی۔ خود بخود ہونیوالی چیز جس کا وجود مستقل اور واجب ہو۔ کب گوارا کر سکتی ہے۔ کہ اپنے وجود کے ساتھہ کسی نقص یا عیب کو لاحق کرے۔ واجب شئے کا اپنے وجود کے تحقق ہی کسی عیب یا نقص کو عارض کر لینا کوئی عقلمند جس کا استدلال صحیح منطق پر ہو۔ ہرگز باور نہیں کر سکتا۔ خود دنیا یا دنیا کی کسی شئے کو لو۔ اس میں بظاہر اگر کوئی اور عیب نہ معلوم ہو۔ تو اس کا محدود مکان میں محاط ہونا۔ یہہ تو صریح

نقص اس میں موجود ہے۔ اگر وہ شئے آپ سے آپ تھی۔ تو اس کا وجود واجب تہا۔ تو یہہ محدود مکان میں آنا اور خاص حدود وقیود سے مقید ہونا اس کو کہاں سے لاحق ہوا۔ وہ آپ سے آپ اور واجب ہو کر کیوں اپنی ذات کے ساتھ محدود اور مقید ہونا گوارا کر سکی کیوں نہ ذات وصفات میں غیر محدود ہوئی ؟؟

یہی اصل ہے جس پر علم آلہی کی بنیاد قایم ہے اور جس سے خدا تعالی کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ دنیا کے ہر ایک شئے کو ناقص اور محدود دیکھکر دانشمند آدمی کا یقین حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے کہ ضرور ان محدود اور ناقص فی الذات اشیاء کا کوئی خالق اور ہے۔ جو ان اشیاء عالم سے ورا الورا اور فوق الفوق اور عظیم الشان طاقت اور زبردست اور غیر محدود قوت ہے جس نے اپنی حکمت اور قدرت سے یہہ عالم بنایا۔ اور اپنی دانائی سے ہر ایک چیز کو ذات وصفات میں محدود ٹھیرایا۔ جس میں کوئی عیب اور کوئی نقصان نہیں۔ اس کی ذات سب سے بالاتر اور نرالی ہے جو الحی القیوم زندہ اور قایم بالذات ہے) اور وہ ذرہ ذرہ کا وجود اور بقا جس کے سہارے سے ہے۔ اور ضرور وہ ایک ہے۔ کیونکہ ایک سے زیادہ وجود غیر محدود ہونے ممکن نہیں۔ ذات وصفات میں غیر محدود ہستی ایک ہی ہو سکتی ہے۔ اور ضرور ایک ہی ہے جسمیں دوئی یا تثلیث کو راہ نہیں۔

علم آلہی کی صریح اور صاف اصل بیان ہو چکی۔ ہر ایک مذہب کو اسی اصل کے سامنے پیش کر کے اسکی صداقت وعدم صداقت کا امتحان کر لو۔ آریہ لوگ مادہ وارواح کو قدیم اور واجب بالذات (آپ سے آپ) مانتے ہیں او ایسا ہی خدا کو ان کے مذہب کے رو سے خدا کا وجود ثابت ہونا محال ہے
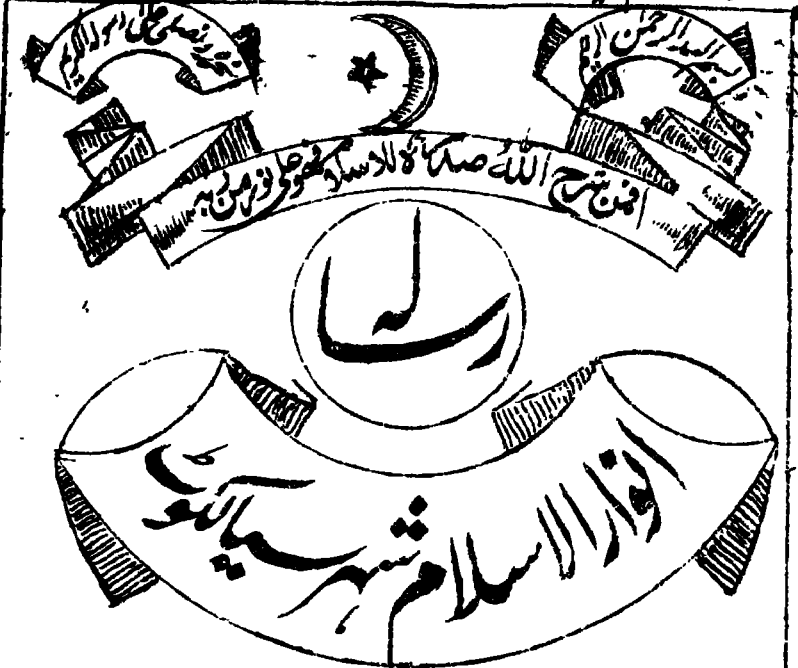
کبھی وہ زمانہ تہا کہ ہم آئے دن ہر ایک اعلان میں یہ ظاہر کیا کرتے تھے کہ افسوس باوجود اس قدر مسلمان آباد ہونے کے ہندوستان سے ایک بھی اسلامی رسالہ باقاعدہ طور پر اسلام کی طرف سے شایع نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہم آئے دن غیر مذاہب کی طرف سے ہزارہا ٹریکٹ اور کئی ایک اخبار اور رسالجات باطل کی حمایت کرنے والے دیکھا کرتے تھے جن میں سوائے دشنام دہی اور لچر خیالات کے اور کچھ نہیں ہوا کرتا تہا جسپر ہم نے توکل بخدا یہ غازئی اسلام ماہواری نکالنا شروع کیا جو محض

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے یہ رسالہ ماہوار دو سال تک شایع ہوتا رہا پھر ہمنے صرف اس خیال سے کہ یہ رسالہ غیر مذاہب کے واہی خیالات کی تردید باقاعدہ طور پر ماہواری میں نہیں کرسکتا۔ اسواسطے اس کو پندرہ روزہ نکالنا شروع کیا۔ جو اس وقت بفضل پروردگار یہ غازیئے اسلام پندرہ روزہ یا پنجہزار شایع ہوتا ہے۔ جس روز سے یہ غازیئے اسلام حقانیت کا وعظ کر رہا ہے۔ تمام واہی تباہی خیالات کے شایع کرنیوالے اور ظلمت کے پھیلانے والے کہیں نظر نہیں آتے ماسوائے اس کے نور افشاں لودہانہ جو اپنے آپ کو حقانیت کا حامی اور نور کے پھیلانیکا دعویدار ہے۔ جنہوں نے **معاذ اللہ** خدا کو بیٹا۔ اور . . . . دے رکھی ہوئی ہے وہ بھی چند روز سے اس غازیئے اسلام سچی حقانیت کے ولاد سے منہ چھپا کر اپنے ہی منہ پر نور ڈال رہا ہے **افسوس** ایسے دعوؤں پر دعوائے نور پھیلانے کا اور حق کے مقابل آنے سے گریز۔ جس حالت میں غازیئے اسلام کا یہ **اعلان** ہے کہ جو صاحب حقانیت کا راستہ اختیار کرنا چاہے وہ ضرور انوار اسلام سے حصہ لے۔ اگر نور افشاں اپنے آپ کو دعویدار سچائی کا بنانا چاہتا ہے تو وہ **پھر** انوار الاسلام کے سامنے کیوں نہیں آتا۔

ہاں

اگر وہ اب بباعث دنیاوی لالچ کے حق کو اختیار کرنا نہیں چاہتا۔ تو صاف لفظوں میں اعلان کرے کہ ہم کو اسلام پر کوئی اعتراض نہیں رہا۔ اگر آئندہ ہم اسلام پر اعتراض کریں گے تو گنہگار ہونگے +

دیگر زمانہ آریہ مسافر۔ اس کو تو سچائی سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا۔ اب وہ سوائے فضول اعتراضات کے جنکے جواب اس کو بار بار دیئے جا چکے ہیں۔ پھر بھی بجنبالی دنیا ماننے میں نہیں آتا۔ لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی

اللہ تعالیٰ کا وعدہ کبھی خطا نہیں ہونیکا

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

حق آیا اور جھوٹ بھاگا

زندہ بشارت

رسالہ ۲۳-۲۴ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ رسالہ نمبر۱ میں بہت سی انعامی کتابوں کا اعلان کیا جاویگا۔ تاکہ ہر ایک صاحب اپنی اپنی مرضی کے مطابق انعامی کتاب طلب فرمویں لیکن اب بہت سے احباب کے اسرار سے جس کتاب کی طرف تمام دنیا کی نگاہیں لگ رہی تھیں وہ شایع کرنیکی تجویز قرار پائی ہے۔ لیکن وہ صاحب بہت خوش نصیب ہیں۔ جن کو یہ موقعہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جسکی درخواستیں عرصہ پانچ سال سے دفتر انوارالاسلام میں موصول ہو رہی تھیں اور بہت سے احباب نے قیمتیں پیشگی بھیج دی ہوئی ہیں۔ لیکن ہماری مرضی یہ ہے کہ یہ کتاب تمام خریداران انوارالاسلام کو مفت دیجاوے۔ لیکن آج ہم تمام خریداران انوارالاسلام کو توجہ دلاتے ہیں کہ جو صاحب اخیر ماہ اپریل تک وی پی روانہ کرنے کی اجازت تحریر فرماویں گے۔ ان کو یہ کتاب

یعنی

پیارے نبی کے پیارے حالات کی دوسری جلد

حجم ۲۲۴ صفحہ۔ قیمتی عہ۔ مفت نذر ہوگی۔ لیکن یاد رہے کہ کسی صاحب کو بلا درخواست کے وی پی نہیں ہوگی۔ جن صاحبوں کی درخواستیں اخیر اپریل ۱۹۰۵ء تک دفتر انوارالاسلام کو موصول نہ ہوں گی۔ ان کے نام یکم مئی ۱۹۰۵ء کو نومسلم جرمن کے دس لیکچر برائے وصولی سالانہ چندہ روانہ کئے جاوینگے۔

حق پسند کی حق پسندی

جو منظور الہی ہے تو وہ بندہ بنا دیگا — چھوڑا کر بت پرستی گردنیں سبکی جھکا دیگا

جو منظور الہی ہے تو توحید مسایل پر — اوڑا کر دھجیاں ویدک کی ایشر کو چھپا دیگا

جو منظور الہی ہے تو وہ نوری مضامیں سے — دیانندی تمہاری تیرگی دل کی مٹا دیگا

جو منظور الہی ہے تو اس کے فیض کا دریا — بلاشک کفر و شرک آریاں اکدن بہا دیگا

جو منظور الہی ہے تو ہم اکدن دکہا دیں گے — نکالیگا تمہیں دلدل سے خشکی میں بٹھا دیگا

جو منظور الہی ہے تمہاری ضد بیجا پر — کریگا منفعل وہ اور تمہیں غلیں جھکا دیگا

جو منظور الہی ہے تو غفلت اور جہالت کے — تمہاری آنکھ کے آگے سے سب پردے اٹھا دیگا

جو منظور الہی ہے تو وہ چاہ ضلالت سے — نکالیگا تمہیں اور بحر وحدت میں گرا دیگا

جو منظور الہی ہے تو نیوگی اور نیوگن کو — دکہا کر ویدکی تہذیب ایشر کی دکہا دیگا

جو منظور الہی ہے تو انوار اسلامی — سبق توحید کا اے آریو تم کو پڑہا دیگا

فقط یہ ہی نہیں ویکر سبق خاموش ہو بیٹھے — کرا کر یاد اسکو تم کو عامل بھی بنا دیگا

مگر اک شرط ہے اس میں تعصب دور کر دیجئے — نہ بہا گو راستی سے کجروی سب کی مٹا دیگا

نہ مانوں گو تو پچتاؤ گے تم سمجھائے دیتے ہیں — خدا اس کفر کی تم کو سزا اور جزا دیگا

خداوند اثر کی دے اسے یہ وہ رسالہ ہے
کہ جو پیاسے ہیں اونکو شربت وحدت پلا دیگا

راقم حق پسند ازعلی گڑھ

مُسدّس
در مدح قرآن شریف

کلام پاک خالق کی عجب عظمت عجب شاں ہے — کہ مثلِ مہرِ تاباں چرخِ رفعت پر درخشاں ہے
نجوم آسماں کی طرح ہر اک نقطہ رخشاں ہے — مثالِ کہکشاں ہر ایک سطر اس کی نمایاں ہے
جمالِ نورِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کلام پاک ربانی ہے جگ میں گوہرِ یکتا — چمک میں آفتابِ آسماں ہرگز نہیں ویسا
زمین و آسماں میں جگمگاتا نور ہے اس کا — ہے اک اک نقطہ میں اس کے عیاں اللہ کا جلوہ
نظیر اس کی نہیں جنتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

نہیں ایسا درختِ پُر ثمر اک باغ قدرت میں — جو خوشبو اس میں ہے ہرگز نہیں گلہائے جنت میں
یہ ہر اک پھول سے ہے بڑھ گیا خوشبو و نکہت میں — معطر ہو گئے سارے دماغ اس کی سماعت میں
بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کہیں حق کے گلستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز — کہیں اس باغ و بستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کہیں اس نیرِ تاباں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز — کہیں اس مہرِ رخشاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

زمیں پر کوئی ہو نورِ صداقت یا فلک پر ہو — نہ اس خورشیدِ تاباں سے کبھی وہ نور باہر ہو
حکیمانِ جہاں کا قول کوئی کتنا بڑھ کر ہو — کلام پاک رحماں کے نہ پر ہرگز وہ ہمسر ہو

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

بشر کتنا لگائے زور اور کوشش کرے کتنی
نہ اُس کے قول کو نسبت کلام حق سے ہو اتنی
مدد کو وہ بلا لے ساتھ اپنے سب جہاں کو بھی
کہ نسبت آفتاب چرخ کو ذرہ سے ہو جتنی
ملائک جسکی حضرت میں کریں اقرار لا علمی
سخن میں اس کی ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

نظر آتا نہیں قرآں سا نور نظر ہر گز
نظیر اُسکی نہ ہرگز لا سکے جن و بشر ہرگز
نہ ایسا چشم و دل کو ہے کوئی کحل البصر ہرگز
نہیں دنیا میں کوئی چاند ایسا جلوہ گر ہرگز
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑی کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اُس پہ آساں ہے

کلام حق کو کہنا افترا اور جعل اور جھوٹا
یہ ایسا بول تم کو بولنا ہرگز نہیں زیبا
بلاشک ہے خدا کے عرش کو یہ قول لرزاتا
کلام پاک کی تکذیب یوں کرنا نہیں اچھا
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

مقابل میں کلام اللہ کے کیا تورات کی شاں ہے
جو بیہدہ ہے محرف ہے اسمیں کیا فضیلت ہے کیا جاں ہے
یہ انجیل محرف اب کلام حق کے شایاں ہے
تصرف ہے بشر کا اسمیں اور یہ قول رحماں ہے
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

معارف اور حقائق میں فقط قرآں ہے یکتا
خدا کی ذات واحد کا نہیں جس طرح پر ہمتا
نظیر اسکی نہیں ممکن تصور میں کبھی اصلاً
کلام پاک کا بھی کوئی ہمسر ہو نہیں سکتا

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اسقدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

خدا کے پاک قرآں سے جو منہ پھیرا ہے تم سب نے
جو وید و ژند کو مانو کلام حق جہالت سے
جو اس بائیبل محرف کو کلام حق ہو تم سمجھے
مخالف ہو گئے تم جو کلام پاک رحماں کے

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے

قرآن شریف کی تعریف

مخمس

رات کو ماہ پر انوار چمکتا نکلا
حق کے اس نور کا کوئی بھی نہ ہمتا نکلا
صبح کو شان سے خورشید دل آرا نکلا
نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اُجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا۔

شرک اور کفر کی ظلمت سے تھا اندھیر مچا
بحر و بر بگڑا رہے ساری زمیں تھی مُردہ
ظلم و عصیان و خباثت میں پھنسی تھی دنیا
حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودہ
ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفا نکلا۔

دنیا و دیں میں جو مطلوب بنی آدم ہے
معرفت اور حقایق کا یم اعظم ہے
سارے اسرار و دقایق کا یہ بس خاتم ہے
یا الٰہی تیرا قرآن ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب طبیبوں سے ملا سب سے دوائیں جو حسیں
ہم پھرے دنیا میں افریقہ سے تا چین
ایسا عرفان کا نسخہ نہ ملا اور کہیں
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہ ایک ہی شیشہ نکلا

ہے نہ قرآں کی کون و مکاں میں تشبیہ
ہے نہیں اسکی کوئی عظمت و شاں میں تشبیہ
فیض عرفاں میں نہ اعجاز نشاں میں تشبیہ
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

ہے لطافت میں گل کوئی مثال قرآں
اس سے کمتر ہیں سبھی نبیوں کے اعجاز و نشاں
ہے چمک میں نہ کوئی ایسا گہر یا مرجاں
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

اس کے ہر نقطہ میں ہے نور الٰہی کا ظہور
اس جلوے سے ہیں تاریکیاں ساری کافور
اس کے انوار سے مومن کا ہے سینہ معمور
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا

ایسے خورشید پر انوار سے جو دور رہیں
روح کی راہ سے مردہ ہیں یہ ہم صاف کہیں
وہ تو اندھوں سے بھی بدتر ہیں اگر ہم سے سنیں
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

جس کو اللہ کا وصل جہاں میں مطلوب
سب غذاؤں سے یہی دل کو غذا ہے مرغوب
جان اور دل سے وہ قرآں کو ہے رکھتا مرغوب
الحمد للہ ہے یہ عرفان کا نسخہ کیا خوب
آج تک ایسا نہ جگ میں کوئی نسخہ نکلا

شرک اور اُس کا بد اثر

کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۴۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہووے
تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین
پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا تو ان کے آگے اپنے تئیں مت
جھکا اور نہ ان کی عبادت کر کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں
اور باپ دادوں کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے
ہیں تیری اور چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں۔ پر ان میں سے ہزاروں پر
جو مجھے پیار کرتے ہیں۔ اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرتا
ہوں۔ انتہی۔ اس حکم خداوندی کے باعث خلق خدا کے دو فریق ہوگئے
ایک فریق محبان خدا کا جو خدا کے حکموں کی قولاً اور فعلاً حفاظت کرنیوالا
اور توحید الٰہی کا دل و زبان سے ماننے والا اور اپنے عملی رنگ سے خدا
سے پیار کرنے والا۔ اور ماسوا ذات حق سے منہ موڑنے والا۔ اس
فریق عاشقان خدا کی سچی محبت کے باعث اللہ جل شانہٗ نے بھی اپنے
پیار کرنیوالوں اور سچے پرستاروں پر رحم کرنیکا وعدہ فرمایا ہے ۔

دوسرا فریق مشرکین اصنام پرستوں کا ہے۔ کامل عرفان
الٰہی نہ ہونے کی وجہ سے خدا کی ذات و صفات میں ماسوا اللہ کو
شریک ٹھیرا کر خدا کی الوہیت کا تاج اسکی پیدا کی ہوئی مخلوق کے
سروں پر رکھکر مختلف اشیاء کے پوجاری بن بیٹھے۔ اور خدا کی پیدا
کردہ مخلوق کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا، از روئے کور باطنی
مان لیا۔ انہیں مشرکوں اور عرفان الٰہی سے بے بہرہ لوگوں کے حق میں

الہی فتویٰ کتاب خروج باب ۲ میں ہو چکا ہے۔ کہ مشرک کا ناپاک بد اثر مشرک کی اولاد میں نسلاً بعد نسلاً تین یا چار پشت تک باقی رہتا ہے
پھر اس گروہ مشرکین کے بھی دو حصے ہو گئے۔ ایک گروہ جو اپنے قدیم مشرکانہ خیال میں مبتلا پشت در پشت چلا آتا ہے۔ جیسے اہل ہنود اور چوڑے اور چمار وغیرہ اور کچھ حصہ ان مشرکین ہندؤں اور چوڑے اور چماروں وغیرہ سے نکل کر اور ظاہرا بُت پرستی کو چھوڑ کر کسی خاص وجہ سے کرسٹان ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو عیسائی شمار کرتے ہیں۔ اور کتاب خروج باب ۲۰ میں خداوند تعالیٰ جل شانہ نے دو قسم کے لوگوں کا ذکر فرما کر فیصلہ کر دیا ہے کہ ایک فریق جو خدا کو پیار کرنیوالا یعنی موحدین کا ہے۔ خدا کے رحم اور بخشش کا امیدوار ہے اور دوسرا فریق مشرکین بُت پرستوں کا ہے۔ جن کے حق میں بباعث شرک والدین کی بُت پرستی کا بد اثر تین یا چار پشت تک اولاد میں باقی رہیگا۔ علاوہ کتاب خروج باب ۲۰ کے کتاب استثنا باب ۲۹ آیت ۲۶ میں لکھا ہے۔ انہوں نے جا کے غیر معبودوں کی خدمت کی۔ اور انہیں سجدہ کیا۔ ایسے معبودوں کو جنہیں وے نہ جانتے تھے۔ اور جنہیں اُس نے انہیں نہ دیا تھا۔ سو خداوند کا غضب اس زمین پر بھڑکا۔ کہ اس نے ساری لعنتیں جو اس کتاب میں لکھی ہیں۔ اس پر نازل کیں اور خداوند نے قہر اور غصے اور بڑے غضب سے انکو اُنکی زمین سے اُکھاڑا۔ مطابق اسکے مشرکین پر غضب خداوندی کا بھڑکنا کتاب خروج باب ۳۲۔ آیت ۱۰ سے ظاہر ہے۔ اور لفظ لعنت کے معنے کتب لغت عرب میں یہ لکھے ہیں۔ کہ ہر ایک خیر و خوبی اور ہر ایک قسم کی ذاتی صلاحیت

اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی محروم اور بے بہرہ اور بے نصیب ہو جاوے۔ چونکہ شرک کے باعث لعنت خداوندی وارد ہوتی ہے۔ اس لئے مشرک نجات ابدی سے بالکل محروم ہو جاتا ہے اسیواسطے خدا کی غیّوری نے کتاب خروج باب ۲۰ میں یہ حکم لگا دیا ہے کہ مشرک کی نسل میں بھی مشرک کا بد اور ناپاک اثر چار پشت تک باقی رہیگا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مشرکین ہندؤں اور چوڑہے اور چماروں کی ذرّیت کا ایک حصّہ اپنے والدین کی ظاہرا بُت پرستی چھوڑ کر جو عیسائی ہو جاتے ہیں۔ اس الٰہی فتوے مندرجہ کتاب خروج باب ۲۰ سے مستثنےٰ ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

جواب ہرگز مستثنےٰ نہیں ہو سکتے۔ دلیل اس پر یہ ہے۔ کہ عیسائی کلام الٰہی میں نسخ کے قایل ہی نہیں۔ دیکھو کتاب میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۲ء کے صفحہ ۲۵ سطر ۱۷ میں پادری فنڈر صاحب فرماتے ہیں۔ نسخ مان لینے سے دو نقص لازم آتے ہیں۔ اوّلاً یہ کہ گویا خدا کا ارادہ یوں ٹھیرا تھا۔ کہ توریت کو دیکر ایک اچھا اور فایدہ مند کام کرے۔ پر نہ ہو سکا۔ پھر اس کے بعد اس سے بہتر زبور دی۔ جب اس سے بھی مطلب نہ نکلا۔ تو اس کو منسوخ کر کے انجیل دی۔ جب اس سے بھی فایدہ نہ ہوا۔ آخر کو قرآن سے مطلب پورا کیا۔ خدا کی پناہ جب کبھی ایسا خیال دل میں لایا جاوے۔ تو خدا کی حکمت و قدرت باطل ہو گئی۔ بلکہ خدا ایک بادشاہ اور ناسمجھ ناتواں آدمی کی مانند ہو گا۔ کیونکہ ایسا امر صرف آدمی کی ناقص ذات میں ہو سکتا ہے نہ خدا کی کامل ذات میں انتہےٰ۔

اور اس مسئلہ نسخ کے بارے میں پادری عمادالدین اپنی کتاب کو

الہی فتوی کتاب خروج باب ۲ میں ہو چکا ہے۔ کہ مشرک کا ناپاک بد
اثر مشرک کی اولاد میں نسلاً بعد نسلاً تین یا چار پشت تک باقی رہتا ہے
پھر اس گروہ مشرکین کے بھی دو حصے ہو گئے۔ ایک گروہ جو
اپنے قدیم مشرکانہ خیال میں مبتلاً پشت در پشت چلا آتا ہے۔ جیسے اہل
ہنود اور چوڑہے اور چمار وغیرہ اور کچھ حصہ ان مشرکین ہندؤں
اور چوڑہے اور چماروں وغیرہ سے نکل کر اور ظاہرا بُت پرستی کو چھوڑ
کر کسی خاص وجہ سے کرسٹان ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو عیسائی
شمار کرتے ہیں۔ اور کتاب خروج باب ۲۰ میں خداوند تعالی جل شانہ نے
دو قسم کے لوگوں کا ذکر فرما کر فیصلہ کر دیا ہے کہ ایک فریق جو خدا کو پیار
کرنیوالا یعنی موحدین کا ہے۔ خدا کے رحم اور بخشش کا امیدوار ہے اور
دوسرا فریق مشرکین بُت پرستوں کا ہے۔ جن کے حق میں بباعث شرک
والدین کی بُت پرستی کا بداثر تین یا چار پشت تک اولاد میں باقی رہے
گا۔ علاوہ کتاب خروج باب ۲۰ کے کتاب استثنا باب ۲۹ آیت ۲۶ میں
لکھا ہے۔ انہوں نے جا کے غیر معبودوں کی خدمت کی۔ اور انہیں سجدہ
کیا۔ ایسے معبودوں کو جنہیں وے نہ جانتے تھے۔ اور جنہیں اُس نے
انہیں نہ دیا تھا۔ سو خداوند کا غضب اس زمین پر بھڑ کا۔ کہ اس نے
ساری لعنتیں جو اس کتاب میں لکھی ہیں۔ اس پر نازل کیں اور خداوند
نے قہر اور غصے اور بڑے غضب سے انکو اُنکی زمین سے اُکھاڑا۔ مطابق
اسکے مشرکین پر غضب خداوندی کا بھڑکنا کتاب خروج باب ۳۲۔
آیت ۱۰ سے ظاہر ہے۔ اور لفظ لعنت کے معنے کتب لُغت عرب میں
یہ لکھے ہیں۔ کہ ہر ایک خیر و خوبی اور ہر ایک قسم کی ذاتی صلاحیت

اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی محروم اور بے بہرہ اور بے نصیب ہو جاوے۔ چونکہ شرک کے باعث لعنت خداوندی وارد ہوتی ہے۔ اس لئے مشرک نجات ابدی سے بالکل محروم ہو جاتا ہے اسیواسطے خدا کی غیوری نے کتاب خروج باب ۲۰ میں یہ حکم لگا دیا ہے کہ مشرک کی نسل میں بھی مشرک کا بد اور ناپاک اثر چار پُشت تک باقی رہیگا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مشرکین ہندؤں اور چوڑہے اور چماروں کی ذریت کا ایک حصہ اپنے والدین کی ظاہرا بُت پرستی چھوڑ کر جو عیسائی ہو جاتے ہیں۔ اس الٰہی فتوے مندرجہ کتاب خروج باب ۲۰ سے مستثنےٰ ہو جاتے ہیں یا نہیں *

جواب ہرگز مستثنےٰ نہیں ہو سکتے۔ دلیل اس پر یہ ہے۔ کہ عیسائی کلام الٰہی میں نسخ کے قایل ہی نہیں۔ دیکھو کتاب میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۷ کے صفحہ ۲۵ سطر ۷ میں پادری فنڈر صاحب فرماتے ہیں۔ نسخ ماننے سے دو نقص لازم آتے ہیں۔ اوّلاً یہ کہ گویا خدا کا ارادہ یوں ٹھیرا تھا۔ کہ توریت کو دیکر ایک اچھا اور فایدہ مند کام کرے۔ پر نہ ہو سکا۔ پھر اس کے بعد اس سے بہتر زبور دی۔ جب اس سے بھی مطلب نہ نکلا۔ تو اس کو منسوخ کر کے انجیل دی۔ جب اس سے بھی فایدہ نہ ہوا۔ آخر کو قرآن سے مطلب پورا کیا۔ خدا کی پناہ جب کبھی ایسا خیال دل میں لایا جاوے۔ تو خدا کی حکمت و قدرت باطل ہو گئی۔ بلکہ خدا ایک بادشاہ اور ناسمجھ ناتواں آدمی کی مانند ہو گا۔ کیونکہ ایسا امر صرف آدمی کی ناقص ذات میں ہو سکتا ہے نہ خدا کی کامل ذات میں انتہےٰ *

اور اس مسئلہ نسخ کے بارے میں پادری عمادالدین اپنی کتاب کو

ایف الصحائف مطبوعہ ۱۸۸۷ء کے صفحہ ۱۲ سطر ۱۳ میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ معلوم ہو جائے کہ خدا کے احکام منسوخ نہیں ہوا کرتے آدمیوں کی تجویزیں منسوخ ہوا کرتی ہیں۔ تکمیل میں اور تنسیخ میں نازک فرق ہے تکمیل البتہ کلام اللہ میں ہے لیکن تنسیخ ہرگز نہیں ہے۔ دنیا میں ایک کے بعد دوسرا نبی آتا رہا۔ کبھی نبی لاحق نے نبی سابق کے کلام کو منسوخ نہیں بتلایا۔ بلکہ وہ جو آپ لایا۔ کلام سابق کے ساتھ ملا کے ایک کلام واجب التسلیم بتلاتا رہا۔ اگر خدا ایسا کرتا۔ تو صادق القول اور قائم مزاج نہ ہوتا نہ اُس کے وعدہ وعید کا اعتبار رہتا۔ انتہے ۔

اور پادری صفدر علی صاحب نے بھی اپنے نیاز نامہ مطبوعہ ۱۸۶۷ کے صفحہ ۲۳۹ سے ۲۷۴ تک اس مسئلہ نسخ توریت و انجیل سے انکار کیا ہے جائے انصاف ہے کہ جب علماء مسیحی حکم مندرجہ خروج باب ۲۰ آیت ۳ کی منسوخیّت کے قائل ہی نہیں۔ بلکہ مسئلہ نسخ کو ابطال حکمت اور قدرت خداوندی متصور کرتے ہیں۔ پھر کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۳ میں جو حکم الٰہی ہو چکا ہے کہ مشرک والدین کے شرک کا بد اثر چار پُشت تک اولاد میں باقی رہیگا۔ اس حکم ربانی کے برقرار اور بلا منسوخ ہوتے ہوئے کیونکر اور کسی قاعدہ سے نو مرید مشرک زادے عیسائی مخلصی حاصل کر سکتے ہیں۔ لامحالہ ضرور برضرور از روئے کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۳ کے مشرکین کی ذرّیت اپنے والدین کے گناہوں کے باعث چار پشت تک سزایاب ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔ ہاں اگر کوئی نو مرید عیسائی مشرک زادہ حکم مندرجہ کتاب خروج کی تکذیب کر کے اپنے آپ کو اپنے والدین کے گناہ موروثی سے پاک خیال کرے تو یہ سراسر تحکم اور خام خیالی ہے۔ اگر کسی نو مرید عیسائی

کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔کہ توبہ کرنے سے گناہوں کی معافی ہوسکتی
ہے چنانچہ انجیل لوقا باب ۱۳۔ آیت ۵ اور انجیل ایضاً باب ۱۵ آیت ۷
وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ توبہ سے گناہوں کی معافی حاصل ہوسکتی ہے۔
اور گو ہم مشرکین کی اولاد میں سے ہیں۔ مگر ہم بھی توبہ کرکے دین عیسوی
میں داخل ہوئے ہیں۔ ہماری بھی توبہ قبول ہونی چاہیئے۔ اس کے جواب
میں کہا جاتا ہے کہ گو آپ بت پرستی سے توبہ کرکے دین مسیحی میں داخل
ہوئے ہوں۔ مگر توریت اقدس یعنی کتاب خروج باب ۲ میں جو خداوندی
فتوے ہو چکا ہے۔ کہ مشرک والدین کی اولاد میں چار پشت تک شرک
کا بد اثر ضرور ہی رہے گا۔ اس کا علاج سوائے منسوخ ہونے حکم مندرجہ
کتاب خروج کے غیر ممکن ہے۔ اور مسئلہ نسخ کے آپ عیسائی صاحبان
قطعی منکر ہیں۔ پھر کیونکر حکم خروج کے جاری ہونے ہوئے آپ چار پشت
کی قید کا انکار کرسکتے ہو۔ دوسرا جواب اگر توبہ سے عیسائیوں کے نزدیک
گناہوں کی معافی ہوسکتی ہے تو اس مسئلہ توبہ سے ابطال کفارہ خود بخود
ہوگیا۔ چنانچہ ابطال کفارے کے بچاؤ کے لیئے پادری فنڈر صاحب نے
مسئلہ توبہ مندرجہ انجیل و دیگر صحائف انبیاء کرام کے خلاف اپنی کتاب طریق
الحیات مطبوعہ ۱۸۶۷ء کے صفحہ ۴۵ سطر ۸ میں لکھا ہے۔ خدا بھی اپنی عدالت
کے موافق مجھ سے تجھ سے اور ہر آدمی سے چاہیگا اور توبہ و بازگشت کے
سبب گناہ کی سزا سے درگذر نہ کریگا۔ اور مطابق اس کے کتاب ایضاً صفحہ
۵۳ سطر ۱۹ میں لکھا ہے۔

بفرض محال اگر کسی نومرید عیسائی کی توبہ خلاف مرضی پادری فنڈر صاحب
قبول ہو بھی تو چار پشت کے بعد ہوگی۔ ہاں اگر کسی نو فرقہ عیسائی کے خود گرو

اپنے ذاتی گناہ بشرطیکہ از قسم شرک نہ ہوں۔ اور ان گناہوں میں گناہ حق العباد داخل نہ ہوں۔ اگر توبہ سے معاف ہو جائیں۔ تو خدا کے فضل وکرم سے بعید نہیں ہے سوائے شرک کے اور گناہ حق اللہ جل شانہٗ کا بخشا جانا توریت کے حکم مندرجہ کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۳ کے بھی منافی نہیں ہے۔ اے نو مرید مشرک زادے عیسائیو جب تم توریت اقدس کو کلام الٰہی قبول کرتے ہو۔ اور صرف زبانی جمع و خرچ پورا کر کے تحریف کے بھی منکر ہو۔ اور مسئلہ نسخ کا بھی قطعی انکار ہے۔ جس کا ثبوت پادری فنڈر صاحب اور پادری عماد الدین کی تحریروں سے دے چکا ہوں باوجود انکار تحریف و تنسیخ کے پھر حکم مندرجہ کتاب خروج مشرک والدین کے موروثی گناہوں کا بد اثر چار پشت تک باقی رہنا حسب حکم خداوندی ثابت ہو چکا ہے کیونکر اس موروثی گناہ سے بچ سکتے ہو۔ اور کس طرح اس حکم خروج کو غلط ٹھیرا سکتے ہو۔ بہر صورت حکم مندرجہ توریت مشرک کی اولاد میں چار پشت تک شرک کا ناپاک اور بد اثر باقی رہنا تمہیں تسلیم کرنے میں کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔ اب اے مشرک ہندوؤں اور چوڑھے وچماروں اور دیگر مشرکوں کی اولاد تمہیں عیسائی ہونے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے تمہارے مشرک والدین کے موروثی گناہ از روئے توریت جب چار پشت تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتے اور والدین کے موروثی گناہوں میں تمہیں ضرور گرفتار ہونا پڑیگا۔ پھر تم عیسائی ہونے ہی نجات ابدی کے وارث کیونکر ہو سکتے ہو۔

افسوس تمہارے حال زار پر یہ مثال کیا ٹھیک آتی ہے کہ چمار گیا تھا پہار اس کو آگے بھی بیکار۔ یعنی کسی چمار کو سکتہ کی بیماری ہو گئی۔ عالم

بیہوشی میں بھی اس کو بھی نظر آیا۔ کہ مجھے فرشتے بیکار پکڑے لئے جاتے ہیں۔ ہائے بدنصیبی تیرا خانہ خراب بعض مشرک زادے اپنے آبائی دین مشرکانہ سے دست بردار ہوکر کسی خاص غرض سے عیسائی بھی ہوئے مگر ازروئے توریت مشرک والدین کے موروثی گناہ سایہ کیطرح ساتھ ہی چمٹے رہے۔ علاوہ موروثی گناہوں کے اس دین موجودہ عیسوی میں ماشاء اللہ یسوع پرستی مریم پرستی۔ کبوتر اوتار اور آگنی اوتار کا مشرکانہ مسئلہ موجود اور تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کا گورکھ دھندا حاضر ہے جسکی عقدہ کشائی سے خود ہی قدیم سے عیسائی حیرانی کے دریا میں غوطے کھا رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس اے ذریت مشرکین مینہ ڈر کر بھاگے اور سیراب کے نیچے آن بیٹھے۔ اپنا آبائی مذہب بباعث شرک چھوڑا۔ وہی مخلوق پرستی اور مسئلہ اوتار دھارنے کا عیسائی مذہب میں موجود اے مشرک زادو اگر تم حُبّ دنیا کے طالب نہیں ہو۔ تو اسلام کی طرف رجوع کرو جسمیں عرفان آلہی کا حل واکمل اور توحید آلہی معہ دلائل عقلیہ کے موجود ہے۔ شرک اور بُت پرستی اسلام کے پاک نام سے بھاگتے ہیں۔ اور اس حکم مندرجہ توریت کتاب خروج باب ۲۰۔ آیت ۴۔ جس کی میعاد نزول قرآن شریف سے پوری ہوگئی۔ اور بجائے اس حکم توراتی کے قرآن شریف سورہ فاطر رکوع ۳ میں نیا حکم کیا جاتا ہے ۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ ترجمہ۔ اور نہیں اٹھاویگا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا۔ یعنی اپنے ذاتی گناہوں کے سوا کوئی شخص دوسروں کے گناہوں کے باعث ہلاک نہ ہوگا۔ حکم مندرجہ کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۴۔ اس حکم قرآنی سے منسوخ ہوگیا۔ یعنی اسکی میعاد پوری ہوگئی

اب اپنے ہی گناہوں کا حساب دینا ہوگا۔ والدین کے گناہوں کا موروثی اثر جاتا رہا۔ اے ذریت مشرکین اگر نجات ابدی کے طالب ہو۔ اور شرک کی برائی تمہارے دلوں میں پوری پوری بیٹھ گئی ہے تو اسلام سے پاکیزہ مذہب دُنیا میں کوئی نہیں ہے۔ جس پاک مذہب کا لانیوالا خاتم النبی ہے مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

شیخ الہ دین واعظ انجمن حمایت الاسلام لاہور (حال وارد دہلی
کھاری باؤلی مطبع قاسمی

عدم نجات مذہب پولوسی

تمام دُنیا کے مسیحی صاحبان کیخدمت میں ایک سوال جواب طلب

ضروری

اے عیسائی صاحبان آپکی نجات صرف مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے ہوگی یا اعمال حسنہ مندرجہ بائبل کے بجالانے سے۔ یا کفارہ اور اعمال حسنہ کے اجتماع سے۔

اگر عیسائی صاحبان فرمائیں کہ محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے اور بدوں اعمال صالحہ کے نجات حاصل ہوسکتی ہے جیساکہ پولوس صاحب اپنے خط رومیوں باب ۳ آیت ۲۸ میں فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹھیر سکتا ہے انتہی۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو حضرت یعقوب حواری اپنے خط کے باب ۲ آیت ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں دیکھئے

میاں پولوس کے نزدیک مجرد ایمان سے آدمی راستباز ہوسکتا ہے یعنی نجات حاصل کرسکتا ہے برخلاف پولوس کے حضرت یعقوب حواری فرماتے ہیں کہ محض ایمان سے راستبازی حاصل نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ کا ہونا ضروری ہے اب دونو صاحبان سے کس کا اعتبار کیا جاوے۔ اور کس کی تکذیب کریں اور یہ بات ظاہر ہے کہ دو قول متضاد میں سے صرف ایک ہی صحیح ہوسکتا ہے علاوہ ازیں اگر محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور بدوں اعمال حسنہ کے نجات ہونی تسلیم کیجاوے تو بائیبل کی یہہ تعلیم کہ جس میں اعمال حسنہ کی تاکید شدید پائی جاتی ہے حتی کہ اعمال نیک ہی پر نجات منحصر ٹھہرایا کفارے کا تعلیم اعمال حسنہ کو نظر انداز کرنا درحقیقت بائیبل کا اعتبار کھونا ہے دیکھئے انجیل متی باب ۱۶۔ آیت ۲۷۔ کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتونکے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اسکے اعمال کے موافق بدلہ دیگا۔ پھر خط رومیوں باب ۲۔ آیت ۶۔ وہ ہر ایک کو اُس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا۔ اور خط یعقوب حواری باب ۲۔ آیت ۲۰۔ پر اے واہی آدمی کب تجھکو معلوم ہوگا کہ ایمان بے اعمال مردہ ہے کیا ہمارا باپ ابرہام اعمال سے راستباز نہیں ٹھیرایا گیا۔ جبکہ اُس نے اپنے بیٹے اضحاق کو قربان گاہ پر چڑھایا تو دیکھتا ہے کہ ایمان نے اسکے اعمال کیساتھ کام کیا اور اعمال سے ایمان کامل ہوا اور وہ نوشتہ پورا ہوا جو کہتا ہے ابرہام خدا پر ایمان لایا۔ اور یہ اسکے لئے راستبازی گنی گئی۔ اور وہ خلیل اللہ کہلایا تم دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں اسی طرح راحب بھی جو فاحشہ تھی جب اُس نے جاسوسوں کی مہمانی کی۔

اور انہیں دوسری راہ سے باہر کر دیا۔ کیا اعمال سے راستبازنہ ٹھیری۔ پس جیسا بدن بے روح مُردہ ہے۔ ویسا ہی ایمان بھی بے اعمال مُردہ ہے کہ کتاب مکاشفات باب ۲۰۔ آیت ۱۲۔ پھر میں نے دیکھا کہ مُردے کیا چھوٹے کیا بڑے خدا کے حضور کھڑے ہیں اور کتابیں کھولی گئیں۔ اور ایک دوسری کتاب جو زندگی کی ہے کھولی گئی۔ اور مردوں کی عدالت جسطرح سے اُن کتابوں میں لکھا تھا اُنکے اعمال کیمطابق کیگئی۔ اور کتاب ایضاً باب ۲۲۔ آیت ۱۴۔ مبارک وے ہیں جو اسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں تاکہ زندگی کے درخت پر اُنکا اختیار ہوا اور وے ان دروازوں سے شہر یعنی بہشت میں داخل ہووین۔ علاوہ ان حوالہ جات کے اور بھی اس قسم کے حوالہ بائبل میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً یرمیاہ باب ۱۷۔ آیت ۱۰۔ ایضاً باب ۲۵۔ آیت ۱۴۔ ایضاً باب ۳۲۔ آیت ۱۹۔ اور زبور ۶۲۔ آیت ۱۲۔ اور اول سموئیل باب ۲ آیت ۳۔ خوبی یہ کہ سموئیل میں اعمال کا وزن کرنا بھی لکھا ہے۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان مقامات مذکورہ بالا سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ روز حشر میں جزا اور سزا ہر ایک شخص کو اسکے اعمال کے مطابق ہوگی۔ نیکوکار خدا سے جزا پائینگے۔ یعنی نجات ابدی کے وارث ہونگے۔ اور بدکردار سزا پائینگے چنانچہ انجیل لوقا باب ۱۶۔ آیت ۹ سے ۲۶ تک میں جو ذکر لعازر اور دولتمند کا مندرج ہے اس ہمارے بیان پر شاہد ہے۔ جائے غور ہے کہ جب اعمال حسنہ کے باعث نجات ابدی کا حاصل ہونا اور بداعمالیوں کے بدلہ میں عذاب میں گرفتار ہونا الٰہی قانون سے ثابت ہوچکا تو کیا مسیح کا کفارہ الٰہی قانون کو توڑکر اُن مقامات کی جن میں عملوں پر جزا و سزا کا انحصار ٹھیرایا گیا ہے باطل و عاطل کردیگا۔ اور خوبی یہ کہ بدوں اعمال صالح مطلق ایمان

کو حضرت یعقوب حواری مُردہ قرار دے چکے ہیں کیا مُردہ ایمان الٰہی اُس قانون کو توڑ سکتا ہے حاصل مطلب اعمال نیک وبد پر جزا و سزا کا مقرر ہونا جو خداوندی قانون سے ثابت ہوسکتا ہے یہ مفت کی نجات جسکا قیام مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور بدوں اعمال حسنہ کے عیسائی خیال کرتے ہیں سراسر متضاد اور صریح خلاف ہے اور یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ دو امر متضاد میں سے صرف ایک ہی امر صحیح ہوسکتا ہے لامحالہ یا تو مفت کی نجات جو مجرد ایمان بدوں اعمال صالحہ کے تجویز کیگئی ہے باطل ٹھیرے گی. یا اعمال حسنہ پر جزا و سزا مقرر ہونا غلط متصوّر ہوگا۔

ہاں اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ کوئی بنی آدم تمام احکام الٰہی مندرجہ بائبل پر عمل کر ہی نہیں سکتا چنانچہ میاں پولوس کا قول ہے کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں۔

خط رومیون باب ۳۔ آیت ۱۲۔ اس فاسد خیال مذکورہ بالا کے متعدد جواب ہیں۔ پہلا جواب۔ پولوس کے خط رومیون باب ۳۔ آیت ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فرد بشر نیکوکار ہو ہی نہیں سکتا۔ اور بشری طاقت سے بالاتر اور غیر ممکن ہے کہ کلی احکام الٰہی پر عمل ہوسکے۔ خلاف اس خیال خام کے حضرت یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۵ آیت ۳ میں فرماتے ہیں کیونکہ خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اس کے حکموں پر عمل کریں۔ اور اس کے حکم بھاری نہیں یعنی شریعت الٰہی پر عمل کرنا غیر ممکن بات نہیں بلکہ ممکن ہے جواب دویم تمام افراد انسانی میں سے کوئی فرد کلی احکام مندرجہ بائبل پر عمل کرسکتا ہے یا نہیں۔ شق اول اگر کرسکتا ہے تو جو بندگان خدا الٰہی قانون پر کلیۃً عمل کرسکتے ہیں۔ انکے نجات یافتہ ہونے میں کلام ہی

کیا ہے شق ثانی اگر کہو کہ تمام بنی نوع انسان میں سے کلی احکام الٰہی پرعمل کر ہی نہیں سکتا۔ تو اس پر کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں کو یہہ تکلیف مالایطاق کیوں دی۔ انسانی قوت سے بالاتر تکلیف دینی خدا کی ذات مقدس سے بعید ہے اور نیز حضرت یوحنا حواری کے فرمان مندرجہ خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۳ کے بھی صریح خلاف ہے۔ جواب سوم حکم الٰہی کل مندرجہ بائبل پر عمل کرنا صرف امر موہوم ہی نہیں۔ بلکہ بعض بندگان خدا کا بے عیب و بے قصور احکام الٰہی کا بجالانا بائبل سے بخوبی ثابت ہے اور نیز بعض پاک بندونکا مس شیطانی سے محفوظ رہنا اور انکی معصومی بھی ثابت ہے چنانچہ حضرت یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۵ آیت ۱۸ میں فرماتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا بلکہ وہ خدا سے پیدا ہوا ہے اپنی حفاظت کرتا ہے اور وہ شریر یعنی شیطان اس کو نہیں چھوتا خدا سے پیدا ہونیکے یہ معنے ہیں کہ از روئے حکم آسمانی سفلی حالت سے ترقی دیکر مراتب علیا پر ممتاز کرنا جس کو روحانی پیدائیش بھی کہتے ہیں اسی تقرب من اللہ کیوجہ سے اُن پاک بندوں کو پیغمبر و نبی کے خطاب سے پکارا جاتا ہے یہ پاک بندے دیدہ و دانستہ بقول حضرت یوحنا حواری مس شیطان یعنی اغوائے شیطان سے محفوظ کئے جاتے ہیں اور بیگناہی کیوجہ سے معصوم ہو جاتے ہیں اور حضرت یوحنا حواری یہہ بھی فرماتے ہیں کہ جو گناہ کرتا ہے سو شیطان کا ہے دیکھو خط اول یوحنا باب ۳ آیت ۸۔ اگر ہم بموجب قول پولوس مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ کے صرف چند منٹ کیلئے تسلیم کریں کہ کل بنی آدم گنہگار ہیں۔ ایک بھی نیکوکار نہیں اور حضرت یوحنا حواری گنہگاروں اور بدکاروں کو گروہ

شیطانی فرماتے ہیں۔

اب حضرات عیسائی صاحبان کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی چارہ نہیں کہ تمام بنی نوع انسان مطیع شیطان ثابت ہوئے۔ اس تسلیم کے بعد اول تو عیسائیوں کو پیشین گوئی مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ عورت کی نسل سے پیدا ہونیوالا شیطان کا سر کچلیگا۔ یعنی شیطان کو مغلوب کر کر بندگان خدا کو اُس کے قبضے سے آزاد کر دیگا غلط ٹھہرانی پڑیگی۔ دوم حضرت یوحنا حواری کا فرمان ہے کہ جو خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا اور نہ شیطان اس کو چھو سکتا ہے اسکی بھی تکذیب ہوتی ہے ہمارے نزدیک بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرات عیسائی صاحبان نہ تو پیشین گوئی مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ کو غلط ثابت ہونے دیں اور نہ حضرت یوحنا کے قول مندرجہ خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۱۸ کی تکذیب کریں۔ سب سے اچھی اور عمدہ یہی بات ہے کہ میاں پولوس کے قول مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ ہی کو غلط ٹھہرا دیا جاوے اور پولوس کی غلط بیانی پر ہم ایک اور شہادت انجیلی پیش کرتے ہیں دیکھو انجیل لوقا باب اول آیت ۵۔ یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے دنوں میں ابیاہ کے پہرداروں میں سے ذکریا نام ایک کاہن تھا اسکی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی۔ اور اسکا نام الیسابات تھا وے دونو خدا کے حضور راستباز اور خدا کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان خدا تعالیٰ جل شانہ کے کل احکاموں اور قانونوں پر بے عیب و قصور عمل کرنا حضرت ذکریا علیہ السلام کا معہ اپنی بیوی صاحبہ کے انجیل ہی سے ثابت ہوگیا وہ انکی پاکبازی اور معصومی یعنی بیگناہی کا قایل نہ ہونا در حقیقت انجیل

کی تکذیب کرتا ہے۔ اور ایسے ہی اور پاک بندوں کی معصومی کا ثبوت بائبل میں موجود ہے دیکھو خط دوم پطرس باب ۲۔ آیت ۵ سے ۹ تک اور کتاب دوم سلاطین باب ۲۰۔ آیت ۳ و کتاب ایوب باب اول آیت اول اور کتاب حزقی ایل باب ۱۴۔ آیت ۱۴۔ اور کتاب دانیل باب ۹۔ آیت ۱۴۔ انبیا کرام علیہم السلام کا معصوم ہونا بائبل سے بخوبی ثابت ہے اور انجیل متی باب ۹ آیت ۱۲ میں لکھا ہے کہ بھلے چنگوں کو حکیم درکار نہیں۔ یعنے بیگناہوں اور معصوموں کو کسی کے فدیہ و کفارے کی کوئی حاجت نہیں

پس احکام کلی مندرجہ بائبل کا بجالانا بقول حضرت یوحنا حواری ممکنات سے ہے۔ اور انبیاء کرام کی بیگناہی اور معصومی کلی احکام الٰہی کے بجا آوری کی دلیل ہے۔ اور انبیا کی بیگناہی اور معصومی انکے نجات یافتہ ہونیکا ثبوت ہے۔ جس سے کفارے کا ابطال بخوبی ہو گیا۔ رہی تیسری بات یعنی مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور اعمال حسنہ مندرجہ بائبل کے اجتماع سے نجات حاصل ہو سکتی ہے تو گذارش یہ ہے کہ ایمان کے ہمراہ جو اعمال حسنہ شامل ہونگے۔ آیا کل احکام مندرجہ بائبل۔ یا بعض خاص حکم شق اول اگر کلی احکام مندرجہ بائبل پر عمل کرنا ہمراہ ایمان کے ضروریات سے تسلیم کیا جائے۔ تو کلی احکام الٰہی کی بجا آوری کا نام ہی بیگناہی اور معصومی ہے۔ بیگناہ اور معصوموں کو کسی کے کفارے وغیرہ کی کوئی حاجت نہیں۔ شق ثانی یا بعض خاص حکم ہمراہ کفارے کے تجویز کرنا مگر ان خاص حکموں کی خصوصیت پر کوئی دلیل قطعی الدلالت بائبل سے پیش کرنا عیسائیوں کے ذمہ فرض ہے صرف زبانی جمع خرچ پورا کرنا سائل کی تسلی کا باعث نہیں ہو سکتا

راقم شیخ اللہ الدین واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور حال دہلی

ولادت مہرشی دیانند

عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کیلئے
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

سوامی صاحب کون تھے کس نگر کس خاندان سے تھے۔ والدین کون تھی۔ ابتک کسی کو نہ علم کھلا معلوم نہیں نہ سوامی صاحب نے کسی پر ظاہر کیا۔ بلکہ پوچھنے پر بھی یہی جوابدیا۔ کہ آجکل مجکو دیانند سنیاسی کہتے ہیں۔ اگر میں پورا پتہ دوں تو والدین خبر پاکر مجکو گھر لیجاکر دنیا کے دھندوں میں پھنسا دینگے ناظرین سوامی صاحب کی اس تحریر پر ہماری سوال ہیں پہلے وہ سُن لیں۔

سوالات

(۱) جس زمانے میں سوامی جی نے اپنا جیون چرتر بنایا۔ ۵۰ برس کی اوستھا تھی۔ کیا اُسوقت تک والدین جیتے تھے۔ جو سوامی جیکو پکڑ کر گھر لیجاتے۔ اگر یہہ مان بھی لیا جاوے تو سوامی جی چھوٹے بالک نہیں تھے۔ جو والدین گود میں اُٹھا کر لے جاتے۔

(۲) ہندوؤں کا عام دستور ہے کہ جس شخص نے ہندو طریق کیموافق ایکدفعہ سنیاس لے لیا وہ گرہست کے لایق نہیں سمجہا جاتا۔ نہ والدین لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا کرنا شاستر کے خلاف اور پاپ جانتے ہیں۔ ہم کو افسوس اسبات کا ہے کہ سوامی جی کو کس طرح معلوم تہا کہ والدین جیتے ہیں۔ کیا ٹیلیفون لگا ہوا تہا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوامی جی کو والدین کی زندگی دکہہ کا کارن ہوگی۔

(۳) سوامی جی کہتے ہیں کہ گھر جاکر دریہہ چھوٹنا پڑیگا۔ کیا چھاپہ خانہ کھولنے

پستک بھیجنے چندہ اکٹھا کرنے میں جو دریہہ چھونا پڑا۔ اپنے گھر کا چھوڑ پرائے
گھروں کا مانگنا ہو اور یہہ چھونا نئے وید بھاشا کے مطابق دوش نہیں تہا۔

(۴) اپنے والدین کو مصیبت میں چھوڑ کر گھر سے نکل پڑے اور اپنی بڑہاپے
تک متنفر ہیں۔ لیکن ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔ کہ ماتا پتا کی سیوا تن من
دھن سے کرنی چاہیئے۔ دھن باد سوامی جی مہاراج۔ خود را فضیحت دیگراں
را نصیحت ✦

دیش کاٹھیاوار راج دھانی مہاراج موروی میں رام پور نام ایک چھوٹا سا گاؤں
ہے اسمیں بھجن ہارے نام ایک کٹمنک رہتا تہا۔ اُسکے ہاں بیٹے کے سوا کوئی
بیٹیا نہ تہا۔ اس سلئے رات دن پُتر کا مکھ دیکھنے کے لئے ہمیشہ خواہش لگی رہتی
تھی۔ ایک دن کسی مہاتما نے اُپدیش دیا۔ کہ اگر تو مہادیو جی کے مندر میں ایکسو
ایک دن گائے کے گہی کا چراغ جلایا کرے۔ تو شِب جی کی کرپا سے تیرے
بھی کُل کا دیپک پُتر اُتپن ہووے۔ بھجن ہارن کی بردھ اوستھا ہوگئی
تھی۔ پُتر اپتی کی اُمنگ میں مست تھا۔ اس کا ایک چھوٹا بھائی ستیا رام
ہاری نام اور تھا۔ اس کے ہاں بھی کوئی پتر نہیں تہا۔ دھرم کارج میں بھجن
ہاری کی بودھی ہمیشہ سے اتم تھی۔ مہاتما جی کا اپدیش مان شب مندر میں
دیپک دھرنے لگا۔ تھوڑے ہی دنوں میں شب جی کی کرپا سے اور کرم کانڈ
کے یوگ سے بھجن ہاری کی استری کو گربھ رہا۔ سمت ۱۸۸۱ بکرمی بہادوں
شدی نومی جمعرات کے دن مطابق سنہ ۱۸۲۴ء پتر کا جنم ہوا۔ تمام خاندان
میں خوشی ہوئی۔ شب بھجن نام رکھا۔ دسویں دن بالک کو انہی شب مندر
میں لیگئے۔ بھجن ہاری ہاتھ جوڑ سر نوائے۔ شب کی مورتی کے سامنے کھڑا
ہو کہنے لگا ہے بابا بھولے ناتھ میں تو کم بخت ہوں۔ یہہ جو کچھ ہے آپ ہی

پرتاپ ہے۔ یہیں آج ہی سے آپکا تربت کا رسمجھکر پرشچم اس کو بہی بدیا سکھادیگا۔ آپ کرپا کرکے اس کے جیو کو سب طرح کے دکھوں سے بچائے رکھنا۔ پیر بڑھاپے کی ٹیک آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پرارتھنا کر بالک کو گھر لیگئے۔ اب جوتشیوں سے گیرہ پوچھے گئے۔ تو انہوں نے بعد قیل و قال یہہ اُتر دیا۔ مہاراج بالک ہونہار ہو پرنتو اس کا جیتے رہنا کچہ کٹھن بھی ہے کیونکہ اس کے ایسے اتم گرہ تمہارے گھر کے یوگ نہیں۔ اگر یہ بالک جیتا بھی رہا۔ جیسا ایک دو گرہوں سے ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ لڑکا بڑا خوش نصیب اور لائق شخص ہوگا۔

قاضی امام علی موضع چک مغلانی ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندھر

سوامی جیکی لیاقت علمی

ہمارے دیانندی دوستوں کو سوامی جی کی لیاقت علمی پر بھی بڑا ناز ہی ہم ناظرین کے سامنے منوسمرتی کے چند منتروں کا ترجمہ جو منشی کرپارام صاحب دیانندی جگراؤنی نے کیا ہے۔ اور ہماری سماجی دوستوں کا مسلمہ ہے پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی ستیارتھ پرکاش سے انہی منتروں کے ارتھ جو سوامی جی نے کئے ہیں لکھتے ہیں جس سے ناظرین پر سوامی جی کی لیاقت علمی کی پوری پوری تصدیق ہوجاویگی کہ وہ کیسے عالم بے بدل اور فاضل اجل تھی ملاحظہ کیجئے۔ منوسمرتی صفحہ ۱۷۱۔ ادھیائے ۵ منتر ۶۵ منشی صاحب ان الفاظ میں یوں ترجمہ کرتے ہیں دگرو کے مرنے پر چیلا اگر اس کا داہ کرم کرے تو وہ بھی دس دن میں شدھ ہوتا ہے ؛ مگر سوامی جی بغرض بہوت پریت کی

تعریف کرنے کے ستیارتھ صفحہ ۲۷ پر منتر ہذا کا یوں ارتھ کرتے ہیں)۔
جب اُستاد مرے تب لاش جس کا نام پریت ہی (حالانکہ لاش کو پریت نہیں کہتے) اس کو جلانیوالا طالبعلم بھی پریت ہاروں یعنی لاش اُٹھانیوالوں کے ساتھ دسویں دن شدھ ہوتا ہے۔
دوسری جگہ منشی صاحب نے صفحہ ۳۴۳ پر ادھیائے ۹ منتر ۸۹ کا ترجمہ کیا ہی (کیا بافیض ہوکر بھی تا زیست گھر میں رہی مگر اس کنیا کو کبھی بے ہنر آدمی کو نہ دیوے اگر سوامی جی اپنی لیاقت علمی سے کام لیکر ستیارتھ صفحہ ۱ پر شرتی دیتے ہیں "لڑکی لڑکا کسی حالتیں تمام عمر شادی نہ کریں"۔ اور منتر ہذا کا حوالہ دیکر ارتھ کرتے ہیں (چاہے لڑکا لڑکی موت تک کنوارے رہیں۔ لیکن اس ورش یعنی باہم مخالف وصف عمل اور فطرت رکھنے والوں کا بیاہ کبھی نہ ہونا چاہئے۔
تیسری جگہ منشی صاحب صفحہ ۴۰۲ ادھیائے منتر ۶۴ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ (شودر عورت میں برہمن کے تخم سے لڑکی پیدا ہو وہ پارشولی کہلاتی ہی پھر اس لڑکی سے برہمن شادی کر کے لڑکی پیدا کرے۔ جب اسیطرح چلے دفعہ لڑکی پیدا ہو۔ اور برہمن سے شادی کرے تو آخر اولاد برہمن ہو جاتی ہے) لہذا تشریح کیلئے آگے منتر ۶۵ کا ترجمہ ہے۔ (شودر برہمن ہو جاتا ہے اور برہمن شودر بن سکتا ہے۔ اسیطرح پر شتری اور ویش بھی برہمن یا شودر ہو سکتے ہیں۔ اپنے ورن سے گر کر دوسرے ورنوں میں چلے جاتے ہیں)
مگر سوامی جی ستیارتھ صفحہ ۱۰۵ میں سرتی دیتے ہیں کہ "پیدائش سے ورن نہیں" اور تائید میں اس ادھیائے کے منتر ۶۵ کا حوالہ دیکر ارتھ کرتے ہیں شودر خاندان میں پیدا ہوکر برہمن شتری اور ویش کی مانند وصف عمل

اور فطرت رکھنے والا ہو تو وہ شودر برہمن شتری اور ویش بن جاتا ہے
ویسے ہی جو شخص برہمن شتری ویش خاندان میں پیدا ہوا ہو۔ اور اس کے
وصف عمل اور فطرت شودر کے مانند ہوں تو وہ شودر بن جاتا ہے۔ اسی
طرح جو شخص شتری یا ویش کے خاندان میں پیدا ہو کر برہمن یا شودر کے
مانند ہو۔ وہ برہمن یا شودر بھی ہو جاتا ہے۔ گویا چاروں ورنوں میں
جس جس ورن کی مانند جو جو مرد یا عورت ہو۔ وہ اسی ورن میں گنی جاوے
(ناظرین سوامی جی کی اس تکلیف کا باعث سمجھا دینگے) چوتھی جگہ منشی
صاحب منوسمرتی صفحہ ۳۴۲ پر ادھیائے ۹ منتر ۷۵ کا ترجمہ کرتے ہیں (کھانے
پینے کا انتظام کر کے پردیس جانیکے بعد اسکی زوجہ نیم سے رہکر زندگی بسر
کرے۔ اور بدوں انتظام خورد و نوش کے شوہر کے سفر کرنے میں سوت
کاتنے سے یا اور لائق تعریف دستکاریوں سے اوقات گذاری کرے)
آگے منتر ۷۶ کا ترجمہ کرتے ہیں (دھرم کارج کرنیکے واسطے عورت نے پردیس
گئے ہوئے شوہر کے حکم کی تعمیل ۸ برس تک کرے۔ اور رزق اور
ریش کے واسطے پردیس گئے ہوئے شوہر کے حکم کی تعمیل تین برس تک
کرے) اب دیکھیے ستیارتھ صفحہ ۱۱۲ میں سوامی جی منتر ۷۶ کا حوالہ
دیکر ارتھ کرتے ہیں۔ (اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں
گیا ہو تو بیاہی عورت آٹھ برس۔ اور اگر علم و نیک نامی کے لئے گیا ہو
تو چھ برس اور دولت وغیرہ بھوگ کے لئے گیا ہو۔ تو تین برس تک انتظار
کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے) اصل منتر میں نہ لفظ نیوگ ہے
نہ کوئی ایسا لفظ جس کا ترجمہ نیوگ یا پیدائش اولاد کا ذکر ہو سکے۔ یہ محض
سوامی جی کی لیاقت علمی اور من گھڑت طبیعت کا خاصہ ہے۔

اسیطرح جنابنے وید مقدس سے جہاز رانی غبارے بازی تار برقی اصول علم طب وغیرہ جملہ علوم نکال کر دکہا دیئے ہیں۔

اور ایک حصہ سے زاید بلا ترجمہ خاص مصلحت سے چھوڑ دیا۔ جس کو ہم اپنے سماجی دوستوں کی خاطر بتائے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ آپ جونئی ایجادیں ہوں۔ باقی سے نکالکر دکہا دی جاویں۔

اور اسی علیت سے راون اوت ساین آچاریہ مہی دہر۔ اور اہل انگلستان وجرمنی کے تفاسیر کو غلط بتاکر صحت کیگئی۔ چنانچہ یجروید ادھیایہ ۲۳ منتر ۲۰ کا ترجمہ پنڈت مہی دہر کرتے ہیں "اسپ . خود رجسم ... مے افگند (ورشا اسپ را گویند) .... اسپ را بدست خود کشیدہ در جسم خود ... میکند"

سوامی جی بہومکا صفحہ ۲۰۴ پر صحت کرتے ہیں "ہم دونوں (راجہ اور رعیت) دہرم ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) ان چاروں کو ہمیشہ ملکر ترقی دیویں۔ تاکہ ہم سورگ (راحت اعلی) اور دیکھنے اور بھوگنے کے لایق آنند کو پاویں۔ اور تمام جانداروں کو سکھ دیویں۔

اور یجروید ادھیا ۲۳ منتر ۲۶ کا ترجمہ مہی دہر کرتے ہیں "اندام را از دست کشیدہ فراخ کنند۔ تاکہ آن کشادہ شود۔ بمثل آنکہ ... کاشتکار در باد سرد غلہ افشاں را بالا گرفتہ مے جنبانند تاکہ دانہ از علف جدا شود"

اب سوامی جی اصلاح ملاحظہ کیجئے۔ بہومکا صفحہ ۲۰۶ (اے انسانو! تو اس سلطنت کے لئے اقبال وحشمت کو ترقی دے۔ جب سلطنت کی حفاظت سبہا کے ذریعہ سے کیجاتی ہے تو سلطنت اس طرح عروج حاصل کرتی ہے جسطرح کوئی بہاری بوجہہ کو اٹہاکر پہاڑ پر چڑھ جاوے۔

پیچھی اس قومی لیڈر کی لیاقت علمی جس کے ثبوت میں میں صرف ان چار شہادتوں پر اکتفا کر کے اپنے سماجی دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ کامل غور کر کے سچ کے دھارن کرنے میں مستعد ہو جاویں ورنہ ۔ ؎
گر ہمیں مکتب است و ایں ملا ۔ کار طفلاں تمام خواہد شد۔

دیانند یونکا خیرخواہ بشیر احمد از سیتاپور

نظم

کسی نے کسی آریہ سے یہ پوچھا دیانند کے ہیں وہ احکام کیا کیا
بنے جنکی تعمیل سے اُن کا چیلا بھرے جن سے ہیں ستیارتھ وبھومکا

کہا آریہ نے کہ کہتا ہوں سن لو
جواب سوال اب میں دیتا ہوں سُن لو

ستیارتھ صفحہ ۳۰

نہ کر رام رام اس سے ہی فائدہ کیا کہ جوں مصری مصری سے منہ ہو میٹھا
دیانند کا بھی یہی مدعا تھا یہ تھا اونکا مسلک خیال اور عقیدہ

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکّا بنے گا۔

صفحہ ۱۱۶

ہوا صاف کرنیکی ترکیب جانو نہ کچھ اور تم ہون کرنے کو مانو
فضول اس کے منتر میں منہ نہ پڑاؤ فقط ہون تم نوکروں سے کراؤ

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکّا بنے گا

صفحہ ۴۳

بہت صرف لنگھن ہے بیکار جانو دھر اگھر میں کھانیکو ہے اونٹ کھاؤ
مہا کشٹ ہوتے ہیں جسے میں جنکو نہ تم برت رکھو نہ تکلیف اٹھاؤ

عمل اس نصیحت پہ جو جو کرے گا

وہ چیلا سوامی کا پکّا بنے گا　ص ۲۷۹

نشانی یہ بس طالبعلمی ہی کی تھی　جنیؤ اور کیا کچھ نہیں اصل اُسکی
چھپا چونکہ کپڑوں میں رہتا ہی بھائی　تو موزوں ہے چپراس سکو لگائی

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا

وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا　ص ۲۸۸

گئے سر ہوں سب مرد و عورت برابر　نہ ہو گر مُلکوں میں چوٹی بھی سر پر
وہ کم عقل ہے بال ہیں جس کے سر پر　فدا داڑھی مونچھوں سے ہوتی ہے ابتر

عمل اس نصیحت پہ جو جو کرے گا

وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا　ص ۲۹۳

سبھے یہ واہمہ چھوت اور چھات ساری　نہیں احتیاط اسقدر بھائی اچھی
نگل جاؤ ہوئے کسی کی پکائی　چماروں کے ہوئے یا شودر کے بھائی

عمل اس نصیحت پہ جو جو کرے گا

وہ چیلا سوامی کا پکّا بنے گا　ص ۳۱۵ / ۳۱۶

ہے کیا جاترا اور تیرتھ سی حاصل　ہیں سب ایسی باتیں لغو اور باطل
جو تیرتھ کو جائے سمجھ لو ہے غافل　سمجھتا ہے پاکھنڈ انہیں مرد عاقل

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا

وہ چیلا سوامی کا پکّا بنے گا　بھومکا ص ۲۱۴

برابر زن و مرد کے حق کو سمجھو　نہ اولاد ہو تو کسی پاس بھیجو
کسی اور سے بیٹا پیدا کراؤ　نہ کچھ تم ڈرو اور نہ کچھ پچھتاؤ

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا

وہ چیلا سوامی کا پکّا بنے گا

جو پردیس جاؤ تو عورت تمہاری ۔ مصیبت اٹھائے وہ کیوں دکہ کی ماری
کریگی نیوگ اور سے وہ بیچاری ۔ تمہیں دیگی اولاد ایک پیاری پیاری

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا

ص۱۱۹

تجارت کو نکلو تو ۱۲ سال پیچھے ۔ جو لوٹو تو بارہ ہونگے تمہارے
کہ معہ سود تم اصل پاؤگے آگے ۔ ملے بیوی اور بے مشقت کے لڑکے

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا

ستو نیوگ نامہ بہت خوب ہے ۔ دیانند جی کو یہہ مرغوب ہے

بشیر احمد سیتاپوری

کون کہتا ہے گوشت مت کہاؤ
آئے تو وہ ذرا میرے آگے

ماس پارٹی والوں سے تو کوئی بحث نہیں وہ تو گوشت خوری میں میرے ہمخیال ہیں رہ گئے گہاس پارٹی والے وہ مجہے ضرور صلواتیں سنا ئینگے۔ جی کیوں کیوں کے گالیاں دینگے۔ اللہ کی شان قبلہ عالم ہے میرے ہتیا میں جلوہ فگن ہیں۔ خدا خیر کرے۔ مہاشے صاحبان سے میرا سوال یہ ہے کہ مہاراج جی گوشت کہانے میں گناہ ہے۔ کونسا دوش ہے۔ بعض جلد باز تند مزاج بے سوچے سمجہے ضرور بول اٹہینگے۔ کہ رام رام جیو ہتیا بڑا پاپ ہے اس سے بڑہکر دنیا میں کوئی گناہ نہیں انہیں میرا یہہ ہی کہدینا کافی ہوگا۔ کہ یہ کون کہتا ہے کہ آپ جیو ہتیا کریں شوق سے مردہ جانوروں کو کہائیں انہیں تو روح نہیں۔ مگر میں ان سے یہہ پوچھتا ہوں

کہ جانوروں ہی میں جان ہے یا درخت وغیرہ میں بھی۔ انسان حیوان
نباتات میں برابر جان پایا جاتا ہے۔ وہ فقط اتنا ہے کہ انسان ناطق ہی حیوان
ناطق ہیں حیوان متحرک بالارادہ ہے درخت متحرک بالارادہ نہیں۔ مگر جیو تو
سب میں ہے۔ میرے اس کہنے کو تو آپ نہیں مانینگے۔ جبتک آپ کے
گرو کی دستخط نہ ہوگی۔ اچھا دیکھئے ستیارتھ پرکاش ص۲۹۵ سوامی جی یوں
رقمطراز ہیں۔ کہ بعض جیووں کو درخت وغیرہ کا جنم دیا گیا ہے کیوں بباعث
انکے گذشتہ اعمال کے پھر ص۳۳۸ میں لکھتے ہیں۔ کہ جو شخص بذریعہ جسم کے
چوری دوسری کی عورت سے مباشرت اور نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ
بدکام کرتا ہے۔ اس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں ہوتا ہے
پھر یجروید باب ۱۹ منتر ۴۷ کا ترجمہ بھومکا مطبوعہ اجمیر ص۲۲۶ ملاحظہ ہو
(دوسرتی) اس سنسار میں ہم دو پرکار کے جنم (آشرنوم) سنتے ہیں ایک
آدمی کے جسم کو حاصل کرتا ہے دوسرا نیچے کے درجے کے حیوان پرند
کیڑے۔ پروانہ۔ درخت وغیرہ بتبا انہیں دو بھیدوں سے سب دنیا کی
روحیں اپنے اپنے ثواب اور گناہ کے پھل حاصل کر رہی ہیں ۱۲۔ اور دیگر
سماجک بھائی ویدک مت کس موافق خود دو قسم کا جنم مانتے ہیں۔ ایک کرم
جونی جس جنم میں نیک اور بد کر نیکی تمیز اور برا بھلا سمجھنے کی قوت دیگئی ہے
دیگر بھوگ جونی جسمیں یہ قوتیں نہیں دیگئی ہیں۔ اس اعتبار سے بھی منش
کرم جونی ہے اور باقی کل حیوانات اور نباتات بھوگ جونی ہیں غرضکہ میری
اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حیوان کیا بلکہ درخت وغیرہ میں بھی
جیو ہے اب غالباً آپکو بھی انکار نہ ہوگا۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ درخت
وغیرہ میں بھی جان ہے۔ تو میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ جب آپ پھول توڑتے ہیں

پیارے نبی کے پیارے حالات

جلد دوم

یہ کتاب ۳۲۶ صفحہ کی بڑی تقطیع ہے۔ نہایت خوش قلم۔ خوش وضع خوشنما۔ ڈمی کاغذ۔ عمدہ سرورق۔ واضح خط۔ جس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ پہلی جلد بھی ۳۲۸ صفحہ کی تھی۔ جو تا حال برابر ڈیڑھ روپیہ کو بک رہی ہے۔ جن لوگوں نے اس کتاب کی پہلی جلد خریدی ہے۔ اُن کے

لئے تو اس کتاب کی تعریف کی مطلق ضرورت نہیں ہے - وہ تو سچ
جان سے اس کے عاشق زار اور آئے دن متواتر دوسری جلد کے انطباع
کے لئے درخواستیں بھیج رہے ہیں - لیکن جن لوگوں نے پہلی جلد تا حال
نہیں خریدی اُن کے لئے ہم بہ آواز بلند اعلان کرتے ہیں
کہ اس کتاب کی دوسری جلد پہلی جلد سے بھی بدرجہا بڑھ چڑھ کر اور فوق
الفوق ہے - اس کتاب میں رسول صلعم کے اخلاق فاضلہ کی بے شمار
عملی نظیریں - آپ کے اخلاق اعلیٰ کے زبردست نمونے - کلام
ربانی کی صداقت کے ثبوت - اور خدا کی آسمانی کتابوں یعنی توریت
انجیل زبور سے رسول صلعم کی بے شمار بشارات بیان کی گئی ہیں -
آن حضرت صلعم کی نبوت و رسالت کو اس طرح ثابت کر رہی ہیں
جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں - اس کے مطالعہ کے بعد محال ہے -
کہ کوئی شخص آن حضرت کی نبوت و رسالت میں ذرا بھی شبہ کر سکے - کوئی
کتاب اس کی نظیر تا حال نہیں چھپی چونکہ آئندہ کے لئے ہم نے
انعامی کتابوں کا سلسلہ بند کر دیا ہے - لہٰذا

پیارے نبی کے پیارے حالات

جلد دوم

آخری کتاب ہے - جو ہر ایک خریدار کو خواہ نیا ہو خواہ پرانا مفت عطا
کی جائے گی - بشرطیکہ ان کا دستخطی کارڈ ہمارے پاس پہنچ جائے کہ
ہمارے نام عہ کی کتاب پیارے نبی کے پیارے حالات جلد
دوم مفت بھیج دیں - اور رسالہ کا دو روپیہ کا وی پی علاوہ محصول ڈاک ہمارے
نام کر دیں +

اب آپ خیال کریں کہ عہ کی کتاب ۳۲۸ صفحہ کی مفت دیجاتی ہے باقی رسالہ صرف ۸ ر میں رہ گیا + گویا دوروپیہ میں ۳۲۸ صفحہ کی کتاب اور ۳۲ + ۴۴ = ۷۶۸ صفحہ کے رسالے - کل ایک ہزار چھپن صفحے ملتے ہیں - یہ ایک ایسا اتفاقی موقعہ ہے جسے ہرگز مناسب نہیں کہ کوئی شخص ہاتھ سے جانے دے - جس شخص کا دستخطی کارڈ نہ پہونچے گا - اس سے دوروپیہ قیمت وصول کی جائے گی اور انعامی کتاب کا مستحق ہرگز نہیں رہے گا - جو شخص ایک دفعہ وی پی واپس کر دے گا - اسے بھی یہ انعامی کتاب پھر نہیں مل سکیگی - خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ کھوئیں - اور پیارے نبی کے پیارے حالات جلد دوم منگا کر آنکھوں کا نور اور کلیجہ کا سرور بنائیں - اور قوت ایمانی زیادہ کریں ۔ والسلام

اڈیٹر

ویدک ایشر کی تہذیب

تیرا احسان بے پایاں یہ ہم پر خدا یا ہے
مسائل پر قرآن پاک کے قربان ہو جاؤں
اسی نے تیری عظمت قدرت توحید ظاہر کی
تو ہی خالق ہے سب ارض و سما انسان حیوان کا
نہیں ہے اسکا کوئی مسئلہ تہذیب سے باہر
نہ تنکے پوجنے کو شرک کو کفر و ضلالت کو
مسائل وید پر جب سرسری میں نے نظر ڈالی

کہ تو نے امت خیر الوریٰ ہم کو بنایا ہے
شرافت عزت و عصمت کا منبع اسکو پایا ہے
تجلی سے ہی مخلوقات کا خالق بتایا ہے
تو ہی ہے بادشہ سب کا یہ سب تیری رعایا ہے
تو بینیاز ہے ویسا ہی یہ قرآن خدایا ہے
ہر اک تدبیر کو تعلیم قرآن نے مٹایا ہے
او ہی کفر و ضلالت شرک ہی بھرپور پایا ہے

ہو گر پردیس میں شوہر رہا جاوے نہ عورت سے
دیا ہو وید نے گر اولاد اور ہو مرد میں نقصان
...... پاس غیروں کے تم اپنی بیاہتا بیوی
کرنے وہ کامنی عورت تلاش اک ......

بنو دُلہن نکاح حسرت دل کی رہو شاد ا ں
نہیں منظور ایشر کو رہو بن کر کوئی بیوہ
مرنے تو تو یوہنی شادی نکرنی پاوگی ہرگز

یہ ایشر کی اجازت ہے کرو کھیتی زمیں جو ہو
بنو تم صاحب اولاد لیکر تخم غیروں کا
اسے کہتے ہیں ایشرکرت اس پر ناز کرتے ہیں
دیانندی سے پرمیشر تری تہذیب کے قرباں
ادہر تو مرد کی عزت کو ملیا میٹ کر ڈالا
دیانندی تمہاری کیا ہوئی غیرت بتاؤ تو
ملائی خاک میں عزت زنا کی رسم پھیلا کر

اسی میں بہتری ہے ہم تمہیں بتلائے دیتے ہیں
قرآن پاک کے جو راستہ پر لوگ چلتے ہیں
چلے آؤ چلے آؤ یہی ہے راستہ سیدھا
کروڑوں خانہ تاریک جس سے ہو گئے روشن
غبار شرک ہے اسمیں نہ خار کفر کا کھٹکا۔
لگایا نخل وحدت میں جو تم نے ایک بھی غوطہ
مسلمانوں بنو ہمدرد قسمت ہوتی نہیں بہتر
نکالو ہندوؤں کو اسے قرآن پاک کے بندو

وہ...... ہو غیروں سے یہ ویدک نے سکھایا ہے
حصول مدعا کو دینے یہ گر بتایا ہے
مہاشی جی تمہارے بخت خفتہ کو جگایا ہے
با آزادی مزے لوٹے یہ ویدوں نے بتایا ہے
نیوگی مسئلہ یہ خاص ایشر کا بنایا ہے
اسی نے جیٹھ اور دیور سے ...... کرایا ہے
یہی چاہے ایشر کے یہ ویدوں نے بتایا ہے

وہ ناجائز نہیں جو تم نے محنت سے کمایا ہے
غرض اُسنے حرامی کو حلالی کر دکھایا ہے
دیانندی نے یہ تہذیب کا پتک بنایا ہے
اہاہا مسئلہ کیا خوب پاکیزہ بنایا ہے
اُدہر عورت کی صد افسوس عصمت کو مٹایا ہے
شرافت کیوں گنوائی ہائے کیا جی میں سمایا ہے
اور اس پر فخر کرتے ہو یہ کیا اندھیر چھایا ہے
مٹا دو تم اسے جس نے شرافت کو مٹایا ہے

سمجھ لو اُن کے سر پر رحمت باری کا سایہ ہے
اسی کے راہرووں نے منزل مقصد کو پایا ہے
اسی انوار کی جانب تمہیں ہمنے بلایا ہے
یہ ہی ہے وہ کہ جسنے پتھروں سے سر بچایا ہے
تو دیکھوگے کہ ہاتھوں میں دُر مقصود آیا ہے
یہ غمخواری نہیں سمجھا دو تم پر فرض آیا ہے
ضلالت کے کنوئیں میں ہندوؤں نے اُن کو گرایا ہے

(راقم حق پسند) علیگڈہ

بدوزد طمع دیدہ ہوشمند

آجکل دیانندی اخبارات و رسالہ جات کے ایڈیٹروں کی خوشی کا دریا جوش طغیانی پر ہے۔ اور وہ بڑی خوشی سے غوطہ لگا لگا کر اچھل رہے ہیں۔ انکی اس خوشی کا باعث محض یہی ہے کہ یہ آج فلاں صاحب کو دہرمی پرشاد بنالیا۔ اور آج فلاں صاحب نیوگ پر فریفتہ ہوکر تناسخ کے چکر میں آپھنسے ہیں۔ ان کی اس اچھل کود پر غور کرتے ہوئے ہم نے ایسی تحریروں کی جو اخبار ہتکاری امرتسر میں مسلمانوں کے نام شایع کیجاتی ہیں۔ پڑتال کرنی چاہی اور بقول خیرات ہمیشہ گھر سے شروع ہوتی ہے۔ ہم نے اخبار ھتکاری مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۷ء میں ایک صاحب کا بے خان مدرس جھنڈ کا نام پڑھا۔ اور جھٹ مدرس صاحب کے نام ایک جوابی کارڈ روانہ کردیا۔ اور ۲۰ دسمبر کو وہ خط پوسٹ کیا گیا۔ ہمارا خط ۱۲ جنوری ۱۹۲۸ء کو کئی ڈاکخانوں اور ڈیڈ لیٹر آفس پٹیالہ و لاہور سے پھرتا پھراتا ہمارے پاس اس کیفیت کیساتھ کہ "جھنڈہ کلاں و خورد میں اس نام کا کوئی کالیخاں مدرس نہیں ہے۔ اسلئے واپس ہووے" واپس آگیا ہے۔ اصل خط ہمارے پاس موجود ہے۔ اور کئی دیانندی صاحبان کو دکھایا جا چکا ہے۔ اگر دیانندی سماج سرسہ ھتکاری اخبار کی مندرجہ تحریر کو سچا ثابت کردے تو ہم ڈاکخانہ والوں کی شکایت کریں کہ کیوں ہمارا خط جھوٹی کیفیت کیساتھ واپس ہوا ہے۔ اگرچہ یہ صاحب مدرس نہیں تو دیانندیوں نے کیوں جھوٹ کو فروغ دینے کا بیڑا اوٹھا رکھا ہے۔ ایک خط سے ھتکاری میں درج شدہ برائے نام مسلمانوں کے خطوط کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کہانتک دیانندیوں میں جھوٹ سرایت کرچکا ہے مسلمانوں کا نام درج کرکے اسلام کو متہم کیا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو ترغیب دیجاتی ہے۔ کہ دیانندی پنتھ میں شریک ہوں۔ مگر عاقل خوب جانتے ہیں۔ کہ سال میں درجنوں مسلمانوں کے خطوط بذریعہ اخبار شایع کرنا اور پھر سالانہ جلسہ پر صرف دو ایک جھیڑوں کے مالی ارتداد کہانتک سچائی پر مبنی ہے۔ مسلمان بھائیوں کو واضح ہو کہ ایسے خطوط کو ہرگز سچائی پر مبنی خیال نہ کریں۔ ایک معمولی عقل کا مسلمان دیانند کی خلاف بیانیاں سنکر اس پنتھ کی جھیڑوں سے واقف ہو سکتا ہے

کے حامی اور برہم پال ست پال وغیرہ ذرا اپنے دیانندی وید (ستیارتھ پرکاش) کا غور سے
مطالعہ کریں۔ اور اگلے ایڈیشن میں ٹمپرنس کے حامی بن کر اپنے دیانندی وید سے ایسے مکروہ الفاظ نکال
کر ہمیں ممنون کریں۔ ورنہ شراب کے جواز کی فلاسفی بیان کریں۔ نیوگ کے ساتھ شراب کی
حلت سونے پر سہاگے کا کام دے رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر دیانندی یوگی سلاجیت شری
جی مہاراج کی کتاب شرنگار شتاب پڑھ لیجاوے۔ تو بس جاشنی پوری پوری ہو جاوے۔ پھر
بھی اگر کسی کو نیوگ فلاسفی کی اصل حقیقت معلوم نہ ہو جائے۔ تو اس سے زیادہ بدنصیب
کون ہوگا (سوہدرودی بھجنندہ)

دیانندیوں کی جغرافیہ دانی

ہم یہ لکھنا چاہتے ہیں۔ کہ دیانندیوں کا نو تعلیم یافتہ گروہ کہاں تک سچائی کا طالب ہے۔ اگر وہ
فقیر کی لکیر کے فقیر محض تعصب سے سچائی کو اختیار نہ کریں۔ تو بھی تعلیم یافتہ گروہ کو تو کم از کم ایسا نہ
کرنا چاہئے۔ دیانندی گریجوایٹ ہمارا یہ مضمون خاص طور پر مطالعہ فرمائیں

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۵ و صفحہ ۲۵۵ پر آریہ ورت کا حدود اربعہ یہ لکھا ہے شمال میں
ہمالیہ۔ جنوب میں بندھیاچل مشرق و مغرب میں سمندر یا مغرب میں سرسوتی یعنی
دریائے اٹک مشرق میں درشدوتی جو نیپال کے مشرقی حصہ کے پہاڑ سے نکل کر بنگال اور آسام کے
مشرق اور برہما کے مغرب کی طرف ہو کر جنوب کے سمندر میں ملی ہے جس کو برہم پتر کہتے ہیں۔ اور جو
شمال کے پہاڑوں سے نکل کر جنوب کے سمندر کی کھاڑی میں آ کر ملی ہے۔ ہمالیہ کے درمیانی خطے سے
جنوب اور پہاڑوں کے درمیان اور رامیشور تک بندھیاچل کے اندر اندر جتنے ملک ہیں۔ اُن سب کو
آریہ ورت اسلئے کہتے ہیں۔ کہ یہ آریہ ورت دیوتا عالموں نے بسایا ہے۔ اور آریہ لوگوں کے بود
باش کرنے سے آریہ ورت کہلاتا ہے۔ اسی کو دیانند نے ایڈیشن منتری صفحہ ۲۶ پر صحیح لکھا ہے
آریہ ورت کی حدود اربعہ سب نیپال پچھم میں سرسوتی۔ یعنی سندھو ندی۔ پورب میں برہم پتر

یعنی واشدولی اتر میں ہمالیہ پربت اور دکھن میں بندھیاچل پہاڑ وغیرہ۔

اسی کی تائید تعول کلدنب اور تمام وہنبدی اپنی کتب میں عام طور پر کرتے رہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کا ماخذ منوسمرتی ادھیائے دو کا شلوک ستر ھویں سے بائیسویں تک ہے۔ اور دیانندی عام طور پر گرو ستہ پرکرنوں تک سے معتبر سمجھتے اور اس کے حوالے دیتے چلے آئے ہیں۔ آجتک کسی نے اس کے الحاقی یا غلط ہونیکا دعوے تک نہیں کیا۔

مگر ہماری تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ عام طور پر دیانندی اُس پر آنکھ بند کر کے اعتبار کرتے چلے آئے ہیں۔ کسی مگر پر ایٹ نے ذرا بھر تحقیقات کرنیکی تکلیف گوارا نہیں کی +

اُس کے غلط ہونیکا ثبوت یہ ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲ کے مطابق انسانوں کی ابتدائی پیدائش تری وشٹپ یعنی تبت میں ہوئی۔ جسکا محل وقوع ہمالیہ سے شمال کو ہے شائد کوئی معترض بول اُٹھے۔ کہ پہلے زمانہ میں ہمالیہ کے جنوبی ملک کو تبت کہتے ہیں۔ سو یہ اعتراض بدیں وجہ غلط ہے۔ کہ دیانند نے تری وشٹپ کا ترجمہ تبت موجودہ محل وقوع کے مطابق کیا ہے نہ کہ پرانے خیال کے مطابق کیونکہ پہلے اس ملک کو تبت نہیں کہا جاتا تھا۔ بہرحال دیانند کا مقصد یہ ہے کہ تری وشٹپ کا محل وقوع وہی تھا جو موجودہ زمانہ میں تبت کا ہے +

اوپنیشد نمبری صفحہ ۳ و ۱۳۰ سے ظاہر ہے۔ کہ آریہ ورت کا سب سے پہلا راجہ اکشواکو تھا۔ جو برہما سے چھٹی پشت میں تھا۔ اکشواکو سے پہلے پہلے سب شی مہاتما راجا وغیرہ تری وشٹپ میں ہی ہوتے رہے۔ اور منوجی جو برہما کا پوتا تھا۔ وہ بھی تری وشٹپ میں ہی ہو گذرا تھا کیونکہ اکشواکے زمانہ میں تری وشٹپ کی آبادی بہت بڑھ جانے سے آریوں نے تمام ملکوں میں پھیلنا شروع کر دیا تھا۔ اور اکشواکو عالموں سمیت یہاں چلا آیا +

اب ہمیں سخت تعجب آتا ہے۔ کہ منو نے چار پشت پہلے اپنی دھرم پوستک میں کیسے آریہ ورت کا حدود اربعہ لکھ دیا۔ حالانکہ وہاں آریوں کی آبادی بھی نہ تھی۔ اگر منو خود آریہ ورت میں ہو گذرتے۔ جیسا منوسمرتی ادھیائے دو شلوک ۱۷ سے ۲۲ تک ظاہر کرتے ہیں۔ تو وہ

حسب تحریر دیانند اکشواکو کے بعد ہوا ہے نہ کہ پہلے۔ اگر منو نے یہ حوالہ ویدوں سے لیا ہے تو اس کا ثبوت درکار ہے۔ ورنہ منو سمرتی کے یا دیانندیوں کے بیانات کے جعلی اور دروغ ہونے میں ذرا بھی شک نہیں۔ امید ہے کہ دیانندی صاحبان اس پر وچار کر کے اپنی کتب کی مناسب تصحیح کریں گے۔ اب وقت ہے کہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ ویدوں کے تراجم وغیرہ کی ترمیم کیلئے کمیٹی کی جائے۔ کیونکہ ستیارتھ پرکاش اعتراضات کے باعث چھلنی ہو رہی ہے۔ اس کے سوراخ بند کرنے لازمی ہیں۔

انعامی مضمون

دیانندی ویدوں کی تعداد۔

اخبار ہتکاری مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ پر لالہ آتما رام دیانندی نے اپنی کتب سے ویدوں کی تعداد ثابت کرتے ہوئے بہت اینچ پیچ کھائے ہیں۔ ایک عاقل خیال کر سکتا ہے۔ کہ عقیدہ ایسا صریح بیان کرنا مگر اس کے ثبوت کیلئے دلایل کیطرف سے اتنی کمی کہ لالہ جی اپنی کسی مشہور کتاب سے ویدوں کی تعداد تعین نہیں کر سکے نہ کافی ثبوت دے سکے ہیں۔ ہم اس مضمون میں لالہ صاحب کے دلائل کی پڑتال کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ عوام پر اس نتیجہ کی اصلیت ظاہر ہو جائے۔ اور ویدوں کی اصلیت آشکارا ہو جاوے۔

یہ تو ہر مذہب کے معتقد کو معلوم ہے۔ کہ ان اصطلاحات کے جو مذہبی طور پر مستعمل ہوتے ہیں۔ دو اقسام کے معنے لئے جاتے ہیں۔ ایک لغوی۔ دوم مذہبی یا اصطلاحی۔ مثلاً وید کے معنے لغوی علم کے ہیں۔ اور مذہباً اس سے وہ کتاب مراد ہے جس پر عام ہنود کا ایمان ہے۔ دیانندی صاحبان کا یہ عجیب ڈھنگ ہے کہ وہ الفاظ کے استعمال کا محل اور موقع نہیں دیکھا کرتے۔ بلکہ اعتراض سے بچنے کے لئے حسب مرضی خود معنی گھڑ لیا کرتے ہیں۔

دیانندی صاحب نے پہلا ثبوت شبد کلپ درم سنسکرت کی لغات کا دیا ہے۔ کہ اس میں

کا دعویٰ ختم - منو سمرتی ہی ایک ایسی کتاب ہے - جو ستیارتھ صد ۱۲ کے مطابق ابتدائے دنیا میں ہوئی ہے - اگر اس سے آپکا دعوےٰ پایہ ثبوت کو نہ پہنچا - تو آپ کے سب دعاوی باطل ہیں - آپ محل اور موقع کا لحاظ کرکے منو سمرتی کا وہ حوالہ جسمیں آپنے انگرس سے اتھروید مراد لی ہے - معہ ترجمہ کے پبلک کے روبرو پیش کردیں - پھر میں آپ کو آپ کی غلطی سے پورے طور پر آگاہ کردوں گا - فی الحال میں اس مضمون کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں - اگر ہتکاری صاحب نے اس پر کچھ خامہ فرسائی کی تو ہر حوالہ پر مفصل عرض کرونگا - ناظرین دیانندی ویدوں کی اصلیت کو ذہن نشین کرتے جائیں - کہ اس کے مدعیان الہام کے پاس انکی تعداد کی تعین کا بھی پورا پورا ثبوت موجود نہیں - پھر ایسی کتاب کی پیروی سے بجز یاس وحرمان کیا نصیب ہو سکتا ہے خسر الدنیا والاخرہ والا معاملہ ہے - خدا مسلمانوں کو سچی ہدایت نصیب کرے - کہ وہ کلام پاک پر غور وخوض کریں - ذیل میں منو سمرتی کے حوالے لکھے جاتے ہیں - جن سے صراحتاً تین وید ثابت ہیں - جس صاحب کو ہمارے حوالوں پر شک ہو - منو سمرتی مترجمہ کرپا رام دیانندی کو دیکھ لے +

(۱) منو ادھیائے ایک شلوک ۲۳ +

یجر یگیہ کے پورا کرنے کے واسطے اگنی وایو آدی نامک دیوتاؤں کے دل میں وید کا پرکاش کیا +

(۲) منو ۲ - ۷۶ - اکار - سکار - ان تینوں اکشروں کو اور بھو ربھوہ سوہ ان کو بھی برہما جی نے تینوں ویدسے نکالا ہے +

(۳) انہیں تین ویدوں سے برہما جی نے گائتری منتر کے تین پاد نکالے ہیں +

نوٹ (منحانب کرپا رام عرف دو شنا نند یعنی رگوید سے جسکے معنے ستوتی یعنی پدارتھ تعریف بیان کی ہے - اور یجروید میں یگیہ یعنی پدارتھوں کے ملانیکی پدہتی اور سام وید سے عمل کی عظمت کو تبلانے والی گائتری ہے) باقی پھر م

تاکہ جس طرح انسان کے اندرونی قوا شہوانی پر عقل غالب آکر میدان مار تی اور بازی جیت جاتی ہے۔ اسی طرح نادی اے الخیر و خیر محض کی تاثیر جاذبہ شر پر غالب آکر اور کمال محبت الٰہی اور ذوق شوق میں تمام موانع و حوائق سے گذر کر اور عشق الٰہی میں سب رکوں کو یکطرف کر کے اور ہولناک اور خار دار جھاڑیوں سے گذر کر مرد میدان کی طرح ساحل قرب پر پہنچے۔ اور ابدی وصال محبوب سے متلذذ ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفت النار بالشہوات وحفت الجنۃ بالمکارہ ہاں زہر کو بھی اسنے بالارادہ بنایا ہے۔ لیکن کسی کو کھانے پر راضی نہیں۔ اور اگر کوئی بے احتیاطی سے یا جان بوجھ کر زہر کھا کر مر جائے۔ تو نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے اُسے ہلاک کیا۔ یا ہلاک کرنے پر راضی تھا۔ بلکہ اُسنے جان بوجھ کر زہر کھا لیا ہے۔ تو یہہ امر یعنی خودکشی بذات خود ایک جرم میں داخل ہے۔ اسی طرح شیطان کو اسنے بالارادہ بنایا ہے۔ لیکن اسکی اطاعت خدا کی رضا نہیں۔ وہ ایک روک ہے کہ اس سے گزر کر قرب الٰہی کا میدان جیت لیں۔ اور ایک ابتلا ہے۔ تاکہ خالص اور مخلص آدمی پرکھیں جائیں۔

جس طرح زہر کا کھا لینا ہلاک دنیوی کا موجب ہے۔ اسی طرح شیطان کی اطاعت اور گناہ کیطرف جھک جانا ہلاک آخروی کا موجب ہے۔ اور بلاشبہ اس زہریلے سانپ (شیطان) سے بچنا اور اس کے داؤں (فریب شیطانی) میں نہ آنا انسان کا فرض ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ یہہ بات بھی ٹھیک نہیں۔ اور قرآن سے کہیں ثابت نہیں۔ کہ شیطان کو پروردگار عالمین نے بلاوجہ انسان پر مسلط کر رکھا ہو۔ یا خدا تعالٰے اس بات سے راضی ہو

لہ نوٹ قرآن شریف کی سورہ فصلت میں ایک آیت ہے۔ وقیضنا لھم قرناء فزینوا لھم ما بین ایدیھم وما خلفھم وحق علیھم القول فی امم قد خلت من قبلھم من الجن والانس انھم کانوا خسرین۔ اور مقرر کیے ہم نے اُن پر ہمنشین شیطان پس بھلا دکھایا اُن کو جو اُن کے آگے ہے۔ اور جو اُن کے پیچھے ہے اور ثابت ہوئی اُن پر بات سن کر

بلکہ اس کے خلاف جابجا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ شیطان خداوند تعالیٰ کے خاص بندوں پر ہرگز قابو نہیں پا سکتا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان الا من اتبعک من الغاوین۔ بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں ہے۔ مگر اُسی پر جو تیرے پیچھے ہو جائے۔ گمراہوں سے۔ یعنی ارادۃً شیطان کی طرف کیا جائے +

سورہ نحل میں ہے۔ انہ لیس لہ سلطان علی الذین آمنوا وعلی ربہم یتوکلون انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ہم بہ مشرکون۔ بلا شبہ شیطان کا قابو نہیں ہے۔ ان لوگوں پر جو ایمان لائے۔ اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا غلبہ تو اُنہیں پر ہے۔ جو اُس سے دوستی رکھیں۔ اور جو خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور شاہ عبد القادر محدث دہلوی اپنے ترجمہ قرآن سورہ ابراہیم کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ کہ شیطان کا زور نہیں انسان پر۔ مگر مشورت دیتا ہے۔ بُری وہ بات یعنی اپنا گناہ ہے۔ پس نہایت تعجب ہے۔ ان لوگوں پر جو کہتے ہیں۔ کہ قرآن شریف میں شیطان کو خدا کے مقابل خالق شر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور شیطان انسان کو گناہ پر مجبور کرتا ہے۔ ہذا بہتان عظیم۔

اسلام میں ایسا عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ نہ شیطان کا ان لوگوں پر جو خدا کیطرف جھک جاتے ہیں۔ کچھ قابو ہے۔ ہاں جو لوگ خدا کی یاد سے بالکل غافل ہیں۔ اور روحانی اور ایمانی طاقت ان کی کمزور ہے۔ اُن پر یہ وبائی ہوا جلد اثر کر جاتی ہے۔ اور شیطانی ہواؤں کے مغلوب ہو کر شیطان کیطرف جھک جاتے ہیں۔ اور ہلاکت آخروی ان کے نصیب ہوتی ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے خیر کیواسطے بہت سے سامان کئے ہیں۔ پیغمبر بھیجے۔ کتابیں نازل کیں۔ دریائے رحمت بہائے۔ مگر شر کے واسطے کوئی تحریک اس کیطرف سے نہیں ہے۔ البتہ شیطان شرارت کا مخزن اور انسان کو غافل اور کاہل

حضرت نوح اور ہود میں جو ہو چکے ہیں۔ اُن سے پیشتر ہوئے انسان سے کہ انہوں نے ٹوٹا پایا۔ مگر قرآن مجید میں کتشیق اور تسلط کی وجہ پروردگار نے خود بتلا دی ہے۔ کہ انسان کی یاد الٰہی سے غفلت اور تکاہل ہے۔ ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین۔ اور جو شخص آنکھیں چرائے یاد الٰہی سے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ سو وہ اسکا ہمنشین ہو جاتا ہے +

دیکھو کہ شغوی ضرور ہے۔ سو وہ اپنے اختیار عطیہ الٰہی سے متجاوز ہو کر بگڑ گیا۔ اور ہوائے متعفن کی طرح سراسر شر اور مظہر شر ہو گیا۔ جسکی سزا میں ابدی لعنت کا طوق اُس کی گردن میں پڑا۔ سو اس ہوائے بد سے بچنے کا عمدہ نسخہ اور اچھی دوا الہام ربانی ہے جو شیطان کی طرف میل کرے۔ اور اس کے بس میں آئے۔ وہ خود دام بلا میں پھنستا ہے۔ اور خود ہلاکت میں پڑتا ہے۔ خدا پر کچھ الزام نہیں ہر شخص کو اپنے بھلے بُرے کا بالطبع اختیار ہے۔ اور پروردگار عالمین نے ہر شخص کو اختیار دے کر اُس میں ایک بُرے یا بھلے کام کرنیکا ارادہ عطا فرما دیا ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کے اس عطیہ اختیار اور آزادی کو اعتدال کے ساتھ استعمال نہ کرے اس کا خود قصور ہے۔ نہ خدا پر کچھ دوش ہے

کہا جاتا ہے کہ پروردگار نے شیطان کو زندہ کیوں رہنے دیا۔ اور اُس کو ہلاک کیوں نہ کر ڈالا۔ تاکہ خلقت اُس کے پھندے سے چھوٹ جاتی۔ اور نیز وہ بھی خدا کا مخالف ہو کر اسکی سلطنت میں گڑ بڑ نہ کرتا۔ تو اُس کے جواب میں یہ گذارش ہے۔ کہ شیطان کو پروردگار نے زندہ رکھ کر کون سی عزت دیدی ہوئی ہے۔ اور زندہ رہ کر اُسے کونسا شرف حاصل ہے۔ جو اسکا زندہ رہنا خدا کی سلطنت رانی میں قادح سمجھا جائے۔ ہاں! ایک نہایت ذلت کیساتھ ابدی لعنت کا طوق اسکی گردن میں پڑا ہوا۔ اور ناگفتہ بہ زندگی اُسے حاصل ہے۔ اور تمام دنیا اس پر لعنت بھیجتی ہے۔ اور قیامت تک اُسی لعنت میں گرفتار رہے گا۔ سو یہ اسکا زندہ رہنا اور خدا تعالیٰ کا اس ملعون کی درخواست حیات الی یوم القیامت کو منظور کر لینا کچھ اسکے لئے عزت یا فخر کا تمغہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس ملعون کیلئے ایسی سخت سزا ہے۔ کہ خدا دشمنوں کے نصیب کرے۔ تمام جہان اُس نابکار کو مردود۔ ملعون اور رجیم کے نام سے پکارتا ہے۔ اور نہایت حقارت اور ذلت کے ساتھ اسکا نام لیا جاتا ہے۔ سو یہ اسکا وجود خدا کی سلطنت بادشاہت اور اُس کے کاموں میں تو خلل کیا ڈال سکیگا۔ وہ بیچارہ خود ہی غضب الٰہی میں گرفتار اور طوق لعنت میں اسیر اور ہمیشہ ترساں و لرزاں ہے خدا کے سامنے اس بیچارہ کی کیا بساط ہے؟ ایک دم میں پروردگار اس کو ہلاک کر سکتا ہے۔ اور سچ پوچھو تو اگر خداوند تعالیٰ اس مردود نابکار کو ہلاک کر ڈالتا۔ تو یہ اتنا حد بیشتر دیا دلانتی کچھ بہت زیادہ نہیں تھی۔ بڑی سزا تو اس کے حق میں یہی ہوئی۔ کہ پروردگار نے اسکو ہمیشہ کیلئے مطرود

زندہ رکھ کر ابدی لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈالا۔ اور ہمیشہ کیلئے اُسی مخلوق کی لعنت ملامت کا اُسے نشانہ بنایا۔ جسکے آگے سر جھکانا اُس کو عار معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ پرلے درجہ کی ذلت اور خذلان ہے۔ قرآن شریف میں ہے قال فاخرج منہا فانک رجیم وان علیک اللعنۃ الی یوم الدین قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون۔ قال فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ سو نکل جا وہاں سے۔ بیشک تو میری درگاہ سے رد کیا گیا۔ اور تجھ پر قیامت تک لعنت ہو۔ شیطان بولا سو اے میرے رب مجھے بعثت تک مہلت دے۔ خدا نے فرمایا سو تجھ وقت معلوم۔ یعنی قیامت تک مہلت دی گئی ہے۔ ان آیات سے شیطان کا خدا کے آگے عاجز اور ذلیل ہونا صاف ظاہر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بعثت تک کی زندگی کا خواستگار ہونا۔ اور وجود اور بقا میں اپنے تئیں خدا کا محتاج سمجھنا اظہر من الشمس ہے۔ پس پنڈت میانند وغیرہ جنہوں نے مارے اعتراضوں کے اپنی کتابیں سیاہ کر دی ہیں۔ اور شیطان کو خدا کی سلطنت میں گڑبڑ کرنیوالا۔ اور خدا کے مقابل خالق شر وغیرہ خیال کیا جاتا ہے۔ بالکل بے سمجھی ہے۔ قرآن شریف میں جہانتک تدبر کیا جاتا ہے۔ خدا کی ذلت خذلان۔ اور خدا کے آگے اس کا طوعاً کرہاً دست نیاز پھیلاتا ثابت ہوتا ہے۔ نہ اسکی عزت یا خدا سے وجود بقا میں بے نیازی +

ہاں جب شیطان نے خدا تعالیٰ کے سامنے یہ کلمات کہے۔ کہ میں تیرے بندوں کے پھسلانے بہکانے اور راہ حق میں بچلانے میں قصور نہ کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نہ بطور حکم یا اجازت کے۔ بلکہ شیطان کے نادم اور قایل کرنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ کہ تجھسے جہاں تک ممکن ہے اُن کی راہزنی میں کوشش کرے۔ تجھ سے کچھ بھی نہیں ہو سکیگا۔ اور میرے خالص بندوں پر تیرا ذرا بھی قابو نہیں چل سکیگا۔ ہاں جو میری یاد سے غافل اور میری راہ سے الگ پڑے ہیں۔ اور جو بغیر اسکے بھی کہ تو انکے بہکانے میں سعی کرے۔ دوزخ کا ایندھن بننے والے ہیں ایسے لوگوں پر تیرا قابو چل جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن میرے خاص مخلص بندوں پر۔ تیرا ہرگز ہرگز قابو پانا ممکن نہیں +

سورہ بنی اسرائیل میں ہے۔ اور جب کہا ہمنے فرشتوں کو سر جھکا دو آدم کے سامنے۔ سو سب نے سر جھکا دیا۔ سوائے شیطان کے۔ وہ بولا کیا میں سر جھکاؤں ایسے شخص کے سامنے۔ جس کو تو نے مٹی سے بنایا۔ کہا ہے تو یہی جس کو تہنے بڑائی دی۔ مجھ پر۔ سو اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے تو البتہ میں اسکی اولاد کو ابدی ہلاکت میں ڈالوں۔ سوائے چند آدمیوں کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ چلا جا۔ سو جو اُن میں سے تیرا پیرو ہوگا۔ سو تم سب کی پوری جزا جہنم ہے۔ اور اُن میں سے تو جس کو بہکا سکے بہکالے۔ اپنی پکار کے ساتھ۔ اور کھینچ لا اُن پر اپنے سوار اور پیادے اور شریک بن اُن کا اُن کے مال و اولاد میں۔ اور وعدہ دے اُن کو۔ اور شیطان کا وعدہ اُن سے سوائے دہوکہ بازی کے کچھ نہیں ہے۔ اور تیرا رب کارساز کافی ہے +

پس ان آیات میں پروردگار عالمین شیطان کے آگے مخلصین کے صدق و ثبات و استقلال کی تعریف اور اُس کے مکر و فریب سے خالص مومنوں کے لغزش نہ کھانیکی توصیف بیان کرتے ہیں۔ کہ تو لاکھ اُن کے ڈگمگانے میں کوشش کر لے۔ وہ ہرگز جادۂ مستقیم سے لغزش نہ کھائیں گے۔ جس سے شیطان کی اور بھی ذلت و خذلان ظاہر ہوتی ہے۔ کچھ شیطان کو حکم و اجازت نہیں ہے کہ تو جا کر لوگوں کو بہکا۔ ہاں کاہل اور غافل انسان کو ان آیات میں اشعار ضرور ہے کہ وہ شیطان کے دھوکے میں ہرگز نہ آئے۔ کیونکہ شیطان کے دعوےٰ نرے مکر و فریب اور دھوکا بازی ہیں۔ اور الہی وعدے سچے اور سچے ہیں۔ جو خدا کی طرف جھکے۔ خدا اس کے لئے کافی کارساز ہے۔ شیطان کے داؤں اُس پر ہرگز کارگر نہیں ہوسکتے +

بعض شیطان کے بھائی بند اور اس کی دلیل اسکی حمایت میں کہتے ہیں۔ کہ شیطان کا اس معاملہ میں کچھ قصور نہیں تھا۔ یہی پروردگار کا اس کو مردود کرنا اور ابدی لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈالنا سراسر بے انصافی پر مبنی ہے۔ بلکہ اگر شیطان نے خاکی نژاد آدم کو سجدہ نہیں کیا۔ اور خدا کا اس کو شریک نہیں ٹھیرایا۔ تو اسکی کمال دانشمندی اور قرین مصلحت قیاس ہے۔ یہ کہ اُلٹے خداوند تعالیٰ نے اُسکو مردود کردیا۔ اور اُس سے ناراض ہوگیا۔ سو اس کے جواب میں یہ گذارش ہے کہ پروردگار عالمین نے آدم کو خلافت کا خلعت پہنایا اور اُس کو فضیلت دینی چاہی تو [illegible]

اُن کی اطاعت کا حکم دیا۔ اور سب نے اس کے سامنے تعظیم کے لئے سر جھکا دیا۔ اور فقط اسی[۱] مردود نے اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔ ساجد یا مسجود ہوا قیاس کرنا شروع کر دیا۔ سو شاید مخالف فریق کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ماننا اور اس میں حجتیں نکالنی کچھ بات نہ ہوگی۔ لیکن ساری دنیا کا تو یہی مقولہ ہے کہ الامر فوق الادب یعنی حکم کا ماننا ادب سے بھی بالاتر ہے۔ پس اس مردود نے پروردگار کا حکم نہ مانا۔ اور فرمان الٰہی کو بالائے طاق رکھدیا۔ تو کیا یہ ملعون اس لایق نہیں تھا۔ کہ لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈال کر ہمیشہ کیلئے مطرود و مردود کیا جاتا۔ اگر آدم کو سجدہ کرنا (حالانکہ وہ سجدہ عبادت[۵] ہرگز نہیں تھا) سو ہم عصیان تصور کیا جاتا ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے علانیہ سرکشی کرنا اُس سے کہیں بڑھ کر گناہ اور اکبر کبائر نہیں ہے؟ پس شیطان کے وکیلوں کی وکالت اس کے حق میں سراسر غیر مفید اور بے دلیل ہے۔ وہ ہرگز اس کبیرہ گناہ سے بری نہیں ہو سکتا۔ جس کا وہ مرتکب ہوا۔ یعنی ارشاد الٰہی سے انکار کرنا۔ عاشقان صادق کا یہ کام نہیں۔ کہ محبوب کے حکم میں حجت نکالیں۔ بلکہ محبان صادق کا کام فقط رضا و تسلیم ہے۔ جو لوگ شیطان کے گناہ کو گناہ نہیں تصور کرتے وہ عشق و محبت کے سر سے بالکل ناواقف ہیں۔ ست

پائے سگ بوسیدہ مجنوں قوم گفتہ ایں چہ بود؟ گفت ایں سگ گاہ گاہ در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

ساتواں اعتراض

(۲) مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ والقدر خیرہٖ و شرہٖ من اللہ تعالیٰ۔ یعنی انسان کی بھلائی برائی اللہ کی تقدیر سے ہے۔ پس اگر انسان کی بھلائی برائی اسی کی طرف سے ہے۔ اور مجبور کر کے وہی بھلائی برائی کراتا ہے۔ سو انسان کیسے ماخوذ ہو سکتا ہے۔

---

[۵] اس امر کی دلیل کہ سیدنا حضرت آدم کو فرشتوں کا سجدہ۔ سجدہ عبادت نہیں تھا۔ یہ آیت ہے جو سورۂ یوسف میں ہے وخروا لہ سجدا۔ اور یوسف کے بھائی اسکے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے۔ حالانکہ یہ سجدہ عبادت نہیں تھا۔ صرف یوسف علیہ السلام کی تعظیم و تکریم مقصود تھی۔ فافہم و تدبر۔

مجبور کو ماخوذ کرنا سراسر ظلم ہے +

(۲) اور نیز مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ من یھدی اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضلل فلا ھادی لہٗ۔ یعنی جس کو اللہ ہدایت دے۔ اسکا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں۔ اور جسکو خدا گمراہ کرے۔ اسکا کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ پس اگر خدا ہی انسان کا گمراہ کرنیوالا ہے۔ تو وہ سزا کیسے دیسکتا ہے؟

جواب

مسلمانوں کے عقائد میں بلاشبہ یہ داخل ہے۔ کہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ یعنی مقدر[۱] اُس (انسان کی) بھلائی اور بُرائی کا اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے۔ یعنی انسان کی نیکی اور بدی علم الٰہی میں مقدر ہوچکی ہے۔ لیکن اسکے سمجھنے میں عام لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ بہت لوگوں نے بالعموم یوں سمجھ رکھا ہے۔ کہ خدا (موافق تقدیر) مجبور کرکے انسان سے بھلائی یا برائی کرواتا ہے۔ اور بُرا بھلا سب کچھ اُس نے قسمت میں لکھدیا ہے۔ حالانکہ اس عقیدہ کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے۔ اور نہ خدا اس طرح جابر اور قاہر ہے۔ بلکہ اس عقیدہ کا ٹھیک مفہوم یہ ہے۔ کہ خدا نے قدیم ارادہ سے (جو اُس کو انسان کے خودمختار پیدا کرکے بُرے بھلے کام کے عوض سزا جزا دینے پر تھا) جو کچھ انسان کی خود اختیاری سے ہونا تھا۔ وہ اس نے مقدر معلوم کر رکھا ہے۔ اس کے علم تقدیر کے خلاف ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو اسکا علم غیب دربارہ افعال مکسوبہ عباد جھوٹا اور خلاف واقع ٹھیرتا ہے۔ حالانکہ علم الٰہی ہرگز جھوٹ اور خلاف واقعہ نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ اپنے افعال کے باعث میں قابل جنت یا قابل دوزخ ہیں۔ وہ اس کو معلوم ہیں۔ جو شخص اس کے قدیم علم اور تقدیم ارادہ میں اتمام حجت کے بعد اپنے افعال بد کے بموجب دوزخی ہے۔ ہرگز اس کا بہشتی ہونا ممکن نہیں۔ اور جو اپنے اعمال حسنہ کے سبب بہشتی ہے۔ اسکا دوزخی ہونا محال ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو خدا کا علم غیب بہ نسبت نجات ابدی و عذاب ابدی انسان جھوٹا ٹھیرتا ہے۔ جو ہونا تھا

---

[۱] مقدر کرنا اندازہ کرنا علم احاطت کرنا ہے نہ کہ جبر کرنا +

اسے اپنے علم غیب سے پیشتر معلوم ہے۔ اور یہی علم بالغیب واخبار بالغیب تقدیر ہے۔ غور طلب بات یہ ہے۔ کہ لوگوں نے یوں سمجھ رکھا ہے۔ کہ جو کچھ خدا نے لکھدیا ہے بمجبوراً وہی ہوگا۔ اور اصل یہ ہے کہ جو کچھ ہونا ہے۔ وہ اُس نے لوح محفوظ میں (جو تعینات عالم مثالی سے ایک مکان ہے) لکھدیا۔ یعنی اس کے علم میں مقدر و معلوم ہے + اور اس میں جو کچھ خوبی اور کمال ہے عالم بالغیب کا ہے۔ نہ کہ اسکے عالم بالغیب ہونے سے کچھ انسان کے افعال میں جبر یا تعرض لازم آتا ہے۔ بفرض محال خدا کے وصف علم بالغیب سے اگر قطع نظر کریں تو انسان سے وہی افعال سرزد ہوں گے۔ جو اُس کے عالم بالغیب ہونیکی صورت میں سرزد ہوتے ہیں۔ نہ غیر اُن کے۔ اور اس میں اسکے کمال علم کی خوبی ہے۔ اس بات کو انسان کے جبر سے کچھ علاقہ نہیں۔ انسان کو خدا نے کوری تختی کی طرح سلیم الفطرت پیدا کیا ہے۔ اور اس میں کسب افعال کا ارادہ و اختیار پیدا کر دیا ہے۔ پھر وہ بُرے بھلے جیسے نقوش چاہے اپنے لوح دل پر لکھ لے۔ اُسی کے موافق معاتب یا مثاب ہوگا۔ سیدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ هُوَ الَّذِی قدر الاشیاء وقضاها ولا یکون فی الدنیا ولا فی الآخرة شیئ الا بمشیته وعلمه وقضائه وقدره وکتبه فی اللوح المحفوظ لکن کتبه بالوصف لا بالحکم۔ وہی اللہ ہے جسنے مقدر کیا اشیا کو۔ اور اپنا محکوم بنایا۔ اور دنیا آخرت میں کچھ نہیں ہوتا۔ مگر اُسکی کے قدیم ارادہ اور قدیم علم اور حکم اور تقدیر۔ اور لوح محفوظ میں لکھنے کے موافق لیکن اسکا لکھنا وصف کے ساتھ ہے۔ حکم کے ساتھ نہیں۔ اس کے حاشیہ پر شارح لکھتا ہے۔ قولہٗ کتب بالفتح کہتے ہیں کہنے کو۔ یعنی یوں لکھنا۔ کہ فلانا آدمی فلانی فلانی برائی یا بھلائی ان صفتوں کے ساتھ فلانے زمانے فلانے مکان میں اپنے اختیار سے کرے گا۔ نہ اسطرح کہ حکم ہے۔ فلانے پر زبردستی اس کام کے کرنیکا انتہٰی۔ پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں خلق اللہ خلق سلیمًا من الکفر والایمان اللہ تعالیٰ نے خلقت کو کفر اور ایمان سے خالی پیدا کیا ہے۔ ولم یجبر احدًا من خلقه علی الکفر ولا علی الایمان۔ اور خدا اپنے مخلوق میں سے کسی کو کفر (باقی آئندہ)

انوار الاسلام سلسلہ کے لئے دیکھو ۲۳ جلد ۶ نمبر ۲۲ و ۲۳ -

کیونکہ مادہ و ارواح جو محدود وجود ہیں۔ اور نقصان کے داغ سے آلودہ جب اُن ناقص وجودوں کو ان لوگوں نے آپ سے آپ اور واجب بالذات مان لیا۔ تو خدائے کامل کے آپ سے آپ اور واجب بالذات ہونے پر کیسے استدلال ہو سکتا ہے *

یہی تو خدا کے وجود پر دلیل تھی۔ کہ وہ آپ سے آپ ہے! پس جب دنیا میں ایسے وجود نکل آئے جو ناقص اور محدود ہو کر واجب بالذات اور آپ سے آپ ہیں۔ تو خدا کے آپ سے آپ ہو کر کامل اور غیر محدود رہنے پر کیا دلیل رہ گئی؟ ہم آریہ کے عقیدہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ (معاذ اللہ) خدا کو واجب بالذات اور آپ سے آپ مان لیا جائے۔ لیکن اس میں بھی نقص یا عیوب ہونے ممکن ہیں؟ کیونکہ مادہ و ارواح جنکو آپ لوگ واجب اور قدیم مانتے ہیں۔ اُن میں جو نقائص و عیوب مشاہدہ و معاین ہیں۔ خدا اس اصل پر کیسے بری ہو سکتا ہے؟ کوئی نہیں یہہ آریہ کا عقیدہ ہی بالکل لغو اور باطل ہے۔ کہ مادہ و ارواح خدا کے احاطہ تخلیق سے باہر ہیں۔ مادہ اور ارواح اور ہر ایک شے اسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ خدا کے سوائے آپ سے آپ کوئی شے نہیں۔ آریہ کے عقیدہ کی بنا پر تو خدا کا ماننا بھی ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ مادہ و ارواح مع اپنے تمام عجیب و غریب خواص و صفات کے خود بخود اور قدیم مانے گئے۔ تو پھر اُن کو جوڑ جاڑ کر خلقت کو رچنے کے لئے خدا کی کیا ضرورت ہے؟ اُس کو بھی آپ سے آپ مان لیں۔ جیسا کہ بظاہر نظام کائنات میں انتظام عالم نظر آرہا ہے؟ ایسا ہی عیسائیوں کے عقیدہ کی بنا پر بھی خدا کا ماننا ضرور نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ ان لوگوں نے جب حضرت عیسےٰؑ کو جنکا محدود وجود ہونا اظہر من الشمس ہے اور اُس میں انسانیت کے عیوب نقائص (کھانا پینا سونا فناہ ہونا وغیرہ) بھی ثابت ہیں۔ خود بخود اور واجب بالذات خدا مان لیا تو باقی تمام اشیاء عالم اور نظام موجودات کو خود بخود ماننے سے کونسی بات روک سکتی ہے۔ اجسام و ارواح اور ہر ایک چیز کو بھی خود بخود مان لیں ناقص شے سے کامل چیز تک پہنچ جانا۔ محدود چیز سے غیر محدود وجود کا سراغ لگانا ہی تو وجود الٰہی پر استدلال کی [illegible] ناقص اور محدود ہی جب واجب اور خود بخود ٹھہر گئی تو باقی اشیاء

کے خود بخود نہ ہونے پر کیا دلیل ہے - اور خدا کی ہستی کا کیا ثبوت ؟ -

بلاشبہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ بالکل مردود ہے کہ خدائے غیر محدود - محدود وجود میں آیا لا انتہا ابتدا و انتہا والی ہستی میں سمایا - خدا اپنی صفات کمال کو چھوڑ کر کیسے محدود وجود میں آسکتا ہے - لا انتہا اور عنی وحمید بلا وجود ابتدا و انتہا والی ہستی میں کیسے سما سکتا ہے + محدود ذات کو خدا مان لیا تو خدائے غیر محدود کے وجود پر کیا دلیل ہے - ناقص شئے کو خدا مان لیا - تو خدائے کامل کی ہستی کا کیا ثبوت ہے - عیسائیو چھوڑ دو اس ناقص دین کو جس میں کاملیت کا نام و نشان نہیں رہا - ترک کر دو اس جعلی آئین کو جو اصلیت پر ذرا نہیں رہا - آؤ دین اسلام کی طرف جو سب سے اعلیٰ و اکمل دین ہے - آؤ ملت حنیف کی طرف جو سب سے بالاتر و افضل آئین ہے چھوڑ دو اس انجیل کو جو مصنوعی کی تصنیف ہے - آؤ قرآن شریف کی طرف جو خدائے پاک کی تنزیل ہے +

اللہ اکبر! قرآن شریف خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اور عظمت و جلال کے بیان کرنے میں ایک دریائے ناپیدا کنار ہے - اور بحر ذخار -

وہ سمندر کی طرح بڑی شان و شوکت کیساتھ اللہ تعالیٰ کے اوصاف کمال اور اسکے عظمت و جلال کے اظہار میں موجزن ہے - اور کفر و شرک اور بطلان کے خس و خاشاک کو بیرون انگن ہے ممکن ہے کہ اس بارہ میں کوئی کتاب قرآن شریف کیساتھ مقابلہ کر سکے ؟ ہو سکتا ہے - کہ کوئی فلاسفی اسکے مقابل دم مار سکے ؟ ویدا اس کے سامنے شل گنگ ہے اور ژند کے اس کے سامنے پاؤں لنگ ہے +

توریت (مروجہ) اسکے سامنے ایک مجموعہ حکایات ہے - اور انجیل (مروجہ) اسکے مقابل افسانہ روایات - سوائے اسکے کوئی کتاب نہیں جو اسکا مقابلہ کر سکے - کوئی فلسفی نہیں جو جہاد کر سکے +

قرآن شریف کا کس نے مقابلہ کیا سوا اس نے خجالت نہیں اٹھائی ؟ کون سامنے ہوا

کہ اُس نے ذلت نہیں پائی ۹ سچا کلام قرآن ہے - اور سچا دین اسلام اور سب کے سب مذہب اس کے سامنے ایک طفل دبستان ہیں - اور وہ سب پر فایق اور نمایاں - سب ظلمت کفر و شرک سے بھرے ہیں - اور اُس کا نور حقیقت مثل مہر درخشاں - آریو آؤ - ! اس دین حق کیطرف جسکی حقیقت آفتاب کیطرح تاباں ہے - اور چھوڑ دو اس باطل مذہب کو جس کی تاریکی سے چشم عقل خیرہ و حیران ہے - اس خدا کو مانو جو تمام نیو مات کا منبع اور خالق ارواح و اجسام ہے - اور اس مفروضہ خدا سے منہ پھیرو کہ اگر ارواح و اجسام خود بخود نہ ہوں - تو اُسکی خدائی کی ترقی تمام ہے - اُس خدا کیطرف رخ کرو جو تمہیں ابدی شکتی پہونچائے - اور اُس مفروضہ خدا سے مُنہ پھیرو جو ابد الآباد تناسخ کے پھندے میں پھنسائے -

تین خدا کے ماننے والو تین کبھی کامل نہیں ہوسکتے - پس ان ناقص خداؤں سے مُنہ پھیرو - اہل اسلام کی ایک ذات مُستجمع الصفات اور کامل خدا کی طرف آؤ - بت پرستی میں پھنسکر رہ جانیوالے سناتن دہرمیو ! بت پرستی سے کبھی کوئی انتہائے کمال کو نہیں پہونچا - ان اینٹ پتھر کے ٹھاکروں کو چھوڑ کر اُسی ایک ذات باکمال کیطرف رجوع کرو جس غیر محدود ذات کی کوئی مورت یا تصویر نہیں ہوسکتی - اور جس نے یہہ سب کچھ رچا ہے - جیسی بیحرکت جماد (بت) تمہارے کس کام آسکتے ہیں - تمہیں کیا رہبری کرسکتے ہیں - اُن کا دھیان کیا فائدہ دے گا - اُن سے کیا گیان حاصل ہوگا - یہہ صرف تمہارا ایک خیال ہے - جو سراسر محال ہے - اور آخرت کیواسطے ایک وبال ہے

سورج اور چاند اور ستاروں کی پرستش کرنیوالو - یہہ سب تمہاری طرح بے بس اور خدا کے حکم میں مسخر اور اُس کے مخلوق ہیں - جو اللہ نے تمہارے کام پر مقرر کا دیے ہیں اور یہ سب کے سب تمہارے خادم ہیں - پس ان سب سے منہ پھیر کر احسن الخالقین کیطرف متوجہ ہو جسنے ان سب کو بنایا - اور حضرت ابراہیم ع کے مطیع بنو - جنہوں نے فرمایا انی وجہت وجھی للذی فطر السموٰت و الارض حنیفا وما انا من المشرکین :

میں سمجھتا ہوں کہ سچ ہر ایک کو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سچ کو جب سے تم سب میرے دشمن ہو جاؤ گے۔ لیکن کیا انسان سچ کہنا ہے کسی کی عداوت کا خیال کرے۔ یا کسی کی خوشامد کرے؟ کیا صرف سچ بولنے کی وجہ سے میں تمہارا دشمن ہو گیا۔ اور مشفقانہ نصیحت کے سبب عدو؟۔

میں نہایت جرأت اور دلیری سے علانیہ کہتا ہوں۔ کہ تم سب کے مذہب بالکل باطل اور لغو خیالات کے ہیں۔ اور اسلام سراپا حق اور صداقتوں سے بھرا ہوا ہے۔ لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید۔

قرآن شریف کی یہ صفت ہو۔ حکیم۔ (حکمتوں سے بھرے ہوئے) حمید (خوبیوں والے) کی طرف سے جو کتاب ہوگی۔ اس میں بطلان کا کب دخل ہو سکتا ہے؟ یقین سمجھو کہ تم سب بھولے ہوئے ہو۔ دنیا روزے چند است۔ عاقبت کار با خدا۔ دنیا ساب سمجھ لو اور اسی اللہ کی طرف گردن جھکاؤ جو مستجمع کمالات اور منبع فیوضات ابدی نجات بخشنے والا غفور رحیم ہے۔ اور اپنے مفروضہ باطل معبودوں سے منہ پھیرو۔ اللہ تعالٰے تمہیں ہدایت کرے۔ آمین!

منقولی طور پر تثلیث کا ابطال

اور

توحید کا ثبوت

اب ہم اس مضمون میں پہلے اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان آخری کتاب یعنی قرآن شریف سے توحید خالص کا اثبات اور مسیح کی الوہیت اور تثلیث کا ابطال ظاہر کرتے ہیں۔ اور دکھا دیتے ہیں کہ قرآن شریف اثبات توحید و ابطال شرک میں اعجاز کے کس درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ اور اس نے خالص توحید کو کن کامل اور زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اور شرک کو کس اعلےٰ درجہ سے رد کیا ہے۔

اس کے بعد ہم بائبل سے خالص توحید کو بیان کر کے مخالفوں پر اتمام حجت کریں گے اور ان کے استدلال

[illegible]

دکھلا دیں گے۔ کہ الوہیت مسیح اور تثلیث کا عقیدہ کہانتک اصل توریت و انجیل کے مقاصد کے برخلاف ہے
کتب ثلاثہ (یعنے قرآن و زبور و انجیل) سے توحید خالص توحید رائج رہتی ہے۔ اور حضرت مسیحؑ
کے مذہب کی بنا خالص توحید پر تھی۔ الوہیت مسیح اور توحید کا عقیدہ پیچھے تراشا گیا۔ اور آہستہ آہستہ
جعل کو کام میں لاکر انجیل کے اندر داخل کر دیا گیا۔

تنبیہ

چونکہ تثلیث کا بڑا جزو حضرت مسیحؑ ہیں جنکو عیسائی لوگ خدا اور خدا کے برابر اور خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ اور تثلیث کا بڑا مدار الوہیت مسیحؑ پر ہے۔ پس جب حضرت مسیحؑ کی الوہیت اور ابنیت کا بطلان ثابت ہوجائے تو تثلیث کلتہ استیصال ہوگیا۔ اسلئے ہم نے زیادہ تر زور اس مضمون میں ابطال الوہیت مسیحؑ پر دیا ہے۔ جو تثلیث کے بطلان کی بنیاد ہے اور جس پر عقیدہ تثلیث کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ مسیحؑ کی الوہیت کے ابطال کے بعد کچھ ضرورت نہیں رہتی کہ روح القدس کی الوہیت کا بطلان ثابت کیا جائے۔ اسلئے روح القدس کی الوہیت کی تردید کیطرف چنداں توجہ نہیں کی گئی۔

قرآن شریف کی آیات اعجاز نمایاں شرک

اور

تثلیث کی تردید اور اثبات توحید میں۔

الحمد للہ الذی انزل الکتاب علیٰ عبدہ ولم یجعل لہ عوجا۔ قیما لینذر بأسا شدیدا من

سب خوبیاں اس اللہ کو جس نے نازل کی کتاب اپنے بندے پر اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ وہ ٹھیک کتاب ہے جو اسلئے نازل ہوئی کہ لوگوں کو خدا کی سخت عذاب سے

سلہ عیسائیوں کے اعتقاد کا مشکل کچھ اور صریح عقل کے خلاف ہیں۔ جیسے تثلیث حقیقی مان کر پھر توحید حقیقی کا قائل ہونا

لدنه ويبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجرا حسنا ماكثين فيه ابدا وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولدا ما لهم به من علم ولا لآبائهم كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا

ڈرائے۔ اور نیکو کار مومنوں کو خوشخبری سنا یہ کہ ان کے لئے نیک بدلا ہے۔ جس میں وہ ابدالآباد کے لئے رہیں گے۔ اور ڈرائے ان لوگوں کو جو کہتے کہ اللہ نے اولاد بنا رکھی ہے۔ انہیں اس بات کچھ علم نہیں۔ نہ ان کے باپ دادوں کو۔ یہ بڑی بات ہے۔ جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے جس میں سوائے جھوٹ کے کوئی سچائی نہیں۔

قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد۔

تو کہدے اے محمدؐ کہ وہ اللہ ذات وصفات میں ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اسکے ہاں اولاد ہے۔ نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اسکے تو برابر کا ہی کوئی نہیں۔

الله لا اله الا هو الحي القيوم لا تاخذه سنة ولا نوم له ما في السموات وما في

وہ اللہ ایسی ذات پاک ہے جسکے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ وہ زندہ ہے (اس پر موت اور فنا کبھی طاری نہیں ہو سکتی) قیوم (قائم بالذات جو تمام دنیا کے وجود

(بقیہ حاشیہ) حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا (جو باپ سے موخر ہونا چاہئے) قرار دیئے گئے پھر اس کو باپ کے ہمسر اور ازلی قرار دینا۔ اسے کامل انسان بھی سمجھنا۔ اور کامل خدا بھی (نعوذ باللہ) ایک بیگناہ آدمی کا صلیب دیا جانا۔ اور تمام دنیا کے غیر محدود گناہوں کے بدلے کفارہ ہونا۔ وغیرہ سب عقل و نقل کے خلاف ہیں اور بھی رکھتے ہیں۔ مسئلہ عیسائیوں کے پاس کوئی ٹھیک ٹھیک بیان یا پکی سند نہیں کہ وہ ان عقائد کو یقینی قرار دے سکیں صرف اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حضرت مسیح صرف انسان تھے (جیسے یونی ٹیرین) کوئی خدا بناتا ہے کوئی تثلیث میں بجائے روح القدس کے مریم کو داخل کرتا ہے۔ کوئی حضرت مسیح کا صلیب دیا جانا مانتا ہے۔ کوئی نہیں مانتا پھر اناجیل ماننے میں بھی اختلاف ہے۔ کوئی کسی کو مانتا ہے کوئی کسی کو۔ پر کوئی پکی سند نہیں صرف ان کے بڑوں نے اٹکل پچو قیاس کر کے مان رکھا ہوا ہے

(حاشیہ ۱۵

الأرض من ذا الذی یشفع عندہٗ
إلا بإذنه - یعلم ما بین أیدیهم
وما خلفهم ولا یحیطون بشیءٍ
من علمه إلا بما شاء وسع
کرسیه السموٰت والأرض
ولا یؤدہٗ حفظهما وهو
العلی العظیمُ

اور بقا کیلئے سہارا ہے) سو نہیں سکتا کہ اُسے اونگھ یا نیند آئے - زمین اور آسمان کے درمیان جو کچھ ہے سب اسی کے ملک اور تصرف میں ہے - کسیکی مجال نہیں کہ اسکے حکم کے بغیر اسکے سامنے سفارش کر سکے وہ موجودات کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے اور موجودات میں سے کوئی بھی اسکے معلومات میں سے کسی شے پر احاطہ نہیں کر سکتا مگر جسقدر وہ چاہے اسکی سلطنت کی کرسی زمین و آسمان پر حاوی ہے اور وہ آسمان و زمین کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا - اس کی شان بلند اور عظمت والی ہے +

(یقینًا خاتمہ نمبر ۱) سبحان اللہ کیا اوصاف الٰہی اس سورۃ میں بیان کئے گئے ہیں - جسکا مقابلہ دنیا میں کوئی کتاب نہیں کر سکتی - صرف چند الفاظ میں خدا کی الوہیت - احدیت - صمدیت - بیمثلی - غیر تغیری تمام اوصاف کو بیان کر دیا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ اے محمدؐ تو کہہ کہ وہ ذات جامع صفات جسکا نام اللہ ہے ذات و صفات میں یکتا ہے (اسمیں دوئی اور تثلیث کی گنجائش نہیں) وہ اللہ بے نیاز ہے تمام اس کے دست نگر ہیں اور وہ کسی کا دست نگر نہیں - وہ بذات خود ہر کام کر سکتا ہے - اور سب کو نجات دے سکتا ہے - دوسرے خدا کی ضرورت نہیں جو اسکے سامنے ہستی کا دم مار سکے - اور نجات کا بیڑا اٹھا سکے نہ اسکی اولاد ہے نہ وہ کسیکی اولاد ہے (اسکی ذات بے نیاز ایسی باتوں سے پاک ہے - اُسے باپ بیٹے کی حاجت نہیں) اور اسکا کوئی ہمسر ہی نہیں (جب اولاد ہوگی - تو باپ کیساتھ سہیم و شریک ہوگی - خدا کی غیر محدود و بے مثل ذات کی نظیر ہی نہیں - کہ اُسے اولاد کی احتیاج ہو +

۵ وہ ایسی ذات پاک ہے کہ اسکے سوائے اور کوئی عبادت کے قابل ہی نہیں (پھر مسیح اور روح القدس کیسے معبود ہو سکتے ہیں - وہ تو خود زندہ اور قائم بالذات ہے (حضرت مسیح پر تو موت طاری ہو گئی - اور انکی حالت متغیر ہوتی رہی وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں - اُسے تو اونگھ اور نیند آ ہی نہیں سکتی حضرت مسیح کا سونا

اس کے ہاں اُس کی اجازت کے بدوں کوئی سفارش نہیں کرسکتا۔ پھر مسیح خدا کے شریک ہو کر دنیا کے شفیع کیسے ہوسکتے ہیں۔ اللہ کو تو سب اگلا پچھلا حال معلوم ہے (حضرت مسیح کو وقوع قیامت کا علم نہیں تھا نہ یہ معلوم ہوسکا کہ میرے دامن کو کسنے چھوا؟) اللہ کے علم پر تو کوئی احاطہ ہی نہیں کرسکتا۔ سوائے اتنی بات کے جو وہ خود بتادے (حضرت مسیح بھی اسیقدر غیبی باتیں بتا سکتے تھے۔ جتنی باتیں اللہ سے معلوم کیں۔ قیامت وغیرہ کا حال نہیں ہرگز معلوم نہیں تھا۔ پس اُن کے محض انسان ہونے میں کیا کلام ہے+

اُسکی کرسی میں زمین و آسمان سماگئے ہیں (حضرت مسیح کی بادشاہی ایک گاؤں پر بھی نہ تھی۔ بلکہ آپ ذلت سے صلیب پا گئے۔ **اللہ تو ان کی حفاظت نہیں تھکاتی** (مسیح کا سونا اور تھکنا انجیل سے ثابت ہے) اُسکی شان تو بلند اور عظمت والی ہے۔ (مسیح کی شان کا نقشہ دیکھنا ہو۔ تو صلیب کیوقت کا معاملہ انجیل سے مطالعہ کرو+

لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر۔	خدا کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ کانوں کے بدوں سنتا اور آنکھوں کے بغیر دیکھتا ہے۔
لہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم	آسمان و زمین میں اُسی کی بڑائی ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔
وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔ ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولا حبۃ فی ظلمٰت الارض ولا رطب ولا یابس	غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں۔ اسرار غیبی اللہ ہی کو معلوم ہیں اسکے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔ اور خشکی اور تری میں جو کچھ ہے اُسے معلوم ہے۔ ایک پتہ بھی نہیں پھیرتا۔ مگر کہ وہ اُسے جانتا ہے۔ اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیری جگہ میں اور نہ کوئی تر یا خشک ہے۔ مگر کہ خدا کے علم میں (باقی آئندہ)

(بقیہ حاشیہ) سونا تو انجیل سے ثابت ہے۔ (پھر وہ کیسے خدا ہوسکتے ہیں) زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اُسی کا حضرت مسیح کو اتنا اختیار نہیں تھا کہ زبدی کے دو بیٹوں کو داہنے بائیں بٹھا سکیں بے پھل انجیر کے درخت پر پھل نہ لاسکے (تو کوئی ہے ہی نہیں) وہ تو سب کچھ دیکھتا سنتا ہے حضرت مسیح کی سمع و بصارت محدود تھی وہ کیسے خدا ہو سکیں+

اسلامی کتابوں کا سلسلہ

پانچ کتابیں اس سلسلہ کی بالکل تیار ہیں۔ جس میں سے اسلام کی پہلی کتاب میں ایمان وعقائد کا مفصل حال ہے۔ اور دوسری کتاب میں نماز کے کل احکام کا تفصیلی بیان ہے تیسری کتاب میں روزہ کا مفصل بیان چوتھی میں زکواۃ کا اور پانچویں میں صرف حج کا ذکر ہے ہر ایک کتاب کے ساتھ اخیر میں نظم بھی ہے جو بچوں عورتوں اور تمام مسلمانوں کیلئے نہایت مفید ہے اس سلسلہ جدید میں اس بات کا بڑا لحاظ رکھا گیا ہے کہ عبارت عام فہم اور سلیس ہے سرکاری کیطرح سلسلہ وار بچوں کی استعداد کے موافق برابر چلی جاتی متواتر اضافتوں۔ منطقی ترکیبوں اور مشکل الفاظ سے کتابوں کو بری کر دیا گیا جو بچوں کیلئے گھبرا دینے والی بات ہے۔ پانچوں کتابوں میں اسلام کے پانچوں ارکان کا بیان ہے اور ایسا تفصیل کیساتھ کہ ضروری مسئلہ کوئی بھی چھوڑا نہیں گیا ان کتابوں میں وہ مسائل ہیں کہ بہت سا روپیہ خرچ کر کے اور کثرت کیساتھ کتابیں منگا کر بھی اتنے مسائل نہیں مل سکتے ایک ایک کتاب میں ایک ایک رکن کا مفصل بیان ہے زکوٰۃ کے مسائل دیکھو تو اسی تفصیل کیساتھ کہ کوئی مسئلہ کسی عالم سے دریافت کرنیکی ضرورت نہیں رہتی حج کے مسائل کیطرف نگاہ ڈالو تو ایسی تفصیل کیساتھ بیان کیئے گئے ہیں کہ گویا گھر بیٹھے حج کر رہے ہیں۔ روزہ کے مسائل دیکھو تو روزہ کے سارے مسائل ایکجگہ جمع کر دیئے گئے ہیں غرض پانچوں کتابیں طالبان علم دین کیلئے کافی وشافی ہیں خوشخط۔ خوشنما۔ کاغذ عمدہ۔ تقطیع موزوں جلی قلم قابل دید قیمت ہر حصہ بہ تفصیل ذیل۔ اسلام کی پہلی ۳۶ صفحہ ۱ر ایضاً دوسری ۸۰ صفحہ ۲ر ایضاً تیسری ۸۰ صفحہ ۳ر ایضاً چوتھی ۴۸ صفحہ ۳ر۔ ایضاً پانچویں ۹۶ صفحہ ۵ر

کل درخواستیں بنام کریم بخش مالک و مہتمم مفید عام پریس رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کو بھیجنی چاہئیں

دُنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

اعلےٰ درجہ کی جیبی مترجم حمایل شریف۔

یہ وہ حمایل شریف ہے جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں جسمیں ۱۳ خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزون ہے یعنی ۵ انچہ لمبی ۳ انچہ چوڑی جو جیب میں باسانی آسکتی ہے شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) ترجمہ حمایل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے یعنی ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اُسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن کچھ مچ نہ ہو جائے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑہا جاتا ہے (۴) صفحہ بہ صفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق الٹنا نہیں پڑتا یہ خوبی آجتک کسی مترجم قرآن شریف میں نہیں ہے (۶) عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے بڑی ہی خوش رقم اور خوشقلم حمایل شریف ہے (۷) ترجمہ نہایت لطیف بامحاورہ ایسا شایستہ ہے کہ خواہ مخواہ پڑہنے کو جی چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھدیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دیگئی ہے جس سے جہٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست دیگئی ہے جو واعظوں خطیبوں اور تمام مسلمانوں کیلئے کارآمد ہے نماز زکوٰۃ صبر شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالے لکھدیئے گئے ہیں (۱۰) تمام انبیاء کا ذکر جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالے دیئے گئے ہیں ابراہیم نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات ہمہ ہمہ دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ لگایا گیا ہے (۱۲) جلد سنہری نہایت خوبصورت کرائی گئی ہے (۱۳) اس پر قرآن شریف اور لا یمسہ الا المطہرون کا لفظ لگایا گیا ہے ہدیہ بجلد عما۔ مجلد معہ جیبی عہ

کل درخواستیں بنام کریم بخش ناظم مہتمم مفید عام پریس سے انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے ہمرنی چاہئیں۔

کریم بخش پروپرائٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس سیالکوٹ میں چھپا اور شایع ہوا۔
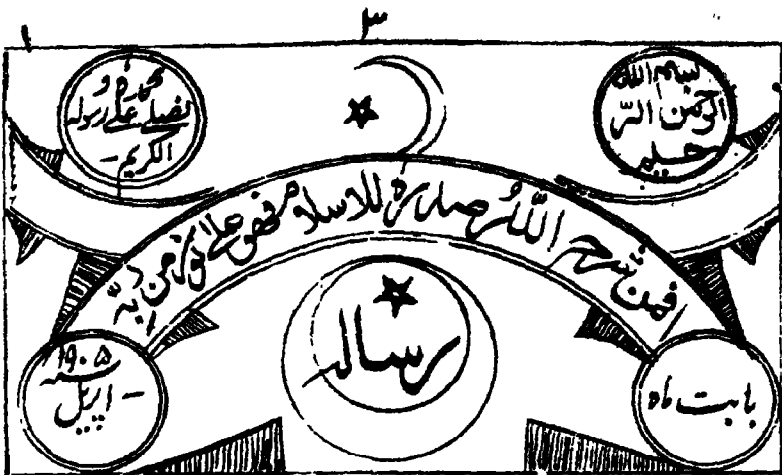
اشاعت اسلام

یہ ایک ایسا کام ہے جو ہمیشہ سے ہمیں مرغوب اور دل پسندیدہ رہا ہے۔ اور جس کی طرف ہماری طبیعتوں کا میلان اور ہمارے دلونکا جوش و ولولہ مشہور ہے۔ اشاعت اسلام یعنی اسلام کا ان قوموں میں پھیلانا جہاں اب تک لوگ اس سے واقف نہیں ہیں اور خدا کے نام کی منادی اُن ملکوں میں کرنی جہاں ابتک اسکے پاک نام کی منادی نہیں ہوئی اور خدا کے سچے قانون اور ہدایت سے اُن قوموں کو سیراب کرنا جنہیں اسکی واقفیت نہیں اور بعض جہالت سے سچے راستہ سے بہٹک رہی ہیں +

بیرونی ممالک کو چھوڑکر فی الحال ہمارے سامنے ہند کا میدان وسیع پڑا ہے جہانکہ ہماری دلی اور سچی کوشش سے اسلام کی اشاعت وسیع پیمانے پر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ قاعدہ ہے کہ انبیا و مرسلین کی ہر زمانہ میں مخالفت ہوتی رہی ہے۔ مگر آخر کار خدا نے اپنے سچے انبیا کو ہی فتح و نصرت عطاء فرمائی۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں ہمارے سامنے کہی

سچائی کے دشمن فرقے پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جن کا کام ہی یہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو کسی احسن سے احسن فعل کو بھی نیکی سے یاد نہ کرنا۔ اور ہر بات میں اسلام کی مخالفت کرنی گو ہمیں اپنے معبود حقیقی کے فرمان واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرین پر دلی اعتقاد ہے۔ مگر تاہم ہمیں ایسی مخالفتوں کا مردانہ وار مقابلہ کرکے کم از کم سچائی کے لئے اتنی تو کوشش کرنی غرض ہے۔ جتنی کے سچائی کے مخالف فرقے جھوٹی بات کی اشاعت کے لئے کرتے ہیں۔ پس کیا نیک اور مبارک ہے یہہ کام اور کیسا دلکش اور پیارا ہے یہہ نام۔ خدا اُن بزرگوں پر رحمت نزول فرماوے جو موجودہ مخالفتوں کے مقابلہ پر سچائی کے پھیلانے کا ذمہ اٹھاویں۔ میرے پیارے بھائیو! ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کا سا مشکل کام موجودہ زمانہ میں خدا نے کیسا آسان اور سہل کر دیا ہے کہ نہ اُس کا کرنا ہمیں مشکل ہے اور نہ وہ مصائب و تکالیف جو اس نیک کام کے پیچھے ہمارے بزرگوں نے اٹھائیں ہمارے سامنے ہیں۔ ریل موجود ہے ہم دو چار دن میں ہند کے اس سرے سے اس سرے تک اعلائے کلمہ حق کے لئے چکر لگا کر ہند کے غافل لوگوں کو سچائی کی طرف بلا سکتے ہیں۔ اور اللہ اکبر کے نعروں سے تھوڑی سی مدت میں ہند کو گونجا سکتے ہیں۔ یہہ نہ ہو تو قرطاس ہمارا نامہ بر بن کے ہند کی عورتوں تک کو تاحید اسلامی پہنچا سکتا ہے۔ چھاپہ خانہ کی بدولت ہم اشاعت اسلام کا کام بڑے وسیع پیمانے پر کر سکتے ہیں اگر ہمارے اسلام کا صرف یہی مقصد ہوتا کہ اپنے وجود ہی پر محدود رکھا جاتا تو یاد رہے کہ اسلام کو آج آپ چین۔ انگلینڈ۔ امریکہ۔ مجمع الجزائر میں اتنا وسیع قدم رکھنا نہ ملتا۔ ہمارا اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم سچے راستہ پر ہو تو اپنے ایک دوسرے بھائی کو جھوٹے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کرو۔ نہ یہہ کہ اس کو اپنے

بحال پر رہنے دو ممکن ہے کہ وہ اس گمراہی سے ظلمت کے گڑھے میں جا گرے۔ دوسری صورت میں تمہاری کوشش سے گمراہی کو چھوڑ دے

اب نہ ہمیں اپنے بزرگوں کی طرح وطن سے ہجرت کرنے کی ضرورت ہے اور نہ خویش و اقارب سے جدا ہونے کی حاجت ہے اپنے بزرگوں کی طرف خیال کرو کہ انہوں نے اس کام یعنی اشاعت اسلام کے لئے کیسے کیسے دوکھ اور درد سہے۔ اور کیسی کیسی تکالیف کا سامنا کیا۔ اسلام کی محبت میں اپنے وطن اپنے پیارے اور عزیز رشتہ داروں کو چھوڑا۔ ماں باپ جورو بچوں کو خیر باد کہہ بے زاد و راحلہ خدا کی راہ میں چل کھڑے ہوئے عرب کی ایسی جلتی بلتی پتھریلی زمینوں پر چلنا پڑا۔ جہاں سوائے گرم آفتاب کے اُن کے سروں پر کچھ سایہ نہ تھا۔ اور ایسے پرخار جنگلوں میں جانا پڑا جہاں سوائے نوکدار کانٹوں کے اُن کے سوجے ہوئے پاؤں کا کوئی غمخوار نہ تھا۔ بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے اور پیاس کی شدت میں زبان منہ سے نکلی پڑتی۔ مگر خدا کے شیر اللہ کی یاد میں کبھی اُف نہ کرتے۔ اور اسلام کے پھیلانے اور خدا کی منادی کرنے میں تمام مصائب کو راحت سمجھتے۔ درحقیقت اسلام اُن کا تہا۔ اور مسلمان وہ تھے۔ ہم نام کے مسلمانوں کو اسلام کی قدر اور اس کا کیا درد۔ انہیں کا وہ اسلام تہا جس کی بدولت امت نے خیر الامم کا لقب پایا۔ اور ان کے حق میں خدا نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس فرمایا۔ انہیں کی حیرت انگیز کوششوں کے سبب اسلام کا جھنڈا قیصر کے قصر اور کسریٰ کے ایوان پر اڑنے لگا۔ اور ایشیا کے میدانوں یورپ کے پہاڑوں اور افریقہ کے صحراؤں میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی۔ انہیں بزرگوں کی محنتوں اور تکلیفوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام اس تیزی اور خوبی سے پھیلا کہ دیکھنے والے

دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ انہیں کی تکالیف و مصائب کی برداشت کا نتیجہ ہے کہ خدا کے نام کی منادی جنگل اور دریا۔ غار پہاڑ ویرانہ اور آبادی میں ہوگئی سہ

پراگندہ ہیں گرچہ عالم میں سارے
وہ صحرائے سوڈان کے رہنے والے
وہ گو دیکھنے میں سیہ فام سے ہیں
پڑے ہیں قناعت سے ریت اور بن میں
ٹرفلی میں ٹیونس میں الجیریا میں
ملیبار میں اور ابی سینیا میں
سناتے ہیں مینار مسجد پہ چڑھ کر
بہت اہل اسلام ہیں چینیوں میں
خدا یاد کرتے ہیں گوتم کے گھر میں
وہ ترکان تاتار و تاجیک و دیلیم
ابھی ان کے بازو میں قوت ہے باقی

بہت ہیں ابھی زور بازو ہمارے
ہیں بھائی ہمارے بہت کالے کالے
منور مگر نور اسلام سے ہیں
خدا یاد کرتے ہیں وہ سادہ پن میں
مراکش میں ایجیپٹ میں نوبیا میں
ملایا میں جاوا میں سوماٹرا میں
سمندر کی لہروں کو اللہ اکبر
گھرا دین برحق ہے بے دینیوں میں
تتاریخ کا چکر نہیں ان کے سر میں
خوانین کابل امیران سہیم
ابھی خون عبرت میں حرکت ہے باقی

انہیں کی وہ دل کی کیکپا دینے والی تقریریں تھیں جنہوں نے عرب جیسے سنگدل جنگلیوں کے دلوں کو موم کردیا۔ انہیں کی وہ پاک کلام تھی جنہوں نے وحشیوں کے دلوں کو اسلام کے پاک عقائد سے روشن کردیا۔ انہیں کی بدولت عرب اور ہند کے بتخانوں میں گھنٹوں کی مکروہ صدا کے بدلے اللہ اکبر کی پیاری آواز آنے لگی انہیں کی کوششوں سے آتشکدوں میں آگ کی بجائے خدا کے کلام کی روشنی ہونے لگی۔ شرک و بت پرستی کی تاریکی دنیا سے دور ہوئی اور ایک خدائے لایزال کی منادی جہاں میں پھر گئی بتخانے ویران ہوگئے۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ

گیا۔ اور دہریت کا باطل خیال باطل ہوگیا۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کی پیروی
کرتے اور حسن عقیدت اور حسن عمل کیساتھ اسلام کی اشاعت میں سرگرم رہتے
تو غالباً آج کوئی خطۂ زمین ایسا نہ ہوتا جہاں خدا کا نام نہ پکارا جاتا۔ اور اسلام
کا پرچم نہ لہراتا ہوتا۔ مگر افسوس کہ ہم میں سوائے نام کے کوئی خصلت کوئی عادت
کوئی چیز بھی اُن کی باقی نہیں رہی۔ اور سوائے اپنی نفسانی خواہشوں میں منہمک
رہنے کے کوئی بات اسلام کی ہمیں یاد نہ رہی۔ زمانہ اُن سے خالی ہوگیا۔ لیکن اُن
کا کوئی جانشین نہ ہوا۔ وہ خدا کے نیک بندے دنیا سے چل بسے لیکن کوئی اُنکا
وارث نہ ہوا۔ اور اگر وارث ہوئے تو ہم جیسے ناخلف و بدنام کنندہ بزرگان۔
ذرا آنکھ کھول کر اسلامی دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور مسلمانوں پر اور اُن
کے اسلام پر غور کرو کوئی ایسا خطۂ زمین کا نہ پاؤ گے جہاں کہ مسلمانوں کو اسلام
کا عشق اسلام کا درد اسلام کا شوق ہو۔ کوئی ایسا ملک نہ دیکھو گے جہاں کے
مسلمانوں کو اسلام کی اشاعت اسلام کی حمایت کا ذرا بھر بھی خیال ہو۔ افسوس
صد افسوس اس نا امیدی کی حالت میں اگر کوئی چیز ہمارے دل کو ڈھارس دینے
والی ہے تو خدائے وحدہٗ لاشریک کا یہ وعدہ کہ واللہ متم نورہ ولو
کرہ الکافرون۔ وہ نور کیا ہے اسلام جسکی تکمیل اور اتمام کا وعدہ خدا
نے فرمایا ہے اگر اب بھی ہم نہ چونکیں اور اپنے بزرگوں کے حال سنکر جوش میں آئیں
اور اُن کی نشانیاں دیکھ کر بھی ہمارے دلوں میں گدگدی پیدا نہ ہو تو کچھ شک
نہیں کہ جو نام کا اسلام ہم میں باقی ہے وہ بھی نہ رہے گا۔ اور اسلام کی پیاری
صورت جو بگڑی نظر آرہی ہے وہ بھی نظر نہ پڑے گی۔ مخالفین جنہوں نے
دامے درمے ہر طرح اسلام کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے اور جنکی کسی ایک
کتاب میں بھی اسلام اور مسلمانوں کو کلمات خیر سے یاد نہیں کیا گیا خدانخواستہ
اپنی کوششوں میں کامیاب نظر آئینگے۔ کیا ایسا ہوگا۔ اور کیا خدا کی یہ روشنی

ہماری غفلت سے بجھ جائیگی - ہرگز ہرگز نہیں - کسی بزرگ کا مقولہ - جب تک سانس تب تک آس - کیا سچا ہے - پھر میرے بھائیو ہم کیوں آس چھوڑیں اور خدا کی رحمت سے ناامید ہوں گو ہم بیمار ہیں مگر ابھی مرے نہیں گو ضعیف ہیں - مگر ابھی نہیں توڑا - دماغوں کی قوت دل کا جوش - طبیعت کا دولہ گو بہت کچھ کم ہو گیا ہے - مگر تاہم ابھی باقی ہے وہ دل کے ہلا دینے والی آواز اللہ اکبر کی جو ہمارے بزرگوں کے منہ سے نکلی تھی - اگرچہ سست پڑ گئی ہے - مگر کانوں میں ابھی تک گونج رہی ہے وہ اسلام کی خوبصورت تصویر جو ہمارے باپ دادا نے کھینچی تھی اور جس نے ساری دنیا کو اپنا گرویدہ اور فریفتہ کر لیا تھا - اگرچہ نقاب میں چھپ گئی ہے مگر ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئی - وہ ابراہیمی خون جو ہماری رگوں میں دوڑتا پھرتا تھا اگرچہ دھیما پڑ گیا ہے مگر ابھی جاری ہے - وہ ہاشمی جوش جو ہمارے سینوں میں بھرا ہوا تھا - اگرچہ کمزور ہو گیا ہے - مگر ابھی باقی ہے وہ اسلام کا نور جس سے ہمارے دل روشن تھے اگرچہ دھندلا ہو گیا ہے - مگر ابھی بجھا نہیں اب بھی اسلامی حرارت اتنی باقی ہے کہ اسلام کا نام سن کر وجد میں آجاتے ہیں مذہب کا جوش اب تک اتنا باقی ہے کہ دین کی آواز سنتے ہی چونک پڑتے ہیں - اور یہی دلیل اس بات کی ہے کہ اسلام ابھی تک باقی ہے اور مسلمان ہنوز زندہ ہیں اور جب تک زندگی ہے ہر طرح کی اُمید ہے - اب ہمیں اسلام کی اشاعت اور حمایت کے لئے ایک سرگرم جماعت کی ضرورت ہے جو عوام میں اسلام کی خوبیاں بذریعہ تحریر و تقریر پھیلا وے اور مخالفین کے اعتراضات کے مدلل جواب دے کر اسلام کی حمایت کرے گو مسلمانوں کی مختلف جماعتیں فرداً فرداً اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں - مگر وہ بباعث کثرت اشغال اس طرف پوری پوری توجہ نہیں دے سکتیں - موجودہ زمانہ میں جبکہ مخالفین

اسلام کے مشنری اور اپدیشک شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ پھر پھر اکر باطل عقائد کی طرف لوگوں کو رہنمائی کرتے ہیں تو ہماری قوم کے لیے جو وارث انبیاء ہے یہ قابل افسوس بات ہے کہ اس میں کوئی ایسی جماعت موجود نہ ہو جس کا کام صرف اشاعت اسلام و حمایت اسلام ہو۔ اور وہ بذریعہ تحریر و تقریر یہ فرض اپنے ذمہ لے۔ اور مخالفین اسلام کی پوری پوری تردید کرے اگر ہند کے چھ کروڑ اہل ہمت مسلمانوں میں پانچ چار ہزار مسلمان کھڑے ہو جائیں تو اس کام کا ہونا کوئی مشکل امر نہیں۔ امید ہے کہ وہ بزرگوار جو انجمن اشاعت اسلام کی ضرورت محسوس کرتے ہیں بہت جلد اپنے ارادے سے مطلع فرما دیں گے تاکہ اس نیک کام کا اجرا قوم کے برگزیدہ آدمیوں کے زیر سایہ کیا جاوے +

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

ترجمہ سورۃ اخلاص

نظم

سُورَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُ آيَاتٍ

اوتری کے ہیں سورہ اخلاص
ہندرہ اوسکے ہیں کلم بالذات
جب گروہ قریش نے پوچھا
کر بیاں تاکہ اوس کو جانیں ہم
یا گروہ یہود نے پوچھا
وہ جو توریت میں صفت ہے رقم

چار آیت ہیں اوس کی خاص الخاص
جملہ چالیس حرف ہیں اور سات
اے محمد صفت خدا کی بتا
جس کی دعوت سے مارتا ہے دم
اے ابو القاسم اس کا وصف بتا
کر بیاں تاکہ لاویں ایماں ہم

ہم کو بتلا کہ وہ خدا ہے کیا	کیا وہ پیتا ہے اور کھاتا کیا
کس کو میراث اوسکی ہو گی نصیب	کون اسکا وارث اور قریب
تب یہہ سورہ بحکم رب جلیل	لائے حضرت کو یک بیک جبرئیل

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○

کہو محمد کہ ایک ہے وہ خدا	اوسکی وحدت میں فنک نہیں اصلا
متوحد ہے ذات اپنی میں	متفرد صفات اپنی میں
نہ وہ اپنا شریک رکھتا ہے	وحدہٗ لاشریک و یکتا ہے

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○

وہ خدا بے نیاز بر حق ہے	یعنے بے احتیاج مطلق ہے
بلکہ محتاج ہیں اوسی کے سب	سارے عالم کا ہے وخالق ورب
ہنج کار بستہ کاران ہے	مرہم زخم دلفگاراں ہے
ہے وہ حاجت روائے محتاجاں	کچھ نہ رکھتا ہے عیب اور نقصان
نہ وہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے	جملہ حاجات سے مبرا ہے

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ○

نہیں اوسنے جنا کسی کے تئیں	اور کسی کا جنا ہوا وہ نہیں
ہے نہیں وہ خدا کسی کا باپ	اور نہ فرزند ہے آپ ہی آپ
جیسوں عزیز و مسیح کو بیٹا	جانتے ہیں یہود اور ترسا

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

اور نہیں زنہار نہیں ہے اوس کا
ردّ ہوا قول مشرکان عرب
یا الٰہی بسورہ اخلاص
اور توحید سے مجھے کر شاد

کوئی جوڑا اور ہمسر و ہمتا
جو ہیں کفوًا احد اکے قائل سب
اپنے اخلاص سے مجھے کر خاص
اور ہر شرک سے مجھے آزاد

ناظم سیّد گل بادشاہ سکرٹری انجمن تنبیہ الاغلاط چیپو

مطرقۃ الدین الآریہ مسافر میگزین

آریہ مسافر نمبر ۲ جلد ۷ صفحہ ۲۱

بابت نومبر ۱۹۱۰ء

ایک دیانندی منشی محمد منظور الٰہی صاحب کے مضمون (دیانندی پنتھ کی حقیقت) کا جواب دیتے ہوئے اپنی قرآن دانی ظاہر کرتے ہیں جو پیشانی سے ظاہر ہے۔ لکھتے ہیں ازالتہ الاوہام انوار الاسلام زرا اس کی ترکیب حرفی تو بتلانا۔ آپ صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں

آریہ مسافر "نیوگ بالضرور وید کی ہدایت ہے گو محض آپتی (لاچاری) کا دہرم ہے نہ کہ سادہارن۔ مگر دیگر الہام کے دعویداروں کے بواہ سمندری دہرم سے نہایت اُتم ہے"

خضر راہ واہ جہاشی! کیا کہنا ہے زرا تشریح بھی کر دی ہوتی۔ آیا مُفلسی نادار پیتہ۔ مسافرت۔ بیماری وغیرہ کس قسم کی لاچاری۔ سنئے آپ کے رشی دیانند صاحب حکم لگاتے ہیں۔ دگناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہے۔ کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائنات کے مطابق عورت و مرد کا فطرتی عمل ترک ہی نہیں سکتا دیکھئے ستیارتھ مطبوعہ ۱۹۱۰ء ۱۲۳۳ کی پہلی سطر۔ اور آخر صفحہ پہ عبارت) (عورت اور مرد کی پیدائش

کا یہی مدعا ہے کہ دہرم سے یعنی وید کے فرمودہ طریقہ کے مطابق بیاہ یا نیوگ سے
اولاد پیدا کریں) غور سے پڑھیئے۔ اور صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۲ پر ایشور پرمان ملاحظہ کیجئے
(اے پتی اور دیور کو دُکھ نہ دینے والی عورت اس گرہست آشرم میں حیوانوں کے
ساتھ بھلائی کرنے والی اچھی طرح دہرم کے اصول پر عمل کرنے والی خوبصورت
تمام شاستروں کے علم سے مزین اولاد پیدا کرنے والی۔ بہادر لڑکوں کی جننے
دیور کی خواہش کرنے والی۔ سکھ کے دینے والی۔ پتی یا دیور کو حاصل کرکے گرہست
کے متعلق جو یہ اگنی ہوتر ہے اس کو عمل میں لا۔ اور بیوہ کا میں نیوگ کا بیان عینک
لگا دیکھیئے۔ آپ کے سوامی جی رگوید اشٹک ۷ ادھیائے ۸ ورگ ۱۸ منتر
کا ترجمہ کرکے یوں تشریح کرتے ہیں۔ دیور دوسرے ور یعنی خاوند کو کہتے ہیں اسلئے
بیوہ عورت کو دوسرے مرد کے ساتھ اور نیز اسے مرد کو جسکی عورت مرگئی ہو بیوہ
عورت کے ساتھ نیوگ کرنیکی ارش (یعنی اجازت) ہے +

اور آگے رگ وید اشٹک ۱۸ ادھیائے ۳ ورگ ۲۸ منتر کے ترجمہ میں (
اپنے بیاہے ہوئے خاوند سمیت گیارہویں خاوند تک نیوگ کر) ملاحظہ کیجئے صیغہ
امر مستعمل ہے یا نہیں اور آگے تشریح دیکھئے (یعنی اگر اتفاق سے ایسی آفت یا بھید
واقع ہو کہ خاوند مرتے چلے جاویں تو اولاد کے لئے بیوہ عورت دسویں خاوند تک نیوگ
کرے۔ اسی طرح مرد بھی بیاہتا عورت کے مرنے پر اگر اولاد نہ ہو اور بار بار عورت
مرتی چلی جائے تو دسویں بیوہ عورت تک نیوگ کرے۔ اور اگر خواہش نہ ہو تو مرد
یا عورت نیاہ نہ کریں) آخر لفظ پر نشان دے کر مترجم صاحب فٹ نوٹ دیتے
ہیں کہ یہ فرض نہیں ہے کہ ضروری ہی نیوگ کیا جاوے) یہ نوٹ بالکل یاوہ
ہے اس لئے کہ وید منتر کے مقابلہ میں ذاتی رائے کوئی چیز نہیں۔ جب تک کوئی
صریح مخالف منتر وید سے پیش نہ کیا جاوے دوسرے منتر میں تو صرف حکم ہے صاف
حکم ہے یہ صرف آپکے سوامی جی کی رائے ہے کہ اگر ایسی مصیبت واقع ہو۔ کہ

نما وند مرنے چلے جائیں۔ تو اگر خواہش نہ ہو تو ایسا نہ کریں۔ غور کیجئے جب تک نیوگ نہ کیا جاوے اور دوچار مریں نہیں اس وقت تک یصبت کہاں واقع ہو گی اس لئے نیوگ آپت کال دہرم نہیں ہو سکتا۔ جیسا او تم ہے۔ اس کے لئے برق اسلام صفحہ ۱۲ سے ۵۰ تک ملاحظہ کیجئے "

آریہ مسافر " مثال کے لئے ہم آپ کے ہی عقیدہ سے مقابلہ کرتے ہیں "

خضر راہ " ایسا نہ کرنا مہاشی (چہ نسبت خاک را با عالم پاک) "

آریہ مسافر " دیکھئے سورہ نساء اس میں ان تمام جائز و ناجائز تعلقات کا ذکر ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہو سکتے ہیں "

خضر راہ " ہاں مہاشی وہ ناجائز کون کون ہیں "

آریہ مسافر " ان میں سے (۱) ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کی بابت فانکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنیٰ وثلٰث وربٰع ترجمہ نکاح کرو جو تم کو خوش آویں عورتیں۔ دو دو، تین تین، چار چار "

خضر راہ - سچ ہے " آگے اور پیچھے کے تعلق اور رابطہ کو دیکھ کر معنی نہ کرنیوالوں اور ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا " ہو سکا صفحہ ۵۲۔ آگے پڑھئے فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ (ترجمہ) اگر ڈرو تم کہ عدل کر سکوگے پس ایک۔

اب آیت کا مطلب صاف ہے کہ اجازت دی گئی کئی کی مگر قید یہ لگائی گئی کہ اگر عدل نہیں کر سکتے اور جو واقعی مشکل بھی ہے۔ پس ایک کافی ہے۔ اب اس میں ناجائز بات کون رہی؟

آریہ مسافر (۲) بیویوں کے تبادلے کی بابت دیکھو آیت ذیل وان اردتم استبدال زوج مکان زوج (ترجمہ) اگر بدلا چاہو بیوی کا بیوی سے۔

خضر راہ۔ لفظی ترجمہ صرف اس ٹکڑے کا ہوا (اور اگر تم چاہو بدلنا زوجہ جگہ پر زوجہ کے) اب دو سطر اوپر سے پڑھیئے۔ خدا فرماتا ہے کہ اے ایمان والو جبراً کسی پر حق نہ جماؤ کرو اور نہ روکو کہ کچھ مال اُنکا لیا۔ اب لفظ "اِلَّا" صرف استثنا کو غور سے دیکھیئے (اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ) ترجمہ مگر یہ کہ لائیں بیحیائی کھلی۔ آگے حکم دیا کہ انصاف اور اخلاق سے بسر رفاقت کرو۔ اور اگر بد صورتی یا بد خلقی یا کسی اور وجہ سے تم کو ان سے نفرت ہے تو صبر کرو اسلئے کہ جن باتوں کو تم ناپسند کرتے ہو ممکن ہے کہ اس میں بہتری ہو (یہ نہیں ہے کہ ادھر ذرا لڑائی ہوا ادھر فوراً نیوگ۔ دیکھیئے ستیارتھ صفحہ ۱۳۷ "اگر عورت بد کلام بولنے والی ہو تو فوراً اسے چھوڑ کر دوسرے سے نیوگ کرے") اب فرمایا (اور اگر تم بدلنا چاہو زوجہ جگہ پر زوجہ کے) یعنی اگر تم چاہو کہ ایک عورت چھوڑ کر دوسری کرو تو اجازت ہے کس صورت میں وہی شرط "اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ"

آریہ مسافر (۳) خاوند والی عورتوں سے شادی کی اجازت ملاحظہ ہو؟ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ (ترجمہ) مگر وہ حرام کی گئیں خاوند والی عورتیں ماسوائے ان کے جو تمہاری ملکیت ہو گئی ہیں۔

خضر راہ۔ "واہ جہاشے آخر دیانندی تقلید سے کام لیا یہ (ماسوائے) کہیں کس لفظ کا ترجمہ ہے؟

شروع آیت سے پڑھیئے وَلَا تَنْكِحُوا سے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اب ترجمہ کیجیئے۔ "اور نہ نکاح کرو ماؤں بیٹیوں۔ بہنوں۔ وغیرہ وغیرہ آخر فرمایا (وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ) اور نکاح میں آئی ہوئی عورتیں یہانتک حکم تحریم کا تھا آگے صرف استثنا "اِلَّا" لاکر فرمایا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وہ کہ مالک ہو گئے داہنے ہاتھ تمہارے کہیئے مہاشے ممانعت ہے۔ یا اجازت

آریہ مسافر (۴) مال دیکر عورتوں کی اجازت دیکھیئے وَاُحِلَّ لَكُمْ

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ ترجمہ اور حلال کی گئیں وہ کہ جن کو تم طلب کرو عوض مال کے عفت طلب کنان نہ شہوت رانندگان) - اس میں تبتغو کے معنے ایجاب قبول اور محصنین غیر مسافحین سے مراد نکاح لیا کرتے ہیں - مگر یہہ تاویلیں بالکل غلط اور بیادر ہوا ہیں - کیونکہ قرآن میں جہاں شادی کی بابت ذکر کیا جاتا ہے - وہاں کوئی نہ کوئی نکاح کا صیغہ بولا جاتا ہے - جیسا کہ ہمارے اعتراض (نمبر ۱) میں درج ہے اور تبتغوا کے معنے طلب کردن کے ہیں نہ ایجاب قبول کردن -

خضر راہ: "کیوں جی مہاشے کیا بغیر دیانندی تقلید کے کام چل سکتا ہے ؟"

ستیارتھ پرکاش میں ہے دیکھئے "بہت لوگ ایسے ضدی ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشاء تاویل کیا کرتے ہیں ان کی عقل تاریکی میں پھنس کر زائل ہو جاتی ہے"

پہلے صحیح ترجمہ کیجئے - سنئے لفظ وراء کے معنے ہیں سوائے تو ترجمہ ہوا "اور حلال ہوئیں تم کو جو ان کے سوا ہیں (یعنی جسکی تشریح اوپر ہو چکی) یہ کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو"

بے شک تبتغوا معنے طلب کردن یعنی خواہش کرنا سنئے لفظ محصن کے معنے ہیں گھیرنا اس سے لفظ محصنہ بنا جسکے معنی ہیں منکوحہ یعنی گھیری ہوئی یہاں ہے محصنین جمع اسم فاعل جو حال پڑا ہے معنی ہوئے اس حال میں کہ قید میں لانیوالے ہو - اور لفظ غیر مسافحین کے معنے ہیں نہ مستی نکالنے والے ہو (یعنی نہ زنا کرنیوالے ہو) اب مطلب یہہ ہوا کہ کسطرح حلال ہوئیں اور بتایا گیا دو آن "(یوں) خواہش ظاہر کرو مال مقرر کرو اور احصان یعنی پاکدامنی سے محفوظ رکھنا منظور ہو -

اب مہاشے آپ کا اعتراض نقش بر آب سے کم نہیں - اسلئے کہ یہہ تاویل نہیں ہے ہاں نکاح کا صیغہ قرآن شریف میں شادی کے ذکر کے ساتھ ہر جگہ استعمال کیا گیا ہے مگر نکاح کی صورت سوائے بیان کے اور کہیں نہیں بتائی گئی - ذرا کل آیت

نظر غور سے ملاحظہ کیجئے اگر یہاں بھی کہدیا جاتا کہ باقی سے نکاح کر لو۔ تو سوال پیدا ہوتا کہ کس طرح اسلئے یہاں نکاح کی صورت تعلیم و کیگئی ہے لہذا یہ بھی جائز طریق ہوا "

آریہ مسافر ۔ نیز نکاح کا حکم پہلے بھی آچکا تھا۔ اسلئے بھی دوبارہ پیسے ہوم کو پینے کی ضرورت نہ تھی۔ رہا محصنین غیر مسافحین کی تاویل اس سے مراد نکاح کسی طور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہہ کہ بوقت اشد ضرورت ایسا کرنا چاہئے ہر وقت نہیں +

خضر راہ پہلے ستیارتھ صفحہ ۷ کو ملاحظہ کر کے طرز بیان کیجئے اور ہم سے جواب لیجئے اس میں تاویل نہیں ہے +

آریہ مسافر ۔ نیز اگر یہاں نکاح سے مراد ہوتی تو یہہ کہا جاتا کہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوھن اجورھن فریضۃ (ترجمہ) پس کسے کہ لذت گرفتید باونیں بعد مجامعت دید اُن کو رقم مکرر شدہ۔ کیونکہ نکاح کی صورت میں زر مہر کی فوراً ادائیگی کا حکم مناسب اور درست معلوم نہیں وجہ صاف ظاہر ہے کہ زر مہر میں یہہ شرط نہیں ہوتی کہ یہہ ایک دفعہ یا کتنی دفعہ کا معاوضہ ہے اگر میاں بیوی پچاس سال تک رضامندی سے رہ سکیں تب بھی دہی ہے ۔ چونکہ اس آیت کے الفاظ پر غور کرنے سے ثابت ہے کہ اس میں مجامعت کے بعد فوراً ہی زر مقررہ کی ادائیگی کا حکم ہے پس معلوم ہوا کہ یہاں مراد نکاح سے ہرگز نہیں۔ بلکہ یہہ ہے کہ ضرورت پڑے تو کچھ مال دیکر بھی ضرورت رفع کیجائے +

خضر راہ " آیت کا لفظی ترجمہ "پس جس سے فائدہ اوٹھایا تمنے بسبب نکاح کے عورتوں سے پس دو انہیں مہران کے مقرر کئے ہوئے "

ذرا غور فرمائیے کس لفظ کے معنے ہیں فوراً یا کس صورت سے فوراً کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور جب فوراً مہر کی ادائیگی کا حکم نہیں تو آپ کا اعتراض بھی تار عنکبوت

سے زیادہ قوت نہیں رکھتا کن الفاظ پر غور کر کے آپنے فوراً کا لفظ استعمال کیا ہے ذرا اسماء دہ لگا کر بتایئے۔ یہہ آپنے محض نیوگ کی حمایت میں تعصب کی عینک لگا کر بہتان باندھا ہے +

آریہ مسافر (۵) قرانی تہذیب کے لئے لاحظہ ہو نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (ترجمہ) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں داخل ہو ان میں چاہے جہاں سے؟ +

خضر راہ ۔اول تو اگر اعتراض کا شوق چڑا آیا ہے تو حوالہ لکھدیا کیجئے دوسرے جنکے جواب ہو چکے ہیں اُن کے جوابوں پر لیاقت آزمائی کیجئے۔ کاش کہ اگر ستیارتھ صفحہ ۵۰۰ اعتراض نمبر ۱۳۹ دیکھا ہوتا تو یہ (چاہے جہاں سے) لکھتے۔ پس پہلے وہاں سے ترجمہ صحیح کیجئے بعد کو جواب حق پرکاش یا الحق وغیرہ میں مفصل دیکھئے اور بیہودہ اعتراض ہو پیش کیجئے اور ہم سے جواب لیجئے +

ویدک تہذیب برت اسلہ م صفحہ ۵۰ پر ملاحظہ کیجئے اور اس کھیتی کے متعلق ستیارتھ صفحہ ۱۳۹ ۔ اور نیوگ کی فاقد لی حمایت چھوڑ کر عملدرامد کی فکر کیجئے

آریہ مسافر ۔نتیجہ گویا اسلامی حمیت۔ اخلاق۔ اور شرم تبلاتی ہے کہ (۱) منکوحہ عورات سے شادی جائز ہے (۲) بیویوں کا تبادلہ جائز ہے (۳) علاوہ نکاح کچھہ رقم مقررہ پر ضرورت رفع کیجاسکتی ہے (۵) عورتیں مثل کھیتی ہیں اور ان میں چاہے جس طرف سے داخل ہونیکی اجازت ہے؟ +

خضر راہ ۔نتیجہ ان مہاشئے آریہ پانی پتی نے نیوگ کی حمایت میں تعصب کی عینک چڑہا کر بغیر عربی لٹریچر کی واقفیت۔ اور بلا اُردو لفظی یا با محاورہ ترجمہ قرآن پاک کا دیکھے اور بغیر کسی عربی طالب علم سے پوچھے اَلْمَرْءُ لَقِیْسٌ عَلٰی نَفْسِہٖ کے مصداق بن کر یہہ چند سطور لکھدیئے لہذا معافی کے مستحق ہیں۔

(دیانندی مہاشوں کا صدق نما ماسٹر بشیر احمد سیتاپوری)

ایک دیانندی مہاشے کی ژٹل

بجواب آریہ مسافر جلد ۷ نمبر ۳ صفحہ ۶۵ دسمبر ۱۹۱۲ء

مہاشے یوگندر پال دیانندی رسالہ انوارالاسلام جلد نمبر ا - کے صفحہ ۱۹ کا جواب بسرخی (متعصب محمدیوں کی ناسمجھی کا قرار واقعی علاج) لکھتے ہیں یہہ مہاشے رسالہ ہذا کے ۹ صفحوں کے مضامین وید کی بدتہذیبی کی دہوم دویدوں کی فحش وگندہ تعلیم جیسی دختر وغیرہ سے ہمبستری کے استعارہ جات دیکہا ٹے گئے ہیں وید کا نزول فضول اور وید ک جہاد وغیرہ سے آنکہہ بچا کر گذر گئے آگے صفحہ ۱۹ پر مضمون (ویدک ایشور کا کسی چیز کے پیدا کرنے سے عاجز ہونا) کو کچھ کمزور سمجھا جبر کیا تہا - سماج کو خوش کرنیکے لئے نیستی سے ہستی نہونیکا شور مچانا شروع کر دیا اور کہیں جبراً قبضہ دیکھانیکے لئے بائبل حوالہ جات سے صفحہ کے صفحہ سیاہ کر دیئے - کہیں چند قرآن پاک کی آیات بے موقع و بے محل بے سمجھے لکھکر بے تکی ژٹل ہانکنا شروع کر دی باوجودیکہ دوسری سطر میں مقر ہیں کہ (اس پر قلم اوٹھانا قطعًا بیفائدہ ہے) جسپر ہمارا بھی صاد ہے +

افسوس کہ اس روشنی کے زمانے میں بھی ہمارے دیانندی دوست انصاف سے چشم پوشی کرکے راستی کا خون کرتے ہیں - زیادہ افسوس اُن پر ہے جو بزعم خود محقق بنکر دوسروں کو بہی گمراہ کرتے ہیں -

خیر سے اُن کو سخت کلامی کی بہی شکایت ہے افسوس اگر یہہ دیانندی اپنے گرو کی تصنیفات کو نظر انصاف سے دیکھہ لیتا تو یہہ شکایت رفع ہو جاتی - آگے آپ تحریر کرتے ہیں +

آریہ مسافر نیستی سے ہستی کا ہونا ناممکن اور خلاف قانون قدرت ہے اس واسطے پرماتما نے روح اور مادہ سے دنیا کو بنایا ہے - کچھ اپنی ذات کے ٹکڑے نہیں کیئے - اپنے ہاتھہ پاؤں کاٹ کر نہیں بنایا +

خضر راہ! افسوس آج تک کسی سماجی نے تشریح نہیں کی کہ کس قسم کی نیستی ایک نیستی ممکنات میں پائی جاتی ہے اور ایک ممتنعات میں ممتنعات البتہ کیطرح موجود نہیں ہو سکتے۔ اور ممکنات کا وجود مرجح کی ذات پر موقوف ہے۔ اشیاء کی صورتوں پر ملاحظہ کیجئے۔ قبل اشیاء کرتہ کمقبہ بھر ہوگئیں۔ یہ نیستی سے ہستی ہوئی یا نہیں۔ ذیرا ہم کو اپنی ذات پر خیال نہ کیجئے۔"

آریہ مسافر" روح اور مادہ ہزہا دنیا کا ہے سے بنے خدا مالک کس چیز کا ہے"

خضر راہ" تکلیف کر کے ہمارا مضمون بر حق جس نے سوامی جی اور ان کے چیلوں کو ما شاء اللہ کے ماننے پر مجبور کیا ہے اس سال۔ اخبار ضیاء الاسلام جلد ۳ نمبر ۲ صفحہ ۱ پر ملاحظہ کیجئے۔"

آریہ مسافر" جس سلطنت کا کوئی راجہ ہے۔ جب وہ سلطنت ہی نہ رہی۔ تو پھر وہ راجہ کاہے کا۔ وہ پرجا ہی کا ہے کا"

خضر راہ" بلا سلطنت کے چلے جانیسے کیا اس کی ذات بھی مٹ جائیگی تمثیل کے لیے واجد علیشاہ کو دیکھیے کہ اودھ کی سلطنت جانیکے بعد بھی کتنے روز تک زندہ رہے۔

آریہ مسافر" وہ ارواح اور مادہ کا ازلی حاکم ہے۔ خدا کی خدائی روح اور مادہ کی ازلیت سے ہے اور روح کی ازلیت خدا کی خدائی سے ثابت ہے۔"

خضر راہ۔ یہ دلیل آپکی مستلزم دور ہے خدا کی خدائی روح و مادہ کی ازلیت پر اور روح و مادہ کی ازلیت خدا کی خدائی سے یعنی روح و مادہ کی ازلیت نتیجہ اپنی ذات پر موقوف ہوگئی یا یوں کہیے کہ نتیجہ اپنی ذات سے قبل موجود ہوگئی۔ ناظرین آپ یہ نہ خیال کریں کہ معمولی محالات اور نقصانات دلیل پر ان کو نظر نہیں آتے۔ مجبور ہیں اسلئے کہ دیانندی ہی تو ہیں۔

آریہ مسافر:- "جب خدا مالک ہے اور ازلی مالک ہے۔ تو وہ چیز جسکا خدا ازل سے مالک چلا آیا ہے - ازلی ہے۔ ورنہ خدا ازلی مالک نہیں جب خدا ازلی علیم ہے تو وہ چیز جسکا خدا ازل سے عالم چلا آیا ہے ازلی ضرور ہے ورنہ خدا ازلی علیم نہیں سیلے ھذا القیاس"

خضر راہ:- "صفت حقیقی اور اضافی میں تمیز کیجئے یہہ مرض رفع ہو جائیگا"

آریہ مسافر:- "ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم کہیں کہ اس دنیا کے بنانے سے پہلے خدا کے پاس کچھ بھی نہ تھا یہہ دفعۃً اتفاق سے اس کے ہاتھ لگ گئی۔ یا کسی بیچارے غریب آدمی سے اسنے زبردستی چھین لی"

خضر راہ:- "ہمارے شرمیلے دوست آپ کو اپنے طریقہ پر بھی شرم آنا چاہئے کہ دنیا بنانے کے پہلے خدا کے پاس دو ہی چیزیں تھیں اور اگر وہ ہی دو چیزیں کل دنیا کے لئے کافی تھیں۔ تو پھر خدا کو اعلیٰ مرتبہ کا قادر اور ہر ممکن کو محض اپنے ارادہ و علم سے بنانیوالا اور کان اللہ ولم یکن معہ شیئی کے تسلیم کرنے میں کیا شرم ہے"

آریہ مسافر:- "بیلا صاحب فرمائیے۔ کیا ہمارا حق نہیں کہ ہم آپ پر اعتراض کریں کہ نیستی کیا چیز ہے اور اس سے کچھ کیونکر بن سکتا ہے"

خضر راہ:- "آپ کا ضرور حق ہے اور ہم جواب بھی دینے کو آمادہ ہیں۔ نیستی ایک بدیہی چیز ہے ہونا یا عدم اور دیگر الفاظ سے اوس کی تشریح بھی ہو سکتی ہے لاعدنیستی سے وجود کے لئے اوپر کی مثال ملاحظہ کیجئے"

آریہ مسافر:- "اس کا ہمیں تجربہ کر کے دکھائیے اور نظام قدرت سے کوئی مثال لا دیجئے۔ یہہ وہی سوال نہیں ہے جو تکذیب براہین احمدیہ و کتاب ستیارتھ پرکاش اور نسخہ خبط میں بار بار مسلمانوں پر کیا گیا ہے اور مسلمانوں نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا"

خضر راہ :- ناظرین! ایسے مباحثے مخص دیانتدی ہونے کی وجہ سے مجبوستا ہیں اس لئے مسلمانوں کے جوابات اُن کی نظر سے نہیں گذرے "
اگر آپ کو تشریح کے ساتھ جوابات دیکھنے ہیں۔ جن پر آپ کیا کل دیانندی جمع ہوکر بھی جرح نہیں قائم کرسکتے تو اردو میں سائنس اور اسلام عربی میں علم کلام کی کتابیں تکلیف اٹھا کر دیکھئے۔ مختصر جواب ہم سے مُفت سنئے مثال نظام قدرت سے وجود دو طرح کا ہے۔ وجود خارجی وجود ذہنی۔ موجودات ذہنی کل کے کل عقل ہیولانی کے مرتبہ میں معدوم عین الذہن ہوتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ موجود ہوتے ہیں۔ خود آپ کو مطالعہ کے وقت تجربہ ہوا ہوگا کہ آپ کے ذہن میں مخالف کے جوابات نہیں ہوتے ہیں۔ مگر سوال کے سُنتے سُنتے موجود ہوتے ہیں۔ موجودات خارجی میں اعتراض کا وجود آپ خیال کیجئے کہاں تھا اور کیونکر آ گیا اگر وجود تھا تو صرف روح و مادہ کا یہ صور مختلف تو بعد کو آئی گئیں۔ بہت سے بہت آپ اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ مادہ میں ان صورتوں کی صلاحیت تھی لیکن صلاحیت سے وجود لازم نہیں آتا۔ عدم سے وجود نہیں لازم آتا۔ عدم سے وجود کی مثال اگر سمجھنا ہے۔ تو نظام عالم کی اسی قدر کافی ہے "

آریہ مسافر :- جب روحوں کو خدا نے نیستی سے ہست بنایا تھا۔ تو کس غرض کیلئے بنایا تھا؟ کیا اپنی خدائی جتانیکے لئے یا روحوں کو خواہ مخواہ عذاب دینے کے لئے؟ اگر اپنی خدائی جتانیکے لئے بنایا تھا تو ظاہر ہے۔ کہ بغیر روحوں کے خدا کی خدائی ثابت نہ تھی تو گویا اُس وقت خدا ہی نہ تھا۔ کیونکہ خدا اسی وقت سے ہے جب سے اُس نے روحوں کو بنایا ہے۔ اسی صورت میں وہ پردہ خدائی سے الگ رہے۔ اور اگر شق ثانی ہے تو خدا ظالم ہے کہ اس نے خواہ مخواہ لوگوں کو عذاب دے رکھا ہے۔ اور بعض کو کافر و مومن بنا رکھا ہے "

خضر راہ " خدا نے روحوں کو اپنی خدائی جتانے کے لئے بنایا۔ اور بغیر روحوں کے خدا کی خدائی کا ثابت نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ہم کو کسی چیز کا علم نہ ہونا اس کے عدم کو مستلزم نہیں۔ البتہ دیانندی طریقہ پر نعوذ باللہ خدا ظالم ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ بلا وجہ مادہ و روح پر تصرف کرنے لگا "

وجہ حاکمیت کیا ہے؟ جبکہ وجوداً خدا روح اور مادہ تینوں برابر ہیں۔

آریہ مسافر " اگر خدا نے دنیا کو نیستی سے ہست کیا ہے تو اب دوسری دنیا کیوں نیستی سے نہیں بنا لیتا۔ اس بگڑی ہوئی دنیا کے پیچھے کیوں پڑا ہے۔ کیونکہ تمام دنیا اس کے برخلاف ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اس کا خیال چھوڑ دے "

خضر راہ " جبکہ محض اظہار قدرت کے لئے بنائی گئی تو یہ ایک ہی کافی ہے۔ اور اگر ایسا ہی ایک آدمی مخض کی فرمائش پر خدا ایک ایک دنیا بنانے لگے تو اسکی حکومت کیوں ہوئی۔ محکومیت ہو گئی۔ پھر اس روشنی کے زمانہ میں آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ کواکب میں آبادی ثابت ہو چکی ہے۔ اگر انسانوں میں لوگ اس کے مخالف ہو گئے ہیں۔ تو ہو جاویں۔ اپنی نتیجہ برداشت کریں گے۔ خدا کا کیا بگاڑیں گے؟ کیا دنیا ان کے بگاڑنے سے بگڑ جاوے گی؟

آریہ مسافر " بیشک پرماتما کو کسی چیز کی احتیاج نہیں سب چیزیں ہمیشہ سے اس کے پاس موجود ہیں "

خضر راہ " واہ مہاشے کیا دلیری ہے! خدا کو حاکم بنانے میں پکار پکار کر روح و مادہ کا محتاج کہئے اور پھر بھی احتیاج سے انکار اسی احتیاج نے تو دیانندیوں کو اقلیدسی اصول موضوعہ کی طرح پر تین قدما ماننے پر بلا دلیل بھی آمادہ کر دیا "

آریہ مسافر " روح اور مادہ کو خدا نے کس چیز سے بنایا اگر پہلے خدا ہی خدا تھا۔ اور کوئی چیز نہ تھی؟ تو اس کا جواب محمدی علما۔ آج تک بھی نہ دے سکے۔ باوجودیکہ

آج تک کئی سو سال کا عرصہ گذرا لیکن اس کے جواب میں تا ہنوز اسکے منہ پر مہر سکوت ہے۔ اور قیامت تک یہہ مہر ان کے منہ پر سے نہیں ٹوٹ سکتی +

خضر راہ "علماء کے جواب نہ دینے کا وہم آپ کو اپنی پیشانی کے پہلے لفظ سے پیدا ہوا اس کو جلدی رفع کیجئے اور ہمسے سنئے جب خدا ہی خدا تھا تو یہہ سوال کہ کس سے بنایا اپنا آپ ہی جواب ہے۔ خدا ہماری طرح محض صناع ہی نہیں ہے۔ کہ دو چیزوں میں ترکیب دیا کرے۔ وہ اپنے علم کے موافق جس چیز کو چاہتا ہے۔ خود ہی بنا دیتا ہے صفت خلق اس کی ذات میں ہے۔ خدا کو اپنی ذات پر نہ قیاس کیجئے"۔

آخر میں ہمارے سماجی دوست پریشان ہوکر (صفحہ ۷ کی پہلی سطر پر) یوں شکایت کرتے ہیں دینوگ کو اس بحث سے کیا تعلق تھا کچھ نہیں۔ مگر اپنی نیک نیتی سے کہ کوئی بیوقوف جل اُٹھے عمداً یہاں ذکر کیا گیا)

ناظرین! آپ نہیں نہیں یہہ مہاشے نہیں چلے اسی لئے انہوں نے آریہ مسافر کے بیس صفحوں کو بائبل وغیرہ کے حوالہ جات سے سیاہ کیا ہے اور آخر میں حوالوں کی ضرورت بھی نہ خیال کر کے پورے ورق بر قرآن پاک اور بائبل پر طائل زٹل ٹانک کر پھپولے پھوڑے ہیں جو ان کی ابتدائی اقرار کے موافق قطعاً بیفائدہ ہے پس ہم بھی اس مہاشے کی دانائی پر محمول کر کے نظرانداز کرتے ہیں اور آخر میں اُمید کرتے ہیں کہ یہہ مہاشے حق سے اگر کچھ بھی حصہ رکھتے ہوں گے تو آئندہ بیفائدہ کام کے لئے قلم نہ اُٹھائیں گے۔ فقط

(دیا نند لو کا حق نما ماسٹر بشیر احمد سیتا پوری)

ہمدرد آریہ

برائی سے بچانا بھائی کو ہے کام انسان کا
بھلائی کی طرف سے بھاگنا ہے فعل شیطان کا

بنی آدم ہیں ہم تم سب تو ظاہر ہے کہ بھائی ہیں
بچانا کجروی سے بھائی کو ہے فرض اخوان کا

کہا مانو نہ مانو ہم تمہیں سمجھائے دیتے ہیں
سراسر وید کی تعلیم میں نقصان ہے ایمان کا

بہلا دان دینے کو کہتے ہو البتہ کرت سو جو تو
نہیں ہے خالق ارض و سما جسم میں روحان کا

نہ ہے توحید اور عظمت نہ علام [illegible] ہے
پتہ کچھ قادر مطلق کا جسم میں ہے نہ کچھ شان کا

ذرا تو عقل سے تو کام کیا ارواح انادی ہیں
برابر مرتبہ ہے کہتے ایشر اور انسان کا

نہ خالق اسکو پاتے ہیں نہ ہم مخلوق ویدوں میں
بتانا انکو الہامی کتاب ہے کام نادان کا

دیانند اور ویدوں کی یہ اک تعلیم ادنیٰ ہے
بنا ہے آریہ رہبر ضلالت کے بیابان کا

یہ ہے تعلیم ویدوں کی کہ وہ نادان بشر ہیں
کہ جسے خوب سمجھ جاوے احاطہ عقل انسان کا

نہ سمجھو عقل کو میسر جو ہو ادراک سے باہر
نہ گھٹنے پائے گویا مرتبہ ایشر سے انسان کا

خلائق آبرو ہو خاک میں ایشر کے ویدوں سے
تمہیں کچھ ڈر بھی ہے ویدائیو [illegible] نادان کا

نہ ایشر مالک الملکی نہ کچھ قدرت نمایاں ہے
نہ ویدا ایشر کو خالق کہتا ہے انسان و حیوان کا

نہیں کر سکتا پیدا روح کو قدرت تو یوں کھوئی
ہیں خود ارض و سما بھی مالک الملکی کو یوں ہاں کا

ہیں جب ارض و سما اور روح یعنی جیو خود پیدا
ہمیں توحید و عظمت پھر دکھائی تو کوئی یا انکا

نہیں ہے کچھ پتا ایشر کو خبر [illegible] آفت روحیں ہیں
ستائی غیب دانی کیا ٹھکانا ایسے طوفان کا

نہ خالق اور مخلوق یہ خاصی [illegible] ہے
نہیں ہے آریوں پہ گویا بار ایشر کے احسان کا

دیانندی کوئی گرویدگی عظمت سمجھتا ہے
دکھائے مسئلہ توحید بنکر مرد میدان کا

نہ سمجھے آریو گر نہیں تمکو تو تم ہی کہدو
مقصود اس میں تمہارا ہے و یا خورشید تابان کا

کہاں وہ کفر کی ظلمت کہاں یہ نور اسلامی
تفاوت آریو ہے دیکھ لو یہ وید و قرآن کا

تعصب چھوڑ کر انصاف سے گر آریو دیکھو
دیانندی کہا مانو جہالت چھوڑ دو ورنہ
نہ پھر افسوس کی بخیہ گری کچھ کام آئیگی
خدایا تو ہی مالک ہے تو ہی خالق ہے ان کل کا
تو ہی خالق ہے سب مخلوق ہے تیری نہیں کچھ شک
قرآن پاک میں آیا ہے تیری ذات واحد ہے
تیرے اک نقطہ کن کے حکم سے جلوہ نظر آیا
گل و برگ و ثمر شجر حجر کا و حسن جانور کا
تیرے افعال کو سمجھے کرے قدرت کا اندازہ
وہاں تک کس طرح پہونچے یہ ادراک جلتے ہیں
مجھے بھی اک جھلک تیری نظر امید کامل ہے
جو تیری یاد میں رو کر در مقصد کھلوانا چاہیں
تیرے اسلام کا میں بھی اپنی نام لیوا ہوں
تیرے اسلام کے صدقہ میں ہمنے کیا ہے [illegible]

تو کہہ اٹھو کہ قرآں ہے کلام پاک یزداں کا
کہہ گئے کیوں نہ مانا ہمنے کہنا تاے قرآں کا
اُدہر جائیگا غافل جا بستی کا جب تنکا
پتہ دیتا ہے ہمکو کلام پاک قرآن کا
تو ہی معبود ہے لاریب ہر گبر و مسلماں کا
شریک اے ہر گز نہیں ہے کوئی بھی بیچوں سبحانک
زمیں کا آسماں کا ماہ کا خورشید تاباں کا
ملک دیو و پری جن و بشر کا حور غلماں کا
بھلا کیا حوصلہ ہے عاجز و لاچار انساں کا
کہ تیرے فعل ہیں کافیہ تنگ عقل انساں کا
جو مجھپر پڑے تو دیر جائے کچھ بھی اہل عرفاں کا
کرے پیدا کہ تا ہے گوہر سا ابر نیساں کا
پکڑ رکھا ہے گوشہ میں نے بھی رحمت کے داماں کا
دلی ارماں ابھی کچھ اور بھی باقی ہے داماں کا

ملیں جب جاتوں ہوا کچھ مجھکو حاصل تیری الفت میں
ہمارا ہاتھ ہو اور تار ہو جیب گریباں کا

(حق پسند) (علیگڑہ)

لطیفہ

ایک وکیل کے مسلمان محرر سے ایک آریہ موکل نے آکر ایک اٹھنی کا مطالبہ کیا کہ میرے مقدمہ کے حساب میں رہ گئی ہے۔ محرر صاحب نے اٹھنی کے بقایا رہنے اور اسکے دینے سے انکار کیا جبوقت مہاشے صاحب جواب

پا چکے تو کہا کہتے ہیں کہ اچھا صاحب مت دو ہم تسے خدا کے گھر لیں گے۔ اس پر ظریف الطبع منشی صاحب نے فرمایا کہ کیا خوب یہہ منہ اور مسور کی دال۔ تم لوگوں کا خدا کے یہاں کیا کام۔ تمہارا گذر ہی وہاں نہ ہوگا۔ خدا کو یہاں تو تم لوگٹ ہوں گے تم تو کتے یا سور کی جون میں دنیا ہی میں نظر آؤگے ؎

یہہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ جزا و سزا خدا وند تعالے کے یہاں ضرور ملے گی لیکن ویدوں کی توہین کی وجہ سے دم بند ہے۔ پنڈت دیانند خود بھی کامل یقین سکتے کبھی مسئلہ تناسخ (اواگون) کی نسبت کہتا تھا۔ کہ میں نہیں مانتا۔ کبھی کہتا تھا کہ میں نے مان لیا ہے (حق پسند علیگڑہ)

چھوٹی بڑی سب ایک بھاؤ

آجکل ہمارے مہذب وایماندار دیانندیوں کا اہتمام سے جو رسالہ نکلتا ہے۔ وہ اسلام ہی پر حملے کرتا۔ اور مسلمانوں ہی پر تبرا بھرا ہوا نکلتا ہے۔ نہیں معلوم اس نامنصف جماعت نے اس میں کیا بھلائی سوچی ہے۔ یہ اپنے زعم میں اسلام پر بیجا حملے کرکے نہایت خوش ہوتے اور یہہ جانتے ہیں کہ ہمنے بڑا کام کیا۔ ہمارا بڑا نام ہوا۔ مگر اس کی خبر نہیں کہ۔۔۔ وہ جتنا اسلام کے منہ چڑھتے ہیں اتنا ہی اپنی بنیاد کو سست و کمزور کرتے ہیں۔ خود دیانندی ہی ان کے اقوال کو دیکھکر ہنستے ہیں بلکہ ان کی کم فہمی و ناعاقبت اندیشی پر افسوس کرتے ہوئے اسلام پاک کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اگر یہی گرم بازاری رہی۔ تو کچھہ روزوں میں دائرۂ اسلام میں صدہا صاحب انصاف دیانندی سربسجود نظر آئیں گے ✦

وہ دن بہت ہی قریب ہے۔ کہ یہ آریہ مندر اسلامی انجمنوں کے دھرم دائی جلسوں سے مشرف ہوں +

حال ہی کا ذکر ہے۔ کہ آریہ پیتر بریلی بابت ماہ جنوری نے کتاب ترک اسلام و تہذیب اسلام اور مسلمانوں کا تعصب" کے عنوان سے ایک مضمون چھاپا ہے۔ جس میں ایک مسلمان جلد ساز کی شکایت کرتے ہوئے لالہ امیر چند ساکن موضع جگنہ کلاں ضلع امرتسر فرماتے ہیں کہ اس نے میری کتابیں دو دن رکھ کر واپس دے دی ہیں اور کہا اس کتاب کی جلدیں لاکھ روپیہ پر ہے۔ نہیں باندھوں گا۔ کیوں کہ اس میں قرآن و رسول کے برخلاف لکھا ہوا ہے۔ اور ایک کافر نے بنائی ہے۔ معزز ایڈیٹر و آریہ بھائیو جہالت کی بھی کوئی نہ کوئی حد ہونی چاہئے۔ آریہ بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ تہذیب اسلام کی از حد زیادہ اشاعت کرا دیں۔ ہر ایک زبان گورکھی۔ پنجابی۔ ہندی۔ انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔ مہاشے دھرم پال جی بی اے۔ کا ہم کو مشکور ہونا لازم ہے۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کا سارا پول کھول کر رکھدیا ہے۔ ان کتابوں کا اثر اس قدر ہوا ہے۔ کہ جنم کے دو مسلمان آپ کے جلسہ پر بھی لاہور میں شدہ ہوئے۔ ترک اسلام میں بارود بھی جمع کیا گیا تھا۔ مگر تہذیب الاسلام میں اس بارود کو آگ لگا دی گئی ہے۔ مسلمان آگے بھی جلکر کباب ہو رہے ہیں۔ مگر اب از حد سخت دل ہو رہے ہیں۔ معلوم نہیں۔ کہ جب باقی جلدیں نکلیں گی تو مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ آریہ بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ مہاشے دھرم پال جی۔ بی۔ اے۔ کی حوصلہ افزائی کریں اور ہر ایک آریہ بھائی

اور ہندو پریوار میں اس کتاب کی ایک ایک جلد موجود رکھی جائے نیز
بھی جہاں تک میری طاقت میں ہے۔ اس کتاب کی از حد اشاعت کراؤں
گا۔ مہاشہ دہرم پال جی۔ بی۔ اے۔ امید ہے کہ باقی سو جلدیں بھی
گوروکل کے تیسرے سالانہ جلسہ تک شایع کردیویں گے۔ اب تو
قریبًا قریبًا مذہب اسلام کی حالت نزع ہے۔

ناظرین انصاف فرمائیں۔ کہ متعصب کون ہے۔ صرف جلد نہ باندہنے
اور انکار کردینے پر لالہ جی جامہ سے باہر ہوگئے۔ آتش غضب سے جلکر
تو وہ خاک بن گئے۔ اگر ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس مسلمان کی تعریف
کرتے۔ اور اس کی محبت والفت کی جو خدا ورسول کے ساتھ ہے داد
دیتے اور اسکی تقلید کرتے۔ اس سے سبق لیتے۔ اور اس کی ہمت
دیکھتے۔ کہ صرف خدا ورسول کی اُلفت میں اوس نے اپنا نقصان گوارا
کیا۔ وہ سچا بندۂ خدا ہے۔ بندۂ درم یا بندۂ نیوگ نہیں۔ مہاشے دہرم
پال۔ بی۔ اے پر دیا نندیوں میں سے ایک بھی ایسا نہ نکلا۔ جو اس کے
مثل ہوتا۔ مسلمانوں کے ایک ادنیٰ طبع کا ادنیٰ شخص جسکی خاندانی و
علمی حالات برق اسلام میں لکھے ہیں۔ اور جسکے تمام اخبار ورسالے شاہد
ہیں۔ دیا نندیوں میں اعلےٰ رکن تصور ہوا۔ حالانکہ دایرۂ اسلام میں لاکھوں
ایسے پڑے ہیں۔ جنکے زور قلم کے آگے اچھے اچھے سر ندامت خم کرتے ہیں
مگر مسلمانوں کو ان پر ناز نہیں۔ بچارہ دہرم پال کس شمار میں تہا۔ تہذیب الاسلام
اور ترک اسلام پر فخر کرنا ہی جہالت ہے۔ ذرا آنکھیں کھول کردیکھو کہ ان
دونوں لغویات کے کس قدر جواب لکھے گئے۔ ایک دو چار نہیں۔ بلکہ بیسیوں
دندان شکن جواب ہو چکے ہیں۔ اور برابر لکھے جارہے ہیں۔ آپ کے جمع کردہ

بابا جی نے آپ ہی چھپیڑ چھونکا۔ زمین وید ک پر وہ بھونچال آیا کر کچھ بنائی نہیں بنتی۔ دھرمپال جی جس کش مکش میں پڑے ہیں۔ ان کا دل ہی جانتا ہے۔ دیانندی اگر آنکھیں کھولکر دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ ایک دھرمپال کے عوض کتنے آریہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔

آپ جسقدر چاہیں تہذیب اسلام اور ترک اسلام کی اشاعت میں وسعت دیں۔ اسلام کا نفع اور دیانندی پنتھ کا نقصان ہے۔ اتنی کم اشاعت میں تو اس قدر اس کے جواب لکھے گئے۔ جسقدر زیادہ اشاعت ہوگی اسی قدر اس کے دندان شکن جواب پڑھے جائیں گے۔ دیانندی پنتھ کی قلعی کھلتی جائے گی۔ سوائے دہرمپال کے آجتک۔ کوئی بھی مسلمان پیدا نہ ہوا۔ مگر یہ آپ کی ایمان داری و راست گفتاری ہے کہ ہتکاری کیطرح یہ جھوٹ مشہور کرنے پر آمادہ ہیں کہ فلاں آریہ ہوا۔ فلاں شدہ ہوا۔ جسکی تحقیق پر کچھ بھی اصل نہیں۔ جھوٹی باتوں سے اپنے گروہ کی طبیعت خوش کر لیجئے۔

لہذا اے مسلمانوں ہوشیار ہو اور کمر ہمت باندھو۔ دیکھو آجکل ناموس پرست کیسے اگنی ودیا کے عشق میں مدہوش و مبہوت ہیں۔ جلد تیار ہو اور بیچے دین کی خدمت کرو۔ اسلامی رسالے خرید و اور ان کو مدد پہونچاؤ۔ دیکھو تمہارے ایک بھائی نے جسکی روزی صرف جلد سازی پر ہے۔ کیسی ہمت کی۔ اور کیسا استقلال ظاہر کیا۔ کہ وہ لاکھ روپیہ پر بھی لات مارنے کو تیار تھا۔ جس پر لالچی غضب کے خوشب کی آگ نے بھڑک اٹھی مگر افسوس کہ تم ابھی خواب غفلت میں ہو۔ انوارالاسلام۔ النذیر۔ ضیاء الاسلام ہمدرد اسلام۔ اہلحدیث۔ الفیض کو خرید و۔ اور ان کو مدد پہونچاؤ۔ اسلامی ٹریکٹ خرید کر تقسیم کرو۔ ترک اسلام و برق اسلام وغیرہ کتابیں

مسلمانوں کو دکھاؤ اور اس کی اشاعت میں کوشش کرو۔ ان لائق مصنفوں نے دیانندی پنجہ کی پوری پوری قلعی کھول دی ہے۔ ہر مسجد و ہر جلسہ و انجمن و کتب خانوں میں ان کتابوں کا رہنا ضروری ہے۔ دیانندی جب اُس کو دیکھتے ہیں۔ تو ایسے بدحواس و شرمندہ ہوتے ہیں کہ کچھ بنائے نہیں بنتا۔ مجھسے بھی جہاں تک ممکن ہوگا اسلامی ترکیبوں کی اشاعت میں کوشش کرونگا۔ اسی خیال سے میں نے اپنا ذاتی مطبع خادم الاسلام اپنے وطن بریلی میں جاری کیا ہے۔ دیانندیوں کی جہالت کے ظاہر کرنے کے لئے۔ ماہوار رسالہ الفیض جاری کیا ہوا ہے۔ امید ہے کہ اور مسلمان بھی اس کی تقلید کریں گے۔ تاکہ ان کی کافی شانتی ہو +

مرہون مسلمانوں کا خادم احمد حسین سید فیض آباد

طالبان حق کیلئے زندہ بشارت

یعنی

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

اعلیٰ درجہ کی جیبی مترجم حمائل شریف بالکل مفت

یہ حمائل شریف ہی جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں مفصلہ ذیل خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزوں ہے یعنی ۵ انچ لمبی ۳ انچ چوڑی جو جیب میں آسانی آسکتی ہی شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) ترجمہ حمائل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہی یعنی ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گچ مچ نہو جائے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہی (۴) صفحہ صفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے خیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہی جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق اُلٹنا نہیں پڑتا۔ یہ خوبی آجتک کسی ترجمہ قرآن شریف میں نہیں ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو جھوٹ باندھے اللہ پر یا جھٹلاوے اس کی آیتیں۔ مقرر بھلائی نہیں پاتے گنہگار۔ سورہ انعام رکوع ۳۔

تو نہ بچے گا۔ کیونکہ خداوند کا نام لیکے جھوٹ بولتا ہے زکریا ۱۳

حضرات عیسائی صاحبان کی خدمت میں

بتیس سوال بامید جواب لکھے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ عیسائی صاحبان جواب دیکر سائل کو ممنون احسان ٹھہراوینگے +

سوال اوّل

ایک عورت کے ہوتے ہوئے نکاح ثانی کی ممانعت پر جناب سید حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی زبان سے کوئی حکم قطعی الدلالت اناجیل سے پیش کریں۔ بدون ممانعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیدو بکر کے اقوال یا اپنی ہوائے نفسانی سے ایک حکم الٰہی مندرجہ عہد عتیق اور سنت انبیائے کرام کو ناحق خواہ مخواہ حرام ٹھہرانا گویا خدا پر جھوٹ باندھنا ہے اور سنت قدیمہ انبیائے کرام کو باطل قرار دینا ہے۔ اور جو آیات پیشانی پر لکھی ہیں اُنکا مصداق بننا ہے ٭

سوال دوم

اگر کوئی عیسائی اپنی حقیقی پوتی یا نواسی سے نکاح کرنا چاہے تو ایسے نکاح کی ممانعت اناجیل مروجہ حال سے عیسائی صاحبان ثابت کر کے دکھلائیں۔ اپنے حریف یہود کی کتب دینیہ کی طرف رجوع نہ کریں۔ کیونکہ اس بات میں اناجیل کا نقص ظاہر ہوگا اور اُس کی تہیدستی کا اقرار کرنا پڑیگا ٭

سوال سوم

انجیل یوحنا باب اول آیت ۲۱ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت یوحنا بن زکریا الیاس ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ اور صریح اور صاف لفظوں میں کہتے ہیں۔ کہ میں الیاس نہیں ہوں برخلاف قول حضرت یوحنا بن زکریا۔ مسیح یوحنا بن زکریا کو الیاس فرماتے ہیں دیکھو انجیل متی باب ۱۱ آیت ۱۴۔ اب دونوں بزرگوں کے اقوال میں صریح اختلاف پایا جاتا ہے لامحالہ ایک صاحب کے قول کی ضرور تکذیب ہوگی عیسائیوں کا اختیار ہے جس کی چاہیں تکذیب کریں۔ مگر حضرت عیسائیوں نے بھی کمال ہی کیا ہے جو ایک اور ہی راہ اختیار کی ہے۔ جو کہ دونوں بزرگوں کی تکذیب سے بچنے کی سوچی گئی ہے۔ اور وہ سبیل اور چالاکی یہ ہے۔ دیکھو تفسیر انجیل متی مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۸۵ سطر ۲ میں پادری عماد الدین لکھتا ہے کہ یہ شخص یعنے حضرت یوحنا بن زکریا اسکی یعنی الیاس کی روح اور قوت میں آگیا ہے یعنی

الیاس کی روح اور نبوت حضرت یحنا میں آ گئی - کیوں حضرات عیسائی صاحبان
ایک جسم سے روح کا نکلکر دوسرے میں جانا مسئلہ تناسخ کی تائید اس میں بخوبی ہو گئی
اور اس مسئلہ تناسخ کا تسلیم کرنا اخبار نور افشاں نمبر ۳۶ مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۸۹۳ء کے
صفحہ ۴ سے بھی ثابت ہے اور عبارت اخبار مذکور کی یہ ہے "کیونکہ آدم کے گناہ
کرنے کے بعد اسکی روح داؤد میں گئی - اور اس نے گناہ کیا تو وہ مسیح میں گئی - اے
عیسائی صاحبان حضرت الیاس کی روح کا انتقال حضرت یحنا کے وجود میں اور
حضرت آدم کی روح کا حضرت داؤد میں ہو کر مسیح میں آنا جب علمائے مسیحی نے مان
لیا ہے تو مسئلہ تناسخ یعنے عوام عیسائیوں کا منکر ہونا جائے شرم ہے اور وہ پرانے
گناہ کی روح جو آدم اور داؤد کے وجود میں بقول عیسائیوں کے گناہ کر چکی تھی تو اسنے
عادت قدیمہ کے مطابق مسیح کے وجود میں داخل ہو کر ضرور گناہ پر گناہ کئے ہونگے
شاید یہی وجہ ہے کہ مسیح مصلوبی کے گناہ اور نافرمانیاں اناجیل موجودہ میں بکثرت
بیان ہوئی ہیں - چنانچہ علاوہ اسکے ایک مستقل رسالہ در بارہ ثبوت گناہ مسیح مصلوبی
لکھا ہے جس میں مثل گناہ مسیح مصلوبی کے اناجیل سے ثابت کر کے دکھلا دیئے
ہیں - جو عنقریب چھپنے والا ہے ؛

سوال چہارم

خط دوم قرنتیون باب ۱۱ - آیت ۱۴ میں لکھا ہے - اور یہ تعجب نہیں کہ شیطان
بھی اپنی صورت کو نوری فرشتہ سے بدل ڈالتا ہے - اگر یہ بات میاں پولس
کی تسلیم کی جاوے - کہ شیطان ضرور یہ طاقت رکھتا ہے کہ اپنی شکل نوری فرشتوں
سے تبدیل کر سکتا ہے تو پھر یہاں فوراً سوال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن ہے جو انبیائے
سابقین اور مؤلفین اناجیل یا معاذ اللہ مریم کے پاس شیطان بقالب فرشتہ
آیا ہو - اس ناقص اور کمزور خیال کی بنا پر تمام بائبل کا اعتبار کافور ہو جاتا ہے

اور مسیح کی پاک پیدائش میں شک واقعہ ہو سکتا ہے ہمارے نزدیک بہتر یہی بات
ہے کہ بیان پولوس کی اس بات کا اعتبار ہی نہ کیا جاوے ورنہ اعتبار کرنے والے
عیسائیوں کو شیطان میں یہ طاقت تسلیم کر کے بائیبل کے کلام الہی ہونے اور مسیح لقمہ
کے پاس واقعی جبرئیل کے آنے کا کوئی عمدہ ثبوت دینا ضروری فرض ہوگا مگر وہ
ثبوت اپنے گھر سے عنایت فرماویں نہ قرآن پاک سے ظاہر ہے کہ قرآن پاک
کا احسان مند ہونا عیسائیوں کے لئے جائے شرم ہے +

سوال پنجم

خط عبرانیہ باب ۲ - آیت ۶ سے ۹ تک پڑھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے - کہ
حضرت مسیح کا درجہ فرشتوں سے کم ہے - ظاہر ہے کہ جب کم رتبہ شخص خدا بنایا
جاوے تو فرشتوں کو جو اعلےٰ درجہ رکھتے ہیں - ازراہ انصاف عیسائی
صاحبان کیا رتبہ دیں گے +

سوال ششم

انجیل متی باب ۴ - آیت ۸ میں لکھا ہے پھر شیطان اُسے ایک بڑے
اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور انکی شان و شوکت اُسے
دکھائیں اور اُس سے کہا کہ اگر تو جھک کے مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دونگا
دیکھئے ازروئے علم ہیئت زمین گول ہے اور ٹھوس بھی ہے ایک جگہ پر کھڑے
ہو کر شیطان نے کل زمین کی سلطنتیں کیونکر اور کس قاعدے سے مسیح کو دکھلائیں
یہ بات سراسر خلاف واقعہ ہے اور جس کتاب میں ایسے دور از قیاس اور غلط قصہ
کہانیاں بیان ہوں وہ کلام الہی نہیں ہو سکتی - بایں وجہ انجیل متی کلام الہی کیونکر
ہو سکتی ہے اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو - کہ شیطان نے معجزانہ
طاقت سے یہ کام کیا ہوگا - تو اُس کا جواب یہ ہے - کہ یا دری عماد الدین

اپنی تفسیر انجیل یوحنا مطبوعہ ۱۸۰۴ء کے صفحہ ۳۱۸ سطر ۱۲ میں لکھتا ہے کہ معجزونکی طاقت خدا تعالیٰ گنہگاروں کو جو فاسق فاجر ہیں نہیں دیتا۔ جائے انصاف ہے کہ شیطان رئیس الفاسقین اور امام الفاجرین کو خداوند تعالیٰ کیونکر طاقت معجزے کی دے سکتا ہے۔ پس بات صحیح یہی ہے۔ کہ قصہ مندرجہ انجیل متی سراسر غلط ہے ÷

سوال ہفتم

انجیل مرقس باب اول آیت ۴ میں لکھا ہے کہ حضرت یوحنا ابن ذکریا بندگان خدا کو گناہوں کی معافی کے واسطے توبہ کا بپتسمہ دیتے تھے۔ التماس یہ ہے کہ آیا جن لوگوں نے حضرت یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کی اور بپتسمہ لیا۔ ان لوگوں کے گناہ معاف ہو گئے تھے یا نہیں۔ شق اول۔ اگر معاف ہو گئے تو مسیح کا کفارہ سراسر غلط ہو گیا۔ کیونکہ جب بذریعہ سچی توبہ کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں تو پھر کفارہ کی ضرورت ہی کیا رہی اور بائبل میں توبہ سے گناہ بخشے جانے کی نظیریں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ چند نظیریں پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً انجیل لوقا باب ۱۵۔ آیت ۳ ایضاً باب ۱۵۔ آیت ۸۔ اور انجیل مرقس باب ۲۔ آیت ۱۷۔ اور انجیل متی باب ۱۸ آیت ۴۔ اور کتاب حزقیل باب ۱۴۔ آیت ۱۸ اور کتاب یونہ باب ۲۔ آیت ۵ سے۔ الخ علیٰ ہذا القیاس اب توبہ کے صاف اور سیدھے مسئلہ کے ہوتے ہوئے جس کا ثبوت جا بجا بائبل میں موجود ہے۔ پھر ناحق کا جھگڑا کفارہ کیوں گھڑا جاتا ہے جو بائبل کی تعلیم توبہ سے متضاد ہے۔ شق ثانی اگر ارشاد ہو کہ حضرت یوحنا کا بپتسمہ دینا اور توبہ سے گناہوں کی بخشش کا مژدہ سنانا غلط تھا تو اس پر ہمارے دو اعتراض ہیں۔ اول ایک نبی کے قول کو غلط ٹھیرانا سراسر جہالت ہے۔ دوم حضرت مسیح نے خود یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ لیا۔ اور دریائے یردن

میں غسل کیا + دیکھو انجیل متی باب ۳- آیت ۱۵- کیا یوحنا کی غلطی میں شریک ہونا خود مسیح کی غلطی نہیں تھی؟ انبیائے کرام پر غلطی کا احتمال کرنا ایمان سے ہاتھ دھونا ہے +

سوال ہشتم

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام خصوصاً ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر توریت اور صحائف انبیاء اور قرآن پاک میں بیان ہوا ہے جو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے- اول کتاب گنتی باب ۱۴ آیت ۱۹- ایضاً باب ۱۲- آیت ۱۳- اور کتاب استثنا باب ۹ آیت ۱۹ و ۲۲ کتاب خروج باب ۸- آیت ۸- اور کتاب اول سموئیل باب ۷- آیت ۹- ایضاً باب ۱۲- آیت ۱۸- اور قرآن شریف سورہ نساء رکوع ۹- اور سورہ ایضاً رکوع ۱۶- اور سورہ آل عمران رکوع ۱۷- اور سورہ توبہ رکوع ۱۲- ایضاً رکوع ۱۴- اور سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ اور سورہ ممتحنہ رکوع ۲- اور سورہ الضحیٰ رکوع اول- جائے انصاف ہے کہ حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء اور خصوصاً ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا گنہگاروں کے حق میں بامر الٰہی شفاعت کرنا کلام ربانی سے ثابت ہے اور نیز دعا کا قبول ہونا عیسائی صاحبان بھی تسلیم کرتے ہیں- دیکھو انجیل یوحنا باب ۹- آیت ۳۱ میں صاف لکھا ہے- پر اگر کوئی خدا پرست ہو اور اس کی مرضی پر چلے تو اُسکی وہ سنتا ہے اور کتاب امثال باب ۱۵ آیت ۲۹ پر وہ صادقوں کی دُعا سنتا ہے اور دُعا کا قبول کرنا خدا کا کام ہے دیکھو اول سلاطین باب ۸ آیت ۳- اور دعا کرنا عجز کی دلیل ہے- زبور ۱۰۲ آیت ۱۷- اور حضرت عیسیٰ کا دعا مانگنا اناجیل میں قریباً ۸ اجگہ سے ثابت ہی خصوصاً بروقت معجزہ دیکھو انجیل متی مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۵ء باب ۱۴ آیت ۱۹ اور ان پانچ روٹیوں اور مچھلیوں کو لیکے آسمان کی طرف دیکھکر برکت چاہی ہو دیکھی

لفظ برکت چاہنا مسیح کی عجز کی دلیل ہے اور مطابق اسکے انجیل یوحنا باب ۱۱ آیت ۴۱ میں آپکی دعا کا قبول ہونا اور دعا کا شکریہ کرنا لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ شفاعت اور دعا کے گو الفاظ دو ہیں مگر مطلب اور مدعا دونوں کی ایک ہے۔ ہاں دعا عام ہے اور شفاعت خاص۔ افسوس عیسائی صاحبان دعا کا قبول ہونا تو تسلیم کریں اور مسئلہ شفاعت سے جس کا ثبوت بائبل میں موجود ہے اسکا انکار کرنا یہ عجب ایمانداری ہے۔ جب شفاعت سے گنہگار مغفرت کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں اور ہو بھی گئے اور شفاعت کرنیوالے عبد بن عبد بھی ہوں۔ اُن کو مرتبہ شفاعت کا من جانب اللہ عطا ہو۔ افسوس خدا کا فرزند مرتبہ شفاعت سے محروم ہو کر اپنی گنہگار اُمت کی خاطر پھانسی لیتا پھر کیوں عیسائیوں کا مسیح کا کفارہ ہونا مرتبہ شفاعت سے محروم ہو کر اُن کی کسر شان ہے یا نہیں + باقی آئندہ

لالہ ادھم ادیتہ کی چٹھی پر ریویو

ناظرین! آپنے مرتد صاحب کی چٹھی کا جواب جو ہماری طرف سے انوار الاسلام میں دیا گیا تھا ضرور ملاحظہ کیا ہوگا۔ ہم نے واقعات اور دیانتداری اعتقاد کے حوالوں کے سے ثابت کر دیا تھا۔ کہ مرتد کے اعتراض محض لغو اور تعصب پر مبنی ہیں ہر ایک کے ساتھ ہم نے الزامی جواب بھی دیئے تھے۔ مگر مرتد کو جو کہ عارضہ تعصب و بیانندی کا ہے اس لئے اُس نے اپنی بدھی کو بدھو بنا دیا ہے اور سماجیوں میں نام کی خاطر ایک نام نہاد جواب الجواب بھی شایع کیا ہے جس کے بخیئے ہم اچھی طرح اُدھیڑنا چاہتے ہیں۔ نمبر اب کے جواب میں

ہم نے لکھا تھا کہ شراب بہشتی عزند کی تعریف کی محتاج نہیں بلکہ قرآن پاک خود
اُس کی تعریف کرتا ہے کہ اس دنیاوی شراب کے ترک کرنے والونکو جس میں
نشہ اور دیگر برائیاں شامل ہیں ایسی شراب دی جائے گی جو فرحت انگیز اور
بے نشہ والی سردرد نہ کرنے والی ہوگی۔ پھر قرآن شریف بہشتی نعماء کی
تعریف کرتا ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔ یعنی
کوئی نفس نیکی کرنیوالا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے
مخفی ہیں۔ سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جنکا دنیا کی نعمتوں میں
نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ اور ہم دودھ اور
انار۔ انگور وغیرہ کو جانتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں۔ سو اس آیہ شریفہ
سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور اُن کو ان چیزوں سے صرف اسمی اشتراک
ہے پس جس شخص نے قرآن پاک کو پڑھ کر اور اس میں غور کر کے بہشت کو پھر بھی
دنیا کا نمونہ سمجھا۔ اس نے قرآن پاک کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔ اس آیت
متذکرہ بالا کی شرح میں آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اُس کی نعمتیں
وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنیں۔ اور نہ دلوں
میں کبھی گذری۔ حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے دیکھتے کانوں سے
سنتے اور ہمارے دل میں وہ گذرتی ہیں۔ پس جبکہ خدا اور اُسکا رسول ان
چیزوں کو ایک نرالی چیزیں بتاتا ہے تو ہم قرآن کے اصل مطلب سے دور پڑتے
ہیں۔ اگر ہم یہ گمان کریں کہ بہشت میں دودھ بھی دنیا کا ہی دودھ ہوگا جو گائیوں
بھینسوں سے دوہا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ
مناسبت رکھتے ہیں۔ جس میں یہ آیات موجود ہیں کہ دنیا نے ان اشیاء کو
کبھی نہیں دیکھا۔ اور وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت بڑھاتی

ہیں خ اور روحانی غذائیں ہیں +

لالہ مرتدجی۔ میں آپ کے سوال سے جھنجلا نہیں اُٹھا۔ بلکہ آپ نے دیانندی تعصب سے آنکھیں سچائی کی طرف سے بند کر لی ہیں۔ میں نے کہا تھا۔ کہ ٹمپرنس سوسائٹیاں کیوں قایم ہیں۔ صرف اس لئے کہ بھنگ پینے والوں (جیسے دیانند جی) اور نشہ والی اشیا شراب وغیرہ سے لوگوں کو اعتدال پر قایم رکھیں۔ مگر ایک سچا ہادی پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ نشہ آور اور سرور کرنے والی اشیا کو روکو۔ بلکہ اس کے استعمال کرنیوالے پر شرعی تعزیر قایم کرو تو میں تم کو آخرت میں اسکے بدل ایسی چیز دوں گا جس میں یہ صفات ذمیمہ نشہ و سرور نہ ہوگا۔ فرمایئے جب ٹمپرنس سوسائٹیوں کی بنا والی چیز (یعنی نشہ و سرور) ہی وہاں نہ ہوگی تو آپکا یہ اعتراض کیسا بیوقوفی پر مبنی ہے۔ دنیا میں خواہ اُس کے پینے سے کیسی حالت ہو کیونکہ دنیاوی شراب کی تعریف ہی یہی ہے کہ جس میں نشہ اور سرور ہو اور ہوش وحواس قایم نہ رہیں مگر بہشتی شراب کی یہ تعریف ہرگز نہیں۔ بلکہ برخلاف اسکے جو بہشتی شراب دیگا وہی اس کی تعریف کر رہا ہے کہ نہ اُس میں نشہ ہوگا اور نہ سرور بلکہ روح کو تقویت دینے والی ہوگی۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ نشہ اُس میں ضرور ہوگا۔ سو جناب ایسی باتونی خبط یہاں قابل قبول نہیں۔ اور آپ کی تعریف کی ضرورت نہیں۔ جس طرح آپنے نیوگ کی تعریف بلا حوالہ وید و دیانندی تصنیف کے کی ہے اس طرح ہماری کتب میں آپ دست اندازی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بقول آپکے گرو کے (ستیارتھ پرکاش دیباچہ سوال ۱۶) "بہت لوگ ایسے ضدی اور متعصب ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہیں۔ خصوصاً مذہب والے لوگ کیونکہ مذہب کے پاس خاطر سے ان کی عقل تاریکی میں پھنس کر زایل ہو جاتی ہے۔" آپکی عقل تاریکی میں پھنس کر زایل ہو رہی ہے۔ اور آپ خلاف منشاء متکلم مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ ذرا

ہوش وحواس قایم کریں +

سرینگر۔ بچیانہ۔ بالا پور۔ بچی ماشی کے بنگلہ کی طرح لہریں دیانندی سُرگ میں چلتی ہیں۔ جہاں نیوگ اور باپ بیٹی کا باہمی جماع جاری ہو۔ جہاں خود الشیو صاحب دو عورتیں رکھتے ہوں۔ اور جہاں بھنگ و شراب نشہ آور اشیاء جائز ہوں۔ بلکہ شراب و نیوگ کی علم اجازت ہو۔ یہ جو کچھ آپ مایا روپی مزے کر رہے ہیں۔ یہ دیانندی سُرگ اور قرآنی نرگ ہے۔ بقول الدنیا سجن للمومن وجنۃ للکفرین دنیا مومن کے لئے قیدخانہ ہے اور کافر کی جنت جہاں تھیوسوفیکل سوسائٹیاں قایم ہیں آپکا گرو وہاں بھنگ پیتا رہا۔ اور ستیارتھ میں اپنے پیروں کو کئی اقسام کی شراب پینے کی اجازت دیگیا (ستیارتھ اڈیشن دوم مستند ترجمہ اردو ص۱۵۱) رہا آپ کا سُرگ میں جانا سو میں آپکو سرٹیفکیٹ لکھ دیتا ہوں کہ آپ دیانندیوں میں جنم لیتے ہی سُرگ دیانندی میں پہونچ گئے۔ آپ ساری عمر برہمچاری کہلائیں۔ عورت رکھنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ نیوگ کرتے جائیے نیوگ شدہ عورت آپکو ہر تیسرے سال ایک پلا پوسا بچہ حوالے کر دیا کرے گی۔ آپ عورت بچوں کے اخراجات سے بری رہیں گے۔ ریشمی کپڑے اوڑھئے بموجب حکم ستیارتھ پرکاش قسم قسم کی شراب پیجئے۔ دیانندی سُرگ کی لہروں پر ٹھیکہ داری کر بیٹھئے۔ خواہ نیوگ کا ٹھیکہ لیجئے خواہ شراب و بھنگ کا۔ مستری کا کام سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آپ اڈیٹری کر کے سماجی سُرگ میں نیوگ کی مزے اڑا سکتے ہیں۔ خواہ آپ سوم بنیں یا گندھرو۔ اگنی بنیں یا منش کوشش کر کے گیارہ درجہ نیوگ کے حاصل کر سکتے ہیں۔ جو ڈگری آپ سال بسال حاصل کیا کریں سماج سے سرٹیفکیٹ لے لیا کریں +

جنتی آدمیوں کے لئے وہاں روحانی مدارج ہونگے۔ مدارج ان کی سب سے افضل

نعمت خدا کی یاد ہوگی۔ جو روح کی اعلے غذا ہے۔ مزدوروں کی ضرورت جنت میں تو نہ ہوگی۔ البتہ دوزخ کا ایندھن بننے کے لئے آپ جیسے منہ پھٹوں ضدیوں اور متعصبوں اور مشرکوں کی ضرورت ہوگی۔ سو اس کے لئے درخواست کی ضرورت نہیں جس دن سے آپ نے دیانندیوں میں جنم لیا ہے اور ایک پاکباز سچے کلام کو جھٹلا کر اس کی توہین کی ہے اسی دن سے آپ کا نام امیدواروں میں درج ہو چکا ہے۔ جب آپ اس دیانندی مایا روپی سرگ کو چھوڑینگے آپ کو وہاں پہونچا دیا جاویگا۔ ہاں اگر اس سے پہلے آپ نے اپنے آپ کو سنوار لیا تو آپ کو روحانی زندگی عطا ہوگی۔ ارتھ وید کا کام لینا ہے تو قبر کنی اختیار کر لیجئے اور جس علاقہ میں زیادہ طاعون ہو وہاں چلے جائیے۔ خدا تعالیٰ سے دریافت کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ یہ کام ہم آپکو بلا کسی سے دریافت کئے دے سکتے ہیں۔ درخواست معہ نقول اسناد روانہ کر دیجئے۔ اس کام کے بدلے میں گورنمنٹ سے خطاب کی سفارش بھی ہو جائیگی۔ کیونکہ یہ کام بنی نوع انسان کی بھلائی کا ہے۔

شراباً طهوراً کے معنے انگوری شراب کسی دیانندی لغت میں لکھے ہونگے ورنہ ایک معمولی خواندہ آدمی جانتا ہے کہ طاہر۔ طہور پاک چیز کو کہتے ہیں۔ جس سے طہارت طاہر وغیرہ نکلے ہیں۔ چونکہ ستیارتھ پرکاش میں کئی قسموں کی شراب کی اجازت ہے جس میں انگوری شراب بھی ہوگی اس لئے آپکو یہ سوجھی۔ ہمارے تمام پیغمبر اور مصلح اس ام الخبائث سے بچے رہے اور اس کے نزدیک تک نہیں پھٹکے۔ اگر آپ اس اولوالعزم پیغمبر لوطؑ پر یہ الزام لگانا چاہتے ہیں جسکا نام قرآن میں ہے تو یہ سراسر بہتان ہے۔ قرآن پاک ان کو حضرت اعلیٰ ایسے بہتانوں سے بری بیان کرتا ہے ہاں اگر اس نام کا کوئی ویدک دیوتا ہو گذرا ہے جس نے ایسی ناشائستہ حرکت کی تو وہ ضرور قابل لعن ہے۔ ویدک دیوتاؤں سے یہ امر

بعید بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اُن کے نزدیک سوم کارس جو نشہ آور ہوتا تھا جائز تھا اور وید اُس کی بار بار مہما بیان کرتا ہے اور پھر اُنیسویں صدی کا مہارشی دیانند خود نشہ آور بھنگ پیتا رہا اور ستیارتھ پرکاش میں کئی قسم کی شراب جائز لکھ گیا۔ (ملاحظہ ہو ستیارتھ ترجمہ مستند اردو بار دوم ص۱۸۶) پہلی اڈیشن کی ستیارتھ جو اُسنے اپنی زندگی میں لکھی اور چھپوائی اور بیچی اُسکے ص۳۸۵ میں ایسے زور سے با دلائل شراب کا جائز ہونا لکھا کہ اگر اُسکے چیلے ستیارتھ پرکاش میں تحریف نہ کرتے۔ تو آج ہم کئی سماجک شراب خانے دیکھتے۔ سنئے اُسکے اصلی الفاظ یہ ہیں :-

"روگ نورتی کے واسطے اوکھد ارتھ تو مدہ آدکو نکی پرورتی رہنا چاہئیے کیونکہ بہت سے ایسے روگ ہیں کہ جنکے مدھ ادک ہی نور نی کارک اوکھد ہیں۔ سو ویدیک شاستر کی ریتی سے اُن لوگوں کی نورتی ہوسکتی ہے تو اُن کو گرہن کری جبتک روگ نہ چھوٹے۔ پھر روگ کے چھوٹنے سے پیچھے مدھ آدکو نکو کبھی گرہن نہ کریں کیونکہ جتنے نشہ کرنے والے پدارتھ ہیں وے سب بدھی آدکوں کے ناشک ہیں؛"

ناظرین یہ اُنیسویں صدی کے مہارشی کے الفاظ ہیں جس کی سماج کے زیر سایہ مرتد نے جنم لیا ہے ❊

حوروں کے بارہ میں مینے کافی جواب دیا تھا مگر متکلم کے خلاف نشاتاویل کرنے والوں کی عقل ٹھکانے کیسے رہے۔ جنابمن آپ جانتے ہیں کہ ہم انشاءاللہ بہشت میں اور آپ بشرطیکہ اسی طرح مشرک رہے دوزخ میں جائیں گے مگر مسلمان نورانی اجسام میں اور آپ ظلمانی اجسام میں ہونگے گو اب آپ ظاہری جسمانی شکل میں کئی مسلمانوں سے خوب صورت ہوں مگر وہاں نیک و بد اعمال کے مطابق نورانی یا ظلمانی جسم ملے گا نہ کہ دنیا کی مثل آب وہوا و غذا کے اثرات کے مطابق

پھر آپ ہی غور کریں کہ آپ کے اعتراضات کیسے لغو ہیں کہ دنیاوی مسلمان عورتیں حوریں نہیں ہوتیں۔ ہم کہتے ہیں نہ ہوں۔ مگر اُن کے اعمال تو سیاہ نہیں بلکہ نورانی ہیں۔ اس لئے اعمال کے مطابق انکو نورانی جسم عطا ہوگا نہ ظلمانی جو صرف دوزخیوں کا حصہ ہے چونکہ انسان کے سب قوا جوانی کے عالم میں پورے پورے کمالیت کے درجہ پر پہونچے ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالی سب کو ایسی حالت جوانی عطا کرے گا جس میں وہ روحانیت کے درجہ کمال پر پہونچے ہونگے۔ بچہ روحانیت کے حظ سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ بڈھا باعث انحطاط کمال کے درجہ سے گرا ہوتا ہے اس لئے مخلوقات کو عین درجہ کمال پر پیدا کرنا بڑی حکمت ہے +

آپکی ضدیت اور تعصب باطنی اسی سے ظاہر ہے کہ آپ پوری آیت بھی نقل نہیں کرتے اور ترجمہ بھی کورباطنی سے بھرا ہوا کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں پوری آیت یہ ہے ﴿ فیھن قٰصرٰت الطرف لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان ﴾ ترجمہ۔ ان میں نیچی آنکھ والی عورتیں ہیں جنکو اُن سے پہلے نہ کسی انسان نے مس کیا اور نہ جن نے۔ پھر فرمایا انا انشأنٰھن انشاءً فجعلنٰھن ابکارًا عربًا اترابًا۔ ہم نے اُن کو ایک عجیب خلقت سے پیدا کیا۔ پس اُن کو باکرہ پیاری پیاری کم عمر بنایا۔ آپ کا یہ کہنا کہ وہ اتنا عرصہ ہاتھ لگائے بغیر کیسے رہ سکتی ہیں۔ لالہ جی تعصب کرتے وقت شرم تو نہ آتی ہوگی۔ اسی دنیا میں جہاں جگہ جگہ پر ٹھوکر کھا جانے کا خطرہ ہے کئی عصمت وعفت کی دیویاں نکل آتی ہیں تو وہاں جہاں نیکی ہی نیکی ہو شر کا نام بھی نہ ہو وہاں ایسا لچر اعتراض کرتے وقت شرم تو نہ آتی ہوگی۔ مجھے تمہاری قرآن دانی اور ہٹ دھرمی وکور بختی پر ہنسی آتی ہے کہ اسی قابلیت دعوی قرآن دانی پر آپ مترجم ہو بیٹھے ہیں۔ قرآن مجید میں کہاں لکھا ہے کہ جنت خالی پڑی ہے سوا ئے حوروں کے اور کوئی آدمی وہاں موجود نہیں

ملاوہ اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ عالم برزخ میں ہر شخص مخفی طور پر اپنی جزا پائے گا
بُرے لوگ مرنے کے بعد ہی جہنم میں داخل ہونگے اور نیک بہشت میں جیسا
کہ ایک بہشتی کو اپنا دوست دوزخ میں دکھایا گیا تھا۔ اصل میں آپکی عقل پر تعصب کا
پردہ پڑا ہوا ہے۔ جب تک یہ پردہ دور نہ ہوگا آپ کو کچھ نظر نہ آئیگا۔ بہشتیوں کے بارہ
میں آنحضرت صلعم کی حدیث ہے کہ اُن کے بدن صاف شفاف چمکتے ہوئے ہونگے
یعنی میل کچیل داغ دھبہ کچھ نہ ہوگا نہ اُن کی جوانی کبھی جائے گی۔ نہ اُن کے لباس
کبھی میلے اور کچیلے ہونگے نہ اُن پر کبھی موت طاری ہوگی نہ بڑھاپا آئیگا نہ غم ہوگا
اُس کے مقابل آپکی تعصبانہ بکواس وثر کی کیا حقیقت ہے +

مرد کے لئے زاید عورتیں ہونا تکلیف کا موجب نہیں۔ کیونکہ ہم اسی دارالمحن
میں تجربہ رکھتے ہیں کہ ایک مرد کئی عورتیں رکھ سکتا ہے۔ مگر ایک عورت کئی مرد
نہیں رکھ سکتی۔ ایک مرد ایک وقت کئی عورتوں کی تسلی کر سکتا ہے مگر ایک عورت
ایک وقت کئی مردوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتی۔ ہمارے قرآن پاک کا قانون
فطرت کے مطابق ہے۔ یہ اُلٹا قانون وید کا ہی ہے کہ دروپدی نے ایک وقت
پانچ خاوند رکھے اور ایک عورت گیارہ خاوند تک بالنکاح رکھ سکتی۔ ایک عورت
ایک وقت دو خاوند (ایک نیوگی دوسرا اصلی) بخوشی رکھے یہ شاستر کی مرجاد ہے
اگر آپ کو اتنی ہی ہمدردی ہے تو پہلے ویدک ایشور کی دو مہارانیوں تمری و
لکشمی کے لئے دو دو ایشور تلاش کرو۔ اور پھر اعتراض کے لئے دوسروں کے منہ
لگو جناب جی نیوگ کی تعریف میں گیت گائے وہ کیوں نہ شرم کو بالائے طاق
رکھے بہر حال ہم بھی آپکے ساتھ شریک ہوکر نیوگ کی تعریف کرتے ہیں اور سوامی
جی کو سراہتے ہیں +

دل وجان سے ہو کیوں نہ پیارا نیوگ	گرو دکھلاتو ہے اک نظارہ نیوگ

نہ چھوڑنے گا اس کو کبھی آریہ ۔۔۔ یہ ہے آریہ کا سہارا نیوگ
شریفوں کا ہے قاعدہ بس یہی ۔۔۔ کریں رات دن آشکارا نیوگ
مزا عفت ملتا ہے انسان کو ۔۔۔ نہ میٹھا ہو کیوں یہ دلآرا نیوگ
تو مراج ہوں اسکے نہ کیوں دھرم ورت ۔۔۔ یہ ہے دھرم کا اک سہارا نیوگ
اگر آریہ مت ہے اک آسماں ۔۔۔ تو ہے اُس کا بس چاند تارا نیوگ
یہی آریوں کا ہے ایمان و دین ۔۔۔ ہے ست آریہ مت کا سارا نیوگ
ہے سب آریہ مت کا بھید اس میں بند ۔۔۔ ترقی کا گُر ہے یہ سارا نیوگ
زنا اس کو کہنا ہے غلطی کمال ۔۔۔ یہ ہے وید کا اک دلارا نیوگ
نہیں امرت ہیں یہ شیریں ثمر ۔۔۔ ہے پھل آریہ مت کا سارا نیوگ
نہ ہو آریوں کو یہ کیوں دل پسند ۔۔۔ یہ ایشور نے ہے خود اُتارا نیوگ
دیانندجی کی یہ ہے یادگار ۔۔۔ دیانندیوں کا پیارا نیوگ
دیانند جی کو نمستے کہو ۔۔۔ تمہارے لئے کیا اُتارا نیوگ

شفاعت کے بارہ میں ہمنے مختصر طور پر کافی لکھدیا تھا اور مفصل کے لئے برق اسلام کا حوالہ دیا تھا مگر دیانندی برق اسلام سے ایسا ڈر گیا ہے کہ اُسپر کوئی اعتراض نہیں کر سکا بلکہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ آنحضرت صلعم پھر کس کی شفاعت کریں گے سو ہمارا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم حکم ربانی سے محض باعمل مومنوں کے خفیف قصوروں کے لئے معافی کی التجا فرمادیں گے۔ نافرمانوں اور بدکاروں کے لئے نہیں۔ شفاعت پر مفصل طور پر ہم نے برق اسلام میں لکھ دیا ہے دیانندی سماج میں ہمت ہے اور ویدوں میں اگر سکت ہے تو برق اسلام کا جواب لکھیں ورنہ برق کا دوسرا حصہ ویدوں کی رہی سہی سکت کو برق صاعقہ کی طرح جلادے گا ⁂

مخزی الکافرین ۔ خیر الناصرین ۔ غنی ۔ حفیظ ۔ علام الغیوب
کی بابت ہم نے دیانندی کتب کے حوالے سے بحث کی تھی ۔ جسے مرتد صاحب نے
بغیر جواب دیئے چھوڑ دیا ہے ۔ ہم نے ثابت کر دیا تھا کہ ویدک ایشور ایک وقت
اپنے پیروؤں کو لڑائی کے لئے زور شور سے ابھارتا ہے مگر شکست کھانے کی
صورت میں اُن کو بددعائیں دینی شروع کر دیتا ہے ۔ جب مخالف ناک میں
دم کر دیتا ہے تو نہایت عاجزی سے گڑ گڑاتا اور اپنے آپ کو دیو (جوئے کا
کھلاڑی) کہکر چھٹکارا کرا لیتا ہے ۔ ان باتوں کے جواب لالہ صاحب نے کیا دینے
تھے ۔ آجتک بڑے بڑے دیانندی تو ویدک گورکھ دھندے میں غلطان ہیں یہ
مرتد نے کیا کرنا تھا ۔ آپ نے لکھا ہے کہ قرآن میں حضرت فاطمہ رض کا قصہ ہے
آپ کی سچائی دیکھنے کے لئے دس روپیہ انعام رکھتا ہوں کہ حضرت فاطمہ رض
کا نام ہی قرآن سے دکھا دیجئے قصہ تو الگ رہا ۔ آپ نے اس مقولہ کا کہ غمی
اور خوشی میں ایک ایک شادی کر لو کوئی حوالہ نہیں دیا ۔ آنحضرت صلعم نے خواہ
کتنے نکاح کئے مگر تھے تو حلال نکاح ۔ آپ سنئے آپ کے ایشور نے اپنی دو
عورتوں شردھا و لکشمی سے کس وقت کس کے روبرو کہاں کس جگہ کیسے کیسے
کن شرائط پر نکاح ہوا ۔ معلوم ہوتا ہے جیسے خود اُس نے بلا نکاح پسند کر کے
گندھرب بیاہ دو عورتوں سے کیا ۔ اسی طرح اُس نے اپنے پیروؤں کو گیارہ
تک بلا نکاح زنا کرنے کی اجازت دی ۔ ناظرین کو یاد رہے کہ گندھرب بیاہ ایک
قسم کا ویدی دستور ہے جو کورٹ شپ سے مشابہ ہے ۔ کہ عورت مرد بلا
کسی تیسرے آدمی کی اطلاع کے آپس میں زنا کریں جو اولاد ہو وہ جائز ہوگی ۔
عقل کے پیچھے تو دیانندی ایسا لٹھ لئے پھرتے ہیں کہ اسے اپنے اعتقاد
کے نزدیک تک بھٹکنے نہیں دیتے ۔ ایشور کے لئے دو عورتیں تجویز کرنا یہ ویدِ دیا

ہی نہ عورت کے گیارہ مردوں تک زنا کرنا اور پھر باپ بیٹی کے جماع کی استعاری یہ وید مخزن علوم ہی کی دیا ہے۔ اسکے خلاف قرآن پاک ایسے لاطایل اگنی وایو کی مہاسے مبرا اور پاک ہے۔ وہ فطرتی مذہب سکھاتا ہے اور سوائے ایک سچے خدا کے کسی چیز کی پرستش کرنیوالے کو مشرک بتاتا اور اُسے دایمی دوزخ کی سزا سناتا ہے آپ گریبان میں منہ ڈالئے وید میں سے دس بارہ منتر تو ایسے پیش کیجئے جس میں درج ہو کہ اگنی وایو کی مہانہ کرو۔ نیز جن میں مشرک کے لئے سزا درج ہو۔ رہا آپ کا ہون سے گن گانا سو اُسے وہی قبول کرے گا جس میں بدھی نہ ہو۔ ورنہ آپ کا گرولالہ دیا نند ایڈیشن سنجری ملا پر ہمارے حق میں اقبالی ڈگری دے رہا ہے۔ کہ آتش پرستی کے عمل کی بنیاد ویدوں میں سے ہے۔ فرمائیے گرو کے مقابلہ پر چارماہ کے چیلے کی کیا حقیقت۔ آپ فرماتے ہیں ہون ہوا کی صفائی کے لئے کیا جاتا ہے بہت خوب۔ مگر شاید جنگل میں مُردے چھوڑ آنا بھی ہوا کی صفائی کے لئے ہے۔ اسی طرح ستیارتھ پرکاش ملا ۱۹۶ منو ۴۔ ۱۷۔ ۳۔ مرد کو پلنگ لوہے کا آگ سے خوب تپا کر اور سرخ کرکے جلانا بھی ہوا کی صفائی کے لئے ہے۔ پھر لطف یہ کہ نام رکھنا ہوا کی صفائی اور اُس کے لئے صبح شام وقت رکھکر اگنی کی مہما کے گیت گانا۔ آپ کا گرو وید منتر کے یاد کرنے کے لئے منتروں کا جپ کرنا لکھتا ہے۔ مگر اُسے ایک معمولی عقل کا آدمی بھی نہیں مان سکتا۔ نام رکھنا وید کے یاد کرنے کا اور منتر ہر روز ایک ہی جپ کئے جانا۔ اگر وید کا یاد کرنا اور ہوا کی صفائی ہی مطلوب ہوتی تو سارے وید کا دورہ کرایا جاتا نہ کہ ایک مقررہ منتر ہر روز پڑھنا۔ پھر نام رکھنا ہوا کی صفائی اور آہوتیاں دیکر پورب پچھم اور اتر کی طرف پانی چھڑکانا اور منتر پڑھنا اور پھر مزید سے بر آں مدا سنسکار ودھی سے ہون کی ترکیب بھی دیکھئے +

اول سب سے آسن کے مطابق بیٹھیں اور ایک خاص طرف منہ کریں۔ پھر منتروں سے

تین تین آچمن کریں زیادہ ہے کہ لالہ دیا نند آچمن کا فایدہ کف اور پیت نوستی لکھتے ہیں جو یہاں مفقود ہے بلکہ ضروری اور لازمی ہے)) اسکے بعد مقررہ منتروں سے اجسام کو چھوئے یعنی منہ ناک کے دو طرف ۔ دونو کان دونو بازو وغیرہ ۔ پھر منتر پڑھ کر داہنے ہاتھ سے جل سپرش کر کے مارجن کریں ۔ پھر ایک مقررہ منتر پڑھ کر برہمن کشتری یا ویش کے گھر سے آگ لا کر گھی کا چراغ جلا کر اس سے کافور لگا کر کسی ایک برتن پر رکھ اس میں لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لگا کر اور اٹھا کر منتر پڑھکر ویدی کے بیچ آگ کو رکھکر اسپر چھوٹے چھوٹے کاکھٹ و تھوڑا کافور رکھکر ایک مقررہ منتر پڑھکر آگ جلاویں جب آگ لگنے لگے تب چندن اور دیگر تین لکڑیاں آٹھ آٹھ انگل کی گھی میں ڈبو کر ان میں سے ایک ایک مقررہ منتر سے ایک ایک سمدھی کی آگنی میں چڑھا دیں ۔ بعد ازاں اگنی کا بھوجن جو حسب توفیق بنایا ہو سونے چاندی یا کانسی کے برتن میں رکھکر ویدی کے نزدیک رکھیں اور اگنی کے بھوگ میں سے کم از کم چھ ماسہ اور زیادہ سے زیادہ ایک چھٹانک کی آہوتی دے ۔ بعد ازاں ویدی کے پورب کی طرف اور دوسری طرفوں کو انجلی میں پانی لیکر چھڑکا دے اسپہ بھی منتر پڑھے ۔ پھر منتر سے ویدی کے اوتر بھاگ آگ میں اور دوسرے منتر سے دکھن کی طرف جلتی آگ میں آہوتی دے ❊

مدعا یہ کہ نام رکھنا ہو اکی صفائی اور کرنا ہی جس میں اگنی کی مہما اور بچوں کی طرح کھیل ہو ۔ کیا عمدہ رفاہ عام کا فایدہ ہے ۔ ویدیوں نے تو بموجب قول دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲۳ سوختنی قربانیاں کرنے کا حکم دیا تھا اور آگ کی پرستش کرنی سکھائی تھی ۔ مگر وید کی دوسری مشرکانہ تعلیموں کی طرح دیانندیوں نے سوختنی قربانیوں کا ثواب بھی نہ لیا اور نہ جانوروں کی سوختنی قربانیاں اگنی دیوتا پر چڑھائیں جس کے باعث وہ ان سے ناراض چلا آتا ہے بلکہ اسلام کی پاکیزہ تعلیم دیکھکر اگنی وغیرہ کو تیاگ دیا

اور ویدوں کی تعلیم خاک میں ملادی +

جناب من بُدھوں کا حوالہ ہیں نے اس سئے دیا تھا - کہ آپ نے انہی کی لاٹھی کے زور سے سوختنی قربانیاں چھوڑیں اور جانوروں کا گوشت چھوڑا - ورنہ آپکے ویدی تو گوشت خواری کثرت ازدواج وغیرہ کے بڑے پابند تھے - بُدھ نے ہی وید کی نسبت سچے خیالات ظاہر کئے - چونکہ وہ عالم و سنسکرت کا فاضل اور ویدیوں میں سے تھا - اس لئے اُس کی گواہی بڑا پایہ رکھتی ہے وہ اپنے بدھ شاستر ادھیائے ۴ سوتر ایک میں لکھتا ہے کہ "

"چونکہ ان کے وقت کی میعاد غلط ہے اور اُن میں پرمیشور کے نشان نہیں ہیں اور وہ خلاف عقل ہیں اسلئے وید پرمیشر بانی نہیں ہو سکتے"

ایسی زبردست شہادت ہوتے ہوئے کون ویدوں کو الہامی مان سکتا ہے - ہاں آپ جیسے آدمی جنکی دنیاوی اغراض کے باعث بدھی نشٹ ہو گئی ہو - بن دیکھے ویدوں کے حامی ہو جائیں تو جائے تعجب نہیں - باقی آئندہ

دیانندی رسالہ دھرم آدیتہ

پر ریویو

یا

سماج کا اندرونی فوٹو

آجتک ہیں چند ایک مسلمانوں کے مرتد ہو جانے اور اُن کی یاوہ گوئی کی اصل حقیقت

کلی طور پر معلوم نہ ہوئی تھی۔ گو ہمارے ضمیر نے ہمیں قبل از وقت اشارہ کر دیا تھا۔ کہ آنا ضرور شرپاوجہ نہیں۔ مگر ہم اس اصل وجہ کو بیان کرنے سے قاصر تھے۔ کیونکہ ممکن تھا۔ کوئی شاذونادر مثال ہمارے عندیہ کے خلاف نکل آوے۔ مگر الحمد للہ کہ ہمارا ضمیر جو ہر عاقل آدمی کا رہنما ہے۔ اس معاملہ میں غلطی سے بچ رہا۔ ایک نور باف کے مرتد ہو کر سماجی آسمان کا چاند بن جانا اور عیسائیوں کی خرافات سے کاسہ لیسی کر کے سماج میں نام پیدا کرنا اور پھر ڈوبنا سب ناظرین کو معلوم ہے۔ سمندر اسلام میں ایسے ایسے کم علموں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ کیونکہ یہاں ایک سے ایک عالم و عامل موجود ہے۔ ایسوں کی دال گلے تو کیسے گلے۔ ایسے کم علموں کا شہرہ اُسی پنتھ میں ہو سکتا ہے۔ جس کی کم علمی ہر کہ و مہ پر عیاں ہو۔ جس پنتھ کا بانی مبانی گرگٹ کی طرح ہزار رنگ بدل چکا ہو اور سال میں کئی پنتھوں کے چولے بدلتا رہا ہو۔ اور جس کی بنیاد کا نہ سر ہو نہ پیر۔ اس پنتھ کی کتاب محض شرتی ہو یعنی سنی سنائی جیسے الف لیلہ ہزار داستان۔ اُس کے مصنف کا کوئی پتہ نہ ہو۔ پھر طرہ یہ کہ اس پنتھ کے موجد کی اصلیت بھی معلوم نہ ہو کہ کہاں کا رہنے والا ہے۔ کس کا بیٹا ہے نور باف کی دیکھا دیکھی ایک صاحب نے لائل پور میں چولا بدلا اور جیسے پہلے صاحب بغیر تحقیقات و واقفیت مرتد ہو گئے تھے اسی طرح وہ بھی سماجی سونے کی کان میں کود پڑے اور تحریر کا سلسلہ شروع کر دیا تاکہ نور باف کی طرح اُس کے ہاتھ بھی رنگے جاویں۔ اس وقت آخر الذکر صاحب نے اپنی شہرت کے لئے ایک رسالہ دھرم آدیتہ نکالا ہے۔ جس کے مقاصد دیانندی سماج کے سدھانتوں کے شایع کرنے اور مخالفین کے اعتراضات رفع کرنے کا پرکالہ بیان کئے ہیں آپ کے اس دعوی کو دیکھتے ہی ہم نے رسالہ کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ مگر پہلا دعوی یعنی آریہ سدھانتوں کے شایع کرنے کا حرف غلط کی طرح مفقود ہے۔ الف

سے لیکر یہی تک سماج کے ایک سدھانت تک کا بیان بلکہ نام تک نہیں۔ ہم منتظر تھے کہ سماجی کوئی ایسی تحریر پیش کریں جو ان کے سدھانتوں کا پورا پورا عکس ہو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی سماجیوں اور پرتھی ندھی سبھا پنجاب کی کوششیں تاحال کوئی اثر نہیں دکھا سکیں۔ پرتھی ندھی سبھا کے مستند اردو ترجمے اور منشی رام جگیاسو و نہال سنگھ کے تراجم کو لالہ درشنانند نے غیر مستند قرار دے دیا ہے۔ مگر تاحال کسی کو اتنا حوصلہ نہیں پڑا کہ وہ وید کی سچی نیوگی تعلیم کو عوام میں پرکھنے کے لئے رکھتا۔ جب بڑے بڑے سماجیوں اور ان کی سماجوں پر وید کی اصلی تعلیم کا دروازہ بند ہے تو مرتد جو سنسکرت وبھاشا سے محض لاعلم ہے آریہ سدھانت کیا پیش کر سکتا ہے ہم اُس کی سچائی کی داد دیتے۔ اگر وہ اپنے ہر دو دعووں (۱) سماج کے سدھانتوں کے شایع کرنے (۲) مخالفین کے اعتراضات رفع کرنے پر اپنے رسالہ کے پہلے نمبر میں دلایل بھی پیش کرتا۔ تاکہ ہم بھی سماجی سدھانتوں کی اصلیت سے واقف ہوتے۔

رسالہ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل مقصد اسلام پر طب یابس دریدہ دہنی کرنے کا ہے نہ سچائی سے بلکہ دیانندیوں کی پیروی میں محض ضدیت و تعصب سے۔ خیر مرتد صاحب کو اختیار کامل ہے۔ ہم باقاعدہ طور پر آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں اور جیسا منہ ویسی چپیڑ کے قول کے مطابق ہماری طرف سے خدمت ہوگی۔ آپ دل کھول کر اور ہوش و حواس بجا لاکر کے آریہ سدھانت شایع کریں۔ اور ہم پر اعتراض کریں پھر ہمارا جواب دیکھ کر بخوشی اس پر بحث کریں اور اپنے ہر دعوے کے دلایل وید کے مستند ترجمے یا دیانند کی مستند کتب سے نقلی طور پر دیں۔ بلا حوالہ لکھنا یا جواب دینا ہم قابل قبول نہیں سمجھتے۔ اب ناظرین مرتد کے رسالہ کے مضامین کا ریویو ملاحظہ فرماویں :-

ریویو صفحہ ۳ ٹائیٹل

اپنے رسالہ کے صفحہ ۳ پر مزند نے ایک کتاب "لڑکا یا لڑکی" کا اشتہار شائع کیا ہے جس نے دیانندی سدھانتوں کو حرف غلط کی طرح دروغ ثابت کر دیا ہے۔ اگر یہی دیانندی سدھانت ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں تو وہ دن قریب ہے کہ دیانندی اپنے گرو کے سابقہ اعتقاد یعنی بطلان تناسخ پر قایم ہوجائیں گے۔ اشتہار کے الفاظ یہ ہیں کہ طبی کتب و ویدک اصولات سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہم کس طرح نیک اور خوبصورت اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔ اور نیز یہ کہ یہ انسان کی اپنی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اولاد لڑکا پیدا کرے یا لڑکی۔ یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کوئی دیانندی دعوی کر سکتا ہے کہ وہ دیانند کا پیرو ہے اور تناسخ کا قایل ہے۔ جبکہ دیانند اپنی ستھیارتھ پرکاش سملاس ۹ صفحہ ۲۹۲ و صفحہ ۲۹۳ پر منو کے حوالے سے لکھتا ہے کہ عورت یا مرد۔ لڑکا یا لڑکی۔ خوبصورت یا بدصورت عورت مرد۔ خدمت گار یا راجہ دیوتا یا اسر ہونا محض پچھلے جنموں کا نتیجہ ہے۔ تو پھر دیانندیوں کا دعوے کرنا کہ لڑکا یا لڑکی پیدا کرنا انسان کے اختیار میں ہے محض لچر ہے۔ بالفرض ایک دیانندی کے گھر پچھلے کرموں انوسار ایک لڑکی نے جنم لینا ہے اور وہ اسکی جوروں لڑکی والے اعمال کی روح بذریعہ پانی یا ہوا یا سبزی کھا چکے ہیں تو فرمایئے کہ یہ کونسی نیوگ فلاسفی آگھسے گی جو لڑکی کے اعمال والی روح کو لڑکا بنا دے گی۔ افسوس ہے کہ ایک طرف دیانندی چیخ رہے ہیں کہ مرد عورت اندھا لنگڑا۔ دولتمند غریب ہونا۔ صاحب اولاد و بے اولاد ہونا محض پچھلے جنموں کا پھل ہے مگر دوسری طرف وہ دعوی کرتے ہیں کہ لڑکا لڑکی۔ نیک بد۔ خوبصورت بدصورت۔ اولاد پیدا کرنا انسان کے اختیار میں ہے۔ جب لڑکا لڑکی پیدا کرنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے تو لالہ دیانند نے بجائے وید کا ایسا نسخہ بیان کرنے کے لڑکیاں ہونے کی صورت

یش نیوگ کی بیہودہ و بے غیرتی کی تعلیم کا کیوں پرچار کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے ایسے نسخہ سے ناواقف تھا۔ مگر اب چند ایک مرتدوں کی عنایت سے دیانندیوں کو وہ نسخہ معلوم ہو گیا ہے۔ کتاب کے شایع ہونے پر ہم اسپر مفصل ریویو لکھیں گے۔

ریویو صفحہ ۲۵ رسالہ

اس میں آپ نے اپنے آپکو اعتراض و ذبح میں کیا ہے تاکہ دکانداری چمکے اور دیانندیوں کو معلوم ہو۔ کہ ان صاحب کی تحریر بھی قابل خریداری ہے۔ آپنے لکھا ہے کہ آپنے صرف دسمبر گذشتہ میں جنم لیا ہے۔ گویا اس وقت آپ صرف چار ماہ کے بچے ہیں مگر حوصلہ یا سمجھو کہ حرص و طمع اتنی کہ ابھی سے پاؤں نکالنے شروع کر دیئے ہیں اور دعوی اتنا کہ آپ دیانندی گڑھی کی حفاظت پر ویدک الیشور کی طرف سے گویا بارود لائے ہیں اور دیانندی سماج پر کے اعتراضات کا جواب دیا کرینگے چشم ما روشن دل ما شاد۔ شکر ہے کہ آپنے بھی جنم لیکر دوکانداری تو شروع کر دی۔ اگر آپ ہماری طرف سے ایک بھی ناجائز اتہام و غلط فہمی و بلاحوالہ اعتراض اپنے قول کے مطابق جو دیانندیوں کی مستند کتب سے باہر ہو ثابت کر دیں تو آپ کی دیانندی سچائی معلوم ہو جائیگی۔ برخلاف اسکے میں آپکے اسی رسالہ سے کئی مقامات بلاحوالہ و غلط بہتان جو اسلام پر آپنے لگائے ہیں روز روشن کی طرح ظاہر کر کے انعام رکھونگا کہ آپ اپنی تحریر کی سچائی ثابت کر کے انعام حاصل کریں۔ ہمارے مسلمات پر دل کھولکر اعتراض کریں مگر دیدہ دلیری کے حوالے دیکر نہ ٹالیں۔ ہم آپکی مستند کتب سے ہرگز قدم باہر نہ رکھینگے۔ آپ ہمارے تمام جوابات کے جواب الجواب دیں۔ ہم آپ کے کسی مضمون کو بلاجواب نہ چھوڑیں گے۔

ریویو ۳ ویدک مت کی بنیاد سائنس

یہاں آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ معاذ اللہ اسلام جس کا ایک ایک لفظ ایک ایک نقطہ روایت ودرایت عقل ونطق سے ثابت ہے۔ اس کی بنیاد ریت پر ہے مگر دیانندی پنتھ جس کے ملہم مجہول الاسم جس کی کتاب محض شرتی یعنی سنی سنائی اور جس کے محض دعوی بلا دلیل وبلا حوالہ روایت ودرایت ہوں۔ اسکی بنیاد مضبوط ہو۔ اس روشنی کے زمانہ میں ایسے عقل کے پتلے بھی موجود ہیں جو ثابت شدہ امر سے انکاری اور ایک وہمی امر کے دلدادہ پائے جاتے ہیں۔

دیانندیوں کے دعوی تو چار ویدوں کے مگر دلایل ندارد۔ دعوی کئی ارب سال سے ہونیکا اور سلسلہ روایت ندارد۔ اُن کا دعوی یہ کہ ہمارا پنتھ شخصیت سے بری ہے مگر دلایل ندارد۔ اگر آج ہی دیانند کی خلاف از عقل تصانیف ناپید کردی جاویں تو دیکھو کہ سماج کیسی کھچڑی سماج بن جاتی ہے اور ویدوں کی کیا قدر ہوتی ہے۔ اس کی تصانیف ہونے کے گھاس پاس منشی رامی آنارامی ستیارتھ پرکاش سنسکار ودھی نندی پایاں موجود ہیں نہ ہونے کی صورت میں جو حال ہو وہ قابل بیان نہیں۔ دیانندیوں کے اخبار ورسالہ جات پڑھنے سے دیانندی پنتھ کی شخصیت کا معمہ بخوبی حل ہو جاتا ہے۔

قرآن شریف دلایل سے ثابت کرتا ہے کہ جیسے خالق الکل کا وہ کلام پاک ہے اسی طرح ایک افضل البشر کامل انسان کی معرفت وہ نازل کیا گیا ہے وید کی طرح یہ نہیں کہتا۔ کہ میں صرف سنا سنایا اور کسی مجہول الاسم چرچے کی مشک پر نازل ہوا ہوں۔ جنکے نہ چلن کا حال معلوم ہے نہ اُن کی نیک یا بد حالات کی کچھ خبر ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ پہلے کیسے تھے اور بعد تصنیف وید اس پر عمل کر کے یا اس سے خلاف کر کے کیسے بن گئے۔ اگر ایسا مجہول الکتاب والملہم پنتھ اپنے مضبوط ہونے کا دعوی کرے تو کوئی عاقل اُسے تسلیم کرنے سے رہا۔ دیانند جو

اس پنتھ کا بانی تھا وہ بھی ایسا ہی نامعلوم السکان تھا کہ نہ اُسکے وطن کا پتہ نہ ماں باپ کا نام نہ قوم کا حال کسی کو معلوم ہے۔ اصل میں دیانندیوں کے اصول میں یہ بات ہے کہ نرا دعوٰی سنکر ہی بغیر دریافت حال کے اُسکے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ بیچارے ہیں بھی بیچے باپ دادوں کی بت پرستی سے جی گھبرایا۔ لالہ دیانند نے ذرا سہارا دیا تو بس اسی کے پاؤں چوم لئے نہ پوچھا نہ پاچھا کہ آپ کون ہیں کہاں کے رہنے والے ہیں ✤

اگر دیانندی وید یعنی ستیارتھ پرکاش سے پتنجلی۔ کنا دگوتم۔ منو۔ برہما وغیرہ کی مصنفہ کتب کے حوالے نکال دیئے جائیں تو معلوم ہو کہ اس پنتھ کی حقیقت ہی کیا ہے۔ ویدک مت کی بنیاد صرف علوم اور بدھی پر بتانا وہی کہہ سکتا ہے جس کی بُدھی نہ ہو ورنہ وید سے اعد علوم نکلتا جس مذہب کے معتقدوں کا یہ قول ہے کہ وید ہاشیہ پتر و دیوتا و آدمیوں کی آنکھ ہے۔ وید و شاستر دونوں شک کے لائق نہیں ہیں اور نہ دلیل کرنے کے لائق ہیں۔ یہ شاستر کی مرجاد ہے (منو ۱۲ـ۹۴ ترجمہ مہرشی دیانند دیانندی) وہ اگر وید میں بدھی استعمال کرنے کا دعوٰی کریں تو کیا لغو دعوٰی ہے ✤

دیانندی لکھتا ہے کہ اسلام کی بنیاد ایمان پر ہے لیکن دیانندی پنتھ میں ایمان کا نام نہیں۔ شکر ہے کہ لالہ صاحب کے منہ سے بھی سچ نکل گیا۔ کہ دیانندی پنتھ میں ایمان کا نام نہیں گویا دوسرے الفاظ میں دیانندی پنتھ بے ایمان ہے۔ جس لفظ کو ہم ہرگز دیانندیوں پر عاید کرنا نہیں چاہتے ہیں کیونکہ ان میں دیگر فرقوں سے قدر ہو ایمان ہے کہ وہ بھی کروڑہا بتوں کو چھوڑ کر خدا کی وحدانیت کا اقرار تو کرتے ہیں گو زبانی ہی سہی۔ ہم نہ صرف آنحضرت م پر بلکہ خدا کی ہرکیل کتاب اور اُس خدا پر جس نے اُسے ہادی کرکے بھیجا اور نیز تمام سچے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ دیانندیوں

کرنا ایشور پر اور نہ کسی کتاب پر ایمان ہے بلکہ اُن کا عقیدہ اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہے جیسا کسی کی سمجھ میں آیا کر لیا۔ ایمان کا دخل نہیں صرف ظاہری نمایش ہے۔ اگر ایک معمولی انسان کو بے ایمان کہا جاوے تو وہ ضرور بُرا مانے گا مگر دیانندی صاحب ایسے مصلح ہیں کہ اپنے ہزارہا ویدیوں کو بے ایمان لکھ دیا اور ایمان کی حقیقت نہ سمجھی کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔ ایمان کے مفہوم سے اتنی لاعلمی اور دعوی تحقیقات اور مدعی استعمال کرنے کا۔ قرآن بار بار فرماتا ہے۔ اور تحصیل علوم و عقل استعمال کرنے کی ہدایت کرتا ہے کہ یہ اسکا گرد راہ بھی نہیں وہ فرماتا ہے۔ یعلمون۔ یعقلون یتفقھون۔ یتذکرون۔ یتدبرون۔ افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا یعنی عالم کی سیر و سیاحت کرو جس سے سوچنے والے دل پیدا ہوں۔ اسی طرح بیسیوں جگہ عقل و فکر کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جسے سوائے عقل کے اندھے کے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

ویدوں نے اسکے خلاف کیا عقلمندی سکھائی کہ تناسخ کے چکر میں ڈال دیا۔ جہاں عقل کا دخل ہی نہیں۔ نیوگ فلاسفی۔ باپ بیٹی کے باہمی جماع کے استعارے چھوت چھات کے مسایل۔ دوسروں کو اسر۔ راکھشش۔ ناڑی وغیرہ کہنا۔ روح و مادہ کی کنہ و ماہیت جاننے سے صاف انکار کر دیا۔ اسی طرح ہزارہا کم علمی کی باتیں بیان کی ہیں۔ اصل بات یوں ہے کہ جوں جوں زیادہ علمیت اور تہذیب پھیل رہی ہے ویدک تعلیم کا چراغ گم ہوتا چلا جاتا ہے اور نیوگ جیسے حیا سوز مسایل سے غیرتمند دیانندی بھی لاحول پڑھتے اور استعفے دیتے چلے جا رہے ہیں۔ تہذیب اسلامی نے دیانند اور اُس کے چیلوں سے کروڑہا بت چھڑوائے اور وید کی گندہ تعلیم سے متنفر کر دیا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ وید کی تعلیم دنیا کے تختہ سے ناپید ہو جائے گی ۔

باقی آیندہ

ریویو صفحہ دربارہ متعہ

ہندو غلگو دیانندی نے اس صفحہ میں اتنا جھوٹ لکھا ہے جس کی حد نہیں ۔ اور پھر کوئی حوالہ نہیں دیا۔ متعہ اول تو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے جیسے ہر مسلمان سوائے ایک خاص گروہ کے برا سمجھتا اور خلاف تعلیم قرآن جانتا ہے۔ پھر اُسے بار بار پیش کرنا محض جاہلیت ہے ۔ ہندو اور دیانندی ہر دو ویدی ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور اول الذکر ویدوں میں بت پرستی اور مخش تعلیم کا دعوی کرتے اور پُرانوں و برہمنوں پر بھی دھرم رکھتے ہیں مگر موخر الذکر ان باتوں سے انکاری ہیں۔ اس لئے جب ہمارا مقابلہ اول الذکر سے ہوتا ہے تو ہم پُرانوں و برہمنوں کے حوالے دیتے ہیں اور جب موخر الذکر یعنی دیانندیوں سے ہمارا مقابلہ ہوتا ہے تو ہم پرانوں اور برہمنوں کے اعتراضات ہرگز پیش نہیں کرتے۔ اس کے خلاف دیانندی فرقہ جو سچائی کا دعوی کرتا ہے ۔ عام مسلمانوں پر اعتراض کرتے وقت ایک خاص فریق کا مسئلہ پیش کر دیتا ہے ۔ یہی متعہ جیسے اُس نے عام مسلمانوں پر پیش کیا ہے۔ اُسے کوئی نہیں مانتا بلکہ اس میں ہمارے خود فریق مخالف سے یعنی جو متعہ جائز بتاتے ہیں کئی مرتبہ کے مباحثے ہو چکے ہیں۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ضعیف اور بناوٹی حدیثوں پر مبنی ہے پھر دیانندیوں کا پیش کرنا لغویت ہے ۔ نیوگ سے کوئی دیانندی انکاری نہیں اس لئے ہمارا اعتراض کرنا بجا ہے ۔ متعہ کو کوئی مسلمان سوائے شیعہ کے نہیں مانتا اس لئے دیانندیوں کا عام مسلمانوں پر اعتراض کرنا بیجا ہے۔ ہاں وہ خاص گروہ کو مخاطب کریں تو بجا ہے +

پھر جھوٹ پر جھوٹ یہ ہے کہ دیانندی متعہ کی تعریف کرتا ہے کہ ایک عورت سے کئی آدمیوں کا ایک ہی رات میں ہم صحبت ہونا گویا بغیر نکاح۔ اس تعریف کرنے کا دیانندی ہندو غلگو نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ متعہ کی یہ تعریف ہرگز نہیں بلکہ وہ بھی نکاح کرنے

کے بغیر نہیں ہو سکتا اور نہ ایک رات میں کئی مردوں سے ہو سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ دیانندی نوبرید نے دس گیارہ مردوں کے ساتھ نیوگ کرنے کے جواب میں یہ جھوٹ کا طوفان باندھا ہے نیوگ کا نام لینے وقت بیچارے کی رالیں ٹپکتی ہیں۔ نہ معلوم دیانندی بننے میں یہی راز ہو۔

سو روپیہ انعام

لالہ دیانندی نے جو یہ دعوی کرتا تھا کہ اس نے قرآن کو بار بار غور سے پڑھا ہے اور امرتسر لاہور۔ جھنگ تک تحقیق مذہب کرتا رہا۔ اپنے قول و دعوی کو بالکل جھوٹا ثابت کر دیا ہے اور صاف پایا جاتا ہے کہ وہ قرآن کے نام سے بھی محض ناواقف ہے۔ چہ جائیکہ اس نے اسے غور سے کام لیا ہو۔ میں ڈنکے کی چوٹ دعوی کرتا ہوں کہ اس نے قرآن سناتک سے بھی نہیں پڑھا۔ اگر وہ ثابت کر دے کہ اُسنے قرآن پڑھا ہوا ہے تو سو روپیہ نقد ہم سے لے۔ ہمارے اس دعوی کی دلیل بھی سنئے وہ لکھتا ہے کہ قرآن میں درج ہے ماکانت المتعتہ الا رحمۃ اللہ بھا امتہ محمل۔ بر حسب معدہ سو روپیہ نقد دونگا اگر دیانندی یہ الفاظ قرآن سے نکال کر اور پورا حوالہ دیکر اپنے رسالہ میں شایع کر دے جو اس کی قرآن دانی کا ثبوت ہوگا۔ اگر وہ ثابت نہ کر سکا اور قرآن مجید سے ایسی آیت نہ دکھا سکا تو اپنے رسالہ میں جھوٹے پر سو دفعہ لعنت چھاپ دے ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتے۔ کیونکہ ہم نے صرف جھوٹے کو گھر تک پہونچانا ہے۔ عجیب نیرنگی کار. زمانہ ہے کہ لوگ اپنے مطلب کے لئے مرتد ہوتے ہیں اور نام مذہب کا لیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے رہنے شرم کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ پھر سنی مذہب کا عطا ماں کوئی مفسر نہیں ہوا۔ اگر دیانندلول کا دعوی سچا ہے تو اس کی تفسیر کے نام سے اور پورے پتہ سے کہ کس صفحہ کس سطر کس آیت سے نکلتے ہیں اس نے یہ لکھا ہے دکھادیں جسے میں یقیناً کہتا ہوں وہ

ہرگز کھانہ سکیں گے اور بھوکوں کی طرح ابن عباس کہتے ہیں۔ جن لشکریوں کو متعہ کی اجازت قبل از نزول حکم ممانعت متعہ دی گئی تھی۔ اُن کا یہ حال تھا کہ وہ خصی ہونے کو تیار تھے اسلئے چونکہ اسوقت متعہ کی حرمت کا حکم نازل نہ ہوا تھا اور اُس کا عرب میں رواج تھا آنحضرت م نے مجبوری کی حالت میں حکم دیدیا اور یہ ایسا تھا جیسے بھوک سے مرتے وقت حرام کھا لینا جایز ہے۔ مگر جس وقت کہ متعہ کے حرام ہونے کا حکم خدا کی طرف سے نازل ہوا متعہ ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا اور اُس کے بعد نہ کبھی اسلام میں یہ رائج ہوا اور نہ مسلمانوں نے اُسے جایز سمجھا۔ عرب میں جیسے شراب پینے کا رواج تھا اسی طرح متعہ کا بھی تھا۔ جیسے شراب کو تدریج حرام کر دیا گیا۔ اسی طرح متعہ کے ساتھ نکاح کی شرط لگا کر اُس کا رواج پہلے کم کیا گیا۔ کہ سوائے مجبوری کے نہ کیا جاوے اور وہ بھی اُس وقت جب لشکر اپنے گھروں سے باہر ہو اور پھر یک لخت حکم الٰہی سے ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا آنحضرت م و صحابہ کبار رض سے کبھی اور کسی وقت متعہ ثابت نہیں اور نہ کسی نے اُس پر کبھی عمل کیا ✦

قرآن مجید کی جو آیت آپ نے لکھی ہے اور جو ویدوں کی تہذیب سے حصہ لیکر ترجمہ میں چالاکی کی ہے وہ آپ کے دعوے کو توڑنے والی ہے۔ اس سے پہلی آیت ملاحظہ کیجئے :-

والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم واحل لکم ما ورآء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ ترجمہ۔ اور دوسروں کی منکوحہ عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر جو (جنگ میں) تمہارے قبضہ میں آجائیں۔ تم پر اللہ کا یہ تحریری حکم ہے۔ ان کے علاوہ تم پر حلال ہے کہ اپنے مالوں سے پارسائی کے طریق پر نہ کہ شہوت پرستوں کی طرح عورتیں چاہو۔ اس آیت نے صاف طور پر متعہ کو حرام ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ متعہ میں محض منی نکالنا مقصود ہوتا ہے۔ چونکہ

متعہ اسلام میں حرام ہے۔ اس لئے متعہ کی گئی عورت اور اسکی اولاد کی حقوق میراث کے متعلق قرآن مجید میں کوئی ذکر نہیں۔ اس سے آگے خدا فرماتا ہے فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما۔ ترجمہ۔ پھر جنسے تم لطف صحبت اٹھا چکے تو ان کو انکا مہر جو مقرر ہوا ہے ادا کردو۔ ہاں اگر پھر ابی پیچھے آپس کی رضامندی سے کچھ کمی بیشی کرلو تو کوئی گناہ نہیں تحقیق اللہ علیم و حکیم ہے۔ استمتاع کے معنے حظ یا نفع اٹھانا ہے۔ پس اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جس چیز کے عوض میں تم منکوحہ عورتوں سے حظ نفس اٹھاؤ وہ ان کا اجر مفروضہ ہے اسکو ادا کردو۔ اس حکم میں دو رسومات باطلہ کی اصلاح ہے اول یہ کہ عرب قوم مہر کو واجب الادا خیال نہ کرتے تھے۔ اسلام نے اسکی ادائیگی واجب فرمادی۔ دوم آجکل بیہودہ طور پر جو وسعت خاوند سے زیادہ مہر مقرر کردیا جاتا ہے اس سے اسکا ابطال ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے مہر کی مقدار مقرر نہیں فرمائی۔ مگر اس کی ادائیگی مباشرت کے بعد فرض کردینے سے ظاہر ہے کہ وہ اسقدر ہو جس کو خاوند ادا کرسکے۔ مہر چونکہ حظ نفس کے عوض میں مقرر ہوتا اور مباشرت کے بعد واجب الادا ہوتا ہے اس لئے اسے اجر کے نام سے درج کیا ہے۔ جیسے آیت ۲۶ بہ لا جناح علیکم ان تنکحوھن اذا آتیتموھن اجورھن میں اجر کے معنے مہر کے ہیں مگر ویدانندیوں کو سچائی سے کیا غرض۔ ان کی تو اعتراض کرنے پر رال ٹپکتی ہے +

متعہ اور نیوگ کے فضایل و ثواب انہیں کو مبارک رہیں جو ان کو مانتے اور کرتے کراتے ہیں اسلام ایسی باتوں پر لعنت بھیجتا ہے جو حرام چیز کو حلال کہے۔ شیعوں کے غلط حوالے ہمارے مسلمہ نہیں۔ نہ ایران کی رسومات ہم پر حجت ہیں ممکن ہے انہوں نے ویدیوں کے اثر سے یہ حصہ لیا ہو۔ کیونکہ وہ ہند کے نزدیک ہیں +

اسکے بعد آپ نے نیوگ کرنے کے ثوابات اور دعاوی بلا دلائل بیان کئے ہیں۔ پہلا دعوی یہ کہ "نیوگ بشرائط بیاہ و شہادت کے بزرگوں کے روبرو ہوتا ہے جو بالکل غلط ہے بیوہ کنوارے کنواری کا ہوسکتا ہے نیوگ نہیں۔ بیاہ میں مشتہر ہوتا ہے کہ میں مرتے دم کسی غیر شخص کا منہ دیکھونگی مگر نیوگ اس حیا کے پردے کو چاک کر دیتا ہے اور گیارہ مردوں کے منہ دکھاتا ہے۔ کیا نیوگ کے لئے مرد تلاش کرنے کے لئے عورت دربدر پھرتی ہے یا مہاشہ جی خود اس کے لئے جفت تلاش کیا کرتے ہیں۔ (۲) نیوگ کی اولاد پیدا ہو چکنے کے بعد مرد و عورت کا قطع تعلق ہو جاتا ہے"۔ یہ دعوی ہی غلط اولاد پیدا ہو چکنے نہیں بلکہ کاریہ کے بعد ہی قطع تعلق ہو جاتا ہے۔ یعنی حمل قائم کرنے کا ٹھیکہ پورا کیا اور کھسک گئے اولاد نو ۹ ماہ بعد پیدا ہوگی۔ اگر آپ دیانندی سدھانت سے ایسے ہی واقف ہیں تو آپ خوب سماج کی خدمت کرینگے وہی مثل ہوگی خدا گنجے کو ناخن نہ دے ورنہ اپنا سر ہی لہولہان کر دیگا۔ آپ کی خدمت سے سماجی بہت خوش ہونگے اور آپکی بہت قدر ہوگی (۳) نیوگ کا کام بموجب رسومات بیاہ مشروط ہے مگر بلا حصول اولاد شہوت پرستی کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے مباشرت کرنا قابل نفرت ہے"۔ لالہ جی بیشک یہ قابل نفرت ہے۔ کیونکہ لالہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش سملاس ۴ سوال نمبر ۱۴۶ کے جواب میں لکھا ہے کہ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر لیں۔ لالہ جی نہ رہا جاوے کا مطلب ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ کیونکہ اپنی عورت پہلے ہی حاملہ ہے اولاد کی ضرورت نہیں اسلئے نہ رہا جاوے ضرور قابل نفرت امر ہے ضرور اسے ستیارتھ پرکاش سے نکلوانے کی کوشش کریں (۴) بلا ادائیگی شہادت بزرگان جماع کرنا زنا ہے یہ آپکا مسلمہ ہے تا مگر حاملہ عورت کا مرد جب اس سے رہا نہ جاویگا تو بزرگوں کو کہتا پھریگا کہ اس سے رہا نہیں جاتا اس لئے وہ کسی کی بہو بیٹی سے نیوگ کرنا چاہتا ہے یا وہ جناب کے ذریعہ اشتہار دیگا۔ بہتر ہو کہ دیانندی ایک رجسٹر کھول دیں جس میں علیحدہ علیحدہ اقسام کی درخواستیں

درج ہو اگر ہیں مثلاً (۱) نامرد مردوں کی عورتیں جو نیوگ کرانا چاہتی ہیں (ب) وطن سے باہر گئے ہوئے
مردوں کی عورتیں جو نیوگ کرانا چاہتی ہیں (ج) مرد کی بدسلوکی سے تنگ آئی عورتیں جو نیوگ کرانا
چاہتی ہیں (د) حاملہ عورتوں کے مرد جن سے رہا نہیں جاتا (ر) عقیمہ عورتوں کے مرد جو نیوگ کرانا چاہتے
ہیں (س) جنکے گھر لڑکیاں ہوں وہ مرد جو نیوگ کرنا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ - مدعا یہ کہ جتنی صورتیں
نیوگ کی ستیارتھ میں درج ہیں سبکا حال علیحدہ علیحدہ ہو (۵) نیوگ زنا بدکاری حرامکاری نہیں نیوگ
ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے اسلئے ایسی تعلیم قابل نفرت و حیا سوز ہے (۶) نیوگ میں شرم نہ کرنا چاہئے
عورتوں کو نیوگ کی تعلیم کے ساتھ سلانا انکے نزدیک ہی قابل عزت ہو جو حیا و شرم سے کوسوں دور ہوں
(۷) نیوگ میں مرد عورت کسی پر زیادتی نہیں نیوگ میں سارا بوجھ عورت پر ہے عورت پر سخت ظلم و
بے انصافی ہے صرف چند منٹ کا خیر خواہ ہے کاریہ کے بعد وہ اس سے بے تعلق (ستیارتھ پرکاش سملاس
۴ سوال ۱۲۱) نیوگ شدہ عورت دو تین برس تک ان لڑکوں کی پرورش کر کے نیوگ شدہ مرد کو دیدیوے
بدیں وجہ نیوگ عورت پر سراسر ظلم و ناانصافی ہے اور مرد کے لئے لطف (۸) "نیوگ صرف اولاد کے لئے
ہے" لالہ جی بالکل غلط - دیکھئے ستیارتھ پرکاش سملاس ۴ سوال ۱۲۹ - لکھا ہے کہ جب تک اولاد ہو -
تب تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارھویں برس کے بعد نیوگ کرے - لالہ جی شاید لڑکیاں
صاحب اولادی میں داخل نہیں کہاں گئے عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق دینے کا ویدک
دعویٰ - یہاں لڑکیاں بے اولادی کی طرح حقیر گنی گئی ہیں (۹) "جبریہ نیوگ جائز نہیں" جبر سے
کوئی کام ہو ہی کیسے سکتا ہے جب عورت مرد اسی کار ثواب اور وید کا حکم جان کر کرینگے تو کوئی
باغیرت استری انکار کرے تو خیر ورنہ عوام کے لئے اسمیں لذیذ چاشنی ہے - امید ہے کہ آپ اسکا جواب
مجھے پورے طور پر دینگے اور جو انعام میں آپکی دروغ بیانی پر کہا ہے اسے ضرور حاصل کر کے سرخرو بنینگے آپ
حوالوں کے بغیر بات نہ کریں کیونکہ میں بھی سب سدھانتوں سے واقف ہوں اور آپکی ہیرا پھیری
میں چل نہیں سکتی - اگر چھٹی کا دودھ یاد نہ آجائے تو کہنا - یہ تو میرے جواب ہی میں رہے اعتراضات انکا
جواب آپکا گرو بھی نہ دے سکیگا آپ تو ابھی بقول خود چار ماہ کے بچے ہیں - آپ جواب دیں بعد ضرور دیں
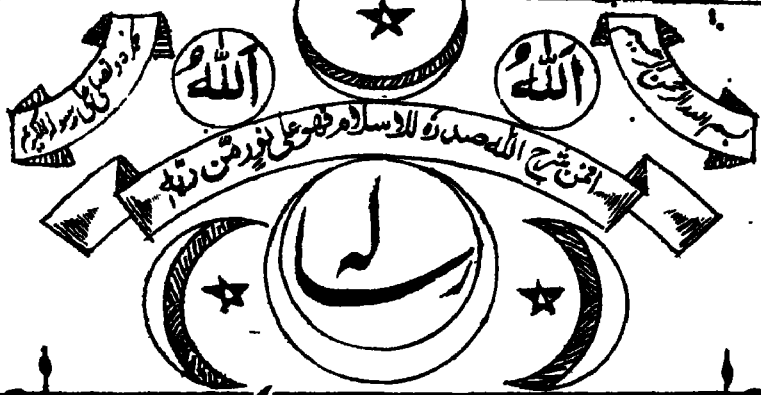
بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
اللہ اللہ
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
رسالہ
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

سیالکوٹ میں آریوں اور مسلمانوں کا مباحثہ

اگرچہ آریہ مسلمانوں سے ہمیشہ شکست فاش ہی پاتے رہے ہیں اور کبھی وہ مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے نہ کر سکتے ہیں۔ اور فی الواقعہ باطل حق کا مقابلہ کر بھی کیونکر سکتا ہے جاء الحق وزھق الباطل یونہی حق آیا باطل رفوچکر ہو جاتا ہے۔ لیکن تو بھی ان باطل پرستوں کا ہانڈی کے ابال کی طرح عجیب جوش ہے۔ جابجا تحدیاں کرتے اور ھل من مبارز کی صدا دیتے رہتے ہیں شکستیں کھاتے ہزیمتیں اٹھاتے ہیں۔ مگر کچھ ایسے ڈھیٹھ ہیں۔ کہ پھر بھی شرمندہ ہونے پر نہیں آتے۔ نہ اپنی زبان درازیاں چھوڑتے ہیں۔ ممکن ہے کہ عیسائیوں یا ہندوؤں کے مقابل یہ لوگ کسی قدر فتح پا جائیں۔ مگر مسلمانوں کے مقابل انکا فتح پا جانا۔ محض ایک خیالی پلاؤ پکانا ہے۔ اور بہتر ہے کہ وہ مسلمانوں کا خیال چھوڑ دیں۔ اور اپنی خیر منائیں۔ سارے جہان میں اگر آج کل

دنیا میں کوئی سچا موحد اور عقلی گروہ ہے ۔ تو صرف مسلمان ہیں ۔ اسلام کے تمام اصول و قواعد
عین فطرت کے موافق ہیں بھلا دیانندی بیچارے اُس کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ جو اولاد
نہ ہونے کی صورت میں اپنی جورو کو دوسرے کے حوالہ کرنے سے ذرا غیرت نہیں کرتے۔
اپنی چند سالہ غیر حاضری میں جورو کو دوسرے سے نیوگ کی اجازت دیدینے سے عار
نہیں رکھتے ۔ ایسے بیہودہ مذاہب کا اس ترقی اور تہذیب کے زمانہ میں فروغ پانا ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں

مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنی زندگی میں پنڈت دیانند جی کا ایسا
قافیہ تنگ کیا ۔ کہ وہ اُن کے سامنے ہونے کی جُرأت نہیں کر سکتے تھے ۔ مولانا موصوف
شیر ببر کی طرح گرجتے اور پنڈت دیانند کو سامنے آنے کے لئے للکارتے تھے ۔ مگر
اُس بیچارہ کی کیا بساط تھی ۔ کہ مولانا موصوف کے سامنے آتا ۔ لومڑی شیر کا مقابلہ
کب کر سکتی ہے ۔ جن لوگوں کو پنڈت دیانند جی کی حرکات مذبوحی دیکھنی ہوں ۔ وہ
مفصل مباحثہ چاند پور و مباحثہ شاہجہان پور اور مباحثہ رُڑکی ملاحظہ فرمائیں ۔ جو دو تین سو
صفحات کی باریک خط کی کتابیں ہیں ۔ اُن کتابوں میں مولانا موصوف نے پنڈت
دیانند جی کا ایسا قافیہ تنگ کیا ہے ۔ کہ بیچارہ اپنی جان بچاتا پھرتا ۔ اور سامنے آنا
اُسے موت سے بدتر تھا ۔ آریوں کی ایمانداری دیکھئے ۔ کہ ان عظیم الشان مباحثات کو
جو کئی دن تک ہوتے رہے ۔ پنڈت دیانند جی کی لائف میں صرف پانچ سات
صفحات پر نقل کیا ہے ۔ اور اس پر پنڈت دیانند جی کو فاتح اور کامیاب دکھایا ہے ۔
حالانکہ اصل مباحثہ اور مفصل تقریریں مباحثہ چاند پور و مباحثہ شاہجہان پور وغیرہ میں
صاف موجود ہیں ۔ جو دو تین سو صفحات پر سما رہی ہیں ۔ مولانا موصوف نے ہر بات
کا مفصل جواب دے رکھا ہے ۔ جس کا آریوں کے مباحثہ میں ذکر تک نہیں ۔
آریوں کا شروع ہی سے یہی وتیرہ رہا ہے ۔ کہ شکست فاش کھانا ۔ مگر اپنے تئیں فتحمند
اور کامیاب دکھانا ۔ مگر یہ ایمانداری نہیں ہے ۔ پنڈت دیانند تو مولانا مولوی
محمد قاسم صاحب کی بات سمجھنے کے قابل نہ تھا ۔ اور اس پر فتح پانا عجیب مجنونانہ خیال ہے

دنیا میں آجتک ایسا کوئی مذہب نہیں ہوا جس کی بنا ہی بدتہذیبی اور گالی گلوچ سے پڑی ہو۔ بجز دیانندی پنتھ کے جس کی بنا ہی دشنام دہی اور لوگوں کی دلآزاری پر رکھی گئی ہے۔ پنڈت دیانندجی کی ستیبارتھ پرکاش پڑھ جاؤ شروع سے اخیر تک گالیوں اور بدزبانیوں سے پُر اور معمور پاؤ گے۔ ہر ایک مذہب کے بزرگوں کو وہ وہ صلواتیں سنائی گئی ہیں کہ الامان۔ اپنے مذہب میں تو کوئی خوبی نہیں صرف دوسرے مذاہب کی نکتہ چینیوں اور دلآزاریوں اور عیب جوئیوں پر تلے ہوئے ہیں۔ جابجا بیچاری سلیم الطبع اور خاموش قوموں کو صلواتیں سُنا سُنا کر اُبھارتے اور امن عامہ میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ آریہ سماج کی بدزبانی اور درشت زبانی ہی کے باعث **دیوریہ** میں مباحثہ ہوا۔ نگینہ میں مناظرہ ہوا۔ دہلی میں بمقدمہ منیاں آریہ اپدیشکوں پر ۵۰ ۷ روپیہ جرمانہ ہوا۔ لالہ ہرچرن داس سب انسپکٹر مدارس کو آریہ سماج کی ترچھ کے مہذب اشتہاروں اور اشتعال طبع والے الفاظ نے نوکری سے معطل و تنزل کرایا۔ دہلی سے شہر بدر کرایا۔ آگرہ میں عطر قرآنی جیسے مہذب اشتہار نے سات سو روپیہ جرمانہ کرایا۔ ایک بیچارے کو ایک ماہ کی سخت قید میں ڈلوایا۔ اب آیندہ دیکھئے یہ تہذیب۔ نہیں نہیں ویدک تہذیب۔ بلکہ یوں کہئے کہ ویدک بدتہذیبی جو آریہ سماج کے رگ و ریشہ میں پیوست ہے۔ کیا کرشمے دکھاتی ہے ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

صرف یہ دعا کئے جائیے کہ ہے **ایشور اس ویدک تہذیب کو دنیا میں قایم رکھئے اور ہم لوگوں کے درمیان اس تہذیب کو دائم نہ رکھئے**۔ افسوس یہ ویدک تہذیب کے نتایج۔ الامان الامان۔ ایسی تہذیب کتاب سے الامان الامان۔ ایسے مذہب پر افسوس! آہ! +

آریہ سماج کی بدزبانی کی کوئی حد نہیں رہی۔ خدا کی ازلی ابدی کتاب۔ وید مقدس اور اُسکا یہ بدترین اور غیر مہذبانہ اثر۔ افسوس صد افسوس آریہ سماج اپنی مذہبی تحریرات وتقریرات میں عداوت اور دشمنی کا واقعی ایسا بیج ہو رہا ہے جس کا نتیجہ کسی صورت میں اچھا نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں کی تیز زبانی اور دریدہ دہنی ایسی حد سے گذر گئی ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں غریب اور امن جو قوموں کو عدالتوں میں چارہ جوئی کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ اگر اور کسی طرح سے یہ لوگ نہیں رُک سکتے۔ تو قانون ہی کے ڈر سے یہ لوگ رُکے رہیں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں کو قانون کی بھی کچھ پروا نہیں۔ اور باوجودیکہ ان مذہبی مقدمات میں سماجیوں کو سزائیں مل رہی ہیں۔ مگر پھر بھی اس بات سے نہیں رُکتے۔ جس سے رُکنے کے لئے یہ سزائیں دی جارہی ہیں۔ بلکہ بجائے نرم پیرایہ اختیار کرنے کے اور بھی گالیاں دینے اور غیر مہذبانہ حملے کرنے میں ترقی کی ہے۔ جیسا کہ آریہ مسافر، پرچارک اور تہذیب الاسلام دھرمپال کے دیکھنے سے اظہر من الشمس ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانیت سے خالی ہونے کی وجہ سے اس کوتاہ اندیش فرقہ کو اور کوئی راہ مذہبی مباحثات کی نظر نہیں آتی۔ سوائے اسکے کہ نہایت گندے اور ناپاک اور فحش الفاظ میں ان مقدسوں کا ذکر کریں۔ جنکو کروڑہا لوگ اپنا ہادی اور پیغمبر سمجھتے ہیں۔ اور صرف بے اصل روایات کی بنا پر جنکو اس مذہب کے پیرو خود بھی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ بزرگان دین پر سخت سے سخت حملے کر رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آریہ سماج کے بڑے بڑے لیڈران دلآزار تحریروں سے اتفاق رکھتے ہیں۔ اور یا اگر وہ در اصل اُنہیں ناپسند کرتے ہیں تو اُنکا اس قوم پر اتنا اثر نہیں کہ ایک بیجا طریقہ سے جس سے اندیشہ ہے کہ ملک کے امن میں فساد پیدا ہو۔ ان پرجوش نوجوانوں کو روک سکیں جو حد سے گذر رہے اور شتر بے مہار ہو رہے ہیں ۔

آریہ سماج کی تحریرات اسقدر بے لگام ہوتی ہیں کہ آریہ سماج کے مباحثات کے کئی ہزار ورق پڑھ جاؤ ذرا معلوم نہ ہوگا کہ ان لوگوں کو دل کی پاکیزگی یا تقوی

اور طہارت سے جو مذہب کی حقیقی جان ہے۔ مس تک بھی نہیں۔ اصل اور اہم سوال جن سے کسی مذہب کی صداقت کا فیصلہ ہو سکتا ہے چھوئے بھی نہیں جاتے اور عمداً اُس سے گریز کی جاتی ہے۔ صرف اس لئے کہ کوئی معقول جواب اُن کے مذہب میں موجود نہیں۔ آریہ سماج کے مصنفوں کی تمام علمیت اور لیاقت اسی میں خرچ ہو رہی ہے۔ کہ بدزبانیوں کے نئے نئے پیرائے ایجاد کرکے گالیوں کی لغت کے دائرہ کو وسیع کیا جائے۔ اس قسم کے مباحثات جاہلوں کو تھوڑی دیر کے لئے خوش کر دیتے ہیں۔ اور اُن کی غرض ہوتی بھی اسیقدر ہے۔ لیکن انکا اثر سوائے اس کے کہ دو قوموں میں کینہ بڑھے۔ اور کچھ نہیں ہوتا۔ معلوم نہیں ان مباحثات سے آریہ سماج کو کیا فایدہ حاصل ہوتا ہے۔ جو اس طریق کی اصلاح نہیں کی جاتی۔ حالانکہ اُن کا نقصان اب کھلا کھلا ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ عدالتوں تک نوبت پہونچ گئی ہے اور اُن کو سزائیں مل رہی ہیں اور فتنہ خوابیدہ جاگ اٹھا ہے ٭

آریہ سماج اس امر کا ثبوت دینے سے تو رہا۔ کہ اس میں سچے مذہب کا کوئی امتیازی نشان پایا جاتا ہے اس لئے اُس نے صرف یہی طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ جس قدر ممکن ہو۔ دوسرے مذاہب کی نسبت سخت زبانی کی جائے۔ کوئی دن ایسا نہ گذرتا ہوگا جس دن کوئی آدمی ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب نہ اختیار کرتا ہو۔ مگر آریہ سماج میں کسی شخص کا داخل ہونا۔ سماج کے لئے ایک ایسی عجیب اور نئی بات ہے کہ ایک معمولی سے آدمی کے سماجی ہونے پر شور محشر برپا کیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ ایک شخص نے جس کا نام اُسکے والدین نے غلطی سے عبد الغفور رکھا تھا۔ کسی وجہ سے جس کو بہت لوگ جانتے ہیں۔ آریہ سماج میں داخل ہو کر دھرمپال اپنا نام تجویز کیا۔ تبدیل مذہب کے وجوہات دینے کی بجائے اس شخص نے ایک کتاب ترک اسلام نامی شایع کی۔ جس میں اسلام پر حسب معمول آریہ سماج کچھ اعتراض اکٹھے کئے گئے۔ اس کتاب کا جواب کئی مسلمان مناظرین کی طرف سے شایع ہوا۔ جس پر دھرمپال کو اسقدر جوش آیا۔ کہ اُن کی عقل تک قایم نہ رہی۔ جواب

تو کیا دے سکتا۔ ایک رطب یابس کتاب تہذیب الاسلام کے نام سے
شایع کر کے اس میں دل کھولکر مسلمانوں کے خدا اور پیغمبر اسلام کو گالیاں دی ہیں۔ طرز
تحریر ایسا ہے کہ متانت مس بھی کر گئی نہیں معلوم ہوتی۔ اس کتاب میں اس قدر
تیز زبانی اور ہلکا پن سے کام لیا گیا ہے کہ پڑھنے والا ایک لحہ کے لئے بھی مصنف
کی نسبت اچھی رائے قایم نہیں کر سکتا۔ کتاب کو شروع ان الفاظ سے کیا گیا ہے
دنیا میں سب سے بڑا فریبی کون ہے اور بہت سے ہنسی تخول کے بعد جو آریوں کے ضمیر
میں داخل ہے۔ اسکا جواب یہ دیا ہے کہ ٹھگوں اور چوروں اور کمینہ تروں غرضیکہ
دنیا کے ہر ایک بدمعاش اور لچے سے بڑھکر (نعوذ باللہ) مسلمانوں کا خدا ہے۔ پھر اس
جواب پر سفیہانہ ہنسی کی ہے۔ پھر کوتہ اندیش مصنف اللہ تعالی کے متعلق یہ الفاظ لکھتا
ہے۔ کہ کیا وہ چوروں کا سردار ہے۔ کیا رہزنوں کا سرغنہ ہے۔ کیا لومڑیوں کا پیشرو
ہے۔ کیا رندوں کا سرگروہ ہے۔ کیا ٹھگوں کا گرو ہے۔ کیا مٹی ہے کیا پتھر ہے
اینٹ ہے روڑا ہے۔ اونٹ ہے۔ ہاتھی ہے۔ اس قسم کے مفوات سے صفحہ بعد
صفحہ بھرا ہوا ہے۔ ہم نہیں چاہتے۔ کہ ناظرین کے دلکو دکھایا جائے۔ اس لئے ہم
اس کی عبارتیں بھی نقل نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر یہ چند لفظ ہم نے لکھ دیتے ہیں
لکھنے والے کو نہ ملک کے قانون کی پروا ہے اور نہ مذہبی شائستگی کا پاس ہے۔ اور
نہ ہی یہ خیال ہے کہ آخر یہ کروڑہا لوگ جن کے دل وہ اس بیہودگی سے دکھا رہا ہے
اس گورنمنٹ کی رعایا ہیں۔ مذہبی آزادی دینے سے قانون کا یہ منشا کبھی نہ ہوسکتا۔
کہ ایسی بدزبانی اور دریدہ دہنی کی اجازت دیدی۔ جو موصل الی الشر اور مخل امن ہے
اگر دو قوموں کے درمیان جو باہمی صلح اور امن سے ایک دوسرے کے پہلو میں گذارہ کر رہی ہیں۔
کبھی کوئی فتنہ یا فساد ہوا۔ تو اس قسم کے مصنفوں کی تحریریں اسکی ذمہ وار ہونگی۔ کون
مسلمان ہے جس کا دل اس قسم کے فقروں کو سنکر پاش پاش نہیں ہوتا۔ جیسے ہمارے

ؔ اس تہذیب الاسلام کا جواب تغلیب الاسلام چھپ چکا ہے۔ جو
دفتر انوارالاسلام سے مل سکتا ہے۔ قیمت ۵ مر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک شان میں لکھے گئے ہیں۔ مثلاً صفحہ ۱۳۹ پر نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی نسبت معلم الملکوت کا لفظ ۔

بہرحال یہ آریوں کی تہذیب اور شائستگی کا حال ہے جس کا نمونہ ہم نے بطور مشتے نمونہ از خروارے بیان کیا۔ مورخہ ۲۲ و ۲۳ ماہ اپریل کو ہفتہ اور اتوار کے دن آریہ سماج سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ تھا۔ اُسکا اشتہار پہلے سے شایع ہو چکا تھا۔ دھرم پال جی نو آریہ کا نام بھی پروگرام میں مندرج تھا۔ دھرمپال جی کی بدزبانی تو عام مشہور ہے۔ دیانندی مذہب میں آکر انہوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے اور جو روحانی ترقی پائی ہے وہ صرف یہی بدزبانی اور گالی گلوچ ہے جو آریہ مذہب کی موروثی جائیداد ہے۔ دھرمپال جی نے راولپنڈی میں جو اہتمام اسلام کو خصوصاً ایسا کوسا تھا کہ کسی شخص کو ان کلمات کے سننے کی طاقت نہ تھی۔ چنانچہ اخبار عام تک میں اُس کی بدزبانی کی شکایت شایع ہوئی تھی۔ دھرمپال کا نام پروگرام میں ہونے سے مسلمانان سیالکوٹ کو خیال ہوا کہ یہاں آکر بھی وہ اس قسم کی بدزبانی نہ کرے۔ آریہ لوگ بھی عموماً مسلمانوں کو اکسا رہے تھے۔ کہ اب یہاں دھرمپال آنے والا ہے جس کا حوصلہ ہے اُس سے بحث کرلے۔ یہ وجہ ہوئی۔ کہ مسلمانان سیالکوٹ کو اپنا اسلامی مناظر منگانا پڑا۔ چنانچہ انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ نے بہ امداد مسلمانان سیالکوٹ کے شیر پنجاب جناب مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو ملوایا۔ پروگرام پر ۲۳ اپریل کی تقسیم اوقات میں ۲ بجے بعد دوپہر سے ۴ بجے تک دھرمپال کا لیکچر یعنی مباحثہ کا وقت تھا۔ یہ ذخیرہ تھا کہ مولانا موصوف آریوں کو نیچا دکھائیں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف معہ مولوی حاجی حافظ محمد ابراہیم صاحب آنریری وکیل و واعظ انجمن اشاعت اسلام شہر سیالکوٹ اور دیگر رفقا کے سماج میں تشریف لے گئے۔ سماج کے احاطہ میں ہندو مسلمان سکھ عیسائی سب قوموں کے لوگ موجود تھے۔ لوگوں کی کثرت اور جگہ کی تنگی کے سبب سے جا بجائے تنگ است مردمان بسیار کا نقشہ نمودار تھا۔ اسقدر ہجوم کا سبب سالانہ جلسہ نہیں تھا۔ بلکہ دھرمپال کو دیکھنے اور مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب

کی گفتگو سننے کا شوق سب کو جمع کئے تھا۔ باوجودیکہ مولانا موصوف کو محض دھرم پال کی کشش سیالکوٹ میں لائی تھی۔ مگر وہ ایسا چھپا۔ کہ مولوی صاحب کے روبرو ہونے سے کترا گیا اور واقعی وہ سامنے بھی کیسے ہوتا۔ اُسکو معلوم تھا۔ کہ میں نے تہذیب الاسلام میں جو کچھ لکھا اس کی ہے اُسکا کافی وشافی جواب مولانا موصوف دے بیٹھے ہیں۔ مولانا موصوف کی لیاقت کا سکہ اُسکے دل پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے تو مُنہ بھی نہ دکھایا اور مناظرہ کا نام تک نہ لیا۔ ہاں لالہ وزیر چند صاحب اڈیٹر آریہ مسافر کو طوعاً و کرہاً کچھ بولنا پڑا ٭

مناظرہ کی تفصیل یوں ہے کہ جب ٹھیک دو بج گئے۔ تو مولوی حاجی محمد ابراہیم صاحب نے لالہ گنگا رام صاحب بی اے پلیڈر سیالکوٹ و سیکرٹری آریہ سماج سیالکوٹ کو توجہ دلائی کہ پروگرام پر ۲ بجے کے بعد سے دھرم چرچا کا وقت لکھا ہوا ہے۔ بندہ شہر کے مسلمانوں کی طرف سے جناب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب کو سماج پر کچھ سوال کرنے کے لئے پیش کرتا ہے۔ سیکرٹری صاحب مذکور نے بوجہ پریذیڈنٹ صاحب کی غیر حاضری کے پانچ منٹ کی مہلت مانگی جو دی گئی۔ پانچ منٹ سے زیادہ وقت گذر جانے پر انسپکٹر صاحب پولیس شہر سیالکوٹ بھی مع چند سپاہیوں کے آن موجود ہوئے۔ لالہ دونی چند صاحب بی اے وکیل امرتسر (جو اسوقت جلسہ کے پریذیڈنٹ منتخب کئے گئے تھے) اُن کو خبر کی گئی کہ سردار صاحب یعنی انسپکٹر پولیس تشریف لے آئے ہیں۔ لالہ صاحب اس خوشخبری کے سُنتے ہی اندر سے نکل آئے۔ اتنے عرصہ میں لوگوں کی گھبراہٹ دُور کرنے کے لئے چند گویّے بھجن گاتے رہے آخر ۲ بجکے ۳۰ منٹ پر بھجن بند کئے گئے اور مولوی صاحب موصوف نے یہ سوال کیا؛

”عام طور پر مشہور ہے کہ آریہ صاحبان اپنی بیوگان کا نکاح ثانی کروادیا کرتے ہیں اور اس مسئلہ میں بیچارے برہمنوں پر بہت جھڑ جھکڑ روا رکھتے ہیں۔ مگر حقیقت میں اس میں آریہ صاحبان کی مثال آدھا تیتر آدھا بٹیر کی ہے کیونکہ مدخولہ اور غیر مدخولہ کے نکاح میں فرق کرتے ہیں“

"یعنے جو لڑکی ابھی شوہر نادیدہ ہو اور بیوہ ہو جائے اُسکا نکاح کر دیتے"
" ہیں۔ اور جس بیوہ کو خاوند کی قربت حاصل ہو چکی اُسکا نکاح نہیں"
" کراتے" +

"نکاح کا تقاضا دونو قسم کی بیوگان میں موجود ہے۔ اس تفریق کی کیا حکمت و فلاسفی ہے"

سماج کی طرف سے لالہ **وزیر چند** صاحب ایڈیٹر آریہ مسافر میگزین سٹیج پر آئے ہر دو فریق کے لئے دس دس منٹ مقرر کئے گئے اور گفتگو شروع ہوئی +

لالہ صاحب۔ (چند اِدھر اُدھر کی بے تعلق باتیں کر کے دُر افشانی کرنے لگے کہ وید کے مطابق لڑکی کی شادی اگر سولہ سال سے پیشتر ہو تو وہ ناجائز ہے۔ پس ایسی صورت میں بیوہ کا نکاح ثانی کروا دیا جاتا ہے۔ اور سولہ سال اور اُس کے بعد کی بیاہی ہوئی بیوہ کا نکاح ثانی نہیں کرایا جاتا"

مولوی صاحب۔ قطع نظر اس کے کہ سولہ سال سے کم عمر لڑکی کا نکاح کیوں ناجائز ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک لڑکی کی شادی وید کے موافق سولہ سال کی عمر میں ہوئی ہے اور وہ چند یوم خاوند کے پاس رہی اور پھر خاوند مر گیا۔ وہ اپنی نوجوانی اور بدن کی تازگی اور طبیعت کی اُمنگ سے شادی کا تقاضا کر رہی ہے۔ اور جو امر قدرت نے اُس کے لئے پیدا کیا ہے اُس سے فایدہ اُٹھانا چاہتی ہے۔ **اُس کو نکاح سے کیوں منع کیا جاتا ہے۔**

لالہ صاحب۔ ایسی صورت میں دوسرا نکاح برہمن۔ ویش دونوں کے لئے منع ہے۔ شودروں کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر ان اعلیٰ ورنوں میں سے کوئی بیوہ عورت مذکورہ بالا صورت میں نکاح کر لیوے۔ تو وہ شودر (بے ایمان) ہو جاتی ہے +

مولوی صاحب (خوب دل کھول کر) لالہ صاحب آپنے سوال کا کوئی

معقول جواب نہیں دیا۔ سوال تو یہ تھا۔ کہ ایک سولہ سالہ ہ ہ سولہ سالہ جوان لڑکی جس کی
کل شادی ہوئی اور آج اُس کا خاوند طاعون سے مر گیا۔ یا دلزلہ سے مکان کے نیچے
دب گیا۔ اُس کی ساری اُمنگیں دل کی دل ہی میں رہ گئیں رات کو سوتی ہے تو دروازے کے
کھٹکھٹانے جانے سے اُس کا دل دھڑکتا ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ میں اپنی ہمجولیوں
کی طرح خداداد طاقت کو اُسکے جایز محل پر استعمال کروں اور زندگی کا لطف اُٹھاؤں
اُسے جایز طریقے سے روکا جاتا ہے۔ گویا بہتے پانی کو بند کیا جاتا ہے۔ یاد رکھئے پانی
اپنی راہ آپ بنا لیا کرتا ہے۔ "یہ فاقہ مستی کسی دن اور رنگ لائے گی +

فطرتی قوت اور خداداد طاقت کو استعمال کرنے میں ذاتوں کا امتیاز بھی ٹھیک
نہیں ہے یہ کیا فلاسفی ہے کہ شریف ورنوں کی عورتیں نکاح ثانی نہ کریں۔ اور اگر
کرینگی تو شودر (بلحاظ خواص و افعال یعنے بے ایمان) ہو جائیں گی۔ کیا اُس خداداد
قوت کے استعمال کی ضرورت شودروں ہی کو پڑا کرتی ہے اور شریفوں کو نہیں؟ جس فطرتی
تقاضے کے پورا کرنے کے لئے اس شریف سولہ سالہ لڑکی کا نکاح پہلی دفعہ کیا گیا تھا۔ اور
وہ بے ایمان نہیں ہوئی تھی بلکہ اُس نے اپنے ناموس اور دھرم کو بچانے کی راہ اختیار
کی تھی۔ اب دوسری دفعہ بھی اسی فطرتی تقاضے کے پورا کرنے کے لئے اُس کی جوانی
اُس کی نوعمری اُس کے دل کی اُمنگیں اُسے بستر پر اکیلے پڑنے نہیں دیتیں۔ گویا
چارپائی کی رسیاں اُسکو زہریلے سانپ اور بچھو کی طرح کاٹ کاٹ کھاتی ہیں۔ اور
اُسے پل بھر تو آرام نہیں آتا۔ ہ ہ! کیسا سخت ظلم ہے! کیسی سخت بیرحمی ہے! اگر
ننگ و ناموس اور دھرم کو بچانے والی عورت کو **بے ایمان** کہا جاتا ہے۔ لالہ صاحب!
اس کی فلاسفی بیان فرمائیے اور کوئی معقول جواب ارشاد کیجئے!

نوٹ مولوی صاحب کی اس تقریر پر سامعین ہندو مسلمان وغیرہم پر جو اثر پڑا
اس کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ لکھنے میں نہیں آ سکتی۔ مولوی صاحب
اثنائے تقریر میں خوب باموقعہ و برمحل دلچسپ شعروں سے اپنے مضمون کو زینت
دیتے تھے جس سے سب حاضرین حتی کہ بہت سے آریہ صاحبان بھی عش عش

کر اُٹھتے تھے اور دنگ رہجاتے تھے۔ ایسی شستہ اور معقول تقریر سنکر لالہ وزیر چند صاحب کے بھی چھکے چھوٹ گئے اور لگے اِدھر اُدھر کی بے ربط باتیں سنانے چنانچہ گل افشانی کرنے لگے :-

مولوی صاحب! آپ بار بار ایک سوال کو ہانکے جاتے ہیں اور باوجود معقول جواب پا لینے کے بات کو ختم نہیں کرتے آپ کوئی معقول بات تو کرتے ہی نہیں۔ ہاں شعر بازی سے حاضرین کو خوش کر دیتے ہیں۔ آپ کو مشاعرہ کی مشق ہے۔ اگر میں بھی شعر جانتا تو آپ جیسی بہادری دکھا سکتا تھا۔ اگر ہم میں شوہر دیدہ بیوہ کے نکاح ثانی کی ممانعت ہے اور اُس کے دوسرا نکاح کر دینے کی صورت میں اُسے شودر (بے ایمان) کہا گیا ہے تو آپ کے مذہب میں بھی تو پیغمبر صاحب کی بیویوں کو آپ (صلعم) کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا منع ہے۔ اور یہ جو آپ بار بار زلزلہ اور طاعون کا ذکر کرتے ہیں اگر لوگ وید کی تعلیم کے مطابق عمل کریں تو نہ ایسی بیماریاں پیدا ہوں اور نہ ایسے حوادث واقع ہوں۔ آپ کو بار بار کہہ چکا ہوں کہ ہم شوہر دیدہ بیوہ عورت کو دوسرے نکاح سے روکتے نہیں اُسکا اختیار ہے خواہ کرے خواہ نہ کرے ہاں برہمن چھتری اور ویش عورتیں میں ہو کر کریگی تو شودر (بلحاظ افعال و خواص کے یعنے بے ایمان) ہو جائیگی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح کے وقت عورت کا مرد سے معاہدہ ہوتا ہے کہ میں اپنی زندگی میں تیرے سوا دوسرا خاوند نہیں کرونگی۔ پس جو شخص معاہدہ کو توڑتا ہے وہ بے ایمان ہو جاتا ہے ٭

مولوی صاحب۔ (خوب فراخدلی سے) ؎

اُلٹے ہی شکوے کرتے ہو اور کس ادا کے ساتھ ٭ ناطاقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ

لالہ صاحب آپ کیسی بے ربط اور غیر متعلق باتیں کرتے ہیں۔ میں اپنا سوال مکرر سہ کرر حاضرین کو اور آپ کو سمجھا چکا ہوں مگر آپ اس کے صحیح جواب کی طرف ہرگز نہیں آتے اگر آپ جواب نہیں دے سکتے تو کوئی دوسرا صاحب اُٹھے اور سماج کو اس بار سے سبکدوش کرے آپ مجھے تو برمحل شعر پڑھنے پر طعن مارتے ہیں۔ مگر وید کی تعریف ان لفظوں میں

الٰہی بیچ لالہ وزیر چند کی آریہ مسافر میگزین میں درج زیر ہے وہ جواب تو کسی بات کا خاک بھی نہیں کرتے ہاں بیہودہ [illegible]

کیوں کی جاتی ہے۔ کہ وید کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ نظم ہے۔
نوٹ (لالہ وزیر چند صاحب بہت جلد بھول گئے۔ شاید گھبرا گئے ہونگے۔ ورنہ مولوی صاحب کو با موقعہ شعر پڑھنے پر طعن نہ کرتے۔ کیونکہ ابھی گفتگو سے پیشتر ٹمٹماؤں اور سروں کے ساتھ سماج میں اُن کے روبرو بھجن گائے جا رہے تھے ۱۲ - ایڈیٹر)۔
آپ نے ہمارے ہادی برحق پیغمبر صلعم کے ازواج مطہرات کا آپؐ کے بعد دوسرا نکاح نہ کرسکنا پیش کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پیغمبر صاحب کی بیویاں اُمتیوں کی مائیں ہیں جیسے کہ فرمایا اللہ جل جلالہ نے سورہ احزاب میں وازواجہ اُمھاتھم پس آپؐ کے بعد وہ بیویاں کسی اُمتی سے نکاح نہیں کرسکتیں۔ یہ سب کچھ منصب رسالت کی عزت کو نگاہ رکھنے کے لئے ہے۔ آپ کے ہاں منوسمرتی میں لکھا ہے کہ گرو کی بیوی سے نکاح ناجائز ہے۔ اور اگر گرو کی بیوی چارپائی پر بیٹھی ہو تو اُس کے برابر نہ بیٹھیں بلکہ زمین پر بیٹھیں۔ اور اگر وہ زمین پر بیٹھی ہو تو گڑھا کھود کر اس میں بیٹھیں + (کتاب کو اُٹھا کر) اگر نہ مانو تو ابھی منوسمرتی میں سے نکال دیتا ہوں۔ اور یہ جو آپ کہتے ہیں کہ اگر لوگ وید پر عمل کریں تو ایسی بیماریاں اور حادثے رونہ دکھائیں اور نہ ایسے بُرے دن دیکھنے پڑیں۔ یہ سب مُنہ کی بنائی باتیں ہیں۔ یہ تو سب کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اگر ہماری تعلیم پر ساری دنیا عمل کرے تو ایسا ہو۔ اور ایسا نہ ہو۔ خیر وید کی پاک تعلیم جیسی کچھ ہے وہ تو آپ کو مبارک ہو۔ سوال تو یہ ہے کہ موجودہ صورت میں بھی وید نے آپ کی کچھ دستگیری کی ہے یا نہیں؟ اور یہ جو آپ نے عفیفہ لڑکی کو معاہدہ توڑنیکا الزام لگا کر بے ایمان بنایا ہے یہ بالکل ناحق اور نادرست ہے کیونکہ اول تو معاہدہ نکاح کا نباہنا دونوں کی زندگی چاہیئے۔ موت کے بعد عورت اس معاہدہ کو کیسے نبھا سکتی ہے اور اس اپنے فوت شدہ پتی کی روح سے کیا فایدہ اُٹھا سکتی ہے۔
نوٹ ایڈیٹر۔ (مولوی صاحب نے یہ بات نہایت معقول اور لطیف کہی تھی) کیونکہ موت کے بعد مُردے کی روح اور زندہ میں کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ خصوصاً امور دنیوی میں تو عالم ارواح کو کوئی دخل ہی نہیں۔ علاوہ بریں بموجب آریہ صاحبان کے

اعتقاد کے اگر وہ روح اپنے بُرے کرموں کی سزا بھگتنے کے لئے کسی دوسرے جنم کتے بلی۔سوئر وغیرہ میں چلی گئی ہے تو بتلایئے ایسی صورت میں اس بیوہ کو اس سے کیا علاقہ اور کیسا معاہدہ اس کتے اور سوئر کو تو اپنی جنس سے جوڑ ہوگا۔جیسا کہ کہا گیا ہے

کند ہم جنس باہم جنس پرواز   کبوتر با کبوتر باز با باز

اور اگر بالفرض وہ کوئی نیک شخص تھا اور آدمیوں کی جُون میں آگیا ہے تو وہ تو کسی اور استری سے ہم بستری کرے گا۔ اس بیوہ سے اُسے کیا تعلق۔ بلکہ اس صورت میں بیوہ کو یہ خیال کرکے کہ شاید میرا پہلا خاوند ہی انسان کے جنم میں آیا ہوا ہے کھلے دل سے دوسرا نکاح کرلینا چاہئے اور خوشی خوشی زندگی کا لطف اُٹھانا چاہئے (ایڈیٹر)۔

دوم یہ کہ معاہدہ تو نکاح کیوقت ہوتا ہے۔نہ کہ ہمبستری کے وقت کہ شوہر دیدہ اور شوہر نادیدہ عورت میں فرق کیا جائے۔ اگر آپ معاہدہ کی بنا پر دوسرے نکاح سے روکتے ہیں۔ تو شوہر نادیدہ لڑکی کو بھی روکیں اسی لئے تو میں نے ابتدا میں کہا تھا۔کہ اس مسئلہ میں آپ صاحبان کی مثال "آدھا تیتر اور آدھا بٹیر" کی ہے۔

سوم یہ کہ معاہدہ طرفین سے ہوتا ہے پس اگر عورت کو اُس کا خاوند مر جانے کے بعد دوسرا خاوند کرنا خلاف معاہدہ ہے تو کیا مرد کے لئے عورت کے فوت ہو جانے پر دوسری عورت کرلینا خلاف معاہدہ نہیں؟ ہاہا! کیسی بے انصافی ہے کہ مرد تو بجے بعد دیگرے دس دس بیویاں کرتے جائیں اور ہفتہ وار اخباروں میں **جلی حروف میں شادی کے لئے کھلے اشتہارات دیئے** جائیں اور ایک سولہ سالہ نوجوان لڑکی کو جو صرف چند شب اپنے پتی کے پاس رہی اور اب قضائے الٰہی سے اُس کا خاوند فوت ہوگیا۔دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں بے ایمان بنایا جاتا ہے تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ (یہ تو پھر بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے)۔

لالہ وزیر چند اس تقریر سے بہت گھبرائے اور ایسے جھنجھلا کر بولنے لگے کہ علاوہ حجت میں مغلوب ہونے کے آپ کا گلا بھی بیٹھ گیا۔ اور بولے کیا؟ بالکل بے معنے اور بے مطلب

جب کچھ نہ بن سکا تو کہنے لگے۔ کہ جس طرح آپ نے کہا ہے کہ پیغمبر صاحب کی بیویوں سے کسی دوسرے امتی سے اس لئے نکاح کرنا منع کیا گیا ہے کہ وہ اُن کی مائیں ہیں اسطرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ بیوہ عورت اس لئے دوسرا نکاح نہیں کرتی کہ دوسرے لوگ اُس کے لئے بمنزلہ **بھائیوں** کے ہیں۔

مولوی صاحب (بڑی خوشی سے مسکرا کر) ؎

جو نکلے جہاز اُنکا بچکر بھنور سے ۔۔۔ تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

لالہ صاحب! حاضرین سُن رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ آپ اس سوال کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکے اور حاضرین پر اپنا اثر نہیں ڈال سکے کیا اسی برتے پر اور اسی شیخی پر **امریکہ** اور **یورپ** کو فتح کرنا چاہتے ہو۔ آپ تو **تبت** کے **لاموں** کی طرح لاٹھیاں اور سونٹے لیکر گورنمنٹ انگلشیہ صاحب کی توپوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنے گرو پنڈت **دیانند جی** کی طرح اسکا سہل جواب کیوں نہیں دیدیتے کہ وہ **سولہ سالہ** ہاں! **سولہ سالہ** نوجوان لڑکی اپنے طبعی تقاضاؤں کو پورا کرنے کے لئے **نیوگ** کرایا کرے"!

آپ نیوگ کا مسئلہ پبلک کے روبرو بیان کرنے سے کیوں شرم کرتے ہیں؟ مگر اب تو معاملہ ہی دگرگوں ہے آپ نے تو دوسرے نیوگیوں کو اس نیوگن کے بھائی اور باپ بنا دیا ہے۔ جب وہ کسی دوسرے شخص سے بوجہ اسکے کہ وہ اُس کے بھائی اور باپ کی بجائے ہیں نکاح نہیں کر سکتی تو اپنے بھائیوں اور باپوں سے نیوگ کس طرح کرائیگی۔ شرم! شرم!!! +

اس تقریر پر لالہ صاحب کے دانت بیٹھ گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے اور لگو بغلیں جھانکنے اور حامیوں کے مُنہ دیکھنے حاضرین جلسہ کے دلوں پر مولوی صاحب کی تقریر کا نقش جم گیا تھا۔ آپ کو ہر طرف سے شاباش کی صدائیں سنانے لگے اور دعائیں دینے لگے۔ انسپکٹر صاحب پولیس بھی بڑی دلچسپی سے سُنتے رہے اور بڑی ہشیاری سے اپنے منصبی فرائض کو پورا کرتے رہے۔ انتظام بہت خوب تھا۔ اور ہر طرح کا

+ چنانچہ حال ہی میں بھائی پرمانند ایم اے افریقہ کی تیاری کر رہے ہیں لیکن کیا افریقن پبلک جیلینے جی اپنی بیوی کو ہر ۲ مرد کے حوالہ

امن حاصل تھا۔ آخر در و دیوار سے **اسلامی فتح** کا نعرہ اٹھنے لگا۔ بہت سے **سناتن دھرم ہندوں** نے کہا کہ ہمکو آج مولوی صاحب کی زبانی یہ مسئلہ حل ہوا کہ سچ مچ آریہ لوگ اس مسئلے میں نہ ہندو ہیں نہ مسلمان بلکہ بقول مولوی صاحب "آدھے تیتر اور آدھے بٹیر ہیں"

اتنے میں چار بجکر ۴۰ منٹ ہو چکے اور دھرم چرچا کا وقت مقرر پورا ہو گیا۔ مسلمان سب سماج سے بڑی عزت و شان سے رخصت ہوئے اور نماز عصر پڑھ کر سماج کے متصل ہی کھلے میدان میں بعض مسلمانوں کی استدعا سے پھر مجمع کیا۔ پہلے مولوی حاجی حافظ محمد ابراہیم صاحب نے کچھ تقریر کی جس میں وید کی غیر مہذب تعلیم کو بطور مشتے نمونہ از خروارے بیان کیا۔ اور حاضرین کے ذہن نشین کرادیا کہ شائستگی اور تہذیب اسلام سے بڑھکر چھوڑ اسکے برابر بھی کسی مذہب کی تعلیم میں نہیں ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب **شیر پنجاب** سلمہ اللہ اٹھے اور باوجود دو گھنٹے کے تھکے ہوئے ہونے کے آپنے اپنی دلکش تقریر سے حاضرین کو خوش کیا +

اسکے بعد ۲۸ مئی کو مولانا موصوف نے علی گڈھ میں جاکر پنڈت منی جی لاہوری کو بھی یہی سوال کیا۔ مگر وہاں بھی خرگلی ماند کا معاملہ ہوا۔ پنڈت صاحب جواب سے بالکل عاری ہو گئے۔ چنانچہ اس مباحثہ کا اجمالی حال یوں ہے۔ کہ مولانا صاحب نے سوال کیا۔ کہ آریہ سماج کا دعوی ہے کہ جو مذہب نیچرل فلاسفی سے مطابق نہ ہو۔ وہ غلط ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بیوگان کی شادی جنسے خاوند مجامعت کر چکے ہیں کرنے سے سوامی جی منع کرتے ہیں۔ کیا عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی ضرورت نہیں۔ کیا یہ احتیاج قدرتی نہیں اسکا جواب پنڈت جی نے یہ دیا۔ کہ برہمنوں وغیرہ میں شکتی ہوتی ہے وہ اپنے حواس قابو میں رکھتے ہیں۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جس جوان عورت کی شادی آج کی جائے اور ایک ہفتہ بعد وہ بیوہ ہو جائے۔ تو کیا ایک ہی ہفتہ میں اُس کے حواس ایسے ہو گئے۔ اور اگر برہمنوں کے حواس ایسے ہی منضبط ہوتے ہیں تو وہ برہمن جس کی عورت حاملہ ہے۔ اُس کو کیوں نیوگ کی اجازت دی جاتی ہے

کیا وہ چند ماہ تک بھی صبر نہیں کرسکتا۔ یہ جواب سنکر پنڈت منی جی الیسو ہو گئے کہ منہ سے ہی نہ بول سکے۔ اسکو لالہ اثنا رام اڈیٹر سہکاری لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب کو منی جی نے تسلی بخش جواب دیئے تھے۔ براہ مہربانی اس تسلی بخش جواب سے **انوار الاسلام** کو بھی مطلع کریں تاکہ وہ جواب درج کرکے لوگوں کی تشفی کی جائے +

ہم بڑے خوش ہونگے۔ اگر آریہ صاحبان میں سے کوئی صاحب اس سوال کا جواب دیکر پنڈت دیانند جی اور اُن کی سماج کو اس مطالبہ سے سبکدوش کرے +

اڈیٹر

مسلمانوں کے کام کی بات

صاحبان! انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ کا کرشمہ آپ نے دیکھ لیا۔ انجمن نے ہی مولوی صاحب موصوف کو امرتسر سے منگایا اور آریوں کی ترکی تمام کی اُنکا سارا جوش ٹھنڈا کیا۔ اس رسالہ میں ایک **نماز مترجم منظوم** آپ کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اس کو غور سے پڑھیں گے! اور اُس کی قیمت ادا کریں گے یعنی انجمن اشاعت اسلام کی ممبری منظور فرماکر جہاد اکبر میں شریک ہونگے۔ ہر ایک مسلمان کو اس انجمن کا ممبر بنا خدا اور رسول کی عین خوشنودی کا موجب ہے۔ ممبری کی لئے درخواست ہو بنام **مولوی عبد الحکیم صاحب** فنانشل سکرٹری **انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ**۔ انجمن نے اپنا ایک واعظ حال ہی میں افریقہ میں بھیجا ہے۔ کیا آپکو اسلام کے لئے کچھ غیرت نہیں۔ جان و مال اسلام کے لئے فدا کردیں +

ایڈیٹر

دیانندیوں کی غلط بیانیوں کا انکشاف

آج چار ماہ کے بعد ایک نامہ نگار صاحب خیر سے اڈیٹر سنکر دھرم ادنیہ کے نام سے

لائلپور سے جو نمبر لیکر جواب خرگوش سے اُٹھے ہیں۔ ابھی خمار باقی ہے۔ اس لئے پہلے ہی نمبر بابت ماہ مارچ ۱۹۰۶ء میں انوار الاسلام رسالہ نمبر ۵ بابت نومبر ۱۹۰۵ء میں جو اخبار منشی دھار ملتان کی کھلی چٹھی کا جواب شایع ہوا تھا اس کا جواب الجواب لکھ کر اپنی مدہوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ (ایک دو خوشنت نام کھلی چٹھی جو کہ ماہ اکتوبر میں شایع ہوئی تھی میں خیال کرتا تھا کہ مولوی صاحب اس کا جلدی جواب دینگے۔ لیکن اُنکا یکم نومبر کا پرچہ مجکو جنوری میں ملا۔ میرا ارادہ تھا کہ اسلام کی بے لگامی کا حال جو کہ میں نے قرآن میں دیکھا اور پڑھا ہے (جیسا پڑھا ہے ناظرین کے آگے ظاہر ہو جائیگا) اچھی طرح ظاہر کرتا۔ لیکن مولوی صاحب نے اس کا جواب جلدی نہیں دیا) مولوی صاحب نے تو اکتوبر کے بعد نومبر ہی میں جواب دیا تھا آپ تک نہ پہونچا ہوگا۔ یہ بھی کوئی اعتراض ہے۔ بعض اوقات ایسا ہی ہو جاتا ہے۔ آپ اپنے مسافر میگزین کو دیکھ لیں۔ کہ اکتوبر کا مارچ میں نکلا۔ پھر دور نہ جائیے اپنے ہی رسالہ کی سہئیے۔ کہ پہلی مرتبہ اور پھر مارچ کا اپریل میں۔ مگر اس بحث سے کیا فایدہ؟۔

ہمکو آپ کی دروغگوئی پر ضرور افسوس ہے یا دیانندیوں کو جھوٹ بولنا کوئی فرض ہے۔ لہذا ہم آپ کی قرآن دانی کے لئے مبلغ پانچصد روپیہ کا انعام شایع کرتے ہیں اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب ہمیں یا ہمارے معزز دوست منشی محمد منظور الٰہی صاحب کو جو کہ آپکے قریب بھی ہیں اپنی یہ تحریر (جیسا کہ قرآن میں مرقوم ہے ماکانت المتعہ الا رحمۃ اللّٰہ بہا امتہ محمد۔ متعہ ایک رحمت ہے امت محمدیہ پر) مندرجہ دھرم ادیتہ بابت ماہ مارچ صک سطر ۱۵) قرآن کریم کے کسی مقام سے نکالکر دکھادیں تو ہم چہرہ شاہی پانچسو روپیہ نقد بطور انعام دینے کو طیار ہیں۔ اگر نہ نکلا تو پھر ہم نہیں سمجھتے کہ یہ دیانندی کس حوصلہ پر یہ من گھڑت اور غلط تحریریں شایع کر دیتے ہیں۔ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین۔

اور دوسرا انعام اپنی کتب خوانی پر لیجئے۔ آپنے جو رسالہ ہذا کے صد ۱۳ جو کتاب

سے تحریر میں رکھتے ہیں) پر سطرہ سے ارقام فرمایا ہے کہ (مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ شراب طہورا ہے یعنی انگوری شراب) مولوی صاحب کا یہ فرمان تو میرے مولوی صاحب کے جواب میں ہکو یا مولوی صاحب کو آپ دکھا دیں تو اُس کے لئے بھی مبلغ پانچصد نقد انعام دینے کو طیار ہیں یہ دو انعامات اگر آپ حاصل کر لینگے تو آپ کو اپنے رسالہ کی اشاعت میں زیادہ امداد ملے گی۔ دوم پبلک میں بڑی قدر ہوگی ورنہ راستی پسند تو آپ کو ضرور نظر حقارت سے دیکھیں گے میں آپ کی خاطر تمام دیانندی دوستوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ آپ کا اس انعام حاصل کرنے میں ہاتھ بٹائیں اور مجھ سے نقد چہرہ شاہی وصول کریں ❊

اپنی باقی تحریر پر مغرور نہ ہو جایئے گا۔ میں آپ کے فقرے فقرے کا بخیہ اُدھیڑنے کے لئے طیار ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ اپنی غلطی کا پبلک میں اقرار کریں۔ جس سے کم سے کم آپ کی راستی تو معلوم ہو ہی جائے گی ورنہ ع جواب جاہلاں باشد خموشی ❊

آگے آپ کی نادانی ہے جو آپ نے اس حکیم مطلق اور صانع برحق کی لامحدود طاقت کو نظر انداز کر کے صرف محدود طاقت کے اندازے سے اپنی لیاقت کی کہانی کہی ہے۔ سنئے ہم اس محدود طاقت والے ایشور کو جس کا کام موجودہ دنیا کو بنانا اور بگاڑنا ہے وہ بھی روح اور مادہ پر زبردستی قبضہ کرنے کے بعد ورنہ وہ کچھ نہیں کر سکتا خدا نہیں کہتے شاید آپ لفظ زبردستی پر چونک پڑیں تو جھٹ ستیارتھ ص ۲۶۱ پر سوال ۵۵ مع جواب دیکھ لیجئے گا۔ کیوں تکلیف کیجئے سنئے آپ کے سوامی جی لکھتے ہیں جب یہ جیو اور پرکرتی کے تتو ازلی اور پرمیشور کے بنائے نہیں ہیں تو پرمیشور کا اختیار بھی ان پر نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ سب آزاد ہوئے۔ جواب۔ جیسے راجہ اور رعیت ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں اور راجہ کے ماتحت رعیت ہوتی ہے۔ ویسے ہی پرمیشور کی ماتحت جیو اور مادی اشیا ہیں جب پرمیشور سب مخلوق کے بنانے والا اور جیووں کے اعمال کا ثمرہ دینے والا سب کا ٹھیک ٹھیک محافظ اور لامحدود طاقت والا ہے تو محدود طاقت والا (جیو) اور مادی اشیاء اس کے

ت کیوں نہ ہوں ؟) ظاہر ہے کہ طافت کے محدود اور لامحدود ہونے کا حال ایک
نزل قوت آزمائی کے بعد معلوم ہوا ہوگا۔ جب ایک نے دوسرے کو پچھاڑا ہوگا
نہ ہرسہ آزاد اور بیکار ہوئے ۔
ہم اسکو خدا کہتے ہیں جو خالق اکبر ہے اور صنعت خلق جس کی ذات میں ہے
خلق کے معنے کسی عربی طالب علم سے پوچھ لیجئے گا) جو موجودہ دنیا کے علاوہ
جو چاہے بنا سکتا ہے جس کی صفائی کو انسانی عقل احاطہ نہیں کر سکتی ۔
پس اگر ایسے صناع نے جس کا ثانی نہیں ممکن ہے کہ کوئی ایسی جگہ بھی بنائی ہو
ں بعد انقطاع تعلق روح وجسم انسان رہے اور جہاں دودھ سے زیادہ سفید
شہد سے زیادہ شیریں دریا بھی ہوں اور شراب طہورا یعنی وہ چیز جو دلکو جب
سوی اللہ سے پاک کرے ہو اور ایسی باتیں کیا اس کے سامنے ان ہونی ہو سکتی ہیں ؟
ں مجھنے کے عدم علم سے عدم وجود بھی لازم آتا ہے ؟
پیارے یوں سمجھئے کہ جب آپ شکم مادر میں ایک مضغہ گوشت کی حالت
س خون سے پرورش پلتے تھے۔ اگر آپ سے کہا جاتا کہ یہاں سے علیحدہ ایک اور
ہے اور موجودہ دنیا کی تعریف کی جاتی ۔ تو آپ یقین کرتے یا نہیں ؟ اسی پر قیاس
لیجئے ۔ سمجھنے کو صرف اسی قدر کافی ہے ۔
آپکا آخری التماس (مولوی صاحب آپ کہیں خواب میں تو نہیں بڑبڑائے ہیں)
لوی صاحب تو نہیں بڑبڑاتے ہاں اگر اپنے آپ کو اپنے خواب میں بڑبڑانے
انکار ہے تو انعام مقررہ ہم سے وصول کیجئے ۔ ورنہ اپنا خواب ہم سے سنئے ۔
بیداری میں آپ سے کسی پادری صاحب سے گفتگو ہوئی ہوگی ۔ اور بائیبل کی انگوری
راب اور حضرت لوط کے ایک بے اصل واقعہ کا ذکر آیا ہوگا جس کو آپ اس
ب کی حالت میں ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں ۔ اگر یہی حال ہے ۔ تو بس

گر نہیں گنبد وہیں بلا ست کار طفلاں تمام خواہد شد

ے راستباز ہونے ہیں تو کوئی شک نہیں ۔ ڈبل شہادت موجود ۔ مگر ہمکو افسوس

ہے کہ آپ کی اس راستی پر کیا آپکے ہمخیال بھی شرمندہ نہ ہوتے ہونگے۔ اگر وہ بھی اس مبارک خیال کے مالک ہیں تو پھر قریب ہے کہ راستی کا نام ونشان آپ لوگوں کے لئے مفقود ہو جاوے + آپکا سچا رہنما ماسٹر بشیر احمد از سیتاپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آریہ قوم کے خدا ترس اور نیک نہاد شریف جواں مردوں کیلئے ایک نصیحت

قبل اسکے کہ ہم احقاق حق اور ابطال باطل پر قلم اٹھائیں اور تہذیب الاسلام کے مصنف کی گالی گلوچ اور ناول بیانی سے اعراض کرتے ہوئے اور اپنے کرم کرم کو یاد کرتے ہوئے آریہ قوم سے مخاطب ہوں۔ اسقدر بیان کر دینا ازبس ضروری اور لابدی ہے کہ آریہ قوم کے شریف اور متین جوانمردوں کی خدمت میں صدق دل سے ایک اپیل کریں تاکہ جو شریف النفس اور کریم خاطر لوگ ہیں وہ اسپر وچار کرکے ہماری دام دیں اور جو حق سے نفرت اور ناحق سے محبت کرتے ہیں وہ اپنی راہ لیں۔ اور اپنے اعمال کے نتائج کے منتظر رہیں پیشتر اس کے کہ میں اصل امر پیش کروں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ایسے الفاظ بیان کرنا کہ وہ معاذ اللہ اینٹ۔ پتھر۔ سب سے بڑا فریبی۔ مکار۔ دغاباز۔ مخولیا۔ ٹھٹھولی۔ بنارسی ٹھگوں کا سردار۔ ظالم نابکار وغیرہ وغیرہ کے ظالمانہ الفاظ بولنا اور لکھنا کونسی متانت اور دیانت وامانت اور

نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اگر غور کرو تو اللہ تعالیٰ ہندوؤں اور آریوں اور مسلمانوں کا ایک ہی ہے۔ مگر یہ کیسی بیحیائی اور بیباکی ہے۔ کہ اللہ پاک کے حق میں ایسے نابکار اور اوباشانہ الفاظ بولے جاویں۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں تفرقہ اور فساد کا بیج بویا جاوے۔ کیا آگے اس ملک ہندوستان کو باہمی تفرقہ نے تھوڑا برباد کیا ہے۔ جواب نئے سرے سے تخم ریزی کیجاتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ وہ کون بدبخت نااہل مسلمان ہے۔ جو اللہ کو ایسے الفاظ سے یاد کرکے اپنی نجات اور استعانت اور مہمانی گردیدہ رہاہے۔ یا ہوگا۔ جس سے دھرم پال مسلمانوں کو ہٹانا چاہتا ہے۔ اگر ایسے بیہودہ نام اللہ پاک کے حق میں آج تک کسی مسلم نے استعمال نہیں کئے۔ تو پھر تحصیل ناحق کے لئے کیوں زہر اگلا ہے۔ اور پبلک کا کیوں ناحق دل دکھایا گیا +

واضح ہو کہ لالہ دھرم پال خود تو اسلام پر اعتراض کرنے میں نہ صرف قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے اندر اندر رہے ہیں۔ بلکہ جو لنبی متروک مردود حدیث۔ روایت۔ تاریخ۔ یا تفسیر ہاتھ لگی ہے۔ وہیں اسپر اس طرح خاطر جمع ہو کر اعتراض کر رہا ہے گویا کہ وہ اہل اسلام پر بجائے خود اتمام حجت کر رہے ہیں۔ اور قرآن ہوتے ہوئے احوال الانبیاء سے ناحق تیس صفحات سیاہ کر ڈالے ہیں (تہذیب الاسلام حصہ اول) اور بعض اوقات کسی فارسی تاریخ طبری اور مثنوی مولانا روم کے شاعرانہ اشعار پر ہی اترا رہے ہیں (دیکھو آریہ مسافر بابت مئی ۱۹۰۳ء) اور گمان کرتے ہیں کہ گویا اسلام کو پامال کر ڈالا۔ پس اسلام کو ان کتابوں سے کیا تعلق اور اہل اسلام کو قرآن چھوڑ کر ان سے کیا واسطہ؟ واضح ہو کہ یہ سخت ناانصافی اور دھوکا دہی ہے کہ خود تو لکھتے ہیں کہ ہم ویدوں کے کسی بھی اردو ترجمہ کو مستند ماننے کے لئے طیار نہیں۔ کیونکہ لشکری بولی اور گنواروں اور ان پڑھوں کی زبان یعنی اردو وید کے اصطلاحات کے متحمل نہیں جو سنسکرت میں بیان کی جا سکتی ہیں (تہذیب الاسلام صفحہ ۳۱) +

مگر میں پوچھتا ہوں کہ جبکہ اردو زبان کے تراجم غیر مستند ہوئے۔ تو علم اور گیان

جس پر تمہاری مکتی یعنی نجات منحصر ہے وہ تمہیں کس طرح میسر آئی۔ کس معتبر لشکری بھکر اُردو سے تمہیں بھگوان نصیب ہوا۔ اول تو ہر زبان میں تنو سال کے بعد تغیر عظیم وقوعیں آکر کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ایک ارب چھیانوے کروڑ کئی لاکھ سال کی پُرانی تبتی سنسکرت کو تم نے کس طرح پڑھا۔ کس نے پڑھایا۔ لشکری زبان (اردو) کو ترک کرکے آپ کو کس طرح سمجھایا اگر نہ ہو تو آپ نے نہ آپکے اُستاد مجہول الاسم نے دو ارب برس کی زبان کو سیکھا تو پھر ویدوں کا ارتھ اور ایشور کا گیان کس طرح آپ پر ظاہر ہوا۔ چونکہ بقول آپکے اردو تراجم مستند نہیں۔ لہذا جس قدر تراجم اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اور لیکھرام نے اردو میں دفتر سیاہ کیا ہے۔ وہ بقول آپکے فضول اور مطلب برآری کے لئے نامعقول ہے۔ سو جس صورت میں تمام اردو تراجم غیر مستند یا غیر صحیح ہیں تو تمہاری اردو کی تصانیف کیونکر مستند اور قابل اعتبار ہے پس جبکہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے ساختہ پرداختہ کو تم نے لغو ٹھیرایا۔ تو تمہاری خرافات پران غیر مفید تراجم سے بڑھ کر کونسا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے۔ جو کسی کو فایدہ بخش سکے +

میں اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے لکھتا ہوں کہ جب آپ لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ویدوں کی طرف اشارہ بھی کرے کیونکہ تراجم پر تم نے خود قلم پھیر دی ہے۔ پھر یہ کیا ظلم ہے۔ کہ اہل اسلام کی الہامی کتاب قرآن کریم کو ترک کرتے قصجات اور شاعرانہ خرافات پر زہر اُگلا جاوے۔ کیا آپ خوش ہونگے۔ اگر ہم پرانوں اور کالیداس کے ولولہ انگیز افسانوں اور منوجی کے اقوال اور مہدی دھر اور سائیں وغیرہ مہاتما پنڈتوں کے اقوال پیش کرکے آریہ مت کی اُدھیڑبن کریں۔ اگر یہ ہو کہ مذکورہ بالا اصحاب اور اُن کی کتابیں ویدک اُصول اور تراجم کے مطابق ہیں لہذا آریہ سماج ان کے جوابدہ ہیں۔ تو پھر یہ کیوں نہیں سمجھ میں آسکتا۔ کہ وہ مسلمان شاعروں اور مسلمان مورخوں اور غیر معتبر کتب مثل احوال الانبیا وغیرہ میں جو قصے مندرج ہیں۔ اور وہ قرآن سے صریح مخالف پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کے مسلمان جواب دہ نہیں ہوسکتے

یعنی جب تم لوگ اپنے بچاؤ کے لئے نہ صرف ویدک تراجم اور اُردو ستیارتھ پرکاش وغیرہ سے دست بردار ہو جاتے ہو تا کوئی اعتراض نہ کر دے تو پھر یارو ایک بے ایمانی اور انصاف کا خون کرنا ہے کہ مسلمانوں کا دل چھیلنے کے لئے قرآن پر ہی بس نہیں کرتے بلکہ جو کچھ سامنے آیا۔ وہیں نجاست پر مکھی کی طرح گر پڑے اور اسلام کو بدنام کرنا شروع کر دیا۔ پس اگر یہی طریق بد ترک نہیں کرنا اور ناحق پبلک کا دل دکھانا آپ لوگوں کا منشا ہے تو پھر یاد رہے کہ ہم منو اور پران اور مہابھارت اور رامائن اور کالیداس مہی دھر اور سائن وغیرہ کے تمام اقوال اور خرافات آریوں اور انکے بزرگوں کی طرف منسوب کرینگے۔ جو ویدک دھرم کے قدیم خادم ہیں۔ پھر جتنا مغالطہ ویدک اُصول کے سمجھنے میں پبلک کو لگے گا۔ اُس کے آپ لوگ بھی ذمہ وار ہونگے کونسا بدبخت نااہل ہے جو اس نیک اُصول اور دانا کے مقولہ معقول پر عملدرآمد نہیں کرتا یا نہیں کرنا چاہتا ع ہرچہ برائے خود مپسندی بردگراں مپسند +

پس میرے صاحبو! لالہ دھرم پال کی چالاکی اس نا انصافی پر ہی بس نہیں۔ بلکہ وہ بعض اوقات نہایت گندہ جھوٹ بولکر بھی پبلک کو دھوکا دیدیا کرتے ہیں اور ضد یا تعصب میں ہو کر صحیح حوالہ کو بھی خورد برد کر جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ رسالہ **نورالدین** کے ذیل کے دیانندی قول کا تہذیب الاسلام کے صفحہ ۲۸۵ میں انکار کرتے ہیں۔ کہ یہ قول **یا عبارت من گھڑت** ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ ابتدائے عالم میں ہزاروں ہزار جوان مرد جوان عورتیں یک لخت زمین سے پیدا ہو گئی تھیں پس جس کو شک ہو تو مستند ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۲۹۴ دیکھ لے اور جھوٹے کے مُنہ میں خاک ڈالے۔ مگر آجکل تو مستند اور غیر مستند کا بھی جھگڑا ہوگا۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا کیا ہوا ترجمہ گذشتہ سنہ ۱۹۰۴ء میں ملیامیٹ ہو چکا اور اب لالہ درشنانند جی نے سنہ ۱۹۰۴ء کی مستند ستیارتھ کا بھی خاکہ اُڑا دیا ہے اور کہدیا ہے کہ آیندہ نسل کے لئے یہ کتاب کافی نہیں۔ پھر صحیح ہو کر طبع ہوو ے خدا جانے دیانند کی تصانیف پر اُسے کون پتھر پڑے کہ چند سال میں اُن کی موت

ے بعد کئی ایک اڈیشن چھپ چکے خوب ویدک ارتھ پبلک کے پیش کیا۔ جس کی
اُدھیڑبن اور قطع برید ایسی جلدی ہوئی کہ تحریف اور تبدیل میں عیسائیوں کے بھی
کان کاٹ ڈالے +

سوامی جی کی تصانیف کا ہم کیا ذکر کریں اور کس سے شکایت کریں کہ حجامت
کرتے ہی اولے پڑے۔ بہتر تھا کہ پردہ پوشی میں گذارہ کرتے رہتے۔ مگر اب رہی سہی عزت
آریوں کی نئے مہاشہ نے تباہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ہمارا ارادہ نہ تھا۔ کہ آریوں کے
مذہب پر اعتراض اور نکتہ چینی کریں۔ لیکن یہاں تک دست درازی اور منہ پھٹ
زبان درازی درانتی کی طرح چلائی گئی۔ کہ ... دیوانہ کی طرح ہر خاص و عام اور دوست
دشمن کو کاٹا جاتا ہے اور کوئی بھی اُن کی بے محل عیب بینی سے بچ نہیں سکتا
باوجود اعتراضوں کے جواب ملنے پر پھر اس اعتراض کو گایا جاتا ہے۔ جس کا جواب
قلع قمع ہو چکا ہے تو ہم نے مناسب سمجھا۔ کہ ہم بھی کچھ اپنا ٹھاٹھ بدلیں۔ یعنی تہذیب
کے جواب دینے میں نہ صرف اعتراضات کا جواب ہی دیں بلکہ اُن کے اُصول کا
کا بھی ساتھ ساتھ بخیہ اُدھیڑنا ازبس ضروری قرار دیں تاکہ انکو معلوم ہو جاوے کہ دھرم پال
آریہ مت کے لئے واقعی دھرم پال تھا یا دھرم گال تھا۔ جس کو ناحق یونہی بانس پر چڑھا
ہوا ہے۔ سنا تھا کہ کوئی لونڈا آریہ ہو گیا ہے یا ہو جائیگا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ بقول
سوامی دیانند آریہ ہونا بھی محال ہے۔ کیونکہ کون ہے جو چارسو سال کا ہو کر آنند رآریہ کہلا
سکے (ستیارتھ پرکاش ص ۵) اور قریباً ۵۰ سال کا ہو کر بیاہ کرے اور کون آریہ ہے جو بقول دیانند
(سنسکار ودھی ص ۳۷) حیض ... ۱۰-۱۲ راتوں میں ... کرنے سے لونڈا (لڑکا) پیدا کرے
اور ۷ اور ۹ کو لونڈیا وغیرہ وغیرہ اور وید ونکو انکی انگوں سمیت چھ سال میں ختم کر سکے اور مردہ کو حسب دیانند
چھٹانک عود کستوری روغن اور صندل وغیرہ دو سو روپیہ کی لاگت میں جلا سکے اور بقول گرہستی جی یعنی
آریہ ہوں اور سندھیوا پاسن وغیرہ میں کم از کم سو روپیہ ماہوار خرچ کر سکے دآریہ مسافر بابت ماہ ستمبر ۱۹ء
اپنی جوان بیوہ لڑکی یا بہن کو بھری مجلس میں عمر بھر کے لئے نالائق نیوگی مردوں کے سپرد کرے
اور عورتوں مردوں کو گانے ساز بجانے ناچنے سُر میں لگانے وغیرہ ڈومنوں اور میراسیوں

باقی